

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
فِي فَرْقِ الْمَلَكِ

عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْكَرْمِ
أَوْ تَرْقِيهِ

فَتْحُ الْبَيِّنَاتِ
ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِي
تَرْجُومَةُ صَحِيحِ نَجَائِي

٩٨٧

تَقْدِيمُ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

تَقْدِيمُ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

خَاتَمُ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
نَبِيُّ الْوَحْيِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

مَكْتَبَةُ صَحِيحِ الْحَدِيثِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فَيْضُ الْبَيِّنَاتِ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحَسَنِ سَيِّدِ الْكَوْنِ

الرُّؤُوسِ

فَتْحُ الْبَيِّنَاتِ

ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِي

تَرْجُومَةُ

تَقْدِيرُهُ

تَصْدِيرُهُ

عَلَامَةُ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَمِيلٍ الْحَمِيدِ

www.KitaboSunnat.com

بِحَسَنِ اِهْتِمَامِ

عَبْدُ الْلَطِيفِ رَبَّانِي

مَكْتَبَةُ صَحَابَةِ الْحَدِيثِ

خَافِظُ بَيْتِ لَازِهِ مَجْهَلِي مَسْنَدِي
نِيوَارْدُو بَازَارِ لَاهُورِ

فیض البای

علامہ مُحَمَّد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح البای

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

www.KitaboSunnat.com

جلد ۷

تقدیم

حافظ محمد اسماعیل اسد قادری

تصدیر

حافظ محمد اسماعیل الخطیب

بہ حسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی مدیر

حافظ پلازہ منجھل منڈی

نیوآرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ احسان الحدیث

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

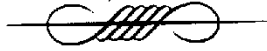
244.1

اسب ورف

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد سوم



مصنف	علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ
دوسرا ایڈیشن	اگست 2009ء
ناشر	www.KitaboSunnat.com
قیمت کامل سیٹ	10000
کمپوزنگ و ڈیزائننگ	حافظ عبدالغفار
	0321-416-22-60
	ڈسٹری بیوٹر
	مکتبہ اخوت
	8.7.5
	7235951

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، چھٹی منڈی اردو بازار لاہور۔

042-7321823, 0301-4227379

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

www.KitaboSunnat.com

باب ہے منیٰ میں نماز پڑھنے کے بیان میں

بَابُ الصَّلَاةِ بِمَنَى

فائدہ: یعنی چار رکعت نماز کو قصر کر کے پڑھا جائے یا نہیں اور یہ بحث نماز کے قصر کرنے کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

۱۵۴۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی یعنی چار رکعت کے بدلے صرف دو رکعت ہی پڑھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہی رکعت نماز پڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے ابتداء میں دو ہی رکعت نماز پڑھی۔

۱۵۴۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنَى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدَرًا مِنْ خِلَافَتِهِ.

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ اور آپ کے تینوں خلیفوں نے چار رکعت کی نماز قصر کر کے دو رکعت پڑھی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اخیر میں پوری نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دنوں میں منیٰ میں چار رکعت کی نماز کو قصر کیا جائے۔ (فتح وفيه الطائفة للترجمة)

۱۵۴۶۔ حضرت حارث بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھائی اور حالانکہ ہم اس وقت سب وقتوں سے زیادہ تر گنتی میں اور زیادہ تر امن میں تھے۔

۱۵۴۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَأَمْنُهُ بِمَنَى رَكْعَتَيْنِ.

فائدہ: خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستائیں گے تم کو کافر تو ظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کافروں کے ستانے کا ڈر

نہ ہو تو نماز کو قصر کرنا درست نہیں جیسے کہ قید ان خفتم الآية اس پر دلالت کرتی ہے تو غرض ابن وہب کی یہ ہے کہ آیت میں خوف کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں پس سفر میں ہر وقت نماز کو قصر کرنا درست ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نہایت امن کے وقت نماز قصر کی ہے اور مراد منیٰ میں نماز پڑھنا ہے۔ و فیہ المطابۃ للخریۃ۔

۱۵۴۷۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں نماز پڑھی یعنی چار رکعت نماز قصر کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں پھر جدا جدا ہوئیں تمہاری راہیں یعنی نماز کے قصر کرنے اور پورا پڑھنے میں تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہوا پس کاش حصہ میرا کہ چار رکعتوں سے (کہ عثمان پڑھتے ہیں) دو رکعتیں مقبول ہوتیں پس کاش کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی چار رکعت کی نماز کو قصر کر کے دو رکعت پڑھتے جیسے کہ حضرت ﷺ اور آپ کے یاروں نے پڑھی ہے۔

۱۵۴۷۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِكُمْ الطُّرُقُ فَيَا لَيْتَ حَظِي مِنْ أَرْبَعٍ رَكْعَتَيْنِ مُتَقَبَّلَتَيْنِ.

فائدہ: داؤدی نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خوف کیا اس سے کہ چار رکعتیں کافی نہ ہوں پس انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تابعداری کی اس واسطے کہ ان کے خلاف کو برا جانا اور اپنے اعتقاد کی خبر دی اور اس کے غیر نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ اگر چار رکعتیں پڑھے گا تو تکلف کرے گا پس کاش کہ وہ چار رکعتیں مقبول ہوں جیسے کہ دو رکعتیں مقبول ہوتیں ہیں اور ظاہر بات یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ قول بطور تہویض الی اللہ کے کہا ہے یعنی ان کے قبول ہونے اور قبول نہ ہونے کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ اللہ جانے چار رکعتوں میں سے دو رکعتیں بھی قبول ہوں یا نہ ہوں واسطے نہ واقف ہونے اس کے غیب پر اور شاید کہ خدا اس کی نماز قبول کرے یا نہ سو اس نے تمنا کی کہ میں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار رکعتیں پڑھتا ہوں تو ان میں سے میری دو ہی رکعتیں قبول ہو جائیں اگرچہ زیادہ قبول نہ ہوں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسافر کو اختیار ہے کہ خواہ پوری نماز پڑھے یا قصر کرے لیکن دو رکعت کا پڑھنا ضروری ہے اور اس سے کم نہ کرے باوجود اس کے کہ وہ خوف کرتا ہو کہ شاید اس سے کچھ نماز بھی قبول نہ ہو پس حاصل اس کا یہ ہے کہ اس نے کہا کہ میں تو صرف عثمان کی تابعداری کے واسطے پوری نماز پڑھتا ہوں اور کاش کہ چار رکعتوں سے میری دو ہی رکعتیں قبول ہوں اور اس

حدیث کے باقی فائدے پہلے گزر چکے ہیں۔ (فتح) اس سے بھی معلوم ہوا کہ منیٰ میں نماز کو قصر کیا جائے۔ وفيه المطابقة للترجمة

عرفات میں نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کا بیان

۱۵۳۸۔ ام الفضل رحمہا (ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ماں) سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں نے حضرت ﷺ کے روزے کا شک کیا کہ آپ ﷺ روزے سے ہیں یا نہیں سو میں نے حضرت ﷺ کی طرف شربت بھیجا سو آپ ﷺ نے اس کو پیا۔

www.KitaboSunnat.com

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

۱۵۴۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ شَكَ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ عرفات میں حاجی روزہ نہ رکھیں تاکہ اس سے ضعف پیدا نہ ہو واسطے

اتباع حضرت ﷺ کے اس لیے کہ آپ ﷺ کی اتباع میں ہی آسانی ہے۔ (تیسیر) وفيه المطابقة للترجمة۔

منیٰ سے عرفات کی طرف جاتے وقت لبیک اور

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مَنَى

اللہ اکبر کہنے کا بیان

إِلَى عَرَفَةَ

فائدہ: یعنی لبیک اور تکبیر کہنا جائز ہے اور غرض امام بخاری کی اس ترجمے سے رد کرنا ہے اس شخص پر کہ کہتا ہے کہ

محرم جب نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو چلے تو لبیک کہنا موقوف کر دے اور اس کی تفصیلی بحث چودہ

ابواب کے بعد آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۱۵۳۹۔ محمد بن ابی بکر ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس حال میں کہ وہ دونوں صبح کو

منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے پوچھا کہ تم اس دن

یعنی عرفہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ کس طرح کیا کرتے تھے

سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لبیک کہتا تھا ہم میں سے لبیک کہنے والا

سو اس پر کوئی انکار نہ کرتا تھا اور تکبیر کہتا تھا تکبیر کہنے والا سو

اس پر کوئی انکار نہ کرتا تھا۔ (ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ اور

کچھ لوگ تکبیر کہہ رہے تھے)۔

۱۵۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ

سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مَنَى

إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا

الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَهْلُ مِنَّا الْمُهْلُ فَلَا يُنْكِرُ

عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی سلمہ نے کہا کہ عبد اللہ کے باپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی

موافق حدیث محمد بن ابی بکر کے اور اس میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ عبد اللہ نے کہا ہے عید اللہ سے کہ عجب ہے واسطے تمہارے کہ تم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں نہیں پوچھا کہ حضرت ﷺ اس دن کیا کرتے تھے اور مراد ابی سلمہ کی اس سے یہ ہے کہ افضل کام پر ثواب حاصل ہوتا ہے اس واسطے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی کو لمبیک اور تکبیر میں اختیار ہے خواہ لمبیک کہے یا تکبیر اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کو اس پر برقرار رکھا، سو اس نے ارادہ کیا کہ حضرت ﷺ کا فعل معلوم کرے تاکہ دونوں کاموں میں سے افضل کام معلوم ہو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بیان آئے گا۔ (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ نوں ذی الحجہ کی صبح کے دن عرفات کو جاتے وقت لمبیک اور تکبیر کہنا دونوں درست ہیں و فیہ المطابۃ للترجمۃ اور طیبی نے کہا کہ حاجیوں کو اس دن تکبیر کہنی جائز ہے مانند اور اذکار کے لیکن سنت نہیں بلکہ سنت ان کے لیے لمبیک کہنا ہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر ماریں یعنی جب اس کو پہلے کنکر ماریں پس اس وقت ہی لمبیک کہنا موقوف کریں۔ (ع)

بَابُ التَّهَجُّبِ بِالرَّوَّاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ
عرفہ کے دن سخت گرمی میں یعنی دوپہر کو جانا
یعنی مقام نمرہ سے

فائدہ: اور نمرہ نام ہے ایک پہاڑ کا کہ حرم مکہ کی زمین وہاں تمام ہوتی ہے اور عرفات حل میں ہے اور نمرہ کا کچھ حصہ حرم سے باہر ہے اور زیادہ حرم میں ہے اور عرفات اور حرم کے درمیان ہے۔

۱۵۵۰۔ سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبد المالک بن مروان نے حجاج کی طرف خط لکھا اور حجاج عبد المالک کی طرف سے مکہ پر حاکم تھا کہ حج کے احکام میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما آئے اور میں ان کے ساتھ تھا عرفہ کے دن جب سورج ڈھلا سو انہوں نے حجاج کے خیمہ کے نزدیک بلند آواز سے کہا: حجاج کہاں ہے سو حجاج باہر آیا اس حال میں کہ اس پر کسبے والا تہ بند تھا سو اس نے کہا اے ابا عبد الرحمن (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تم کیا کہتے ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو جلدی باہر آ تو حجاج نے کہا کہ اسی وقت باہر آؤں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں حجاج نے کہا کہ مجھ کو تھوڑی سی مہلت دے دو یہاں تک کہ میں اپنے سر پر پانی ڈالوں یعنی غسل کروں پھر باہر آؤں

۱۵۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ لَا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُورَاقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعْصِفَةٌ فَقَالَ مَالِكُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ الرَّوَّاحُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السَّنَةَ قَالَ هَذِهِ السَّاعَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَانْظُرْنِي حَتَّى أَفِيضَ عَلَى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرَجُ فَنَزَلَ حَتَّى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السَّنَةَ فَأَقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ

الْوُقُوفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ صَدَقَ.

سو ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اترے اور بیٹھ گئے یہاں تک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا سو میں

(سالم) نے کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو خطبے کو چھوٹا کر اور وقوف عرفات کے لیے جلدی کر کہ وہاں چل کر وقوف کریں سو حجاج عبد اللہ کی طرف دیکھنے لگا سو جب عبد اللہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا کہ سالم کی بات درست ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت گرمی میں عرفات کو جائے اس واسطے کہ جب سالم نے حجاج کو وقوف عرفات کے لیے جلدی کرنے کو کہا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی تصدیق کی اور نیز حجاج نے کہا کہ اسی وقت باہر آؤں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسی وقت اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا و فیہ المطاہۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وقوف عرفات کے لیے حاجی غسل کرے اس واسطے کہ حجاج نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا کہ میرا انتظار کرو اور انہوں نے اس کا انتظار کیا اور یہ مستحب ہے نزدیک اہل علم کے اور مؤطا امام مالک میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ وقوف عرفات کے لیے عرفہ کی شام کو نہایا کرتے تھے اور طحاوی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے اس شخص کے کہ محرم کے واسطے کسب کپڑے کو جائز کہتا ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس طرح کے کہ حجاج بڑے بڑے منکرات سے پرہیز نہ کرتا تھا مانند خوزیزی وغیرہ کے پس کسب کپڑے سے بچنے کا تو کیا ذکر ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اس لیے منع نہ کیا کہ وہ جانتے تھے کہ یہ نامراد نہیں مانے گا اور نیز یہ بھی جانتے تھے کہ لوگ اس میں اس کی پیروی نہ کریں گے اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ حجت پکڑنی تو ساتھ عدم انکار ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے۔ پس ان کے انکار نہ کرنے سے حجت پکڑیں گے لوگ بیچ اعتقاد جواز کے وقد تقدم الکلام علی مسئلۃ المعصفر فی باب اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کا قائم کرنا خلیفوں کے سپرد ہے اور یہ کہ امیر دین کے کام میں اہل علم کے قول پر عمل کرے اور یہ کہ عالموں کو بادشاہوں کے پاس جانا درست ہے۔ اس میں ان پر کچھ عیب نہیں اور یہ کہ شاگرد کو استاد کے ہوتے ہوئے بادشاہ کے پاس فتویٰ دینا درست ہے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا علو علم میں واسطے جاننے کے حجاج کی طرف سماع اس چیز کے کہ اس نے سالم سے سنی اس کے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر انکار نہ کیا اور یہ کہ فاجر گنہگار کو سنتوں کا کہنا درست ہے واسطے نفع لوگوں کے اور یہ کہ جائز ہے احتمال مفسدہ خفیف کا واسطے حاصل کرنے کی بڑی مصلحت کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کے پاس گئے اور ان کو حج کے احکام سکھائے اور اس حدیث میں حرص ہے اوپر پھلانے علم کے واسطے نفع اٹھانے لوگوں کے ساتھ اس کے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے اور یہ کہ سورج ڈھلنے کے وقت عرفہ کی

مسجد کی طرف متوجہ ہونا اور نماز ظہر اور عصر کو اول وقت میں جمع کر کے ادا کرنا سنت ہے۔ اور غسل وغیرہ متعلقات نماز میں مشغول ہونے کے ساتھ تاخیر ہونا مفسر نہیں۔ (فتح)

عرفات میں جانور پر وقوف کرنے کا بیان

بَابُ الْوُقُوفِ عَلَى الدَّائِيَةِ بِعَرَفَةَ

۱۵۵۱۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عرفہ کے دن اس کے نزدیک حضرت ﷺ کے روزے کے بارے میں جھگڑے یعنی بعض نے کہا کہ آپ ﷺ روزہ دار ہیں اور بعض نے کہا کہ روزہ دار نہیں سو میں نے آپ ﷺ کی طرف دو دھ کا پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر کھڑے تھے سو آپ ﷺ نے اس کو پیا۔

۱۵۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ فَشَرِبَهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میدان عرفات میں سواری پر کھڑے ہونا یعنی ٹھہرنا درست ہے۔ کہ آپ ﷺ عرفات میں اپنے اونٹ پر کھڑے تھے وفيہ المطابقة للترجمة اور زیادہ تر صریح حدیث یہ ہے جو مسلم میں ہے کہ آپ سوار ہو کر ٹھہرنے کی جگہ آئے سو ہمیشہ کھڑے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوا اور اہل علم کو اس میں اختلاف ہے کہ میدان عرفات میں پاؤں پر کھڑے ہونا افضل ہے یا سوار ہو کر جمہور کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہو کر کھڑے ہونا افضل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے سوار ہو کر وقوف کیا اور قیاس یہی چاہتا ہے اس واسطے کہ سوار ہونے میں مدد ہوتی ہے زیادہ کوشش کرنے کے لیے ہر دعائیں اور عاجزی میں جو اس وقت مطلوب ہے جیسا کہ انہوں نے اسی طرح روزے کے افطار میں ذکر کیا ہے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ سوار ہونا اسی لیے مستحب ہے کہ لوگ اس کی تعلیم کے محتاج ہوں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سواری کی پیٹھ پر کھڑے ہونا درست ہے اور جو حدیث اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے اس پر کہ اس طرح جانور کو دبلا کر ڈالے۔ (فتح)

عرفات میں دو نمازوں کے جمع کرنے کا بیان

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِعَرَفَةَ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ جمع مذکور خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو مسافر ہو یہ قول امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ہے وگرنہ امام مالک اور اوزاعی سے روایت ہے کہ عرفات میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا حج کے احکام کی وجہ سے ہے پس ہر شخص کو جمع کرنا جائز ہے خواہ اسی علاقہ کا رہنے والا

ہو یا دوسرے علاقہ کا اور ابن منذر نے ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ حج کی سنت سے ہے کہ جب سورج ڈھلے تو امام اول وقت جائے سولوگوں کو خطبہ سنائے سہ پہر جب خطبہ سے فارغ ہو تو اترے اور ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر کے پڑھائے اور جو تھا نماز پڑھے اس کے حق میں اختلاف ہے کما سیاتی۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا
فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مَعَ الْإِمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا
اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب ان سے جماعت
کی نماز امام کے ساتھ فوت ہو جاتی تو دونوں نمازوں کو
جمع کر کے پڑھتے

فائدہ: اور یہی مذہب ہے جمہور کا کہ اگر عرفات میں کوئی حاجی تھا نماز پڑھے تو بھی دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھے جیسا کہ امام کے ساتھ جمع کر کے پڑھتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنا خاص اس شخص کے لیے جائز ہے جو امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھے اور صاحبین اور طحاوی رحمہ اللہ اس مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مخالف ہیں اور سب دلیلوں سے زیادہ ترقوی دلیل ان کی یہ فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس نے حضرت ﷺ کی دو نمازوں کے جمع کرنے کی حدیث روایت کی ہے اور باوجود اس کے وہ تھا بھی جمع کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ جمع کرنا صرف امام کے ساتھ خاص نہیں اور ان کے قواعد سے ایک یہ قاعدہ ہے کہ صحابی جب اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف کرے تو دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے نزدیک کوئی مخالف دلیل رائج ظاہر ہوئی ہے اس لیے حسن ظن رکھنے کے ساتھ اس کے لیے لائق ہے یہ کہ کہا جائے کہ حکم صرف اس جگہ کے لیے ہے اور یہ عرفات کی نمازوں کے لیے ہے اور البتہ مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ اور زفر رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو عشاء کی نماز تک تاخیر کرنا واجب ہے اور اگر اس کو راستہ میں پڑھے یعنی مزدلفہ میں پہنچنے سے پہلے تو نماز کو پھر دوبارہ پڑھے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص گویا اس کے جانور کو کوئی عذر ہو تو اس کے لیے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا درست ہے لیکن شفق سرخی کے غائب ہونے کے بعد پڑھے اور مدونہ سے منقول ہے کہ اگر مزدلفہ میں آنے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھے تو نماز کو دوہرائے اور اس طرح اگر شفق سرخی کے غائب ہونے کے بعد اس کو اور عشاء کی نماز کو جمع کرے تو عشاء کو دوہرائے اور اشہب سے روایت ہے کہ اگر شفق ڈوبنے سے پہلے مزدلفہ میں آئے تو جمع کرے اور ابن قاسم نے کہا کہ یہاں تک کہ شفق غائب ہو اور جمہور اہل علم اور شافعیہ کے نزدیک اگر جمع کرے تقدیم یا تاخیر مزدلفہ میں آنے سے پہلے یا بعد میں یا دونوں نمازوں کو جدا جدا پڑھے تو کفایت کرتا ہے لیکن سنت فوت ہو جاتی ہے اور ان کا اختلاف اس پر ختم ہوتا ہے کہ عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا حج کے واسطے ہے یا سفر کے لیے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ عَامَ نَزْلِ بَابِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ إِنْ كُنْتَ تَرِيدُ السَّنَةَ فَهَجِرْ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمَرَ صَدَقَ إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السَّنَةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَفَعَلَى ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ تَتَّبِعُونَ فِي ذَلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ.

سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق حجاج (علیہ ما یتستحقہ) جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے واسطے اترے تو اس نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تم عرفہ کے دن میدان عرفات میں ٹھہرنے کے لیے کیا کرتے تھے یعنی ظہر اور عصر کی نماز وقوف سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں سو سالم رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو عرفہ کے دن سخت گرمی میں نماز پڑھ یعنی بعد زوال کے سو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سالم صحیح کہہ رہے ہیں اس واسطے کہ لوگ ظہر اور عصر کی نماز جمع کیا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے۔ سو میں نے کہا سالم رضی اللہ عنہ سے (یہ زہری کا قول ہے) کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دونوں نمازوں کو عرفہ میں جمع کیا کرتے تھے سو سالم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نہیں تابعداری کرتے مگر صرف ان کی سنت کی میں یعنی اس طرح نمازیں پڑھنے میں مگر سنت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یعنی محض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تابعداری کے لیے ان دو نمازوں کو جمع کرتے تھے یا نہیں اس طرح عمل کرنے میں ہمارا اور تمہارا مقصد صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سنت کی پیروی ہے۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چاروں خلیفوں کے بعد ۳۷ ہجری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے خلیفہ ہوئے اور اس وقت شام کے ملک میں عبد الملک بن مروان حاکم تھا سو اس نے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور گورنر کا نام ہے) کو امیر بنا کر مکے میں بھیجا کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی بیعت لے سو حجاج لشکر لے کر مکے پر چڑھا آیا اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے عبد الملک کی بیعت طلب کی اس نے انکار کیا تو آپس میں لڑائی ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس ظالم نے سولی پر چڑھا دیا اور مکے پر قبضہ کر لیا بعد ازاں اسی سال عبد الملک نے حجاج کو حاجیوں کا امیر مقرر کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ حج کے تمام افعال میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے افعال اور اقوال کی پیروی کرے پس اس حالت میں

اس نے یہ مسئلہ مذکور بھی پوچھا سو سالم نے اس کو کہا کہ اگر تو سنت کی پیروی چاہتا ہے تو سخت گرمی میں نماز پڑھ سو عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے بیٹے کی اس بات سے یہ سمجھا کہ ظہر اور عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھ سو یہ جواب دیا کہ لوگ ان دونوں نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے اور طیبیؒ نے کہا کہ قول اس کا کافی السنۃ حال ہے فاعل یجمعون سے یعنی جو لوگ سنت پر عمل کرنے میں سخت ہیں اور نہایت درجے میں سنت کا اتباع کرتے ہیں۔ یہ حجاج کو تعریض کے واسطے کہا یعنی تو سنت سے منحرف ہے۔

عرفہ کے دن عرفات میں خطبے کو مختصر کرنا

بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

۱۵۵۲۔ سالمؓ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج کی طرف ایک خط لکھا کہ احکام حج میں عبداللہ بن عمرؓ کی پیروی کرے سو جب عرفہ کا دن ہوا تو عبداللہ بن عمرؓ ان کے پاس آئے اور میں ان کے ساتھ تھا جب سورج ڈھلا تو عبداللہ بن عمرؓ نے اس کے خیمہ کے قریب آواز دی کہ حجاج تم کہاں ہو؟ سو حجاج ان کی طرف نکلا تو ابن عمرؓ نے اس کو کہا کہ جلدی کرو حجاج نے کہا کہ اسی وقت تو ابن عمرؓ نے کہا کہ ہاں تو حجاج نے کہا کہ مجھ کو مہلت دے دو تا کہ میں اپنے سر پر پانی ڈال لوں سو ابن عمرؓ سواری سے اترے یہاں تک کہ حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ کے درمیان چلا تو میں نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے دن حضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرے تو خطبے کو مختصر کر اور وقوف عرفات کے لیے جلدی کر یعنی نماز جلدی پڑھ اُس وقت ابن عمرؓ نے کہا کہ سالم نے سچ کہا ہے۔

۱۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ يَأْتِمَرَ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ عَرَفَةَ جَاءَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَأَنَا مَعَهُ حِينَ رَأَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ زَالَتْ فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهِ أَيْنَ هَذَا فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الرِّوَاخُ فَقَالَ الْآنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَنْظِرْنِي أَفِيضُ عَلَيَّ مَاءً فَنَزَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَتَّى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ إِنْ كُنْتُ تَرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السَّنَةَ الْيَوْمَ فَأَقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ صَدَقَ.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ہمارے عراقی اصحاب نے کہا کہ عرفہ کے دن امام مطلق خطبہ نہ پڑھے اور مدینے اور مغرب والے کہتے ہیں کہ خطبہ پڑھے اور یہی قول جمہور کا اور عراقیوں کا قول محمول ہے اس پر کہ اس خطبے کو نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں مانند خطبہ جمعہ کے اور گویا کہ انہوں نے یہ بات امام مالک کے قول سے لی ہے کہ جس نماز کے لیے خطبہ ہے اس میں قرأت پکار کر پڑھی جائے سو کسی نے ان کو کہا کہ عرفہ کے دن خطبہ پکار کر پڑھا جاتا ہے حالانکہ اس میں قرأت پکار کر نہیں پڑھی جاتی تو امام مالکؒ نے کہا کہ یہ تو تعلیم احکام کے لیے ہے۔ یعنی اس

سے معلوم ہوا کہ اس کا نماز کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرنہ کے خطبے کو مختصر کرنا چاہیے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ التَّعْجِيلِ إِلَى الْمَوْقِفِ
وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يُزَادُ فِي هَذَا الْبَابِ
هَذَا الْحَدِيثُ حَدِيثُ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ
شِهَابٍ وَلَكِنِّي أَرِيدُ أَنْ أَدْخِلَ فِيهِ غَيْرَ
مَعَادٍ.

میدانِ عرفات میں ٹھہرنے کے لیے جلدی جانے کا بیان اور ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ نیز زیادہ کی جاتی ہے اس باب کی یہ حدیث یعنی حدیث مالک کی ابن شہاب سے یعنی جو کہ اس سے پہلے باب میں مذکور ہوئی اس واسطے کہ اس باب کا مسئلہ بھی اس میں پایا جاتا ہے کہ وقوف عرفات کے لیے جلدی کرو لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس کتاب میں کوئی حدیث مقرر اور دوبارہ لاؤں۔

فائدہ: بخاری کے اکثر نسخوں میں یہ باب بغیر حدیث کے واقع ہوا ہے۔ اور ابو ذر کی روایت میں یہ باب بالکل ساقط ہے اور بعض میں اس باب کے پیچھے قال ابو عبد اللہ (الخ) واقع ہوا ہے جس کے معنی اوپر گزر چکے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ اس کتاب میں کوئی حدیث مقرر نہ لائی جائے اور جس جگہ تکرار حدیثوں کا واقع ہوا ہے تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تکرار نہیں بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ جدیدہ ضرور پایا جاتا ہے۔ یا تو اسناد میں کہ اول معصن تھا پھر دوسری سند میں سماع ثابت کیا یا دوسری سند میں ایک ایسا راوی ہے کہ پہلے راوی کے علاوہ ہے اور اس سے زیادہ تر حافظ اور اتقن ہے یا متن میں تنقید مہمل ہے یا تفسیر مجمل یا دوسری حدیث میں ایسی زیادتی ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یا ایک جگہ مختصر ہے۔ اور دوسری جگہ تفصیل ہے یا ایک جگہ موصول ہے اور دوسری جگہ معلق اور ایسی جگہ نہایت کم ہے جہاں کہ بے فائدہ مکرر واقع ہو۔ (فتح تبیین)

بَابُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ
عرفات میں ٹھہرنے کا بیان یعنی اس کے سوا کسی اور جگہ

کھڑا نہ ہونا نہ اس سے نیچے اور نہ اُس سے اوپر ۱۵۵۳۔ مطعم بن النضیر سے روایت ہے کہ میں نے اپنا اونٹ گم پایا سو میں اس کو عرنہ کے دن ڈھونڈنے لگا تو میں نے حضرت عائشہؓ کو عرفات میں کھڑے دیکھا تو میں نے کہا یعنی تعجب اور انکار کی وجہ سے قسم ہے اللہ کی کہ یہ قریش میں سے ہے سو اس کو اس جگہ یعنی عرفات میں کیا کام ہے۔

۱۵۵۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
جُبَيْرٍ بْنُ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ كُنْتُ أَطْلُبُ بَعِيرًا
لِي ح وَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
عَمْرُو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ
بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضَلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ

أَطْلَبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِقْفًا بَعْرَةً فَقُلْتُ هَذَا وَاللَّهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَاهُنَا.

فائدہ: مطعم بن السائبؓ کے اس قول کا سبب یہ ہے کہ شیطان نے قریش کو بہکایا ہوا تھا اور ان کو کہا ہوا تھا کہ اگر تم حرم کے سوا کسی اور جگہ کی تعظیم کرو گے تو لوگ تم کو حقیر اور ذلیل جانیں گے اور تمہارے حرم کو کم تر سمجھیں گے سو چاہیے کہ حج اور عمرے میں تم حرم سے باہر نہ نکلو تو قریش اور جو ان کے دین کے تابع تھے مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے واسطے فخر کے لوگوں پر اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ ہیں اور اس کے حرم میں رہنے والے ہیں ہم حرم سے باہر نہیں نکلتے اور قریش کے سوا اور سب لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو حکم ہوا کہ عرفات میں وقوف کریں جیسے کہ اور لوگ کرتے ہیں یعنی جیسے قرآن مجید میں ہے کہ پھر لوٹو تم جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں اور مزدلفہ حرم میں ہے اور عرفات حل میں اور یہ روایت جبیر کی ہجرت سے پہلے کی ہے جس وقت جبیر مسلمان نہ ہوئے تھے اور اس حدیث سے معلوم یہ ہوا کہ مراد آیت ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ میں واپس لوٹنا عرفات سے ہے اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد مزدلفہ سے لوٹنا ہے اس واسطے کہ وہ ذکر کیا گیا ہے ساتھ لفظ ﴿ثُمَّ﴾ کے بعد حکم کرنے کے ساتھ ذکر کے نزدیک مشعر الحرام کے اور بعض مفسرین نے جواب دیا ہے کہ مشعر الحرام کے نزدیک ذکر کرنے کا حکم عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد ہے پس تقدیر یہ ہے کہ جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف لوٹو تو اس کے قریب اللہ کو یاد کرو اور چاہیے کہ ہوتہمارا واپس لوٹنا اس جگہ سے جس سے سب لوگ واپس لوٹتے ہیں سوائے قریش کے (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقوف کی جگہ صرف عرفات ہے اور کسی جگہ میں وقوف کرنا درست نہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۵۵۳۔ عروہ بنی السائبؓ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ لوگ جاہلیت کے زمانے میں ننگے طواف کیا کرتے تھے مگر جس اور جس قریش تھے اور جن کو قریش نے جتا یعنی ان کی لڑکیوں کی اولاد کہ خزاہ اور بنی کنانہ وغیرہ تھے اور قریش لوگوں پر اللہ عطا کرتے تھے یعنی لوگوں کو کپڑے دیتے تھے سو مرد مرد کو کپڑا دیتا تھا کہ وہ اس میں طواف کرتا اور عورت عورت کو کپڑا دیتی تھی کہ وہ اس میں طواف کرتی اور جس کو قریش کپڑا نہ دیتے تھے وہ ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا اور سب لوگ عرفات سے طواف افاضہ کے لیے واپس آتے تھے اور قریش

۱۵۵۴۔ حَدَّثَنَا قُرُوءَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ النَّاسُ يَطُوفُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاءَ إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوفُ فِيهَا وَتُعْطِي الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ الثِّيَابَ تَطُوفُ فِيهَا فَمَنْ لَمْ يُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا

مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے اور ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ عروہ نے مجھ کو عائشہ سے خبر دی کہ یہ آیت قریش کے حق میں اتری ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش مزدلفہ سے واپس لوٹتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ بھی عرفات سے واپس لوٹیں باقی تمام حاجیوں کی طرح۔

وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةَ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَيُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ قَالَ كَانُوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَذَفَعُوا إِلَى عَرَفَاتٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مخاطب اس آیت میں حضرت ﷺ ہیں۔ اور جو لوگ عرفات میں نہ کھڑے ہوتے تھے وہ قریش وغیرہ ہیں اور ضحاک سے روایت ہے کہ مراد ناس سے یہاں ابراہیم علیہ السلام ہیں یا امام مراد ہے اور اس کے غیر سے روایت ہے کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام ہیں اور لفظ ثم کا آیت میں ساتھ معنی واو کے ہے یا تاکید کے لیے ہے۔ محض ترتیب کے لیے نہیں (فتح) اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

عرفات سے واپس روانہ ہونے کے وقت کا بیان یعنی

بَابُ السَّيْرِ إِذَا ذَفَعَ مِنْ عَرَفَةِ

اس کی صفت کا بیان کہ کس طرح چلے

۱۵۵۵۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور حالانکہ میں اس کے قریب ہی بیٹھا تھا کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں کس طرح چلتے تھے جب عرفات سے واپس چلتے تو اس نے کہا کہ درمیانی رفتار سے چلتے تھے یعنی نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ اور جب کشادہ راستہ پاتے تو بہت تیز چلتے تھے اور ہشام نے کہا کہ نص عنق سے زیادہ ہے یعنی عنق میانہ روی کو کہتے ہیں اور نص اُس سے زیادہ تیز رفتار سے چلتے کو کہتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ فجوة کے معنی متع ہیں یعنی فراخ جگہ اور اس کی جمع فجوات اور فجاء آتی ہے اور اس طرح رکوة اور رکاء یعنی رکوة منفرد ہے اور رکاء اس کی جمع ہے پس یہ نظیر و مثال ہے اس بات کی کہ تائید کے لیے فُعْلَۃ کی جمع فعال کے وزن پر بھی آتی ہے اور مناص کے معنی لیس جین فرار ہیں۔ یعنی لفظ مناص کہ قرآن میں

۱۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَسَامَةَ وَآنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَاجَةِ الْوَدَاعِ حِينَ ذَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقُ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَجْوَةٌ مُتَّسِعٌ وَالْجَمْعُ فَجَوَاتٌ وَفَجَاءَ وَكَذَلِكَ رُكُوءَةٌ وَرِكَاءٌ مَنَاصٌ لَيْسَ حِينَ فِرَارٍ.

واقع ہے۔ اس کے معنی بھاگنے کے ہیں اس کے معنی نص کے نہیں جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان عرفات سے مزدلفہ کی طرف سفر کے وقت رفتار کی کیفیت کا بیان ہے کہ مزدلفہ میں جلدی پہنچ کر مغرب کی نماز پڑھی جائے حالانکہ مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ مزدلفہ میں پڑھنی چاہیے سو دونوں مصلحتوں کو جمع کرے کہ رش کے وقت آرام سے چلے اور رش نہ ہو تو تیز رفتاری سے چلے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین حضرت ﷺ کے حالات کی کیفیت پوچھنے کی بہت حرص و کوشش کرتے تھے تاکہ آپ ﷺ کی پیروی کریں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی کو پاؤں اٹھاتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ مزدلفہ میں آئے سو یہ روایت محمول ہے رش کے وقت کے لیے۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حاجی عرفات سے واپس لوٹے تو میانہ چلے اور جب کشادہ راہ پائے تو جلدی چلے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ
فائدہ: یعنی قضائے حاجت وغیرہ کے لیے راستہ میں اترنا جائز ہے اور یہ حج کے احکام میں سے نہیں۔ (فتح)

۱۵۵۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِثُّ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشَّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ.

۱۵۵۶۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ عرفات سے واپس سفر میں تھے تو آپ پہاڑ کے ایک درے کی طرف مڑے سو آپ نے حاجت ادا کی پھر وضو کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت آپ نماز ادا کرنے والے ہیں یعنی مغرب کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے یعنی یہاں نہیں مزدلفہ میں چل کر نماز پڑھیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان قضائے حاجت کے لیے اترنا درست و جائز ہے وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۵۵۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ غَيْرِ أَنَّهُ يَمُرُّ بِالشَّعْبِ فَتَأْخُذُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۵۵۷۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھتے تھے یعنی عشاء کے وقت میں لیکن ان کا یہ حال تھا کہ پہاڑ کے اس درے سے گزرتے تھے کہ جس سے حضرت ﷺ گزرے وہ اس درے میں داخل ہوتے اور اپنی حاجت ادا کرتے یعنی

وَسَلَّمَ فَبَدَّخُلَ فَيَتَفَضَّلُ وَيَتَوَضَّأُ وَلَا يُصَلِّي حَتَّى يُصَلِّيَ بِجَمْعٍ۔
پانچاں وغیرہ پھر وضو کرتے اور نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ مزدلفہ میں پڑھتے۔

فائدہ: جس درے میں حضرت ﷺ نے قضائے حاجت کی تھی اس میں مغرب کی نماز پڑھنے میں اختلاف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں نماز پڑھنے والے پر انکار کرتے تھے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں نماز مگر مزدلفہ میں نمازیں ادا کرنا سنت ہے اور یہی منقول ہے کوفیوں سے اور قاسم کے نزدیک دوہرانا نماز کا واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص غلطی سے مزدلفہ سے پہلے پڑھ لے تو کفایت کرتی ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور جمہور کا (فتح) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اتنا درست وجاز ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة

۱۵۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَوْزَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ قَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوُضُوءَ فَتَوَضَّأَ وَضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَزَكَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى آتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْفَضْلَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يَلْبِسُ حَتَّى بَلَغَ الْجَمْرَةَ۔
۱۵۵۸۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عرفات سے حضرت ﷺ کے پیچھے سوار ہوا سو جب حضرت ﷺ پہاڑ کے بائیں درے میں پہنچے جو مزدلفہ کے قریب ہے تو اپنی اونٹنی بٹھائی اور اتر کر پیشاب کیا پھر تشریف لائے تو میں نے آپ کے ہاتھ پاؤں پر پانی ڈالا تو آپ نے ہلکا وضو کیا یعنی وضو کے اعضاء کو صرف ایک ایک بار دھویا اور بہ نسبت اکثر عادت تشریف کے کم پانی خرچ کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ نماز پڑھنے والے ہیں فرمایا نماز آپ کے آگے ہے۔ سو حضرت ﷺ سوار ہوئے یہاں تک کہ مزدلفہ میں آئے سو آپ نے نماز پڑھی پھر مزدلفہ کی رات کی صبح کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے پیچھے سوار ہوئے کرب نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو خبر دی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مسلسل حضرت ﷺ لہیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں یعنی جب جمرہ عقبہ کو پہلے کنکریاں مارے تو اس وقت سے لہیک کہنا بند کر دے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے ساتھ اسامہ سوار تھے اور جب آپ

مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے ساتھ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سوار تھے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اتنا درست ہے وہی المطابقۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو میں دوسرے آدمی سے مدد لینی درست ہے اور اس حدیث میں فقہاء کے لیے تفصیل ہے اس لیے کہ وہ خالی نہیں اس سے کہ یا تو ہوگی پانی مہیا کرنے میں یا وضو کرنے والے پر پانی ڈالنے میں یا اپنے ہاتھ سے اس کے اعضاء دھونے میں سو پہلی صورت جائز ہے اور تیسری مکروہ اگر عذر ہو تو درست ہے اور دوسری صورت میں اختلاف ہے زیادہ تر صحیح یہ بات ہے کہ وہ مکروہ نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے اور حضرت ﷺ کا یہ فعل یا تو بیان جواز کے لیے تھا اور یا صرف ضرورت کے لیے۔ (فتح)

عرفات سے واپسی کے وقت حضرت ﷺ نے اصحاب کو حکم دیا کہ آرام سے چلو جلدی نہ کرو اور ان کو کوڑے سے اشارہ کیا۔

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالسَّكِينَةِ عِنْدَ الْإِفَاضَةِ وَإِشَارَتِهِ إِلَيْهِمْ
بِالسُّوْطِ.

۱۵۵۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن حضرت ﷺ کے ساتھ عرفات سے واپس لوٹے تو حضرت ﷺ نے اپنے پیچھے بہت شور و غل سنا کہ لوگ اونٹوں کو مارتے ہوئے دوڑاتے آتے ہیں سو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو اپنے اوپر آرام اور قرار کو لازم جانو کہ خود دوڑنا اور اپنے اونٹوں کو دوڑانا کوئی خوبی نہیں اور اعضوا کے معنی اسرعوا کے ہیں یعنی اوضاعوا کا لفظ جو آیت الاوضاعوا خلالکم میں واقع ہوا ہے تو اس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں اور لفظ خلالکم التخلل سے مشتق ہے جس کے معنی درمیان کے ہیں اور آیت فجزنا خلالہما میں جو لفظ خلالہما کا واقع ہوا ہے تو اس کے معنی بینہما کے ہیں یعنی درمیان ان کے۔

۱۵۵۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي
عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ
جُبَيْرٍ مَوْلَى وَالِئَةَ الْكُوفِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ زَجْرًا
شَدِيدًا وَضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْإِبِلِ فَأَشَارَ
بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ
بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيْضَاعِ
أَوْضَعُوا أَسْرِعُوا خَلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ
بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا.

فائدہ: چونکہ لفظ ایضاع کا قرآن کے لفظ کے مناسب تھا اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیرہ کے موافق اس کی یہاں تفسیر کر دی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات سے مزدلفہ کو تیز رفتاری سے چلنا نیکی نہیں اور مہلب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کو تیز چلنے سے اس لیے منع کیا کہ وہ دبلے نہ ہو جائیں۔ (فتح)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھا جائے۔

۱۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ فَتَزَلَّ الشَّعْبُ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسَبِّحِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةُ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَجَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ ثُمَّ أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ آتَا كُلَّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا.

۱۵۶۰۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ عرقات سے واپس لوٹے تو پہاڑ کے ایک درے میں اترے اور پیشاب کیا پھر وضو کیا اور وضو کو کامل نہ کیا یعنی ہلکا وضو کیا سو میں نے عرض کی کہ کیا آپ نماز پڑھنے والے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے۔ پھر مزدلفہ میں آئے اور وضو کو کامل کیا پھر نماز کی تکبیر ہوئی تو آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی پھر ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنی جگہ بٹھایا پھر نماز عشاء کی تکبیر ہوئی تو آپ نے نماز پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حاجی مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر جمع کر کے پڑھیں وہیہ المطابقة للترجمة اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دونوں نمازیں جمع کی جائیں ان کے درمیان کوئی تھوڑا سا کام کر لے تو اس سے جمع میں کوئی نقصان نہیں آتا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں جمع تاخیر درست ہے اور اس پر اجماع ہے لیکن یہ جمع کرنا شافعیہ کے نزدیک سفر کی وجہ سے ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک حج کی وجہ سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ

اس شخص کا بیان جو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھے اور ان کے درمیان نفل نماز نہ پڑھے

۱۵۶۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ

۱۵۶۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں جمع کیا دونوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ تکبیر کہی اور نہ ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز پڑھی اور نہ ان کے بعد۔

وَالْعِشَاءُ بِجَمْعِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِإِقَامَةٍ
وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِنْرِ كُلِّ
وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو ان کے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑھے ورنہ المطابقة للتحرمة اور مزدلفہ کو جمع اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے ساتھ جمع ہوئے اور اس کے نزدیک ہوئے اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مزدلفہ کو جمع اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دو نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صفت لائی گئی ہے ساتھ لفظ اہل کے اس لیے کہ لوگ اس میں جمع ہوتے ہیں اور اس میں ٹھہرنے کی وجہ سے اللہ کی طرف قربت چاہتے ہیں اور مزدلفہ کو مزدلفہ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں یا منی کے قریب ہوتے ہیں یا اس لیے کہ لوگ اس میں رات کی ہر گھڑی اترتے ہیں یا اس لیے کہ وہ سب بے قربت الہی کا یا قریب ہونے آدم علیہ السلام کے طرف حوا کی اور یہ جو راوی نے کہا کہ آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کے بعد بھی کوئی نفل نہ پڑھے اور چونکہ مغرب اور عشاء کے درمیان کچھ مہلت نہ تھی اس واسطے تصریح کی کہ آپ نے دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی بخلاف عشاء کی نماز کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ نے ان کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھی لیکن اس کے بعد رات کو نفل پڑھے اس واسطے فقہاء کہتے ہیں کہ مغرب اور عشاء کی سنتوں کو موخر کیا جائے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مزدلفہ میں دو نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھے جائیں اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ سنت ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھا جائے اور جو ان کے درمیان نفل پڑھے اس کی جمع صحیح نہیں لیکن اس اتفاق میں نظر ہے ساتھ فعل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۱۵۶۲۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حجة الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی ہے۔

۱۵۶۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْخَطَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

فائدہ: یہ حدیث بھی درحقیقت وہی حدیث ہے جو اوپر گزر چکی ہے پس مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ مَنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا

ان دونوں نمازوں میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہنے کا بیان یعنی جب حاجی مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھے تو دونوں کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے۔

۱۵۶۳۔ ابواسحاق سے روایت ہے کہ میں نے عبدالرحمن بن یزید سے سنا کہتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ہم نماز عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے قریب قریب وقت مزدلفہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو حکم دیا تو اس نے اذان دی اور تکبیر کہی پھر مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر رات کا کھانا منگوایا اور کھایا میں خیال کرتا ہوں کہ پھر عبداللہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اذان اور اقامت دوبارہ کہے مجھ کو یقیناً معلوم نہیں سوا اس نے اذان دی پھر تکبیر کہی عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں شک کو مگر زہیر سے پھر عبداللہ نے عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھیں پھر جب صبح نکلی تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ اس گھڑی میں کوئی نماز نہ پڑھتے تھے مگر یہ نماز صبح کی اس مکان مزدلفہ میں اس دن میں کہ دسویں ذی الحجہ کی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو نمازیں ہیں کہ اپنے وقت سے دیر کی گئیں ایک تو مغرب کی نماز بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ میں پہنچیں دوسری فجر کی نماز جب صبح طلوع صادق ہو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ یہ کام کرتے تھے جو میں نے کیا۔

۱۵۶۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدٍ يَقُولُ حَجَّ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِينَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلَّى بَعْدَهَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهِ فَنَعَشَى ثُمَّ أَمَرَ أَرَى فَأَذَّنَ وَأَقَامَ قَالَ عُمَرُو لَا أَعْلَمُ الشَّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةَ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ هُمَا صَلَاتَانِ تَحْوِلَانِ عَنْ وَفْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِينَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْعُلُهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور تکبیر کہے ابن حزم نے کہا کہ میرے نزدیک یہ بات حضرت ﷺ سے ثابت نہیں اور اگر ثابت ہوتی تو میں اس کا قائل ہوتا پھر اس نے روایت کی یہ حدیث عبدالرزاق سے اس نے ابی بکر بن عیاش سے اس نے ابی اسحاق سے ابواسحاق نے کہا

میں نے اس کا ابن جعفر سے ذکر کیا سو اس نے کہا کہ اس پر ہم اہل بیت تو اس طرح کرتے ہیں ابن حزم نے کہا کہ عمر نے اس کا فعل مروی ہے میں کہتا ہوں کہ روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اسناد صحیح کے پھر تاویل کی اس کی ابن حزم نے ساتھ اس طور کے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس دفعہ اس سے جدا ہو گئے تھے تو انہوں نے ان کو جمع کرنے کے لئے اذان دی یعنی وہ اذان انہوں نے نماز کے لیے نہیں دی تھی اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس تاویل کا اور اگر حاصل ہو واسطے اس کے یہ تاویل صحیح حق عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے ہونے اس کے کہ امام جو لوگوں کو حج کرائے تو نہ حاصل ہوگی واسطے اس کے یہ تاویل صحیح حق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے کہ اگر ان کے ساتھ کچھ آدمی ان کے یاروں سے ہوں تو نہ محتاج ہو گا بیچ جمع کرنے ان کے کے طرف اس شخص کے کہ ان کے لیے اذان دے اور تحقیق پکڑا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے یعنی ہر نماز کے لیے جدا جدا اذان اور تکبیر کہی جائے اور یہی ہے اختیار بخاری رحمہ اللہ کا اور ابن عبد البر نے احمد بن خالد سے روایت کی ہے کہ وہ تعجب کرتا تھا مالک رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لیا اور حالانکہ وہ کوفیوں کی روایت سے ہے باوجود اس کے کہ موقوف ہے اور اس نے خود اس کو روایت نہیں کیا اور اہل مدینہ کی روایت کو ترک کیا اور حالانکہ وہ مرفوع ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ میں کوفیوں سے تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے اہل مدینہ کی روایت کو لیا اور وہ یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو جمع کیا جائے ساتھ ایک اذان اور ایک اقامت کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترک کیا باوجود اس کے کہ اس کے برابر کسی کو نہیں جانتے میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب معتبر یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اس باب میں عمر رضی اللہ عنہ کے فعل پر اعتماد کیا ہے اگرچہ اس کو مؤطا میں روایت نہیں کیا اور اختیار کیا طحاوی نے اس چیز کو جو جابر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے دو نمازوں کو جمع کیا ساتھ ایک اذان اور ایک تکبیر کے اور یہی ہے قدیم قول امام شافعی رحمہ اللہ کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور یہی قول ہے ابن ماثون اور ابن حزم کا اور قوت دی اس کو طحاوی نے ساتھ قیاس کے اوپر جمع کرنے ظہر اور عصر کے عرفات میں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو فقط دونوں تکبیروں کے ساتھ جمع کیا جائے یعنی اذان اور اذان کسی نماز کے لیے نہ دی جائے اور یہی قول ہے ثوری کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث اسامہ سے جو کہ قریب ہی میں گزر چکی ہے کہ نماز مغرب کی تکبیر ہوئی پھر ہر آدمی نے اپنا اپنا اونٹ اپنی جگہ بٹھایا پھر عشاء کی تکبیر ہوئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ سب صفیں مروی ہیں روایت کیا اس کو طحاوی وغیرہ نے گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے تھی کہ آدمی کو اس مسئلے میں اختیار ہے جس طرح چاہے کرے اور یہی مشہور ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ جو کوئی دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا چاہے اس کو ان کے درمیان نفل نماز پڑھنی درست ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان کھانا کھایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فعل میں حجت نہیں اس واسطے کہ اس نے اس کو مرفوع نہیں کہا اور احتمال ہے ان کا قصد جمع کا نہ ہو اور

ظاہر ان کا نفل اسی پر دلالت کرتا ہے واسطے قول ان کے کہ مغرب کی نماز اپنے وقت سے دیر کی گئی ہے پس انہوں نے سمجھا کہ اس مغرب خاص کا وقت بھی یہی ہے اور احتمال ہے کہ ان کا قصد جمع کا ہو اور ان کی یہ رائے ہو کہ دو نمازوں کے درمیان کوئی عمل کرنا ان کے منافی نہیں جب کہ جمع کی نیت رکھتا ہو اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مغرب اپنے وقت سے لیٹ ہو گئی تو مراد اس سے یہ ہے کہ اپنے وقت مقررہ سے لیٹ ہو گئی لیکن یہ جو انہوں نے کہا کہ صبح کی نماز بھی اپنے وقت سے لیٹ ہو گئی تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اس نے صبح صادق کے نکلنے سے پہلے فجر کی نماز پڑھی یعنی اس لیے کہ صبح صادق سے پہلے فجر کی نماز پڑھنی بالاتفاق درست نہیں بلکہ ان کی یہ مراد ہے کہ حضر میں جو وقت اُس کا معمول کے مطابق مقرر تھا اس سے پہلے پڑھی اور نہیں دلیل ہے اس میں واسطے اس شخص کے کہ فجر کی نماز غلغلے یعنی اول وقت اندھیرے میں پڑھنے کو منع کرتا ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے فجر کی نماز کا غلغلے میں پڑھنا ثابت ہو چکا ہے کما تقدم فی المواقیت بلکہ مراد اس جگہ یہ ہے کہ جب مؤذن ان کے پاس طلوع فجر کے ساتھ آتا ہے تو وہ فجر کی سنتیں اپنے گھر میں پڑھتے اور پھر نکلنے اور باوجود اس کے صبح کی نماز غلغلے میں پڑھتے اور اس پر مزدلفہ میں سولہ لوگ وہاں جمع تھے اور فجر ان کی آنکھوں کے آگے تھی یعنی سب فجر کی طرف دیکھتے تھے کہ کب نکلتی ہے سو انہوں نے اول وقت میں نماز پڑھی یہاں تک کہ گویا بعض کے نزدیک صبح ظاہر نہ ہوئی تھی اور وہ ظاہر ہے صحیح روایت اسرائیل کے جو آئندہ آتی ہے کہ کہا پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی جب کہ صبح صادق نکلی کوئی کہتا تھا کہ نکلی ہے اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں نکلی اور حنفیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ عرفہ اور مزدلفہ کے دن کے سوا اور دن میں دو نمازوں کو جمع نہ کیا جائے واسطے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو کہ غیر وقت میں نماز پڑھی ہو یعنی دو نمازیں یعنی فجر کی نماز اور مغرب کی نماز کہ ان کو غیر وقت میں پڑھا اور جو لوگ ان کے سوا اور دنوں میں بھی درست رکھتے ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یاد نہیں رکھا اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے یاد رکھا سو جس نے یاد رکھا اس کا قول حجت ہے نہ یاد رکھنے والے پر اور ثابت ہو چکا ہے جمع کرنا دو نمازوں کا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم کی حدیث سے و تقدم فی موضعه بما فیہ کفایۃ اور نیز یہ استدلال مفہوم کے طریق سے ہے اور وہ مفہوم کے قائل نہیں اور جو مفہوم کا قائل ہے تو اس کی شرط یہ ہے کہ منطوق اس کے معارض نہ ہو اور نیز اس کا حصر اپنے ظاہر پر نہیں واسطے اجماع کرنے علماء کے اس پر کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھنا درست ہے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اپنے اہل کے ضعیفوں کو یعنی عورتوں اور بچوں کو رات میں وقت سے پہلے روانہ کر دیں یعنی اپنے اترنے کی جگہ سے وہ مزدلفہ

بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعْفَةَ أَهْلِهِ بَلِيلٍ
فَيَقْفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُونَ وَيَقْدُمُ
إِذَا غَابَ الْقَمَرُ.

میں ٹھہریں اور دعا کریں اور جب چاند ڈوبے تو منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

فائدہ: اس رات میں چاند کا ڈوبنا پہلی تھائی رات میں ہوتا ہے پس یہ بیان واسطے رات کے اس واسطے کہ رات عام ہے پس اس قول نے اس کو متعید کیا اور صاحب مغنی نے کہا نہیں جانتا کہ اس میں اختلاف ہے اس مسئلہ کے جواز میں کہ ضعیفوں کو رات میں مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جانا۔ (فتح)

۱۵۶۴۔ سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے سے پہلے کمزور بچے اور عورتوں کو مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ کر دیتے مشعر حرام نام ہے ایک پہاڑ کا مزدلفہ میں رات کو پس یاد کرتے اللہ کو جو ان کے دل میں آتا پھر روانہ ہوتے طرف منیٰ کے پہلے اس سے کہ ٹھہرے امام مزدلفہ میں اور پہلے اس سے کہ آئے وہ منیٰ میں سوان میں سے بعض تو فجر کی نماز کے وقت منیٰ میں آتے اور بعض اس کے بعد آتے تھے پھر جب منیٰ میں آتے تو کنکریاں مارتے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں پہلے جانے کی اجازت دی ہے۔

۱۵۶۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَأَلْتُ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُقَدِّمُ صَعْفَةَ أَهْلِهِ فَيَقْفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمَزْدَلِفَةِ لَيْلٍ فَيَذْكُرُونَ اللَّهَ مَا بَدَأَ لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَذْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يُقَدِّمُ مَنَى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُقَدِّمُ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِذَا قَدِمُوا رَمَوْا الْجُمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَرْخَصَ لِي أَوْلِيكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ابن منذر نے واسطے قول اس شخص کے کہ ضعیفوں کے سوائے اور لوگوں پر مزدلفہ میں رات رہنے کو واجب کہتا ہے اس واسطے کہ جس کو رخصت نہیں ملی اس کا حکم رخصت والے کی طرح نہیں اور کہا کہ جو گمان کرے کہ دونوں برابر ہیں تو لازم ہے اس کو یہ کہ سب لوگوں کے واسطے منیٰ میں رات رہنے کو جائز رکھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے پانی پلانے والوں اور چراہوں کو اجازت دی یہ کہ منیٰ میں رات کو نہ ٹھہریں اور اگر کوئی کہے کہ رخصت اپنی جگہوں سے تہجد نہیں کر سکتی تو ہم کہیں گے کہ یہاں بھی نہیں بڑھ سکتی پس چاہیے کہ استعمال کرے اس کو اس جگہ اور نہ اجازت دے کسی کو یہ کہ آگے جائے مزدلفہ سے مگر جس کو حضرت ﷺ نے اجازت دی تھی اور سلف کو اس مسئلے میں اختلاف ہے شوہعی اور خنئی اور علقمہ نے کہا کہ جو رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس کا حج فوت ہوا اور عطا اور زہری اور قتادہ اور شافعی اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ اس پر ایک جانور ذبح کرنا آتا ہے اور کہتے ہیں کہ جو اس میں رات رہے تو اس کو آدھی رات سے پہلے وہاں سے روانہ ہونا درست نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر وہاں

گزرے اور نہ اترے تو اس پر دم آتا ہے اور اگر اترے تو اس پر دم نہیں آتا۔ (بخاری)

۱۵۶۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنِي
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
جَمْعِ بَلِيلٍ.

فائدہ: فائدہ اس حدیث کا معین کرتا ہے ان لوگوں کا جن کو حضرت ﷺ نے اجازت دی ہے اپنے اہل سے۔

۱۵۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ
فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ.

فائدہ: ضعیفوں سے مراد عورتیں اور بچے ہیں۔ ان کو حضرت ﷺ نے پہلے روانہ کر دیا تھا منیٰ کی طرف اور ان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے اور حضرت ﷺ خود بعد روشن ہونے صبح کے پہلے نکلے آفتاب کے سوار ہوئے سنت یہی ہے اور حضرت ﷺ نے اپنے اہل کو پہلے بھیج دیا تھا تاکہ ایذا نہ پائیں بہ سبب رش کے یہ جائز ہے (ح) اور مطابقت ان حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے سوائے اخیر جز ترجمہ کے کہ وہ آئندہ حدیث سے ثابت ہے۔

۱۵۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ
جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ مَوْلَى
أَسْمَاءَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ
عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّيُ فَصَلَّتْ
سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ
قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ
هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ
فَارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حَتَّى رَمَتْ
الْجُمُرَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي

۱۵۶۷۔ عبداللہ (جو اسماء کے غلام ہیں) نے کہا کہ اسماء سے روایت ہے کہ وہ رات کو مزدلفہ میں اتریں اور نماز پڑھنے کو کھڑی ہوئیں سو ایک گھڑی تک نماز پڑھتی رہیں پھر کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں پھر ایک گھڑی نماز پڑھتیں رہیں پھر کہا کہ میرے چھوٹے بیٹے کیا چاند ڈوب گیا ہے میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا کہ کوچ کرو سو ہم نے کوچ کیا یہاں تک کہ اس نے منارے کو کنگریاں ماریں پھر پھریں اور فجر کی نماز اپنی جگہ میں پڑھی سو میں نے کہا کہ اے سادی عورت نہیں گمان

مَنْزِلَهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هَتَاهُ مَا أَرَانَا إِلَّا قَدْ
عَلَسْنَا قَالَتْ يَا بَنِيَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعْنِ.

کرتے ہم اپنے ساتھ مگر یہ کہ ہم نے غلّس میں نماز پڑھی
یعنی غیر وقت متعاد میں سو اس نے کہا کہ اے میرے چھوٹے
بیٹے بے شک حضور ﷺ نے عورتوں کو اجازت دی ہے۔

فائدہ: اور دلیل پکڑی گئی ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں ماریں درست ہیں نزدیک
اس شخص کے کہ خاص کرتا ہے جلدی کرنے کو واسطے ضعیفوں اور جو نہیں خاص کرتا یعنی بلکہ ہر شخص کو جائز رکھتا ہے اور
خلاف کیا ہے اس میں حنفیہ نے سو کہتے ہیں کہ نہ کنکریاں ماری جائیں جمرہ عقبہ مگر بعد نکلنے سورج کے اور طلوع فجر
کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے مارے تو جائز ہیں اور اگر صبح صادق سے پہلے کنکریاں مارے تو پھر دوہرائے اور یہی
قول ہے امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور جمہور کا اور زیادہ کیا ہے اسحاق نے یہ لفظ کہ سورج نکلنے سے پہلے نہ مارے
اور یہی قول ہے امام حنفی اور مجاہد اور ثوری کا اور ابو ثور کا اور عطاء اور طاؤس اور فضی اور شافعی کے نزدیک فجر سے پہلے
بھی کنکریاں ماریں درست ہیں اور جمہور کی حجت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو پہلے مزرچگی ہے اور حجت پکڑی ہے
اسحاق نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ نے ابن مطلب کی اولاد سے کتنے ایک لڑکوں کو کہا کہ
منارے کو کنکریاں نہ مارنا یہاں تک کہ سورج نکلے اور یہ حدیث حسن ہے روایت کی ہے ابو داؤد نے اور نسائی نے سو
جب حضرت ﷺ نے رخصت پانے والوں کو سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں مارنے سے منع کر دیا تو جن کو رخصت نہیں
ملی ان کو بطریق اولیٰ منع ہوگا اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اسماء کی اس حدیث سے حجت پکڑی ہے اور تطبیق ان دونوں میں
اس طور سے دی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث استحباب پر محمول ہے اور ابن منذر نے کہا ہے کہ سنت یہ ہے کہ نہ
کنکریاں ماری جائیں مگر بعد نکلنے سورج کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے کہا اور نہیں جائز ہے مارنا کنکریوں کا پہلے فجر
کے اس واسطے کہ فاعل اس کا مخالف سنت ہے اور اگر کوئی اس وقت کنکریاں مارے تو اس پر اعادہ نہیں اس واسطے کہ
میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو غیر کافی کہا ہو اور مشعر حرام کے وقوف میں اختلاف ہے سو بعض تو یہ کہتے تھے کہ جو
مزدلفہ میں گزری اور اس میں نہ اترے تو اس پر دم آتا ہے اور جو وہاں اترے پھر اس سے کسی وقت میں رات سے
روانہ ہو جائے تو اس پر دم نہیں اگرچہ امام کے ساتھ وقوف نہ کرے اور مجاہد اور قتادہ اور زہری اور ثوری نے کہا کہ جو
اس میں وقوف نہ کرے اس نے حج کو ضائع کیا اور اس پر دم ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور احمد اور اسحاق
اور ابو ثور کا اور عطاء اور اوزاعی نے کہا کہ اس پر مطلق دم نہیں اور وہ تو صرف ایک جگہ ہے جو چاہے وہاں اترے اور
جو چاہے نہ اترے اور اس طرح روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے اور ابن خزیمہ وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ
مزدلفہ کا وقوف رکن ہے نہیں تمام ہوتا حج مگر ساتھ اس کے اور ابن منذر نے اشارہ کیا ہے طرف رائج ہونے اس کے
اور نقل کیا ہے اس کو ابن منذر نے علقمہ اور حنفی سے اور عجیب ہے کہ کہتے ہیں کہ جو مزدلفہ میں نہ ٹھہرے اس کا حج

فوت ہو جاتا ہے اور اپنے احرام کو عمرہ گردانے یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے اور حجت پڑی ہے امام طحاوی نے ساتھ اس طور کے کہ اللہ نے وقوف مزدلفہ کو ذکر نہیں کیا صرف یہ کہا کہ مشعر حرام کے نزدیک اللہ کو یاد کرو اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو بغیر ذکر کے وہاں ٹھہرے تو اس کا حج تمام ہے پس جب ذکر مذکور قرآن میں حج کے ارکان میں سے نہیں ہے تو جس جگہ میں کہ ذکر کیا جاتا ہے وہ بطریق اولیٰ فرض نہ ہوگی اور وقوف مزدلفہ فرض نہ ہونے کی حجت یہ حدیث ہے جو عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو حاضر ہو ساتھ ہمارے فجر کی نماز میں مزدلفہ میں اور حالانکہ اس سے پہلی رات کو یا دن کو عرفات میں ٹھہر چکا ہو تو اس کا حج تمام ہو اور واسطے اجماع کے ان کے کہ اس پر کہ اگر کوئی وہاں رات کو ٹھہرے اور وقوف کرے اور نماز سے سو جائے اور اس کو امام کے ساتھ نہ پائے تو اس کا حج پورا ہوا اور ابن حزم نے حد سے تجاوز کیا پس گمان کیا کہ جو فجر کی نماز مزدلفہ میں امام کے ساتھ نہ پائے اس کا حج فوت ہو جاتا ہے اور ابن قدامہ نے ابن حزم وغیرہ کی مخالفت کا اعتبار نہیں کیا سو اجماع حکایت کیا ہے اس نے کافی ہونے پر اور حنفیہ کے نزدیک اگر مزدلفہ میں نہ ٹھہرے تو اس پر دم آتا ہے جس پر عذر نہ ہو اور ان کے عذروں میں سے ایک عذر لوگوں کا رش اور بھیڑ ہے۔ (فتح)

۱۵۶۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مزدلفہ کی رات کو سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی یعنی منیٰ کو جانے کی اور ان کا جسم بھاری تھا اور بہت دیر سے چل سکتی تھی سو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی۔

۱۵۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ سَوْدَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثِقِيلَةً ثَبَاطَةً فَأَذِنَ لَهَا.

۱۵۶۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم مزدلفہ میں اترے سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی یہ کہ مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہو جائے پہلے رش لوگوں کے اور وہ ایک عورت تھی کہ دیر سے چل سکتی تھی سو حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی سو وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے روانہ ہو گئیں اور ہم ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہم نے مزدلفہ میں صبح کی پھر ہم حضرت ﷺ کے ساتھ منیٰ کو روانہ ہوئے سو البتہ حضرت ﷺ سے اذن چاہا

۱۵۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَلْحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَأْذَنْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ أَنْ تَذْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتْ امْرَأَةً بَطِيئَةً فَأَذِنَ لَهَا لَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَأَقَمْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ فَلَا أَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنْتَ
سَبُودَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو منی کی طرف پہلے بھیجنا درست ہے، وفيہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ يَصَلِّيُ الْفَجْرَ جَمْعًا
مزدلفہ میں فجر کی نماز کس وقت پڑھی جائے؟

۱۵۷۰۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو نہیں دیکھا کہ کوئی نماز بے وقت پڑھی مگر دو نمازوں کہ مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی یعنی اپنے معمول کے وقت سے پہلے کہ اجالے میں پڑھا کرتے تھے۔

۱۵۷۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيقَاتِهَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں فجر کی نماز اپنے معمول کے وقت سے پہلے پڑھی جائے وفيہ المطابقة للترجمة اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز صبح صادق سے پہلے پڑھی گئی اس واسطے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً بِغَيْرِ مِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاتَيْنِ صریح ہے اس میں کہ دو نمازوں کا غیر وقت میں پڑھنا جائز برابر ہے اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ مغرب کی نماز غیر وقت میں واقع ہوئی ہے پس اس طرح ضرور ہے کہ فجر کی نماز بھی اپنے غیر وقت میں ہوئی ہو اور یہ بہت مشکل ہے نیز یہ حصہ بھی شبہ سے خالی نہیں۔ (تیسیر)

۱۵۷۱۔ عبد الرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبد الرحمن بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے کو نکلا یعنی حج کے ارادے سے پھر ہم مزدلفہ میں آئے سو عبد اللہ نے دو نمازیں پڑھیں یعنی مغرب اور عشاء کی نماز ہر ایک کے لیے الگ الگ اذان اور اقامت کہی اور ان کے درمیان رات کا کھانا کھایا پھر فجر کی نماز پڑھی جب کہ صبح نکلی کوئی کہتا تھا کہ صبح نکلی ہے اور کوئی کہتا تھا کہ نہیں نکلی پھر عبد اللہ نے کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک دو نمازیں اپنے وقت سے

۱۵۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَاةٍ وَحَدَّاهَا بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَالْعِشَاءُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُولُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُولُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ

دیر ہو گئیں ہیں اس مکان میں یعنی مزدلفہ میں مغرب اور عشاء سو نہ آئیں لوگ مزدلفہ میں یہاں تک کہ عشاء کے وقت میں داخل ہوں اور فجر کی نماز اس وقت پڑھیں پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ فجر روشن ہوئی پھر کہا کہ اگر امیر المؤمنین یعنی عثمان رضی اللہ عنہ مزدلفہ سے اس وقت باہر آئے تو سنت کو پہنچے یعنی سنت حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ صبح روشن ہونے کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے مشعر الحرام سے نکلے اور منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ برخلاف اہل جاہلیت کے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد مزدلفہ سے نکلتے تھے سو میں نہیں جانتا (یہ قول عبدالرحمن کا ہے) کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ سنت یہ ہے جلد تر تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پھر جلد تر تھا یعنی جس وقت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی اس وقت فوراً عثمان مزدلفہ سے نکل آئے اور مطلق کچھ دیر نہ کی سو مسلسل لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ حجرہ عقبہ کو نکٹریاں ماریں۔

فائدہ: تطلانی نے کہا ہے کہ فاعل یہی کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا فاعل بنایا جائے تو بھی کچھ بعید نہیں۔ (تیسیر)

حاجی مزدلفہ سے کب نکلے؟ یعنی مشعر الحرام میں ٹھہرنے کے بعد

بَابُ مَتَى يُذْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

۱۵۷۲۔ عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ میں نے عمر کو دیکھا کہ اس نے مزدلفہ میں نماز پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور کہا کہ مشرکین کا دستور تھا کہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے یہاں تک کہ سورج نکلتا اور کہتے تھے کہ روشن ہوا ہے شہر (ایک پہاڑ کا نام ہے مزدلفہ میں) یعنی چاہے کہ تمھ پر سورج چڑھے اس واسطے کہ جب تک سورج اس پر نہ چڑھتا تھا تب تک وہ مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے اور حضرت ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور

۱۵۷۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يَقُولُ شَهِدْتُ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى بِجَمْعِ الصُّبْحِ ثُمَّ وَلَفَّ فَقَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُولُوا أَشْرِقَ لَبِيرٌ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ

قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ. سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ باہر نکلے پھر حضرت ﷺ منیٰ میں جمرہ عقبہ کے پاس آئے سورج نکلنے سے پہلے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح روشن ہونے کے وقت مزدلفہ سے نکلنے کی بڑی فضیلت ہے اور طبری نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مزدلفہ میں نہ ٹھہرے یہاں تک کہ سورج نکلے تو وقوف اس سے فوت ہوا اور ابن منذر نے کہا ہے کہ امام شافعی اور جمہور اہل علم کہتے تھے ساتھ ظاہر ان حدیثوں کے یعنی صبح روشن ہونے کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کو جائے اور امام مالک کی یہ رائے تھی کہ روشن ہونے سے پہلے جائے۔ (فتح)

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِينَ يَوْمِي الْجَمْرَةِ وَالْإِرْتِدَافِ فِي السَّيْرِ
قربانی کے دن کی صبح کو لبیک اور تکبیر کہنی جب کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور سفر میں کسی کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔

فائدہ: باب کی حدیث میں تکبیر کہنے کا ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں تکبیر کا ذکر آیا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلا تو حضرت ﷺ نے لبیک کہنی نہ چھوڑی یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں مگر اس کے درمیان تکبیر کہتے تھے یعنی کبھی کبھی۔ (فتح) وفيه المطابقة للترجمة۔

١٥٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدَ الْفَضْلَ فَأَخْبَرَ الْفَضْلُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ.
١٥٧٣- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ سوار کیا سو فضل نے خبر دی کہ حضرت ﷺ مسلسل لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ساتھ کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک کہتا رہے یعنی پس جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار چکے تو اس وقت سے لبیک کہنی بند کر دے اور اس کے بعد حلال ہونے میں شروع کرے (یعنی کپڑے وغیرہ پہن لے) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لبیک کہنا حج کی نشانی ہے اگر تو حاجی ہے تو لبیک کہتا رہے یہاں تک کہ شروع ہو حلال ہونا تیرا اور تیرا حلال ہونا یہ ہے کہ تو جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اس کے بعد حاجی اپنی حجامت کروائے اور قربانی کرنے کے بعد وہ بالکل حلال ہو جائے گا اس کے لیے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا جائز ہو جائے گا اور اسی طرح کی روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ثوری اور احمد اور اسحاق اور ان کے

تابعداروں کا کہ ہمیشہ لبیک کہتا رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ جب حاجی حرم میں داخل ہو تو لبیک کہنا بند کر دے اور یہ مذہب ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے لیکن جب مکہ سے عرفات کو نکلتے تھے تو پھر لبیک کہنا شروع کر دیتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جب موقف عرفات کو جائے تو اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کرے یہی مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے مالک رحمہ اللہ کا اور مقید کیا ہے اس نے اس کو عرفہ کے دن زوال کے ساتھ اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث کا اور یہی مروی ہے حسن سے لیکن اس نے کہا کہ جب عرفہ کے دن صبح کی نماز پڑھ لے تو اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کر دے اور طحاوی نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ جس جس سے عرفہ کے دن لبیک کہنا مروی ہے تو وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کسی اور ذکر کے ساتھ مشغول رہے نہ اس وجہ سے کہ اس دن لبیک کہنا درست نہیں اور سب حدیثوں کو اس مسئلہ میں جمع کر دیا ہے، واللہ اعلم اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی لبیک کہنا موقوف کر دے یا جب سب کنکریاں مار چکے اس وقت سے لبیک کہنا موقوف کرے ادل مذہب جمہور کا ہے کہ پہلی کنکری کے ساتھ ہی لبیک کہنا موقوف کر دے اور دوسرا مذہب امام احمد کا اور بعض اصحاب شافعی کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو ابن خزیمہ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ عرفات سے واپس لوٹا تو حضرت ﷺ ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں ہر کنکری کے ساتھ لبیک کہتے تھے پھر آخری کنکری کے ساتھ لبیک کہنی موقوف کی ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح مفسر ہے واسطے حدیث حتی رمی جمرۃ العقبة یعنی مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ اس کو تمام کیا۔ (فتح)

۱۵۷۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرفات سے مزدلفہ تک حضرت ﷺ کے پیچھے اسامہ سوار تھے پھر آپ نے مزدلفہ سے منیٰ تک اپنے پیچھے فضل کو سوار کر لیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دونوں نے کہا کہ حضرت ﷺ ہمیشہ لبیک کہتے رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

۱۵۷۴۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ رَدَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرَدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى قَالَ فَكَلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ.

یعنی تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ یعنی ایک ہی سفر میں پہلے عمرہ بجالائے اور پھر حج تو اس پر لازم ہے قربانی کرنا جو میسر ہو قربانی اگر وہ قربانی کی طاقت نہ رکھے تو تین دن کے روزے حج کے دنوں میں اور سات دن کے روزے جب تم اپنے گھروں میں واپس پہنچ جاؤ، تو یہ دس پورے ہوئے یہ اس کے لیے ہے جس کے گھر والے نہ ہوں رہتے مسجد حرام کے نزدیک، جو لوگ مکہ کے رہنے والے نہ ہوں۔

بَابُ «فَمَنْ تَمَنَعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتَ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ».

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے ہدی کی تفسیر کرنا ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ جب وہ حج کے احکام بیان کرتے ہوئے منیٰ کے بیان تک پہنچے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ احکام ہدی اور قربانی کے ذکر کریں اس واسطے کہ یہ اکثر منیٰ میں ہوتے ہیں سے ہوتا ہے اور مراد اس سے حج تمتع کرنا حالت امن میں ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ جب تم بے خوف ہو تو جو فائدہ اٹھائے آخر تک اور اس میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس مسئلے میں کہ تمتع محصر (ہر وہ آدمی ہے جو حج کرنے یا عمرہ کرنے کے لیے نکلا ہو اس کو آگے جانے سے منع کر دیا جائے) کے ساتھ خاص نہیں یعنی بلکہ امن کی حالت میں بھی درست ہے اور عروہ نے کہا کہ مراد آیت میں امن بیماری وغیرہ سے ہے اور طبری نے کہا کہ مراد امن خوف سے ہے اس واسطے کہ یہ آیت اتری اس حال میں کہ وہ حدیبیہ میں خوف کرنے والے تھے۔ (فتح) اور تمتع کا بیان پہلے گزر چکا ہے اور تمتع پر جو قربانی آتی ہے تو وہ مکے کے رہنے والوں پر نہیں۔

۱۵۷۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الْمُتَمَتِّعِ فَأَمَرَنِي بِهَا وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ فِيهَا جَزُورٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شَرَكٌ فِي دَمٍ قَالَ وَكَأَنَّ نَاسًا كَرِهُوهَا فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يُنَادِي حَجٌّ مَبْرُورٌ وَمُتَمَتِّعٌ مُتَقَبِّلَةٌ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَحَدَّثَنِي فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ

۱۵۷۵۔ ابو جرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتع کا حکم پوچھا یعنی حج کے دنوں میں حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں سو اس نے مجھے اس کا حکم دیا یعنی درست ہے پھر میں نے اس کو قربانی کا حکم پوچھا کہ اس سے کیا واجب ہے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس میں اونٹ ہے یا گائے یا بکری یا شریک ہونا قربانی میں یعنی اونٹ اور گائے میں کہ وہ سات آدمیوں کی طرف سے درست ہے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا بعض لوگ تمتع کو برا جانتے ہیں یعنی جیسا کہ منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ نے تو

سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ وَقَالَ آدَمُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَغُنْدَرُ
عَنْ شُعْبَةَ عُمَرَةَ مُتَقَبِّلَةً وَحَجَّ مَبْرُورٌ.

میں سویا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک آدمی پکارتا ہے کہ حج گناہ سے پاک ہے اور عمرہ مقبول ہے تو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو میں نے اس کو خبر دی سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ اکبر یعنی تعجب ہے کہ یہ خواب موافق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سنت کے ہے اور کہا آدم اور وہب اور غندر نے شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہ عمرہ مقبول ہے اور حج مبرور یعنی ان تین راویوں نے شعبہ سے برخلاف نصر کے روایت کی ہے کہ متعہ کے بدلے عمرہ کا لفظ بولا اور کلام کو مقدم موخر نقل کیا۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو حکم دیا کہ شریک ہوں ہم اونٹ اور گائے میں سات آدمی اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور کا برابر ہے کہ قربانی نفل ہو یا واجب اور یہ امر ہے کہ سب کی نیت تقرب کی ہو یا بعض کی نیت تقرب کی ہو اور بعض کی گوشت کھانے کی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شرط ہے کہ سب کی نیت قربت کی ہو اور زفر سے بھی اس طرح مروی ہے ساتھ زیادہ کرنے اس بات کے کہ سب کے سب ایک ہوں اور داود اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ قربانی نفل میں درست ہے اور واجب میں درست نہیں اور مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مطلق درست نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بعض روایتوں میں صرف بکری کا ذکر آیا ہے تو غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر کہ گمان کرتا ہے کہ لفظ ہدی خاص ہے ساتھ اونٹ اور گائے کے پھر جو لوگ قربانی میں شریک ہونے کے قائل ہیں تو ان سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اونٹ اور گائے میں سات سے زیادہ کا شریک ہونا درست نہیں مگر ایک روایت میں سعید بن مسیب سے ہے کہ دس آدمی سے بھی کافی ہے اور یہی قول ہے اسحاق اور ابن خزیمہ کا اور اس قول کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے رافع سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مال تقسیم کیا سو دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر گردانیں اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ بکری میں شریک ہونا درست نہیں اور جمہور کے نزدیک متعہ میں بکری کی قربانی بھی جائز ہے اور قاسم اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ما استیسر من الہدی سے مراد صرف اونٹ اور گائے ہے۔ (فتح)

بدن پر سوار ہونے کا بیان

بَابُ رُكُوبِ الْبَدَنِ

فائدہ: بدن کہتے ہیں اونٹ اور گائے کو اور بعض کہتے ہیں کہ بدن اونٹ کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک شامل ہے اونٹ اور بکری اور گائے کو۔

لَقَوْلِهِ «وَالْبَدَنُ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ» اور کعبے کی چڑھائی کے اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے

تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اس میں بھلا ہے سو پڑھو ان پر نام اللہ کا پاؤں باندھ کر پھر گر پڑیں اپنی کروٹوں پر تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بے قراری کرنے والے کو یعنی سائل کو اور نہ سوال کرنے والے کو اس طرح تمہارے بس میں دیے ہم نے وہ جانور شاید تم شکر گزاری کرو، اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے لہو اور گوشت لیکن اس کو پہنچتی ہے تمہاری پرہیز گاری اس نے فرماں بردار کر دیا ان کو واسطے تمہارے کہ اللہ کی بڑھائی بیان کرو اس پر کہ تم اس نے ہدایت دی اور آپ خوشخبری دیں نیکی کرنے والوں کو۔

شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعَمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتَكْبِرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَذَا كُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ حاجی کو قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے واسطے عموم اس آیت کے کہ تمہارے لیے اس میں بہتری ہے اور ابراہیم غنی کے قول کی طرف اشارہ کیا کہ اس نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ جو چاہے سوار ہو اور جو چاہے دودھ دھوئے۔ (فتح)

اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ بدن کا نام بدن اس لیے رکھا گیا کہ اس کا بدن بھاری ہوتا ہے، اور قانع کے معنی سوال کرنے والے کے ہیں، اور معتر وہ شخص ہے کہ بدن کے واسطے دروازوں پر گھومے مال دار اور فقیر سے مانگے اور سوال کرے، اور شعائر اللہ کے معنی ان کی تعظیم کرنا ہے اور موٹا کرنا اور سنوارنا ہے، اور لفظ عتیق کہ آیت ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ میں واقع ہوا ہے اور اس کے معنی آزاد ہونا ہے غلبے ظالموں سے یعنی خانہ کعبہ پر کوئی ظالم قبضہ نہیں کر سکتا، اور لفظ وجبت جو اس آیت میں واقع ہوا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ گر پڑیں زمین پر اور اسی باب سے یہ قول ہے کہ سورج

وَقَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّيَتِ الْبَدَنُ لِبَدْنِهَا وَالْقَانِعُ السَّائِلُ وَالْمُعْتَرُّ الَّذِي يَعْتَرُّ بِالْبَدَنِ مِنْ غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ وَشَعَائِرُ اسْتِعْظَامُ الْبَدَنِ وَاسْتِحْسَانُهَا وَالْعَتِيقُ عَتَقَهُ مِنَ الْجَبَابَرَةِ وَيُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ إِلَى الْأَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتْ الشَّمْسُ

زمین پر گرا وقت غروب۔

فائدہ: چونکہ یہ الفاظ اس آیت میں واقع ہوئے تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی تفسیر کر دی۔

۱۵۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً
فَقَالَ ارْكَبَهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبَهَا
قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبَهَا وَيَبْلُكَ لِي
الْثَالِثَةِ أَوْ لِي الثَّانِيَةِ.

۱۵۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے
ایک شخص کو دیکھا کہ ہدی کا اونٹ ہانک رہا ہے سو فرمایا کہ
اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یہ اونٹ ہدی کا ہے یعنی
پس میں کیونکر سوار ہوں وہ سمجھا کہ مطلق ہدی پر سوار ہونا
درست نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا تجھ کو
خرابی ہو یہ دوسری یا تیسری بار میں کہا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ ہدی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے برابر ہے
کہ ہدی واجب ہو یا نفل اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ہدی والے سے اس کی تفصیل نہیں پوچھی پس معلوم ہوا
کہ سب کا حکم ایک ہے اور یہی قول ہے عروہ بن زبیر کا اور منسوب کیا ہے اس کو ابن منذر نے طرف احمد اور اسحاق
کے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے امام نووی نے روضہ میں اور نقل کیا ہے اس کو شرح
مہذب میں فقال سے اور ماردردی سے اور نقل کیا ہے اس میں ابی حامد وغیرہ سے کہ اگر حاجت ہو تو سوار ہونا
درست ہے وگرنہ نہیں اور روایاتی نے کہا کہ بے حاجت جائز رکھنا اس کا نص کے خلاف ہے اور یہی ہے جس کو
حکایت کیا ہے ترمذی نے شافعی اور احمد اور اسحاق سے اور ابن عبد البر نے کہا کہ شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ اور اکثر
فقہاء کے نزدیک بغیر حاجت کے سوار ہونا مطلق مکروہ ہے اور حنفیہ میں سے صاحب ہدایہ نے اس کو مقید کیا ہے
ساتھ بے قرار ہونے کے طرف اس کے اور یہی منقول ہے شعبہ سے اور ابن عربی نے مالک سے روایت کی ہے کہ
ضرورت کے واسطے سوار ہو اور جب آرام پائے تو اتر جائے اور مقتضی اس شخص کا کہ مقید کرتا ہے اس کو ساتھ
ضرورت کے یہ ہے کہ جب ضرورت ختم ہو چکے تو پھر اس پر سوار نہ ہو مگر دوسری ضرورت سے اور دلیل ان تین
قیدوں پر اور وہ مضطر ہے اور دستور کے موافق سوار ہونا اور ختم ہونا رکوب کا ساتھ ختم ہونے ضرورت کے یہ حدیث
ہے جو کہ مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ دستور کے موافق قربانی کے اونٹ پر سوار ہو جائے یعنی
حاجت سے زیادہ تکلیف مت دے اور یہ سوار ہونا اس وقت درست ہے جب کہ تو اس کی طرف مضطر و مجبور ہو
یہاں تک کہ تجھ کو دوسری سواری ملے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دوسری سواری مل جائے تو اس کو
چھوڑ دے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ جب تھک جائے تو بقدر آرام پانے کے اس پر سوار ہو اور اس مسئلے میں

پانچواں مذہب بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مطلق درست نہیں نقل کیا ہے اس کو ابن عربی نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اور اس پر طعن کیا لیکن طحاوی وغیرہ نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ بقدر حاجت کے سوار ہونا درست ہے لیکن اس نے کہا کہ اگر سوار ہونے کے سبب اس سے کچھ نقصان ہو جائے تو اس کا ضامن ہوگا اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا حدی واجب میں مانند نذر کے اور چھٹا مذہب یہ ہے کہ سوار ہونا واجب ہے یہ مذہب بعض اہل ظاہر کا ہے واسطے دلیل ظاہر امر کے اور نہیں منع ہے قول ساتھ وجوب کے جب کہ معین ہو طریق طرف بچانے آدمی کی ہلاکت سے پھر جائز رکھنے والوں کو اختلاف ہے اس میں کہ اس پر اپنا اسباب لادے یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک اس پر اسباب لادنا درست ہے اور امام مالک کہتے ہیں کہ منع ہے اور اس طرح غیر کو بھی اس پر اسباب لادنا درست ہے اور اجماع اس پر کہ اس کو کرایہ نہ دے اور امام طحاوی نے کہا کہ ہمارے اصحاب اور شافعی کے نزدیک اگر اس کا دودھ دھوئے تو اس کو خیرات کر دے اور اگر اس کو پی لے اس کے مول خیرات کر دے اور امام مالک نے کہا کہ اس کا دودھ نہ پیئے اور اگر پیئے تو اس پر تاوان نہیں اور نہ سوار ہو بغیر حاجت کے (فتح) اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو تو یہ کلمہ جھڑک کا ہے کہ حضرت ﷺ نے تادیبا اس کو کہا واسطے رجوع کرنے اس کے کے باوجود نہ پوشیدہ ہونے حال کے حضرت ﷺ پر اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ سمجھا ہو کہ وہ جاہلیت کی عادت کے موافق اس پر سوار نہیں ہوتا جیسا کہ سائبہ وغیرہ پر سوار نہ ہوتے تھے سو اس کو جھڑکا، ڈانٹا اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے عناد کی وجہ سے رکوب ترک نہیں کیا تھا اور احتمال ہے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ اس کو سوار ہونے میں تاوان دینا پڑے گا یا گنہگار ہوگا اور اجازت تو اس کو صرف مشقت کی وجہ سے ہے سو اس نے حکم کے بجالانے سے توقف کیا تو جب آپ سخت ناراض ہوئے تو جلدی کی طرف بجالانے کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ہلاکت کے نزدیک پہنچا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکرار فتویٰ کا درست ہے اور مستحب ہے جلدی کرنا حکم پر عمل کرنے میں اور جو اس کی طرف جلدی نہ کرے اس کو جھڑکنا درست ہے اور جائز ہے پیدل چلنا بوڑھے کا سفر میں اور یہ کہ جب بڑا کوئی مصلحت کے واسطے دیکھے تو اس کے ارشاد سے منہ نہ پھیرے اور امام بخاری نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے یہ کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سے نفع اٹھانا درست ہے اور یہ موافق ہے واسطے قول جمہور کے عام دفعوں میں اور خاص دفعوں میں اپنی جان پر وقف کرنا شافعیہ کے نزدیک درست نہیں۔ (فتح)

۱۵۷۷۔ اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ حدی کا اونٹ ہانک رہا ہے سو حضرت ﷺ نے کہا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے حضرت ﷺ نے کہا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ

۱۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ

اَرْكَبَهَا قَالَ إِنَّهَا بِدَنَّةٌ قَالَ اَرْكَبَهَا قَالَ إِنَّهَا
بَدَنَّةٌ قَالَ اَرْكَبَهَا ثَلَاثًا.

قربانی کا جانور ہے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا، تین دفعہ
فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے اونٹ پر سوار ہونا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔
بَابُ مَنْ سَاقَ الْبَدْنَ مَعَهُ

اگر کوئی اپنے ساتھ خانے کعبہ کو قربانی لے جائے یعنی
حل سے طرف حرم کے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: مہلب نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ارادہ ہے کہ معلوم کرا دے کہ سنت ہدی میں یہ ہے کہ حل سے حرم
میں لائے اور اگر حرم سے خریدے تو جس وقت عرفات کو جائے اس کو حرم سے باہر نکالے اور یہی قول ہے امام
مالک رحمہ اللہ کا اور اگر نہ کرے تو اس پر بدلہ ہے اور یہی قول ہے لیث کا اور جمہور نے کہا کہ اگر اس کے ساتھ عرفات
میں کھڑا ہو تو بہتر ہے ورنہ اس پر بدلہ نہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ سنت نہیں اس واسطے کہ حضرت علیہ السلام نے تو
اس واسطے سے حل سے حرم کی طرف قربانی ہانگی تھی کہ آپ کا مکان حرم سے خارج تھا اور یہ سب اونٹ کا ذکر ہے
اور اس پر گائے اور بکری کو قیاس کرنا پس یہ ضعیف ہے اسی واسطے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ نہ ہانگی جائے طرف
کے کہ مگر عرفات سے اور جو جگہ اس کے نزدیک ہے۔ (فتح)

۱۵۷۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللِّثُّ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوُدَّاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى
الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي
الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَهْلَ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهْلَ بِالْحَجِّ
فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ
مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ
يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى

۱۵۷۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے
فائدہ اٹھایا حجۃ الوداع میں ساتھ عمرے کے طرف حج کے
یعنی داخل کیا عمرے کو حج پر اس طرح سے کہ پہلے حج کا
احرام باندھا پھر عمرے کا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اور ہدی
لائے اور اپنے ساتھ لے چلے ذی الحلیفہ سے کہ نام ہے
ایک جگہ کا وہیں سے حضرت علیہ السلام نے احرام باندھا اور
شروع کیا سو پہلے عمرے کا احرام باندھا پھر حج کا احرام
باندھا سو حج تمتع کیا لوگوں نے ساتھ حضرت علیہ السلام کے عمرے
سے طرف حج کے یعنی عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر ادا کیا سو
لوگوں میں سے بعض وہ تھے (یعنی جنہوں نے عمرے کا
احرام باندھا تھا) کہ ہدی ساتھ لائے تھے اور بعض ان میں
سے وہ تھے کہ ہدی ساتھ نہیں لائے تھے سو جب
حضرت علیہ السلام مکہ میں آئے تو لوگوں کو فرمایا یعنی عمرہ کرنے

فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمَنْ شَاءَ حَرَمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ
حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَىٰ فَلْيَطْفُ
بِالْبَيْتِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيَقْصِرْ وَلْيَحْلِلْ
ثُمَّ لِيَهْلِ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدًيًا فَلْيَصُمْ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى
أَهْلِهِ فَطَافَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ
أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ حَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى
أَرْبَعًا فَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ
الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَأَنْصَرَفَ فَأَتَى
الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةً
أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ
حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَنَحَرَ هَذِيحَةَ يَوْمِ النَّحْرِ
وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ وَقَعَلَ مِثْلَ مَا قَعَلَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْدَىٰ وَسَاقِ
الْهَدَىٰ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ
فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمٌ
عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

والوں کو کہ جو تم میں سے قربانی ساتھ لایا ہو تو وہ کسی چیز سے
حلال نہ ہو کہ اس سے باز رہے یعنی احرام سے نہ نکلے یہاں
تک کہ اپنا حج ادا کرے اور جو قربانی نہ ساتھ لایا ہو تو وہ
خانے کعبے کا طواف کرے یعنی طواف عمرے کا اور صفا اور
مروہ کے درمیان دوڑے اور بال کتروائے اور چاہیے کہ
احرام کھول دے یعنی عمرے کا احرام اُتار کر حلال ہو جائے
یعنی جو چیزیں احرام میں منع ہیں وہ اب حلال ہوئیں پھر
چاہیے کہ حج کا احرام باندھے یعنی حرم سے جبکہ نکلے طرف
عرفات کے اور قربانی ذبح کرے یعنی قربانی کے دن کہ
واجب ہے یہ متمتع کو واسطے شکرگزاری اس نعمت کے کہ ایک
سفر میں توفیق ادا بے عمرے اور حج کی ہوئے اور جو ہدی نہ
پائے تو چاہیے کہ تین دن روزے رکھے بچ حج کے یعنی حج
کے مہینوں میں بعد احرام کے نحر قربانی کے دن سے پہلے اور
افضل یہ ہے کہ ساتویں آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کو روزے
رکھے اور سات روزے جب پھرے طرف اہل اپنے کے یعنی
افعال حج سے فارغ ہوا گرچہ مکے میں ہو پھر جب
حضرت ﷺ مکے میں آئے تو خانے کعبے کا طواف کیا اور حجر
اسود کو بوسہ دیا سب چیزوں سے پہلے یعنی جو افعال کہ طواف
کے ہیں اور ان میں سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا بعد لبیک کے
پھر طواف میں تین بار جلدی چلے یعنی جیسے پہلوان چلتے ہیں
کندے ہلا کر اور چار بار اپنی معمولی چال چلے یعنی ایک بار جو
خانے کعبے کے گرد پھرتے ہیں اس کو شوط کہتے ہیں پس سات
شوط اس طرح کرے اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے
اور پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے جب کہ اپنا
طواف خانے کعبے کے گرد کرے پھر سلام پھیرے یعنی دو

رکعت نماز پڑھنے کے بعد پھر خانے کعبے کے پاس آئے اور پھر صفا پر آئے پھر صفا اور مروہ کے درمیان سات بار چکر لگائے پھر نہ حلال ہو کسی چیز سے کہ اس سے باز رہے تھے یعنی احرام سے نہ نکلے یہاں تک کہ اپنا حج تمام کرے اور قربانی کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو اپنی قربانی ذبح کرے یعنی پس اب حلال ہوا ہر چیز سے ساتھ حلق کے سوائے جماع کے اور چلے یعنی منیٰ سے مکے میں آئے پھر خانے کعبے کا طواف کرے یعنی طواف افاضہ جس کو طواف الزیارت بھی کہتے ہیں پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے جس سے باز رہے تھے یعنی اب جماع کرنا بھی حلال ہو گیا اور جو اصحاب میں سے قربانی ساتھ نہ لایا تھا اس نے بھی حضرت ﷺ کی طرف کیا۔

فائدہ: اول گزر چکا ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا پھر عمرے کا احرام باندھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ نے عمرے کا احرام باندھا تھا پھر حج کا اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے صورت احرام کی یعنی جب عمرے کو حج پر داخل کیا تو دونوں کے ساتھ اکٹھی لبیک کہی سو کبھی لبیک بعمروہ و حج اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس کے جو پہلے گزر چکی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر انکار کیا سو احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا انکار اس وجہ سے ہو کہ اس نے مطلق کہا کہ حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جمع کیا یعنی ابتداء ہی سے دونوں کا احرام اکٹھا باندھا اور معین کرتا ہے اس تاویل کو قول اس کا نفس اس حدیث میں کہ لوگوں نے نفع اٹھایا اس واسطے کہ جنہوں نے تمتع اٹھایا تھا انہوں نے پہلے حج کا احرام باندھا تھا لیکن انہوں نے حج کا احرام عمرے سے تسخیر کر دیا یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا یہاں تک کہ اس کے بعد مکے میں حلال ہوئے پھر اسی سال میں حج کیا اور یہ جو فرمایا کہ بال کتروائے تو یہ دلیل ہے اس پر کہ حلق اور بال کتروانا عبادت ہے اور یہی صحیح بات ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے مباح کرنے حرام کے ہے اور صرف بال کتروانے کا اس واسطے حکم دیا کہ اس کے بال باقی رہیں تاکہ ان کو حج میں منڈوائے اور یہ جو فرمایا کہ جو قربانی نہ پائے تو یہ نہ پانا یا تو اس طور سے ہے کہ قربانی موجود نہ ہو یا اس کا مول اس کے پاس نہ ہو یا مول ہو اور اس سے اور کوئی ضرورت زیادہ ہو یا اس کا مالک بیچ نہیں رہا یا مہنگی مول سے ہاتھ آئے پس نقل کرے طرف روزے کی جیسا کہ قرآن کی نص ہے اور مراد فی الحج سے بعد احرام کے ہے انام نووی نے کہا یہی افضل ہے اور اگر حج کے احرام سے پہلے روزے رکھے تو یہی کفایت کرتے ہیں صحیح مذہب

پر اور اس پر عمرے سے حلال ہونے سے پہلے پس صحیح قول پر کفایت نہیں کرتے امام مالک نے کہا جائز رکھا ہے اس کو نووی اور اصحاب رائے نے اور اس پر اول مذہب پر سو جو مستحب رکھتا ہے روزہ عرفہ کا دن عرفہ کے وہ کہتا ہے کہ ساتویں کو احرام باندھے تاکہ ساتویں آٹھویں اور نویں کو روزہ رکھے اور نہیں تو چھٹی تاریخ کو احرام باندھے تاکہ عرفہ کے دن روزہ افطار کرے اور اگر اس سے روزہ فوت ہو جائے تو اس کو قضا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے ذمہ میں ہدیٰ مستقر رہتی ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور تشریق کے دنوں کے روزوں میں شافعیہ کے دو قول ہیں اظہر یہ ہے کہ جائز نہیں اور صحیح تر دلیل کی روح سے جواز ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مجرد طواف قدوم کے ساتھ آدی حلال نہیں ہوتا اور اس میں مشروعیت ہے طواف قدوم کے واسطے قارن کے اور رمل بیچ اس کے اگر اس کے پیچھے سہمی ہو (فتح) اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ متمتع تھے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ﷺ قارن تھے پس تمتع سے مراد تمتع لغوی ہے یعنی نفع اٹھانا اس واسطے کہ نفع اٹھانا ساتھ حج اور عمرے دونوں کے قرآن میں موجود ہے۔

بَابُ مَنْ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيقِ
اگر کوئی راستہ سے ہدیٰ خرید لے تو اس کا کیا حکم ہے
یعنی برابر ہے کہ حل سے ہو یا حرم سے اس واسطے کہ
اپنے شہر سے ہدیٰ کا ساتھ لے جانا شرط نہیں۔

فائدہ: ہدیٰ ساتھ زبر اور سکون دال کے نام ہے اُن جانوروں کا کہ حرم میں ذبح کیے جاتے ہیں واسطے طلب ثواب کے خواہ بکری ذنب، بھیڑ ہو یا گائے بھینس وغیرہ اور اونٹ اور ہدیٰ دو قسم ہے واجب اور تطوع یعنی نفل پھر ہدیٰ واجب کی دو قسمیں ہیں ہدیٰ قرآن اور ہدیٰ تمتع اور ہدیٰ جنایات اور ہدیٰ نذر اور ہدیٰ احصار اور وجہ تسمیہ ہدیٰ کا یہ ہے کہ بندہ اس کو ہدیہ بھیجتا ہے اللہ کی بارگاہ میں اور صرف قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ سبب اس کی۔ (ح)

۱۵۷۹۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے اپنے باپ ابن عمر رحمہما اللہ نے کہا کہ ٹھہرے یعنی اس سال حج کو نہ جانا کہ میں فتنہ سے بے خوف نہیں یہ کہ روکا جائے تو خانہ کعبہ سے ابن عمر رحمہما اللہ نے کہا اگر میں روکا گیا جیسا کہ حضرت ﷺ نے کیا تھا اللہ نے فرمایا کہ تم رسول ﷺ کی اچھی چال چلتے ہو اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی جان پر عمرے کو واجب کیا سو ابن عمر رحمہما اللہ نے گھر سے عمرے کا احرام باندھا

۱۵۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِأَبِيهِ أَقِمْ فَإِنِّي لَا آمَنُهَا أَنْ سَتَصُدَّ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ إِذَا أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ)

پھر اپنے گھر سے نکلے یہاں تک کہ بیدا (ایک میدان کا نام ہے مزدلفہ میں) پہنچے توج اور عمرے دونوں کا احرام باندھ لیا یعنی قرآن کیا اور کہا کہ نہیں حال حج اور عمرے کا مگر پھر قدید (ایک جگہ کا نام ہے حل میں) سے قربانی خریدی پھر مکہ میں آئے سودوونوں کے واسطے صرف ایک طواف کیا پس احرام سے باہر نہ نکلے یہاں تک کہ حج اور عمرے سے اکٹھے حلال ہوئے۔

فَإِنَّا أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عَلَى نَفْسِي الْعُمْرَةَ فَأَهْلَ بِالْعُمْرَةِ مِنَ الدَّارِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْبَيْدَةِ أَهْلَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَقَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنْ قُذَيْدٍ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حَتَّى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے سو ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ وہ افضل ہے میقات سے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کا میقات معین ہو اس کے حق میں میقات سے احرام باندھنا افضل ہے نہیں تو اپنے گھر سے احرام باندھے اور شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا میقات سے احرام باندھنا رنج ہے اور اپنے گھر سے اور رافع نے کہا کہ ان کی تعلیل سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کو اپنی جان پر امن ہو اس کے حق میں گھر سے احرام باندھنا افضل ہے نہیں تو میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا قول پہلے گزر چکا ہے کہ مکروہ جانا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ احرام باندھا جائے خزاٹ یا کرمان سے (فتح) اور اس سے معلوم ہوا کہ راستہ سے ہدی کا خریدنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ أَشْعَرَ وَقَلَّدَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ أَحْرَمَ
باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اونٹ کی کوہان کو زخمی کرے اور اس کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالے ذی الحلیفہ میں پھر اس کے بعد احرام باندھے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے اشارہ کرنا ہے طرف رد کرنے قول مجاہد کے کہ اس نے کہا ہے کہ اونٹ کی کوہان زخمی نہ کرے یہاں تک کہ احرام باندھے یعنی احرام باندھنے کے بعد اشعار کرے۔ (فتح)
وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا أَهْدَى مِنَ الْمَدِينَةِ قَلْدَهُ وَأَشْعَرَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يَطْعَنُ فِي شِقِّ سَنَامِهِ الْأَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجْهَهَا قَبْلَ الْقِبْلَةِ بَارَكَةَ.

اور نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینے سے اپنے ساتھ ہدی لے جاتے تھے تو ذوالحلیفہ میں اس کے گلے میں ہار ڈالتے تھے اور اس کی کوہان کو زخمی کرتے تھے زخم کرتے تھے اس کی کوہان کی دائیں طرف میں ساتھ چھڑی کے اور اس کا منہ قبلہ کی طرف

کرتے اس حال میں کہ وہ بیٹھے ہوتے تھے۔

فائدہ: ظاہر یہ اثر ترجمہ باب کے مطابق نہیں لیکن شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشعار اور تقلید کے بعد احرام باندھا ہوگا۔
 ۱۵۸۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحَدِيثِيَّةِ مِنَ الْمَدِينَةِ فِي بَضْعِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِدِي الْحَلِيفَةِ قَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نے پہلے تقلید کی پھر اس کے بعد احرام باندھا۔ وفيہ المطابقة للترجمة۔ (فتح)

۱۵۸۱۔ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ فِي بَضْعِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِدِي الْحَلِيفَةِ قَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ۔

۱۵۸۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھوں سے بٹے پھر حضرت ﷺ نے ان کے گلے میں ڈالے اور ان کی کوہان کو زخمی کیا اور ان کو خانہ کعبہ کی طرف ہدی کر کے بھیجا یعنی جب نویں سال حج فرض ہوا تو حضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا امیر بنا کر مکے میں بھیجا اور ان کے ساتھ ہدی کے اونٹ بھیجے پس نہ حرام ہوئی حضرت ﷺ پر کوئی چیز کہ حلال ہوئے تھے واسطے ان کے یعنی حضرت ﷺ پر احکام احرام کے جاری نہ ہوئے اور جو چیزیں کہ احرام میں حرام ہیں مجرد اشعار اور تقلید وغیرہ سے ان پر حرام نہ ہوئیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشعار اور تقلید کے صحیح ہونے میں احرام کا مقدم ہونا شرط نہیں پس معلوم ہوا کہ احرام سے پہلے اشعار کرنا درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ اونٹ کی کوہان کی دہنی طرف زخم کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی وہ اونٹ کی کوہان کی دہنی طرف زخم کیا

کرتے تھے اور کبھی بائیں طرف میں زخم کیا کرتے تھے پہلا مذہب امام شافعی اور صاحبین کا ہے اور ایک قول امام احمد کا ہے اور دوسرا مذہب امام مالک کا اور ایک قول احمد کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ احرام سے پہلے اشعار کرتے تھے اور ابن عبدالبر نے استدکار میں مالک سے ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا کہ نہ اشعار کرے ہدی کو مگر نزدیک احرام کے اول اس کے گلے میں ہار ڈالے پھر اس کو اشعار کرے پھر نماز پڑھے پھر احرام باندھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ اشعار کرنا جائز ہے اور اشعار یہ ہے کہ ہدی کے اونٹ کی کوہان کے داہنے کنارے میں زخم کیا جائے اور فائدہ اس کا معلوم کروانا ہے کہ یہ ہدی ہے تاکہ جو محتاج ہو اس کے ساتھ اور یہاں تک کہ اگر غیر کے اونٹوں میں مل جائے تو اس سے جدا ہو سکے یا اگر گم ہو تو پہچانی جائے کہ یہ ہدی ہے یا تھک جانے کے سبب سے قریب مرنے پہنچے یعنی اور پس ذبح ہو جائے تو مسکین اس کو عطا سے پہچانیں اور کھائیں باوجود کہ اس میں نشان شرع کی تعظیم ہے اور غیر کی اس پر ترغیب ہے اور بہت بعید ہے قول اس شخص کا کہ اشعار کو منع کرتا ہے اور حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مشلہ کے منع ہونے سے پہلے جائز تھا پھر منع ہوا اس واسطے سے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اشعار جیتہ الوداع میں واقع ہوا اور یہ واقع مشلہ کے منع ہونے سے کچھ زمانہ پیچھے واقع ہوا ہے یعنی پس یہ دعویٰ اُلٹ ہے مدعی نسخ ہے۔ و مسیاتی نقل الخلاف فی ذلک بعد باب انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

اونٹ اور گائے کے واسطے ہار بننے کا بیان

بَابُ فُلِّ الْقَلَائِدِ لِلْبَدْنِ وَالْبَقَرِ

۱۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ قَالَ إِنِّي لَبَدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَذَيْنِ فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ

۱۵۸۲۔ حصہ اولیٰ اللہما سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا حال ہے لوگوں کا کہ احرام سے حلال ہو گئے ہیں اور آپ حلال نہیں ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کو تلبید کی اور اپنی ہدی کے گلے میں ہار ڈالا سو میں حلال نہ ہوں گا یہاں تک کہ حج کے احرام سے حلال ہوں یعنی حج سے فارغ ہو کر احرام اتاروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے اونٹ اور گائے کے واسطے ہار بننا درست ہے اس واسطے کہ تقلید مستلزم ہے ہار بننے کو پہلے اس سے ولیہ المطابقة للترجمة اور گائے کا ذکر حدیث میں نہیں ہے لیکن احتمال ہے کہ مراد ہدی سے اونٹ اور گائے دونوں ہیں یا گائے بھی اونٹ کے معنی میں ہے (فتح) اور تلبید یہ ہے کہ محرم اپنے سر میں گوند یا عظمیٰ بوٹی لگائے تاکہ بال آپس میں جم جائیں اور غبار نہ بیٹھے اور جودوں سے محفوظ رہیں۔

۱۵۸۳۔ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ

۱۵۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ

سے ہدی بھیجتے تھے سو میں ان کے ہار اپنے ہاتھ سے ہتی تھی
پھر نہ پرہیز کرتے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے
محرم۔

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ
عُرْوَةَ وَعَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْدِي
مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَقْلِلُ قَلَائِدَ هَذِهِ ثُمَّ لَا
يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرَمُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے ہار بٹنا درست یا سنت ہیں۔ وفيہ المطابقة للترجمة۔

اونٹ کے اشعار کرنے کا بیان اور عروہ رحمہ اللہ نے
مسور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہدی
کے گلے میں ہار ڈالے اور اس کو اشعار کیا اور عمرے کا
احرام باندھا یعنی صلح حدیبیہ کے سال میں

بَابُ إِشْعَارِ الْبُذْنِ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنْ
الْمُسَوَّرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَتْ لَقَدْ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ
وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ.

۱۵۸۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے ہدی کے اونٹوں کے ہار بٹے پھر آپ ﷺ نے ان کو
اشعار کیا اور ان کے گلے میں ہار ڈالے یا میں نے ان کے
گلے میں ہار ڈالے پھر ان کو خانے کعبے کی طرف ہدی کر کے
بھیجا اور آپ مدینے میں ٹھہرے رہے سو نہ حرام ہوئی آپ پر
کوئی چیز جو آپ کے لیے حلال تھی۔

۱۵۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا
أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَلَّتْ قَلَائِدُ هَذِي
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَشْعَرَهَا
وَقَلَّدَهَا أَوْ قَلَّدْتُهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ
وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ
لَهُ حِلٌّ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشعار کرنا درست ہے اور اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے بدن میں زخم کرے یہاں
تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر اس کو پونچھ ڈالے پس یہ نشانی ہے اس پر کہ یہ ہدی ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا
سلف اور خلف سے اور طحاوی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اس کی کراہت نقل کی ہے اور اس کے سوا اور لوگوں کا یہ
مذہب ہے کہ اشعار کرنا مستحب ہے واسطے تابعداری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام
محمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ اشعار بہتر ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اشعار خاص ہے ساتھ اس جانور کے کہ
اس کے لیے کوہان ہو اور طحاوی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہو چکا ہے کہ اشعار میں اختیار
ہے خواہ کرے یا نہ کرے پس دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ عبادت نہیں لیکن مکروہ نہیں اس واسطے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

نفل سے ثابت ہے اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ اشعار کو مکروہ کہنے کا عذر کہ وہ مثلہ ہے مردود ہے اور باب سے ہے مانند داغنے اور کان پھاڑنے کے تاکہ علامت ہو اور سوائے اس کے دم اور ختنہ کرنے اور سیکنی لگانے کے اور عادت جاری ہے کہ انسان کو اپنے مال پر شفقت ہوتی ہے پس نہیں خوف کیا جاتا جو انہوں نے وہم کیا ہے کہ مبادا زخم سرایت کرے اور ہلاکت کی طرف پہنچائے اور اگر یہ بات ملحوظ ہوتی تو البتہ مکروہ جاننے والا اس کو قید کرے یعنی ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور کہتا کہ جو اشعار کہ ہلاکت کی طرف پہنچائے وہ مکروہ ہے اور متقدمین نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر بہت طعن کیا اس پر کہ اس نے اشعار کو مطلق مکروہ کہا اور طحاوی نے معانی الآثار میں اس کی مدد کی ہے سو کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں کہا بلکہ اس نے اس اشعار کو مکروہ کہا ہے جس سے اونٹ کے ہلاک ہونے کا خوف ہو مانند سرایت کرنے زخم کے خاص کر چھری کے ساتھ زخم کرنے میں پس ارادہ کی امام نے سد باب کا عام لوگوں سے اس واسطے کہ وہ اس میں حد کی رعایت نہیں کرتے اور جو سنت کا عارف ہو تو اس کے لیے مکروہ نہیں اور ابراہیم رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ اشعار مکروہ ہے اور اس میں تعقب ہے ابن حزم اور خطابے پر کہ وہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے سوائے اشعار کے مکروہ کہنے کا اور کوئی قائل نہیں اور ابن حزم نے اس مقام پر بڑا مبالغہ کیا ہے اور قائلین اشعار کا اتفاق ہے کہ گائے کا اشعار کرنا بھی درست ہے مگر سعید بن جبیر کے نزدیک درست نہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بکری کو اشعار نہ کیا جائے اس واسطے کہ اس کے بال اس کے اشعار کی جگہ کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور نیز اس واسطے کہ وہ ضعیف ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اس واسطے کہ اس کی کوہان نہیں ہے۔ (فتح)

اپنے ہاتھ سے ہار ڈالنے کا بیان

بَابُ مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ

فائدہ: اور اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حدی ہانکے اور خود حج کا ارادہ رکھتا ہو سو وہ تو احرام کے وقت اس کو ہار ڈالے اور اشعار کرے اور یا یہ کہ اس کو ہانکے اور خود گھر میں ٹھہرے اور حج کا ارادہ نہ ہو سو اس وقت اس کو اپنے گھر سے ہار ڈالے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے باب کی حدیث سے اور ہار کی چیز کا بیان آئندہ آئے گا اور غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ آپ اس تقلید کے ساتھ عام تھے تاکہ اس کا مابعد اس پر مترتب ہو یعنی آپ کو تقلید کا علم تھا اور باوجود اس کے آپ احرام کی ممنوع چیزوں سے نہ رہے تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ آپ نے تقلید کے علم سے پہلے اس کو مباح جانا تھا نہ پیچھے۔ (فتح)

۱۵۸۵۔ عمرہ رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے عائشہ رحمہم اللہ کی طرف دیکھا کہ عبد اللہ بن عباس نے کہا ہے کہ جو خانے کعبے کی طرف ہدی بھیجے یعنی اور خود حج کو نہ جائے تو حرام ہو جاتی ہے اس پر وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے

۱۵۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زَيْدًا بْنُ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَيَّ

حاجی پر جس نے حج کا احرام باندھا ہو یہاں تک کہ اس کی ہدی ذبح کی جائے عمرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس طرح نہیں میں نے حضرت رضی اللہ عنہ کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے گلے میں ڈالے پھر ان کو ہدی کر کے مکے کی طرف بھیجا سو نہ حرام ہوئی حضرت رضی اللہ عنہ پر کوئی چیز جس کو اللہ نے آپ پر حلال کیا تھا یہاں تک کہ ہدی ذبح کی گئی۔

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ أَهْدَى هَذَا حَرَمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنَحِّرَ هَذِيهٖ قَالَتْ عُمَرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا قُلْتُ فَلَا تَذِي هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْ نَمَّ قُلْتُهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نَحِرَ الْهَدْيُ.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے میں سب فقہاء کی مخالفت کی ہے اور دلیل پکڑی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ فعل حضرت رضی اللہ عنہ کے اور واجب ہے پھرنا طرف روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا ہو گا اور یہ ابن تین کا بڑا قصور ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ اکیلا نہیں بلکہ ثابت ہو چکا ہے یہ فعل ایک جماعت صحابہ سے انہیں میں سے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسے کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب مکے میں ہدی بھیجتے تھے تو باز رہے تھے اس سے کہ باز رہتا ہے اس سے محرم لیکن وہ لیک نہیں کہتے تھے اور انہیں میں قیس ہیں جیسا کہ سعید بن منصور نے ان سے روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ایک مرد کے حق میں جو مکے میں اونٹ بھیجے کہ باز رہے اس چیز سے کہ باز رہتا ہے اس سے محرم اور یہ اثر منقطع ہے اور ابن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یہ کہا عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور قیس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور نخعی رضی اللہ عنہ اور عطاء رضی اللہ عنہ اور ابن سیرین رضی اللہ عنہ اور اور لوگوں نے کہ جو ہدی بھیجے اور خود نہ جائے تو حرام ہو جاتی ہے اس پر وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے محرم پر اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں نے کہ ہدی بھیجنے کے ساتھ آدمی محرم نہیں ہوتا اور اس طرف گئے ہیں فقہاء شہروں کے اور پہلے لوگوں کی دلیل ایک حدیث ہے جو طحاوی نے روایت کی ہے لیکن وہ ضعیف ہے اور سعید بن مسیب کا یہ مذہب ہے کہ نہ پرہیز کرے کسی چیز سے کہ پرہیز کرتا ہے اس سے محرم مگر جماع سے مزدلفہ کی رات کو ہاں زہری سے یہ روایت آئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے برخلاف امر قرار پایا اور ایک جماعت فقہاء فتویٰ کا یہ

مذہب ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے وہ مجرد تہلیلہ حدی سے محرم ہو جاتا ہے حکایت کی ابن منذر نے یہ بات ثوری سے اور احمد اور اسحاق سے اور اصحاب رائے نے کہا کہ جو حدی ہانکے اور خانہ کعبہ کا قصد کرے پھر تہلیلہ کرے تو واجب ہو جاتا ہے اس پر احرام باندھنا اور جمہور نے کہا کہ محض تہلیلہ حدی سے آدمی محرم نہیں ہوتا اور نہ ہی واجب ہوتی اس پر کوئی چیز (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کے میں قربانی بیعے تاکہ دسویں کو منیٰ میں ذبح کی جائے اور خود حج کو نہ جائے بلکہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو اس پر احکام حج کے جاری نہیں ہوتے اور جو چیز کہ محرم پر حرام ہوتی ہے وہ اس پر حرام نہیں ہوتی اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوئے ہیں ایک پکڑنا بڑے آدمی کا ایک چیز کو اپنے ہاتھ سے اگرچہ اس کے لیے کوئی شخص ہو جو اس کو کفایت کرے جبکہ وہ امر اہتمام والا ہو خاص کہ وہ چیز اقامت شرائع سے ہو اور یہ کہ نص کے وقت اجتہاد مردود ہے اور یہ کہ اصل حضرت ﷺ کے افعال میں پیروی کرتا ہے یہاں تک کہ خاصہ ہونا ثابت ہو اور یہ کہ بعض علماء کا بعض پر اعتراض کرنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ تَقْلِيدِ الْفَقْہِ بکری کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ امام مالک اور اصحاب رائے نے بکری کے گلے میں ہار ڈالنے سے انکار کیا ہے اور شاید کہ ان کو حدیث نہیں پہنچی اور نہیں پاتے ہم واسطے ان کے کوئی حجت مگر قول بعض کا کہ وہ ہار ڈالنے سے ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ دلیل ضعیف ہے اس واسطے کہ مقصود تہلیلہ سے علامت کرنا ہے کہ یہ حدی ہے تاکہ اس کو کوئی راہزن نہ چھیڑے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کو اشعار نہ کیا جائے اس واسطے کہ وہ اس سے ضعیف ہو جاتی ہے سو اس کے گلے میں وہ چیز ڈالی جائے جو اس کو ضعیف نہ کرے اور خفیہ کا قول اصل میں یہ ہے کہ بکری حدی میں سے نہیں پس یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ جو بکری کے حدی ہونے کا قائل نہیں اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس طرح کے کہ حضرت ﷺ نے ایک ہار حج کیا اور اس میں بکری کی حدی نہیں پہنچی اور میں نہیں جانتا کہ اس دلیل کی وجہ کیا ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے بکری کی حدی بھیجی اور خود اپنے گھر میں ٹھہرے رہے اور یہ قطعاً آپ کے حج سے پہلے تھا پس نہیں تعارض ہے درمیان فعل اور ترک کے اس واسطے کہ مجرد ترک جواز کے نسخ پر دلالت نہیں کرتا پھر اصحاب میں سے وہ شخص کون ہے جس نے تصریح کی ہے کہ آپ کے حج میں آپ کی حدیوں میں بکری تھی تاکہ جائز ہو حجت پکڑنی ساتھ اس کے اور عطاء اور عبداللہ اور جعفر وغیرہ کے طریق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے بکریاں دیکھی کہ آگے جاتیں تھیں اس حال میں کہ ان کے گلے میں ہار تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی اس طرح روایت ہے اور مراد ساتھ اس کے رد ہے اس شخص پر کہ دعویٰ کرتا ہے اجماع کا اوپر ترک کرنے حدی بکری کے اور تہلیلہ اس کی کے۔ (فتح)

۱۵۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بکری کی ہدی بھیجی۔

۱۵۸۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہار بٹی تھی سو آپ بکری کے گلے میں ڈالتے تھے اور اپنے اہل میں ٹھہرتے تھے اس حال میں کہ حلال ہوتے۔

۱۵۸۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بکریوں کے ہار بٹی تھی سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو ہدی کر کے بھیجتے تھے پھر آپ مدینے میں ٹھہرتے اس حال میں کہ حلال ہوتے۔

۱۵۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہدی کے واسطے ہار بٹے پہلے اس سے کہ احرام باندھیں۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بکری کے گلے میں ہار ڈالنا درست ہے و فیہ المطابقة للترجمة۔
بَابُ الْقَلَائِدِ مِنَ الْعِهَنِ۔
اون سے ہار بٹنے کا بیان۔

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ اور ربیعہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اون سے ہار بٹنا مکروہ ہے بلکہ زمیں سے پیدا ہوئی چیز سے ہار بٹے سو امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے یہ ہے کہ یہ قول مردود ہے ساتھ حدیث باب کی اور ابن تین نے کہا کہ شاید مراد امام مالک رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ وہ اولیٰ ہے اور اون سے جائز ہے۔ (فتح)

۱۵۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا.

۱۵۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَقْلِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقْلِدُ الْغَنَمَ وَيُقِيمُ فِي أَهْلِهِ حَلَالًا.

۱۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَقْلِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعُثُ بِهَا ثُمَّ يَمُكُّ حَلَالًا.

۱۵۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِي الْقَلَائِدَ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ.

۱۵۹۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بٹے ہار میں نے ان کے اونٹوں سے جو میرے پاس تھے۔

۱۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَلْتُ قَلْبًا لَهَا مِنْ عَيْنٍ كَانَ عِنْدِي.
بَابُ تَقْلِيدِ النَّعْلِ

جوتے کے ہار ڈالنے کا بیان

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد اس سے جس جوتے کی ہو اور یہی احتمال ہے کہ ایک جوتی ہو پس اس میں اشارہ ہوگا طرف رد کرنے قول اس شخص کے کہ وہ جوتیوں کا ڈالنا شرط کرتا ہے اور یہ قول ثوری کا ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ ایک جوتی بھی کفایت کرتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ جوتا معین نہیں بلکہ جو اس کے قائم مقام ہو جائز ہے پھر حکمت جاتے کے ہار میں یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف سفر کے اور مشقت کی بیچ اس کے اور مستحب ہے کہ دو جوتیاں ڈالے۔ (فتح)

۱۵۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو دیکھا کہ اونٹ کو ہانکتا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یہ ہدی کا اونٹ ہے فرمایا سوار ہو لے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں اس کو اس پر سوار دیکھا اس حال میں کہ حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا اور جوتا اس کی گردن میں تھا۔

۱۵۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَافِرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِي عُنُقِهَا تَابِعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے گلے میں ایک جوتا ڈالنا بھی درست ہے یا مستحب ہے کہ ہدی کے گلے میں جوتا ڈالے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

اونٹوں کے جھولوں کا بیان کہ کہاں خرچ کی جائیں

بَابُ الْجَلَالِ لِلْبَدَنِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا يَشْقَى مِنَ الْجَلَالِ إِلَّا مَوْضِعَ السَّانِمِ وَإِذَا نَحَرَهَا نَزَعَ جَلَالَهَا مَخَافَةَ أَنْ يُفْسِدَهَا الدَّمُ ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهَا.

اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نہ پھاڑتے جھول سے مگر جگہ کوہان کی کے اشعار کی جگہ ظاہر ہو اور جب اس کو ذبح کرتے تھے تو اس سے جھول اتار لیتے تھے اس خوف سے کہ اس کو لہو خراب نہ کرے پھر اس کو خیرات کر ڈالتے تھے۔

فائدہ: جھول کا خیرات کرنا فرض نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف اس لیے کیا تھا تاکہ جس چیز پر اللہ کا نام پکارا ہے اس میں رجوع نہ کرے اور نہ اس چیز میں کہ اس کی طرف نسبت کی گئی۔

۱۵۹۲۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْتَصِدَّقَ بِجِلَالِ الْبَدَنِ الَّتِي نَحَرْتُ وَبَجَلْوَدِهَا.

۱۵۹۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ خیرات کروں جھولیں ان اونٹوں کی کہ ذبح کیے گئے اور خیرات کروں ان کی کھالیں۔

فائدہ: جو کچھ کہ ان حدیثوں میں ہے استحباب تقلید سے اور اشعار وغیرہ سے سو مقتضی ہے اس کو کہ اظہار تقرب کا ساتھ ہدی کے افضل ہے پوشیدہ کرنے اس کے سے اور بے شک یہ بات ہے کہ فرض کے سوائے کام کا پوشیدہ کرنا افضل ہے اس کے ظاہر کرنے سے پس یا تو یہ کہا جائے گا کہ اعمال حج کے ظہور پر مبنی ہیں مانند احرام اور طواف اور وقوف کے پس اسی طرح اشعار اور تقلید کا ظاہر کرنا بھی افضل ہو گا پس خاص کیا جائے گا حج عموم اعضاء سے اور یا کہا جائے گا کہ اشعار اور تقلید سے عمل صالح کا ظاہر کرنا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ جو اس کو ہدی کر کے بھیجتا ہے اس کو ممکن ہے کہ اس کو کسی غیر کے ساتھ بھیجے سو اس کو تقلید اور اشعار کرے اور نہ کہے کہ یہ ہدی فلا نے کی ہے پس حاصل ہوگی سنت تقلید کی ساتھ پوشیدہ کرنے عمل کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنَ الطَّرِيقِ وَقَلَّدَهَا

اگر کوئی راہ سے ہدی خریدے اور اس کے گلے میں ہار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس باب میں تقلید کا لفظ زیادہ ہے۔

۱۵۹۳۔ نَافِعٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنَ الطَّرِيقِ فَقَلَّدَهَا فَهُوَ كَالَّذِي هَدَاهُ

۱۵۹۳۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کا اس سال میں کہ قصد کیا حج کا حرور یہ نے حج عہد ابن زبیر کے سو کسی نے ان سے کہا کہ لوگوں کے درمیان

لڑائی ہونے والی ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ تجھ کو حج اور عمرے سے روکیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تم کو رسول کی اچھی چال چلتی ہے کہ میں اس وقت کروں گا جو حضرت ﷺ نے کیا تھا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرے کو اپنے اوپر واجب کیا یہاں تک کہ جب بیداء میدان میں پہنچے تو کہا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک میں تم کو گواہ کرتا ہوں اس پر کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ جمع کیا اور اپنے ساتھ ہدی ہانگی اس خال میں کہ اس کے گلے میں ہار تھا خریدا اس کو جب کہ مکے میں آئے سو خانے کعبہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان دوڑے اور اس پر کچھ زیادہ نہ کیا اور نہ حلال کی کوئی چیز اس پر کہ حرام تھی قربانی کے دن تک سو سر منڈوایا اور قربانی جمع کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا یعنی اعتقاد کیا کہ تحقیق اس نے ادا کیا طواف حج اور عمرے کا اپنے پہلے طواف سے پھر کہ حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا ہے یعنی قارن کے واسطے صرف ایک طواف اور سعی کافی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حروریہ کے حج کے سال کے کو نکلے اور باب طواف القارن میں ہے کہ جس سال حجاج نے عبد اللہ بن زبیر پر چڑھائی کی اس سال ابن عمر رضی اللہ عنہما حج کو نکلے تھے دونوں کے درمیان بڑی مخالفت ہے کہ جس سال کہ حروریہ کا حج ۶۱۳ھ چونسٹھ ہجری میں تھا اور حجاج کا ابن زبیر پر چڑھائی کرنا ۶۲۳ھ میں پس یا تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ قصد متعدد ہے اور یا راوی نے حجاج اور اس کے تابعداروں کو حروریہ کہا ہے واسطے صفت جامع کے کہ دونوں کے درمیان پائی جاتی ہے اور خروج کرتا ہے امام بجن پر۔ (فتح)

بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرِ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِنَّ

۱۵۹۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے پانچ دنوں میں کہ ذیقعدہ سے باقی تھے اس حال میں کہ نہ گمان کرتے تھے ہم مگر حج کا یعنی صرف حج کا احرام

عَامَ حَجَّةِ الْعَرُورِيَّةِ فِي عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَانُوا بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَنَحَافٌ أَنْ يَصُدُّوكَ فَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ إِذَا أَصْنَعَ كَمَا صَنَعَ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ عُمْرَةً حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ جَمَعْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ وَأَهْدَى هَذَيْنَا مُقْلَدًا اشْتَرَاهُ حَتَّى قَدِمَ لَطَافٌ بِالْبَيْتِ وَالصُّفَا وَلَمْ يَرِدْ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يَحِلِّلْ مِنْ شَيْءٍ حَرَمَ مِنْهُ حَتَّى يَوْمَ النَّحْرِ فَحَلَّقَ وَنَحَرَ وَرَأَى أَنَّ قَدْ قَضَى طَوَافَهُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةَ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذَلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۵۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ

باندھا اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت حج کے مہینوں میں عمرے کو حرام جانتے تھے سو جب ہم مکے سے نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ نہ لایا ہو جب طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے تو احرام اتار کر حلال ہو جائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا سو میں نے کہا کہ یہ گوشت کیا ہے یعنی کہاں سے آیا ہے گوشت لانے والے نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے یہی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عمرہ کی قاسم سے ذکر کی سو اس نے کہا کہ لائے ہیں عمرہ تیرے پاس اس حدیث کو اس وجہ سے کہ ہے یعنی بغیر تغیر اور تبدیل کے۔

فائدہ: حدیث میں لفظ نحر کا واقع ہوا ہے اور ترجمہ میں لفظ ذبح کا یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نحر کے معنی ذبح کے ہیں اور گائے کو نحر کرنا علماء کے نزدیک جائز ہے لیکن مستحب ان کے نزدیک ذبح ہے اور خلاف کیا ہے حسن بن صالح نے سو کہا کہ مستحب ہے نحر کرنا اس کا اور یہ کہ جو ترجمہ میں کہا کہ بغیر اذن ان کے کے سو یہ ماخوذ ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے استفہام سے کہ یہ گوشت کیا ہے جب کہ اس پر داخل کیا گیا اس واسطے کہ اگر اس کا ذبح کرنا ان کے علم سے ہوتا تو پوچھنے کی طرف محتاج نہ ہوتیں لیکن اس میں شبہ ہے اور اس سے احتمال دفع نہیں ہوتا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کا ذبح کرنا ان کے اذن اور علم سے ہو لیکن جب گوشت ان کے پاس لایا گیا تو ان کے نزدیک احتمال ہوا کہ یہ شاید وہی گوشت ہو جس سے اذن واقع ہوا ہے یا کوئی اور گوشت ہو پس اس واسطے استفہام کیا ہو لیکن اصل عدم استیذان ہے وفيه المطابقة للترجمة اور بعض نے اس حدیث کے ظاہر سے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ ہدی اور قربانی میں شریک ہونا جائز ہے اور اس حدیث میں حجت نہیں اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو عمل کہ بدون اذن اور علم کسی غیر کے ہو اس کا ثواب اس غیر کو پہنچتا ہے اور یہ بھی ٹھیک نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اذن لے لیا ہو کما تقدم اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے کھانا گوشت ہدی اور قربانی کا۔ (فتح)

منی میں حضرت ﷺ کے قربانی کرنے کی جگہ
میں قربانی کرنے کا بیان

بَابُ النَّحْرِ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنَى

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ جمرہ اولیٰ کے نزدیک ہے جو مسجد کے پاس ہے اور اب وہ جگہ معلوم اور معروف ہے اس کو منحر البنی کہتے ہیں اور اس میں قربانی کرنی افضل ہے غیر سے واسطے قربانی حضرت ﷺ کے کہ یہ قربانی کی جگہ ہے اور منیٰ میں ہر جگہ قربانی کرنی درست ہے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا وہاں قربانی کرنا اتفاقاً واقع ہوا ہے یہ کوئی امرج کے متعلق نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی نہ کی جائے مگر منیٰ میں اور امام مالک رحمہ اللہ سے محکم ہے کہ حاجی منیٰ میں قربانی کرے اور عمرے والا مکے میں کرے اور جواز میں اختلاف نہیں اگرچہ افضلیت میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۱۵۹۵۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے قربانی کرنے کی جگہ قربانی کرتے تھے۔

۱۵۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ مَنْحَرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۵۹۶۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی حدیٰ مزدلفہ سے اخیر رات حاجیوں کے ساتھ بھیجتے تھے کہ جن میں آزاد اور غلام ہوتے تھے یعنی منیٰ کو بھیجتے تھے تاکہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ میں لائی جائے۔

۱۵۹۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَبْعَثُ بِهَذِيهِ مِنْ جَمْعٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حَتَّى يَدْخُلَ بِهِ مَنْحَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حُجَّاجٍ فِيهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوكُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حضرت ﷺ کی قربانی کرنے کی جگہ میں قربانی کی جائے وفی الطائفة للترجمة اور یہ جو کہا کہ ان میں آزاد اور غلام تھے تو ان کے معنی یہ ہیں کہ یہ شرط نہیں کہ قربانی آزادوں کے ساتھ بھیجی جائے سوائے غلاموں کے یعنی بلکہ غلاموں کے ساتھ بھی قربانی بھیجی درست ہے۔

اپنے ہاتھ سے قربانی کرنے کا بیان

بَابُ مَنْ نَحَرَ هَدْيَهُ بِيَدِهِ

۱۵۹۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور ذکر کی حدیث اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ سات اونٹوں کو نحر کیا۔ اس حال میں کہ کھڑے تھے اور مدینے میں دو مینڈوں سینک

۱۵۹۷۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَعَّ بُدْنٍ قِيَامًا وَصَحِي
بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَفْرَيْنِ مُخْتَصِرًا
فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے والے کو مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ وہیہ المطابقة للترجمة۔

اونٹ کو باندھ کر نحر کرنے کا بیان

بَابُ نَحْرِ الْإِبِلِ مُقَيَّدَةً

۱۵۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک مرد کے پاس آئے کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھایا تھا اس حال میں کہ اس کو نحر کرتا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو اس کو کھڑا کر اور پاؤں باندھ یعنی بائیں پاؤں یہ سنت محمد ﷺ کی ہے۔

۱۵۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا
يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ
جُبَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ آتَاخَ بَدَنَتَهُ
يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعْبَةُ
عَنْ يُونُسَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ.

فائدہ: نحر کہتے ہیں نیزہ مارنے اونٹ کے سینے میں اور ذبح کہتے ہیں چھری سے گلا کاٹنے کو اور طریقہ نحر کا یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے بائیں زانوری سے باندھے اور اس کے سینے میں نیزہ مارے تاکہ خون جاری ہو اور وہ گر پڑے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے اور حنفیہ کے نزدیک کھڑا کر کے اور بٹھا کر نحر کرنا برابر ہے فضیلت میں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جاہل کو تعلیم کی جائے اور مخالف سنت پر سکوت نہ کی جائے اگرچہ مباح ہو۔ (فتح)

اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا

بَابُ نَحْرِ الْبُذْنِ قَائِمَةً

یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ طریقہ

محمد ﷺ کا ہے

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سُنَّةَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
صَوَافٍ قِيَامًا

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَاذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ صواف کے معنی قیاماً ہیں یعنی اس حال میں کہ کھڑے ہوں۔

۱۵۹۹۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ

۱۵۹۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز

زور رکعت پڑھیں یعنی عصر کی نماز قصر کی اس واسطے کہ آپ مسافر تھے کہ حج کے ارادے سے مکے کو چلے تھے سو حضرت ﷺ نے ذوالحلیفہ میں رات کاٹی سو جب آپ نے صبح کی تو اپنی سواری پر سوار ہوئے اور تھلیل اور تسبیح کرنے لگے سو جب میدان بیداء میں آئے تو حج اور عمرے دونوں کے ساتھ لبیک کہی پھر جب حضرت ﷺ مکے میں آئے تو حکم کیا اصحاب کو یہ کہ احرام اتار کر حلال ہو جائیں اور حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹ نحر کیے اس حال میں کہ کھڑے تھے اور مدینہ میں دو مینڈوں سینگ دار سیاہ اور سفید رنگ کی قربانی کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۶۰۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھائیں اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھائیں پھر حضرت ﷺ نے رات گزاری یہاں تک کہ آپ نے صبح کی پھر فجر کی نماز پڑھی پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب وہ آپ کے ساتھ بیداء میں برابر ہوئے تو آپ نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا۔

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِدِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَبَاتَ بِهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَجَعَلَ يُهْلِلُ وَيُسَبِّحُ فَلَمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَاءِ لَبَّى بِهِمَا جَمِيعًا فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ سَبْعَ بَدَنٍ قِيَامًا وَضَحَّى بِالْمَدِينَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ.

۱۶۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِدِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثُمَّ بَاتَ حَتَّى أَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءُ أَهْلًا بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ لَا يُعْطَى الْجَزَارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا

یعنی اس کی مزدوری میں

۱۶۰۱۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو حضرت ﷺ نے (یعنی تاکہ) میں آپ کے ہدی کے اونٹوں کی خبر گیری

۱۶۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ

کروں سو میں ان کی خبر گیری کے واسطے کھڑا ہوا سو حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے سو میں نے ان کا گوشت تقسیم کی پھر آپ نے مجھ کو حکم کیا سو میں نے عل ان کی جھولیں اور کھالیں مسکینوں میں تقسیم کیں اور نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے یہ کہ خبر گیری کروں میں آپ کے اونٹوں کی اور نہ دوں میں ان پر کوئی چیز ان کی مزدوری میں۔

مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُذْنِ فَأَمَرَنِي فَقَسَمْتُ لِحَوْمَهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَسَمْتُ جَلَالَهَا وَجُلُودَهَا قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى الْبُذْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا.

فائدہ: مراد اونٹوں سے وہ اونٹ ہیں کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ساتھ مکہ لے گئے تھے اور وہ سب سوانٹ تھے ان میں سے تریسٹھ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیے تھے اور باقی اونٹوں کو ذبح کرنے کا حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو ذبح کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قصاب کو اس کی مزدوری میں مطلق کوئی چیز نہ دی جائے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ قصاب کو ہدی سے کوئی چیز نہ دی جائے بلکہ اس کو اپنے مال سے مزدوری دے و فیہ المطابقت للترجمة باوجود یہ کہ اس کا بھی ظاہر مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر قصاب کو مزدوری کے عوض میں ہدی سے کچھ چیز دے تو یہ درست نہیں یعنی اور اگر اس کو ہدی میں سے کچھ لہ دے تو یہ درست ہے۔ (فتح)

بَابُ يُتَصَدَّقُ بِجُلُودِ الْهَدْيِ

ہدی کی کھال اللہ خیرات کی جائے اور نیچی نہ جائے۔
۱۶۰۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے یہ کہ آپ کے اونٹوں کی خبر گیری کریں اور ان کی سب چیزیں اللہ بانٹ دیں (یعنی مسکینوں پر) گوشت بھی اور پوست بھی اور جھولیں بھی اور نہ دیں ان کی مزدوری ان میں سے کوئی چیز۔

۱۶۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُذْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بُذْنَهُ

كُلُّهَا لِحُومِهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالُهَا وَلَا يُعْطَىٰ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کی جھولوں کو مسکینوں پر اللہ بانٹ دیں وہی المطابقۃ للترجمۃ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصاب کو اجرت کے بدلے ہدی میں کچھ دینا درست نہیں لیکن اگر اس کو اپنے پاس سے پوری مزدوری دے دے پھر اس کے بعد اس کو کوئی چیز ہدی میں سے بطور خیرات کے دے تو درست ہے جبکہ فقیر ہو اور بعض نے کہا کہ اگر اس کو مزدوری کے عوض ہدی میں کچھ دے تو یہ درست نہیں لیکن اگر بطور صدقہ اور ہدیہ کے دے تو یہ درست ہے لیکن شارع کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ منع ہے تاکہ اجرت میں مسامحت واقع نہ ہو واسطے اس چیز کے کہ قصاب نے لی پس رجوع کرے گی طرف معاوضہ کے قرطبی نے کہا کہ ہدی میں سے قصاب کی اجرت دینی کسی کے نزدیک جائز نہیں لیکن حسن بصری اور عبداللہ بن عبید کے نزدیک جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ہدی کی کھال کا بیچنا درست نہیں اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ ہدی کی کھال اور جھول کا بیچنا درست نہیں اس پر کہ وہ گوشت پر معطوف ہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ ہدی کے گوشت کا بیچنا درست نہیں پس اس طرح اسکی کھال اور جھول کا بیچنا بھی درست نہ ہوگا اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کے نزدیک جائز ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے کہتے ہیں کہ اس کا مول قربانی کے مصرف میں خرچ کیا جائے اور استدلال کیا ہے ابو ثور نے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانا جائز ہے اور جس چیز کے ساتھ نفع اٹھانا جائز ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے اور معاوضہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے سب کا اتفاق ہے اس پر کہ ہدی تطوع کا گوشت کھانا جائز ہے اور اس کے گوشت کے جائز ہونے سے اس کا بیچنا لازم نہیں آتا اور زیادہ ترقوی اس کے قول کے رد میں یہ حدیث ہے جو کہ احمد رحمہ اللہ نے قادمہ رحمہ اللہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ قربانی اور ہدی کا گوشت نہ بیچو اور صرف کرو اور کھاؤ اور ان کی کھالوں سے نفع اٹھاؤ اور ان کو نہ بیچو۔ (نفع)

بَابُ يَتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبَدَنِ. ہدی اونٹوں کی جھولیں خیرات کی جائیں۔

۱۶۰۳۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ کے سواونٹ ہدی لائے سو حکم کیا مجھ کو حضرت رضی اللہ عنہ نے ان کے گوشت بانٹنے کا سو میں نے اس کو مسکینوں میں بانٹا پھر ان کی جھولوں کا مجھ کو بانٹنے کا مجھ کو حکم کیا سو میں نے ان کو بھی بانٹا پھر ان کی کھالوں کا حکم کیا میں نے ان کو بھی بانٹا۔

۱۶۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَائَةَ بَدَنَةٍ فَأَمَرَنِي بِلِحُومِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ أَمَرَنِي بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ

بَجَلُوْهَا فَفَسَمْتُهَا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ہدی کی جھول کو خیرات کیا جائے وفيہ المطابقتہ للترجمة اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے کئی اور فائدے بھی ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ ہدی کا ہانکنا اور اس کے ذبح میں دوسرے کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ کہ اس کہ اجرت لینی اور خبر گیری کرنی اور اس میں شریک ہونا درست ہے اور یہ کہ جس پر کوئی چیز للہ واجب ہو پس واسطے اس کے ہی خلاص کرنا اس کا اور اس کی نظیر کھیتی ہے کہ عشر دیا جاتا ہے اور جو مسکینوں پر خرچ کرے وہ اس میں محبوب نہیں ہوتا۔ (فتح)

اس آیت کا بیان کہ اور جب معین کر دیا ہم نے ابراہیم کو ٹھکانا خانے کعبے کا یہ کہ شریک نہ کر ساتھ میرے کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چلتے اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آتے ہوں دور دراز علاقوں سے پہنچیں اپنے بھلے کی جگہ پر پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپائے مویشی کے (یعنی جو کہ ہدی لائے ہیں) جو اس نے دیے ہیں ان کو سوکھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو اس قول تک کہ وہ اس کو بہتر ہے اپنے رب کے پاس۔

بَابُ ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِّشَهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْبَاقِ الْفَقِيرِ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْحَقِيقِ ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ﴾

فائدہ: مراد اس آیت سے یہاں یہ لفظ ہے کہ کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج کو اسی واسطے ترجمہ میں عطف ڈالا ہے اس پر ساتھ اس قول کے۔

اور بیان ہے اس چیز کا کہ کھائی جائے ہدی میں سے اور اس چیز کا کہ صدقہ کیا جائے ساتھ اس کے یعنی آیت میں کس گوشت کا کھانا مراد ہے۔

بَابُ مَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُذْنِ وَمَا يَصَدَّقُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ کھایا جائے اس جانور سے کہ محرم شکار حرم کے علاقہ میں ذبح کرے

وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا يُؤْكَلُ مِنْ

جَزَاءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا
سِوَى ذَلِكَ اور نہ نذر کے جانور سے اور کھائی جائے وہ چیز کہ
سوائے ان دونوں کے ہے یعنی قربانی اور ہدی سے۔

فائدہ: محرم کو شکار کرنا درست نہیں اور اگر کوئی محرم کسی جانور کو شکار کرے تو اس پر اس کے بدلے اس کے برابر
جانور ذبح کرنا آتا ہے پھر جو جانور اس کے بدلے ذبح کرے تو مالک کو اس میں سے کھانا درست نہیں اور اسی
طرح نذر کے جانور سے بھی کھانا درست نہیں بلکہ واجب ہے کہ اُس کو کو خیرات کر دے اور یہ ایک قول ہے امام
احمد رحمہ اللہ کا اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے زیادہ کی ہے یہ بات کہ مگرندیہ آئے گا
اور امام احمد رحمہ اللہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ نہ کھایا جائے مگر نفلی قربانی اور تمتع اور قرآن سے اور یہی قول ہے امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا برابر ان کے اصل کے کہ دم تمتع اور قرآن کا دم شکرانے کا ہے نہ دم قصور کا۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ يَأْكُلُ وَيُطْعَمُ مِنَ الْمُتَعَةِ
یعنی اور عطاء نے کہا کہ مالک خود کھائے اور غیر کو
کھلائے جانور متعہ سے

فائدہ: ان دونوں اثروں سے معلوم ہوا کہ آیت میں اس جانور کا کھانا مراد ہے جو ہدی اور قربانی کا ہو وہ جانور
مراد نہیں جو شکار مارنے کے بدلے ذبح کیا جائے یا نذر کے واسطے ذبح کیا جائے۔ وفيه المطابقة للترجمة

۱۶۰۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ
جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ
اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كُنَّا لَا نَأْكُلُ
مِنْ لُحُومِ بَدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ مَنِي فَرَخَصَ
لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا
وَتَزَوَّدُوا فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ
حَتَّى جِئْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لَا.

۱۶۰۳۔ جابر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہا کہ تھے ہم نہ کھاتے
گوشت اپنی قربانیوں کا زیادہ تین دن سے سو حضرت عائشہ رحمہ
نے ہم کو اجازت دی سو فرمایا کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو سو ہم نے
کھایا اور ذخیرہ کیا میں نے عطاء سے کہا (یہ قول ابن جریج کا
ہے) کہ کیا جابر رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہاں تک کہ ہم
مدینے میں آئے اس نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: ایک سال بہت سخت قحط پڑا تھا کہ مدینہ باہر کے رہنے والوں سے بھر گیا تھا اس سال میں حضرت عائشہ رحمہ
فرمایا کہ جتنا گوشت لوگوں کے پاس ہو تقسیم کر دیں جمع نہ کر رکھیں آئندہ سال جب حاجت نہ رہی تو حضرت عائشہ رحمہ
اجازت دے دی کہ جب تک جی چاہے ذخیرہ کر رکھو اور کھاتے رہو اس سے معلوم ہوا کہ مالک کو قربانی کا گوشت
کھانا درست ہے۔

۱۶۰۵۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا
سَلِيمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ
۱۶۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پانچ دنوں میں کہ باقی تھے ذیقعدہ سے اور

نہ گمان کرتے تھے مگر حج کا یہاں تک کہ جب ہم مکے سے نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو قربانی ساتھ لایا ہو وہ خانے کعبے کا طواف اور صفا مرزہ کی سعی کر کے حلال ہو جائے اور احرام اتار ڈالے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے سو کسی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی ذبح کی ہے۔

حَدَّثَنِي عُمَرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُمْسِ بَقِيعٍ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَحِلُّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَدْخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمٍ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقِيلَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ أَتَيْتُكَ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کو قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے اور یہ دونوں حدیثیں بیان ہیں واسطے آیت کے۔

بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

سرمنڈانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان یعنی سنت ہے کہ قربانی سرمنڈانے سے پہلے ذبح کرے

۱۶۰۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر کوئی قربانی کرنے سے پہلے سر منڈائے یا مانند اس کی کرے یعنی طواف زیارت کنکریاں مارنے سے پہلے کرے تو اس کو کیا حکم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ ڈرنیں کچھ ڈرنیں۔

۱۶۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْسِبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنصُورُ بْنُ زَادَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سُنِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ وَنَحْوِهِ فَقَالَ لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ.

۱۶۰۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طواف زیارت کر لیا فرمایا کہ کچھ حرج نہیں اس نے کہا کہ میں

۱۶۰۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُقَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

نے سرمنڈوایا پہلے ذبح کرنے کے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں اس نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکریاں مارنے سے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں۔

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرُمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ خَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرُمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِيمِ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنِي ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَفَّانُ أَرَاهُ عَنْ وَهَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سرمنڈانے سے پہلے ذبح کرے اس واسطے کہ اس مرد کا حضرت ﷺ سے پوچھنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ سائل جانتا تھا کہ حکم اس کے برعکس ہے، وفيه المطابقة للترجمة (فتح) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں بہت طریقوں سے روایت کیا ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ یہ حدیث بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ (فتح)

۱۶۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا اور کہا کہ میں نے زوال آفتاب کے بعد کنکریاں ماریں سو فرمایا کہ کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سرمنڈایا فرمایا کوئی حرج نہیں۔

۱۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سِئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمِيتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ قَالَ خَلَقْتُ

قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ لَا حَرَجَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل کنکریاں مارنے میں یہ ہے کہ دن کا وقت ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی سرمنڈوانے سے پہلے ذبح کرے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۶۰۹۔ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ بٹھا (ایک جگہ کا نام ہے پاس منی کے) میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے حج کیا ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ تو نے کس چیز کا احرام باندھا میں نے کہا کہ میں نے لبیک کہی احرام کی مانند احرام حضرت ﷺ کے یعنی میں نے اس طرح احرام کی نیت کی کہ میں نے احرام باندھا مانند احرام حضرت ﷺ کے اور لبیک کہی میں نے مانند لبیک حضرت ﷺ کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا چل اور خانے کعبے کا طواف کر اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر پھر میں بنی قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر کے بال کھولے اور جوئیں نکالیں یعنی میں نے احرام اتار ڈالا (شاید اس کے ساتھ قربانی نہ ہوگی) پھر میں نے حج کا احرام باندھا اور میں لوگوں کو اس کے ساتھ فتویٰ دیتا تھا تا خلافت عمر رضی اللہ عنہ تک سو میں نے یہ حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو پکڑیں تو وہ تو ہم کو حکم دیتا ہے ساتھ تمام کرنے حج کے اور نہ نکلنے کے احرام سابق سے یعنی آیت ﴿وَاتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ﴾ اور اگر ہم حضرت ﷺ کی سنت کو لیں تو آپ احرام سے حلال نہیں ہوئے یہاں تک کہ ہدی اپنے حلال ہونے کی جگہ پہنچے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی سرمنڈوانے سے پہلے ذبح کرے اس واسطے کہ ہدی کا اپنے حلال ہونے کی جگہ میں پہنچنا دلالت کرتا ہے اوپر ذبح ہونے ہدی کے سو اگر حلق ذبح پر مقدم ہوتا تو حلال ہوتے پہلے

۱۶۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ أَحْبَبْتُ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا هَلَالُ كِهَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ انْطَلِقْ فَطُفَّ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ فَلَمْتُ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ أَقْبِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى خِلَافَةَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُهُ لَهُ فَقَالَ إِنْ نَأْخُذَ بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

پہنچنے ہدی کے اپنی جگہ کو اور یہی اصل ہے اور وہ مقدم کرنا ذبح کا حلق پر اور اس پر ذبح کو حلق سے پیچھے کرنا پس یہ رخصت ہے کما سیاتی اور جاننا چاہیے کہ حج میں قربانی کے چار عمل ہیں ایک کنکریاں مارنا ہے دوسرا قربانی ذبح کرنا ہے اور تیسرا سر منڈوانا ہے اور چوتھا طواف کرنا ہے اور ان کو اس ترتیب سے ادا کرنا سنت ہے واجب نہیں پس اگر ایک دوسرے سے مقدم مؤخر ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں۔ (فتح وقییر)

باب مَنْ لَبَّدَ رَأْسَهُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ وَحَلَّقَ باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ احرام باندھنے کے وقت اپنے سر کو تلبد کرے یعنی گوند یا کسی اور چیز سے اپنے سر کے بالوں کو جمادے تاکہ غبار وغیرہ سے محفوظ رہیں اور احرام اتارنے کے بعد اپنا سر منڈائے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی اس شخص کے حق میں کہ تلبد کرے کہ کیا احرام اتارنے کے بعد اس پر سر کا منڈوانا معین ہے یا نہیں سوا ابن بطلال نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ یہ بات اس کے حق میں متعین ہے کہ بال منڈائے یہاں تک کہ شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے اور اہل رائے کہتے ہیں کہ یہ متعین نہیں اگر چاہے تو بال کتروائے اور یہ جدید قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور نہیں واسطے پہلے کے کوئی دلیل صریح۔ (فتح)

۱۶۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلُلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ۔ ۱۶۱۰۔ حصہ فضیلت سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ یا حضرت! کیا حال ہے لوگوں کا کہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں اور آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کی تلبد کی اور اپنی ہدی کے گلے میں ہار ڈالے سو میں احرام سے حلال نہ ہوں گا یہاں تک کہ قربانی ذبح کروں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام باندھنے کے وقت سر کو تلبد کرنی سنت ہے وفيہ المطابقة للترجمة لیکن اس میں حلق کا ذکر نہیں مگر حضرت ﷺ کے حال سے معلوم ہے کہ آپ نے اپنے حج میں اپنے سر کو منڈوایا اور یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صریح وارد ہو چکی ہے جیسا کہ آئندہ باب میں آتا ہے اور ابن بطلال نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا حصہ فضیلت سے نقل کیا ہے اس واسطے کہ وہ ترجمہ کے مطابق ہے اور میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ یہ ضرور نہیں کہ ترجمہ کے سب مسئلے حدیث باب میں پائے جائیں بلکہ اگر ایک بھی پایا جائے تو کافی ہے مترجم کہتا ہے کہ چونکہ آئندہ باب میں حلق کا بیان موجود ہے تو شاید اسی وجہ سے یہاں اس کی دلیل بیان نہیں کی۔

بَابُ الْحَلْقِ وَالْتَقْصِيرِ عِنْدَ الْإِحْلَالِ
احرام سے حلال ہونے کے وقت بال مندوانے
اور کتروانے کا بیان

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے سمجھایا ہے ساتھ اس ترجمہ کے کہ حلق عبادت ہے حج کی عبادتوں میں سے واسطے قول اس کے کہ احرام کے وقت حلق کرے یعنی عند الاحرام کی قید دلالت کرتی ہے اس پر کہ حلق عبادت ہے والا قید کی کوئی وجہ نہیں اور نہیں حلق نفس حلال ہوتا اور گویا کہ اس نے استدلال کیا اس سے کہ حضرت ﷺ نے اس کے فاعل کے واسطے دعا کی اور دعا مشعر ہے ساتھ ثواب کے اور ثواب نہیں ہوتا مگر عبادت پر نہ کہ مباح امر پر اور اسی طرح حضرت ﷺ کا حلق کو تقصیر پر فضیلت دینا مشعر ہے ساتھ عبادت ہونے کے اس کے اس واسطے کہ مباح چیزیں ایک دوسرے سے کم و بیش نہیں ہوتیں اور یہی ہے قول جہور کا کہ حلق عبادت ہے مگر ایک روایت ضعیف شافعی رحمہ اللہ سے کہ وہ حرام چیز کا مباح جاتا ہے یعنی جو چیزیں احرام میں حرام تھیں اب حلال ہوئیں اور یہی منقول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ سے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ کی اور یہی منقول ہے بعض مالکیہ سے۔ (فتح)

۱۶۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ نَافِعُ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ حَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ.

۱۶۱۱۔ ابن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حج میں سر منڈایا یعنی وقت حلال ہونے کے احرام سے بعد ادا کرنے سب افعال حج کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ حج سے حلال ہونے کے وقت اپنا سر منڈوائے۔ وفيه المطابقة للترجمة

۱۶۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ رَحِمَهُ اللَّهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِينَ.

۱۶۱۲۔ ابن عمر رحمہ اللہ سے روایت کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی مغفرت کے سر منڈوانے والوں کے واسطے اصحاب جن رحمہ اللہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا الہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کے واسطے اصحاب جن رحمہ اللہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کی دعا مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت فرما اور لیث نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے نافع رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے سر منڈوانے والوں کو ایک باریہ کلمہ فرمایا یا دو بار

یعنی لیٹ کو شک ہے کہ حضرت ﷺ نے تنہا سر منڈوانے والوں کے واسطے ایک بار دعا کی یا دو بار اور اکثر راویوں کا اتفاق امام مالک رحمہ اللہ کی روایت پر ہے کہ آپ نے دو بار صرف سر منڈوانے والوں کے واسطے مغفرت کی دعا مانگی اور تیسری بار بال کتروانے والوں کو بھی اس میں داخل کیا اور عبید اللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھے نافع نے کہ آپ نے چوتھی بار بال کتروانے والوں کو اس میں داخل کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہونے کے وقت سر کے بال منڈوانے اور کتروانے دونوں طرح درست ہیں اور یہ کہ حلق حج کے افعال میں سے ہے۔ وفيہ المطابۃ للترجمۃ لیکن سر منڈوانا افضل ہے بال کتروانے سے۔

۱۶۱۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا الہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کی اصحاب ﷺ نے کہا کہ اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت مانگیے حضرت ﷺ نے فرمایا الہی مغفرت کر سر منڈوانے والوں کی اور اصحاب ﷺ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کی دعا مانگیے حضرت ﷺ نے تین بار یہی کلمہ فرمایا پھر چوتھی بار فرمایا کہ الہی! اور بال کتروانے والوں کے واسطے بھی مغفرت کر۔

۱۶۱۴۔ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا عَمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَلِلْمَقْصِرِينَ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَلِلْمَقْصِرِينَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمَقْصِرِينَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام سے حلال ہوتے وقت سر منڈوانا افضل ہے بال کتروانے سے اور یہ کہ حلق حج کے افعال میں سے ہے وفيہ المطابۃ للترجمۃ اور اس حدیث سے اور بھی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ بال کتروانے کفایت کرتے ہیں حلق سے اور اس پر سب کا اجماع ہے مگر جو حسن سے روایت ہے کہ اول حج میں حلق متعین ہے یعنی اور دوسرے میں نہیں اور حسن سے اس سے برخلاف بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اگر تو چاہے تو حلق کرے اور چاہے تو تقصیر کرے اور ابراہیم خفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب آدمی پہلا حج کرے تو سر منڈوائے اور اگر دوسرا حج کرے تو پھر اختیار ہے کہ چاہے سر منڈوائے اور چاہے بال کتروائے پھر اس نے کہا کہ اصحاب ﷺ اسی طرح کرتے تھے اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مستحب ہے لازم نہیں ہاں مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک محل تعین

حلق اور تقصیر کا یہ ہے کہ محرم نے اپنے سر کی تلید نہ کی ہو یا چوٹیاں نہ گوندی ہوں اور یا بالوں کا جوڑا نہ باندھا ہو اور یہی قول ہے ثوری رحمہ اللہ اور جہور کا اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور ان کو جدید قول حنفیہ کے موافق ہے حلق متعین نہیں مگر یہ کہ نذر مانی ہو یا اُس کے بال چھوٹے ہوں کہ ان کا کترانا ممکن نہ ہو یا اس کے بال نہ ہوں سوا اپنے سر پر استرا پھیرے اور یہ کہ حلق تقصیر سے افضل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ المیغ ہے عبادت میں اور زیادہ تر ظاہر ہے خضوع اور ذلت میں اور زیادہ تر دلالت کرنے والا ہے صدق نیت پر اور جو بال کتروائے اس کی جان پر کچھ زینت باقی رہتی ہے بخلاف سر منڈوانے والے کے کہ وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس نے صرف اللہ کے واسطے یہ زینت ترک کی ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف مجرد ہونے کی اس واسطے صلحاء نے مستحب رکھا ہے اس کو کہ آدمی تو سر کے بال منڈوا ڈالے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر مشروع ہونے حلق تمام سر کے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک سارے سر کا منڈوانا واجب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور کوفے والے کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعض سر کا منڈوانا بھی ان کے نزدیک کافی ہے اور اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کافی ہے لیکن ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آدھا سر کافی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اقل اس چیز کا کہ اس کا منڈوانا واجب ہے تین بال ہیں اور ان کے بعض اصحاب کا ایک یہ قول ہے کہ ایک بال بھی کافی ہے اور کتروانے کا حکم بھی سر کے منڈوانے کی طرح ہے پس افضل یہ ہے کہ سارے سر کو کتروائے لیکن مستحب یہ ہے کہ اگلیوں کے سروں سے کم نہ ہو اور اگر اس سے کم کرے تو یہ بھی کافی ہے یہ نزدیک شافعیہ کے ہے اور وہ ان کے غیر کے نزدیک حلق پر مرتب ہے اور یہ سب احکام مردوں کے حق میں ہیں اور اس پر عورتیں سو مشروع ان کے حق میں بال کتروانے ہیں بالا جماع اور ابو داؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں عورتوں پر سر منڈوانا لیکن ان پر تو صرف بال کتروانے ہیں اور ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ عورت اپنا سر منڈوائے اور جہور شافعیہ کہتے ہیں کہ عورت اگر سر منڈوائے تو کفایت کرتا ہے لیکن مکروہ اور قاضی ابو طیب اور حسین نے کہا کہ جائز نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے دعا واسطے اس شخص کے جو مشروع کام کرے اور جو رائج فعل کرے اس کے واسطے مکرر دعا کرے اور تنبیہ کرتا ہے ساتھ تکرار دعا کے اوپر رائج ہونے فعل کے اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا دعا کا واسطے جائز فعل کرنے والے کے اگرچہ مرجوح ہو اور یہ دعا آپ نے حجۃ الوداع کے دن کی اور اسی طرح صلح حدیبیہ کے دن بھی یہ دعا کی۔ (فتح)

۱۶۱۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے سر منڈوایا یعنی حج میں اور بعضوں نے بال کتروائے۔

۱۶۱۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ
أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ خَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ
وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.

۱۶۱۵۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر کے بال قینچی سے کترے۔

۱۶۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ
عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ
قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ.

فائدہ: ثابت ہوا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حج میں بال نہیں کتروائے بلکہ سر منڈوایا تھا پس یہ بال کتروانا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرے میں تھا۔ (فتح)

تمتع کرنے والے کا عمرہ ادا کرنے کے بعد بال کتروانا
یعنی اس سے حلال ہونے کے وقت

بَابُ تَقْصِيرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ

۱۶۱۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے میں تشریف لائے یعنی دن حجۃ الوداع کے تو اپنے اصحاب کو حکم فرمایا یہ کہ خانے کعبے کا طواف کریں اور صفا اور مردہ کے درمیان دوڑیں اور پھر حلال ہو جائیں اور سر منڈوائیں یا بال کتروائیں۔

۱۶۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا
فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ
أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا
بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحْلُوا
وَيَخْلِقُوا أَوْ يَقْصِرُوا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمتع کو اختیار ہے کہ عمرہ ادا کرنے کے بعد خواہ حلق کرے یا بال کتروائے اور وہ اس تفصیل سے ہے جو ہم نے پہلے بیان کی کہ اگر بال لے ہوں تو حلق افضل ہے نہیں تو بال کتروانے افضل ہیں تاکہ حلق حج میں واقع ہو۔ (فتح)

قربانی کے دن طواف زیارت کرنے کا بیان

بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

فائدہ: یہ طواف فرض ہے اور اس کو طواف افاضہ اور طواف صدر اور طواف رکن بھی کہتے ہیں۔ (فتح)

ابو زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے طواف زیارت کو نحر کے

وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَخْبَرَ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ دن رات تک تاخیر کیا

فائدہ: یعنی جائز رکھا تاخیر طواف زیارت کو رات تک یعنی اس کو رات تک تاخیر کرنا جائز ہے یا تو سب کے لیے یا صرف عورتوں کے لیے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے طواف زیارت نحر کے دن کیا پھر مکہ میں یا منیٰ میں نماز پڑھی اور طیبی نے کہا کہ اول وقت اس کا نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے عید کی آدھی رات کے بعد ہے اور دوسروں کے نزدیک بعد نکلنے فجر عید کے دن ہے اور آخر وقت اس کا جب طواف کرے جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے کہ ایام نحر میں ہو اور اگر اس نے تاخیر کیا تو لازم آئے گا اس پر دم یعنی جانور ذبح کرنا (ع) اور فتح الباری میں کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے طواف زیارت رات کو کیا اور یہ حدیث مخالف ہے واسطے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے دن کو طواف زیارت کیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بعد ابی حسان کی حدیث اس واسطے بیان کی ہے کہ اس کے ساتھ حدیثوں میں تطبیق دی جائے سو جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نحر کے پہلے دن پر محمول ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث نحر کے باقی دنوں پر محمول ہے یعنی باقی دنوں میں رات کو طواف کرتے تھے۔ (فتح)

وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
مَنَىٰ كَعْبَةَ الْكَافَّةِ فِي بَيْتِهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنَىٰ
مَنَىٰ كَعْبَةَ الْكَافَّةِ فِي بَيْتِهِ

۱۶۱۷۔ وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
طواف کیا یعنی طواف زیارت پھر سوئے اور پھر منیٰ میں
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ
آئے یعنی قربانی کے دن۔
يَقْبِلُ ثُمَّ يَأْتِي مِنَىٰ يَعْنِي يَوْمَ النَّحْرِ وَرَفَعَهُ
عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ فعل کیا ہے۔

فائدہ: اور یہ نص ہے اس میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے قیلولہ کے بعد منیٰ کی طرف رجوع کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
کے میں طواف کے واسطے اس سے پہلے گئے ہوں گے۔ وفيه المطابقة للترجمة

۱۶۱۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ
اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ
کے ساتھ حج کیا سو ہم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا
قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ
سوفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا سو حضرت ﷺ نے اس سے صحبت

کا ارادہ کیا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ حائضہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ہم کو روکا اور بیویوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے قربانی کے دن طواف زیارت کر لیا تھا فرمایا تو پھر کسے سے نکلو۔

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اخْرُجُوا وَيَذْكُرُ عَنِ الْقَاسِمِ وَعُرْوَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يَوْمَ النَّحْرِ.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا اس سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت قربانی کے دن کیا جائے۔ وفيه المطابقة للحرمة

بَابُ إِذَا رَمَى بَعْدَ مَا أَمْسَى أَوْ حَلَقَ
قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا
اگر کوئی زوال کے بعد کنکریاں مارے یا قربانی ذبح کرنے کے بعد سرمندوائے بھول کر یا نادانستہ یعنی نہیں جانتا کہ حلق ذبح کے بعد ہے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں کوئی حکم بیان نہیں کیا کہ درست ہے یا نہیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ حکم ساتھ رفع حرج کے مقید ہے ساتھ جاہل یا بھولنے والے کے پس احتمال ہے کہ یہ حکم انہی دنوں کے ساتھ خاص ہو یا اس طرف اشارہ ہے کہ نفی حرج کے وجوب قضا یا کفارہ کے رفع کو مستلزم نہیں اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے کما سیاتی۔ (فتح)

۱۶۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سے کہا گیا یعنی آپ ﷺ سے پوچھا گیا حکم ذبح اور حلق اور رمی کا اور آگے پیچھے کرنے کا بعض افعال حج کا بعض سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں۔

۱۶۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالْتَقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر زوال کے بعد کنکریاں مارے تو اس میں کوئی گناہ نہیں وفيه المطابقة للحرمة اور بھول اور نادانی کا حدیث میں ذکر نہیں لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس

طرف کہ اس کے بعض طریق میں ناسی اور جاہل کا ذکر آچکا ہے کماسیاتی بیانہ۔ (فتح)

۱۶۲۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قربانی کے دن حضرت عائشہؓ ان حکموں کے بارے میں پوچھے جاتے تھے سو فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں سوا ایک مرد نے آپ کو پوچھا کہ میں نے سر منڈوایا پہلے قربانی ذبح کرنے سے فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نے کنکریاں ماریں بعد زوال کے فرمایا کچھ حرج نہیں۔

۱۶۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَنْعَى فَيَقُولُ لَا حَرْجَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ خَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ أَذْبَحَ وَلَا حَرْجَ وَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرْجَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی زوال کے بعد کنکریاں مارے تو اس میں کچھ حرج نہیں، وفيه المطابقة للترجمة بابُ الْفَتْيَا عَلَى الدَّابَّةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ

فائدہ: یہ باب کتاب العلم میں پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس میں یہ لفظ ہے کہ باب الفتيا وهو واقف على الدابة وغيرها اور اس قسم کا ایک اور باب بھی گزر چکا ہے اور تینوں بابوں میں صرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے اس قسم کے باب اس کتاب میں بہت کم ہیں (فتح) اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکرار بے فائدہ نہیں بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہے۔ کما مر بیانہ۔

۱۶۲۱۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے سو لوگ آپ سے مسئلے پوچھنے لگے سوا ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت عائشہؓ میں نہ جانتا تھا سو میں نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے فرمایا کہ اب ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر اس نے کہا کہ میں نہ جانتا تھا سو میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکریاں مارنے کے فرمایا کہ اب کنکریاں مار لے اور کچھ حرج نہیں اور نہ پوچھے گئے اس دن کسی چیز سے کہ آگے کی گئی یا پیچھے کی گئی مگر کہ فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ ڈر نہیں۔

۱۶۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ أَشْعُرْ فَخَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ أَذْبَحَ وَلَا حَرْجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَتَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ أَرَمَ وَلَا حَرْجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قَدِيمٍ وَلَا آخِرٍ إِلَّا قَالَ الْفَعْلُ وَلَا حَرْجَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مناری کے نزدیک سواری پر فتویٰ دینا جائز ہے اور اس حدیث کے ایک

طریق میں سواری کا ذکر بھی آچکا ہے وفیہ المطابۃ للترجمۃ اور یہ آپ نے خطبے میں فرمایا تھا جو کہ نحر کے دن شروع ہے واسطے تعلیم افعال حج کے اور یہ حقیقتاً خطبہ ہے یا مجازاً نہیں اور جمرہ کے پاس کھڑا ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے اس وقت کنکر مارے ہوں پس شاید یہ خطبہ آپ نے طواف زیارت اور منیٰ کی طرف پھرنے کے بعد پڑھا ہوگا اور نحر کے دن کی عبادت بالاتفاق چار چیزیں ہیں اول جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے پھر قربانی ذبح کرنی پھر حلق کرنا یا بال کترانا پھر طواف زیارت کرنا اور سب علماء کا اتفاق ہے اس ترتیب کے مطلوب ہونے پر مگر ابن جیم نے قارن کو اس سے خاص کیا ہے سو کہا کہ وہ طواف زیارت کے بعد سر منڈوائے اور رد کیا ہے اس پر امام نووی نے ساتھ اجماع کے پھر بعض افعال کے بعض پر مقدم کرنے میں اختلاف ہے سو اجماع ہے سب کا اس پر کہ ایک کا دوسرے پر کافی ہے لیکن بعض جگہ میں جانور کے ذبح کرنے میں اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور اس سے ثابت نہیں ہے جو ایک کو دوسرے پر مقدم کرے اس پر دم ہے اور یہی قول ہے سعید بن جبیر کا اور قتادہ اور حسن اور نخعی اور اصحاب رائے کا لیکن نخعی اور اصحاب رائے صرف بعض جگہوں میں کہتے ہیں کما سیاتی اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور سلف اور علماء اور فقہاء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے اور دم واجب نہیں واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے سائل کو کہ کچھ حرج نہیں پس وہ ظاہر ہے اس میں کہ کچھ چیز لازم نہیں نہ گناہ اور نہ فدیہ اس واسطے کہ ضیق کا نام دونوں کو شامل ہے اور طحاوی نے کہا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر مقدم کرنا درست ہے لیکن احتمال ہے کہ نفی حرج سے مراد نفی گناہ ہو یعنی اس فعل میں گناہ نہیں اور وہ اسی طرح ہے اس شخص کے لیے جو ناسی ہو یا جاہل اور جو جان بوجہ کہ مخالفت کرے تو اس پر فدیہ واجب ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ فدیہ کا واجب ہونا دلیل کا محتاج ہے یعنی اس پر کوئی دلیل نہیں اور اگر فدیہ واجب ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو اس وقت بیان فرماتے اس واسطے کہ وہ حاجت کا وقت تھا اور حاجت کے وقت سے تاخیر بیان کی جائز نہیں اور طبری نے کہا کہ حضرت ﷺ نے حرج کو ساقط نہیں کیا مگر کہ فعل کو جائز رکھا اس واسطے کہ اگر کافی نہ ہوتا تو اس کو دہرانے کا حکم فرماتے اس واسطے کہ جاہل اور نسیان نہیں دور کرتے مرد سے حکم کو جو اس کو حج میں لازم ہو جیسا کہ اگر کوئی رمی وغیرہ کو ترک کرے اس واسطے کہ نہیں گنہگار ہوتا ساتھ ترک اس کی نادانی سے یا بھول کر لیکن واجب ہوتا ہے اس پر اعادہ اور عجب ہے اس شخص سے کہ نفی حرج سے فقط نفی اسم مراد لیتا ہے پھر خاص کرتا ہے اس کو ساتھ بعض امور کے سوائے بعض کے پس اگر ترتیب واجب ہو کہ اس کے ترک سے دم واجب آتا ہو تو پھر چاہیے کہ سب میں واجب ہو پس کیا وجہ ہے تخصیص بعض کی سوائے بعض کے باوجود یہ کہ شارع نے سب کو نفی حرج کے ساتھ عام حکم کیا ہے اور اس پر حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو اوپر گزر چکا ہے کہ جو کسی چیز کو مقدم موخر کرے اس پر دم ہے اور وہ ایک راوی ہے حدیث لا حرج کا سو اس سے معلوم ہوا کہ نفی حرج سے فقط نفی گناہ ہے اور اس کا

جواب یہ ہے کہ یہ قول ضعیف ہے اور یہ تقدیر صحت جو اس قول کے ساتھ دلیل پکڑی اس کو لازم آتا ہے کہ واجب کہے دم کو ہر چیز میں چار چیزوں مذکورہ سے خاص کرے اس کو ساتھ طلق کے قبل ذبح کے یا قبل رمی کے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ رمی اور ذبح پر طلق کا مقدم کرنا منع ہے اس واسطے کہ اس وقت ہوگا پہلے وجود دو تحللوں کے اور واسطے شافعی رحمہ اللہ کے ہے قول مانند اس کی اور یہ دونوں قول اس پر مبنی ہیں کہ طلق عبادت ہے یا حرام کا حلال کرنا ہے پس اگر ہم کہیں کہ وہ ایک عبادت ہے تو طلق کا رمی وغیرہ پر مقدم کرنا درست ہوگا اس واسطے کہ وہ اسباب تحلل سے ہوگا اور اگر ہم کہیں کہ حرام کا حلال کرنا ہے تو نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ایک چیز کی عبادت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسباب حلال ہونے کے سے ہو اس واسطے کہ نسک وہ ہے کہ اس پر ثواب ملے اور یہ امام مالک رحمہ اللہ ہیں کہ ان کے نزدیک طلق نسک ہے اور کہتے ہیں کہ رمی پر مقدم نہ کیا جائے اور اوزاعی نے کہا کہ اگر رمی سے پہلے طواف زیارت کرے تو جانور ذبح کرے اور نخعی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ ذبح سب چیزوں پر مقدم کیا جائے واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ منڈوائے سراپے یہاں تک کہ پہنچے حدی اپنے حلال ہونے کی جگہ پر پس جو کوئی ذبح سے پہلے سر منڈوائے وہ جانور ذبح کرے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد پہنچنا اس کا ہے اس جگہ کہ اس کا ذبح ہونا وہاں درست ہے اور وہ حاصل ہو چکا ہے اور اگر حتی تبلغ الہدی محلہ کے بدلے لا تحلقوا حتی تنحروا ہوتا تو اس کا مطب پورا ہوتا اور جو اس حدیث میں آیا ہے کہ اس مرد نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا تو اس سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ یہ رخصت خاص ہے ساتھ ناسی اور جاہل کے نہ اس کے واسطے جو جان بوجہ کر آگے پیچھے کرے یہی منقول ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور بعض شافعیہ نے اس کو یہ جواب دیا ہے کہ اگر ترتیب واجب نہ ہوتی تو پھر بھول چوک سے ساقط نہ ہوتی جیسا کہ سعی اور طواف کے درمیان ترتیب واجب ہے اس واسطے کہ اگر طواف سے پہلے سعی کرے تو واجب ہے دوہرا سعی کا اور جو اسامہ کی حدیث میں واقع ہے تو وہ محمول ہے اس شخص پر کہ طواف قدوم کے بعد سعی کرے پھر طواف زیارت کرے اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ اس نے طواف سے پہلے سعی کی یعنی طواف رکن ہے اور نہیں قائل ہوا ساتھ حدیث اسامہ کے کوئی مگر احمد رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ پس وہ کہتے ہیں کہ اگر حاجی طواف قدوم وغیرہ نہ کرے اور طواف زیارت سے پہلے سعی کرے تو اس کو کفایت کرتی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ امام احمد رحمہ اللہ کا قول دلیل کی رو سے قوی ہے یعنی یہ حکم خاص ہے ساتھ جاہل اور ناسی کے اس واسطے کہ دلیل دلالت کرتی ہے اس پر کہ حج کے احکام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری واجب ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ سیکھو مجھ سے طریقے حج اپنے کے اور یہ حدیثیں رخصت دیتی ہیں بیچ مقدم کرنے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس سے تاخیر اس کی اور تحقیق مقرون کی گئی ہے ساتھ قول سائل کے کہ میں نہیں جانتا تھا پس خاص ہوگا اس حالت کے اور عمد کی حالت میں وجو

ب اتباع باقی رہے گا اور نیز جب حکم ایک ایسی صفت پر مرتب ہو کہ اس کا اعتبار کرنا ممکن ہو تو نہیں جائز ہے پھینکنا اس کا اور نہیں شک ہے اس میں کہ عدم شعور ایک وصف ہے مناسب ہے واسطے عدم مواخذ کے اور معلق کیا گیا ہے ساتھ اس کے حکم پس نہیں ممکن پھینکنا ساتھ الحاق عمد کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ اس کے مساوی نہیں اور راوی کا یہ قول کہ نہ پوچھے گئے حضرت ﷺ کسی چیز سے الخ تو یہ مطلق ہے بہ نسبت حال سائل کے اور مطلق بعینہ کسی خاص فرد پر دلالت نہیں کرتا پس نہ باقی رہے گا حجت حالت عمد میں۔ (فتح)

۱۶۲۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حاضر ہوئے حضرت ﷺ کے پاس اس حال میں کہ حضرت ﷺ قربانی کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے سوا ایک مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ فلاں امر فلاں سے پہلے ہے یعنی ذبح رمی سے پہلے ہے سو پہلے نے کہا کہ میں نے سر منڈوایا پہلے ذبح کرنے کے یعنی جیسا کہ مجھ کو معلوم تھا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے قربانی ذبح کی پہلے کنکر مارنے کے اور لوگوں نے بھی اس کی مانند کہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ گناہ نہیں ان سب امروں کے واسطے آپ ﷺ نے یہی فرمایا۔

۱۶۲۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ لِقَامِ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ آخِرُ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا خَلَفْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرُ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَعْلُ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلُّهُنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ الْفَعْلُ وَلَا حَرَجَ.

فائدہ: مجموع ان حدیثوں سے کچھ صورتیں ثابت ہوتی ہیں اور کچھ صورتیں راویوں نے ذکر نہیں کیں یا تو واسطے اختصار کے اور یا واسطے نہ واقع ہونے کے اور تقسیم کی یہ سب صورتیں چوبیس تک پہنچتی ہیں ان میں سے ایک صورت متفق علیہا ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ حاجت کے واسطے سواری پر بیٹھنا درست ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے افعال کی تابعداری کرنا واجب ہے کہ جن لوگوں نے خلاف کیا تھا جب انہوں نے جانا تو آپ سے پوچھا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے استدلال کیا ہے اس پر کہ اگر کوئی کسی چیز پر قسم کھائے پھر بھول کر اس کو کرے تو اس پر کوئی تاوان نہیں۔ (فتح)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی اونٹ پر کھڑے ہوئے پس ذکر کی ساری حدیث۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ

شِهَابٌ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ
اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ
الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَفَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ
فَذَكَرَ الْحَدِيثَ تَابِعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

منی کے دنوں میں خطبہ پڑھنے کا بیان

بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنَى

فائدہ: یعنی جائز ہے بخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز نہیں اور باب کی حدیثیں اس میں صریح ہیں مگر حدیث جابر بن عبد اللہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ اس میں تعہید خطبہ کی ہے ساتھ عرفات کے اور جواب دیا ہے اس سے ابن نمیر نے کہا سیاقی اور منی کے دن چار ہیں ایک دن قربانی کا یعنی دسویں ذی الحجہ کا اور تین دن بعد اسکے یعنی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں اور حدیثوں میں قربانی کے دن کے سوا اور کسی دن کی تصریح نہیں سو شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ باب کی حدیثوں کے بعض طریق میں تشریق کے دنوں کا ذکر موجود ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے اور اسی طرح ابو داؤد میں بھی ایام تشریق کی تصریح آچکی ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے رو کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قربانی کے دن حاجیوں کے واسطے خطبہ نہیں اور جو حدیث میں مذکور ہے وہ بطور عام نصیحتوں کے ہے نہ یہ کہ وہ حج کی نشانیوں میں سے ہے سو امام بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا یہ کہ بیان کرے کہ راوی نے اس کا نام خطبہ رکھا جیسا کہ عرفات کے خطبے کا نام خطبہ رکھا اور عرفات کے خطبے پر سب کا اتفاق ہے تو گویا کہ اس نے مختلف فیہ کو متفق علیہ کے ساتھ ملحق کیا۔ (فتح)

۱۶۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عید قربانی کے دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اے لوگو یہ کون سا دن ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ دن حرام ہے یعنی اس میں کسی طرح کی زیادتی کرنی درست نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے لوگوں نے کہا کہ یہ شہر حرام ہے یعنی مکہ کہ اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مہینہ حرام ہے یعنی ذوالحجہ فرمایا کہ بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم پر

۱۶۲۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ
حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النُّحْرِ فَقَالَ يَا
أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا يَوْمٌ حَرَامٌ
قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا قَالُوا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ
شَهْرٍ هَذَا قَالُوا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ

دِمَائِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ
حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ
هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فَأَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ
رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ اللَّهُمَّ
هَلْ بَلَغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلَى أُمِّهِ
فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي
كَفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کی حرمت ہے اس تمہارے
مہینے میں اس تمہاری بستی میں یعنی جیسے مکے میں اور ذوالحجہ
کے مہینے میں عرفہ کا دن حرام ہے اس میں کسی طرح کی زیادتی
درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو حرام جانو کسی کو
دوسرے مسلمان کا ناحق خون کرنا اور مال کا چھیننا درست نہیں
سو حضرت ﷺ نے یہ کلمہ کئی بار دوہرایا پھر اپنا سر اٹھایا اور
فرمایا کہ الہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا الہی کیا میں نے تیرا حکم
پہنچایا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے
قابو میں میری جان ہے کہ بے شک وصیت ہے حضرت ﷺ
کی طرف اپنی امت کے اور وہ یہ ہے کہ اور چاہیے کہ جو لوگ
اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں نہ پلٹ
جانا پیچھے میرے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے
یعنی خون کو حلال جانے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور ذوالحجہ کے چھ
دن پے در پے ہیں کہ ان کے واسطے نام ہیں آٹھویں کا نام یوم الترویہ ہے اور نویں کا نام عرفہ ہے اور دسویں کا نام
یوم نحر ہے اور گیارھویں کا نام قر ہے اور بارھویں کا نام نغراول ہے اور تیرھویں کا نام نغرتانی ہے۔ (فتح)

۱۶۲۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُو قَالَ سَمِعْتُ
جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَافَاتٍ تَابَعَهُ
ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرُو.

۱۶۲۵۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات میں خطبہ پڑھنا سنت ہے اور یوم نحر کا خطبہ اس کے ساتھ ملحق ہے۔
۱۶۲۵۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قربانی
کے دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن

ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا اس کا کچھ اور نام رکھیں گے فرمایا کیا قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سامیہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں سو آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ نام رکھیں گے اس کا ساتھ غیر نام اس کے کے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ تر جانتے ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے سوا اس کا اور نام رکھیں گے فرمایا کہ کیا یہ شہر حرام نہیں؟ یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں اس دن تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی قیامت تک اس کی حرمت باقی ہے خبردار! کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچایا لوگوں نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی گواہ رہنا اور چاہیے کہ پہنچائے حاضر غائب کو اس واسطے کہ بہت پہنچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا سننے والے سے سو نہ پلٹ جانا پیچھے وفات میری کے کافر ہو کر کہ بعض تمہارا بعض کی گردن مارے۔

قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَرَجُلٍ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ أَتَذَرُونَ أَى يَوْمٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَى قَالَ أَى شَهْرٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلَى قَالَ أَى بَلَدٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَتْ بِالْبَلَدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمٍ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ أَلَا هَلْ بَلَغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ قُرْبٌ مَبْلُغٌ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفْرًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نحر کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر جواز اٹھانے حدیث کے اسکو جو اس کے معنی نہ سمجھے اور نہ فقہ اس کی جب ضبط کرے جو چیز کہ بیان کیا جائے اور جائز ہے اس کو اہل علم کہنا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک تو علم کا پہنچانا فرض کفایہ ہے اور کبھی بعض لوگوں کے حق میں متعین ہوتا ہے اور یہ کہ جائز ہے بیان کرنا مثل کا اور الحاق کرنا نظیر کا

ساتھ نظیر کے تاکہ سننے والے کو خوب ظاہر ہو اور حرمت دم اور مال اور عرض کو حرمت یوم اور شہر اور مہینے کے ساتھ تشبیہ اس واسطے دی کہ مخاطب لوگ اس کی حرمت کو جہک کرنا جائز نہ رکھتے تھے بلکہ اس کے فاعل پر سخت عیب کرتے تھے اور اس حدیث میں ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے جواب میں کہا کہ اللہ در سولہ اعلم اور دوسری حدیث میں آیا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ قربانی کا دن سوان میں تطبیق اس طور سے ہے کہ تفویض کی پھر جب آپ نے سکوت فرمایا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے مطلوب کے ساتھ جواب دیا۔ (فتح) یا آپ نے دوبارہ پوچھا ہوگا پہلی بار لوگوں نے اللہ کی طرف تفویض کی اور دوسری بار اصل جواب دیا۔

۱۶۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں خطبہ دیا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہیں؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ زیادہ جانتے ہیں فرمایا کہ بے شک یہ دن حرام ہے کیا تم جانتے ہو کہ یہ شہر کون سا ہے؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہم زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ شہر حرام ہے یعنی مکہ کہ اس میں لڑائی وغیرہ حرام ہے پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہم خوب جانتے ہیں فرمایا کہ یہ مہینہ حرام ہے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیے تم پر تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہم قربانی کے دن جبرات کے درمیان کھڑے ہوئے اس حج میں جس کو آپ نے کہا اس حال میں کہ مجلس تھے ساتھ ان کلموں کے اور فرمایا کہ یہ دن حج اکبر کا ہے یعنی قربانی کا دن حج اکبر ہے پھر حضرت رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ الہی گواہ رہنا اور لوگوں کو وداع کیا سو لوگوں نے کہا کہ یہ حج وداع کا ہے یعنی مشہور ہونا اس حج کو ساتھ حج وداع کے اسی سبب سے ہے۔

۱۶۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا غَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي أَتَذَرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ فَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَتَذَرُونَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ أَتَذَرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا وَقَالَ هِشَامُ بْنُ الْغَزَّاءِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَبَّةِ الَّتِي حَجَّ بِهَذَا وَقَالَ هَذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسُ فَقَالُوا هَذِهِ حَجَّةُ الْوَدَاعِ.

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا درست ہے اور یہی قول امام شافعی رحمہ اللہ اور اس کے تابعداروں کا اور حنفیہ اور مالکیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہتے ہیں کہ حج کے تین خطبے ہیں ایک ساتویں ذوالحجہ کو اور ایک عرفہ کے دن اور ایک گیارہویں کو منیٰ میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے مگر یہ کہ اس نے ثانی نحر کے بدلے ثالث نحر کا دن کہا ہے یعنی بارہویں کو اس واسطے کہ وہ دن اول نحر کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے چوتھا خطبہ قربانی کے دن زیادہ کیا اور کہا کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے تاکہ اس دن کے عمل رمی اور ذبح اور حلق اور طواف سیکھیں اور طحاوی نے امام شافعی رحمہ اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھنا حج کے متعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں حج کا کوئی کام ذکر نہیں ہوا اس میں تو صرف عام وصیتیں مذکور ہیں اور یہ بات کسی نے نقل نہیں کی کہ حضرت ﷺ نے ان کو کوئی چیز قربانی کے دن کے متعلق سکھائی ہو تو ہم نے معلوم کیا کہ وہ خطبہ کے لیے نہ تھا اور ابن قسار نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تو یہ صرف اس لیے کیا تھا تاکہ تبلیغ کریں اس چیز کا کہ ذکر کیا آپ ﷺ نے اس کو واسطے کثرت خلق کے کہ دنیا کے پرلے کناروں سے جمع ہوئے تھے سو جس نے آپ ﷺ کو دیکھا اس نے گمان کیا کہ آپ خطبہ پڑھتے ہیں اور یہ جو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہے تاکہ اسباب حلال ہونے کے جو مذکور ہیں سیکھیں تو یہ بات متعین نہیں اس واسطے کہ ممکن ہے کہ امام ان کو وہ احکام عرفہ کے دن سکھا دے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ مذکورہ میں تنبیہ کی اس پر کہ قربانی کا دن بڑی تعظیم والا ہے اور ذوالحجہ کا مہینہ بھی بڑی تعظیم والا ہے اور مکہ معظمہ بھی بڑی تعظیم والا ہے اور اصحاب مذکور نے اس کا نام خطبہ رکھا ہے سو ان کے غیر کی تاویل کی طرف التفات نہ کیا جائے گا اور یہ جو ابن قسار نے کہا کہ عرفہ کے دن لوگوں کو یہ احکام سکھانے ممکن ہیں تو اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ وہ گیارہویں کو خطبہ جائز رکھتا ہے اور حالانکہ ممکن تھا کہ یہ احکام ان کو عرفہ کے دن سکھائے جاتے بلکہ ممکن تھا کہ تمام حج کے اعمال آٹھویں کو سکھائے جاتے لیکن چونکہ ہر دن کے اعمال جدا جدا تھے تو مشروع ہوئے تجدید تعلیم کے باعتبار تجدید اسباب کے اور بے شک زہری نے بیان کیا ہے اور حالانکہ وہ اپنے زمانہ کا عالم ہے کہ قربانی کے دن کا خطبہ گیارہویں کو نقل کیا گیا اور یہ کام بنی امیہ کے امیروں کا ہے یعنی سنت یہ ہے کہ قربانی کے دن خطبہ پڑھا جائے نہ گیارہویں کو لیکن امیر مشغول ہوئے اور اس کو گیارہویں کے دن میں نقل کیا اور یہ جو طحاوی نے کہا کہ منقول نہیں کہ حضرت ﷺ نے ان کو حلال ہونے کے اسباب میں سے کوئی چیز سکھائی ہو تو یہ اس کی نفی نہیں کرتا کہ نفس الامر میں اس سے کوئی چیز واقع ہوئی ہو بلکہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے کما تقدم في الباب الذي قبله کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ قربانی کے دن خطبہ پڑھتے تھے اور اس میں ذکر کیا کہ حضرت ﷺ بعض افعال حج کے بعض پر مقدم کرنے سے پوچھے گئے پھر طحاوی کو کس طرح جائز ہے کہ اس کی مطلق نفی کرے باوجود یہ کہ اس

نے خود عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے اور نیز ایک روایت میں ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس وقت لوگوں سے کہا کہ سیکھو مجھ سے احکام حج اپنے کے اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے لوگوں کو وعظ کیا تھا پھر ان کو تعلیم میں حوالہ دیا کہ میرے افعال سیکھو اور نیز طحاوی کی تاویل کو رد کرتی ہے یہ بات کہ آپ نے یہ خطبہ بعینہ عرذ کے دن پڑھا جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ نے عرذ کے دن فرمایا اس حال میں کہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ آخر حدیث تک یعنی پس اگر یہ خطبہ جائز نہیں تو عرذ کا خطبہ بھی جائز نہیں (فتح) اور اس باب میں ان حدیثوں کے سوائے اور اصحاب رحمہم سے بھی حدیثیں ثابت ہو چکی ہیں جن میں صریح موجود ہے کہ آپ ﷺ نے قربانی کے دن میں خطبہ پڑھا جو کہ فتح الباری میں مذکور ہے۔

بَابُ هَلْ يَبْتَغِي أَصْحَابُ السَّقَايَةِ أَوْ
غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيْلَىٰ مَنَى
فائدہ: اس کا جواب حدیثوں میں موجود ہے کماسیاتی اور غیر ہم سے مراد وہ شخص ہے کہ اس کو عذر ہو بیماری یا شغل سے مانند کڑیوں والوں اور چرواہوں سے۔ (فتح)

۱۶۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی تاکہ منیٰ کی راتوں میں کے میں رہیں واسطے خدمت سبیل اپنی کے یعنی تاکہ لوگوں کو پانی پلائیں سو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی۔

۱۶۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ مَيْمُونٍ
حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَخَصَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ
أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ ح وَ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا
أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْعَبَّاسَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبْتَغِيَ بِمَكَّةَ لَيْلَىٰ مَنَى مِنْ

أَجَلُ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ تَابِعَةُ أَبُو أُسَامَةَ
وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو ضَمْرَةَ.

فائدہ: طواف زیارت کے بعد زمزم کا پانی پینا مستحب ہے اس زمانے میں کتنے حوض زم زم کے پانی سے بھرے رہتے تھے اور حضرت ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اس کے داروغہ تھے اور ان کے نائب کئی تھے لوگوں کو پانی پلاتے تھے جن راتوں میں کہ منی میں رہتے ہیں یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں کو ان میں عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو تو میں کے میں رہوں واسطے خدمت پانی پلانے کے حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اس سے معلوم ہوا کہ منی میں رات کو رہنا یعنی راتوں معلوم میں واجب ہے اور وہ حج کی عبادتوں میں سے ہے اس واسطے کہ تعبیر ساتھ رخصت کے تقاضہ کرتی ہے اس کو کہ اس کا مقابل واجب ہے اور اذن علت مذکورہ کے واسطے واقع ہوا ہے اور اگر علت مذکورہ نہ پائی جائے تو اجازت حاصل نہ ہوگی اور یہی قول ہے جمہور کا کہ منی میں رات کو رہنا واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے اور یہی ایک قول ہے امام احمد رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ کا اور دم کا واجب ہوتا منی ہے اس اختلاف پر اور نہیں حاصل ہوتا رات رہنا مگر ساتھ اکثر رات کے یعنی اور اگر آدمی رات سے کم رہے تو یہ معتبر نہیں پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی آل بھی ان میں داخل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی قوم بھی اس میں داخل ہے اور وہ بنی ہاشم ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو سقایہ کا محتاج ہو اس کو درست ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عباس رضی اللہ عنہ کے سقایہ کے ساتھ خاص ہے یہاں تک کہ اگر کسی غیر کے واسطے سقایہ بنایا جائے تو اس کے مالک کو اس کے واسطے کے میں رات رہنے کی اجازت نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے اور یہی قول صحیح ہے دونوں جگہوں میں اور اس کی علت تیار کرنا پانی کا ہے واسطے پینے والوں کے اور کیا یہ حکم صرف پانی کے ساتھ خاص ہے یا ملحق ہے ساتھ اس کے جو اسکے معنی میں ہے مانند کھانے وغیرہ کی یہ محل احتمال کا ہے اور یقین کیا ہے شافعیہ نے ساتھ لاحق کرنے اس شخص کے جس کے پاس مال ہو اور اس کے تلف ہونے کا خوف کرتا ہے یا کسی کام کے فوت ہونے کا خوف کرتا ہے یا بیمار ہو اور اس کی خبر گیری کرتا ہے ساتھ اہل سقایہ کے جیسا کہ جزم کیا ہے جمہور نے ساتھ لاحق کرنے چرواہوں کے فقط اور یہی قول ہے احمد رحمہ اللہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے یعنی یہ حکم خاص ہے ساتھ اہل سقایہ اور چرواہوں کے اور مشہور احمد رحمہ اللہ سے یہ قول ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ خاص ہیں ساتھ اس حکم کے اور اس پر اختصار کیا ہے صاحب مغنی نے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ واجب ہے دم مذکورات میں سوائے چرواہوں کے کہتے ہیں کہ جو بے عذر منی میں رات نہ رہے واجب ہے اس پر دم ہر رات سے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر رات کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر رات کے بدلے ایک درہم خیرات کرے اور تین راتوں کے بدلے دم ہے اور یہی ایک

روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی چیز واجب نہیں اور یہی قول مشہور ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور اس حدیث میں اذن لینا ہے امیروں اور بڑے لوگوں سے اس چیز میں کہ عارض ہو مصالح اور احکام سے اور یہ کہ مصلحت کے وقت اس کو اذن دیا جائے۔ (فتح)

کنکر پھینکنے کا بیان

بَابُ رَمَى الْجِمَارِ

فائدہ: یعنی اس کے وقت کا یا اس کے حکم کا اور ہمیں اس میں اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اگر ترک کرے تو اس کا قصور دم سے پورا ہو جاتا ہے اور مالکیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے پس ان کے نزدیک بھی پورا ہو جائے گا اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے رکن ہیں ان کے ترک سے حج باطل ہو جاتا ہے اور اس کے مقابل ان کے بعض کا قول ہے کہ وہ تو صرف تکبیر کی حفاظت کے واسطے مشروع ہے اور اگر اس کو ترک کرے اور تکبیر کہے تو یہ کافی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضَعَى وَرَمَى بَعْدَ ذَلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کنکریاں ماریں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دن نحر کے چاشت کے وقت اور قربانی کے دن بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد کنکر مارے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی قربانی کے دن چاشت کے وقت کنکر مارے اور اس کے بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے بعد کنکر مارے وفي المطابقة للترجمة اور وقت اس کا زوال سے غروب آفتاب تک ہے اور مستحب یہ ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے کنکر پھینکے۔

۱۶۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا مُسْعَرٌ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَنِ أَرَمَى الْجِمَارَ قَالَ إِذَا رَمَى إِمَامُكَ فَأَرَمِهِ فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَيَّنُ لِإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا.

۱۶۲۸- وبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں مناروں پر کب کنکریاں پھینکوں۔

فائدہ: یعنی گیارہویں بارہویں ذوالحجہ کو فرمایا کہ جب تیرا امام پھینکے یعنی جوج کا امیر ہے تو اس وقت پھینک یعنی رمی میں اس کی پیروی کر کہ وہ بہ نسبت تیری زیادہ جانتا ہے وقت رمی کو سو میں ان سے پھر یہ مسئلہ پوچھا یعنی میں نے رمی کے وقت کی تحقیق چاہی سو فرمایا کہ ہم انتظار کیا کرتے تھے یعنی وقت رمی کا سو جب دوپہر ڈھلتی تو ہم رمی کرتے تھے یعنی کنکر پھینکتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قربانی کے بعد تشریق کے دنوں میں زوال کے پیچھے کنکر مارے اور یہی قول ہے جمہور کا اور عطاء اور طاووس نے کہا کہ زوال سے پہلے کنکر مارنے مطلق درست

نہیں اور حنفیہ نے اجازت دی ہے اس میں کہ نفر کے دن زوال سے پہلے کنکر مارنے درست ہیں اور اسحاق نے کہا کہ اگر زوال سے پہلے کنکر مارے تو دو ہرائے مگر تشریق کے تیسرے دن میں زوال سے پہلے کافی ہے۔ (فتح)

بَابُ رَمَى الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي نالے کے اندر سے کنکر مارنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف رد کرنے اس چیز کے جو ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منارے کو کنکر مارتے تھے تو بلند ہوتے تھے لیکن اس کے اور باب کی حدیث کے درمیان جمع کرنا ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ جس کو نالے کے اندر سے کنکر مارے جاتے ہیں وہ جمرہ عقبہ ہے اس واسطے کہ وہ نالے کے نزدیک ہے بخلاف دونوں اخیر جہروں کے یعنی ان کو اوپر کی طرف کنکر مارے جاتے ہیں۔ (فتح)

۱۶۲۹۔ عبد الرحمن سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نالے کے اندر سے کنکر مارے سو میں نے کہا کہ اے ابا عبد الرحمن (یہ کنیت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کی بے شک لوگ نالے کے اوپر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہیں سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ اس کے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں یہ جگہ اس شخص کے کھڑے ہونے کی ہے جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

۱۶۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَمَى عَبْدُ اللَّهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَهَا مِنْ قَوْفِهَا فَقَالَ وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ هَذَا مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کو نالے کے اندر سے کنکر مارے جائیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

مناروں پر سات سات کنکر مارنے کا بیان
یعنی سات سات بار کنکر مارنے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے

بَابُ رَمَى الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ
ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کی کہ قتادہ رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نہیں پرواہ کرتا کہ مناروں پر چھ کنکر ماروں یا سات اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا۔ (فتح)

۱۶۳۰۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جمرہ کبریٰ کے پاس پہنچے جس کو جمرہ عقبہ بھی کہتے ہیں اور تینوں جہروں سے

۱۶۳۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ

اخیر ہے خانے کعبے کو اپنے بائیں کیا اور منیٰ کو اپنے دائیں کیا اور سات کنکر مارے اور کہا کہ اسی طرح کنکر مارے ہیں اس نے جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی حضرت ﷺ نے۔

الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَنْتَهَى إِلَى الْجُمُرَةِ الْكُبْرَى فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنَى عَنْ يَمِينِهِ وَرَمَى بِسَجٍّ وَقَالَ هَكَذَا رَمَى الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجی مناروں پر سات سات کنکر مارے وفيہ المطابقة للترجمة اور اس میں اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ جو چھ کنکر مارے اس کو کوئی چیز نہیں لیکن کوئی خیرات کرے اور مالک رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو سات سے کم کنکر مارے تو اس کا تدارک فوت ہو جاتا ہے پورا کرے اس کو ساتھ خون کے اور شافعیہ سے ہے کہ ہر کنکر کے ترک میں ایک مد اناج دے اور دو کے بدلے دو دے اور تین میں تین اور تین سے زیادہ میں دم ہے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ اگر تینوں مناروں کے نصف سے کم ترک کرے تو ایک صاع اناج دے نہیں تو دم ہے۔

بَابُ مَنْ رَمَى جُمُرَةَ الْعَقَبَةِ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ

اگر کوئی جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور خانے کعبے کو اپنے بائیں کرے تو جائز ہے

۱۶۳۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَأَاهُ يَرْمِي الْجُمُرَةَ الْكُبْرَى بِسَجٍّ حَصِيَّاتٍ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنَى عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ هَذَا مَقَامُ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

۱۶۳۱۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جمرہ عقبہ کو سات کنکر مارے سو خانے کعبے کو اپنے بائیں کیا اور منیٰ کو اپنے دائیں کیا پھر کہا کہ یہ جگہ ہے اس شخص کے کھڑے ہونے کی جس پر سورہ بقرہ اتری۔

فائدہ: کہتے ہیں یہ صورت مندوب ہے جمرہ عقبہ کی رمی میں قربانی کے دن لیکن تشریق کے دنوں میں پس نالے کے اوپر سے کنکر مارے اور جمرہ عقبہ اور جمروں سے چار چیزوں کے ساتھ ممتاز ہے ایک یہ کہ یہ مخصوص ہے ساتھ دن نحر کے دوم یہ کہ اس کی رمی چاشت کے وقت ہے سوم یہ کہ نالے کے اندر سے ہے چہارم یہ کہ اس کے پاس نہیں ٹھہرتے اور دعا نہیں کرتے ہیں بخلاف دوسرے جمروں کے کہ ان کے پاس بہت دیر تک کھڑے رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور جمرہ عقبہ کو جمرہ کبریٰ بھی کہتے ہیں اور وہ منیٰ میں داخل نہیں بلکہ وہ حد ہے منیٰ کی کعبے کی

طرف سے اور اس جگہ حضرت ﷺ سے انصار نے بیعت کی تھی ہجرت پر اور جمرہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بہت پتھر جمع ہوں نام رکھا گیا اس کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہاں لوگ جمع ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو شیطان پیش آیا تو انہوں نے اس کو کنکر مارا تو اس نے ان کے آگے جلدی کی۔ (فتح)

بابُ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے یعنی روایت کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے

۱۶۲۲۔ اعمش سے روایت ہے کہ میں نے حجاج بن یوسف (ایک ظالم مشہور کا نام ہے) سے سنا کہ منبر پر کہتا تھا کہ وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں بقرہ اور وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں آل عمران اور وہ سورہ کہ ذکر کی جاتی ہے اس میں نساء یعنی سورہ کو بقرہ وغیرہ کی طرف اضافت اور نسبت کرنے کو جائز نہ رکھتا تھا سو میں نے یہ قول اس کا ابراہیم نخعی سے ذکر کیا یعنی واسطے طلب صواب کے سواہر ایم نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمن بن یزید نے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ اس نے جمرہ عقبہ کو کنکر مارے سواہر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نالے کے اندر آئے یہاں تک کہ جب درخت کے مقابل ہوئے یعنی جو کہ پہلے وہاں تھا تو اس کے پاس چوڑائی کی طرف سے آئے اور اس کے برابر ہوئے سو سات کنکر مارے اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس جگہ سے قسم ہے اس ذات کی کہ اس کے سوائے کوئی لائق عبادت کے نہیں کھڑا ہو اوہ شخص جس پر سورہ بقرہ اتری یعنی اکابر اصحاب سے یہ نسبت ثابت ہے پس حجاج کے قول کا کچھ اعتبار نہیں۔

۱۶۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ السُّورَةُ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا الْبَقَرَةَ وَالسُّورَةَ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا آلَ عِمْرَانَ وَالسُّورَةَ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا النِّسَاءَ قَالَ لَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِرَاهِيمَ فَقَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبَطَنَ الْوَادِيَّ حَتَّى إِذَا حَادَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هَاهُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِي أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے وہی المطابقت للترجمة اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرط ہے کہ ہر کنکر جدا جدا مارے واسطے قول اس کے کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے اور عطاء رضی اللہ عنہ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ اگر سب کو ایک بار مارے تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور اس میں تکبیر ہے ہر نزدیک کنکر مارنے کے اور اجماع ہے اس پر کہ اگر تکبیر نہ کہے تو اس پر کوئی چیز نہیں اور جہور کہتے ہیں کہ کنکر مارنے کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جمرہ کی طرف منہ کرے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور بعض کہتے ہیں کہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور جمرہ کو دائیں کرے اور اجماع ہے اس پر سب کا کہ جس جگہ سے کنکر مارے درست ہیں برابر ہے کہ اس کو سامنے کرے یا اس کو اپنے دائیں کرے یا اس کو اپنے بائیں کرے یا اس کے اوپر سے کنکر مارے یا نیچے سے یا درمیان سے اور اختلاف افضل ہونے میں ہے (فتح) اور اعش راوی کی یہ غرض نہیں کہ حجاج سے روایت کرے اور یا نہ حجاج اس کے لائق تھا بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ قصہ حکایت کر کے حجاج کی خطا بیان کرے۔

بَابُ مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ
جو جمرہ عقبہ کی رمی کرے اور اس کے پاس کھڑا

نہ ہو اس کا بیان

روایت کی یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے

حضرت عائشہؓ سے

قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: یہ حدیث آئندہ باب میں موصول آئے گی۔

بَابُ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُومُ وَيُسْهِلُ
مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

یعنی جب دونوں جمرہوں کو رمی کرے تو قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور نرم زمین میں آئے یعنی نالے میں ۱۶۳۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے وہ رمی کرتے منارے کو جو منی کے نزدیک ہے اور مکے سے دور ہے ساتھ سات کنکروں کے ہر کنکر کے پیچھے تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے یہاں تک کہ نرم زمین میں آتے یعنی نالے کے اندر سو قبلہ کے سامنے کھڑے ہوتے سو بہت دیر تک کھڑے رہتے اور دعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر جمرہ وسطیٰ کو رمی کرتے پھر اس کے بائیں طرف چلتے اور نرم زمین میں آتے اور قبلہ کے سامنے منہ کر کے کھڑے ہوتے پھر دعا کرتے اور ہاتھ اٹھاتے اور بہت دیر تک کھڑے رہتے پھر نالے کے اندر سے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے پھر پھرتے اور کہتے کہ میں نے حضرت عائشہؓ کو

۱۶۳۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ الزُّهْرِيِّ
عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ
حَصَيَّاتٍ يُكَبِّرُ عَلَىٰ إِنْزَالِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ
يَتَقَدَّمُ حَتَّىٰ يُسْهِلَ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ
فَيَقُومُ طَوِيلًا وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي
الْوُسْطَىٰ ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْهِلُ
وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُومُ طَوِيلًا
وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُومُ طَوِيلًا ثُمَّ
يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي

وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُولُ هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی واسطے دونوں بابوں کے ظاہر ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطَى

جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ کے پاس ہاتھ اٹھانے کا بیان

فائدہ: جمرات تین ہیں جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبہ عید کے دن تو فقط جمرہ عقبہ کو نکھر مارتے ہیں اور گیارہویں بارہویں اور تیرہویں کو تینوں پر مارتے ہیں اور ان پر نکھر مارنے واجب ہیں (ح) اور جمرہ کہتے ہیں منارے کو اور وہاں تین منارے مذکور ہیں جن پر نکھریاں مارتے ہیں۔

۱۶۳۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَوْمِي الْجَمْرَةِ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ثُمَّ يُكَبِّرُ عَلَىٰ إِنْزَالِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَقْدُمُ فَيَسْهَلُ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَوْمِي الْجَمْرَةِ الْوُسْطَىٰ كَذَلِكَ فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْهَلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَوْمِي الْجَمْرَةِ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقُولُ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

۱۶۳۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَوْمِي الْجَمْرَةِ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ثُمَّ يُكَبِّرُ عَلَىٰ إِنْزَالِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَقْدُمُ فَيَسْهَلُ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَوْمِي الْجَمْرَةِ الْوُسْطَىٰ كَذَلِكَ فَيَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْهَلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيلًا فَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَوْمِي الْجَمْرَةِ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقُولُ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ کے پاس ہاتھ اٹھانے مستحب ہیں وفيہ المطابقت للترجمة ابن قدامہ نے کہا کہ میں کسی کو اس مسئلے میں مخالف نہیں جانتا مگر جو امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے ترک رفع یدین سے وقت دعا کے بعد رمی جمار کے سوا ابن منذر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ منارے کے پاس دعا کے

وقت ہاتھ اٹھانے کا کسی نے انکار کیا ہو مگر جو امام مالک رحمہ اللہ سے ٹکلی ہے اور ابن نمیر نے اس کو رد کیا ہے ساتھ اس طرح کے کہ اگر ہاتھ اٹھانے سنت ثابت ہوتی تو اہل مدینہ پر پوشیدہ نہ رہتی اور اس نے غفلت کی اس چیز سے کہ روایت کی علماء اہل مدینہ نے اصحاب رحمہم میں سے اپنے زمانے میں اور ان کے بیٹے سالم نے جو فقہاء سبعہ اہل مدینہ میں سے ایک ہے اور اس سے راوی ابن شہاب نے جو مدینہ کا عالم ہے پس اگر یہ لوگ مدینہ کے عالم نہیں تو پھر اور کون ہے۔ (فتح)

پہلے دو مناروں کے نزدیک دعا کرنے کا بیان اور مقدار کا بیان

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت عائشہؓ جب کنکر مارتے جمرہ کو جو مسجد منی کے پاس ہے تو اس کو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر آگے بڑھتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور تھے دراز کرتے کھڑے ہونے کو یعنی بہت دیر تک کھڑے ہوتے تھے پھر دوسرے جمرہ کے پاس آتے اور اس کو سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر بائیں طرف اترتے اس جگہ سے جو نالے کے پاس ہے سو قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے اس حال میں کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے پھر اس منارے کے پاس آتے جو عقبہ کے پاس ہے سو اس کو بھی سات کنکر مارتے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے پھر پھرتے اور اس کے پاس کھڑے ہوتے زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا مثل اس کی اپنے باپ سے وہ حضرت عائشہؓ سے اور کہا کہ ابن عمر رحمہ اللہ یہ کام کرتے تھے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو أَخْبَرَنَا
يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجُمْرَةَ
الَّتِي تَلَى مَسْجِدَ مِنَى يَرْمِيهَا بِسَبْعِ
حَصَيَّاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ
تَقْدَمُ أَمَامَهَا فَوْقَ مُسْتَقْبَلِ الْقِبْلَةِ رَافِعًا
يَدَيْهِ يَدْعُو وَكَانَ يُطِيلُ الْوُقُوفَ ثُمَّ يَأْتِي
الْجُمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ
يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ
الْيَسَارِ مِمَّا بَلَى الْوَادِي فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ
الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو ثُمَّ يَأْتِي الْجُمْرَةَ
الَّتِي عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ
يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا
يَقِفُ عِنْدَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمَ
بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ مِثْلَ هَذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ
عَمْرٍو يَقَعْلُهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہنی مشروع اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو اس کو

ترک کرے اس پر کوئی چیز واجب نہیں مگر ثوری رحمہ اللہ نے کہا کہ کھانا کھلائے اور اگر جانور ذبح کرے تو بہت خوب ہے اور اجماع ہے استقبال قبلہ پر بعد رمی کے اور بہت دیر کھڑے رہنے کے اور اندازہ اس کا مقدار پڑھنے سورہ بقرہ کا ہے اور یہ کہ رمی کی جگہ سے دور رہے وقت کھڑے ہونے کے واسطے دعا کے تاکہ اس کو کسی کا کنکر نہ لگے اور یہ کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے مشروع ہیں اور یہ کہ جمرہ عقبہ کے پاس دعا نہ کرے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کنکر مارنے والے کا حال مٹی اور رکوب میں ذکر نہیں کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جمروں کی طرف چلتے تھے منہ کر کے اور پیٹھ دے کر اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سوار ہوتے تھے مگر ضرورت سے۔ (فتح)

بَابُ الطَّيِّبِ بَعْدَ رَمِي الْجِمَارِ وَالْحَلْقِ
قَبْلَ الْإِفَاضَةِ

۱۶۳۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے حضرت ﷺ کو خوشبو لگائی جب کہ آپ نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا یعنی احرام سے پہلے اور آپ کے حلال ہونے کے واسطے جب کہ آپ احرام سے حلال ہوئے پہلے اس سے کہ طواف زیارت کریں اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں ہاتھ کھولے یعنی حضرت ﷺ کے بدن پر خوشبو لگانے کی صورت بیان کی۔

۱۶۳۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ مَاتَيْنِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحْلِهِ حِينَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ وَبَسَطْتُ يَدَيْهَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمی جمار اور حلق کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانی درست ہے اس واسطے کہ جب آپ مزدلفہ سے پھرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ نہ تھیں اور ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ہمیشہ سوار رہے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے پس معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کو خوشبو لگانا رمی کے بعد واقع ہوا ہے لیکن حلق کا طواف زیارت سے پہلے کرنا پس اس واسطے ہے کہ جب حضرت ﷺ رمی کرنے سے پھرے تو منی میں آپ ﷺ نے سرمند وایا اور یہ مسئلہ حدیث باب سے ماخوذ ہے خوشبو ملنے سے اس واسطے کہ خوشبو نہیں لگائی جاتی مگر بعد حلال ہونے کے ساتھ دوامروں کے تین امروں سے رمی اور حلق اور طواف سے سوا اگر رمی کے بعد حلق نہ کرتے تو خوشبو نہ لگاتے و فیہ الطابقتہ للترجمة اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ خوشبو وغیرہ احرام کی ممنوع چیزوں کو پہلے تحلل کے بعد جائز رکھتا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ اس کو منع کرتے ہیں۔ (فتح)

طواف وداع کا بیان یعنی جو کہ حج کی سب عبادتوں سے فارغ ہونے کے بعد کرتے ہیں

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ طواف وداع واجب ہے لازم آتا ہے اس کے ترک سے دم صحیح قول پر نزدیک ہمارے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ سنت ہے اس کے ترک سے کوئی چیز نہیں آتی۔ (فتح)

۱۶۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونُوا آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خَفِيَ عَنِ الْحَائِضِ.

۱۶۳۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہوا یہ کہ ہو آخر وقت ان کا ساتھ خانے کعبے کے یعنی طواف کرے مگر یہ کہ وہ موقوف کیا گیا یعنی طواف وداع عورت حائضہ سے۔

فائدہ: اس طواف کو طواف وداع بھی کہتے ہیں اور طواف صدر بھی کہتے ہیں یعنی اس واسطے کہ مکے سے رجوع کے وقت کرتے ہیں اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ طواف وداع واجب ہے اس واسطے کہ اس کے واسطے امر مؤکد وارد ہے اور اس واسطے کہ حائض کے حق میں تخفیف کے ساتھ تعبیر ہوا ہے اور تخفیف نہیں ہوتی امر مؤکد سے۔ (فتح)

۱۶۲۷۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَفَعَهُ رَقْدَةً بِالْمَحْضَبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ تَابِعُهُ اللَّيْلُ حَدَّثَنِي خَالِدٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۶۳۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر محض میں تھوڑا سا سوئے پھر سوار ہو کر خانے کعبے کی طرف گئے اور خانے کعبے کا طواف کیا یعنی طواف وداع۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حاجی طواف وداع کرے۔ وفيه المطابقة للترجمة

بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

اگر طواف زیارت کے بعد عورت کو حیض آئے تو کیا اس پر طواف وداع واجب ہے یا ساقط ہو جاتا ہے اور جب

واجب ہو تو کیا دم سے پورا ہو جاتا ہے یا نہیں؟

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ شہروں کے عام فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ نہیں حائض عورت پر (جو طواف زیارت کر چکی ہو) طواف وداع اور عمرہ اللہ سے روایت ہے کہ حائض پر طواف وداع واجب ہے اگرچہ طواف زیارت کر چکی ہو۔ (فتح)

۱۶۳۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی بی بی کو حائض ہوا سو کسی نے حضرت ﷺ سے ذکر کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورت ہم کو روکنے والی ہے سو لوگوں نے کہا کہ بے شک اس نے طواف زیارت کر لیا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اب ہم کو روک نہیں سکتی یعنی اس واسطے کہ جو طواف اس پر واجب تھا اس نے وہ کر لیا ہے۔

۱۶۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُصَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَلَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسْتَنَا هِيَ قَالُوا إِنَّهَا قَدْ آفَاضَتْ قَالَ فَلَا إِذَا.

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے طواف زیارت کیا سو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت ﷺ نے اس سے صحبت کا ارادہ کیا سو میں نے کہا کہ آپ ﷺ وہ حائض سے ہے اور یہ مشکل ہے اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ کو صفیہ رضی اللہ عنہا کا طواف زیارت کرنا معلوم تھا تو آپ نے کیوں نہ فرمایا کہ کیا وہ ہم کو روکنے والی ہے اور اگر آپ کو معلوم نہیں تھا تو پھر آپ ﷺ نے اس سے صحبت کا ارادہ کیوں کیا پہلی تحلل مانی کے اور اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے صحبت کا ارادہ نہ کیا تھا مگر بعد اس کے کہ آپ ﷺ کی بیویوں نے آپ ﷺ سے طواف زیارت کے واسطے اذن چاہا اور آپ نے ان کو اذن دیا سو آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ وہ حلال ہو چکی ہے سو جب آپ کو کہا گیا کہ وہ حیض سے ہے تو جائز رکھی آپ ﷺ نے یہ بات کہ شاید حیض اس کو پہلے سے واقع ہوا ہو یہاں تک کہ طواف زیارت سے بھی اس کو منع کیا ہو سو آپ ﷺ نے یہ بات معلوم کرنی چاہی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو معلوم کروایا کہ اس نے ان کے ساتھ طواف زیارت کر لیا تھا تو آپ ﷺ کا خوف زائل ہوا (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ طواف وداع معذور سے ساقط ہے جب کہ اس نے طواف زیارت کر لیا ہو۔

وفيه المطابقة للترجمة

۱۶۳۹۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی عورت طواف زیارت کرے اور پھر حائض ہو جائے تو وہ نکلے یا نہیں یعنی اپنے وطن کو سو

۱۶۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ وہ عورت نکلے یعنی اپنے وطن کو کوچ کرے اہل مدینہ نے کہا کہ ہم تیرے قول کو نہیں پکڑتے اور زید بن ثابت کا قول نہیں چھوڑتے کہ اس نے کہا وہ عورت نہ کوچ کرے یہاں تک کہ طواف وداع کرے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب تم مدینے میں آؤ تو اہل مدینہ سے یہ مسئلہ پوچھنا سو وہ مدینے میں آئے اور لوگوں سے پوچھا اور جن لوگوں سے انہوں نے پوچھا ان میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی یعنی جو مذکور ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ کوچ کر اور طواف وداع ضروری نہیں۔

امْرَأَةٌ طَافَتْ ثُمَّ حَاصَتْ قَالَتْ لَهَا تَنْفِرُ قَالُوا لَا تَأْخُذْ بِقَوْلِكَ وَنَدَّعُ قَوْلَ زَيْدٍ قَالَتْ إِذَا قَدِمْتُهَا الْمَدِينَةَ فَسَأَلُوا فَقَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَسَأَلُوا فَكَانَ فِيمَنْ سَأَلُوا أُمُّ سَلِيمٍ فَلَذَكَرَتْ حَدِيثَ صَفِيَّةَ رَوَاهُ خَالِدٌ وَتَفَادَةُ عَنْ عِكْرَمَةَ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ طواف وداع حائض سے ساقط ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة

۱۶۴۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عورت حائض طواف زیارت کر لے تو اس کو اجازت ہے کہ وطن کو کوچ کرے طاؤس نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ نہ نکلے کے سے پھر میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے بعد سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو رخصت دی ہے کہ بغیر طواف وداع کے کوچ کریں۔

۱۶۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَخِصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ قَالَتْ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدَ إِنْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخِصَ لَهَا.

۱۶۴۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یعنی سال حجۃ الوداع کے اور نہ گمان کرتے تھے مگر حج کو اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت حج کے مہینوں میں عمرہ جائز نہ سمجھتے تھے سو حضرت ﷺ مکے میں تشریف لائے سو خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور احرام سے حلال نہ ہوئے اور حضرت ﷺ کے ساتھ قربانی تھی اور طواف کیا اس نے جو تھا ساتھ آپ ﷺ کے آپ ﷺ کی بیویوں اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور جس کے ساتھ قربانی نہ تھی

۱۶۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ وَأَصْحَابِهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ

وہ احرام سے حلال ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو ہم نے اپنے حج کی سب عبادتیں ادا کیں سو جب محصب کی رات ہوئی یعنی جس رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا محصب میں اترے کہ کوچ کی رات تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے سوا آپ رضی اللہ عنہا کے سب اصحاب رضی اللہ عنہم حج اور عمرے دونوں کے ساتھ واپس لوٹیں گے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی کہ میں نے عمرہ نہیں کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جن راتوں میں ہم آئے ہیں تو نے ان میں طواف نہیں کیا میں نے کہا کہ نہیں سو فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تعیم کی طرف جا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کر اور تیرے وعدے کی جگہ فلاں فلاں ہے کہ وہاں مجھ کو آلمو سو میں عبدالرحمن کے ساتھ تعیم کو نکلی سو میں نے عمرے کا احرام باندھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کو اللہ ہلاک کرے اور زخمی کرے (یہ کلمہ جھڑک کا ہے اس سے بد دعا مراد نہیں) کہ تو ہم کو کوچ سے روکنے والی ہے کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت نہ کیا تھا اس نے کہا کیوں نہیں تو فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں کوچ کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں آپ رضی اللہ عنہا سے ملی اس حال میں کہ آپ رضی اللہ عنہا اہل مکہ پر اوپر سے آتے تھے اور میں نیچے سے جاتی تھی یا میں اوپر سے جاتی تھی اور آپ رضی اللہ عنہا نیچے سے آتے تھے (یہ شک راوی کا ہے)

فائدہ: نفر کے معنی کوچ کرنے کے ہیں منی سے طرف مدینہ کی ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت رکن ہے اور یہ کہ طہارت شرط ہے واسطے صحت طواف کے اور یہ کہ طواف وداع واجب ہے۔ کما تقدم

منی سے کوچ کے دن اربعہ میں عصر کی نماز پڑھنے کا بیان

بَابُ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفَرِ

بِالْأَبْطَحِ

فائدہ: بطح اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جہاں سنگ ریزے ہوتے ہیں اور اب نام ہے ایک جگہ معین کا متصل منی کے اور اس کو بطح اور محصب اور خیف بستی کنانہ بھی کہتے ہیں اور حد اس کی دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے مقبری تک۔ (فتح وغیرہ)

۱۶۴۲۔ عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ خبر دی مجھ کو ساتھ اس چیز کے کہ تو نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھویں ذوالحجہ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منی میں پھر میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کے دن یعنی تیرہویں ذوالحجہ کو عصر کی نماز کہاں پڑھی اس نے کہا بطح میں کر جوج کے امیر کرتے ہیں یعنی ان کی مخالفت نہ کر کہ باعث فتنہ انگیزی کا ہو اور یہ کہ امر ضروری بھی نہیں۔

۱۶۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّ صَلَاةٍ الظُّهْرِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمَعْنَى قُلْتُ فَأَيُّ صَلَاةٍ الْعَصْرِ يَوْمَ النَّفَرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ الْفَعْلُ كَمَا يَفْعَلُ أَمْرًاؤُكَ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کے دن عصر کی نماز بطح میں پڑھی۔ وہیہ المطابقتہ للترجمة ۱۶۴۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر تھوڑا سا محصب میں سوئے پھر خانے کعبے کی طرف سوار ہوئے اور کعبے کا طواف کیا یعنی طواف وداع۔

۱۶۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَعَالِ بْنِ طَالِبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَفَعَهُ رُقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ لَطَافٌ بِهِ.

فائدہ: یہ حدیث بھی ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔
بَابُ الْمُحَصَّبِ

میدان محصب میں اترنے کا بیان کہ اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: ابن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے مستحب ہونے میں اختلاف ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ وہ حج کی عبادتوں میں سے نہیں (فتح)

۱۶۴۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہ تھے یہ محصب منزل کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اترتے مگر اس واسطے کہ اس میں

۱۶۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

اترنا بہت آسان تھا واسطے نکلنے حضرت ﷺ کے یعنی اٹح میں اس لیے اترتے تھے تاکہ وہاں اپنا اسباب چھوڑ جائیں اور مکے میں جا کر طواف وداع کریں پھر جب وہاں سے نکل کر مدینے کو آنے لگیں تو نکلنا آسان ہو یا اس واسطے کہ سب لوگ اس میں جمع ہو جائیں اور برابر ہو اس میں آہستہ چلنے والا اور میانہ چلنے والا اور مدینہ کو سب اکٹھے کوچ کریں۔

۱۶۳۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محصب میں اترنا کچھ چیز نہیں یعنی حج کی عبادتوں میں سے نہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ تو صرف ایک منزل ہے کہ حضرت ﷺ وہاں اترتے یعنی وہاں کا اترنا اتفاقی تھا نہ بطور مسنون کے

قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلٌ يُنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ لِحُرُوجِهِ يَغْنِي بِالْأَبْطَحِ.

۱۶۳۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ التَّخَصُّبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ محصب میں اترنا حج کی عبادتوں میں سے نہیں وفي المطابقة للترجمة لیکن جب حضرت ﷺ وہاں اترے تو وہاں کا اترنا مستحب ہوا واسطے اتباع تقریر حضرت ﷺ کے اور خلفاء نے بھی آپ کے بعد یہ کام کیا ہے اور حاصل یہ کہ جس نے سنت کی نفی کی ہے مانند ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کی مراد یہ ہے کہ یہ حج کی عبادتوں میں داخل نہیں پس اس کے ترک سے کوئی چیز لازم نہیں آتی اور جس نے اس کو ثابت کیا ہے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تو اس نے داخل کیا ہے اس کو آپ ﷺ کے افعال کی عموم پیروی میں نہ بطور الزام کے اور چاروں نمازوں کا وہاں پڑھنا اور کچھ رات ٹھہرنا مستحب ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّزُولِ بِدْي طَوًى قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَالنَّزُولِ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِدْي الْحَلِيفَةِ إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ.

مکے میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی میں اترنے کا بیان اور اترنا اس بطحا میں جو ذوالحلیفہ میں ہے جب مکے سے پھرے یعنی مدینے میں داخل ہونے سے پہلے وہاں اترے۔

فائدہ: اور مقصود اس ترجمہ سے اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ کی منزلوں کی جگہ اترنے میں آپ کی پیروی کرنا محصب کے ساتھ خاص نہیں اور کلام دخول مکہ پر ابتداء حج میں گزر چکی ہے اور بطحا ذوالحلیفہ میں اترنا صریح ہے باب کی حدیث میں۔ (فتح)

۱۶۳۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رات گزارتے

۱۶۳۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيهِمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا

تھے ذی طوی میں کہ درمیان دو پہاڑوں کے ہے پھر داخل ہوتے مکہ میں یہ پہاڑی مکہ سے بلندی کی طرف ہے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ میں حج یا عمرے کو آتے تو اپنی اونٹنی نہ بٹھاتے مگر نزدیک دروازے مسجد حرام کے پھر مسجد حرام کے اندر داخل ہوتے پس سیاہ رکن کے پاس کہ اس میں حجر اسود ہے آتے سو اس رکن سے شروع کرتے پھر سات بار طواف کرتے تین بار جلد چلتے اور چار بار معمولی چال چلتے پھر طواف سے پھرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر چلتے پہلے اس سے کہ اپنے اترنے کی جگہ کی طرف پھریں پس صفا اور مردہ کے درمیان دوڑتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج اور عمرے سے پھرتے تھے تو بٹھاتے تھے اونٹنی بطحا میں جو ذی الحلیفہ میں ہے جس میں کہ حضرت ﷺ اونٹنی بٹھایا کرتے تھے۔

أَبُو صَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَسْتَبْدِي طَوًى بَيْنَ النَّبَتَيْنِ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ النَّبْتِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ يُبْخِ نَاقَتَهُ إِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَأْتِي الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ فَيَبْدَأُ بِهِ ثُمَّ يَطُوفُ سَبْعًا ثَلَاثًا سَعْيًا وَأَرْبَعًا مَشْيًا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يَنْطَلِقُ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَيَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ إِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ آتَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بَدَى الْحَلِيفَةِ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْخِ بِهَا.

فائدہ: اس جگہ کا اترنا بھی حج کی عبادتوں میں سے نہیں ہے اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

۱۶۴۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ عُيَيْنَةَ اللَّهَ عَنِ الْمُحَصَّبِ فَقَدْ حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ اللَّهَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ نَزَلَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُصَلِّي بِهَا يَعْنِي الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ أَحْسِبُهُ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا أَشْكُ فِي الْعِشَاءِ وَيَهْجَعُ هَجْعَةً وَيَذْكُرُ ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۶۴۷- خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ کو کسی نے محصب میں اترنے کا حکم پوچھا سو حدیث بیان کی عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے نافع رضی اللہ عنہ سے کہ نزول فرمایا اس میں حضرت ﷺ نے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما محصب میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے تھے راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ نافع رضی اللہ عنہ نے کہا اور مغرب کی نماز بھی پڑھتے تھے خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عشاء کی نماز میں شک نہیں کرتا یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عشاء کی نماز بے شک وہاں پڑھی اور تھوڑا سا سوتے تھے اور ذکر کرتے کہ حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔

فائدہ: شاید محصب سے مراد وہ محصب ہے جو ذی الحلیفہ میں ہے پس معلوم ہوا کہ جب حاجی مکہ سے مدینے کو

پھرے تو سنت ہے کہ صُحْب میں اترے۔ وفيه المطابقة للترجمة

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِي طَوًى إِذَا رَجَعَ
باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ اترے ذی طوی
میں جب کہ پھرے کے سے

فائدہ: ذی طوی ایک جگہ کا نام ہے پاس کے کے اندر حرم کے اور ذی طوی میں اترنا اور رات رہنے کا بیان صبح
تک واسطے اس شخص کے کہ کے میں داخل ہونے کا ارادہ کرے ابتداء حج میں گزر چکا ہے اور غرض اس باب سے یہ
ہے کہ جو حج کر کے کے سے پھرے اس کو بھی وہاں رات رہنا مشروع ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي
طَوًى حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ
مَرَّ بِذِي طَوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ
وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ مدینے سے
کے کو آتے تھے ذی طوی میں رات رہتے تھے یہاں
تک کہ جب صبح کرتے تھے تو کے میں داخل ہوتے
تھے اور جب حج کر کے کے سے کوچ کرتے تھے تو ذی
طوی میں گزرتے تھے اور وہاں رات رہتے تھے یہاں
تک کہ صبح کرتے اور ذکر کرتے تھے کہ حضرت ﷺ
بھی یہ کام کرتے تھے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ذی طوی میں اترنا بھی حج کی عبادتوں میں سے نہیں میں کہتا ہوں کہ حضرت ﷺ کے
اترنے کی جگہوں کو اس واسطے پکڑا جاتا ہے کہ اس میں آپ کی پیروی کی جائے اس واسطے کہ آپ کا کوئی فعل حکمت
سے خالی نہیں تو وہاں اترنا چاہیے۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ أَيَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَيْعِ فِي
أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ
حج کے دنوں میں لوگوں کے جمع ہونے کے وقت
تجارت کرنی درست ہے اور جاہلیت کے بازاروں میں
بھی بیع شراء کرنا درست ہے۔

فائدہ: مراد جاہلیت کے بازاروں سے وہ بازار ہیں جو اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے لگا کرتے تھے۔

۱۶۴۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَهْلِيْمٍ أَخْبَرَنَا
ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ دِينَارٍ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ ذُو الْمَجَازِ
وَعُكَاظُ مَتَجَرَّ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا
جَاءَ الْإِسْلَامُ كَانَتْهُمْ كَرِهُوا ذَلِكَ حَتَّى

۱۶۴۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذوالحجاز اور عکاظ
جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کی تجارت کی جگہ تھی سو جب
اسلام آیا تو گویا کہ انہوں نے حج کے دنوں میں خرید
فروخت کو بڑا جانا یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ کچھ گناہ نہیں
تم پر کہ تلاش کرو فضل رب اپنے کا حج کے دنوں میں۔

نَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَائِدَةً: ذُو الْحِجَازِ أَيْكَ﴾ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ.

فائدہ: ذوالحجاز ایک بازار کا نام ہے پاس عرفات کے ایک فرلانگ اس سے اور عکاظ ایک میدان کا نام ہے درمیان نخلہ اور طائف کے اور اسی طرح ایک بازار حباشہ مراظہران میں لگا کرتا تھا اور ایک بازار مجنہ دیار باریق میں لگا کرتا تھا اور یہ دونوں بازار حج کے موسم میں نہ لگا کرتے تھے بلکہ رجب میں لگا کرتے تھے اور پھر اسلام کے بعد بھی یہ بازار ہمیشہ لگتے رہے یہاں تک کہ اول سوق عکاظ خارجیوں کے زمانے میں ایک سو انتیس میں موقوف ہوا اور سب سے اخیر سوق حباشہ موقوف ہوا ایک سو ستاونویں میں اور ان سب میں بڑا بازار عکاظ تھا کہ بہت دور دور کے لوگ اس میں آتے تھے یہ بازار ذیقعدہ کی اول تاریخ سے بیسویں تک رہتا تھا پھر باقی دس دن سوق مجنہ لگتا تھا پھر ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے آٹھویں تک ذی الحجہ لگتا تھا پھر لوگ حج کے واسطے منیٰ کو جاتے تھے سو اسلام کے بعد لوگوں نے ان میں بیع شرا کو برا جانا سو یہ آیت اتری کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنا کچھ گناہ نہیں اور ابی کی قرات میں فی موسم الحج کا لفظ قرآن میں زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنا درست ہے و فی المطابقتہ للترجمۃ اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ متکلف کو بیع شرا کرنی درست ہے واسطے قیاس کرنے کے حج پر اور علت و دونوں کے درمیان عبادت ہونا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر حاجت سے زیادہ ہو تو مکروہ ہے مانند روٹی کے جب کہ نہ پائے جو اس کو کفایت کرے اور یہی قول ہے عطاء اور مجاہد اور زہری کا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور آیت جناح کی نفی کرتی ہے اس سے اولویت کی نفی لازم نہیں آتی۔ (فتح)

رات کے وقت محصب سے چلنے کا بیان

بَابُ الْإِدْلَاجِ مِنَ الْمُحْصَبِ

فائدہ: ادلاج کے معنی دونوں ہیں اول رات کا چلنا ہے اور اخیر رات کا چلنا بھی اور مراد یہاں اخیر رات کا چلنا ہے اور مقصود کوچ کرنا ہے محصب میں رات رہنے کی جگہ سے پھیلی رات کو اور یہی واقع عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ ترجمہ واسطے کوچ کرنے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھائی اپنے کے واسطے عمرے کے اس واسطے کہ انہوں نے اخیر رات کو کوچ کیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے قصد کیا یہ کہ تنبیہ کرے اس پر کہ محصب میں رات رہنا لازم نہیں اور یہ کہ پہلی رات کو وہاں سے چلنا جائز ہے۔ (فتح)

۱۶۴۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کوچ کے دن صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو اس نے کہا کہ میں نہیں دیکھتی اپنی سیتیں مگر کہ تم کو کوچ سے روکنے والی ہوں سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

۱۶۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ

اللہ اس کو ہلاک کرے اور زخمی کرے کیا اس نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا تھا کہا گیا کہ ہاں اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ نہ ذکر کرتے تھے ہم مگر حج کا سوجب ہم مکے میں آئے تو حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے یہ کہ حلال جائیں ہم احرام سے سوجب کوچ کی رات ہوئی تو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حائض ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو ہلاک کرے اور زخمی کرے کہ نہیں دیکھتا میں اس کو مگر تو روکنے والی ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے نحر کے دن طواف زیارت کیا تھا انہوں نے فرمایا ہاں پس فرمایا کوچ کر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں عمرے کے احرام سے حلال نہیں ہوئی یعنی میں نے عذر سے طواف نہیں کیا جیسا کہ اور عورتوں نے کیا حکم ہو تو میں بھی عمرہ کر لوں فرمایا کہ احرام باندھ عمرے کا معیم سے اور عمرہ ادا کر سو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کا بھائی نکلا سولے ہم حضرت ﷺ سے اس حال میں کہ آپ محصب سے پچھلی رات کو نکلے تھے یعنی بعد ادا کرنے عمرے کے تو فرمایا کہ تیرے ملنے کی جگہ فلاں فلاں ہے کہ عمرے کے بعد ہم کو وہاں ملنا۔

حَاصَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفَرِ فَقَالَتْ مَا أَرَانِي إِلَّا حَابِسَتْكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَى حَلَفِي أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَرَأَدَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّفَرِ حَاصَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُجَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفِي عَقْرَى مَا أَرَاهَا إِلَّا حَابِسَتْكُمْ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ طُفْتُ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ حَلَلْتُ قَالَ فَاعْتَمِرِي مِنَ التَّعِيمِ فَخَرَجَ مَعَهَا أَخُوهَا فَلَقَيْنَاهُ مُدَلِّجًا فَقَالَ مَوْعِدُكَ مَكَانٌ كَذَا وَكَذَا.

فائدہ: جب عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ کر کے اپنی جگہ میں پھریں تو وہ حضرت ﷺ کو راہ میں ملیں اس حال میں کہ حضرت ﷺ طواف وداع کے واسطے مکے کو جا رہے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصب سے اخیر رات کو کوچ کرنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عمرے کے بابوں کا بیان

أَبْوَابُ الْعُمْرَةِ

بَابُ وَجُوبِ الْعُمْرَةِ وَفَضْلِهَا
فائدہ: عمرے کے معنی زیارت کے ہیں اور یقین کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ عمرہ واجب ہے اور یہی مشہور قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ وغیرہ اہل حدیث کا اور مشہور قول مالکیہ کا یہ ہے کہ عمرہ مستحب ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک مرد نے پوچھا کہ یا حضرت ﷺ کیا عمرہ واجب ہے فرمایا نہیں اور عمرہ کرنا بہتر ہے روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور یہ ضعیف ہے اور پہلوں کی دلیل یہ حدیث ہے جو باب میں مذکور ہے اور دوسری دلیل یہ ہے جو ابو داؤد وغیرہ میں ہے کہ صبی نے عمرہ ﷺ سے کہا کہ میں نے اعتقاد کیا کہ حج اور عمرہ مجھ پر واجب ہے سو میں نے دونوں کا احرام باندھا سو عمرہ ﷺ نے اس کو کہا کہ راہ دکھایا گیا تو واسطے سنت حضرت ﷺ کے یعنی تو نے حضرت ﷺ کے طریقے کے موافق کیا اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جبریل کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ جب اس نے حضرت ﷺ سے ایمان اور اسلام کی حقیقت پوچھی تو فرمایا کہ حج اور عمرہ کرے اور ان کی دلیلیں اور حدیثیں بھی ہیں اور نیز دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے کہ تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے یعنی قائم کرو ان کو اور طحاوی نے زعم کیا ہے کہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عمرہ واجب ہے تو اس کے معنی وجوب کفایہ کے ہیں اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء اور احمد کا یہ مذہب ہے کہ عمرہ نہیں واجب اہل مکہ پر اگرچہ واجب ہے ان کے غیر پر۔ (فتح)

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں کوئی مگر اس پر

حج اور عمرہ واجب ہیں

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَيْسَ
أَحَدٌ إِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ دونوں

واجب ہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّهَا لَقَرِيْبَتُهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ ﴿وَاتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن میں حج عمرے کے برابر واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پورا کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عمرہ واجب ہے کہ قرآن میں حج کے برابر واقع ہوا ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة
۱۶۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ
كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ
جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ.

فائدہ: حج مبرور وہ ہے کہ جس میں گناہ اور ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا نہ ہو یعنی مقبول حج گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے کہ آدمی بہشتی ہو جاتا ہے اور مراد گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں کبیرہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ عام گناہ مراد ہیں اور بعض اعتراض کرتے ہیں کہ جو کوئی کبیروں سے بچے اس کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں پس عمرہ کس چیز کو اتارنا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ تکفیر کی مقید ہے ساتھ زمانے اپنے کے تکفیر اجتنب کی عام ہے واسطے ساری عمر کے پس حیثیت مختلف ہے اور ایک جز ترجمہ کی حدیث سے ثابت ہے اور وہ فضیلت ہے اور دوسرے جز حدیث میں مذکور نہیں اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ پے در پے کرو حج اور عمرے یعنی قرآن کرو یا ایک کے بعد دوسرا کرو درمیان حج اور عمرے کے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ برابر ہے پس موافق ہو گا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے کہ بہت کثرت سے عمرہ کیا جائے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ ایک سال میں ایک سے زیادہ مکروہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک مہینے میں ایک بار سے زیادہ نہ کرے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ عمرہ سب دنوں میں جائز ہے اس کو جو اعمال حج کو مشغول نہ ہو اور حنفیہ سے منقول ہے کہ عرفہ اور نحر کے دن اور ایام تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب عمرہ کرے تو ضروری ہے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے تو اس کے بعد دس دن تک عمرہ نہ کرے تا کہ سر کا منڈوانا اس میں ممکن ہو اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ دس دن ہے کم میں عمرہ کرنا اس کے نزدیک مکروہ ہے اور اس حدیث میں

اشارہ ہے طرف جواز عمرہ کرنے کی پہلے حج سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ
حج سے پہلے عمرہ کرنے کا بیان یعنی اس کو کفایت کرتا ہے یا نہیں

۱۶۵۱۔ ابن جریج سے روایت ہے کہ عمرہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حج سے پہلے عمرہ کرنے کا کیا حکم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ درست ہے کوئی ڈر نہیں عمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے حج سے پہلے عمرہ کیا۔

۱۶۵۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَأْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مکے کے کئی لوگوں کے ساتھ مدینے میں آیا سو میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا سو میں نے اس سے کہا کہ ہم نے کبھی حج نہیں کیا پس ہم مدینہ سے عمرہ کریں اس نے کہا ہاں اور کیا چیز تجھ کو اس سے منع کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے سب عمرے اپنے حج سے پہلے کیے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس پر حج فرض ہوا ہو اس کو حج سے پہلے عمرہ کرنا درست ہے اور معلوم ہوا کہ حج حضرت ﷺ پر عمرے سے پہلے فرض ہوا تھا اور آپ ﷺ کا اصحاب کو حکم کرنا کہ حج کو عمرے کے ساتھ فتح کر لیں بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حج فی الفور واجب نہیں بلکہ دیر کے ساتھ کرنا بھی درست ہے۔ (فتح)

حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں؟

بَابُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں اور براء کی روایت میں ہے کہ دو عمرے کیے ہیں اور تظہیر ان میں اس طور سے ہے کہ اس نے

جیزہ الوداع کے عمرے کو اور حدیبیہ کے عمرے کو شمار نہیں کیا یا جہرانہ کا عمرہ اس پر مخفی رہا ہوگا۔ (فتح)

۱۶۵۲۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں اور عروہ مسجد میں داخل ہوئے تو اتفاقاً عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھتے تھے سو ہم نے اس سے ان کی نماز کا حال پوچھا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ بدعت ہے پھر مجاہد نے اس کو کہا کہ حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں اس نے کہا کہ چار عمرے ان میں سے ایک عمرہ آپ نے رجب میں کیا ہے اور ہم نے برا جانا کہ اس کو رد کریں یعنی ان کو کہیں کہ یوں نہیں مجاہد نے کہا کہ ہم نے حجرے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز سنی سو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مومنوں کی ماں کیا تو نہیں سنتی ہو جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا کہتے ہیں اس نے کہا کہ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں ان میں سے ایک رجب میں کیا ہے یعنی اور باقی ذیقعدہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ رحمت کرے کہ حضرت ﷺ نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ حاضر تھے اور حضرت ﷺ نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

۱۶۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِذَا نَاسٌ يَصُلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الصُّحَى قَالَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ فَقَالَ بَدْعَةٌ ثُمَّ قَالَ لَهُ كَمْ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَرُدَّ عَلَيْهِ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِئْثَانَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّاهُ يَا أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ مَا يَقُولُ قَالَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ قَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا اعْتَمَرَ عُمَرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ.

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف اسی بات کا انکار کیا تھا کہ آپ نے ایک عمرہ رجب میں کیا فرمایا کہ حضرت ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اور اس کو ان کے نسیان پر حمل کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اس واسطے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں سکوت کیا گویا کہ ان کو بھی اس میں اشتباہ ہو گیا تھا اسی واسطے سکوت کیا اور مراجعت نہ کی۔ (تیسیر)

۱۶۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

۱۶۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي رَجَبِ.

۱۶۵۴- حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا
هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
كَمْ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَرْبَعُ عُمَرَةَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ
حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُونَ وَعُمَرَةٌ مِنَ الْعَامِ
الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَلَّحَهُمْ
وَعُمَرَةُ الْجِعْرَانَةِ إِذْ قَسَمَ غَنِيمَةَ أَرَاهُ
حُنَيْنٍ قُلْتُ كَمْ حَجَّ قَالَ وَاحِدَةً.

۱۶۵۴- قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے
پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں اس نے کہا کہ
چار عمرے اور ایک عمرہ حدیبیہ کا ذیقعدہ میں جب کہ مشرکین
نے آپ کو مکے سے روکا اور دوسرا عمرہ آئندہ سال سے
ذیقعدہ میں جب کہ مشرکین نے آپ سے صلح کی اور تیسرا
عمرہ ہجرانہ کا جب کہ آپ نے حنین کی غنیمتیں بانٹیں میں نے
کہا کہ آپ نے کتنی بار حج کیا اس نے کہا کہ ایک بار۔

فائدہ: اور چوتھا عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا جیسا کہ آئندہ روایت سے ثابت ہوتا ہے اور حدیبیہ نام ایک
گاؤں کا ہے جو کہ تقریباً ۳۵ کلومیٹر ہے مکے سے اکثر اس کا حصہ حرم میں ہے اور کچھ حل میں اور بیان مجمل عمرہ
حدیبیہ کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ چھٹے سال ہجری میں پہلی تاریخ ذیقعدہ کو پیر کے دن مدینہ سے روانہ ہوئے عمرے
کے ارادہ اور چودہ سو یا اس سے زیادہ آدمی آپ کے ساتھ تھے جب حدیبیہ میں پہنچے تو کفار قریش جمع ہو کر آئے اور
حضرت ﷺ کو مکے میں آنے سے روکا اور عہد کیا آئندہ سال کو آنا اور عمرہ کرنا پس حضرت ﷺ صلح کر کے واپس
لوٹے پس حقیقت میں یہ عمرہ تو نہ ہوا لیکن بسبب ملنے ثواب عمرے کے پہلا عمرہ گنا گیا اور حکم احصار کا یہیں سے
شروع ہوا اور آئندہ سال اسی عمرے کی قضاء کو مکے میں گئے اور تین روز وہاں رہے چوتھے دن وہاں سے روانہ
ہوئے یہ دوسرا عمرہ ہوا اس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں اور تیسرا عمرہ وہ ہے کہ ہجرانہ سے آپ ﷺ نے کیا اور بیان اس
کا یہ ہے کہ ہجرانہ ایک جگہ کا نام ہے جو کہ ۳۵ کلومیٹر ہے مکے سے آٹھویں سال ہجری میں فتح مکہ کے بعد جنگ
حنین ہوا اور غنیمت بے شمار وہاں سے ہاتھ لگی حضرت ﷺ پندرہ یا سولہ دن ہجرانہ میں رہے اور وہ غنیمت بانٹی
انہیں دنوں میں ایک روز رات کو عشاء کی نماز کے بعد سوار ہو کر مکے میں تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا اور اسی
رات پھر آئے اور صبح کی نماز ہجرانہ میں ادا کی اور چوتھا عمرہ وہ ہوا کہ حضرت ﷺ نے حج کے ساتھ ادا کیا بعد فرض
ہونے حج کے یہ ذی الحجہ میں ہوا اور باقی ذی القعدہ میں اور حج اسلام سوائے ایک کے اور کوئی نہیں۔ (ح)

۱۶۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو أَوْلَيْدٍ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ
۱۶۵۵- قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے

پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک عمرہ تو اس وقت کیا جب کہ مشرکین نے آپ کو پکے سے روکا یعنی عمرہ حدیبیہ اور دوسرا عمرہ آئندہ سال سے قضاء حدیبیہ کا عمرہ قضاء کیا اور تیسرا عمرہ ذیقعدہ میں کیا اور چوتھا عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چار عمرے کیے ذیقعدہ میں مگر کہ جو عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا پہلا عمرہ آپ ﷺ کا حدیبیہ سے تھا اور دوسرا عمرہ آپ ﷺ کا آئندہ سال سے تھا اور تیسرا عمرہ جمرانہ سے تھا جس جگہ آپ ﷺ نے حنین کی غنیمیں بانٹیں اور چوتھا آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔

۱۶۵۶۔ ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مسروق اور عطاء اور مجاہد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں عمرہ کیا پہلے حج کرنے سے اور ابو اسحاق نے کہا کہ میں نے براء سے سنا کہ تھا کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں حج سے پہلے دوبار عمرہ کیا ہے۔

الْمَلِكِ حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوهُ وَمِنْ الْقَابِلِ عُمَرَةَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَعُمَرَةَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَةَ مَعَ حَجَّتِهِ.

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ حَدَّثَنَا هَمَامٌ وَقَالَ اعْتَمَرَ أَرْبَعِ عُمَرٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا النَّبِيَّ اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهِ عُمَرَتَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْجَعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ وَعُمَرَةَ مَعَ حَجَّتِهِ.

۱۶۵۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوقًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا فَقَالُوا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحْجَّ وَقَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ أَنْ يَحْجَّ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخالف ہے اور تطبیق یہ ہے کہ براء نے حجۃ الوداع کے عمرے کو شمار نہیں کیا اس واسطے کہ اس کی حدیث مقید ہے ساتھ اس کے کہ آپ کا عمرہ حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور جو عمرہ آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ کیا وہ ذی الحجہ میں تھا اور اسی طرح اس نے عمرہ حدیبیہ کو بھی شمار نہیں کیا اس واسطے کہ اس سے روکے گئے تھے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے حج میں کس چیز کے ساتھ احرام باندھا تھا اور اسی طرح جو اس باب میں اختلاف ہے اس کی تطبیق پہلے گزر چکی ہے اب اس کے اعادے کی کوئی

ضرورت نہیں اور مشہور عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات ہے کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں مفرد تھے اور اس کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ قارن تھے اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انس رضی اللہ عنہ پر آپ ﷺ کے قارن ہونے کا انکار کیا باوجود یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ آپ ﷺ قارن تھے اس واسطے کہ یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے حج کے بعد عمرہ کیا ہو پس نہ باقی رہی مگر یہ بات کہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ عمرہ کیا اور حضرت ﷺ متتبع بھی نہ تھے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے عذر بیان کیا کہ میں قربانی ساتھ لایا ہوں اور محتاج ہوا ابن بطال طرف تاویل کرنے اس حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پس کہا کہ چوتھے عمرے کی نسبت کرنی آپ کی طرف اس واسطے جائز ہے کہ اس کے ساتھ لوگوں کو حکم کیا اور نہ آپ کے سامنے کیا گیا اور جو پہلی تطبیق میں عذر کرے وہ اس تاویل سے بے پرواہ ہے اور ابن تین نے کہا کہ جس عمرے سے آپ ﷺ روکے گئے تھے اس کو جن اصحاب رضی اللہ عنہم نے عمرہ شمار کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ پورا عمرہ ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جمہور کا قول صحیح ہے کہ جو خانے کعبے سے روکا جائے اس پر قضا واجب نہیں بخلاف حنیفہ کے اور عمرہ قضاء کا حدیبیہ کے عمرے کے عوض میں ہوتا تو دونوں کو ایک شمار کیا جاتا اور عمرے قضاء کو عمرہ قضاء اس واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں قریش سے صلح کی نہ اس کے واسطے کہ وہ حدیبیہ کے عمرے کے بدلے قضاء ہے اس واسطے کہ اگر قضاء ہوتا تو دونوں کو ایک شمار کیا جاتا اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے بخلاف اس کے جس پر مشرکین تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرے کو جائز نہ رکھتے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحابی جلیل القدر کثیر الملازمت پر کوئی حدیث پوشیدہ رہتی ہے اور اس کو وہم اور نسیان ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ معصوم نہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض علماء کو بعض پر ذکر کرنا درست ہے لیکن نرمی اور حسن ادب سے رد کرے اور نووی نے کہا کہ سکوت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کو اشتباہ ہو گیا تھا یا بھول گیا تھا یا اس کو شک ہوا تھا اور قرطبی نے کہا کہ اس کا عائشہ رضی اللہ عنہا پر نہ انکار کرنا دلالت ہے اس پر کہ اس کو وہم ہو گیا تھا اور اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد رجب میں عمرہ کرنے سے یہ ہے کہ آپ نے ہجرت سے پہلے عمرہ کیا اس واسطے کہ اگرچہ یہ بات محتمل ہے لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا اس سے لازم آتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رد اس کے کلام کے مطابق نہ ہو۔ (فتح)

رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان

بَابُ عُمْرَةٍ فِي رَمَضَانَ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کوئی حکم بیان نہیں کیا کہ رمضان میں عمرہ کرنا کیا ہے اور جائز ہے یا افضل لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس حدیث کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ

رمضان کے عمرے میں نکلی سو آپ ﷺ نے افطار کیا اور میں نے روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے قصر کیا اور میں نے اتمام کیا۔ (فتح)

۱۶۵۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کی ایک عورت کو فرمایا (ابن جریج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس عورت کا نام لیا تھا لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں) کہ کیا چیز تجھ کو منع کرتی ہے اس سے کہ تو ہمارے ساتھ حج کرے اس نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اونٹ پانی کھینچنے والا تھا سو اس پر فلاں کا باپ اور اس کا بیٹا سوار ہوا مراد اس عورت کی اپنا خاوند اور بیٹا ہے یعنی سوار ہو کر کسی سفر کو گئے ہیں اور ہمارے پاس صرف ایک اونٹ چھوڑ گئے ہیں جس پر ہم پانی لاتے ہیں سو فرمایا کہ جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کر اس واسطے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے یا مانند اس کی فرمایا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ثواب رکھتا ہے نہ یہ کہ اس سے حج فرض ساقط ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ فرض حج کے بدلے عمرہ کرنا کھایت نہیں کرتا اور ابن جوزی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ ہوتا ہے عمل کا ثواب فضیلت والے وقت میں جیسا کہ حضور قلب اور خلوص قصد سے ثواب زیادہ ملتا ہے (فتح) اور ظاہر یہ حدیث عام ہے اس عورت کے ساتھ خاص نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں عمرہ کرنے کا بڑا ثواب ہے وفی المطابقة للترجمة لیکن یہ حکم امت کے واسطے ہے اور حضرت ﷺ کے واسطے وہی افضل تھا جو آپ ﷺ نے کیا۔ (فتح)

محب کی رات وغیرہ میں عمرہ کرنا جائز ہے

۱۶۵۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ہم پورا کرنے والے تھے چاند ذیقعدہ کو یعنی مہینہ ذیقعدہ کا پورا ہو چکا تھا سو حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا کہ جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہے تو چاہیے کہ حج کا احرام باندھے اور جو صرف عمرے کا احرام باندھنا

۱۶۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُخْبِرُنَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَأَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاها ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَمِيتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكَ أَنْ تَحْتَجِينَ مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاصِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فَلَانٍ وَابْنُهُ لِرُؤُوسِهَا وَابْنُهَا وَتَرَكَ نَاصِحًا نَضَحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرْ فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوُهَا مِمَّا قَالَ.

بَابُ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا

۱۶۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِقِينَ لِهَلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُهْلَ

چاہے تو چاہیے کہ صرف عمرے کا احرام باندھے سو اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو صرف عمرے کا احرام باندھتا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ہم میں سے بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے صرف حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا اس حال میں کہ میں حائض تھی سو میں اپنے حال کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور اپنے بال کھول ڈال اور کنگی کر اور حج کا احرام باندھ سو جب محصب میں اترنے کی رات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمن کو میرے ساتھ تنعمیم کی طرف بھیجا سو میں نے عمرے کا احرام باندھا بدلے اس عمرے کے کہ میں نے پہلے نیت کی تھی۔

بِالْحَجِّ فَلْيَهْلُ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَهْلَ بِعُمْرَةٍ فَلْيَهْلُ بِعُمْرَةٍ فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَمِمَّا مِنْ أَهْلٍ بِعُمْرَةٍ وَمِمَّا مِنْ أَهْلٍ بِحَجٍّ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهْلٌ بِعُمْرَةٍ فَأُظْلِمَنِي يَوْمَ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْضَعِي عُمَرَتِكَ وَانْقَضِي رَأْسَكَ وَامْشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَضْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمَرَتِي.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حاجی اپنا حج تمام کر چکے تو اس کو تشریق کے دنوں کے بعد عمرہ کرنا جائز ہے اور محصب کی رات وہ اخیر کوچ کی رات ہے اس واسطے کہ وہ ایام رمی کا اخیر ہے اور اس میں سلف کو اختلاف ہے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کی کیا فضیلت ہے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لاشی سے بہتر ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ عمرہ بقدر نفقہ کے ہے یعنی اپنے شہر سے عمرے کی نیت سے نکلتا افضل ہے اس سے کہ مکے سے قریب تر حل کی طرف نکل کر عمرے کا احرام باندھے۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةِ التَّعِيمِ

فائدہ: جو مکے میں ہو اس کے لیے وہ جگہ متعین ہے یا نہیں اور جب متعین نہیں تو پھر کیا اس کو فضیلت ہے جہات حل اور طرفوں سے عمرہ کرنے پر یا نہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات ثابت نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا نے مکے میں ہو کر عمرے کا احرام حل سے باندھا ہو نہ پہلے ہجرت سے اور نہ پیچھے اور نہ کسی صحابی سے ثابت ہے اور نہ آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں اور نہ بعد آپ رضی اللہ عنہا کے مگر صرف عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ عمرہ آپ رضی اللہ عنہا کے حکم سے کیا تھا تو معلوم ہوا کہ درست ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ایک سال میں ایک بار سے زیادہ عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یوم نحر اور یوم عرفہ اور ایام تشریق میں نہ کرے اور ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ان کے موافق ہیں مگر یوم عرفہ میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ تشریق کے دنوں میں مٹی میں رہنے والا نہ کرے اور جو مکہ سے عمرہ کرے اس

کے حق میں بھی اختلاف ہے ابن سیرین سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے اہل مکہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ متعین مقرر کی اور ایک روایت میں ہے کہ جو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ متعین یا ہرانہ کی طرف نکلے اور وہاں سے احرام باندھے برابر ہے کہ مکہ کا رہائشی ہو یا کسی دوسرے علاقے سے آنے والے یعنی غیر کی اور افضل یہ ہے کہ حج کے کسی میقات سے احرام باندھے اور طحاوی نے کہا کہ ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جو مکہ میں ہو اس کے لیے عمرہ کا میقات کوئی نہیں مگر متعین اور اس سے آگے بڑھنا درست نہیں جیسا کہ حج کے میقات سے آگے بڑھنا درست نہیں اور دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے سو کہتے ہیں کہ میقات عمرے کا حل ہے اور حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو متعین سے احرام باندھنے کا حکم کیا کہ وہ قریب تر ہے حل میں سے ہے پس ثابت ہوا کہ اہل مکہ کے عمرہ کا میقات حل ہے اور برابر ہے کہ متعین سے ہو یا کسی اور جگہ سے۔ (فتح)

۱۶۵۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُرَدِّفَ عَائِشَةَ وَيَعْمُرَهَا مِنَ التَّعْيِيمِ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًا كَذَلِكَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرِو.

۱۶۵۹۔ عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے سوار کرے اور اس کو متعین سے عمرہ کرائے یعنی اس کو اپنے ساتھ لے جائے تاکہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھے۔

فائدہ: متعین نام ہے ایک جگہ معروف کا کہ چار میل ہے مکہ سے طرف مدینے کی اور وہ جگہ حرم مکہ سے باہر ہے حل میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا متعین سے عمرہ کرنا حضرت ﷺ کے حکم سے تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مکہ والوں کو عمرہ کرنے کے لیے حل کی طرف نکلنا ضرور ہے اور یہی ایک قول ہے علماء کو اور دوسرا قول یہ ہے کہ حرم سے بھی عمرہ درست ہو جاتا ہے لیکن میقات ترک کرنے کی وجہ سے اس پر دم واجب ہو جاتا ہے اور حدیث باب کی اس کو رد نہیں کرتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے غلط کرنی ساتھ محرم کے سفر میں بھی اور حضر میں بھی اور جائز ہے محرم عورت کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔ (فتح)

۱۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ حَبِيبِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُرَدِّفَ عَائِشَةَ وَيَعْمُرَهَا مِنَ التَّعْيِيمِ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًا كَذَلِكَ سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرِو.

۱۶۶۰۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھا اور حضرت ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوائے کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے اور ان کے ساتھ

قربانی کے اونٹ تھے سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے احرام باندھا ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا اس کے ساتھ حضرت ﷺ نے یعنی حج کا یا عمرے کا اور یہ کہ حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم کیا یہ کہ حج کو عمرہ گردانیں یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار دیں اور طواف کریں اور بالی کتروائیں اور حلال ہو جائیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ حلال نہ ہو سو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم منیٰ کو چلیں گے اس حال میں کہ ہماری شرم گاہوں سے منیٰ چپکتی ہوگی یعنی جماع کا زمانہ حج کے احرام سے قریب ہو گا اس واسطے کہ جب آدمی عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو شاید عورت سے جماع بھی کرے گا پھر جب آٹھویں کو حج کو احرام باندھے گا تو احرام حج کا جماع کے زمانے سے قریب ہو گا سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو فرمایا کہ میں اگر پہلے سے جانتا جو کہ میں نے پیچھے جانا تو قربانی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا اور یہ کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا سو اس نے حج کی سب عبادتیں ادا کیں مگر یہ کہ خانے کعبہ کا طواف نہ کیا سو جب وہ پاک ہوئیں اور طواف زیارت کیا تو کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ چلتے ہیں اور میں صرف حج کے ساتھ چلتی ہوں سو حضرت ﷺ نے عبدالرحمن کو حکم کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم کی طرف نکلے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا اور یہ کہ سراقہ حضرت ﷺ سے عقبہ میں ملا اس حال میں کہ حضرت ﷺ کنکر مارتے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا یہ فعل یعنی فحش کرنا حج کا ساتھ عمرے کے خاص آپ ﷺ ہی کے لیے ہے یعنی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلٌ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَذِي غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلَى قَدَمٍ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَذِي فَقَالَ أَهَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَقْصِرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَذِي فَقَالُوا نَنْطَلِقُ إِلَى مَنَى وَذَكَرَ أَحَدُنَا يَقْطُرُ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَذِي لَأَحَلَلْتُ وَأَنَّ عَائِشَةَ حَاصَتْ فَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطْفُ بِالْبَيْتِ قَالَ فَلَمَّا طَهَرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنْطَلِقُونَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّعِيمِ فَأَعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحِجَّةِ وَأَنَّ سَرَاقَةَ بِنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيهَا فَقَالَ أَلَكُمُ هَذِهِ خَاصَّةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا بَلَّ لِلْأَبَدِ.

اس سال یا ہمیشہ کے واسطے فرمایا خاص نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے درست ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ جمہور کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ عمرہ حج کے مہینوں میں درست ہے واسطے باطل کرنے اعتقاد جاہلیت کے (کمامر غیر مودة) اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ قرآن جائز ہے یعنی عمرہ کے افعال حج میں داخل ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ جائز ہے فتح کرنا حج کا عمرے کے ساتھ اور یہ ضعیف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سیاق سوال کا اس تاویل کو قوی کرتا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ سوال اسی کا تھا اور جواب عام ہے تاکہ سب تاویلات مذکورہ کو شامل ہو۔ (فتح) اور حدیث سے ایک خبر باب کی ثابت ہے اور یہی کافی ہے واسطے مطابقت حدیث کی باب سے۔

بَابُ الْإِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَذِي حج کے بعد ایام حج میں بغیر قربانی کے عمرہ کرنے کا بیان **فائدہ:** گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ جو کہتا ہے کہ حج کے مہینے میں شوال اور ذیقعدہ اور ذوالحجہ ہے تو اس کے قول سے لازم یہ ہے کہ مراد کامل اور پورے مہینے ہیں یعنی شوال بھی سارا اور ذیقعدہ بھی سارا اور ذوالحجہ بھی سارا مراد ہے جیسا کہ منقول ہے ایک روایت میں مالک رحمہ اللہ سے اور شافعی سے بھی اور جو مطلق کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینوں میں جیسا کہ ابن عبدالبر نے اس میں اتفاق نقل کیا ہے سو کہا کہ علماء کے درمیان اختلاف نہیں اس میں کہ آیت فمن تمتع بالعمرة والحج میں مراد تمتع سے عمرہ کرنا ہے حج کے مہینوں میں پہلے حج سے اور یہ کہ جو حج کے بعد ذوالحجہ میں عمرے کا احرام باندھے تو اس پر قربانی ہے اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے اس کے خلاف پر لیکن جو کہتا ہے کہ ذوالحجہ سارا حج کے مہینوں سے ہے وہ کہتا ہے کہ تمتع وہ عمرے کا احرام ہے حج کے مہینوں میں پہلے حج سے سو یہ بات ان کو لازم نہیں آتی۔ (فتح)

۱۶۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِقِينَ لِإِلَهَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهْلَ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهْلَ بِحِجَّةٍ فَلْيُهْلْ وَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ ۱۶۶۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ذوالحجہ کا چاند قریب چڑھنے کے تھا اس واسطے کہ پچیسویں ذوالقعدہ کو مدینے سے روانہ ہوئے اور یہ قریب ہے چاند ذوالحجہ کے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے چاہے کہ عمرے کا احرام باندھے تو چاہیے کہ عمرے کا احرام باندھے اور جو تم میں سے چاہے کہ حج کا احرام باندھے تو چاہیے کہ حج کا احرام باندھے اور اگر میں قربانی ساتھ نہ لاتا تو البتہ عمرے کا احرام باندھتا سو ان میں سے

بعض نے تو عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور تھی میں ان لوگوں سے جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا سو مجھ کو مکے میں داخل ہونے سے پہلے حیض ہوا سو مجھ کو عرفہ کے دن نے پایا اس حال میں کہ میں حائض تھی سو میں نے حضرت ﷺ کی طرف شکایت کی سو فرمایا کہ اپنا عمرہ چھوڑ دے اور اپنا سر کھول ڈال اور کنگی کر اور حج کا احرام باندھ سو میں نے یہ کام کیا سو جب محصب کی رات ہوئی تو حضرت ﷺ نے عبدالرحمن کو میرے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا سو اس نے مجھ کو اپنے پیچھے سوار کیا سو میں نے عمرے کا احرام باندھا بدلے اپنے عمرے کے کہ اس کی پہلے نیت کی تھی سو اللہ نے اس کو حج اور عمرہ ادا کروایا اور نہ تھی کسی چیز میں اس سے ہدیٰ اور نہ صدقہ اور نہ روزہ۔

لَأَهْلَتْ بِعُمْرَةٍ لِمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَ بِحَجَّةٍ وَكَتَبْتُ مِنْ أَهْلِ بَعْمُرَةٍ فَحَضْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْخَلَ مَكَّةَ فَأَذْرَكْنِي يَوْمَ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَّوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتِكَ وَانْقِضِي رَأْسِكَ وَامْتَشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَضْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَزْدَلَهَا فَأَهْلَتْ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللَّهُ حَاجَتَهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ لِي شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ هَذَا وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا نَحْصُومٌ

فائدہ: مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ عمرہ ہے جو حج سے علیحدہ ہو عیاض وغیرہ نے کہا کہ صواب مختلف روایتوں کے جمع کرنے میں یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا جیسا کہ قاسم وغیرہ کی روایت سے ظاہر ہے پھر اس کو عمرے کی طرف فسخ کیا جیسا کہ اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے فسخ کیا اور اس پر عروہ کا ذکر ملتا ہے پھر جب ان کو حیض آیا اور حیض کی وجہ سے عمرے سے حلال ہونا مشکل ہوا اور حج کی طرف نکلنے کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے حج کو عمرے پر داخل کیا اور قارنہ ہوئیں اور اس پر قائم رہیں یہاں تک کہ حلال ہوئیں اور اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا طائوس کی روایت میں نزدیک مسلم کے کہ تیرا طواف تجھ کو حج اور عمرے کے لیے کافی ہے اور یہ جو حضرت ﷺ نے اس کو کہا کہ یہ عمرہ تیرا ہے بدلے عمرے تیرے کے تو مراد اس سے وہ عمرہ ہے جو اس کے غیر کے لیے اس سے مکے میں حلال ہونا حاصل ہوا پھر الگ سے حج کا احرام باندھا اور بنا برا سکے پس عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے دو عمرے ہوئے اور اسی طرح ذوقل عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ لوگ حج اور عمرے کے ساتھ پھریں گے اور میں صرف حج کے ساتھ پھروں گی تو اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ جدا حج اور جدا عمرے کے ساتھ پھریں گے اور یہ جو راوی نے کہا کہ نہ تھی اس میں ہدیٰ اور نہ صدقہ وغیرہ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ تھے بیچ ترک کرنے اس کے کہ پہلے عمرے کے اعمال کو اور درج کرنے اس کے کہ حج میں ہدیٰ وغیرہ اور نہ اس عمرے میں کہ تنعیم سے کیا اور یہ تاویل اچھی ہے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلَى قَدْرِ النَّصَبِ

۱۶۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنَسَكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنَسَكٍ فَقِيلَ لَهَا أَنْظِرِي فَإِذَا طَهَرْتَ فَأَخْرَجَنِي إِلَى التَّعِيمِ فَأَهْلَيْتُ ثُمَّ اتَيْنَا بِمَكَانٍ كَذَا وَلَكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَفَقَتِكَ أَوْ نَصَبِكَ.

عمرے کا ثواب بقدر مشقت کے ہے
۱۶۶۲۔ قاسم رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرتے ہیں لوگ ساتھ دو عبادتوں کے اور میں پھرتی ہوں ساتھ ایک عبادت کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ انتظار کر سو جب تو حیض سے پاک ہو تو معیم کی طرف جا اور عمرے کا احرام باندھ پھر آمارے پاس فلاں فلاں جگہ میں لیکن ثواب اس کا بقدر مشقت کے ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے دلیل پکڑی گئی ہے اس پر کہ جو کئے میں ہو اس کو حل کے قریب طرف سے عمرے کا احرام باندھنا کمتر ہے ثواب میں اس کے بعید طرف سے عمرہ کرنے سے اور یہی ظاہر ہے حدیث باب سے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا افضل جگہوں حل کا واسطے عمرے کے بھر انہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے احرام باندھا پھر معیم ہے اور جب ان دونوں جگہوں سے دور ہو یہاں تک کہ اس کے سفر کا اکثر ہو تو وہ بہت اچھا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جتنا دور ہو اتنا ہی زیادہ ثواب ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ افضل جگہوں حل کے واسطے عمرے کے معیم ہے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا اور حنبلیہ کا لیکن معیم کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور معیم اپنی مساوی جگہ سے افضل ہے اس جگہ سے افضل نہیں جو اس سے بعید ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُعْتَمِرِ إِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِيهِ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ
۱۶۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهْلَيْنِ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرْمِ الْحَجِّ فَزَلْنَا سَرَفَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِي فَأَحَبُّ أَنْ يَجْعَلَهَا

جب عمرے والا عمرے کا طواف کرے پھر کئے سے نکلے تو کیا وہ طواف اس کو طواف وداع سے کافی ہے یا نہیں
۱۶۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اس حال میں کہ ہم حج کا احرام باندھنے والے تھے حج کے مہینوں میں اور جگہوں اور وقتوں میں کہ حج کے واسطے مقرر ہیں سو ہم سرف (ایک جگہ کا نام ہے پاس کے کے) میں اترے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور حج کو عمرہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ کرے اور جس کے ساتھ قربانی ہو تو وہ اس کو عمرہ

عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدًى فَلَا
وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرَجَالَ مِنْ أَصْحَابِهِ ذُو قُوَّةٍ الْهَدًى
فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةً فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا
يُبْكِيكَ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُولُ لِأَصْحَابِكَ مَا
قُلْتُ فَمِنَعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قُلْتُ
لَا أَصَلِّي قَالَ فَلَا يَصْرُكَ أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ
آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكَ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فَكُونِي
فِي حَاجَتِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْزُقَكِيهَا قَالَتْ
فَكُنْتُ حَتَّى نَفَرْنَا مِنْ مِثْنَى فَتَزَلْنَا
الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ
اخْرُجْ بِأَخِيكَ الْحَرَمَ فَلْتَهْلِ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ
افْرَاغَا مِنْ طَوَافِكُمَا أَنْتَظِرْكُمَا هَاهُنَا فَأَتَيْنَا
فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ فَرَعْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ
فَنَادَى بِالرَّجُلِ فِي أَصْحَابِهِ فَارْتَحَلَ
النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَاةِ
الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ

نہ گردانے اور حضرت ﷺ کے ساتھ اور آپ کے بعض
اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جو قوت رکھتے تھے قربانی کی سوان کے
واسطے عمرہ نہ ہوا سو حضرت رضی اللہ عنہم میرے پاس تشریف لائے
اس حال میں کہ میں روتی تھی سو فرمایا کہ کیا چیز تجھ کو رولاتی
ہے میں نے کہا کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہم سے سنا جو آپ رضی اللہ عنہم
نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا سو میں عمرے سے منع ہوئی
فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا میں نے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتی
ہوں یعنی مجھ کو حیض ہوا سو فرمایا کہ حیض تجھ کو کچھ ضرر نہیں دیتا
کہ تو آدم کی بیٹیوں میں سے ہے اللہ نے تجھ پر ٹھہرا دیا جو
ان پر ٹھہرایا ہے اور تو اپنے حج کے احرام پر قائم رہ عنقریب
ہے کہ اللہ تجھ کو عمرہ کی توفیق دے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں
منتظر تھی یہاں تک کہ ہم نے منیٰ سے کوچ کیا اور محصب میں
اترے سو حضرت رضی اللہ عنہم نے عبدالرحمن کو بلایا اور فرمایا کہ اپنی
بہن کو حرم سے باہر لے جا سو چاہیے کہ عمرے کا احرام
باندھے پھر تم اپنے طواف سے فارغ ہو کہ میں یہاں تمہارا
انتظار کرتا ہوں سو ہم رات کے درمیان آئے سو فرمایا کہ تم
عمرے سے فارغ ہو چکے میں نے کہا ہاں سو آپ رضی اللہ عنہم نے
اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کوچ کی آواز دی سو لوگوں نے کوچ کیا
اور جس نے کہ طواف وداغ کیا تھا صبح سے پہلے پھر مدینہ کی
طرف متوجہ ہو کر نکلے۔

فائدہ: شاید مراد لوگوں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے طواف وداغ نہ کیا تھا وہ فیہ المطابۃ للترجمۃ لیکن جواب یہ ہے
کہ حدیث میں تحریف ہے اور من طاف بالبيت کے بدلے ثم طاف بالبيت ہے یعنی خانے کعبے کا طواف کیا اس
سے معلوم ہوا کہ طواف عمرے کا طواف وداغ سے کافی نہیں۔ (فتح)

جو اعمال حج میں کیے جاتے ہیں سو عمرے میں
کیے جاتے ہیں

بَابُ يُفْعَلُ فِي الْعُمْرَةِ مَا يُفْعَلُ فِي
الْحَجِّ

فائدہ: یعنی ترک اعمال سے نہ فعلوں سے یا بعض افعال سے نہ کل اور اول ارجح ہے۔ (فتح)

۱۶۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ يَعْنِي عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلْقِ أَوْ قَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّ بِشَرِّ وَوَدِدْتُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَقَالَ عُمَرُ تَعَالَى أَيْسُرُكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ قُلْتُ نَعَمْ لَوْ فَفَرَّغَ طَرَفَ الثُّوبِ فَفَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهْ غَطِيطٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ فَلَمَّا سَرَى عَنْهُ قَالَ آيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرُ الْخَلْقِ عَنْكَ وَأَتَّقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجَّتِكَ.

۱۶۶۳۔ یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ بھرانہ میں تھے اور اس پر کرتہ تھا اور اس پر اثر زرد رنگ کی خوشبو کا تھا سو اس نے کہا کہ آپ ﷺ مجھ کو کس طرح حکم کرتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کس طرح کروں سو اللہ نے حضرت پر وحی اتاری سو حضرت ﷺ کو کپڑے سے ڈھانکا گیا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ حضرت ﷺ کو دیکھوں اس حال میں کہ آپ پر وحی نازل ہو سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے یہ کہ تو حضرت ﷺ کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھے میں نے کہا ہاں مجھ کو خوش لگتا ہے سو اس نے کپڑے کا کنارہ اٹھایا سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے لیے خراٹے تھے مانند آواز اونٹ کی سو جب حضرت ﷺ سے وہ حالت دور ہوئی تو فرمایا کہ کہاں ہے عمرے کا پوچھنے والا اپنے بدن سے کرتہ اتار ڈال اور خوشبو کا نشان دھو ڈال اور زرد رنگ سے پرہیز کر اور جس طرح کہ تو اپنے حج میں کرتا ہے اپنے عمرے میں کر۔

فائدہ: اس وقت حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری تھی کہ تمام کروج اور عمرے کو واسطے اللہ کے اور وجہ دلالت کی مطلوب پر عموم امر ہے ساتھ اتمام کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے سب بیعتوں اور صفتوں کو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرے کا ایک حکم ہے جو حج میں کرتا ہے سو عمرے میں کرے اور جس چیز سے کہ حج کے احرام میں پرہیز کرنا لازم ہے اس سے عمرے کے احرام میں بھی پرہیز کرنا لازم ہے و فیہ المطابۃ للترجمۃ اور عمرے کے اعمال چار ہیں احرام اور طواف اور سعی اور طلق یا قصر۔ (فتح وغیرہ)

۱۶۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ابن بطلان نے کہا کہ نہیں جانتا میں خلاف درمیان اماموں کے فتوؤں میں کہ عمرے والا نہیں حلال ہوتا احرام سے یہاں تک کہ وہ طواف کرے اور سعی کرے مگر وہ

چیز کہ جدا ہو ساتھ اس کے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمرے والا طواف سے حلال ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے اسحاق بن راہویہ کا اور بعض اہل علم سے منقول ہے کہ بعض لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ جب عمرے والا حرم میں داخل ہو تو حلال ہو جاتا ہے اگرچہ نہ طواف کرے اور نہ سعی کرے اور جائز ہے یہ کہ کرے ہر وہ چیز کہ حرام ہے محرم پر اور ہوگا طواف اور سعی بیچ حق اس کے کے مانند رمی اور بیعت کے حاجی کے حق میں اور یہ مذہب شاذ اور مخالف ہے آئمہ دین کے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوا عُمْرَةً وَيَطُوفُوا
ثُمَّ يَقْصِرُوا وَيَحِلُّوا.
اور عطاء رضی اللہ عنہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ
حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو حکم کیا یہ کہ حج
کو عمرہ گردانے اور طواف کریں اور پھر بال کتروائیں
اور حلال ہو جائیں۔

فائدہ: اس حدیث سے مراد عام ہے جو طواف اور سعی دونوں کو شامل ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ سے معلوم ہوتا ہے اور نیز یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں سعی کا ذکر موجود ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۶۶۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
جَرِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
أَوْفَى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ
طَافَ وَطَفْنَا مَعَهُ وَآتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ
وَآتَيْنَاهَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ
يَرْمِيَهُ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُ لَبِي أَكَانَ
دَخَلَ الْكُعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ فَحَدَّثَنَا مَا قَالَ
لِعَدِيْجَةَ قَالَ بَشِّرُوا عَدِيْجَةَ بَبَيْتٍ مِنَ
الْحَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَحْبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.
۱۶۶۶۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے عمرہ کیا یعنی عمرہ قضاء اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ
عمرہ کیا سو جب حضرت ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو
آپ ﷺ نے طواف کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ
طواف کیا پھر حضرت ﷺ صفا اور مروہ میں آئے اور دونوں
کے درمیان سعی کی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سعی کی
اور ہم آپ ﷺ کو اہل مکہ سے چھپاتے تھے کہ مبادا کوئی
آپ ﷺ کو ایذا دے اسمعیل کہتا ہے کہ میرے ایک یار
نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ کعبے میں داخل
ہوئے تھے اس نے کہا کہ نہیں اس کا یار کہتا ہے کہ ہم نے کہا
کہ بیان کر ہم سے وہ چیز کہ آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے
حق میں کہی فرمایا خوشی سناؤ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ گھر موتیوں
کے بہشت میں کہ اس میں نہ شور وغل ہے اور نہ کوئی رنج۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کہ محرم عمرہ بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال نہیں ہوتا۔ و فیہ

المطابقة للترجمة

۱۶۶۷۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرُو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطْفُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَاتِي أَمْرًا فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَمْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَا يَفْرَقُ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۱۶۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مَنِخٌ فَقَالَ أَحْبَبْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بَمَا أَهْلَلْتُ قُلْتُ لَتَيْكَ بِأَهْلَالٍ كَأَهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتَ طُفَّ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَلَقْتُ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ

۱۶۶۷۔ عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنے عمرے میں طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو کیا اس کو اپنی عورت سے صحبت کرنی درست ہے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ کے میں آئے سو خانے کعبے کے گرد سات مرتبہ گھومے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا مروہ کے درمیان سات بار سعی کی اور تمہارے لیے اس کے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ عمرو نے کہا کہ ہم نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا سو اس نے کہا کہ عورت سے نزدیک نہ ہو یہاں تک کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے۔

۱۶۶۸۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس بطحا میں آیا اس حال میں کہ حضرت ﷺ نے اونٹ کو بٹھایا تھا یعنی وہاں اترے ہوئے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے احرام حج کا باندھا اس نے کہا ہاں فرمایا کہ تو نے کس چیز کا احرام باندھا اس نے کہا کہ میں نے احرام باندھا مانند احرام حضرت ﷺ کے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا خانہ کعبہ کا طواف کر اور صفا مروہ کی سعی کر پھر حلال ہو جا سو میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور پھر میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھا سو میں فتویٰ دیا کرتا تھا ساتھ اس کے

یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم قرآن کو لیں تو بے شک وہ ہم کو تمام کرنے کا حکم کرتا ہے یعنی احرام سے حلال ہو یہاں تک کہ تمام کروچ کو جیسے کہ آیت و اتموا الحج میں واقع ہوا ہے اور اگر ہم حضرت ﷺ کے قول کو لیں تو بے شک حضرت ﷺ نہیں حلال ہوئے یہاں تک کہ ہدی اپنی جگہ کو پہنچے یعنی منیٰ میں۔

فائدہ: یہ حدیث باب الذبح قبل الرمی میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرے والے کو بدون طواف اور سعی کے احرام سے حلال ہونا درست نہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة

۱۶۶۹۔ ابو اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق مولا اسماء دختر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ وہ اسماء سے سنتا تھا کہ جب وہ حجون (ایک پہاڑ کا نام ہے مکہ میں کہ اس جگہ مکہ کا قبرستان ہے کہ اس کو مقبرہ معلیٰ کہتے ہیں) میں گزرتیں تھیں تو کہتی تھیں کہ اللہ حضرت ﷺ پر رحم کرے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ اس جگہ اترے اور ہم اس دن سبکسار تھے ہماری سواریاں کم تھیں اور ہمارے توشے بھی کم تھے سو عمرہ کیا میں نے اور میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور زبیر نے اور فلاں فلاں نے یعنی بعد فحج کرنے حج کے ساتھ عمرے کے سو جب ہم نے کعبے کا طواف کیا تو ہم احرام سے حلال ہوئے یعنی بعد سعی کے پھر زوال کے بعد ہم نے حج کا احرام

باندھا۔

بِالْحَجِّ فَكَنتُ أَلْتَمِ بِهٖ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ إِنْ أَخَذْنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّامِّ وَإِنْ أَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ

۱۶۶۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُو عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ أَسْمَاءَ تَقُولُ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُّونِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هَاهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِيلٌ ظَهَرْنَا قَلِيلَةً أَزْوَادُنَا فَأَعْمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِي عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحَلَّلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعِشِيِّ بِالْحَجِّ.

فائدہ: عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ لفظ مسح کے معنی طواف اور سعی دونوں کے ہوں لیکن اختصار کے واسطے سعی حذف کی گئی واسطے اس کے کہ تھے معلق ساتھ طواف کے اور کہا کہ اس حدیث میں حجت نہیں واسطے اس شخص کے کہ نہیں واجب کرتا سعی کہ اس واسطے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ یہ واقعہ جتہ الوداع میں تھا اور دوسرے طریق میں مفسر آپکا ہے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ طواف کیا اور سعی کی پس یہ مجمل محمول ہے مبنیٰ پر اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی طواف اور سعی کے بعد بال کترانے سے پہلے جماع کرے تو اس کو کیا حکم ہے پس اکثر علماء

کا تو یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اس پر ہدی اور عطاء نے کہا کہ اس پر کوئی چیز نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا عمرہ فاسد ہو جاتا ہے اور واجب ہے اس پر گزرتا فاسد میں اور لازم ہے اس پر قضاء اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے طبری نے اس پر کہ جو بال نہ کتروائے یہاں تک کہ حرم سے نکلے تو اس پر کوئی چیز نہیں بخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس پر دم ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ أَوْ
الْعُمْرَةِ أَوْ الْغَزْوِ

جب کوئی حج اور عمرے اور جنگ سے پھرے تو
کیا کہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ وہ ترجمے بیان کیے ہیں جو متعلق ہیں ساتھ آداب رجوع سفر کے واسطے متعلق ہونے اس کے ساتھ حاجی اور معتمر کے اور یہ معتمر افاقی (دوسرے علاقوں سے آنے والے) کے حق میں۔

۱۶۷۰۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کسی جنگ یا حج یا عمرے سے لوٹتے تھے تو ہر بلند زمین پر تین تین بار اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے تھے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے تو بھی بندگی سجدہ کرنے والے اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی یعنی حضرت ﷺ کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تھا اسی نے جنگ خندق میں کہ عرب کے سب کفار نے ہجوم کر کے مدینے کو گھیر لیا تھا اللہ نے آندھی بھیجی اس نے سب کو بھگا دیا۔

۱۶۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ
حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ
الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيَبُونَ
تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ
صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ
الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی سفر طاعت یا مباح سے پھرے تو مستحب ہے کہ کلمات پڑھے۔ و فیہ

المطابقة للترجمة

حج کے واسطے مکے میں آنے والوں کی پیشوائی کرنے کا
بیان یعنی جائز ہے اور ایک جانور پر تین شخصوں کے
سوار ہونے کا بیان۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِينَ وَالثَّلَاثَةِ
عَلَى الدَّابَّةِ

فائدہ: اس باب میں دو حکم ہیں۔

۱۶۷۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو عبدالمطلب کی اولاد کے لڑکوں نے آپ ﷺ کی پیشوائی کی سو حضرت ﷺ نے ایک کو اپنے آگے بٹھایا اور ایک کو اپنے پیچھے۔

۱۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أَعْيَلَةُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ.

فائدہ: دلالت حدیث کی دوسرے حکم پر ظاہر ہے یعنی معلوم ہوا کہ تین شخصوں کو ایک جانور پر سوار ہونا درست ہے اور دوسرا حکم حدیث سے بطریق عموم کے ثابت ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا آنا عام ہے اس سے کہ ہو حج میں یا عمرے میں یا جنگ میں اور باب میں حج سے پھر آنے والے کے واسطے پیشوائی کرنے کا بیان ہے اور حدیث میں حج کے واسطے آنے والے کا بیان ہے لیکن ان میں مخالف نہیں اس واسطے کہ باعتبار معنی کے دونوں متفق ہیں۔ (فتح)

مسافر کا دن کو اپنے گھر کو آنا

بَابُ الْقُدُومِ بِالْعُدَاةِ

۱۶۷۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مکے کی طرف نکلتے تھے تو صبح کی نماز درخت والی مسجد میں پڑھتے تھے جو کہ ذوالحلیفہ میں ہے اور جب سفر سے پھرتے تھے تو ذوالحلیفہ میں نالے کے اندر نماز پڑھتے تھے اور اس جگہ رات رہتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے پھر صبح کو مدینے میں داخل ہوتے تھے۔

۱۶۷۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَبَّاجِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بَيْطِنِ الْوَادِي وَبَاتَ حَتَّى يُصْبَحَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سفر سے پھرے تو مستحب ہے کہ دن کو گھر میں داخل ہو۔ وفیہ المطابقة للترجمة

رات کو گھر میں آنے کا بیان

بَابُ الدُّخُولِ بِالْعِشِيِّ

فائدہ: یعنی مغرب سے عشاء تک اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ پہلے باب میں دن کو گھر میں آنا متعین نہیں بلکہ مغرب کے بعد بھی عشاء تک درست ہے اور منع تو صرف رات کو گھر آنا ہے اور علت اس کی یہ ہے تاکہ کنگھی کرے غبار آلودہ بالوں والی۔ (فتح)

۱۶۷۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو دستور تھا کہ جب حضرت ﷺ سفر سے پھرتے تو رات کو گھر میں نہ آتے تھے مگر صبح کو یا ابتدائات میں۔

۱۶۷۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ كَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غَدَوَةً أَوْ عَشِيَّةً.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کے لیے دن کو گھر میں آنا متعین نہیں ہے بلکہ مغرب کے بعد عشاء تک

بھی گھر میں آنا درست ہے۔ وفيه مطابقة للترجمة
بَابُ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

جب کوئی مسافر مدینہ کے بعد اپنے شہر میں آئے تو رات کو اپنے گھر کو نہ آئے یعنی جس کے آنے کی خبر نہ پہنچی ہو۔

۱۶۷۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے اس سے کہ کوئی مسافر رات کو اپنے گھر میں داخل ہو۔

۱۶۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَطْرُقَ أَهْلَهُ لَيْلًا.

جب کوئی مسافر مدینہ میں پہنچے تو اپنی اونٹنی کو جلدی چلائے

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ نَاقَتَهُ إِذَا بَلَغَ الْمَدِينَةَ

۱۶۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ سفر سے آتے تھے اور مدینہ کی بلند راہیں دیکھتے تھے تو اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کے سوا کوئی اور جانور ہوتا تھا تو اس کو ہلاتے تھے۔

۱۶۷۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَأَبْصَرَ دَرَجاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ نَاقَتَهُ وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَكَهَا.

اس روایت میں یہ لفظ واقع ہوا ہے جدراۃ المدینہ یعنی جب مدینہ کی دیواریں دیکھتے تھے اور اس میں یہ لفظ بھی زیادہ ہے کہ سواری کو مدینہ کی محبت سے تیز کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَأَى الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَرَكَهَا مِنْ حُجَّهَا حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

جَدَرَاتٍ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عَمِيرٍ.

فائدہ: اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت مدینے کے اور اوپر مشروع ہونے جب وطن کے اور اس طرف رجوع کرنے کے۔ (فتح)

اس آیت کے نزول کا بیان کہ آؤ اپنے گھروں کو ان کے دروازوں سے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾

۱۶۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَبِئْسَ مَا كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوا فَجَاءُوا وَلَمْ يَدْخُلُوا مِنْ قَبْلِ أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ وَلَكِنْ مِنْ ظُهُورِهَا فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قَبْلِ بَابِهِ فَكَانَتْهُ عُبْرٌ بِذَلِكَ فَزَلَّتْ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اتَّقَى وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾.

۱۶۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سَمِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ فَلْيَعِجِلْ إِلَى أَهْلِهِ.

فائدہ: اس حدیث سے اس آیت کا شان نزول معلوم ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب احرام باندھتے تھے تو ان کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوتی تھی یعنی گھروں کے دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے تاکہ دروازہ ان کے اور آسمان کے درمیان حائل نہ ہو۔

بَابُ السَّفَرِ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ

باب ہے اس بیان میں کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے ۱۶۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے کہ باز رکھتا ہے تمہارے ایک کو کھانے اور پینے سے اور نیند سے پھر جب کوئی اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی سے اپنے گھروں کے پاس آئے کہ سب خوشی کا ہے اور خلاص ہونا ہے رنج انتظار سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے ضرر سفر کرنا مکروہ ہے کہ اس میں سراسر تکلیف اور مشقت ہے اور مستحب

ہے جلدی پھر آنا خاص کر وہ لوگ کہ غیب میں ان کے ضائع ہونے کا خوف ہو اور اس واسطے کہ اپنی بیوی اور بال بچوں میں رہنے میں راحت ہے جو مدد کرنے والی ہے اوپر صلاح دین اور دنیا کے اور نیز حاصل ہوتی ہے اس میں نماز ساتھ جماعت کے اور قوت عبادت کی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ سفر میں صحت ہے سو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا نہ ہو اس واسطے کہ اس میں صحت باعتبار ریاضت کے ہے اور عذاب کا ٹکڑا باعتبار مشقت اور تکلیف کے ہے جو سفر میں لاحق ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُسَافِرِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ يُعَجِّلُ
إِلَى أَهْلِهِ
جب مسافر کو چلنا کوشش میں لائے یعنی جلد چلے اور
اپنے گھر کی طرف جلدی کرے یعنی جلد چلنا مقصود ہو تو
کیا کرے؟

فائدہ: بعض نسخوں میں تعجل سے پہلے وا نہیں اور اذا کا جواب تعجل ہے۔

۱۶۷۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ
بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِطَرِيقِ مَكَّةَ
فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةَ وَجَعٍ
فَاسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى كَانَ بَعْدَ غُرُوبِ
الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ
جَمَعَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ
آخَرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۱۶۷۸- اسلم بن سعید سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی راہ میں تھا سو اس کو صفیہ بنت ابی عبیدہ نے سخت بیماری کی خبر پہنچی سو وہ چلے انہوں نے چلنے میں جلدی کی یہاں تک کہ جب سرخی ڈوب گئی تو اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی پھر کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کو چلنا کوشش میں لاتا تھا تو مغرب کو تاخیر کرتے تھے اور دونوں کو ملا کر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مسافر جلد چلے تو اس کو دو نمازوں کا ملا کر پڑھنا درست ہے۔ وفيہ المطابقة للترجمة۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ابوابُ الْمُحْصَرِّ وَجَزَاءِ الصَّيْدِ باب ہے بیچ بیان روکنے محرم کے بیچ بدلے شکار کے کہ محرم اس کو کرے

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَإِنْ أَحْصَرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُؤُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ﴾ اور بیان مراد اس آیت کے کہ پھر اگر تم روکے جاؤ تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور نہ منڈواؤ سراسر اپنے جب تک کہ پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر۔
اور عطاء نے کہا کہ روکنا ہر چیز سے ہے کہ اس کو روکے یعنی روکنا دشمن کے ساتھ خاص نہیں

فائدہ: اگر کوئی حج یا عمرے کا احرام باندھ کر مکے کو چلے اور راہ میں دشمن یا بیماری یا کسی اور چیز کے سبب سے روکا جائے اور مکے میں نہ پہنچ سکے تو وہ قربانی یعنی ایک بکری مکہ میں بھیجے کہ نحر کے دن اس کی طرف سے حرم میں ذبح کی جائے اور عطاء کے اس قول میں اشارہ ہے اس طرف کہ احصار عام ہے ہر چیز سے محرم رک سکتا ہے اور اس مسئلے میں اصحاب رحمہم کو اختلاف ہے کہ اکثر کا تو یہ مذہب ہے کہ احصار ہر روکنے والی چیز سے ہے کہ روکا جائے حاجی ساتھ اس کے دشمن سے ہو یا بیماری سے یا کسی اور چیز سے یہاں تک کہ ایک شخص سانپ سے کاٹا گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا کہ وہ محصر ہے اور غنخی اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ کہ حصر ٹوٹ جانا ہے کسی عضو کا اور بیماری ہے اور خوف ہے یعنی ہر چیز سے احصار کو حکم ثابت ہو جاتا ہے خواہ بیمار ہو یا کچھ اور ان کی دلیل حجاج کی حدیث ہے اور وہ چیز ہے اس کو ہم اس باب کے اخیر میں ذکر کریں گے اور اثر عطاء کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عطاء کے قول کے مطابق حدیث آئی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ واجب ہے اس پر ذبح کرنا اس چیز کا کہ میسر ہو قربانی سے پھر اگر وہ حج اسلام ہو تو واجب ہے اس پر قضاء اس کی اور اگر فرض حج کے ادا کے بعد ہو تو اس پر قضاء نہیں اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ نہیں احصار مگر ساتھ دشمن کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے کہ نہیں ہے روکنا مگر

جس کو دشمن روکے پس عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے اور نہیں واجب ہے اس پر حج اور نہ عمرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو بیماری کے سبب سے خانے کعبے سے روکا جائے تو وہ احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا کہ نہیں روکنا مگر بہ سبب دشمن کے یعنی پس بیمار ان کے نزدیک باقی رہتا ہے اپنے احرام پر اور اگر عذر جاتا رہے اور حج فوت ہو تو عمرہ کر کے احرام سے حلال ہو جائے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ نے حج اور عمرے کے تمام کرنے کا حکم فرمایا ہے اور محصر کو حلال ہونے کی رخصت دی اور آیت دشمن کے روکنے میں نازل ہوئی پس ہم رخصت کو اس کی جگہ سے آگے نہیں بڑھاتے اور اس باب میں ایک تیسرا قول بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ نہیں روکنا بعد حضرت ﷺ کے اور اہل کوفہ وغیرہ کے حجت استدلال کرنا ہے ساتھ عموم آیت کے فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ الْآيَةِ۔ (فتح)

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حُصُورًا لَا يَأْتِي
النِّسَاءَ
امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ لفظ حصور کے معنی جو قرآن
میں واقع ہوا ہے یہ ہیں کہ عورتوں سے صحبت نہ کرے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے گویا اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مادہ دونوں کا ایک ہے اور ان کے معنی کے درمیان
جامع منع ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ
جب عمرے کے احرام والا روکا جائے تو اس
کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ روکنے کے ساتھ حلال ہونا خاص ہے ساتھ حاجی کے بخلاف عمرہ کرنے والے کے کہ وہ احصار سے حلال نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے اس واسطے کہ تمام سال عمرے کا وقت ہے پس اس کے فوت ہونے کا خوف نہیں بخلاف حج کے اور یہ محکم ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو کہ ابو قلابہ سے روایت ہے کہ میں عمرے کے واسطے نکلا سو میں اپنی سواری سے گر پڑا اور میرا پاؤں ٹوٹ گیا سو میں نے ایک آدمی کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا سو انہوں نے کہا کہ عمرے کے لیے حج کی طرح کوئی وقت معین نہیں اپنے احرام پر باقی رہے یہاں تک کہ خانے کعبے کا طواف کرے۔ (فتح)

۱۶۷۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ فتنے (حجاج) میں عمرہ کے لیے مکہ کو نکلا تو کہا کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو کریں گے ہم جیسا کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ کیا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرے کا احرام باندھا اس واسطے کہ حدیبیہ

۱۶۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا جِئَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا لِي
الْفِتْنَةِ قَالَ إِنْ صُدِّدْتُ عَنِ الْمَبِيتِ صَنَعْتُ

کے سال آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا تھا یعنی اگر میں خانے کعبے کے طواف سے روکا گیا تو میں عمرے کا احرام باندھوں گا اور عمرے سے حلال ہو جاؤں گا جیسا کہ حضرت ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور اس سے حلال ہوئے۔

فائدہ: پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف حج کا احرام باندھا پھر اس کے ساتھ عمرے کا احرام بھی باندھ لیا پس ہو گئے قارن۔

۱۶۸۰۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ اور سالم دونوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کلام کیا ان دنوں میں کہ حجاج کو لشکر ابن زبیر کی لڑائی کے واسطے مکہ میں اترا تھا اور انہوں نے کہا کہ تجھ کو اس سال نہ حج کرنے میں کچھ ضرر نہیں کہ ہم ڈرتے ہیں اس سال کہ حائل ہو کوئی چیز درمیان تیرے اور درمیان خانے کعبے کے یعنی تم کے میں داخل نہ ہو سکے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یعنی عمرے کے لیے سو کفار قریش کعبے کے درمیان رکاوٹ بنے یعنی حضرت ﷺ کو مکہ میں آنے سے روکا سو حضرت ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈوایا یعنی اگر میں روکا گیا تو میں بھی اسی طرح کروں گا اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کیا اگر اللہ نے چاہا تو میں جاؤں گا سو اگر میرے اور خانے کعبے کے درمیان راہ خالی ہوئی تو میں کعبے کا طواف کروں گا اور اگر میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز مانع ہوئی تو میں کروں گا جس طرح حضرت ﷺ نے کیا اور میں آپ کے ساتھ تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ذوالحلیفہ سے عمرے کا احرام باندھا پھر ایک گھڑی چلے پھر کہا کہ حج اور عمرے کا حال تو ایک ہی ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج کو اپنے عمرے کے ساتھ واجب کیا سو حج

كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْلَ بَعْمَرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهْلَ بَعْمَرَةٍ عَامَ الْحَدِيثَةِ.

۱۶۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَيَالِي نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا لَا يَصْرُكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَتَحَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِيهِ وَحَلَّقَ رَأْسَهُ وَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْعُمْرَةَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْتَلِقُ فَإِنْ خَلَى بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَهْلَ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتَّى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى وَكَانَ

يَقُولُ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوفَ طَوَافًا وَاحِدًا اور عمرے سے حلال نہ ہوئے یہاں تک کہ قربانی کے دن حلال ہوئے اور قربانی ذبح کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ محرم احرام سے حلال نہیں ہوتا یہاں تک کہ ایک طواف کرے جس دن کہ کئے میں داخل ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک تو مراد اس سے یہ ہے کہ جائز ہے حلال ہونا ان دونوں سے ساتھ احصار کے یا حج ممکن ہونے احصار کے ان دونوں میں سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر میں اپنے عمرے سے روکا گیا تو میں اپنے حج سے روکا گیا گویا کہ اس نے پہلے دیکھا تھا کہ حج کا احصار عمرے کے احصار سے سخت ہے اس واسطے کہ اس کے اعمال بہت ہیں اور اس کا وقت دراز ہے سو اس نے عمرے کا احرام باندھا پھر معلوم کیا کہ حج کے احصار سے محرم عمرے کے ساتھ حلال ہو سکتا ہے سو کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم قیاس کرتے تھے اور اس کے ساتھ حجت پکڑتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دشمن کے سبب سے حج یا عمرے سے روکا جائے اور ان کو ادا نہ کر سکے تو اس کو جائز ہے کہ حلال ہو جائے ساتھ اس طرح کے کہ حلال ہونے کی نیت کرے اور اپنی قربانی ذبح کرے اور بال منڈوائے یا کتروائے اور یہ کہ جائز ہے داخل کرنا حج کا عمرے پر اور یہی قول جمہور کا لیکن شرط اس کی اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ عمرے کے طواف میں شروع ہونے سے پہلے ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اگر چار شرط سے پہلے ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ طواف کے تمام ہونے کے بعد اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ ابو ثور نے خلاف کیا اور کہا کہ حج کو عمرے پر داخل کرنا درست نہیں جیسا کہ عمرے کو حج پر داخل کرنا منع ہے اور یہ کہ قارن ایک طواف کرے اور یہ قارن قربانی ذبح کرے اور یہ کہ خوف ناک راہ میں جانا درست ہے جب کہ سلامتی کی امید ہو۔ (فتح)

حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتُ بِهِذَا۔

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ کے بعض بیٹوں نے اس کو کہا کہ اگر تو اس سال ٹھہرے تو بہتر ہو۔

۱۶۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَدْ أُحْصِرَ

۱۶۸۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک آپ ﷺ روکے گئے سو آپ ﷺ نے اپنا سر منڈوایا اور اپنی بیویوں سے صحبت کی اور اپنی قربانی ذبح کی یہاں تک کہ اس کے بدلے آئندہ سال کو عمرہ کیا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ
رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَاءَهُ وَنَحَرَ هَذِيهٖ حَتَّى
اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو احصار کے ساتھ حلال ہو واجب ہے اس پر قضاء اس چیز کی کہ اس سے حلال ہو یعنی حج ہو یا عمرہ اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور جمہور نے کہا کہ واجب نہیں اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلے میں دو قول ہیں وَسَيَأْتِي الْبَحْثُ فِيهِ۔

بَابُ الْإِحْصَارِ فِي الْحَجِّ۔ حج سے روکنے کا بیان۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں تو احصار عمرے سے حج واقع ہوا ہے سو علماء نے حج کو بھی اس پر قیاس کر لیا ہے اور وہ الحاق ہے ساتھ نفی قارن کے اور وہ قوی تر ہے سب قیاسوں سے میں کہتا ہوں کہ مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ساتھ اس قول کے کہ سنت نبی ﷺ تمہارے کی ہے قیاس کرنا اس شخص کا ہے جو حج سے روکا گیا اس پر جو عمرے سے روکا گیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا احصار تو عمرے سے واقع ہوا تھا اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول اس شخص کے حق میں ہو جو نہ حاصل ہو واسطے اس کے یہ اس حال میں کہ حج کرنے والا ہو۔ (فتح)

۱۶۸۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ کیا تم کو حضرت ﷺ کا طریقہ کفایت نہیں کرتا اور اگر کوئی حج سے روکا جائے یعنی وقوف عرفات سے تو خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے یعنی اگر کر سکے پھر حلال ہو ہر چیز سے کہ اس پر حرام کی تھی یہاں تک کہ آئندہ سال کو حج کرے پس قربانی ذبح کرے اور اگر قربانی نہ پائے تو روزے رکھے۔

۱۶۸۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ حُسِبَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحْجَّ عَامًا قَابِلًا لِيَهْدِيَ أَوْ يَصُومَ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَذِيًا وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ.

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شرط کرنے کے منکر تھے یعنی اگر محرم شرط کرے

یہ کہ اگر مجھ کو راہ میں مرض پیدا ہو اور کعبہ کی طرف نہ چل سکوں تو میں اس جگہ سے احرام سے باہر نکل آؤں گا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ یہ شرط درست نہیں بلکہ جہاں رک جائے تو جو اعمال عمرے کے ممکن ہوں ان کو ادا کر کے وہیں سے حلال ہو جائے اور ضباعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو فرمایا کہ حج کا احرام باندھ اور شرط کر لے یعنی کہہ کہ یا الہی میرا مکان نکلنے کا احرام سے اس جگہ ہو گا کہ روکے تو مجھ کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہم سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ شرط کرنا صحیح ہے اور نہیں ثابت ہوا انکار اس کا کسی صحابی سے مگر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور موافقت کی ہے ان کی ایک جماعت تابعین نے اور جو ان کے بعد ہیں حنفیہ اور مالکیہ سے حج اور عمرے میں شرط کرنے میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ وہ مشروع ہے پھر ظاہر یہ کہتے ہیں کہ واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول یہ ہے کہ اگر ضباعہ کی حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں گا اور جو لوگ کہ ضباعہ کی حدیث کے منکر ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضباعہ کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد روکنے والی چیز سے موت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عمرے کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

رکنے کے وقت سر منڈوانے سے پہلے قربانی کرنے کا بیان

بَابُ النَّحْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِي الْحَصْرِ

۱۶۸۳۔ مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (عمرہ حدیبیہ میں) سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کی اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم کیا۔

۱۶۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ أَنْ يَحْلُقَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذَلِكَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة ۱۶۸۳۔ نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ اور سالم نے اپنے باپ عبد اللہ سے کلام کی یعنی یہ کہ آپ اس سال حج کو نہ بجائیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عمرے کے ارادے سے نکلے سو کفار قریش کعبہ سے روکا یعنی حضرت عائشہ کو روکا سو حضرت عائشہ نے ہدی کا اونٹ ذبح

۱۶۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا أَبُو بَدْرِ شُعْبَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُمَرِيِّ قَالَ وَحَدَّثَ نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَسَلَامًا كَلَّمَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ

کیا اور اپنا سر منڈوایا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِينَ فَحَالَ
كُفَّارُ قَرْنِيشَ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محصر کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنی درست ہے و فیہ المطابقة للترجمة اور ترجمہ باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ ترتیب محصر کے ساتھ خاص ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں واجب ہے اختیار کی حالت میں اور نہیں تعرض کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر جو قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوائے سو علقہ سے روایت ہے کہ اس پر جانور ذبح کرنا آتا ہے اور مثل اس کی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ محصر پر ہدی نہیں اور یہ حدیث حجت ہے اس پر۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ کہتا ہے

محصر پر قضا نہیں

بَابُ مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ بَدَلٌ

www.KitaboSunnat.com

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قضاء تو صرف اس پر ہے جو اپنا حج جماع سے توڑے یعنی اس واسطے کہ احرام میں عورت سے جماع کرنا درست نہیں اور جو شخص کہ روکے اس کو کوئی عذر مانند دشمن کی یا سوائے اس کے کوئی عذر اور چیز مانند بیماری وغیرہ کے تو وہ احرام سے حلال ہو جاتا ہے اور قضاء نہ کرے یعنی جب کہ حج نفل ہو اور اگر فرض ہو تو واجب ہے اس پر قضاء اس کی اور اگر اس کے ساتھ قربانی ہو اس حال میں کہ وہ محصر ہو اور اس کو حرم میں نہ بھیج سکے تو اس کو ذبح کرے یعنی کسی جگہ ہو حرم میں یا حل میں اور اگر اس کو حرم میں بھیج سکے تو اس کو احرام سے حلال ہونا درست نہیں یہاں تک کہ قربانی اپنی جگہ میں یعنی حرم میں پہنچے۔

وَقَالَ رَوْحُ عَنْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ
عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا إِنَّمَا الْبَدَلُ عَلَى مَنْ نَقَضَ حَجَّهُ
بِالْإِذْنِ فَأَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عَذْرٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ
فَلَا يَبْعَلُ وَلَا يَرْجِعُ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ
وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهُ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ
يَبْعَثَ بِهِ وَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ
يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

فائدہ: اور اس مسئلے میں اصحاب رحمہم وغیرہم کو اختلاف ہے جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ محصر جس جگہ حلال ہو اسی جگہ قربانی کر لے تو درست ہے خواہ حرم میں یا حل میں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہ ذبح کرے اس کو مگر حرم میں اور دوسرے علماء نے تفصیل کی ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور یہی قول معتبر ہے اور اس کے اختلاف کا یہ سبب ہے کہ کیا حضرت محمد ﷺ نے حدیبیہ کے دن قربانی حل میں ذبح کی تھی یا حرم میں بعض کہتے ہیں کہ حل میں

ذبح کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ حرم میں ذبح کی اور رائج یہ بات ہے کہ آپ ﷺ نے حرم میں ذبح کی لیکن اس کا اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا (جیسا کہ امام اعظم کہتے ہیں) بلکہ ظاہر قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم نے اپنی جگہ میں ذبح کی حالانکہ وہ حل میں تھے حرم میں نہ تھے اور یہ واقعہ جواز پر دلالت کرتا ہے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصر کو حل میں بھی قربانی ذبح کرنا درست ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ اپنی قربانی ذبح کرے اور اپنا سر منڈوائے جس جگہ میں ہو اور اس پر قضاء نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا اور حلال ہوئے ہر چیز سے کہ ان پر حرام تھی پہلے طواف کرنے سے اور پہلے اس سے کہ پہنچے قربانی اپنی جگہ میں پھر نہیں ذکر کیا گیا یہ کہ حضرت ﷺ نے کسی کو حکم کیا ہو یہ کہ قضاء کرے کوئی چیز اور اصحاب رضی اللہ عنہم اس کو دہرائیں اور حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ يَنْحَرُ هَذِيهٖ وَيَحْلِقُ فِيْ
اٰتٰى مَوْضِعَ كَانَ وَلَا قِضَاءَ عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ بِالْحَدَيْبِيَّةِ
نَحَرُوا وَحَلَقُوا وَحَلُّوا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ
الطَّوَافِ وَقَبْلَ أَنْ يَصِلَ الْهَدْيُ إِلَى الْبَيْتِ
ثُمَّ لَمْ يُذَكَّرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَمَرَ أَحَدًا أَنْ يَقْضُوا شَيْئًا وَلَا
يَعُوذُوا لَهُ وَالْحَدَيْبِيَّةُ خَارِجٌ مِنَ الْحَرَمِ.

فائدہ: یہ قول موطا امام مالک میں مذکور ہے اور مراد وغیرہ سے امام شافعی ہیں اس واسطے کہ یہ جو کہا کہ حدیبیہ حرم مکہ سے باہر ہے تو یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ بعض اس کا حل میں ہے اور بعض اس کا حرم میں لیکن حضرت ﷺ نے تو حل میں قربانی ذبح کی ساتھ دلیل اس آیت کے ﴿وَصَلُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيِ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ﴾ یعنی روکیں تم کو مسجد حرام سے اور ہدی میں اس حال میں کہ کھڑی کی گئی ہو یہ کہ پہنچے اپنے حلال ہونے کی جگہ میں اور قربانی کے حلال ہونے کی جگہ اہل علم کے نزدیک حرم ہے اور اللہ نے خبر دی کہ کفار نے ان کو حرم سے روکا اور کہا کہ جس جگہ روکا اسی جگہ ذبح کرے اور حلال ہو جائے اور اس پر قضا نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قضا کو ذکر نہیں فرمایا اور اہل مغازی کے اخبار سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے اس واسطے کہ ہم نے حدیثوں کے اتفاق سے معلوم کیا کہ حدیبیہ کے سال آپ ﷺ کے ساتھ معروف مرو تھے پھر آپ ﷺ نے عمرہ قضا کیا یعنی آئندہ سال کو اور ان میں سے بعض مدینے میں رہے بغیر ضرورت کی جان میں اور نہ مال میں اور اگر ان پر قضاء واجب ہوتی سو حکم کرتی ان کو یہ کہ نہ پیچھے رہیں ان سے اور دوسری جگہ میں کہا کہ عمرہ قضا کو قضاء اس واسطے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اس میں قریش سے صلح کی نہ اس واسطے کہ اس عمرے کی قضا ان پر واجب ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو قضاء عمرے کا حکم کیا سو ان سے کوئی پیچھے نہ رہا سو مراد حکم سے حکم استحاب کا ہے۔ (فتح)

۱۶۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جِئْتُ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتَنِ إِذْ صَدِدتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْلَ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادَ أَهْلَ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحَدِيثِ ثُمَّ إِذَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَرَأَى أَنَّ ذَلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَأَهْدَى.

۱۶۸۵۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب کہ عمرے کے لیے نکلے فتنے کے سال میں کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو ہم کریں گے جیسا کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ کیا سو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عمرے کا احرام باندھا اس واسطے کہ حدیبیہ کے سال حضرت ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا تھا پھر عبد اللہ نے اپنے حال میں نظر کی سو فرمایا کہ نہیں حال ہے حج اور عمرے کا مگر ایک سو اس نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف التفات کیا اور کہا کہ نہیں حال ہے ان دونوں کا مگر ایک میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرے کے ساتھ واجب کیا یعنی قرآن کی نیت کی پھر حج اور عمرے دونوں کے لیے ایک طواف کیا اور اعتقاد کیا یہ طواف ہر ایک کی طرف سے کافی ہے اور ہدی بھیجی۔

فائدہ: اور یہ مخالف ہے قول کوفیوں کے کہ وہ دونوں کے واسطے دو طواف واجب کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فَأَمَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کو دکھ دیا اس کے سر نے تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا اور اس کو ان تین چیزوں میں اختیار ہے جو چیز چاہے دے اور مگر روزے پس تین دن ہیں۔

فائدہ: ہو مُخَيَّرٌ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کلام ہے استفادہ کیا ہے اس کو او مکروہ سے یعنی حرف او سے معلوم ہوتا ہے ان تین چیزوں میں اختیار ہے جو چاہے دے کوئی خاص واجب نہیں کہ بدون اس کے کوئی چیز اور درست نہ ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی باب کفارات ایمان میں پس کہا کہ اختیار دیا حضرت ﷺ نے کعب کوفیہ میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمہ اللہ اور عکرمہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جس جس جگہ قرآن میں او کا حرف آیا ہے تو اس کے صاحب کو اختیار ہے اور قریب تر اس چیز کا کہ واقف ہوا ہوں میں طرق حدیث باب سے طرف تصریح کے یہ ہے جو کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے کعب کو فرمایا کہ اگر تو چاہے تو قربانی

ذبح کر اور اگر تو چاہے تو روزے رکھ اور اگر چاہے تو کھانا کھلا۔ (فتح)

۱۶۸۶۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو فرمایا کہ شاید کہ تیرے کپڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں یعنی جوئیں اس نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ اپنا سر منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ مسکین کو کھانا کھلایا ایک بکری قربانی کر۔

۱۶۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَعَلَّكَ إِذَا ذَكَرْتَ هَوَامَكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعَمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ انْصُكْ بِشَاةٍ.

فائدہ: آیت مذکورہ میں مطلق روزے کا ذکر ہے اور اس حدیث سے اس کو مقید کر دیا ہے ساتھ تین روزوں کے اور ابن تین نے کہا کہ شارع نے یہاں ایک روزے کو ایک صاع کے برابر ٹھہرایا ہے اور رمضان کا روزہ نہ رکھنے کو ایک مد کے برابر ٹھہرایا اور اسی طرح ظہار میں اور روزے رمضان میں جماع کرنے میں اور کفارے قسم میں تین مد اور ایک تہائی اس کی اور اس میں قوی تر دلیل ہے اس پر کہ حدود اور تقدیرات میں قیاس کو دخل نہیں اور یہ فدیہ حلق پر مرتب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جوؤں کے مارنے پر مرتب ہے اور اثر خلاف کا اس میں ظاہر ہوتا ہے جب کہ کوئی محرم سر منڈوائے اور جوں مارے پس بعض کے نزدیک اس میں فدیہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اور یہ جو کہا کہ روزہ رکھ تو ابن قدامہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اختلاف اس میں کہ کسی چیز کے ساتھ بالوں کا دور کرنا حلق کے ساتھ ملحق ہے برابر ہے کہ استرا سے ہو یا نورے وغیرہ سے اور ابو عوانہ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو قربانی پائے وہ نہ روزہ رکھے اور نہ کھانا کھلائے یعنی اس کو قربانی کا ذبح کرنا متعین ہے اس کے ہوتے اور کوئی چیز کفایت نہیں کرتی لیکن میں نہیں جانتا کہ کوئی عالم اس کا قائل ہو سوائے سعید بن جبیر کے کہ اس نے کہا اگر بکری نہ پائے تو اس کی قیمت ادا کرے پھر اس کی قیمت سے اناج خرید کر خیرات کرے یا ہر نصف صاع کے بدلے روزہ رکھے اور تطبیق ان دونوں میں یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے ترجیح ترتیب کے نہ یہ کہ ترتیب واجب ہے اور امام نووی نے کہا کہ یہ مراد نہیں کہ روزہ یا کھانا کھلانا نہیں کفایت کرتا ہے مگر واسطے فاقد ہدی کے یعنی جس کو ہدی نہ ملے بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا اس کے ساتھ ہدی ہے یا نہیں سو اگر وہ ہدی پاسکتا ہے تو اس کو معلوم کروایا کہ اس کو اختیار ہے درمیان اس کے اور درمیان روزے اور کھلانے کے اور اگر قربانی نہ

پائے تو اس کو دونوں کے درمیان اختیار ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى «أَوْ صَدَقَةٍ»

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یا خیرات کرے

اور وہ خیرات چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے

وَهِيَ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسْكِينٍ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اسکی کہ آیت میں صدقہ مبہم ہے اور سنت نے اس کو

بیان کیا ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا کہ آیت میں صدقہ سے مراد چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ دس روزے ہیں اور دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں قائل ہوا ساتھ اس کے کوئی

فقہ شہروں میں سے یعنی حسن بصری کے سوا اور کوئی اس کا قائل نہیں۔ (فتح)

۱۶۸۷۔ کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن

حضرت ﷺ مجھ پر کھڑے ہوئے اور میرے سر سے پے در

پے جوئیں گرتیں تھیں تو فرمایا کہ کیا تجھ کو تیرے سر کے

کیڑے ایذا دیتے ہیں میں نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ تو اپنا سر منڈوا ڈال کعب نے کہا کہ یہ آیت میرے

حق میں اتری فمن کان منکم آخر تک سو حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ روزہ رکھ تین دن اور ایک فرق چھ مسکینوں میں

تقسیم کر یا جو قربانی میسر ہو ذبح کر۔

۱۶۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ

حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ

بْنَ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُ كَتَبَ بَنَ عَجْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ

وَقَفَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِالْحَدِيثِيَّةِ وَرَأْسِي يَتَهَافَتُ قَمَلًا

فَقَالَ يُوْذِيكَ هَوَامُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ

رَأْسَكَ أَوْ قَالَ احْلِقْ قَالَ فَبِي نَزَلَتْ هَذِهِ

الآيَةُ «فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذَى

مِنْ رَأْسِهِ» إِلَى آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ

بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْ ائْسَلْ بِمَا تَيْسَرُ.

فائدہ: ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب محرم کو سر کی جوئیں تکلیف دیں تو بالوں کو

منڈوائے اور کھانا کھلا دے تو چھ مسکینوں کو کھانا دے پس معلوم ہوا کہ مراد صدقہ سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

وفيه المطابقة للترجمة

فدیہ میں کھانا کھلانا صاع ہے یعنی ہر مسکین کو ڈیڑھ

کلو گندم دے ہر چیز سے

بَابُ الْإِطْعَامِ فِي الْفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کی جو گیہوں وغیرہ میں فرق کرتا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ امام

ابوحنیفہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اگر گیہوں ہو تو آدھا صاع دے اور اگر کھجور وغیرہ ہو تو پورا صاع دے اور امام

احمد رحمہ اللہ کا ایک قول یہ بھی ہے اور یہ حدیث ان پر رد کرتی ہے۔ (فتح)

۱۶۸۸۔ عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں کعب بن عجرہ کے پاس بیٹھا سو میں نے اس کو فدیہ کا حکم پوچھا سو اس نے کہا کہ فدیہ کی آیت خاص میرے حق میں نازل ہوئی اور تمہارے واسطے عام ہے یعنی اس کا حکم سب کو شامل ہے اس کو بیان یوں ہے کہ میں حضرت ﷺ کی طرف اٹھایا گیا اس حال میں کہ جو میں میرے منہ پر گرتی تھیں سو فرمایا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ تجھ کو ایسی تکلیف پہنچی ہوگی جو کہ میں اب دیکھتا ہوں کیا تجھ کو ایک بکری نہ ملے گی میں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے کہا کہ تو تین دن کے روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا دے ہر محتاج کو ڈیڑھ کلو اناج۔

۱۶۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي حَاصَّةٍ وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةٌ حُمِلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَازَرُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى أَوْ مَا كُنْتُ أَرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى تَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَقَالَ فَصُمُّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمُ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مَسْكِينٍ نِصْفَ صَاعٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فدیہ سے مراد آدھا صاع اناج ہے خواہ کسی چیز سے ہو۔ وفيه المطابقة للترجمة
بَابُ النُّسْكِ شَاةً

فائدہ: یعنی آیت میں نسک سے مراد بکری ہے۔

۱۶۸۹۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کے منہ پر جو میں گرتیں تھیں سو فرمایا کہ تیرے سر کے کپڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں اس نے کہا ہاں سو حکم فرمایا اس کو حضرت ﷺ نے سر منڈوانے کا اور آپ حدیبیہ میں تھے اور نہ بیان کیا واسطے اصحاب صحابہ رضی اللہ عنہم کے آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ وہ احرام سے حلال ہو جائیں اور حالانکہ وہ ارادہ رکھتے تھے کہ مکہ میں آئیں اور حج کریں سو اللہ تعالیٰ نے فدیہ کی آیت اتاری سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا یہ کہ ایک فرق چھ مسکینوں کو کھانا دے یا ایک بکری قربانی کرے یا تین روزے رکھے۔

۱۶۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شَيْبٌ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَاهُ وَأَنَّهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُذِيكَ هَؤُلَاءُ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحْلُونَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ

أَوْ يَهْدَى شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

فائدہ: یہ جو راوی نے کہا کہ آپ نے اس کے واسطے بیان نہ کیا کہ وہ اس سے حلال ہو جائیں گے الخ تو اس وجہ سے کہا کہ استباحہ ممنوع یعنی حلق کا حلال کرنا واسطے عذر کے تھا یعنی تکلیف کے جس کے لیے فدیہ ٹھہرایا نہ واسطے حلال ہونے کے احرام سے واسطے حصر کے اور یہ بات ظاہر ہے ابن منذر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کو خانے کعبے میں پہنچنے کی امید ہو تو اس کو لازم ہے کہ ٹھہرے یہاں تک کہ پہنچنے سے ناامید ہو پس حلال ہو اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو ناامید ہو اور اس کو حلال ہونا جائز ہو اور وہ اپنے احرام پر باقی رہے پھر خانے کعبے میں پہنچنے کی قدرت پائے تو اس پر واجب ہے کہ خانے کعبے میں جائے تاکہ اس کا حج پورا ہو اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ راوی کے اس قول سے کہ نہ بیان کیا واسطے ان کے کہ وہ حرام سے حلال ہو سمجھا جاتا ہے کہ جو عورت اپنے حیض کا وقت پہچانتی ہو اور جو بیمار جو اپنے تپ کا وقت پہچانتا ہو عادت سے جب کہ رمضان میں مثلاً ابتدا دن میں روزہ افطار کرے پھر حیض اور تپ اسی دن میں دور ہو جائے تو لازم ہے ان پر قضاء اس دن کی اس واسطے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ حدیبیہ میں حلال ہو جائیں گے اور نہ ساقط ہو کعب سے کفارہ جو کہ اس پر حلق کے سبب سے واجب ہوا تھا پہلے اس سے کہ ظاہر ہو امر واسطے ان کے اور یہ اس واسطے ہے کہ جائز ہے کہ ان کی عادت کا خلاف وقوع میں آئے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ سنت بیان کرنے والی ہے واسطے اجمال قرآن کے واسطے مطلق ہونے فدیہ کے قرآن میں اور مقید کرنے اس کے ساتھ سنت کے اور یہ کہ محرم کو سرمنڈوانا درست نہیں لیکن اگر اس کو کوئی تکلیف ہو تو درست ہے اور یہ کہ اس میں مہربانی کرنی ہے ساتھ یاروں اپنے کے اور ان کے حالات کا اہتمام کرنا اور جب اپنے بعض تابعداروں کو تکلیف میں دیکھے تو اس سے پوچھے اور اس کو خلاصی کی طرف ہدایت کرے اور بعض مالکیہ نے اس سے استنباط کیا ہے کہ جو جان بوجھ کر بلا عذر اپنا سرمنڈوائے تو اس پر فدیہ واجب ہے اس واسطے کہ معذور پر اس کا واجب کرنا تنبیہ ہے ساتھ ادنیٰ کی اعلیٰ پر لیکن اس سے معذور اور غیر میں برابری لازم نہیں آتی اور اس واسطے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کہتے ہیں کہ عائد کو اختیار نہ دیا جائے بلکہ اس پر خون لازم ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ فدیہ کے واسطے کوئی مکان معین نہیں بلکہ جس جگہ چاہے ذبح کرے اور یہی قول اور اکثر تابعین کا اور حسن نے کہا کہ مکہ معین ہے یعنی اس کے سوائے کسی اور جگہ میں جائز نہیں اور مجاہد نے کہا کہ قربانی مکہ اور منیٰ میں کرے اور کھانا مکے میں کھلائے اور روزہ جس جگہ چاہے رکھے اور امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی اس کے قریب ہے یعنی دم اور طعام واسطے اہل حرم کے ہے یعنی یہ دونوں چیزیں حرم میں کرے اور روزے جس جگہ چاہے رکھے اس واسطے کہ اہل حرم کو اس میں

کچھ نفع نہیں اور بعض خفیہ نے روزوں کو بھی ان کے ساتھ ملایا ہے۔ (فتح)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کی جوئیں اس کے منہ میں گرتی تھیں مانند اس کی۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي أَبِي نَجِيجٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي كَيْلَانَ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَاهُ وَقَمَلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ مِثْلَهُ.

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَلَا رَفَثَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ پھر جس نے لازم کر لیا ان میں حج تو بے پردہ ہونا عورت سے جائز نہیں

فائدہ: رفث کے معنی ہیں جماع کرنا اور کلام میں فاحش کرنا اور زہری نے کہا کہ رفث کلمہ جامع ہے ہر چیز کو کہ مرد عورت سے چاہے۔

۱۶۹۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس اللہ کے واسطے خانے کعبے کا حج کیا پھر نہ عورت سے صحبت کی اور نہ صحبت کی بات کی اور نہ گناہ کیا اور نہ راہ میں کسی سے جھگڑا تو گناہوں سے پاک ہو کر اپنے گھر ایسے لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

۱۶۹۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرُفَثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

فائدہ: حاجی کو لازم ہے کہ حج کے راہ میں گناہوں سے بچے ساتھیوں سے نہ لڑے تب گناہوں سے پاک ہو اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا حاجی سب گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اور یہی

مذہب ہے بعض اہل علم کا۔ (تیسیر)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج میں یعنی احرام میں

۱۶۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اس گھر کا حج کرے پھر نہ عورت سے صحبت کرے اور نہ صحبت کی بات کرے اور نہ گناہ کرے اور نہ راہ میں ساتھیوں سے جھگڑے تو پھر تہا ہے گناہوں سے پاک ہو کر مانند اس دن کی کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

۱۶۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرُفَثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

فائدہ: اس حدیث میں جدال کا ذکر نہیں ہے گویا کہ اس نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے کہ آیت میں مذکور ہے۔ (تیسیر)

باب ہے بیان میں بدلے شکار کے کہ اس کو محرم قتل کرے اور مانند اس کی جیسا کہ شکاری جانور کو ہانکے یا اس کا درخت کاٹے۔

بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهِ

اور بیان ہے اس آیت کا کہ نہ مارو تم شکار کو جس وقت ہو تم احرام میں اور جو کوئی تم میں سے اس کو مارے جان کر تو واجب ہے بدلہ اس مارے کے برابر مویشی میں سے وہ کہ ٹھہرائیں دو معتبر تمہارے کہ نیاز پہنچائے کعبے تک یا گناہ کا کفارہ ہے کسی محتاج کو کھانا یا اس کے برابر روزے کہ چکے سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی دوبارہ کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا حلال ہوا تم کو دریا کا شکار اور اس کا کھانا فائدے کو تمہارے اور مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر شکار جنگل کا جب تک رہو تم احرام میں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پاس کے جمع ہو گے۔

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعْمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَنْمَا سَلَفٌ وَمَنْ عَادَ فَيَنْقُصِ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ أَحَلَّ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ وَطَعَامَهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ سب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ ابو بشر نے جنگی گدھے کو قتل کیا اس حال میں کہ وہ محرم تھا عمرے حدیبیہ میں سو یہ آیت اتری حکایت کی مقاتل نے یہ بات اپنی تفسیر میں اور مصنف نے اس ترجمے میں کوئی حدیث بیان نہیں کی گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ شکار کے بدلے میں اس کے نزدیک کوئی حدیث مرفوع ثابت نہیں ہے ابن بطلال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے فتوے پر اماموں نے اہل حجاز اور عراق وغیرہ سے اس پر کہ اگر محرم شکار کو قتل کرے جان بوجھ کر یا بھول کر تو واجب ہے اس پر بدلہ اور اہل ظاہر اور ابو ثور اور ابن منذر نے خلاف کیا ہے خطاء میں اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے محمدؐ اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ خطی اس کے برخلاف ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور حسن اور مجاہد نے اس کو عکس کیا ہے یعنی کہا کہ اگر بھول کر مارے تو اس کو بدلہ واجب ہے اور اگر جان بوجھ کر مارے تو اس کا بدلہ واجب نہیں پس بدلہ خاص ہو گا ساتھ بھول کے اور سزا ساتھ عمد کے اور دونوں سے ایک یہ روایت ہے کہ اگر کوئی جان کر مارے تو اس پر پہلی بار بدلہ واجب ہے اور اگر پھر کرے تو ہو گا بڑا گناہ اور اس پر سزا ہے نہ

بدلہ اور موثق نے معنی میں کہا کہ نہیں جانتا میں کسی کو کہ خلاف کیا ہو واجب ہونے بدلے میں عائد پر سوائے ان دونوں کے اور کفارے میں اختلاف ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس کو اختیار ہے کہ چاہے بدلہ دے روزے جیسا کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے اور ثوری نے کہا کہ بدلہ مقدم کیا جائے اور اگر بدلہ نہ پائے تو کھانا کھلائے اور اگر یہ بھی نہ پائے تو روزے رکھے اور سعید بن جبیر نے کہا کہ کھانا اور روزہ تو اس چیز پر ہے کہ شکاری مول کو نہ پہنچے اور اکثر علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ محرم کے شکار کا کھانا حرام ہے اور حسن اور ثوری اور ابو ثور اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا کھانا جائز ہے اور وہ مانند ذبح چور کی ہے اور یہ ایک وجہ واسطے شافعیہ کے اور اکثر کہتے ہیں کہ حکم اس میں یہ ہے جس کے ساتھ سلف نے حکم کیا اس سے تجاوز نہ کیا جائے یعنی مثلاً سلف نے حکم کیا کہ گور خر کے بدلے گائے دی جائے تو اب اس سے تجاوز نہ کیا جائے اور جس میں سلف نے حکم نہیں کیا اس میں از سر نو حکم کیا جائے اور جس میں اختلاف ہے اس میں اجتہاد کیا جائے اور ثوری نے کہا کہ اختیار اس میں دو مرد معتبر کے لیے ہے ہر زمانے میں اور امام مالک نے کہا کہ از سر نو حکم کیا جائے اور محکم علیہ کے لیے اختیار ہے اور جائز ہے اس کو یہ کہ کہے کہ نہ حکم کرو مجھ پر مگر ساتھ کھانے کے اور اکثر نے کہا کہ واجب بدلے میں مثل شکار کے ہے مواشی میں سے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ واجب بدلے میں قیمت ہے اور جائز ہے خرچ کرنا اس کا مثل میں اور اکثر علماء نے کہا کہ بڑے جانور کا بدلہ بڑا جانور دے اور چھوٹے میں چھوٹا اور تندرست میں تندرست اور ٹوٹے میں ٹوٹا ہوا اور امام مالک نے اس میں خلاف کیا ہے کہ چھوٹے اور بڑے میں بڑا ہے اور صحیح اور عیب ناک میں صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر سب کا کہ مراد شکار سے وہ چیز ہے جس کا کھانا حلال کو جائز ہے جانوروں وحشی سے اور جس جانور کا مارنا درست ہے اس کے مار ڈالنے میں کوئی چیز واجب نہیں اور جو جانور متولد ہو یعنی حلال اور حرام جانور سے پیدا ہوا اکثر نے اس کو ماکول کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ (فتح)

جب حلال یعنی غیر محرم شکار کرے اور محرم کے واسطے ہدیہ بھیجے تو محرم کو اس کا کھانا جائز ہے اور نہیں دیکھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ ذبح کرنے کے کچھ خوف اور وہ مذبح غیر شکار کے ہے مانند اونٹ اور بکری اور گائے اور مرغی اور گھوڑے کے۔

وَإِذَا صَادَ الْحَلَالُ فَأَهْدَى لِلْمُحْرَمِ
الصَّيْدَ أَكَلَهُ وَلَمْ يَرِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسُ
بِالدَّبْحِ بَأْسًا وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوُ
الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالْدَّجَاجِ
وَالْخَيْلِ يُقَالُ عَدُلُ ذَلِكَ مِثْلُ فَإِذَا
كُسِرَتْ عَدُلُ فَهِيَ زِنَةُ ذَلِكَ قِيَامًا
قَوَامًا يَغْدُلُونَ يَجْعَلُونَ عَدْلًا.

حاشیہ: نحو الامثل الخ غیر صید کی تفسیر ہے اور ظاہر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ کے اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کو ہر چیز کا ذبح کرنا درست ہے خواہ شکاری جانور ہو یا اہلی لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ اس کے کہ محرم کو اس جانور کا ذبح کرنا درست ہے جو شکاری نہ ہو مانند اونٹ کی اس لیے کہ صحیح یہ بات ہے کہ اگر محرم شکاری جانور کو حلال کرے تو اس کا حکم مردار کا حکم ہے اس کا کھانا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ درست ہے ساتھ فرمت کے یہاں تک کہ غیر محرم کو اس کا کھانا درست ہے اور یہی قول ہے حسن بصری کا اور اگر شکاری جانور نہ ہو تو اس کا ذبح کرنا سب کے نزدیک درست ہے سوائے گھوڑے کے کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کا کھانا جائز ہے (فتح) یقال عدل مثل یعنی عدل کا لفظ جو آیت میں واقع ہوا ہے اس کے معنی مثل کے ہیں فاذا کسرت ملت عدل فهو زنة ذلك اور جب تو عین کو زیر دے اور عدل کہے تو وہ ساتھ معنی ہم وزن کے ہے قیاما قواما یعنی لفظ قیاما کے معنی کہ آیت جعل الله الکعبة البیت الحرام قیاما للناس میں ہے قواما ہیں یعنی جو چیز کہ قائم رکھے حال کو دین اور دنیا میں يعدلون يجعلون له عدل یعنی يعدلون کے معنی جو کہ آیت ثم الذین کفروا و یبھم يعدلون میں واقع ہے يجعلون له عدلا میں یعنی کافرتوں کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

حاشیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کو واسطے مناسبت کے لفظ عدل کا ذکر کیا ہے جو کہ آیت او عدل ذلك میں واقع ہوا ہے پس اشارہ کیا ہے کہ یہ دونوں لفظ یعنی عدل اور يعدلون ایک مادے سے مشتق ہیں (فتح) اس غرض سے بیان کیا ہے کہ شبہ نہ پڑے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔

۱۶۹۲۔ عبد اللہ بن ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے سال میرا باپ ابوقادہ چلا سو حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عمرے کا احرام باندھا اور میرے باپ نے احرام نہ باندھا سو کسی نے حضرت رضی اللہ عنہم سے بیان کیا کہ دشمن آپ رضی اللہ عنہم سے لڑنے کا قصد رکھتا ہے سو میں نے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ دشمن کی طرف قصد کیا اور حضرت رضی اللہ عنہم کے کو چلے سو جس حالت میں کہ میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھا کہ بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بعض کی طرف بنے یعنی شکار کو دیکھ کر آپس میں ہنسنے لگے کہ اس سے تعجب کیا اس واسطے کہ شکار کے ساتھ تعرض کرنے سے ممنوع تھے سو میں نے نظر کی تو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے

۱۶۹۱۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا شَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِي عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَأَحْرَمَ صَحَابَهُ وَلَمْ يُحْرَمِ وَحَدَّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَدُوًّا يَغْزُوهُ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنِمَا أَنَا مَعَ صَحَابِهِ تَضَعُكَ بَفْضِهِمْ إِلَى بَفْضٍ يَهْرُوتُ فَإِذَا أَنَا بِحِمَارٍ وَخَيْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَأَثْبَتُهُ وَاسْتَعْنَتْ بِهِمْ فَأَبْرَأُوا أَنْ يَكُونُوا فَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَيْشِنَا أَنْ يَكُونَ فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَرْفَعُ فَرَسِي شَاوَاً وَأَسِيرُ شَاوَاً فَلَقِيتُ
رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قُلْتُ
أَيَّنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ تَرَكْتُهُ يَتَعَهَّنَ وَهُوَ قَائِلُ السَّقْيَا فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَهْلَكَ يَقْرَأُ وَنَ عَلَيْكَ
السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ إِنَّهُمْ قَدْ خَشَوْا أَنْ
يُقْتَطِعُوا دُونَكَ فَانْتَظِرْهُمْ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِي مِنْهُ
فَاصِلَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوا وَهُمْ مُحَرِّمُونَ.

سامنے جنگلی گدھا ہے سو میں نے اس پر گھوڑا دوڑایا اور اس کو
نیزہ مارا سو میں نے اس کو اسی جگہ ثابت رکھا کہ اس جگہ سے
نہ مل سکا اور میں نے ان سے مدد چاہی سو انہوں نے مدد سے
انکار کیا سو ہم نے اس کا گوشت کھایا اور ہم نے خوف کیا کہ
ہم حضرت ﷺ سے دور پڑیں سو میں نے حضرت ﷺ کو
ڈھونڈا اس حال میں کہ میں ایک بار گھوڑا دوڑاتا تھا اور ایک
بار آہستہ چلتا تھا سو میں بنی غفار کے ایک مرد کو رات کے
درمیان ملا سو میں نے کہا کہ تو نے حضرت ﷺ کو کہاں
چھوڑا اس نے کہا کہ میں نے آپ کو منزل تھین میں چھوڑا کہ
نام ہے ایک چشمہ پانی کا اور آپ قیلولہ کرنے والے تھے سو
میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کے اصحاب آپ کو سلام
اور رحمت کہتے ہیں اور ڈرے ہیں کہ دشمن ان کو آپ سے
روکے یا آپ کو اطلاع نہ ہو سو حضرت ﷺ نے ان کا انتظار
کیا کہ تاکہ وہ آلیں میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے
جنگلی گدھے کو شکار کیا ہے اور میرے پاس اس سے کچھ باقی
بچا ہے سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ کھاؤ اور حالانکہ وہ
سب احرام میں تھے۔

فائدہ: اور حاصل اس قصے کا یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ عمرہ حدیبیہ کے واسطے نکلے اور روحا میں پہنچے اور وہ
ذوالحلیفہ سے چونتیس میل ہے تو لوگوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ ایک دشمن عنقیہ کے نالے میں ہے خوف ہے کہ
وہ آپ کو تکلیف دے سو اصحاب رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے ان کی طرف تیاری کی ان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تھے تاکہ
ان کی بدی سے بے خوف ہوں سو جب وہ اس سے بے خوف ہوئے تو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی حضرت ﷺ
سے آئے سو اس کے ساتھیوں نے احرام باندھا مگر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا بلکہ وہ بدستور حلال رہے اس
واسطے کہ یا تو وہ احرام باندھنے کی جگہ سے آگے نہیں بڑھے تھے اور یا اس کی نیت عمرہ کرنے کی نہ تھی پس ان سے
وہ شبہ دفع ہو گیا جو بعض کے دل میں گزرا ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو احرام باندھنے کی جگہ سے بدون احرام کے آگے
بڑھنا کس طرح درست تھا اور یہ جو بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بعض کی طرف ہٹنے لگے تو اس سے شکار کی طرف اشارہ

لازم نہیں آتا اس واسطے کہ اگر محرم غیر محرم کو شکار کی طرف اشارہ کرے تو اس سے اس کو کھانا بالاتفاق درست نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ میری طرف ہنسنے لگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک قسم کا اشارہ کیا لیکن یہ روایت غلط ہے کما بینہ العیاض (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ جب غیر محرم شکار کرے اور اس سے کچھ گوشت ہدیہ بھیجے تو محرم کو اس کا کھانا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة

بَابُ إِذَا رَأَى الْمُحْرِمُونَ صَيْدًا
فَضَحِكُوا فَفَظِنَ الْحَلَالَ
جب محرم لوگ شکار کو دیکھ کر ہنسنے لگیں اور غیر محرم معلوم کرے تو یہ ہنسنا ان کا شکار کی طرف اشارہ نہیں اور حلال ہے واسطے ان کے کھانا اس شکار سے۔

ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے سال حضرت ﷺ کے ساتھ چلے سو حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا سو ہم کو خبر ہوئی کہ غیقہ میں دشمن ہے یعنی گھات میں سو ہم دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے یعنی چند اصحاب رضی اللہ عنہم سو میرے ساتھیوں نے جنگی گدھے کو دیکھا اور بعض ان میں سے بعض کی طرف ہنسنے لگے سو میں نے نظر کی تو اس کو دیکھا سو میں نے اس پر گھوڑا دوڑایا اور اس کو نیزہ مارا اور اس کو اپنی جگہ میں ثابت رکھا یعنی میں نے اس کو ایسا نیزہ مارا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکا سو میں نے ان سے مدد چاہی کہ مجھ کو میرا کوڑا پکڑاؤ سو انہوں نے مجھ کو مدد دینے سے انکار کیا سو ہم نے اس کا گوشت کھایا سو میں حضرت ﷺ کو جا ملا اور ہم ڈرے کہ ہم حضرت ﷺ سے جدا پڑیں سو میں ایک بار اپنا گھوڑا دوڑاتا تھا اور ایک بار آہستہ چلاتا تھا سو میں بنی غفار کے ایک مرد کو رات کے درمیان ملا سو میں نے اس سے کہا کہ تو نے حضرت ﷺ کو کہاں چھوڑا اس نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو تعین میں چھوڑا اور آپ ﷺ قیلولہ کا ارادہ رکھتے تھے سو میں حضرت ﷺ سے ملا یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا

۱۶۹۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرَمْ فَأَنْبَتْنَا بَعْدَ بَغِيْقَةٍ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ أَصْحَابِي بِحِمَارٍ وَحَشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَأَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرْسَ فَطَعْنْتُهُ فَأَنْبَتُهُ فَاسْتَعْتَنَهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِينَا أَنْ نَقْتَطَعَ أَرْفَعُ فَرِسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ عَلَيْهِ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرَكْتُهُ بِعَهْنٍ وَهُوَ قَائِلُ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى آتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَصْحَابَكَ أَرْسَلُوا يَفْرَءُونَ عَلَيْكَ

سو میں نے کہا کہ آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کو سلام کہتے ہیں اور اللہ کی رحمت بھیجتے ہیں اور بے شک انہوں نے خوف کیا کہ دشمن ان کو آپ سے باز رکھے سو آپ ان کی انتظار کریں سو آپ ﷺ نے ان کی انتظار کی سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نے جنگی گدھے کو شکار کیا ہے اور ہمارے پاس اس سے کچھ گوشت باقی بچا ہے سو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کھاؤ اور حالانکہ وہ محرم تھے۔

السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشَوْا أَنْ يَقْطِعَهُمُ الْعَدُوُّ دُونَكَ فَأَنْظَرَهُمْ فَقَعَلُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَصَدْنَا حِمَارًا وَخَشِ وَإِنْ عِنْدَنَا فَاصِلَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرَمُونَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم شکار کو دیکھ کر ہنسے اور غیر محرم اس سے معلوم کر کے اس شکار کو مارے تو یہ اشارہ نہیں بلکہ اس محرم کو اس کا گوشت کھانا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة

بَابُ لَا يُعِينُ الْمُحْرِمُ الْحَلَائِلَ
فِي قَتْلِ الصَّيْدِ
محرم غیر محرم کو شکار کے مارنے میں مدد نہ دے
نہ فعل سے اور نہ قول سے

فائدہ: مراد اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اہل رائے سے درمیان اس مدد کے کہ نہیں تمام ہوتا شکار مگر ساتھ اس کے پس وہ حرام ہے اور درمیان اس کے کہ تمام ہوتا ہے شکار بدون اس کے پس حرام نہیں۔

۱۶۹۴۔ ابقاؤہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ قاحہ (ایک جگہ کا نام ہے تین منزل مدینے سے اور سقیا سے ایک میل ہے طرف مدینے کی) میں تھے سو بعض ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم تھے سو میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کو ایک چیز دکھاتے ہیں سو میں نے ایک چیز دیکھی پس اچانک جنگی گدھا تھا سو اس کا کوڑا گر پڑا سو ان نے کہا کہ مجھ کو میرا کوڑا پکڑا انہوں نے کہا کہ ہم تجھ کو کسی چیز میں مدد نہیں دینگے اس واسطے کہ ہم محرم ہیں سو میں نے اتر کر اس کو لیا اور قوت سے پکڑا پھر میں ایک ٹیلے کے نیچے سے جنگی گدھے کے پاس آیا اور اس کو نیزہ مارا اور اس کو اپنے ساتھیوں کے پاس لایا سو بعضوں نے کہا کہ کھاؤ اور بعضوں نے کہا کہ نہ کھاؤ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور

۱۶۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالقَاحَةِ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى ثَلَاثِ حَوْحٍ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابِي يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَظَنَرْتُ إِذَا حِمَارًا وَخَشِ يَعْنِي وَقَعَ سَوْطُهُ فَقَالُوا لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ إِنَّا

آپ ﷺ ہمارے آگے تھے سو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا
سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ حلال ہے۔

مُحْرِمُونَ فَتَاوَلْتُهُ فَآخَذْتُهُ ثُمَّ آتَيْتُ الْحِمَارَ
مِنْ زَرَأٍ أَكْمَةٍ فَقَرَنَتُهُ فَآتَيْتُ بِهِ أَصْحَابِي
فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُّوا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَأْكُلُوا
فَآتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
أَمَامَنَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُلُّوهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا
عَمْرُو اذْهَبُوا إِلَى صَالِحٍ فَسَلُّوهُ عَنْ هَذَا
وَعِغْرِهِ وَقَدِمَ عَلَيْنَا هَا.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس کو کہا کہ ہم تجھ کو کسی چیز سے مدد نہیں دینگے اس واسطے
کہ ہم محرم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ جانتے تھے کہ محرم کو شکار کے مارنے پر مدد دینی حرام ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة
بَابُ لَا يُشِيرُ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ
يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ
اس کو غیر محرم

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا حرام ہے لیکن یہ بیان نہیں کیا
کہ اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے تو اس پر کیا بدلہ لازم ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے پس اتفاق ہے
سب علماء کا اس پر کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا تا کہ شکار کیا جائے حرام ہے اور اسی طرح ہر قسم کی دلالت محرم پر
حرام ہے لیکن امام اعظم نے اس کو مقید کیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ بدون اس کے شکار کرنا ممکن نہ ہو یعنی دلالت
وہ حرام ہے کہ بدون اس کے شکار کرنا ممکن نہ ہو اور اگر بدون اس کے شکار کرنا ممکن ہو تو وہ حرام نہیں اور اگر محرم
غیر محرم کو اشارے وغیرہ سے شکار کی طرف راہ دکھائے یا اس پر مدد دے تو امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور
کوفیوں کے نزدیک محرم اس کا ضامن ہوتا ہے یعنی واجب ہے اس پر بدلہ اس کا اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ
نے کہا کہ اس پر بدلہ نہیں جیسا کہ غیر محرم غیر محرم کو حرم میں شکار کے مارنے پر دلالت کرے کہتے ہیں کہ باب کی
حدیث میں حجت نہیں اس واسطے کہ سوال اعانت اور اشارت سے تو صرف اس واسطے واقع ہوا ہے کہ تا کہ بیان
کیا جائے واسطے ان کے کہ کیا ان کو اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں اور نہیں ذکر کیا بدلے کو اور حجت پکڑی ہے موفقی
نے اس طرح کہ کفارہ کا واجب ہونا قول علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے کوئی ان کا
مخالف نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اختلاف ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف
روایت آئی ہے اور یہ قول علی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت نہیں اور نیز اس واسطے کہ قاتل نے اس کو تنہا اپنے اختیار سے قتل
کیا ہے اور دلالت کرنے والا اس سے جدا ہے پس یہ قاتل اس شخص کی مانند ہے جس نے کسی محرم یا روزے دار کو

کسی عورت کی طرف راہ دکھائی اور اس نے اس سے محبت کی کہ وہ دلالت کے سبب سے گنہگار ہوا ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں آتا اور اس کا روزہ ٹوٹتا ہے۔ (فتح)

۱۶۹۵۔ ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کعبہ کے قصد سے نکلے یعنی عمرے کے ارادے سے اور اصحاب رضی اللہ عنہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک جماعت صحابہ کو پھیرا کہ ان میں ابوقنادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سو فرمایا کہ تم دریا کا کنارہ پکڑو یہاں تک کہ ہم ملیں سو انہوں نے دریا کا کنارہ پکڑا سو جب وہ پھرے تو سب نے احرام باندھا مگر ابوقنادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا سو جس حالت میں کہ وہ چلے تھے تو ناگہاں انہوں نے جنگلی گدھوں کا ریوڑ دیکھا سو ابوقنادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک جنگلی گدھی ماری سو ہم اترے اور اس کا گوشت کھایا یا پھر ہم نے کہا کہ کیا ہم شکار کا گوشت کھائیں اس حال میں کہ ہم محرم ہیں سو ہم نے اس کا باقی گوشت اپنے ساتھ اٹھایا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس کو ان پر حملہ کرنے کا حکم کیا ہو یا ان کی طرف اشارہ کیا ہو انہوں نے کہا نہیں فرمایا سو اس کا باقی گوشت کھاؤ۔

۱۶۹۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى تَلْتَقَى فَأَخْذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوا أَحْرَمُوا كُلَّهُمْ إِلَّا أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمْرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى الْحُمْرِ فَعَقَرَ مِنْهَا آتَانًا فَتَزَلُّوا فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهَا وَقَالُوا أَنَا كُلُّ لَحْمٍ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْآتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَأَيْنَا حُمْرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُو قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا آتَانًا فَتَزَلُّوا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا لَمْ قُلْنَا أَنَا كُلُّ لَحْمٍ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا قَالَ أَمِنْكُمْ أَحَدُ أَمْرَةٍ أَنْ يُحْمَلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا.

فائدہ: صیغہ امر کا اس جگہ واسطے اباحت کے ہے نہ واسطے وجوب کے اس واسطے کہ سوال جواز سے تھا نہ واجب

سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس کا حال حضرت ﷺ سے بیان کیا کہ میں نے تو اس کو آپ کے واسطے شکار کیا ہے سو آپ ﷺ نے اس سے نہ کھایا اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو اس کے کھانے کا حکم کیا ابن خزیمہ نے کہا کہ اگر یہ لفظ ثابت ہو تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے ابوقادہ کے معلوم کروانے سے پہلے کھایا ہو پھر جب اس نے آپ ﷺ کو معلوم کروایا تو اس سے باز رہے یعنی اس کو حرام جانا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر حرام ہوتا تو حضرت ﷺ اس کے کھانے پر برقرار نہ رہتے یہاں تک کہ ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو معلوم کروایا کہ میں نے اس کو آپ ﷺ کے لیے شکار کیا تھا اور احتمال ہے کہ بیان جواز کے واسطے کھایا ہو اس واسطے کہ محرم پر حرام وہ چیز ہے کہ اس کو جانتا ہو کہ وہ اس کے لیے شکار ہوئی اور اس پر جب اس کے پاس کوئی گوشت لایا جائے کہ اس کو اس کا حال معلوم نہ ہو کہ کیا اس کے لیے شکار ہوا ہے یا نہیں اور اس کو اصل اباحت پر حمل کر کے اس سے کھائے تو وہ کھانے والے پر حرام نہیں اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر محرم تمنا کرے یہ کہ غیر محرم شکار کرے تاکہ محرم اس سے کھائے تو یہ اسکے احرام میں نقصان نہیں پہنچتا ہے اور یہ کہ اگر غیر محرم اپنے لیے شکار کرے تو محرم کو اس کے شکار کا گوشت کھانا درست ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو آیت حُرِّمْتُ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ شُكَّارًا شُكَّارًا کرنے پر حمل کرتا ہے یعنی کہتا ہے کہ مراد شکار سے اس آیت میں شکار کرنا ہے اور یہ کہ جائز ہے یہ چاہنا دوستوں سے اور قبول کرنا ہدیہ دوپتوں سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکھنا گھوڑے کا اور ابن عربی نے کہا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا غیر عقلا کا اگرچہ نہ سمجھے اور نہ پکارنے کے وقت جواب دے باوجود یہ کہ بعض حیوانات سیکھ جاتے ہیں اور نام لے کر پکارنے سے فوراً حاضر ہو جاتے ہیں اور یہ کہ غائب رفیق کا حصہ روک کر رکھے جس کی تعظیم متعین ہو یا اس کی برکت کی امید ہو یا اس سے توقع ہو کہ اس خاص مسئلے کا حکم اس سے ظاہر ہوگا اور یہ کہ جائز ہے امام کو جدا کرنا اپنے یاروں کا واسطے کسی مصلحت کے اور استعمال کرنا طلیعہ جہاد میں اور پہنچانا سلام کا نزدیک اور دور سے اور اس میں اس پر دلالت نہیں کہ سلام کا جواب نہ دینا درست ہے اس واسطے کہ جائز ہے واقع میں سلام کا جواب آپ ﷺ نے دیا ہو اور حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں کہ اس کی نفی کرے اور یہ کہ شکار کا مارنا اس کی ذکات ہے یعنی یہی اس کا ذبح کرنا ہے اس کو دوبارہ ذبح کرنا ضرور نہیں اور یہ کہ اجتہاد حضرت ﷺ کے زمانے میں بھی واقع ہوا ہے اور یہ کہ جائز ہے عمل کرنا اس چیز پر کہ پہنچائے طرف اس کے اجتہاد یعنی مجتہد کو اپنے اجتہادی مسئلے پر عمل کرنا درست ہے اگرچہ دو مجتہد مخالف ہوں اور دونوں میں سے کسی پر عیب نہ کیا جائے اس واسطے کہ اس حدیث کی ایک طریق میں یہ لفظ آچکا ہے کہ ہم پر عیب نہ کیا گیا اور گویا کہ کھانے والے نے اصل اباحت سے تمسک کیا اور باز رہنے والے نے امر عارضی کی طرف نظر کی اور یہ کہ تعارض ادلہ کے وقت نص کی طرف رجوع کیا جائے اور جائز ہے دوڑانا گھوڑے کا واسطے شکار کے اور شکار کرنا ویران جگہوں میں اور مدد لینا

ساتھ گھوڑے کے اور اٹھانا تو شے کا سفر میں اور نرمی کرنی ساتھ یا ان کے چلنے میں اور استعمال کرنا کنایہ کا فعل میں جیسا کہ قول میں استعمال کیا جاتا ہے اس واسطے کہ انہوں نے ہنسی کو واسطے اشارے کے استعمال کیا واسطے اس کے کہ انہوں نے اعتقاد کیا کہ اشارہ کرنا درست نہیں اور یہ کہ جائز ہے ہانکنا گھوڑے کا واسطے حاجت کے اور اترنا مسافر کا وقت قیلولہ کے (تلملہ) نہیں جائز ہے محرم کو مارنا شکار کا مگر یہ کہ شکار اس پر حملہ کرے سو اس کو دفع کرنے کے واسطے قتل کرے تو جائز ہے اور اس پر بدلہ نہیں۔ (فتح) اور جاننا چاہیے کہ محرم کو شکار کرنا اور شکار کی طرف راہ دکھانی اور اس کی طرف اشارہ کرنا حرام ہے اور فرق دلالت اور اشارت میں یہ ہے کہ دلالت زبان سے ہوتی ہے اور اشارت ہاتھ سے اور دلالت حرام ہے محرم کو حل میں اور حرم میں اور غیر محرم کو حرام ہے حرم میں نہ حل میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر محرم نے آپ شکار نہ کیا ہو اور دلالت اور اشارت اور مدد نہ کی ہو تو اس کو شکار کا گوشت کھانا درست ہے اور اس میں رد ہے ان پر جو شکار کے گوشت کو مطلق منع کرتے ہیں (ح ع) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم کو بھیڑ بکری گائے وغیرہ اہلی جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے۔

بَابُ إِذَا أَهْدَى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحَشِيًّا اگر غیر محرم محرم کے واسطے جنگلی گدھا زندہ ہدیہ بھیجے تو اس حیاتاً لَمْ يَقْبَلْ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں زندہ کی قید لگائی تو اس سے معلوم ہوا کہ جس روایت میں یہ آیا ہے کہ وہ ذبح ہوا ہوا تھا تو اس میں وہم ہے۔

۱۶۹۶۔ صعب بن جشامہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ایک جنگلی گدھا تحفہ بھیجا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایوان میں تھیں سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اس پر پھیر دیا سو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے چہرے میں غم دیکھا یعنی غم معلوم کیا بہ سبب نہ قبول کرنے کے تو فرمایا کہ اس کو ہم تجھ پر اس کا گوشت واپس نہ کر دیں مگر اس واسطے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

۱۶۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَشَامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحَشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ.

فائدہ: ابوا اور ودان نام ہیں جگہوں کے درمیان کے اور مدینے کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ان جنگلی گدھے کی بھیجی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو اس کا بھیجا تھا ان روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی گوشت اس کا مراد ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول زندہ جنگلی گدھا بھیجا ہو گا وہ آپ ﷺ نے نہ لیا پھر ان اور گورخر کی

کہ بعضوں نے اس کو گوشت سے تعبیر کیا اور بعض نے اس کو کھڑے سے تعبیر کیا اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ محرم کو مطلق شکار کا گوشت کھانا حرام ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے اس کی علت صرف بھی بیان کی کہ ہم محرم ہیں تو معلوم ہوا کہ منع کا سبب یہی احرام ہے اور یہی قول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور لیث اور ثوری اور اسحاق کا واسطے دلیل حدیث صعب کے لیکن اس کے معارض ہے وہ حدیث جو صحیح مسلم میں طلحہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ پرندے جانور کا گوشت کھایا اور حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی جو پہلے حدیث میں مذکور ہے اور حدیث بہز کی کہ حضرت ﷺ کے لیے ہرن ہدیہ بھیجا گیا اور آپ ﷺ احرام میں تھے سو حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اس کو لوگوں میں بانٹ دے اور اہل کوفہ اور ایک جماعت سلف کی کہتے ہیں کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا مطلق جائز ہے اور جمہور نے مختلف روایتوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ جن حدیثوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے قبول کیا سو مراد اس سے وہ شکار ہے جس کو غیر محرم اپنے لیے شکار کرے پھر اس سے کچھ گوشت کو محرم کے لیے بطور ہدیہ کے بھیجے اور جن حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو پھیر دیا تو اس سے مراد وہ شکار ہے کہ غیر محرم اس کو محرم کے واسطے شکار کرے اور کہتے ہیں کہ سبب صرف احرام کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ اگر شکار کسی مرد کے واسطے ذبح کیا جائے تو وہ اس پر حرام نہیں بلکہ جب کہ محرم ہو سو آپ ﷺ نے اصلی شرط بیان کی اور باقی سے سکوت فرمایا پس وہ نفی پر دلالت نہیں کرتا اور دوسری حدیثوں میں اس کو بیان کر دیا جیسا کہ اوپر گزرا اور امام مالک رحمہ اللہ سے اس مسئلہ سے تفصیل آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر محرم کے لیے احرام سے پہلے شکار کیا گیا ہو تو اس کو اس کا کھانا درست ہے نہیں تو نہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ تفصیل ہے کہ جس محرم کے واسطے شکار کیا گیا ہو اس کو اس کا کھانا درست نہیں اور دوسرے محرم کو اس کا کھانا درست ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پھیر دینا ہدیہ کا واسطے کسی علت کے اور اس کا عذر بیان کرنا اور یہ کہ بہہ ملک میں نہیں آتا مگر ساتھ قبول کرنے کے اور مالک ہونے کی قدرت سے اس ملک میں نہیں آتا اور یہ کہ لازم ہے محرم پر چھوڑ دینا اس شکار کا کہ اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا شکار کرنا اس پر منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ
باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے محرم کو مار ڈالنا اس کو موزی جانوروں سے یعنی ان جانوروں سے جن کے مارنے میں بدلہ لازم نہیں آتا۔

۱۶۹۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں جن کے مار ڈالنے میں محرم پر گناہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ مار ڈالے محرم اور ایک

۱۶۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں کہ ان کے مار ڈالنے میں کوئی گناہ نہیں ایک کو دوسرا چیل تیسرا چوہا چوتھا بچھو پانچواں کتا کاٹنے والا۔

وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ حَدَّثَنِي إِحْدَى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَارَةُ وَالْقُرْبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ.

فائدہ: پانچ کے ساتھ قید کرنے سے اگرچہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مار ڈالنے کا ان پانچوں کے ساتھ خاص ہے لیکن یہ مفہوم عدد ہے اور یہ اکثر کے نزدیک حجت نہیں اور اگر فرضاً حجت بھی ہو تو احتمال ہے کہ پہلے حضرت ﷺ نے فرمایا ہو پھر اس کے بعد بیان فرمایا ہو کہ ان پانچ کے سوائے اور چیزیں بھی اس حکم میں مشترک ہیں یعنی ان کے سوائے بعضی اور چیزیں بھی ہیں جن کا مار ڈالنا درست ہے اس واسطے کہ ایک روایت میں سانپ کا ذکر زیادہ ہے تو اس اعتبار سے چھ ہوئے اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ مار ڈالو درندے حملہ کرنے والے کو تو اس اعتبار سے سات ہوئے اور یہ ہی حکم ہے شیر اور چیتے اور بھیڑیے کا۔ (فتح)

۱۶۹۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں وہ سب موذی اور بدذات ہیں مار ڈالے جائیں حرم میں ایک کو دوسرا چیل تیسرا بچھو چوتھا چوہا پانچواں

۱۶۹۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

کتا کاٹنے والا۔

اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الذَّوَابِّ كُلُّهُنَّ
فَاسِقٌ يَقْتُلُهُنَّ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْجِدَاةُ
وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ.

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ ان کے مارنے میں محرم پر کوئی گناہ نہیں اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ان کو کوئی حرم میں مارے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ غیر محرم کو اور حل میں یعنی حرم مکہ کے سوا اور جگہ ان کا مار ڈالنا بطریق اولیٰ درست ہے اور ایک روایت میں یہ لفظ صریح آچکا ہے کہ مارے ڈالے جائیں حل میں اور حرم میں اور پھانسا جاتا ہے حکم حلال کا ساتھ اس طرح کے کہ اس کے ساتھ کوئی مانع قائم نہیں ہوا اور وہ احرام ہے پس غیر محرم کو بطریق اولیٰ جائز ہے اور یہ جو ایک طریق میں آیا ہے کہ ان کے مار ڈالنے میں کوئی گناہ نہیں تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ فعل کو ترک ترجیح ہے اور ایک طریق میں امر کا لفظ اور ظاہر امر وجوب کے ہے اور احتمال ہے کہ واسطے استحباب یا اباحت کے ہو لیکن یہ امر بعد حرمت کے واقع ہوا ہے واسطے عام ہونے نہ ہی محرم کے قتل سے پس یہ امر نہ تو وجوب کے واسطے ہوگا اور نہ استحباب کے یعنی بلکہ اباحت کے واسطے ہوگا پس معلوم ہوا کہ ان کا حرم میں مار ڈالنا جائز ہے یعنی نہ واجب ہے نہ مستحب اور یہ جو کہا کہ یہ جانور فاسق ہیں تو یہ اس وجہ سے ہے کہ فسق کے معنی نکلنے کے ہیں اور یہ جانور اور جانوروں کے حکم سے نکلے ہوئے ہیں کہ ان کے سوا اور جانوروں کا مار ڈالنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو فاسق اس واسطے کہا گیا ہے کہ ان کا کھانا حلال نہیں واسطے دلیل اس آیت کے او فسقا اهل لعیر اللہ اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ یہ جانوروں کے حکم سے خارج ہیں ساتھ ایذا کے اور فاسد کرنے کے اور نہ نفع اٹھانے کے اسی واسطے اہل فتویٰ نے اس میں اختلاف کیا ہے سو جو پہلے قول کے ساتھ قائل ہے لائق کیا ہے اس نے ساتھ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ جائز ہے حلال کو مار ڈالنا اس کا حرم میں اور حل میں اور جو دوسرے قول کا قائل ہے لائق کیا ہے اس نے ساتھ ان پانچ کے ہر وہ چیز کہ اس کا کھانا درست نہیں یعنی محرم کو اس کا مار ڈالنا بھی درست ہے مگر وہ چیز کہ اس کا مارنا منع ہے اور جو تیسرے قول کا قائل ہے وہ خاص اسی چیز کو لائق کرتا ہے جس سے فساد حاصل ہو اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ چوہا فاسق ہے کہ وہ چراغ سے گھر و جلا دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو فاسق اس واسطے کہا جاتا ہے کہ ان کا فعل فاسقوں کی مانند ہے اور یہ قول ترجیح دیتا ہے اور ایک روایت میں کوئے کے ساتھ ابقع کا لفظ زیادہ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں کوئے سے مراد وہ کوئے جو ابقع ہو یعنی جس کی پیٹھ پر یا پیٹ میں سفیدی ہو اور یہی حکم ہے ہر کوئے کا جو اس کا شریک ہو یعنی موذی ہو اور اس کا کھانا حرام ہے اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ چھوٹا کو جو دانہ کھاتا ہے وہ اس حکم سے خارج

ہے اس کو مارنا درست نہیں اس کو کھیتی کا کوا کہتے ہیں اور اس کو زانغ بھی کہتے ہیں سو علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ اس کا کھانا درست ہے اور باقی سب کوے ابق کے ساتھ ملحق ہیں کہ ان کا مار ڈالنا درست ہے حل میں بھی اور حرم میں بھی اور ان کا کھانا درست نہیں اور یہی مذہب ہے اہل علم کا کہ ہر کوے کا مار ڈالنا درست ہے سوائے کھیتی والے کوے کے لیکن عطار سے روایت ہے کوے کے مار ڈالنے میں بدلہ آتا ہے اور اسی طرح بچھو کا مار ڈالنا بھی سب کے نزدیک درست ہے مگر حکم اور حماد سے روایت ہے کہ محرم سانپ اور بچھو کا قتل نہ کرے کہ وہ زمین کے کٹرے ہیں اور یہ علت بے معنی ہے اور اسی طرح چوہا بار ڈالنا بھی سب کے نزدیک درست ہے مگر جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اس کے مار ڈالنے میں بدلہ ہے اور یہ قول مخالف سنت کے ہے اور مخالف قول اہل علم کے اور لوگوں نے ابراہیم کا یہ قول حماد کے پاس ذکر کیا تو اس نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے زیادہ تر حدیثوں کو رد کرنے والا کوفہ میں کوئی نہیں یعنی وہ حدیثوں کو بہت زیادہ رد کرتا ہے اس واسطے کہ اس کو حدیثیں کم پہنچی ہیں اور زیادہ تر حدیثوں کا تابع شععی سے کوئی نہیں اور مالکیہ سے چھوٹے چوہے کے مار ڈالنے میں بھی اختلاف منقول ہے جو ایذا کی قدرت نہیں رکھتا اور چوہا کئی قسم کا ہے اور سب کا کھانا حرام ہے اور مار ڈالنا درست ہے اور علماء کو اختلاف ہے اس میں کہ کتے کاٹنے والے سے کیا مراد ہے سوا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد اس سے شیر ہے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ اس سے مراد سانپ ہے اور زفر سے روایت ہے کہ مراد اس سے خاص بھیڑیا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں کہا کہ مراد اس سے وہ جانور ہے جو لوگوں کو کاٹے اور ان پر حملہ کرے مانند شیر اور چیتے اور پلنگ اور رجبیڑیے کی اور یہی منقول ہے سفیان سے اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد اس سے یہاں خاص کتا ہے اور نہیں ملحق ہے ساتھ اس کے اس حکم میں مگر بھیڑیا اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ الہی غالب کر اس پر کوئی کتا اپنے کتوں میں سے سوا اس کو شیر نے قتل کیا تو معلوم ہوا کہ کتے سے مراد عام ہے اور طحاوی نے حنفیہ کے لیے جت پکڑی ہے ساتھ اس طور کے کہ علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ باز اور شکرے کا مارنا درست نہیں اور وہ درندے پرندوں میں سے ہیں پس معلوم ہوا کہ حرمت چیل اور کوے کے ساتھ خاص ہے اور اسی طرح خاص ہوگی حرمت ساتھ کتے کے اور جو شریک ہے اس کو اس کی صفت میں اور وہ بھیڑیا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دعویٰ اتفاق کا مردود ہے اس واسطے کہ اس کے مخالفوں نے جائز رکھا ہے قتل کرنا ہر چیز کا کہ حملہ کرے پس داخل ہوگا اس میں باز اور شکرہ بلکہ ان کے اکثر کہتے ہیں کہ لاحق ہے ساتھ پانچ کے وہ چیز کہ اس کا کھانا منع ہے مگر جس کو مار ڈالنا منع ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے غیر عقور میں جن کے پالنے کا حکم نہیں سو قاضی حسین اور ماروردی نے کہا کہ اس کا مار ڈالنا درست نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں جواز واقع ہوا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان پانچ کے سوا اور چیزیں بھی ان کے ساتھ اس حکم میں شامل ہیں مگر معنی میں اختلاف ہے کہ کس سبب سے ان کا مارنا

درست ہے سو بعض تو یہ کہتے ہیں کہ وہ ایذا دیتے ہیں پس جائز ہے مار ڈالنا ہر ایذا دینے والے جانور کا اور یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا کھانا جائز نہیں بنا بر اس کے جس کا مار ڈالنا درست ہے اس کے مار ڈالنے میں محرم پر فدیہ نہیں اور یہ مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اور اس کے اصحاب نے حیوانوں کی بہ نسبت محرم کے تین اقسام میں تقسیم کیا ہے ایک وہ جانور ہیں کہ محرم کو ان کا مار ڈالنا مستحب ہے مانند ان پانچ کے اور جو ان کے معنی میں ہیں موذی جانوروں سے اور ایک قسم وہ جانور ہیں جن کا مار ڈالنا اس کو درست ہے مانند باقی جانوروں کے جن کا گوشت کھانا درست نہیں اور وہ دو قسم ہیں ایک قسم وہ ہے کہ اس سے نفع اور ضرر حاصل ہوتا ہے سو اس کا مار ڈالنا درست ہوگا اس واسطے کہ اس میں منفعت شکار کرنے کی ہے اور مکروہ نہیں کہ اس میں حملہ کرنا ہے اور ایک قسم ہے کہ اس میں نہ نفع ہے اور نہ ضرر سو اس کا مار ڈالنا مکروہ ہے اور حرام نہیں اور تیسری قسم وہ ہے کہ اس کو کھانا درست ہے اور مار ڈالنا درست نہیں تو اس میں بدلہ ہے جب کہ اس کو محرم قتل کرے اور حقیہ نے اس میں اختلاف کیا ہے سو اقتصار کیا ہے انہوں نے انہیں پانچوں پر لیکن انہوں نے ان کے ساتھ سانپ اور بھیڑیے کو لاحق کیا ہے اور ان کے سو جو چیز ابتداء حملہ کرے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ ظاہر ہونے معنی کے پانچ میں اور وہ ایذا طبعی ہے اور حملہ اور جب منقوص علیہ میں معنی ظاہر ہیں تو متعدی ہوگا حکم طرف ہر اس چیز کی کہ پائے جائیں اس میں یہ معنی جیسا کہ موافقت کی ہے انہوں نے اس پر بیاج کے مسکوں میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر اگر کسی شخص پر قتل واجب ہو یعنی قصاص وغیرہ کے سبب سے اور وہ حرم مکہ کی طرف پناہ پکڑے تو اس کا مار ڈالنا درست ہے اور یہ پناہ پکڑنی اس کو کچھ فائدہ نہیں دیتی اس واسطے کہ ان پانچ چیزوں کا مار ڈالنا اس واسطے جائز ہے کہ وہ فاسق ہیں اور قاتل فاسق ہے بلکہ وہ بطریق اولی فاسق ہے کہ وہ مکلف ہے اور یہ مکلف نہیں و سیاتی المحت فیہ۔ (فتح)

۱۶۹۹۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ منی کی ایک غار میں تھے کہ اچانک سورہ والمرسلات نازل ہوئی اور آپ ﷺ اس کو پڑھتے تھے اور البتہ میں اس کو آپ ﷺ کے منہ سے سیکھتا تھا اور آپ ﷺ کا منہ مبارک اس کے ساتھ تر تھا کہ اچانک ہم پر ایک سانپ ہم پر نکلا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو سو ہم نے اس کے مار ڈالنے میں جلدی کی اور وہ بچ گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہاری بدی سے محفوظ رہا اور تم

۱۶۹۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ بِمِنَى إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَبَسَتْ عَلَيْنَا حَيَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کی بدی سے محفوظ رہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہماری مراد تو اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ منی حرم میں ہے اور یہ کہ انہوں نے سانپ کے مارنے میں کچھ گناہ نہیں دیکھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِنَّمَا أَرَدْنَا بِهَذَا أَنْ مَنَى مِنَ
الْحَرَمِ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقَتْلِ الْحَيَّةِ بَأْسًا.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ یہ عرفی کی رات میں واقع ہوا ہے اور ساتھ اس کے پوری ہوگی حجت پکڑنی اور پر مقصود باب کے کہ محرم کو سانپ کا مارنا درست ہے جیسے کہ قول اس کا (بہنی) اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حرم میں تھا اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا کہ کہتا ہے کہ نہیں عبد اللہ کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے کہ آپ ﷺ نے احرام کی حالت میں سانپ کے مارنے کا حکم دیا اس لیے کہ احتمال ہے کہ یہ طواف زیارت کے بعد ہوا اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے محرم کو حکم کیا ساتھ مار ڈالنے سانپ کے حرم میں۔ (فتح)

۷۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چھپکلی فاسق ہے اور میں نے آپ ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے اس کے مار ڈالنے کا حکم کیا ہو۔

١٧٠٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلزَّوْجِ الْفَاضِلِ
أَسْمَعُهُ أَمْرَ بَقْتَلِهِ.

فائدہ: حضرت ﷺ نے جو اس کا نام فاسق رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا مار ڈالنا درست ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ سنا اس کے منع ہونے پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کہ اس کے غیر نے اس کو سنا ہے جیسا کہ کتاب بدء الخلق میں سعد بن ابی وقاص وغیرہ سے آئے گا اور ابن عبدالبر نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے حل میں بھی اور حرم میں بھی لیکن امام مالک سے منقول ہے کہ محرم چھپکلی کو نہ مارے اور اگر مارے تو صدقہ دے اس واسطے کہ وہ ان پانچ میں سے نہیں ہے جس کے مارنے کا حکم ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے عطاء سے پوچھا کہ حرم میں چھپکلی کا مار ڈالنا درست ہے تو اس نے کہا کہ اگر تجھ کو ایذا دے تو اس کے مارنے کا کچھ ڈر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس کا مار ڈالنا ایذا پر موقوف ہے اگر ایذا سے تو مار ڈالے نہیں تو نہیں۔ (فتح)

حرم مکہ کا درخت نہ کاٹا جائے

بَابُ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ نہ کاٹا جائے درخت اس کا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْصَدُ شَوْكَةٌ.

۱۷۰۱۔ حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرٍو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ أَذْنٌ لِي أَيْهَا الْأَمِيرُ أَحْذِثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَدِ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ فَسَمِعْتُهُ أَذْنًا وَرَوَّاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرْتُهُ عَيْنًا حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ إِنَّهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَتْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَمُهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِأَمْرِيءٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْصِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلَيُبْلَغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرُو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيدُ غَاصِيًا وَلَا فَارًا بِدَمٍ وَلَا فَارًا بِخُرْبَةٍ خُرْبَةُ بَلِيَّةٍ.

۱۷۰۱۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کو کہا (جب کہ اس کو یزید نے اپنی حکومت میں مدینہ کا حاکم کیا) اس حال میں کہ عمرو لشکر کو مکہ میں بھیجتا تھا (یعنی واسطے لڑائی ابن زبیر کے کہ اس وقت مکہ میں خلیفہ تھے) کہ اے امیر مجھ کو حکم ہو تو میں تجھ کو ایک حدیث بتلاؤں جس کو حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے اگلے دن کھڑے ہو کر فرمایا سو میرے کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ کلام کیا اور وہ یہ ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے اللہ کی تعریف کی اور ثناء کی اور پھر فرمایا کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا یعنی یہ تعظیم اس کی اللہ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے آدمیوں نے اپنی طرف سے نہیں بنائی سو جو مرد کہ اللہ کے اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو اس کو حلال نہیں کہ اس میں خون کو بہائے یعنی اس میں کسی کا خون کرنا درست نہیں اور مکے کا درخت نہ کاٹے اور اگر کوئی مکے میں خون کرنا درست جانے اللہ کے پیغمبر کے قتل کرنے کی دلیل سے تو اس سے کہہ دو کہ البتہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا اور تم کو حکم نہیں دیا اور مجھ کو بھی دن کی ایک ہی ساعت میں اجازت ہوئی یعنی طلوع آفتاب سے عصر تک پھر اس کی حرمت پلٹ آئی آج جیسے کل تھی اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو کسی نے ابو شریح سے

پوچھا کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے تجھ کو کیا جواب دیا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابا شریح میں اس حکم کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں بے شک حرم نہ گناہگار کو پناہ دیتا ہے اور نہ خون کر کے بھاگنے والے کو اور نہ فساد کے سبب سے بھاگنے والے کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ خربہ کے معنی فساد ہیں یعنی چوری۔

فائدہ: ۶۰ ھ میں جب یزید بن معاویہ حاکم ہوا تو اس نے عمرو بن سعید کو مدینے کا حاکم کر کے بھیجا اور اس وقت مکے میں عبداللہ بن زبیر خلیفہ تھے جو نو اے تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا اس نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تب عمرو نے اس کی طرف لشکر تیار کیا جب وہ لشکر مکے میں پہنچا اہل مکہ نے ان کو شکست دی اور وہ سب بھاگ گئے اور ان کا امیر گرفتار ہو کر مار گیا اور عمرو کا یہ کلام صحیح ہے کہ مکہ خونی آدمی کو پناہ نہیں دیتا لیکن ان کے اس کلام سے ارادہ باطل کا کیا اس واسطے کہ ابن زبیر نے کسی کا خون کر کے حرم میں پناہ نہیں پکڑی تھی اور نہ اس پر کوئی حد واجب تھی کہ عمرو کا یہ جواب صحیح ہو اور یہ جو کہا کہ اللہ نے مکے کو حرام کیا ہے تو مراد اس سے یہ ہے کہ مکے والوں سے لڑنا درست نہیں اور جو اس میں پناہ پڑے اس کو امن دیا جائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حرم مکہ کا درخت کاٹنا درست نہیں قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ فقہاء کہتے ہیں کہ یہ نہی خاص ہے ساتھ اس درخت کے کہ خود بخود اللہ کی قدرت سے زمین سے پیدا ہو بغیر دستکاری آدمی کی اور جو آدمی کی دستکاری سے پیدا ہو اس میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس کا کاٹنا جائز ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ سب درختوں میں بدلہ ہے اور اگر پہلے قسم سے درخت کاٹے تو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں بدلہ نہیں بلکہ گناہگار ہوتا ہے اور عطاء نے کہا کہ توبہ کرے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کی قیمت سے جانور خرید کے قربانی کرے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ بڑے میں گائے دے اور اس سے چھوٹے میں بکری اور بن عربی نے کہا کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ حرم کا درخت کاٹنا بھی درست نہیں لیکن امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ شاخ سے مسواک کاٹنی درست ہے اور اسی طرح پتے اور میوے بھی درست ہیں جب کہ درخت کو ہلاک نہ کرے اور یہی قول ہے مجاہد اور عطاء کا اور کہتے ہیں کہ کانٹے کا کاٹنا بھی درست ہے کہ وہ موذی ہیں پس مشابہ ہے فاسق جانوروں کے اور جمہور کے نزدیک منع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خبر واحد مقبول ہے اس واسطے کہ معلوم ہے کہ ہر شخص جو خطبے میں حاضر تھا اس کو پہنچا دینا لازم ہے پس اگر سامع کو اس کا قبول کرنا درست نہ ہو تو تبلیغ کے حکم کا کچھ فائدہ نہ ہوگا اور اس حدیث میں اور کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو گزرا ایک یہ کہ جائز ہے مرد کو خبر دینا اپنے نفس سے ساتھ اس چیز کے کہ مقتضی ہو ثقہ ہونے اور ضابط ہونے اس کے کو اور انکار کرنا عالم کا حاکم پر ساتھ اس چیز کے کہ بدلے اس کو حکم دین سے

اور وعظ کرنا ساتھ نرمی اور آہستگی کے اور جب ہاتھ سے منع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے انکار کرے اور واقع ہونا تاکید کا کلام بلیغ میں اور جائز ہونا محاذلہ کا امور دیکھ میں اور جائز ہونا تیغ کا اور یہ کہ مسائل اجتہاد میں ایک مجتہد دوسرے مجتہد پر جہت نہیں اور کلثما ذمہ تبلیغ سے اور ناگوار کا منہ پر صبر کرنا۔ (فتح)

حرم مکہ کا شکار نہ ہانکا جائے

بَابُ لَا يَنْفَرُ صَيْدُ الْحَرَمِ

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے شکار کرنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے یعنی اس کو اپنی جگہ سے نہ ہانکا جائے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ حرام ہے معفیر اور وہ اپنی جگہ سے اٹھانا ہے پس اگر اس کو اپنی جگہ سے ہانکے تو گنگہار ہوتا ہے برابر ہے کہ تلف ہو یا نہیں پس اگر ہانکنے کے بعد آرام سے پہلے تلف ہو تو ضامن ہوگا یعنی اس کا بدلہ لازم ہوگا نہیں تو نہیں علماء کہتے ہیں کہ جب اس کا ہانکنا درست نہیں تو اس کا تلف کرنا بطریق اولیٰ درست نہ ہوگا۔

۱۷۰۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے نہ تو مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال ہوا اور نہ مجھ سے پیچھے کسی کو لڑنا حلال ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا تو اس کا سبزہ تر نہ کاٹا جائے اور اس کا درخت قطع نہ کیا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر اس کو جو لوگوں میں مشہور کرے اور ڈھونڈ کر مالک کو پہنچائے سو حضرت ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مگر اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے کہ وہ ہمارے سوناروں اور قبروں کے کام آتا ہے سو حضرت ﷺ نے کہا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے اور خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اس کے شکار نہ ہانکنے کے کیا معنی ہیں وہ یہ ہیں کہ علیحدہ کرے تو اس کو سایہ سے اور تو اس کی جگہ میں اترے۔

۱۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْصَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَنْفَرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْقَطُ لِقَطْعَتِهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخِرُ لَصَاعِنًا وَقُبُورِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا لَا يَنْفَرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ يَنْحِيَهُ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهُ

فائدہ: عکرمہ رضی اللہ عنہ نے تنبیہ کی ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے تلف کرنا اس کا اور ہر قسم ایذا کے یہ تنبیہ ہے ساتھ

ادنیٰ کے اعلیٰ پر اور مجاہد اور عطاء عکرمہ کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ اس کے ہانکنے کا کچھ ڈر نہیں جب تک کہ اس کے قتل تک نوبت نہ پہنچے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ

کے میں لڑنا حلال نہیں
اور ابو شریح نے کہا کہ کوئی مسلمان کے میں خون نہ
بہائے یعنی اس میں کسی کو نہ مارے

وَقَالَ أَبُو شَرِيحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْفِكُ
بِهَا دَمًا

۱۷۰۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب فتح مکہ کے بعد نہ رہا لیکن جہاد کرنا اور ثواب رکھنے کی نیت کرنا باقی ہے اور اگر تم جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو نکلو پس تحقیق یہ شہر ہے کہ اللہ نے اس کو حرام کیا ہے اس دن سے کہ پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو اور وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک اور تحقیق مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور مجھ کو بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہوا سو وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک نہ اس کا درخت خار دار کاٹا جائے اور نہ اس کا شکاری جانور ہانکا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر اس کے لیے جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے تو حضرت ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مگر اذخر کے گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ وہ اہل مکہ کے لوہاروں اور گھروں کے کام آتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اذخر کا گھاس کاٹنا درست ہے۔

۱۷۰۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ لَا هَجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيَّةٌ وَإِذَا اسْتَفْرُغْتُمْ فَأَنْفِرُوا فَإِنَّ هَذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْصَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهُ وَلَا يُلْقَطُ لُقَطَتُهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخِرُ فَإِنَّهُ لَقَيْهِمْ وَلَبِئْسَ بِهِمْ قَالَ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ میں لڑنا درست نہیں اس واسطے کہ وہ پہنچاتا ہے طرف قتل کے اور ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں خون بہانا درست نہیں وفی المطابۃ للترجمہ اور یہ جو فرمایا کہ ہجرت نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ واجب ہونا ہجرت کا مکہ سے بند ہو گیا ہے ساتھ فتح ہونے اس کے کی اس واسطے کہ مکہ اب دار السلام ہو گیا

ہے لیکن جہاد کا واجب ہونا بدستور باقی ہے جب کہ اس کی حاجت ہو اور تغیر کیا اس کو ساتھ اس قول کے کہ جب جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو اس کو قبول کرو اور اس کی طرف نکلو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حرم میں لڑنا اور قتل کرنا درست نہیں ہے اس بنا پر قتل کرنا سونقل کیا ہے بعض نے اتفاق اس پر کہ حرم میں قتل کی حد قائم کرنا درست ہے اس پر جو حرم میں کسی کو ناحق مار ڈالے اور جو حل میں کسی کو قتل کر کے حرم میں پناہ پکڑے تو اس میں اختلاف ہے اور منجملہ ناقلین اجماع سے ابن جوزی ہے اور بعض نے حجت پکڑی ہے ساتھ قتل کرنے ابن خطل کے حرم میں اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ یہ اس ساعت میں تھا جس میں حضرت ﷺ کو اس میں لڑنا حلال ہوا اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ مقتضی قول ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا یہ ہے کہ حرم میں قتل کرنا مطلق درست نہیں اور مجاہد اور عطاء سے تفصیل منقول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہ قتل کیا جائے حرم میں یہاں تک کہ اپنے اختیار سے حل کی طرف نکلے لیکن نہ اسکے ساتھ مجلس کی جائے اور نہ اس کے ساتھ کلام کی جائے اور اس کو وعظ اور نصیحت کی جائے یہاں تک کہ حرم سے باہر نکلے اور ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ بے قرار کر کے حل کی طرف نکالا جائے اور یہ کام ابن زبیر نے کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کسی حد کو پہنچے یعنی اس پر کوئی حد شرعی واجب ہو پھر حرم میں داخل ہو تو اس کے سات مجلس نہ کی جائے اور اس سے بیچ شرانہ کی جائے اور مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حرم میں حد کا قائم کرنا مطلق درست ہے اس واسطے کہ گناہگار نے اپنی جان کی حرمت توڑ دی سو جو اللہ نے اس کو امن دیا تھا وہ باطل ہو گیا اور ماروڑی نے کہا کہ اہل مکہ سے لڑنا درست نہیں لیکن اگر امام سے باغی ہوں اور بدون لڑائی کے ان کا پھیرنا ممکن ہو تو لڑائی درست نہیں اور اگر ممکن نہ ہو تو جمہور نے کہا ہے کہ درست ہے اس واسطے کہ باغیوں سے لڑنا اللہ کا حق ہے پس نہیں جائز ہے ضائع کرنا اس کا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ان سے لڑنا درست نہیں بلکہ ان کو تنگ کیا جائے یہاں تک کہ امام کی اطاعت قبول کریں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ حرام ہے لڑنا بیچ اس کے اور یہی قول ہے ایک جماعت شافعیہ اور مالکیہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے قتال نے اور طبری نے کہا کہ جو حل میں موجب حد کر کے حرم میں پناہ پکڑے تو امام کو جائز ہے کہ اس کو تنگ کرے تاکہ وہ اس سے باہر نکلے اور امام کو جائز نہیں کہ ان پر لڑائی کو قائم کرے بلکہ ان کا محاصرہ کرے اور ان کو تنگ کرے یہاں تک کہ امام کی اطاعت قبول کریں اور یہی قول ہے بہت اہل علم کا اور اسی کو سمجھا ہے ابن شریع نے اور نیز اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ حرم مکہ میں داخل ہونے کے لیے احرام شرط ہے اس واسطے کہ معنی آپ ﷺ کے قول کے اللہ نے اس کو حرام کیا یہ ہیں کہ غیر محرم کو حرم مکہ میں داخل ہونا درست نہیں یہاں تک کہ احرام باندھے اور یہی ایک قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا مگر جب کہ مکہ آنا جانا ہو تو بدون احرام کے اس میں داخل ہونا درست ہے اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حرم مکہ میں ۔

جانوروں کا چرایا جانا درست نہیں اس واسطے کہ اختلا کے معنی کاٹنے اور جھاڑنا ہیں اور چرانا وہ کاٹنے اور جھاڑنے سے زیادہ تر سخت ہے اور یہی قول ہے مالک اور کوفیوں کا اور اعتقاد رکھا ہے اس کو طبری رحمہ اللہ نے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ چرانے کا کچھ ڈرنہیں واسطے مصلحت جانوروں کے اور اس پر لوگوں کا عمل ہے بخلاف پتے جھاڑنے کے کہ وہ منع ہے پس یہ حکم غیر کی طرف متعدی نہ ہوگا اور خلا سبزہ تر کا کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خشک درخت کا چرانا درست ہے اس واسطے کہ خشک درخت مردے کی مانند ہے ابن قدامہ نے کہا کہ لیکن ازخ کے خاص کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خشک درخت کا کاٹنا بھی درست نہیں اور کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ جو چیز کہ لوگ اپنی دستکاری سے حرم میں پیدا کریں مانند ساگ اور کھیتی وغیرہ کے تو اس کا کاٹنا بالاجماع درست ہے۔ (فتح)

محرم کو سینگ لگوانے کا بیان یعنی کیا اس کو اس سے منع کیا جائے یا اس کے لیے مطلق درست ہے یا ضرورت کے واسطے درست ہے اور مراد اس سے مجوم ہے یعنی جس کو سینگ لگائی جائے حاکم نہیں۔

وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرَمٌ
وَيَتَدَاوَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طَيْبٌ

فائدہ: یہ ضرورت کے واسطے تھا ویتداوی مالہ یکن فیہ طیب اور جائز ہے محرم کو یہ کہ دوا کرے واسطے اپنے جب تک کہ اس میں خوشبو نہ ہو۔

فائدہ: یہ ترمہ باب کا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں نہیں اور حجامت اور اس کے درمیان جامع عموم تدای ہے اور حسن سے روایت ہے کہ اگر محرم کے سر میں زخم ہو جائے تو اس کو جائز ہے کہ اس کے گرد کے بال کاٹ ڈالے اور اس کی دوا کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں خوشبو نہ ہو۔ (فتح)

۱۷۰۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سینگ لگوائی حضرت ﷺ نے اس حال میں کہ آپ ﷺ محرم تھے۔

۱۷۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لَنَا عُمَرُو أَوَّلُ شَيْءٍ
سَمِعْتُ عَطَاءَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اخْتَجَمَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرَمٌ لَمْ
يَسْمِعْهُ يَقُولُ حَدَّثَنِي طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا.

۱۷۰۵۔ ابنِ حسینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے لکھی جمل میں اپنے سر مبارک کے درمیان سیگی لگوائی اس حال میں کہ آپ ﷺ محرم تھے۔

۱۷۰۵۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عُلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ ابْنِ بَحِينَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلُحْيِي جَمَلٍ فِي وَسْطِ رَأْسِهِ.

فائدہ: لکھی جمل ایک جگہ کا نام ہے ککے کے راہ میں سات میل مدینے سے

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر محرم سیگی لگوانے کا ارادہ کرے بدون حاجت کے اور اس میں بالوں کا کاٹنا لازم آئے تو وہ حرام ہے اور اگر بالوں کا کاٹنا لازم نہ آئے تو جمہور کے نزدیک درست ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ مکروہ ہے اور حسن سے اس میں فدیہ مروی ہے اگرچہ اس میں بال نہ کاٹے اور اگر ضرورت کے واسطے ہو تو جائز ہے کاٹنا بالوں کا اور واجب ہے فدیہ اور اہل ظاہر نے کہا کہ صرف سر کے بالوں میں فدیہ ہے اور داودی نے کہا کہ اگر بغیر بال منڈوائے سیگی کا لگوانا ممکن ہو تو بال کا منڈوانا درست نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے قصد کرنا اور زخم اور پھوڑے کا باندھنا اور رگ کا کاٹنا اور دانت کا اوکھاڑنا وغیرہ ہر قسم کی دوا کرنی جب کہ اس میں ارتکاب ممنوع امر کا لازم نہ آئے یعنی استعمال کرنا خوشبو کا اور کاٹنا بالوں کا اور ان چیزوں میں سے کسی چیز میں فدیہ دینا لازم نہیں واللہ اعلم۔ (فتح)

محرم کے نکاح کرنے کے بیان میں

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اور ظاہر اس کی کارگیری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک نہی ثابت نہیں ہوئی اور نہ یہ بات کہ وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور اس نے نکاح میں یہ باب باندھا ہے باب نکاح الحرم اور اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی اور نکاح سے مراد اس کے عرفے نکاح ہے نہ جماع اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ حج اور عمرہ جماع سے فاسد ہو جاتا ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں اختلاف ہے مشہور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا اور صحیح ہوا ہے مانند اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور خود میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ حلال تھے اور ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے اور یہ کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف وکیل تھے اور اسی کا بیان کتاب المغازی میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ احرام کی حالت

میں نکاح درست ہے یا نہیں جمہور کہتے ہیں کہ منع ہے واسطے دلیل حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ نہ محرم خود اپنا نکاح کرے اور نہ وکیل ہو کر اس کا نکاح کر دے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس واقع میں اختلاف ہے کہ کس طرح تھا اور نہیں قائم ہوتی ساتھ اسکے حجت اور اس واسطے کہ احتمال خاصہ ہونے کا رکھتا ہے سو نہی کی حدیث کے ساتھ عمل کرنا اولیٰ ہوگا اور عطاء اور عکرمہ اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نکاح کرے جیسا کہ جائز ہے اس کو یہ کہ صحبت کے واسطے لونڈی خریدے اور اس کا جواب یہ کہ یہ قیاس ہے بچ مقابلے سنت کے پس نہ اعتبار کیا جائے گا ساتھ اس کے اور یہ جو کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جماع کرنا مراد ہے تو یہ تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اسکے کہ اس میں صریح موجود ہے ولا ینکح ساتھ پیش ”ی“ کے اور نیز اس میں صریح موجود ہے کہ نہ خود متکفی کرے یعنی اگر نکاح سے مراد جماع ہو تو لفظ ینکح مجہول کے اور بخطب کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔

۱۷۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُصَيْبَةِ عَبْدُ الْقُدُّوسِ
بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي
عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَجَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ.

۱۷۰۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ ﷺ اہرام باندھے ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث موافق مذہب حنفیہ کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ ﷺ حلال تھے یعنی آپ ﷺ غیر محرم تھے اور ظاہر ہوا لوگوں میں امر نکاح ان کے کہ اس حال میں کہ وہ محرم تھے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ آپ ﷺ نے ان سے اہرام کی حالت میں نکاح کیا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الطَّيِّبِ لِلْمُحْرِمِ
وَالْمُحْرِمَةِ

احرام کی حالت میں مرد اور عورت کو خوشبو لگانا منع ہے

فائدہ: یعنی مرد اور عورت دونوں اس میں برابر ہیں اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور سوائے اس کے نہیں اختلاف تو کئی چیزوں میں ہے کہ کیا اس کو خوشبو لگنا جاتا ہے یا نہیں اور محرم کو احرام کی حالت میں خوشبو لگانی جو منع ہے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ اسباب جماع سے ہے اور اس کے مقدمات سے ہے جو احرام کو توڑ ڈالتے ہیں اور یہ کہ یہ محرم کے حال کے منافی ہے اس واسطے کہ محرم غبار آلودہ ہوتا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَا تَلْبَسُ
الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا يَبُورُ سِوَا زَعْفَرَانٍ

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہ پہنے احرام کی حالت میں عورت وہ کپڑا جس کو درس اور زعفران لگی ہو

فائدہ: ورس ایک قسم کی گھاس خوشبودار زرد رنگ ہے مشابہ زعفران کے اس سے کپڑے زرد کرتے ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو احرام کی حالت میں ورس اور زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا درست نہیں۔ ورفیہ

المطابقة للترجمة

۱۷۰۷۔ ۱۷۰۷۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت ﷺ آپ ہم کو احرام کی حالت میں کیا کپڑا پہننے کا حکم کرتے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پہنو کرتے اور نہ پانچاے اور نہ پگڑیاں اور نہ اور کوٹ اور نہ موزے مگر یہ کہ کسی کے پاس جو تانہ ہو تو چاہیے کہ پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے ان کو ٹخنوں سے نیچے اور نہ پہنے وہ کپڑا جس میں زعفران اور ورس لگی ہو اور نہ نقاب ڈالے عورت احرام والی اور نہ پہنے دستانے۔

۱۷۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْأَحْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعَمَامَةَ وَلَا الْبُرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدُ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْعُفْفَيْنِ وَلْيَقْطَعْ أَصْفَلَ مِنَ الْكُعْمَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرَسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُقَازِينَ تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنُ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابْنُ إِسْحَاقَ فِي النَّقَابِ وَالْقُقَازِينَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَلَا وَرَسٌ وَكَانَ يَقُولُ لَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُقَازِينَ وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ.

فائدہ: ابو داؤد وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا کہ منع فرماتے تھے عورتوں کو اپنے احرام کی حالت میں دستانے پہننے سے اور نقاب ڈالنے سے اور پہننے اس کپڑے کے سے کہ اس کو ورس اور زعفران لگی ہو اور چاہیے کہ پہنے بعد اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے جو چاہے انواع کپڑوں سے زرد رنگ کا کپڑا ہو یا ریشمی ہو یا زیور یا پانچامہ یا کرتا یا موزہ اور اجماع ہے اس پر کہ احرام کی حالت میں جس طرح مرد کو خوشبو لگانا منع

ہے اسی طرح عورت کو بھی منع ہے اور مرد کو بھی دستانے پہننے درست نہیں اور یہ جو فرمایا کہ احرام کی حالت میں عورت منہ پر نقاب نہ ڈالے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنا منہ نہ ڈھانپے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے جمہور کہتے ہیں کہ منع ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور یہی ہے ایک روایت مالکیہ اور شافعیہ کے اور نہیں اختلاف کیا انہوں نے بیچ منع کرنے اس کے کہ ڈانکنے منہ اپنے سے اور ہاتھوں اپنے سے ساتھ اس چیز کے کہ نقاب اور دستانے کے سوائے ہے اور یہ جو فرمایا کہ جس کو درس لگی ہو اس کو محرم نہ پہننے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جس میں زعفران اور درس نہ لگی ہو اس کو پہننا درست ہے لیکن علماء نے لاحق کیا ہے ساتھ ان کے سب قسم خوشبو کی واسطے مشترک ہونے حکم میں اور جو کپڑا کہ زعفران اور درس کے سوا اور کسی چیز سے رنگا ہو اس میں اختلاف ہے کما تقدم۔ (فتح)

۱۷۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَصَّتْ بَرَجَلِي مُحْرِمٍ نَاقَتَهُ فَقَتَلْتُهُ فَأَتَنِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تَغْطُوا رَأْسَهُ وَلَا تَقْرِبُوهُ طَبِيبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَهْلُ.

۱۷۰۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ مر گیا اور وہ احرام باندھے تھا سو اس اونٹنی نے اس کو مار ڈالا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو غسل دو اور کفناؤ اور نہ اس کا سر ڈالو اور نہ اس کے نزدیک خوشبو لے جاؤ اس واسطے کہ وہ قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا یعنی جس حالت میں مرا ہے اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ وہ اپنے احرام پر باقی رہتا ہے اور حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے احرام پر باقی نہیں رہتا کفن دیا جائے اس کو بطور لباس غیر محرم کے اور ان کی دلیل یہ لفظ ہے کہ اس کا منہ نہ ڈھانکو اور اس لفظ کے ثبوت میں اختلاف ہے پس کہتے ہیں کہ نہیں جائز محرم کو ڈھانکنا منہ اپنے کا باوجود یہ کہ وہ ظاہر اس حدیث کے قائل نہیں اس شخص کے حق میں جو احرام کی حالت میں مرے اور جمہور نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس لفظ کے ثبوت میں تردد ہے اور اہل ظاہر نے کہا کہ زندہ محرم کا منہ ڈانکنا درست ہے اور مردے محرم کو درست نہیں اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص واقع کا ذکر ہے یہ حکم عام نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ علت امر مذکور میں ہونا اس کا حج میں ہے اور وہ عام ہے ہر محرم میں اور اصل یہ ہے کہ جو امر ایک کے واسطے حضرت ﷺ کے زمانے میں ثابت ہو چکا ہے وہ غیر کے واسطے بھی ثابت ہے یہاں تک کہ اس کی تخصیص ظاہر ہو اور اگر روزے دار مر جائے تو کیا اس کا وہ روزہ باطل ہو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کا سر نہ ڈھانکو تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ محرم کا منہ ڈھانکنا درست نہیں بلکہ واسطے بچانے سر کے اس واسطے کہ اگر اس کا منہ ڈھانکتے تو نہ امن تھا اس سے کہ

ڈھانکا جائے سر اس کا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے ہمیشہ لبیک کہنی احرام میں اور وہ منقطع نہیں ہوتی ساتھ متوجہ ہونے کے طرف عرفات کی اور یہ کہ جائز ہے محرم کو غسل کرنا ساتھ بیری کے پتوں وغیرہ سے جو خوشبو شمار نہیں کی جاتی اور یہ کہ جائز ہے کاٹنا بصر حرم کا ساتھ اس حدیث کے۔ (فتح)

بَابُ الْإِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ

فائدہ: یعنی واسطے پاکی اور ستھرائی حاصل کرنے کے اور واسطے پاک ہونے کے جنابت سے ابن منذر نے کہا ہے کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ نہائے جنابت سے اور اس کے سوائے اور غسل میں اختلاف ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی جو مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مکروہ ہے محرم کو یہ کہ ڈبوئے پانی میں سر اپنا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نہ دھوتے تھے سر اپنا مگر احتلام سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے محرم کو یہ کہ

داخل ہو حمام میں

يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بدن

وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ

کھینچنے میں کچھ ڈر نہیں

بِالْحَلِكِ بَأْسًا

فائدہ: اور مناسبت اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ترجمہ کے ساتھ جامع اس چیز کے ہے جو درمیان غسل

اور خارش کے ہے دور کرنے ایذا سے۔

۱۷۰۹۔ عبد اللہ بن حنین سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور

۱۷۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

مسور ابوا (ایک جگہ کا نام ہے) میں جھگڑے سو عبد اللہ بن

مَالِكُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جائز ہے محرم کو یہ کہ دھوئے سر اپنا اور

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ

مسور نے کہا کہ نہیں جائز ہے محرم کو یہ کہ دھوئے سر اپنا سو ابن

الْعَبَّاسِ وَالْمُسَوَّرَ بْنِ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا

عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا سو

بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْتَسِلُ

میں نے اس کو پایا اس حال میں کہ غسل کرتا تھا درمیان دو

الْمُحْرِمِ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمُسَوَّرُ لَا يَغْتَسِلُ

لکڑیوں کے کہ کھڑی ہوتی ہیں اور وہ کپڑے سے پردہ کرتا تھا

الْمُحْرِمِ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

سو میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا کہ یہ کون ہے سو میں

الْعَبَّاسِ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ

نے کہا کہ میں عبد اللہ بن حنین ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو

فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ

تمہارے پاس بھیجا ہے تم سے پوچھتے ہیں کہ حضرت ﷺ

بَثُوبٍ فَلَسَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ

احرام کی حالت میں اپنا سر کس طرح دھویا کرتے تھے سوا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا یعنی جس سے پردہ کیا ہوا تھا سو اس کو نیچے لائے اور اپنے سر سے دور کیا یہاں تک کہ اس کو سر مجھ کو ظاہر ہوا پھر اس نے اس آدمی سے کہا جو اس پر پانی دالتا تھا کہ پانی ڈال سو اس نے اس کے سر پر پانی ڈالا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر ہلایا سو اپنے دونوں ہاتھ سر کے اگلی طرف لایا پھر پچھلی طرف لے گیا پھر کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس طرح کرتے تھے یعنی جیسا کہ میں نے کیا۔

أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاطَاهُ حَتَّى بَدَأَ لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِلْإِنْسَانِ يَصُبُّ عَلَيْهِ اضْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو احرام کی حالت میں نہانا درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک اصحاب رضی اللہ عنہم کا احکام میں مناظرہ کرنا اور نص کی طرف رجوع کرنا اور ان کا خبر واحد کو قبول کرنا اگرچہ تابعی ہو اور یہ کہ بعض کا قول بعض پر حجت نہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اگرچہ حدیث اصحابی کا انجوم الخ میں اقتدا کے معنی فتویٰ کے ہوتے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے دعوے پر گواہ قائم کرنے کی حاجت نہ ہوتی بلکہ مسور کو کہا ہوتا کہ میں بھی ستارہ ہوں اور تو بھی ستارہ ہے اور ہمارے پیچھے ہم میں سے جس کی کوئی پیروی نہ ہو گے گا وہی اس کو کفایت کرے گی لیکن معنی اس کے جیسا کہ مرئی وغیرہ نے کہا یہ ہیں کہ وہ نقل حدیث میں ستارے ہیں اس واسطے کہ وہ سب عدول ہیں اور اس میں اعتراف ہے واسطے فاصل کے ساتھ فضیلت اس کی کے اور منصف بنانا بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کا بعض کو اور اس میں پردہ کرنا ہے نہانے والے کو وقت غسل کے اور مدد یعنی واسطے پاکی حاصل کرنے میں اور یہ کہ غسل کے وقت کلام اور سلام کرنا درست ہے اور یہ کہ محرم کو اپنے سر کا دھونا اور اپنے ہاتھ سے ملنا درست ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ وضو میں داڑھی کا خلال کرنا اپنے استحباب پر باقی ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ مکروہ واسطے خوف اکھڑنے بالوں کے اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے سر ہلایا اور سر اور داڑھی کے بالوں میں کچھ فرق نہیں مگر یہ کہ کہا جائے کہ داڑھی کے بال سر سے سخت ہیں اور تحقیق یہ بات ہے کہ یہ خلاف اولیٰ ہے بعض کے حق میں سوائے بعض کے یہ بات سب سے بڑے نے کہی ہے۔ (فتح)

جب محرم جوتا نہ پائے تو اس کو جائز ہے

کہ موزہ پہنے

بَابُ لُبْسِ الْخَفِيِّ لِلْمُحْرِمِ إِذَا

لَمْ يَجِدِ النِّعْلَيْنِ

فائدہ: یعنی کیا ان کو کاٹنا شرط ہے یا نہیں۔

۱۷۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بَعْرَفَاتٍ مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ الْمُحْرَمِ.

۱۷۱۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا عرفات میں خطبہ پڑھتے تھے کہ جو جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے اور جو تہبند نہ پائے تو چاہیے کہ پانچامہ پہنے یہ حدیث آپ رضی اللہ عنہما نے محرم کے حق میں فرمائی۔

فائدہ: یعنی یہ حکم غیر محرم کے واسطے نہیں اس واسطے کہ اسکے لیے پانچامہ پہننے کا رد تہبند کے نہ پانے پر موقوف نہیں بلکہ اس کو ہر صورت میں جائز ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث پر غاہری عمل کیا ہے پس کہا کہ اگر محرم جو جوتا اور تہبند نہ پائے تو جائز ہے اس کو پہننا موزے اور پانچامے کا اپنے حال پر یعنی بغیر کاٹنے کے اور جمہور کہتے ہیں کہ موزے کا کاٹنا اور پانچامے کا پھاڑنا شرط ہے بدون اس کے نہ پہنے اور اگر بغیر کاٹنے اور پھاڑے پہنے تو لازم ہے اس پر فدیہ یعنی جانور ذبح کرنا اور ان کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ فرمایا کہ چاہیے کہ کاٹنے ان کو یہاں تک کہ ٹخنے سے نیچے ہو جائیں پس یہ حدیث مطلق مقید پر محمول ہوگی اور ملحق ہوگی نظر ساتھ نظیر کے واسطے برابر ہونے ان کے کہ حکم میں اور ابن قدامہ نے کہا کہ اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ ان کو کاٹ ڈالے واسطے عمل کرنے صحیح حدیث پر اور واسطے نکلنے کے خلاف سے اور زیادہ تر صحیح نزدیک شافعیہ اور اکثر کے یہ ہے کہ جائز ہے پہننا پانچامے کا بغیر پھاڑنے کے مثل قول احمد کے اور محمد بن حسن اور امام الحرمین اور ایک گروہ نے کہا کہ پھاڑنا شرط ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ محرم کو پانچامے کا پہننا مطلق منع ہے اور مثل اس کی مروی ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور شاید اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نہیں پہنچی چنانچہ موطا میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے یہ حدیث نہیں سنی اور رازی حنفیہ سے کہا کہ اس کا پہننا جائز ہے اور اس پر فدیہ ہے جیسا کہ ان کے یاروں نے موزوں میں کیا اور جو کہتا ہے کہ پانچامے کا پہننا بدستور جائز ہے تو اس نے قید کیا ہے اس کو اس طرح کہ نہ ہو اس حالت میں کہ اگر اس کو پھاڑے تو تہبند ہو جائے اس واسطے کہ اس حالت میں ہو گا وہ پانے والا تہبند کا۔ (فتح)

۱۷۱۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا

۱۷۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ محرم کیا کپڑا پہنے آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نہ پہنے

کرتے اور نہ پٹریاں اور نہ پانچامے اور نہ کسی ٹوپ یعنی

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ

سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سُلَّ

سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سُلَّ

بازاری کوٹ اور نہ وہ کپڑا جس کو زعفران اور ورس لگی ہو سو اگر جوٹا نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے ان کو یہاں تک کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنَسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزوں کا کاٹنا شرط ہے بدون کاٹے نہ پہنے۔ و فیہ المطابقة للترجمة
بابُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ

۱۷۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ہم کو عرفات میں خطبہ سنایا سو فرمایا کہ جو تہبند نہ پائے تو پانجامہ پہنے اور جو جوٹا نہ پائے تو چاہیے کہ موزہ پہنے۔

۱۷۱۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدِ النِّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَيْنِ.

فائدہ: جزم کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلہ میں سوائے پہلے کے واسطے قوت دلیل اس کی کے اور تصریح کرنے مخالف کی کہ اس کو حدیث نہیں پہنچی سو جس کو پہنچی اس کو اس کے ساتھ عمل کرنا متعلق ہے۔ (فتح)

حاجت کے وقت محرم کو ہتھیار کا پہننا درست ہے اور عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا کہ جب محرم دشمن سے ڈرے تو اس کو ہتھیار کا پہننا درست ہے اور واجب ہے اس پر فدیہ اور فدیہ میں کسی نے عکرمہ رحمہ اللہ کی متابعت نہیں کی یعنی ہتھیار کے پہننے میں تو لوگوں نے اس کی متابعت کی ہے پھر وجوب فدیہ میں کسی نے اس کی متابعت نہیں کی اور حسن سے منقول ہے کہ مکروہ محرم کو گلے میں لٹکانا تلوار کا اور عیدین میں پہلے گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج سے کہا کہ تو نے حکم کیا ہے ساتھ اٹھانے ہتھیار کے حرم

بابُ لُبْسِ السِّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِذَا خَشِيَ الْعَدُوَّ لَيْسَ السِّلَاحُ وَافْتِدَى وَلَمْ يَتَابِعْ عَلَيْهِ فِي الْفِدْيَةِ.

میں اور حالانکہ ہتھیار اس میں داخل نہیں ہوا کرتا تھا (فتح الباری)

۱۷۱۳۔ براء بن العازب سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذیقعدہ میں عمرے کا احرام باندھا سوال اہل مکہ نے انکار کیا اس سے کہ چھوڑیں آپ ﷺ کو تاکہ مکہ کے میں داخل ہوں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان سے صلح کی یہ کہ نہ داخل کریں ہتھیار مگر میان میں۔

۱۷۱۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدْخُلَهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو ہتھیار پہننا درست ہے اس واسطے کہ اگر ہتھیار کا اٹھانا مطلق درست نہ ہوتا تو ضرورت میں اور نہ غیر ضرورت میں تو آپ ﷺ اہل مکہ سے صلح نہ کرتے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت محرم کو ہتھیار کو پہننا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة

بَابُ دُخُولِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ
فائدہ: یہ عطف خاص کا عام پر ہے اس واسطے کہ مراد مکہ کے اس جگہ خاص شہر ہے پس حرم عام ہوتا۔ (فتح)
وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لِلْحَطَّائِينَ وَغَيْرِهِمْ.
اور داخل ہوئے مکہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بغیر احرام کے یعنی جب کہ ان کو فتنہ کی خبر پہنچی اور حضرت ﷺ نے تو احرام باندھنے کا حکم صرف اس شخص کو دیا ہے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہے اور لکڑیاں وغیرہ لانے والوں کو اپنے احرام باندھنے کا حکم نہیں کیا۔

فائدہ: یہ کلام امام بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ احرام خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور استدلال کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ مفہوم قول حضرت ﷺ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ممن اراد الحج والعمرة اس لیے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا بار بار مکہ میں آنا جانا رہتا ہے بغیر نیت حج اور عمرے کی اس پر احرام لازم نہیں اور علماء کو اس میں اختلاف ہے پس مشہور مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ جو حج اور عمرے کی نیت نہ رکھتا ہو اس پر احرام مطلق واجب نہیں اور ایک قول میں مطلق واجب ہے اور جو بار بار مکرر آتا جاتا ہے اس میں خلاف ہے مرتب اور اولی ہے ساتھ عدم وجوب کے اور مشہور تینوں امام سے یہ ہے کہ واجب ہے اور ایک روایت میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری اور حسن اور اہل ظاہر کا اور حنابلہ نے کہا کہ جن کو مکرر سے مکرر کے میں آنے کی حاجت ہو ان کو بدون احرام کے مکہ میں آنا درست ہے اور حنفیہ نے کہا

ہے کہ جو احرام باندھنے کی جگہ سے اندر رہتا ہو یعنی اس کو بدون احرام کے مکہ میں آنا درست ہے اور ابن عبد البر نے گمان کیا ہے کہ اکثر اصحاب رحمہم اللہ اور تابعین وجوب کے قائل ہیں (فتح)

۱۷۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ معین کی اور اہل نجد کے لیے قرن منازل مقرر کی اور اہل یمن کے لیے یلم سے یہ سب جگہیں احرام باندھنے کی ہیں ان شہروں والوں کے لیے جو مذکور ہوئے اور واسطے ہر شخص کے کہ گزرے ان پر سے غیر اہل ان کے سے یعنی مثلاً اہل ہندوستان جب راہ یمن پر پہنچیں تو یلم سے احرام باندھیں اور اسی طرح اور ملکوں والوں کا حال ہے کہ جب احرام باندھنے کی جگہ پر آئیں تو وہیں سے احرام باندھیں یہ جگہ احرام کی ہیں اس کے لیے جو جگہ اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو اور جو شخص کہ ان جگہوں سے اندر رہتا ہو تو اس کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ وہ ہے جس جگہ سے وہ احرام باندھنے کی نیت کرے یہاں تک کہ اہل مکہ سے احرام باندھیں۔

فائدہ: یہ حدیث باب مواقیت میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو جگہ اور عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کو بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة

۱۷۱۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت ﷺ مکہ میں آئے اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھا سو جب آپ ﷺ نے اس کو سر سے اتارا اور ایک مرد آیا اور کہا کہ ابن حنظل کعبہ کے پردے پکڑے ہوئے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو

۱۷۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ حَظَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ

فائدہ: ابن حنظل ایک شخص تھا کہ مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور ایک مسلمان کو مار ڈالا تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے مارنے کا حکم کیا اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب

آپ ﷺ کے میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا اور اس حدیث کے راوی مالک نے اس کی تصریح کی ہے جیسے کہ مغازی میں اس حدیث کے پیچھے آئے گا کہ مالک نے کہا کہ حضرت ﷺ اس دن محرم نہ تھے اور مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اس دن محرم نہ تھے اور یہ حدیث مرسل ہے اور شہادت دیتی ہے واسطے اس کے وہ حدیث جو مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن کے میں داخل ہوئے بغیر احرام کے اور آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ بغیر احرام کے کبھی بھی کے میں داخل نہیں ہوئے اور ساتھ اس کے دفع ہوا شکال اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں کہ بغیر احرام کے کے میں داخل ہونا درست ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ محرم ہوں لیکن آپ ﷺ نے اپنے سر کو کسی عذر سے ڈھانکا ہو سو یہ شبہ دفع ہو گیا ساتھ تصریح کرنے جابر رضی اللہ عنہ کے حضرت ﷺ محرم نہ تھے لیکن اس میں ایک اور شبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ لڑائی کے واسطے تیار تھے اور جو اس طرح ہو اس کو بغیر احرام کے کے میں داخل ہونا درست ہے نزدیک شافعیہ کے اور ابن عیاض نے اس کے مقابل پر اتفاق نقل کیا ہے اور ابن قاص وغیرہ بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ بغیر احرام کے کے میں داخل ہونا حضرت ﷺ کا خاصہ ہے تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ نہیں ثابت ہوتی خصوصیت مگر دلیل سے لیکن طحاوی نے گمان کیا ہے کہ اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حلال ہوا مجھ کو اس میں لڑنا مگر دن کی ایک ساعت میں اور یہ کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ جائز ہے اس میں داخل ہونا بغیر احرام کے یہ مراد نہیں کہ اس میں قتل کرنا اور لڑنا حرام ہے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر اگر نعوذ باللہ مشرکین مکہ پر غالب ہو جائیں تو مسلمانوں کو ان سے لڑنا درست ہے اور امام نووی نے اس کے استدلال کو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ مکہ ہمیشہ قیامت تک دار السلام رہے گا سو طحاوی کا خیال باطل ہوا اور دعویٰ اجماع میں نظر ہے اس واسطے کہ خلاف ثابت ہے کما تقدم اور تحقیق حکایت کیا ہے اس کو قتال اور مارورڈی وغیرہ نے اور ابن نخل کے قصے سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جائز ہے قائم کرنا حدود اور قصاص کا حرم مکہ میں اور ابن عبد البر نے کہا کہ ابن نخل کا مارڈالنا قصاص کی وجہ سے تھا کہ اس نے ایک مسلمان کو قتل کیا تھا اور اس سے معلوم ہوا کہ کعبہ کسی گناہگار کو پناہ نہیں دیتا اور حد واجب کے قائم کرنے سے منع نہیں کرتا اور جو کہتے ہیں کہ کے میں لڑنا درست نہیں وہ کہتے ہیں کہ ابن نخل کو اس گھڑی میں قتل کیا تھا جس میں آپ ﷺ کا لڑنا حلال ہوا اور نووی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ کو اس میں لڑنا صرف داخل ہونے کے وقت ہوا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس پر غالب ہوئے اور کے والے تابعدار ہوئے اور ابن نخل کا قتل کرنا اسکے پیچھے تھا لیکن یہ جواب درست نہیں اس لیے کہ ابن نخل کا قتل اسی ساعت میں تھا جس میں آپ ﷺ پر لڑنا حلال ہوا

تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قتل کرنا قیدی کا بغیر اس کے کہ اس پر اسلام پیش کرے اور یہ کہ خوف کے وقت خود وغیرہ ہتھیاروں وغیرہ کا پہننا درست ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں اور یہ کہ جائز ہے اٹھالے جانا خبر اہل فساد کا طرف حاکموں کی اور یہ غیبت ہے اور نہ چغلی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَحْرَمَ جَاهِلًا وَعَلَيْهِ قَيْمٌ
جب کوئی احرام باندھے نادانی سے اور اس پر کرتا ہو تو کیا کرے

فائدہ: کیا اس کو فدیہ لازم ہے یا نہیں اور سوائے اس کے نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں حکم کے ساتھ یقین نہیں کیا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ اس سے فدیہ ساقط ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد عطاء کا قول نقل کیا تو اس سے اشارہ کیا اس طرف کہ اگر فدیہ واجب ہوتا تو عطاء سے پوشیدہ نہ رہتا اور حلائکہ وہ راوی ہے اس حدیث کا اور ابن بطال نے کہا کہ اگر فدیہ لازم ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو بیان کرتے اس واسطے تاخیر بیان حاجت کے وقت جائز نہیں اور فرق کیا ہے مالک نے اس کے حق میں جو خوشبو لگائے یا بھول کر پہنے درمیان اس کے جو جلدی اتار ڈالے اور غسل کر ڈالے اور درمیان اسکے جو دیر تک پہنے رہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اس حدیث کے بہت موافق ہیں اس واسطے کہ سائل حدیث باب میں حکم کا واقف نہ تھا اور بہت دیر تک پہنے رہا اور باوجود اس کے اس کو آپ ﷺ نے فدیہ کا حکم نہیں دیا اور امام مالک کے قول میں احتیاط ہے اور اس پر قول کو فیوں کا پس وہ حدیث کے مخالف ہے اور ابن نمیر نے جواب دیا ہے کہ یہ نزول حکم سے پہلے تھا اور اب ایسا کرنا درست نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا تَطَيَّبَ أَوْ لَبَسَ جَاهِلًا
لِأَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ
اور عطاء نے کہا کہ جب کوئی احرام کی حالت میں خوشبو لگائے یا سلا ہوا کپڑا پہنے نادانی سے یا بھول کر تو اس پر کفارہ نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی احرام باندھے نادانی سے اور اس پر کرتے ہو تو اس پر کفارہ نہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة

۱۷۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ
حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى
بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَّا رَجُلٌ عَلَيْهِ
جُبَّةٌ فِيهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ أَوْ نَحْوُهُ كَانَ عُمَرُ

۱۷۱۶۔ یعلیٰ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو آپ ﷺ کے پاس ایک مرد آیا اور اس پر کرتے تھا اور اس پر خوشبو کا نشان تھا مانند زردی وغیرہ کے اور عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو کہا کرتے تھے کہ کیا تجھ کو خوش لگتا ہے کہ تو حضرت ﷺ کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھے سو حضرت ﷺ پر وحی اتری پھر

آپ ﷺ سے وہ حالتیں دور ہوئی سو فرمایا کہ جس طرح تو اپنے حج کے احرام میں کرتا ہے اسی طرح اپنے عمرے میں کر اور ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹا سو اس نے اس کے اگلے دانت اکھاڑ دیئے سو حضرت ﷺ نے اس کا بدلہ معاف کیا۔

يَقُولُ لِي تُحِبُّ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ تَرَاهُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سَرَى عَنْهُ فَقَالَ اصْنَعْ فِي عُمَرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجَّتِكَ وَعَصَى رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَغْيِي فَأَنْتَزَعَ نَيْبَتَهُ فَأَبْطَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ وہ احرام کی حالت میں کرتہ پہنے ہوئے تھا سو آپ ﷺ نے اس کو فدیہ کا حکم نہ فرمایا و فیہ المطابۃ للترجمۃ۔ (فح)
باب الْمُحْرَمِ يَمُوتُ بَعْرَةً وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤْذِيَ عَنْهُ بَقِيَّةَ الْحَجِّ.

۱۷۱۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَقَفَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْرَةً إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ أَوْ قَالَ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحِيطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَلْبِي.

۱۷۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر محرم عرفات میں مر جائے تو اس کی طرف سے باقی حج کرنا ضروری نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم نہیں فرمایا۔ و فیہ المطابۃ للترجمۃ

۱۷۱۸۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

وَأَقِفْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعْرَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ أَوْ قَالَ
فَأَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ
وَلَا تَمْسُوهُ طَبِيبًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ وَلَا
تُحَنِّطُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.
بَابُ سُنَةِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

جب محرم احرام کی حالت میں مر جائے تو اس کے حق
میں طریق مسنون کیا ہے

۱۷۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو اس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ احرام باندھے ہوئے تھا سو وہ مر گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غسل دو اس کو ساتھ پانی اور بیر کے پتوں کے اور کفناؤ اس کو اس کے دو کپڑوں میں اور نہ لگاؤ خوشبو اس کو اور نہ ڈھانکوسر اس کا اس واسطے کہ وہ قیامت کے دن لپیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

۱۷۱۹۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا
كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ
بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمْسُوهُ
بَطْنًا وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی محرم مر جائے تو مسنون ہے کہ اُسے اسی طرح دفنایا جائے۔

باب ہے بیچ بیان کرنے حج اور نذر کے میت کی طرف
سے اور اس بیان میں کہ مرد عورت کی طرف سے حج
کرے۔

بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُورِ عَنِ الْمَيِّتِ
وَالرَّجُلِ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ

فائدہ: یعنی باب کی حدیث سے دو حکم ثابت ہوتے ہیں اور دوسرے حکم کے ثابت ہونے میں نظر ہے اس واسطے کہ حدیث میں یہ بیان ہے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے نذر کا حکم پوچھا جو اس کے باپ پر تھی سو حق ترجمہ کا یہ تھا کہ یوں کہا جاتا کہ عورت مرد کی طرف سے حج کرے اور ابن بطال نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت کو ایسا خطاب کیا کہ اس میں مرد اور عورتیں سب داخل ہو گئے اور وہ آپ ﷺ کا یہ

قول ہے کہ اقضوا اللہ یعنی اللہ کا قرض ادا کرو اور کہا کہ اس میں خلاف نہیں کہ جائز ہے حج کرنا عورت کو مرد کی طرف سے اور مرد کو عورت کی طرف سے اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا مگر حسن بن صالح نے اور ظاہر یہ بات ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے طرف روایت شعبہ کی اس حدیث میں اس نے کہا کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری بہن نے نذر مانی تھی آخر حدیث اور اس میں یہ ہے کہ ادا کر قرض اللہ کا کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔ (فتح)

۱۷۲۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَمَلِكَ دِينَ أَكُنْتَ قَاضِيَةً اقضوا الله فالله أحق بالوفاء.

۱۷۲۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی سو اس نے حج نہ کیا یہاں تک کہ مر گئی پس میں اس کی طرف سے حج کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج کر بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی یا نہیں اس نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ سو اللہ کا قرض ادا کرو اور اللہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جائز ہے قیاس کرنا اور بیان کرنا مثل کا تا کہ واضح ہو اور نفس میں اچھی طرح واقع ہو اور سمجھ میں جلدی آئے اور یہ کہ مستحب ہے مفتی کو تنبیہ کرنی وجہ دلیل پر جب کہ اس پر کوئی مصلحت قریب ہو اور وہ پاکیزہ تر ہے واسطے نفس سائل کے اور یہ کہ مالی قرض کا ادا کرنا ان کے نزدیک معلوم اور ثابت تھا اسی واسطے بہتر ہوا لاحق کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ میت کی طرف سے حج کرنا کافی ہے اور اس میں اختلاف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے حج نہ کرے اور مثل اس کی مالک اور لیث سے مروی ہے اور مالک سے ایک یہ روایت ہے کہ اگر وصیت کرے تو اس کی طرف سے حج کرے نہیں تو نہیں اور یہ کہ جو مر جائے اور اس پر حج ہو تو واجب ہے اس کے ولی پر یہ کہ تیار کر دے اسباب اس شخص کو کہ اس کی طرف سے حج کرے راس مال سے جیسا کہ اس کے قرض کا ادا کرنا اس پر واجب ہے پس تحقیق اجماع کیا ہے اس پر علماء نے کہ قرض آدمی کا راس المال سے ہے پس اس طرح ہے وہ چیز کہ تشبیہ دی ساتھ اس کے قضاء میں اور ملحق ہے ساتھ حج کے ہر حق کہ اس کے ذمہ میں ثابت ہو کفارہ یا نذر یا زکوٰۃ وغیرہ سے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا حق مقدم ہے آدمی کے قرض پر اور یہ ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور بعض بالعکس کہتے ہیں اور بعض برابر کہتے ہیں اور یہ عام

ہے اس سے کہ میت نے مال چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو یعنی خواہ اس کے مال میں سے ہو یا بطور احسان کے اپنے مال سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جس نے حج اسلام یعنی فرض حج نہ کیا اس کو حج کی نذر ماننی درست ہے پس جب وہ حج کرے تو اس کو حج اسلام کے واسطے کفایت کرتا ہے نزدیک جہور کے اور واجب ہے اس پر حج نذر کا اور بعض کہتے ہیں کہ کفایت کرتا ہے حج نذر سے پھر حج اسلام کا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں کی طرف سے کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

جو سواری پر نہ ٹھہر سکے اس کی طرف سے حج

کرنے کا بیان

بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَا يَسْتَطِيعُ الثُّبُوتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ

فائدہ: یعنی زندوں کی طرف سے اور امام مالک اس میں خلاف ہیں اور اسی طرح مخالف ہے وہ شخص کہ کہتا ہے کہ نہ حج کرے کوئی کسی کی طرف سے مطلق مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور ابن منذر وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ اگر حج فرض ہو اور آدمی خود حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس کو اپنی طرف سے حج میں نائب پکڑنا درست نہیں یعنی یہ کہ کسی کو اپنی طرف سے حج کرنے کے لیے بنا کر بھیجے اور اگر حج نفل ہو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں کسی کو نائب پکڑنا درست ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں۔ (فتح)

۱۷۲۱۔ اہل عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ختم قبیلے کی ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ تحقیق اللہ کا فرض جو اس کے بندوں پر حج کے امر میں ہے میرے باپ کو بڑھاپے نے پایا کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا پس کیا کفایت کرتا ہے اس کو کہ میں اس کی طرف سے نیابت حج کروں فرمایا ہاں۔

۱۷۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّ امْرَأَةً حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَيَّ عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

فائدہ: حاصل اس عورت کی کلام سے یہ ہے کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے اس سبب سے کہ وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا اور اس کے پاس مال ہے یا اس کو بڑھاپے میں ہاتھ لگا ہے اور وہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے نیابتہ حج کر لوں فرمایا ہاں اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی پر حج فرض ہو اور وہ سواری پر نہ بیٹھ سکے تو اس کی طرف سے نائب ہو کر حج کرنا درست ہے اور یہ غیر کا حج اس کو کفایت کرتا ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ حَجِّ الْمَرْأَةِ عَنِ الرَّجُلِ۔
عورت کو مرد کی طرف سے حج کرنا درست ہے۔

فائدہ: تقدم نقل الخلاف فيه قبل باب۔

۱۷۲۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھے یعنی حجة الوداع میں سو نعم کی ایک عورت آئی سو فضل اس کو دیکھنے لگا سو حضرت ﷺ کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بیشک اللہ کے فرض نے میرے باپ کو بڑھاپے میں پایا کہ وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا کیا پس میں اس کی طرف سے نیابتہ حج کروں فرمایا ہاں اور یہ واقعہ حجة الوداع میں واقع ہوا ہے۔

۱۷۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنْ خَتَمَةِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَهُ الْفَضْلُ إِلَى الشَّقِ الْأَخْرَى فَقَالَتْ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ أَذْرَكْتُ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَبْتَغِي عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفْأَحْجُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

فائدہ: اس حدیث سے کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ غیر کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور جمہور ان کے مخالف ہیں پس کہتے ہیں کہ یہ صرف اسی کو جائز ہے جو اپنا فرض حج پہلے ادا کر چکا ہو اور جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے جو سنن اور صحیح ابن خزیمہ وغیرہ میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو دیکھا شرمہ (ایک مرد کا نام ہے) کی طرف سے حج کی لپیک کہتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے خود اپنی طرف سے حج کر لیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا یہ تیری اپنی طرف سے ہے یعنی پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شرمہ کی طرف سے حج کر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ استطاعت جس طرح اپنے ساتھ ہوتی ہے اسی طرح غیر کے ساتھ ہوتی ہے اور بعض مالکیہ نے اس کو الٹا کر دیا ہے سو کہا کہ جو اپنے جانے سے طاقت نہ رکھے اس پر حج واجب نہیں اور باب کی حدیث سے یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ بطور احسان کے تھا اور اس حدیث کے کئی طریق ہیں

وجوب کی تصریح نہیں اور یہ کہ یہ عبادت بدنی ہے پس اس میں نیابت درست نہ ہوگی مانند نماز کے اور طبری وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ نماز میں نیابت داخل نہیں ہوتی اور کہتے ہیں کہ عبادتیں بطور ابتلاء کے فرض ہوئی ہیں اور ابتلاء اور امتحان نہیں پایا جاتا مگر ساتھ مشقت دینے بدن کے بیچ اسکے تاکہ ظاہر ہو فرمانبرداری یا نہ فرمانی بخلاف زکوٰۃ کے کہ اس میں ابتلاء ساتھ کم کرنے مال کے ہے اور وہ حاصل ہے ساتھ نفس کے اور ساتھ غیر کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ حج کو نماز پر قیاس کرنا درست نہیں اس واسطے کہ حج عبادت مالی اور بدنی دونوں میں ہے پس اس کو نماز کے ساتھ ملحق کرنا راجح نہیں اس سے کہ اس کو زکوٰۃ کے ساتھ ملحق کیا جائے اور مازری نے کہا کہ جس نے حج میں بدن کے حکم کو غالب کیا اس نے اس کو نماز کے ساتھ ملایا ہے اور جس نے مال کے حکم کو غالب کیا ہے اس نے اس کو زکوٰۃ کے ساتھ ملایا ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر مردہ وصیت کر جائے تو اس کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور یہ نیابت نماز میں درست نہیں اور نیز حصر کرنا ابتلاء کا مباشرہ میں ممنوع ہے یعنی یہ کہنا کہ ابتلاء صرف اس کو کہتے ہیں کہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالے ممنوع ہے اس واسطے کہ اگر امر کرنے والا اجرت میں مال خرچ کرے تو اس کے واسطے یہ بھی آزمائش ہے اور عیاض نے کہا کہ مخالف کے لیے باب کی حدیث حجت نہیں اس واسطے کہ قول اس کا ان فريضة الله على عباده الخ معنی اس کے یہ ہیں کہ لازم کرنے اللہ کے نے اپنے بندوں پر حج کو جو کہ شرط استطاعت کے ساتھ واقع ہوا ہے میرے باپ کو پایا ہے ساتھ صفت اس شخص کے کہ طاقت نہیں رکھتا کیا پس جائز ہے مجھ کو یہ یا کیا مجھ کو اس میں ثواب اور فائدہ ہے تو فرمایا کہ ہاں اور تعاقب کیا گیا ہے یہ جواب ساتھ اسکے کہ اس کے بعض طریقوں میں صریح آچکا ہے کہ اس نے کفایت کا سوال کیا تھا یعنی کیا جائز ہے پس تمام ہو گیا استدلال اور مسلم کے بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ اس نے کہا کہ بے شک میرے باپ پر اللہ کا فرض ہے حج کے امر میں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس پر حج فرض کیا گیا ہے اور بعض دعویٰ کیا ہے کہ یہ قصہ خاص ہے اس عورت خیمہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اصل عدم خصوصیت ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے یہ اس کے بعد کسی کو جائز نہیں لیکن یہ لائق استدلال کے نہیں ہے اس واسطے کہ اس کی سند ضعیف ہے اور نیز یہ مرسل ہے اور نیز اس کے معارض ہے یہ حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کرو کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور بعض دعویٰ کرتے ہیں کہ صرف بیٹے کو اپنے باپ کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور کسی کو درست نہیں اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ یہ جہود ہے اور قرطبی نے کہا ہے کہ امام مالک کہتے ہیں کہ یہ خیمہ کی حدیث ظاہر قرآن کے مخالف ہے پس ظاہر قرآن کو ترجیح ہے اور نہیں شک ہے اسکے راجح ہونے میں تواثر کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ قول مذکور ایک عورت کا قول ہے کہ اس نے گمان کیا اور اگر کوئی کہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے سوال پر جواب دیا اور اگر اس کا یہ گمان غلط ہوتا تو آپ ﷺ اس کے لیے بیان

کرتے تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے سوال کے جواب میں حج کرنے کا حکم اس واسطے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ نے اس کو دیکھا کہ اس کو اپنے باپ کی طرف سے نیکی اور ثواب پہنچانے کی بہت حرص ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس آپ ﷺ کی یہ تقریر دلیل ظاہر ہے اوپر جائز ہونے اس کے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کر اس کی طرف سے کہ اگر اس کو فائدہ نہ ہوگا تو نقصان بھی نہ ہوگا سو حفاظ حدیث نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حدیث شاذ ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس میں مخالف کے لیے حجت نہیں اور اس مسئلے کی فروعات سے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ قرار پایا وجوب نے اس کے ذمہ میں پہلے غضب سے یا عارض ہوا اس پر بعد اسکے یہ مذہب جمہور کا ہے اور حنفیہ کی یہ بات مخالف ہے اور جمہور کی دلیل خیشیہ کا قصد ہے اور یہ کہ جو غیر کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس غیر کی طرف سے واقع ہوتا ہے اور یہ بات مخالف ہے واسطے امام محمد بن حسن کے کہ اس نے کہا کہ مباشر کی طرف سے واقع ہوگا اور جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے اس کو خرچہ کا ثواب ملے گا اور جو حج میں نیابت کو جائز رکھتے ہیں ان سب کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ نہیں کفایت کرتا فرض میں مگر مسوت سے یا غضب سے پس نہیں جائز ہوگا بیمار کی طرف سے اس لیے کہ اس کے تندرست ہونے کی امید ہے اور نہ دیوانے کے لیے اس لیے کہ اس کے ہوش میں آنے کی امید ہے اور نہ قیدی کی طرف سے کہ اس کے خلاص ہونے کی امید ہے اور نہ فقیر کی طرف سے کہ اس کے مالدار ہونے کی امید ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ سواری پر اپنے پیچھے کسی کو سوار کرنا جائز ہے اور بیان ہے اس چیز کا کہ جو مرکب کیا گیا ہے آدمی شہوت سے اور پیدا کی گئی ہے طبیعت اس کی اوپر اس کے نظر کرنے سے طرف خوبصورتوں کی اور یہ کہ منع ہے دیکھنا طرف عورت بیگانی کی اور ڈھانکنا آنکھوں کا اور عیاض نے کہا کہ بعض گمان کرتے ہیں کہ غیر عورت سے آنکھ کا بند کرنا واجب نہیں مگر جب کہ فتنے کا ڈر ہو اور میرے نزدیک حضرت ﷺ کا یہ فعل کہ آپ ﷺ نے فضل کا منہ ڈھانکا ابلغ ہے قول سے اور شاید کہ فضل نے اس کی طرف بد نظر سے نہ دیکھا بلکہ خوف کیا اس سے کہ وہاں تک نوبت پہنچے یا تھا یہ پہلے امر سے ساتھ دراز کرنے چادروں سے اور پکڑی جاتی ہے اس سے تفریق مردوں اور عورتوں کے یعنی مردوں کو عورتوں سے جدا کر دینا چاہیے واسطے خوف فتنے کے اور جائز ہونا کلام عورتوں کا اور سننا آواز اس کے کا واسطے اجنبی مردوں کے وقت ضرورت کے مانند مسئلہ پوچھنے کے اور مقدمہ لے جانے کے معاملہ میں اور یہ کہ عورت کا احرام اس کے منہ میں ہے سو اس کو احرام میں اس کا کھولنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے نیابت کرنی سوال میں علم سے یہاں تک کہ عورت کو مرد کی طرف سے نائب ہو کر مسئلہ پوچھنا جائز ہے اور یہ کہ عورت کو بغیر محرم کے حج کرنا جائز ہے اور عورت کے ساتھ محرم کا ہونا شرط نہیں لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ اس کا باپ اس کے ساتھ تھا پس یہ رد کرتا ہے اس پر اور یہ کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی

کرے اور کوشش کرے ساتھ کام ان کے اور کھڑا ہو ساتھ بھلائی والے کاموں میں اور اُن کے قرض ادا کرے اور خدمت اور نفقہ وغیرہ امور دین اور دنیا سے اور ابن عربی نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے اتفاق کیا گیا ہے اس کی صحت پر حج میں خارج ہے اس قائدے سے جو شریعت میں قرار پا چکا ہے کہ نہیں واسطے آدمی کے مگر جو اس نے کمایا یہ رحم ہے اللہ کی طرف سے سچ پورا کرنے اس چیز کے کہ قصور کیا مرد نے سچ اس کے ساتھ اولاد اپنی کے اور مال اپنے کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ عموم سنی میں داخل ہو اور یہ کہ عموم سنی کا آیت میں مخصوص ہے اتفاقاً۔ (فتح)

نابالغ لڑکوں کے حج کرنے کا بیان۔

بَابُ حَجِّ الصِّبْيَانِ.

فائدہ: یعنی جائز ہے اور گویا جو حدیث اس میں صریح ہے وہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اور وہ یہ ہے جو کہ مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنا لڑکا اٹھایا اور کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا اسکے واسطے حج ہے یعنی اس کو بھی حج کا ثواب ہے فرمایا ہاں اور تجھ کو بھی اس میں ثواب ہے اور ابن بطلان نے کہا کہ ائمہ فتویٰ کا اس پر اجماع ہے کہ نابالغ لڑکے سے حج ساقط ہے یہاں تک کہ بالغ ہو مگر حج کرے تو جمہور کے نزدیک وہ اس کے لیے نفل ہوگا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا احرام صحیح نہیں اور نہیں جائز ہے اس پر کوئی چیز ساتھ کرنے کسی چیز کے احرام کی ممنوع چیزوں سے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کو حج کرایا جائے بطور تدریب کے اور بعض نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ اگر نابالغ حج کرے تو اس کو حج اسلام سے کفایت کرتا ہے واسطے ظاہر قول حضرت ﷺ کے کہ ہاں اور طحاوی نے کہا کہ اس میں حجت نہیں واسطے اس کے بلکہ اس میں حجت ہے اس پر جو زعم کرتا ہے یہ کہ اس پر حج نہیں اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی اس حدیث کے نے کہا کہ جس لڑکے کو اس کے گھر والے حج کرائیں پھر بالغ ہو تو واجب ہے اس پر حج دوسرا۔ (فتح)

۱۷۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَنِي أَوْ قَدَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّقْلِ مِنْ جَمْعٍ بَلِيلٍ.

۱۷۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آگے بھیجا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے سفر کے اسباب میں یعنی اسباب کے ساتھ مزدلفہ سے رات کو۔

۱۷۲۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آگے بھیجا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے سفر کے اسباب میں یعنی اسباب کے ساتھ مزدلفہ سے رات کو۔

۱۷۲۵۔ وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۱۷۲۶۔ وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۱۷۲۷۔ وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۱۷۲۸۔ وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۱۷۲۹۔ وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۱۷۳۰۔ وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۱۷۳۱۔ وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۱۷۳۲۔ وجہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے بلکہ نابالغ تھے اس واسطے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری حدیث بیان کی ہے جس میں صریح آچکا ہے کہ وہ اس وقت بلوغت کے قریب تھے پھر معلق طریق سے بیان کیا کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۱۷۲۴۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اپنے گدھی پر سوار ہو کر آگے بڑھا اور حالانکہ میں بالغ ہونے کے قریب پہنچا تھا اور حضرت ﷺ منیٰ میں کھڑے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ میں پہلی صف کے بعض کے آگے چلا پھر میں گدھی سے اترا سو وہ چرنے لگی اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پیچھے نماز کو کھڑا ہوا اور ابن شہاب نے کہا کہ یہ واقعہ منیٰ میں حجۃ الوداع میں تھا۔

۱۷۲۵۔ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت ﷺ کے ساتھ حج کروایا گیا یعنی میرا باپ مجھ کو حج کے واسطے ساتھ لے گیا اور حالانکہ میں سات برس کا تھا۔

۱۷۲۶۔ یحییٰ سے روایت ہے کہ اس نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا کہ سائب سے کہتے تھے اور سائب کو حضرت ﷺ کے اسباب سے حج کرایا گیا تھا۔

۱۷۲۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلْمَ أَسِيرُ عَلَى أَتَانٍ لِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ بَيْنِي حَتَّى سَرْتُ بَيْنَ يَدَيَّ بَعْضُ الصَّفِ الْأَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرْتَعْتُ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بَيْنِي فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۷۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ.

۱۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجَعْفِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِلْسَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ وَكَانَ قَدْ حَجَّ بِهِ لِي ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صاع کی مقدار زیادہ ہو گئی تھی سو عمر نے سائب سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں صاع کس قدر تھا ان حدیثوں میں معلوم ہوا کہ نابالغ کا حج صحیح ہے۔ وفيه المطابقة

للترجمة اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔

عورتوں کے حج کرنے کا بیان

بَابُ حَجِّ النِّسَاءِ

فائدہ: یعنی کیا اس میں مردوں کے حج پر کوئی چیز زیادہ شرط ہے یا نہیں۔

۱۷۲۷۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں کو حج کرنے کی اجازت دی اخیر حج میں کہ اس نے اس کا قصد کیا تھا سو اس نے ازواج مطہرات کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

۱۷۲۷۔ وَ قَالَ لِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الْأَزْرَقِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَذِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عورت کو حج کرنا ساتھ غیر محرم کے وسیاتی الحجۃ فیہ۔

۱۷۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیا ہم آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کافروں سے جہاد نہ کریں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اور بہت خوب جہاد حج ہے اور جو حج کہ مقبول ہو سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حج کو کبھی نہ چھوڑوں گی بعد اسکے کہ میں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی۔

۱۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا نَغْزُو وَنُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لَكِنَّ أَحْسَنَ الْجِهَادِ الْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُورٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا أَدْعُ الْحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جہل قصے میں طعن کرتے ہیں یعنی روافض وہ کہتے ہیں کہ آیت وقرن فی بیوتکین یعنی اپنے گھروں میں ٹھہری رہو تقاضہ کرتی ہے اس کو کہ ازواج مطہرات پر سفر کرنا حرام ہے اور یہ حدیث ان کو رد کرتی ہے اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمہارے لیے افضل جہاد حج ہے پس معلوم ہوا کہ ان کے لیے جہاد ہے سوائے حج کے اور حج اس سے افضل ہے اور احتمال ہے کہ مراد لا سے جو آپ رضی اللہ عنہا نے ان کے قول کے جواب میں فرمایا یہ ہو کہ یہ تم پر واجب نہیں جیسا کہ مردوں پر واجب ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کی یہ مراد نہیں کہ وہ ان پر حرام ہے اس واسطے کہ ام عطیہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ جہاد میں نکلتی تھیں اور زخمیوں کا

علاج کرتی تھیں سو عائشہ وغیرہ نے اس ترغیب سے یہ سمجھا کہ ان کو مکرر حج کرنا درست ہے جیسا کہ مردوں کو مکرر جہاد کرنا درست ہے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے عموم حدیث اور آیت مذکورہ کا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہلے اس پر توقف تھا پھر ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی دلیل کا قوی ہونا معلوم ہوا اپنی اخیر خلافت میں ان کو حج کرنے کی اجازت دی پھر عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنی خلافت میں ان کو حج کرایا کرتے تھے اور بعض نے ظاہر نہی پر عمل کیا مانند سودہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کی اور بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس پر کہ مراد ابو واقد کی حدیث میں یہ ہے کہ حج فرض ایک بار ہے مانند مردوں کی یہ مراد نہیں کہ ایک بار سے زیادہ کرنا منع ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ آیت میں گھر میں ٹھہرنے سے مراد بطور فرض کے نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ عورت کو معتبر مرد کے ساتھ حج کرنا درست ہے اگرچہ وہ اس کا نہ خاوند اور نہ محرم ہو کما سیاتی البحث فیہ۔ (فتح)

۱۷۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ فِي جَيْشٍ كَذَا وَكَذَا وَأَمْرَأَتِي تُرِيدُ الْحَجَّ فَقَالَ أَخْرِجْ مَعَهَا.

۱۷۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت مگر ساتھ محرم کے اور نہ داخل ہوا اس پر کوئی مرد مگر کہ یہ اس کی محرم ہو سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ارادہ کرتا ہوں کہ فلانے فلانے جہاد میں نکلوں اور میری عورت حج کا ارادہ رکھتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کے ساتھ نکل۔

فائدہ: بعض روایتوں میں ایک دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض میں دو دن کے سفر کا ذکر آیا ہے اور بعض میں تین دن کے سفر کا ذکر آیا ہے سو اختلاف روایات کی وجہ سے اکثر علماء نے تو مطلق سفر کو لیا ہے اور امام نووی نے کہا کہ تحدید سے ظاہر معنی مراد نہیں بلکہ جس کا نام سفر رکھا جائے اس میں عورت کا سفر کرنا درست نہیں مگر ساتھ محرم کے برابر ہے کہ چھوٹا ہو یا دراز اور ابن منیر نے کہا کہ یہ خلاف باعتبار خلاف موطن اور اختلاف سالوں کے ہے یعنی جیسا مقام اور سائل دیکھا اس کے مناسب جواب فرمایا مرادوں سے دن ساتھ رات کے ہے نہ تنہا دن اور احتمال ہے کہ آپ تین دن کا ذکر سب کم عددوں سے پہلے فرمایا ہو پس اقل عدد کو لیا جائے گا اور اقل اس کو برید ہے پس بنا براس کے شامل ہوگا ہر سفر کو چھوٹا ہو یا دراز اور نہ موقوف ہوگا باز رہنا عورت کا سفر سے مسافت قصر پر اور حنفیہ کہتے ہیں کہ مسافت قصر سے کم میں منع نہیں اور حجت ان کی یہ ہے کہ منع مقید ساتھ تین دن کے متحقق ہے اس کو مساوائے

مشکوٰۃ ہے پس یقین کولیا جائے گا اور مناقضہ کیا گیا ہے بایں طور کہ روایت مطلق شامل ہے ہر سفر کو پس لائق ہے کہ اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اس کے ماسوائے کو ترک کیا جائے کہ اس میں شک ہے اور حنفیہ کے قواعد میں سے مقدم کرنا عام کا ہے خاص پر اور ترک کرنا حمل مطلق کا مقید پر یعنی مطلق کو مقید پر حمل نہ کیا جائے اور اس جگہ انہوں نے اپنے قاعدے کی مخالفت کی ہے اور اختلاف تو صرف ان حدیثوں میں ہے جس میں تنقید واقع ہوئی ہے برخلاف حدیث باب کی کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اختلاف نہیں ہوا اور سفیان ثوری نے کہا ہے کہ اگر سفر دراز ہو تو منع ہے اگر سفر دراز نہ ہو تو منع نہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے عموم حدیث سے تمسک کیا ہے سو کہا کہ جب عورت خاوند یا محرم کو نہ پائے تو اسپر حج واجب نہیں یہی ہے مشہور قول امام احمد کا اور ایک روایت مانند قول مالک رحمہ اللہ کے ہے اور وہ خاص کرنا حدیث کا ہے ساتھ غیر سفر فرض کے کہتے ہیں کہ وہ مخصوص ہے ساتھ اجماع کے بغوی نے کہا کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ نہیں جائز ہے عورت کو سفر کرنا غیر فرض میں مگر ساتھ زوج یا محرم کے مگر کافر عورت کہ دار الحرب میں مسلمان ہو یا قیدی ہو خلاص ہو یا وہ عورت کہ اپنے ساتھیوں سے دور پڑے سو کوئی مرد اس کو پائے پس اس مرد کو جائز ہے کہ اس کے ہمراہ ہو کہ یہاں تک کہ اس کو اسکے ساتھیوں تک پہنچائے کہتے ہیں کہ جب اس کا عموم مخصوص ہے ساتھ اجماع کے تو چاہیے کہ حج فرض بھی اس سے مخصوص ہو اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ شرط ہے ہونا خاوند یا محرم کا یا معتبر عورت کا اور ایک قول ہے کہ ایک عورت معتبر کفایت کرتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر راہ میں امن ہو تو اس کو تنہا سفر کرنا درست ہے اور یہ سب حج اور عمرے واجب میں ہے اور کفال نے کہا کہ سب سفروں کا یہی حال ہے اور رویانی نے کہا کہ یہ خوب ہے لیکن نص کے خلاف ہے اس سے معلوم ہوا کہ بغوی نے جو اختلاف کی نفی کی ہے وہ ٹھیک نہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا محرم وغیرہ کا اس کے ساتھ ہونا شرط ہے واسطے واجب ہونا حج کے عورت پر یا شرط ہے قادر ہونے میں پس نہ منع کرے گا وجوب کو اور برقرار رہنے کو اس کے ذمہ میں اور عبارت طبری کی یہ ہے کہ جن شرطوں سے مرد پر حج واجب ہوتا ہے ان کے ساتھ عورت پر بھی واجب ہوتا ہے پس جب اس کی ادا کا ارادہ کرے تو نہیں جائز ہے ان کو مگر ساتھ محرم کے یا خاوند کے یا عورت معتبر کے اور امن کی حالت معتبر عورتوں کے سفر کرنے کی دلیل باب کی پہلی حدیث ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں نے اس پر اتفاق کیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے ان پر انکار نہیں کیا اور جس نے امہات المؤمنین سے اس کا انکار کیا تو وہ ایک خاص سبب سے اس کا انکار کیا ہے نہ اس سبب سے کہ سفر محرم پر موقوف ہے پس معلوم ہوا کہ امن کی حالت میں عورت کا معتبر عورتوں کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ یہاں دو عام معارض ہیں اس واسطے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ یعنی واسطے اللہ کے لوگوں پر حج ہے کعبہ کا جو طاقت رکھے

طرف اس کی راہ کی عام ہے بیچ حق مردوں اور عورتوں کے اس سے معلوم ہوا کہ جب سفر کی طاقت پائی جائے تو حج سب پر فرض ہے اور قول حضرت ﷺ کا لا تسافر المرأة مع محرم عام ہے سفر میں پس اس میں حج بھی داخل ہوگا سو جس نے حج کو نکالا ہے اس نے اس حدیث کو اس آیت سے خاص کیا ہے اور جس نے اس کو اس میں داخل کیا ہے اس نے آیت کو حدیث سے خاص کیا ہے اور محرم عورت کا علماء کے نزدیک وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا کبھی نکاح درست نہ ہو بہ سبب مباح کے واسطے حرمت اس کی کے جیسا کہ باپ، بھائی، چچا، بھتیجا، بھانجا، بیٹا، نواسہ، پوتا پس ہمیشہ کی قید سے عورت کی بہن اور پھوپھی نکل گئی اور مباح سے ماں موطوئہ کی ساتھ شبہ کے اور بیٹی اس کی ساتھ حرمت اس کی کے وہ عورت جس سے لعان کیا گیا اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابدی حرمت سے خاص کیا ہے اس عورت کو جو مسلمان ہو اور اس کا باپ کتابی ہو کہ وہ اس کا محرم نہیں اس واسطے کہ امن نہیں اس سے کہ اس کو اپنے دین سے فتنے میں ڈالے جب کہ اس کے ساتھ اکیلا ہو اور جو کہتا ہے کہ عورت کا غلام بھی محرم ہے وہ محتاج ہے یہ کہ زیادہ کڑے ضابطے میں کوئی چیز جو اس کو داخل کرے اور جو سفر کو غلام کے ساتھ جائز رکھتا ہے اس کو لائق ہے کہ اس کو قید کرے ساتھ اس کے جب دونوں قافلے میں ہوں اور جب دونوں تنہا ہوں تو درست نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند بھی محرم میں داخل ہے اور بعض نے کہا کہ خاوند کے بیٹے کے ساتھ بھی سفر کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ فساد لوگوں میں غالب ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی درست نہیں اور اس پر اجماع ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ اس میں غیر محرم کے ساتھ قائم مقام ہوتا ہے یا نہیں مانند عورت معتبر کی صحیح یہ ہے کہ جائز ہے واسطے ضعیف ہونے تہمت کے ساتھ اس کے اور قتال نے کہا ہے کہ ضرور ہے ہونا محرم کا اور اسی طرح معتبر عورتوں میں حج کے سفر میں ضرور ہے کہ کسی کے ساتھ محرم ہو اور تائید کرتی ہے اس کو نص شافعی رحمہ اللہ کی کہ نہیں جائز ہے مرد کو یہ تنہا عورت کو نماز پڑھائے مگر یہ کہ کسی ایک کے ساتھ محرم ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ساتھ نکل تو بعض اہل علم نے اس کے ظاہر کو لیا ہے پس کہا کہ اگر عورت کے ساتھ کوئی نہ ہو تو خاوند کو اس کے ساتھ سفر کرنا واجب ہے اور یہی قول ہے احمد رحمہ اللہ کا اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور مشہور یہ ہے کہ اس کو اس کے ساتھ سفر کرنا لازم نہیں مانند ولی کی حج میں مریض کی طرف سے اور اگر باز رہے مگر ساتھ اجرت کے تو عورت کو لازم ہے اس واسطے کہ وہ عورت کی راہ میں داخل ہے پس ہوگا اس کے حق میں مانند خرچ کی اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ خاوند کو جائز نہیں کہ اپنی عورت کو حج فرض سے منع کرے اور یہی قول ہے امام احمد رحمہ اللہ کا اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور صحیح نص ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس کو منع کرنا درست ہے اس واسطے کہ حج دیر کے ساتھ فرض ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عورت کو بغیر اجازت خاوند کے حج کو جانا درست نہیں سو یہ روایت

محمول ہے حج نفل پر اور ابن منذر نے اجماع نفل کیا ہے کہ مرد کو جائز ہے کہ عورت کو سب سفروں سے منع کرے اور سفر واجب میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۱۷۳۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہؓ اپنے حج سے پلٹے تو آپ ﷺ نے ام سنان (ایک عورت کا نام ہے) سے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو حج کرنے سے منع کیا تھا اس نے کہا کہ فلاں کے باپ نے یعنی اس کا خاوند اور اس کے دو اونٹ تھے اور ایک پر وہ سوار ہو کر حج کو گیا تھا اور دوسرا ہماری زمین کو پانی پلاتا ہے یعنی میرے پاس سواری نہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ رمضان میں عمرہ کرنا ثواب میں حج کے برابر ہے یا فرمایا کہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

۱۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حَبِيبُ الْمَعْلَمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهِ قَالَ لِأُمِّ سِنَانِ الْأَنْصَارِيَّةِ مَا مَنَعَكَ مِنَ الْحَجِّ قَالَتْ أَبُو فُلَانٍ تَعْنِي زَوْجَهَا كَانَ لَهُ نَاضِحَانِ حَجَّ عَلَى أَحَدِهِمَا وَالْآخَرُ يَسْقِي أَرْضًا لَنَا قَالَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِيَ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۳۱۔ قرعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ اس نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ بارہ جہاد کیے ہیں اس نے کہا کہ چار چیزیں ہیں کہ میں نے ان کو حضرت ﷺ سے سنا ہے سو وہ مجھ کو چار چیزیں خوش لگیں ایک یہ کہ نہ سفر کرے کوئی عورت راہِ دودن کی کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم نہ ہو اور دوسری یہ کہ نہیں جائز ہے روزہ دودن عید الفطر کے دن میں اور قربانی کے دن اور نہیں کوئی نماز بعد دو نمازوں کے ایک بعد عصر کے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور ایک بعد صبح کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور نہ کجاوے باندھے جائیں طرف کسی مسجد کے مگر طرف تین مسجدوں کی

۱۷۳۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قُرْعَةَ مَوْلَى زَيْدَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ أَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعَجَبْنِي وَأَنْقَسَنِي أَنْ لَا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى

ایک ادب والی خانے کعبے کی مسجد اور ایک میری مسجد اور ایک ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد۔

وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى.

فائدہ: ان چاروں مسئلوں کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْيَ إِلَى الْكَعْبَةِ

فائدہ: یعنی اس کو اس کے سوا اور تعظیم والی جگہوں کی طرف تو کیا اس پر اس کا پورا کرنا واجب ہے یا نہیں اور جب واجب ہو اور اس کو ترک کرے باوجود قدرت کے یا عجز سے تو اس کو کیا لازم آتا ہے اور ہر مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے کمائی۔ (تح)

۱۷۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَرَارِيُّ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى شَيْخًا يُهَادِي بَيْنَ ابْنِهِ قَالَ مَا بَالُ هَذَا قَالُوا نَذَرْنَا أَنْ يَمْشِيَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَنْ تَعَذُّبِ هَذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَأَمْرُهُ أَنْ يَرْكَبَ.

۱۷۳۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر گھسٹتا چلا جاتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے اس کا یعنی اس طرح کیوں رنج اٹھاتا ہے لوگوں نے کہا کہ اس نے نذر مانی ہے یہ کہ پیادہ حج کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ اس کے تکلیف دینے سے اپنی جان کو بے پرواہ ہے یعنی اس نے جو اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا تو اللہ کو اس کی حاجت نہیں معلوم ہوا کہ جو پیادہ نہ چل سکے تو سوار ہو لے اگرچہ نذر مانی ہو۔

فائدہ: آپ ﷺ نے اس کو نذر کے پورا کرنے کا حکم اس واسطے نہ فرمایا کہ وہ عاجز تھا معلوم ہوا کہ اگر کوئی خانے کعبے کی طرف پیادہ چلنے کی نذر مانے اور اس سے عاجز ہو تو اس پر پیادہ چلنا لازم نہیں بلکہ سوار ہو لے اور اس پر کچھ کفارہ نہیں، وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۷۳۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي

۱۷۳۳۔ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری بہن نے نذر مانی یہ کہ خانے کعبے کی طرف پیادہ چلے اور اس نے مجھ کو حکم کیا یہ کہ میں حضرت ﷺ سے اسکے لیے مسئلہ پوچھوں سو میں

نے حضرت ﷺ سے فتویٰ چاہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چاہیے کہ پیادہ چلے اور چاہیے کہ سوار ہو لے یعنی کہ پیادہ چلنا اس پر لازم نہیں۔

أَيُّوبُ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ
أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ
نَذَرْتُ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَيَّ بَيْتَ اللَّهِ
وَأَمَرْتَنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَمْشِ وَلَتَرْكَبَ قَالَ وَكَانَ
أَبُو الْخَيْرِ لَا يَفَارِقُ عُقْبَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ
اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي
الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ بھاری بدن والی تھی سو اس پر پیادہ چلنا دشوار ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چاہیے کہ تین روزے رکھے اور ایک روایت میں ہے کہ کفارہ نذر کا کفارہ قسم کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نذر کا وفا کرنا لازم نہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مدینہ منورہ کی فضیلتوں کا بیان

فَضَائِلُ الْمَدِينَةِ

فائدہ: مدینے کو اول یثرب بن قانیہ نے بنایا تھا جو ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا پہلے اس میں عمالقہ رہتے تھے پھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت وہاں اتری پھر وہاں اوس اور خزرج اترے جب کہ اہل سہیل عرم سے متفرق ہوئے۔ (فتح)

مدینے کے حرام ہونے کے بیان میں اور جو کچھ کہ اس میں منع ہے

بَابُ حَرَمِ الْمَدِينَةِ

۱۷۳۴- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ حرام ہے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک یعنی جبل عیر سے ٹور تک نہ اس کا درخت کاٹا جائے نہ اس میں کوئی بدعت یعنی کوئی چیز مخالف قرآن اور حدیث کے نکالی جائے اور جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی یعنی وہ اللہ کی رحمت سے بہت دور ہے۔

۱۷۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَن كَذَا إِلَى كَذَا لَا يَقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدِثُ فِيهَا حَدَثٌ مَّنْ أَخَذَ حَدَّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

فائدہ: علماء کے نزدیک اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک اس کے حرام ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی تعلیم اور سکرم کرنا یعنی منع ہے اس میں وہ چیز کرنی کہ باعث ہو اس کی حقارت کا نہ یہ کہ وہ حرام ہے مانند کئے کی پس حنفیہ کے نزدیک نہیں حرام ہیں درخت کاٹنے مدینے کے اور گرد اس کی کے اور شکار کرنا اس کا اور تینوں اماموں کے نزدیک حرام ساتھ معنی حرم کے ہے یعنی جو چیز کہ حرم مکہ میں کرنی حرام ہیں وہ مدینے میں بھی حرام ہیں پس ان کے نزدیک یہ چیزیں بھی وہاں حرام ہیں بغیر ضمان کے یعنی ان کا بدلہ نہیں آتا اور حد حرم مدینہ کی درمیان عیر اور ٹور کے ہے کہ یہ دو پہاڑ ہیں دونوں طرف مدینہ منورہ کے (ح ع) اور امام طحاوی نے دلیل پکڑی

ہے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے ابی عمر کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ما فعل النغیر نہ کیا گیا نغیر (ایک جانور کا نام ہے جس کو لال کہتے ہیں) طحاوی نے کہا کہ اگر مدینے کا شکار حرام ہوتا تو جانور کا بند کرنا درست نہ ہوتا اور اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ وہ حل کے شکار سے ہو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ جو شکار کرے حل میں پھر اس کو مدینے میں لے جائے تو اس کا چھوڑ دینا اس پر لازم نہیں واسطے دلیل حدیث ابی عمیر رضی اللہ عنہ کے اور یہی ہے قول جہور کا لیکن یہ جواب حنفیہ کو رد نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر حل کا شکار حرم میں داخل کیا جائے تو ان کے نزدیک اس کا حکم حرم کا ہے اور احتمال ہے کہ قصہ ابو عمیر کا حرام ہونے سے پہلے ہو اور دلیل پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے مسجد بنانے کے لیے کھجور کے درخت کاٹے اور اگر مدینے کے درخت کا کاٹنا حرام ہوتا تو حضرت ﷺ ان کو نہ کاٹتے اور جواب دیا گیا ہے اس کا بایں طور کہ یہ واقع ہجرت سے پہلے کا ہے کما سیاتی واضحا فی المغازی اور تحریم مدینے کے حدیث آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی تھی جب کہ آپ ﷺ خیبر سے پھرے اور طحاوی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مدینے کا شکار کرنا اور اس کے درخت کاٹنے اس واسطے منع ہوں کہ اس کی طرف ہجرت کی جاتی تھی تو شکار اور درختوں کا باقی رکھنا اس کی زینت کی زیادتی کا سبب ہے اور اس کی الفت کا باعث پھر جب ہجرت بند ہوئی تو یہ سبب بھی دور ہوا لیکن یہ قول طحاوی کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ نسخ ثابت نہیں ہوتا مگر ساتھ دلیل کے اور سعد رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا جیسا کہ روایت کی مسلمہ نے اور ابن قدامہ نے کہا کہ مدینے کا شکار اور اس کے درخت کاٹنے حرام ہیں اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اہل علم کا اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حرام نہیں پھر اگر اس میں کوئی حرام چیز کو کرے یعنی مثلاً شکار کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور اس پر کوئی بدلہ نہیں آتا اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اہل علم کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ اس میں بدلہ آتا ہے اور یہی قدیم قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے ایک جماعت کا پچھلوں سے اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر نے اور ابن نافع اور قاضی عبدالوہاب نے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کا اسباب چھین لیا جائے واسطے حدیث سعد بن ابی وقاص کے جو کہ مسلم نے روایت کی ہے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جو کسی کو مدینے میں شکار کرتے پائے تو چاہیے کہ اس کا اسباب چھین لے اور قاضی عیاض نے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد کوئی اس کے ساتھ قائل نہیں مگر امام شافعی رحمہ اللہ قدیم قول میں کہتے ہیں کہ اسی کو اختیار کیا ہے ایک جماعت نے ساتھ اس کے اور بعد اس کے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے یعنی پس معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ اس میں اکیلا نہیں بلکہ اور ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے اور اس کے اسباب کے کیفیت اور مصرف میں اختلاف ہے اور سعد کے فعل سے جو مسلم وغیرہ میں

منقول ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مانند اسباب منقول کی ہے اور یہ کہ وہ چھیننے والے کا حق ہے لیکن اس میں سے پانچواں اللہ کے واسطے نہ نکالا جائے اور بعض حنفیہ نے عجب بات کہی ہے پس دعویٰ کیا ہے یہ حدیث اسباب چھیننے کی بالا جماع متروک العمل ہے پھر استدلال کیا اس نے ساتھ اس کے اوپر منسوخ ہونے حدیثوں تحریم مدینہ کے اور اجماع کا دعویٰ مردود ہے پس باطل ہوا جو مترتب ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر سعد کی حدیث صحیح ہو تو اسباب چھیننے کے منسوخ ہونے میں کوئی دلیل نہیں ہے جو صحیح حدیثوں کو ساقط کر دے اور جائز ہے لینا گھاس کا واسطے حدیث ابوسعید کے جو مسلم میں ہے کہ نہ جھاڑا جائے اس میں کوئی درخت مگر واسطے گھاس کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے اور مہلب نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ منع حدیث ماضی میں وہ چیز ہے جو درخت کو فاسد کر دے اور جس کا قصد اصلاح کا ہو مانند اس شخص کی کہ باغ لگائے تو نہیں منع ہے اس پر کاٹنا اس درخت کا کہ اس زمین میں ہو چکا باقی رہنا باغ کو ضرر کرے اور بعض کہتے ہیں کہ منع اس درخت کا کاٹنا ہے جو اللہ کی قدرت سے پیدا ہو آدمی کی دستکاری سے پیدا نہ ہو پس اس پر محمول ہوگی وہ حدیث کہ آپ ﷺ نے کعبور کے درخت کاٹ کر مسجد کے قبلے کی طرف کھڑے کیے اور اس سے نسخ مذکور لازم نہیں آتا اور یہ جو فرمایا کہ اس پر لعنت ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنی گنہگاروں کو اور فساد یوں کو لیکن اس میں اس پر دلالت نہیں کہ فاسق معین کو لعنت کرنی درست ہے اور مراد حدیث سے ظلم ہے اور یا عام معنی مراد ہے ظلم ہو یا کچھ اور اس سے معلوم ہوا کہ مدینے میں بدعت نکالنی کبیرہ گناہ ہے۔ (فتح)

۱۷۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَأَمَرَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي فَقَالُوا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ فَأَمَرَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرَبِ فَسُوِّتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ.

۱۷۳۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے یعنی مکے سے ہجرت کر کے اور مسجد بنانے کا حکم کیا سو فرمایا کہ اے نجاری اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر کے قیمت لو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے ہم آپ ﷺ کو بدون قیمت کے نذر کرتے ہیں اور اللہ سے ثواب چاہتے ہیں سو آپ رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا سو اکھاڑی گئیں پھر حکم کیا ساتھ برابر کرنے خراب زمین کے سو برابر کی گئی اور حکم کیا ساتھ کاٹنے کعبوروں کے سو کاٹی گئیں پھر انہوں نے ان کو مسجد کے قبلے کی طرف قطار بنا کر کھڑا کیا۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے تو وہاں مسجد نہ تھی جہاں نماز کا وقت آتا تھا وہاں

نماز پڑھ لیتے تھے سواب جس جگہ کہ حضرت ﷺ کی مسجد ہے وہاں کھجور کا باغ تھا انصار کی ملکیت حضرت ﷺ نے ان سے یہ باغ مول چاہا انہوں نے اللہ دے دیا وہاں کافروں کی قبریں بھی تھیں حضرت ﷺ نے ان کی ہڈیاں کھدوا کر اور کھجوریں کاٹ کر وہاں مسجد بنائی اور یہ واقعہ مدینے کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ابتدا ہجرت میں حرام ہونے سے پہلے کاٹی تھیں اب ان کا کٹنا درست نہیں۔ (فتح)

۱۷۳۶۔ ۱۷۳۷۔ ۱۷۳۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرام ہوئی وہ زمین کہ مدینے کے دونوں سنگستان کناروں کے درمیان ہے یعنی مشرق اور مغرب کی طرف سے میری زبان پر یعنی مدینے کا حرم اس قدر ہے اور راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ بنی حارثہ (ایک قبیلے اوس کا نام ہے) کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اے بنی حارثہ میں تم کو گمان کرتا ہوں کہ تم حرم مدینہ سے باہر نکل گئے پھر حضرت ﷺ نے ان کے گھروں کو دیکھا سو فرمایا کہ تم حرم میں ہو۔

۱۷۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرْمٌ مَا بَيْنَ لَابَتَى الْمَدِينَةِ عَلَى لِسَانِي قَالَ وَآتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي حَارِثَةَ فَقَالَ أَرَأَيْكُمْ يَا بَنِي حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ انْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ أَنْتُمْ فِيهِ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ مدینے کے گرد بارہ میل زمین حرم ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مدینے کی ہر طرف سے ایک ایک برید تک حرم ہے اس کا درخت نہ جھاڑا جائے اور نہ کاٹا جائے مگر وہ چیز کہ اس کے ساتھ اونٹ ہانکا جائے۔ (فتح)

۱۷۳۷۔ ۱۷۳۸۔ ۱۷۳۹۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ہمارے پاس کوئی چیز مگر اللہ کی کتاب یعنی قرآن اور یہ کاغذ کہ میں نے اس کو لکھا ہے اور اس کے احکام میں سے ایک یہ حکم ہے کہ مدینہ حرم ہے وہ چیز کہ غیر سے ٹور تک ہے جو اس میں بدعت نکالے یا بدعت کو ٹھکانہ دے تو اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے فرض اور نہ نفل یا نہ توبہ اور نہ فدیہ عہد مسلمانوں کا ایک ہے سہی حاصل کر سکتا ہے ساتھ ان کے ادنیٰ ان کا سو جو شخص کہ مسلمان کے عہد کو توڑے تو اس پر بھی لعنت ہے اللہ کی اور

۱۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَهَذِهِ الصَّحِيفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حُرْمٌ مَا بَيْنَ غَائِرٍ إِلَى كَذَا مَنْ أَخَذَتْ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحَدِّثًا فَلَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَالَ ذِمَّةٌ

المُسْلِمِينَ وَاحِدَةً فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ
لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا
يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلَّى قَوْمًا
بِغَيْرِ إِذْنٍ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا
عَدْلٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَدْلٌ فِدَاءً.

فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے کوئی
فرض اور نہ نفل یعنی نہ نفل عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ فرض
اور جو دلا گردانے واسطے کسی قوم کے بغیر اذن اپنے مالکوں
کے تو اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے اور اور فرشتوں کی اور سب
لوگوں کی نہیں قبول ہوتا اس سے فرض اور نہ نفل امام
بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عدل کے معنی فدیہ کے ہیں۔

فائدہ: ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا خاص کیا ہے تم کو حضرت ﷺ نے
ساتھ کسی چیز کے ساتھ کہ وہ اور لوگوں کو نہیں بتلائی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں خاص کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے سا
تھ خاص کسی چیز کے سوائے لوگوں کے مگر جو کہ قرآن میں ہے یا اس صحیفے میں اور وہ ایک کاغذ کا ورق تھا وہ ہمیشہ
ان کی تلوار کے غلاف میں رہتا تھا اس میں دیت وغیرہ کے چند احکام لکھے تھے از آنجملہ بعض حکم یہ تھے جو اس
حدیث میں بیان فرمائے اور جمہور کے نزدیک صرف کے معنی فرض ہیں اور عدل کے معنی نفل کے اور حسن سے
بالعکس مروی ہے اور بعضوں نے کہا کہ صرف کے معنی توبہ کے ہیں اور عدل کے معنی فدیہ ہیں اور بعض کچھ اور معنی
کرتے ہیں اور عیاض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ بطور رضا مندی کے قبول نہیں ہوں گے اگرچہ بطور بدلے
کے قبول ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے سبب سے گناہ معاف نہیں ہوتے اور کبھی اس کے معنی فدیہ کے ہوتے
ہیں یعنی قیامت کے دن وہ بدلہ نہ پائے گا کہ اس کے عوض میں دیا جائے بخلاف اور گناہ گاروں کے کہ ان کے
بدلہ آگ سے یہودی اور نصرانی بدلہ دیئے جائیں گے جیسا کہ مسلم میں ابو موسیٰ سے روایت ہے اور اس حدیث
میں رد ہے شیعہ پر کہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور اہل بیت کے پاس بہت بھید تھے کہ حضرت ﷺ نے
ان کو وہ اسرار پوشیدہ سکھائے تھے اور اوروں کو نہ بتلائے تھے کہ جو شامل ہیں دین کے بہت قاعدوں پر اور
خلافت کے حکموں پر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کی وصیت کی تھی سو اس سے ان کے سب دعوے باطل ہوئے
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے لکھنا علم کا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ احکام لکھ کر اپنے پاس رکھے ہوئے تھے اور یہ
جو فرمایا کہ ذمہ مسلمان کا ایک ہے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو امان دے اور اس سے
عہد کرے اور اپنی پناہ میں لائے تو نہیں جائز ہے کسی مسلمان کو توڑنا اس کے عہد کا اگرچہ وہ امان دینے والا ایک
ہو یا بہت اور برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت اور غلام ہو یا آزاد اس واسطے کہ سب مسلمان ایک جان کی مانند ہیں
وسیاتی بحثہ فی کتاب الجزیۃ اور یہ جو فرمایا کہ جو دلا گردانے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے غلام آزاد کیا
اس غلام پر حق ولا ثابت ہوا کہ وقت نہ ہونے عصبے اس غلام کے وہ آزاد کرنے والا وارث ہوگا کہ ذوالفروض

سے جو کچھ بیچے گا وہ لے گا پس معنی اس کے یہ ہیں کہ جو نسبت کریں اپنے آزادی کو اپنے آزاد کرنے والوں کی غیر کی طرف تو وہ مستحق لعنت کا ہوتا ہے جیسا کہ مستحق لعنت کا ہوتا ہے غیر باپ کی طرف نسبت کرنے میں اس صورت میں قید بغیر اذن کے بنا بر غالب کے ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر غلام آزاد اپنے مالکوں سے اس بات کا اذن چاہتا ہے تو وہ اذن نہیں دیتے تو اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر مالک اذن دیدے تو غیر کی طرف نسبت کرنا درست ہے اس لیے کہ اس صورت میں جھوٹ لازم آتا ہے و سیاتی البحث فی الكتاب الفرائض۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْمَدِينَةِ وَأَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ
باب ہے فضیلت مدینے کے بیان میں اور یہ کہ وہ دور کرتا ہے شریر آدمیوں کو

فائدہ: اور شریر لوگوں کا مراد ہونا ظاہر ہے تشبیہ سے جو واقع ہے حدیث میں اور مراد نفی سے نکال دینا ہے۔

۱۷۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا
الْحَبَابِ سَعِيدَ بْنِ يَسَارٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ
الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرُبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي
النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ.

۱۷۳۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھ کو اس بستی میں رہنے کا حکم ہوا جو سب بستیوں کو کھائے گی یعنی اسلام کی فتح ہوگی سب شہر مدینہ کے تابع ہو جائیں گے لوگ یعنی بعض منافق اس کو یثرب کہتے ہیں اور اس کا عمدہ نام مدینہ ہے برے لوگوں کو مدینے سے نکال دیتا ہے جیسا بھی لوہے کا میل نکال ڈالتی ہے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ کھانے کے معنی یہ ہیں کہ مدینے کی فضیلت سب بستیوں سے زیادہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ برے لوگوں کو نکال دیتا ہے تو مراد اس سے حضرت عائشہؓ کا زمانہ ہے اس واسطے کہ نہیں صبر کرتا تھا ہجرت پر اور مدینے میں آپ ﷺ کو ساتھ ٹھہرنے پر کوئی مگر جس کا ایمان ثابت ہوتا اور نیز یہ دجال کے وقت میں ہوگا کہ مدینہ کانپے گا اور برے لوگوں کو باہر نکال ڈالے گا لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ اس کی مکے پر فضیلت ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمَدِينَةِ طَابَةِ
مدینہ طابہ ہے

فائدہ: یعنی مدینے کا ایک نام طابہ ہے اور طابہ کے معنی پاک اور خوشی کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی مٹی پاک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رہنے والوں کے لیے خوش ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والے خوش گزران ہیں اور بعض اہل علم نے کہا کہ اس کی مٹی اور ہوا پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ نام اس کا درست ہے اس واسطے کہ جو وہاں رہے وہ اس کی مٹی اور دیواروں سے پاک خوشبو پاتا ہے کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتی اور اس کے سوا مدینہ منورہ کے اور بھی بہت نام ہیں جو دس تک پہنچتے ہیں۔ (فتح)

۱۷۳۹۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک سے پھرے یہاں تک کہ ہم مدینے میں پہنچے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مدینہ طابہ ہے یعنی اس کی مٹی پاک اور اس کی ہوا موافق ہے سلیم طبیعیوں کو۔

۱۷۳۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَذِهِ طَابَةٌ.

بَابُ لَا بَتِّي الْمَدِينَةِ

باب ہے بیان میں حد اور حکم حرم مدینہ کے کہ اس کی دونوں طرف کی پتھرلی زمین کے اندر ہے

۱۷۴۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اگر میں مدینے میں ہرن کا بچہ چرتا دیکھوں تو اس کو نہ جھڑکوں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو زمین کہ اس کی دونوں طرف کی پتھرلی کے درمیان ہے وہ حرام ہے۔

۱۷۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الطَّبَاءَ بِالْمَدِينَةِ تَرَعُ مَا دَعَرْتُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَا بَتِّيهَا حَرَامٌ.

فائدہ: یعنی میں اس کو شکار نہ کروں اور استدلال کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس حدیث کے اس واسطے کہ مراد اس سے مدینہ ہے اس واسطے کہ وہ دونوں طرف کی پتھرلی زمین کے اندر ہے یعنی شرقی اور غربی کے ہے اور حاصل یہ ہے کہ اس کے سب گھر اس میں داخل ہیں اور ابن خزیمہ نے اتفاق نقل کیا ہے اس پر کہ مدینے کے شکار میں بدلہ نہیں اور مکے کے شکار میں بدلہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِينَةِ

جو مدینے سے منہ پھیرے اس کا کیا حکم ہے

۱۷۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ يُرِيدُ عَوَافِي

۱۷۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ چھوڑ جائیں گے لوگ مدینے کو اچھی حالت پر نہ رہیں گے وہاں مگر وحشی جانور یعنی چوپائے درندے اور پرندے اور پچھلے جمع ہونے والوں میں دو بکریاں چرانے والے ہوں گے مزینہ کی قوم سے (وہ ارادہ کریں گے مدینے کا) کہ آواز دے کر اپنی بکریاں ہانک لے

جائیں گے سو وہ مدینے کو وحشی جانوروں سے پر پائیں گے
یہاں تک کہ جب وہ دونوں ثنیہ الوداع پہاڑی پر پہنچیں گے
تو دونوں منہ کے بل گر پڑیں گے یعنی مر جائیں گے۔

السَّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ
مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بَغْمِهِمَا
فَيَجِدَانِهَا وَحَشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا فَنِيَّةَ
الْوَدَاعِ خَرَا عَلَى وَجُوهِهِمَا.

فائدہ: ثنیہ الوداع ایک پہاڑی کا نام ہے پاس مدینے کے۔

فائدہ: اس حدیث میں خبر ہے آئندہ کی کہ قیامت کے قریب مدینہ اجاڑ ہو جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ مدینے

سے نکلنا درست نہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة

۱۷۴۲۔ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ

۱۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

سے سنا فرماتے تھے کہ فتح ہوگا ملک یمن کا تو آئے گی ایک
قوم جلدی کرتی سواٹھالے جائیں گے اپنے گھر والوں کو اور
جو ان کا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے واسطے
بہتر ہے اگر ان کو کچھ سمجھ ہوتی یعنی اگر وہ جانتے کہ مدینے
میں رہنے اور حضرت ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا
ثواب ہے تو مدینے کو نہ چھوڑتے اور فتح ہوگا شام کا ملک اور
آئیں گے ایک قوم جلدی کرتے سواٹھالے جائیں گے اپنے
گھر والوں کو اور جو ان کا کہا مانے گا اور حالانکہ مدینے کا رہنا
ان کے حق میں بہتر ہے اگرچہ ان کو کچھ دانست ہوتی اور فتح
ہوگا عراق کا ملک اور آئیں گے لوگ جلدی کرتے سواٹھائیں
گے اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی اطاعت کرے گا اور
حالانکہ مدینے کا رہنا ان کے حق میں بہتر ہے اگر ان کو کچھ سمجھ
ہوتی یعنی اسلام کی فتح ہوگی اور لوگ مدینے کا رہنا چھوڑ کر
یمن اور شام اور عراق میں مع اپنے گھر بار کے جا بیس گے
حالانکہ حضرت ﷺ کی مسائگی چھوڑنے اور اس کی برکتوں
سے محروم رہنا ان کے حق میں بہتر نہیں۔

مَا لِكَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَفْتَحُ الْيَمَنُ
فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبْسُونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ
أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا
يَعْلَمُونَ وَتَفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبْسُونَ
فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ
وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ
وَتَفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبْسُونَ
فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ
وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مدینے سے منہ پھیرنا اور اس کو چھوڑ کر اور جگہ جا رہنا بہت برا ہے وفيه المطابقة للترجمة

لیکن اگر کوئی کسی حاجت کے واسطے نکلے مانند تجارت اور جہاد وغیرہ کی تو یہ درست ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں میں سے کہ موافق آپ ﷺ کی پشین گوئی کے یہ سب ملک فتح ہوئے یمن کا ملک تو خود حضرت ﷺ کے زمانے میں فتح ہوا اور شام اور عراق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوئے اور جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا اور اس سے معلوم ہوا کہ مدینے کو ان شہروں پر فضیلت ہے اور اس پر اجماع اور یہ کہ بعض جگہیں بعض سے افضل ہیں اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ مدینہ سب شہروں سے افضل ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ کیا مدینہ کے سے افضل ہے یا برعکس۔ (فتح)

بَابُ الْإِيْمَانُ يَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ

ایمان مدینے کی طرف سمٹ جائے گا
۱۷۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ایمان سمٹ جائے گا مدینے کی طرف جیسا سانپ سمٹتا ہے اپنے بل کی طرف۔

۱۷۴۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا.

فائدہ: یعنی جیسا کہ سانپ اپنے بل سے نکل کر طلب معاش کے واسطے ادھر ادھر پھرتا ہے اور جب کسی چیز سے خوف کھاتا ہے تو پھر اپنی بل کی طرف پلٹ آتا ہے اسی طرح ایمان اول مدینے میں پیدا ہوا اور ہر ایمان دار کے دل میں وہ چیز ہے جو اس کو مدینے کی طرف کھینچتی ہے واسطے محبت اس کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے پس یہ سب زمانوں کو شامل ہوگا یعنی ہر وقت کے ایمان داروں کو وہاں جانے کی حاجت ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تو لوگ آپ ﷺ سے دین سیکھنے جاتے تھے اور اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانوں میں لوگ ان کے طریقوں کی پیروی کرنے جاتے تھے پھر ان کے بعد حضرت ﷺ کی قبر کی زیارت کو اور آپ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے کو اور آپ ﷺ کے آثار کے مشاہدے سے تہمک حاصل کرنے کو ہمیشہ لوگ جاتے ہیں اور داودی نے کہا کہ یہ حکم خاص حضرت ﷺ کے زمانے میں اور قرون ثلاثہ میں تھا اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر حجت اہل مدینہ کے اور سلامت ہونے ان کے کے بدعتوں سے اور یہ کہ ان کا عمل حجت ہے جیسا کہ روایت کی امام مالک نے اور یہ اگر تسلیم کیا جائے تو خاص ہوگا ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے اور خلفائے راشدین کے اور اس کے بعد ظاہر ہونے فتنوں کے اور جدا جدا ہونے اصحاب رضی اللہ عنہم کے شہروں میں خاص کر دوسری صدی

کے اخیر میں اور اسی طرح لگا تار پس وہ ساتھ مشاہدے کے بخلاف اس کے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمٍ مَنْ كَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ

جو اہل مدینے سے مکر اور حیلہ کرے یعنی ان سے

بدی کا ارادہ کرے تو اس کو کیا گناہ ہے؟

۱۷۴۴- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَخْبَرَنَا

الْفَضْلُ عَنْ جُعَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ هِيَ بِنْتُ

سَعْدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ لَا يَكِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ

كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ.

فائدہ: یعنی جو دنیا میں ان سے بدی کا ارادہ کرے گا اس کو مہلت نہ ملے گی اس کی سلطنت جلدی برباد ہو جائے

گی اور یا یہ معنی ہیں کہ جو ان کو مکر اور حیلے سے مارنا چاہے اس کا کام تمام نہ ہوگا بخلاف اس کے جو کھلم کھلا آئے

جیسا کہ مسلم میں عقبہ نے اس کو مباح کیا۔ (فتح)

بَابُ أَطَامِ الْمَدِينَةِ

فائدہ: جب اوس اور خراج مدینے میں اترے تو ان سے پہلے مدینے میں قلعے تھے اور ان کے بعد بھی تھے۔ (فتح)

۱۷۴۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

عُرْوَةُ سَمِعْتُ أَسَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى

أَطْمٍ مِنَ أَطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا

أَرَى إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ

بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ

وَسَلِيمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: یعنی مدینے میں بہت فتنے فساد پیدا ہوں گے اور یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے اس واسطے کہ

حضرت ﷺ نے آئندہ کی خبر دی اور مطابق اس کے واقع ہوا کہ حضرت ﷺ کے بعد مدینے میں بڑے بڑے

فتنے اور فساد پیدا ہوئے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور یزید کی لڑائی اور یہ آپ ﷺ کا دیکھنا یا تو بمعنی

۱۷۴۳- سعد بنی اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ

سے سنا فرماتے تھے کہ جو مدینے والوں کو مکر اور حیلے سے رنج

دے گا وہ گل جائے گا جیسا کہ نمک پانی میں گل جاتا ہے۔

۱۷۴۴- سعد بنی اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ

سے سنا فرماتے تھے کہ جو مدینے والوں کو مکر اور حیلے سے رنج

دے گا وہ گل جائے گا جیسا کہ نمک پانی میں گل جاتا ہے۔

۱۷۴۵- اسامہ بنی اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مدینے

کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر چڑھ کر دیکھا سو فرمایا کہ کیا تم

دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنہ و فساد

کے مقامات کو جیسا کہ مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

۱۷۴۵- اسامہ بنی اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مدینے

کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر چڑھ کر دیکھا سو فرمایا کہ کیا تم

دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنہ و فساد

کے مقامات کو جیسا کہ مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

۱۷۴۵- اسامہ بنی اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مدینے

کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر چڑھ کر دیکھا سو فرمایا کہ کیا تم

دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنہ و فساد

کے مقامات کو جیسا کہ مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

۱۷۴۵- اسامہ بنی اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مدینے

کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر چڑھ کر دیکھا سو فرمایا کہ کیا تم

علم کے ہے یا آنکھ سے دیکھنا مراد ہے کہ فتنوں کی صورت آپ ﷺ کے سامنے کی گئی جیسا کہ دوزخ اور بہشت کی صورت آپ ﷺ کے سامنے لائی گئی تھی۔ (فتح)

دجال مدینے میں داخل نہ ہوگا

۱۷۴۶۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسیح دجال کا خوف مدینے میں نہ آئے گا اس دن مدینے کے ساتھ دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہونگے یعنی تمام عالم میں دجال کا ڈر ہوگا سوائے مدینے کے۔

۱۷۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

فائدہ: یہ حضرت ﷺ کی برکت سے مدینہ کی فضیلت ہوئی۔

۱۷۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینے کے دروازے پر فرشتے ہوں گے نہ داخل ہو گی اس میں وبا اور نہ داخل ہوگا اس میں دجال۔

۱۷۴۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمَّرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدَّجَالُ.

۱۷۴۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا شہر نہیں کہ جس کو دجال نہ روندے یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سوائے مکے اور مدینے کے مدینے کے دروازوں سے کوئی دروازہ ایسا نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے چوکیداری نہ کرتے ہوں گے پھر کانپے گا مدینہ اپنے سب لوگوں ساتھ تین بار تو نکل جائیں گے دجال کی طرف سب کافر اور منافق۔

۱۷۴۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطُوهُ الدَّجَالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ مِنْ بَقَائِهَا نَقَبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِينَ يَحْرُسُونَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللَّهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ.

۱۷۴۹۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

۱۷۴۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا
سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا
طَوِيلًا عَنِ الدَّجَالِ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا بِهِ
أَنْ قَالَ يَأْتِي الدَّجَالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ
يَدْخُلَ بَقَابَ الْمَدِينَةِ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي
بِالْمَدِينَةِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ
خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُولُ
أَشْهَدُ أَنْكَ الدَّجَالُ الَّذِي حَدَّثَنَا عَنْكَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ
فَيَقُولُ الدَّجَالُ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ
أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشْكُونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا
فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُعْيِيهِ فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ وَاللَّهِ
مَا كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ
فَيَقُولُ الدَّجَالُ أَقْتُلُهُ فَلَا أَسْلُطُ عَلَيْهِ.

ایک حدیث دراز ہم سے دجال کے حال سے بیان فرمائی اور
جو حدیث کہ آپ ﷺ نے ہم سے بیان فرمائی اس میں یہ
بات بھی تھی کہ فرمایا کہ دجال آئے گا اس حال میں کہ حرام
ہے اس پر کہ مدینے کے کسی دروازے سے داخل ہوا ترے گا
شوری زمین میں جو مدینے کے گرد ہے سو اس دن اس کی
طرف ایک مرد نکلے گا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا سو وہ
دجال سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک تو
وہی دجال ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو تجھ سے حدیث بیان
کی سو دجال کہے گا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں
پھر اس کو زندہ کر دوں تو کیا تم میری خدائی میں شک کرو گے
سو لوگ کہیں گے کہ نہ سو دجال اس کو مار ڈالے گا پھر اس کو
زندہ کر دے گا سو جب اس کو زندہ کرے گا تو وہ مرد کہے گا
کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں ہوا میں کسی سخت تر از روئے بینائی
کے آپ سے کہ میں آج کے دن ہوں سو دجال کہے گا کہ میں
اس کو مار ڈالوں سو وہ اس پر غالب نہ ہوگا یعنی اس کے مار
ڈالنے پر قادر نہ ہوگا قدرت الہی سے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نہ تو دجال خود مدینے میں داخل ہوگا اور نہ اس کا خوف داخل ہوگا۔

وفی المطابۃ للترجمۃ

مدینہ میل اور بدی والوں کو نکال دیتا ہے

بَابُ الْمَدِينَةِ تَفْثِي الْخَبَثِ

فائدہ: یعنی ساتھ نکال دینے اس کے یا ظاہر کرنے اس کے۔

۱۷۵۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ
کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور چلا گیا
پھر اگلے دن آیا اس حال میں کہ اس کو بخار تھا سو اس نے کہا
کہ مجھ سے بیعت توڑ دو پس حضرت ﷺ نے نہ مانا اسی
طرح اس نے تین بار کہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ

۱۷۵۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ
أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ
عَلَى الْإِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْفَدْرِ مُحْمَرُّمَا

فَقَالَ أَقْلَبُنِي فَأَبَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبَثِهَا وَيَنْصَعُ طَبِهَا۔
مانند بھٹی لوہار کی ہے کہ اپنی میل کو دور کر دیتی ہے اور پاک کو خالص کرتی ہے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ اس نے اسلام سے بیعت توڑنی چاہی اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے عیاض نے اور بعضوں نے کہا کہ ہجرت سے بیعت توڑنی چاہی تھی نہیں تو اس کو مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کر ڈالتے۔

۱۷۵۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ نَقَلْتَهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقَلْتَهُمْ فَفَزَلْتُ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئْتَيْنِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ۔
۱۷۵۱۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جنگ احد کی طرف نکلے تو آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ پھر آئے اور عبد اللہ بن اوفی اور اس کے تابعدار تھے سو ایک گروہ نے کہا کہ حضرت ﷺ ان کو مار ڈالیں گے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہ ماریں گے سو یہ آیت اتری کہ کیا ہے تم کو کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ نکال دیتا ہے بد آدمیوں کو جیسا کہ آگ لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔

یہ باب ہے۔

باب۔

فائدہ: یہ باب اکثر نسخوں میں بغیر ترجمے کے ہے اور بعض نسخوں میں بالکل باب بھی نہیں اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو ضرور ہے کہ اس کو پہلے باب سے کچھ تعلق ہو اس لیے کہ وہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور ان کے تعلق کی وجہ پہلے باب سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا مدینے کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور آپ ﷺ کا مدینے سے محبت رکھنا مستلزم ہے اور مناسب ہے نفی خبث اور میل کے نکال دینے کو۔ (فتح)

۱۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفِي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَاتِ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُونُسَ۔
۱۷۵۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی مدینے میں برکت کر کہ اس سے دو گنی کر جو تو نے مکہ میں برکت کی ہے۔

فائدہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے واسطے دعا کی تھی اور حضرت ﷺ نے مدینے کے واسطے اور برکت سے

مراد دنیا کی برکت ہے یعنی کسائش رزق کی ساتھ قرینہ دوسری حدیث کے کہ آپ ﷺ نے اس میں فرمایا کہ الہی برکت دے ہم کو ہمارے صاع میں اور احتمال ہے کہ اس سے عام معنی مراد ہوں یعنی برکت دنیا اور دین کی لیکن خاص کی گئی ہے اس سے وہ چیز جو دلیل سے نکل گئی مانند نماز پڑھنے کی کئے میں کہ مدینے میں نماز پڑھنے سے اس کا دونا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدینہ کو کئے پر فضیلت ہے اور وہ ظاہر ہے اس حجت سے لیکن اگر مفصول ایک چیز میں افضل ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے لیے مطلق افضلیت ثابت ہو پس اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مدینہ ہر چیز میں کئے سے افضل ہو اور اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ شام اور یمن کئے سے افضل ہو اس واسطے کہ آپ ﷺ نے دوسری حدیث میں فرمایا کہ الہی برکت دے ہم کو ہمارے شام میں اور آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا تو جواب اس کا یہ ہے کہ تاکید نہیں مستلزم ہے تکثیر کو کہ جس کے ساتھ حدیث باب میں تصریح کی گئی ہے یعنی تاکید سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو بھی دونی برکت ہو اور ابن حزم نے کہا کہ باب کی حدیث میں ان کے لیے حجت نہیں اس واسطے کہ اس میں برکت کا بہت ہونا نہیں مستلزم ہے فضیلت کو امور آخرت میں اور عیاض نے اس کو رد کر دیا ہے بایں طور کہ برکت عام ہے اس سے کہ دین کے کاموں میں ہو یا دنیا کے کاموں میں اس واسطے کہ وہ ساتھ معنی بڑھنے اور زیادہ ہونے کے ہے پس اس طرح دین کے کاموں میں پس واسطے اس چیز کے ہے جو متعلق ہے ساتھ اس کے حق اللہ کے زکوٰۃ اور کفاروں سے خاص کر بیچ واقع ہونے برکت کی صاع اور مد میں اور نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ برکت حاصل ہوئی ہے نفس اس چیز میں کہ پائی جائے ساتھ اس طرح کہ کفایت کرتی ہے مدینے میں ایک مد اس کو جس طرح وہ مد غیر مدینے میں کفایت نہیں کرتا اور یہ امر محسوس ہے ساتھ رہنے والوں اس کے کے اور قرطبی نے کہا کہ جب اس میں ایک وقت برکت پائی جائے تو حاصل ہوتی ہے اس سے قبولیت دعا کی اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ ہر وقت میں ہر شخص کے لیے ہو یعنی یہ برکت کی دعا ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ خاص لوگوں اور خاص وقت کے لیے ہے۔ (فتح)

۱۷۵۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدَرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَأْسَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى ذَاتِهِ حَرٌّ كَتَمَهَا مِنْ حُبِّهَا.

۱۷۵۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ سفر سے آتے تھے اور مدینے کی دیواریں دیکھتے تھے تو اپنی سواری کو تیز چلاتے تھے اور اگر اونٹ کے سوائے کسی اور چوپائے پر ہوتے تھے تو اس کو ہلاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو مدینہ سے بہت محبت تھی پس امت کو بھی لازم ہے کہ مدینہ

سے بہت محبت رکھیں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ تَعْرِىَ الْمَدِينَةَ

حضرت ﷺ نے مدینے کے خالی چھوڑنے کو برا جانا

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے اور اس کا بیان باب احتساب الاثار میں پہلے گزر چکا ہے۔

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے دو علتوں کے ساتھ باب باندھا نماز کے بیان میں تو احتساب الاثار سے باب باندھا واسطے فرمائے حضرت ﷺ کے کہ اپنے مکانوں کو اپنے اوپر لازم جانوں کہ تم کو ہر ہر قدم کے بدلے ثواب ملے گا اور اس جگہ یہ باب باندھا جو تو دیکھتا ہے واسطے قول راوی کے مکروہ جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ خالی چھوڑا جائے مدینہ کو اور گویا کہ حضرت ﷺ نے اقتضار کیا سچ خطاب ان کے کہ اوپر اس علت کے کہ ان کے ساتھ متعلق ہے کہ وہ زیادہ تر بلانے والی ہے ان کو طرف موافقت کے۔ (فتح)

۱۷۵۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ
عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ أَرَادَ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى قُرْبِ
الْمَسْجِدِ فَكَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنْ تَعْرِىَ الْمَدِينَةَ وَقَالَ يَا بَنِي
سَلَمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ فَأَقَامُوا

۱۷۵۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو سلمہ (ایک قبیلہ عرب کا نام ہے) نے ارادہ کیا یہ کہ اپنے گھر چھوڑ کر مسجد نبوی کے قریب آ بیس سو حضرت ﷺ نے برا جانا اس کو کہ مدینہ نگاہ یعنی اس کی چاروں طرف خالی ہو جائیں اور اس کے گرد کوئی نہ رہے سو فرمایا کہ اے بنی سلمہ کی اولاد کیا تم اپنے قدموں کا ثواب حساب نہیں کرتے ہو یعنی جتنی دور سے آؤ گے ہر ہر قدم کے بدلے ثواب لکھا جائے گا سو اپنے گھروں میں ٹھہرے رہو۔

بَابُ

یہ باب ترجمہ سے خالی ہے

فائدہ: سب نسخوں میں یہ باب ترجمے سے خالی ہے اور اس میں دو حدیثیں ہیں اور ایک اثر ہے اور ہر ایک کو پہلے باب سے تعلق ہے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترغیب ہے مدینے کے رہنے پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں حضرت ﷺ نے مدینے کے واسطے دعا کی اور اس میں بھی ترغیب ہے کہ مدینے میں رہنا بہت اچھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ میری موت اس میں ہو اور یہ سب مناسب ہے واسطے مکروہ جانے حضرت ﷺ کے اس کو کہ مدینہ اپنے گرد سے خالی کیا جائے۔ (فتح)

۱۷۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ
۱۷۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔

بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمَنْبَرِي عَلَى حَوْضِي.

فائدہ: یعنی یہ مکان بہشت کے باغ کی طرح ہے نزول رحمت اور حصول سعادت میں ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ملازمت حلق ذکر سے خاص کر حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یا یہ معنی ہیں کہ وہاں کی عبادت نہایت مقبول ہے اس کے سبب سے بہشت ملے گی اور یا اپنے ظاہر پر ہے یعنی قیامت کے دن وہ مکان بعینہ بہشت کی طرف اٹھایا جائے گا تو اس قدر مکان ہیئت بہشت ہے اور یہ جو فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض پر ہوگا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ قیامت کے دن میرا منبر اٹھایا جائے گا اور حوض کوثر پر کھڑا کیا جائے گا اور اکثر کے نزدیک مراد اس سے بعینہ منبر ہے جس پر آپ ﷺ نے بیٹھ کر یہ حدیث فرمائی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ منبر ہے کہ قیامت کے دن آپ ﷺ کے لیے رکھا جائے گا اور پہلی بات زیادہ ظاہر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مراد ہے کہ جو اس کے نزدیک نیک عمل کرے گا اس کو وہ منبر حوض پر پہنچائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قبر اور منبر کے درمیان ترپن یا چون یا پچاس ہاتھ کا فرق ہے۔ (فتح)

۱۷۵۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا اور جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تیز بخار ہوتا تھا تو یہ شعر کہتے تھے کہ ہر مرد صبح کیا گیا اپنے گھر والوں میں اور موت نزدیک تر ہے اس کے جوتی کے تسمے اور جب بلال رضی اللہ عنہ سے بخار اترتا تھا تو بلند آواز سے روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے یعنی کے کی یاد سے خبردار ہو کاش کہ میں جانتا کہ میں نالے میں رات گزاروں گا اس حال میں کہ میرے گرد اذخر اور جلیل ہو کہ نام ہیں دو گھاس کے کہ خاص کے کی زمین میں ہوتے ہیں اور کیا میں البتہ وارد ہوں میں مجھ (ایک جگہ کا نام ہے تلے کے سے) کے پانی پر اور کیا ظاہر ہو واسطے میرے شام اور

۱۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَعَلَكَ أَبُو بَكْرٍ وَبَلَالٌ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ كُلُّ أَمْرٍ مُّصِيبٌ لِّي أَهْلِي وَالْمَوْتُ أَذْنِي مِنْ شِرَاكِ نَعْلِي وَكَانَ بَلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ يَقُولُ أَلَا لَيْتَ بَشْعُرِي هَلْ أَبَيْتَنَ لَيْلَةً بَرَادٍ وَحَوْلِي إِذْ حَرٌّ وَجَلِيلٌ وَهَلْ أَرَدَنَ يَوْمًا مِّبَاةَ مَجْنِيَةٍ وَهَلْ يَبْدُونُ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلٌ

طفیل کہ نام ہے دو پہاڑوں کا مکہ میں الہی لعنت کر شیبہ بن ربیعہ کو اور عقبہ بن ربیعہ کو اور امیہ بن خلف کو جیسا انہوں نے ہم کو ہماری زمین سے وبا کی زمین کی طرف نکالا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی ہمارے نزدیک مدینے کو پیارا کر دے جیسا ہم کو مکے کی محبت ہے یا اس سے بھی زیادہ الہی برکت دے ہم کو ہمارے صاع میں اور مد میں اور اچھا کر دے مدینے کو یعنی مدینے کی آب و ہوا کو درست کر دے اور اس کے تپ کو چھہ کی طرف لے جا کہ وہاں یہود رہتے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم مدینے میں آئے اور وہ سب اللہ کی زمین سے زیادہ بیماری والی زمین تھی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بطحان ایک نہر تھی یعنی مدینے کے میدان میں اس سے تھوڑا سا پانی جاری تھا یعنی اس کا رنگ اور مزہ بگڑا ہوا تھا یعنی اہل مدینہ کی بیماری کا سبب یہ تھا کہ اس نہر سے پانی پیتے تھے اور بیمار ہو جاتے تھے۔

فائدہ: جب حضرت ﷺ نے دعا کی تو آپ ﷺ کی دعا سے وہاں کی بیماری چھہ کی طرف جاتی رہی اور مدینہ کی آب و ہوا درست ہو گئی۔

۱۷۵۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دعا کی کہ الہی عطا کر مجھ کو شہادت اپنے راہ میں اور کر میری موت کو اپنے رسول کے شہر میں یعنی میں مدینہ منورہ میں مروں۔

۱۷۵۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ

هشامٌ عن زَيْدٍ عن أَبِيهِ عن حَفْصَةَ سَمِعَتْ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَذًا
قَالَ رَوْحٌ عَنْ أُمِّهِ.



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الصوم ہے روزے کے بیان میں

فائدہ: صوم کے معنی لغت میں بند رہنا ہیں اور شرح میں صوم چھوڑ دینا ہے کھانے کو اور پینے کو اور نکاح کو اور کلام کو اور راغب نے کہا کہ صوم اصل میں بند رہنا ہے فعل سے اور شرح میں بند رہنا مکلف ہے ساتھ نیت کے کھانے سے اور پینے سے اور غذا منی نکالنے سے اور تے کرنے سے فجر سے مغرب تک۔ (فتح)

بابُ وَجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

فرض ہونے کے بیان میں اور بیچ اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والوں لازم ہوا تم پر روزہ جیسا لازم ہوا تھا تم سے پہلوں پر شاید تم پر ہیزگار ہو جاؤ۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف مبداء فرض ہونے روزے سے کہ کب فرض ہوا اور گویا کہ اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز اس کے موافق شرط کے ثابت نہیں پس وارد کی وہ چیز کہ اشارہ کرے طرف مراد کی۔ (فتح)

۱۷۵۸۔ طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ اس کے سر کے بال پراگندہ تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ خبر دیجیے مجھ کو کہ اللہ نے مجھ پر نماز سے کیا چیز فرض کی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ زیادہ کرے تو کوئی چیز نفل سے پھر اس نے کہا کہ خبر دو مجھ کو کہ کیا چیز فرض کی ہے مجھ پر اللہ نے روزے سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے روزے مگر یہ کہ تو زیادہ کرے کوئی چیز نفل روزے سے پھر اس نے

۱۷۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي مَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ

الصَّيَامَ فَقَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ
شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنَ
الزَّكَاةِ فَقَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَاللَّهِ
أَكْرَمَكَ لَا أَتَطْوَعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا
فَرَضَ اللَّهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ
دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ.

کہا کہ خبر دو مجھ کو کیا چیز فرض کی ہے مجھ پر اللہ نے زکوٰۃ سے
راوی نے کہا کہ پس حضرت ﷺ نے اس کو احکام اسلام کی
خبر دی یعنی کہ نصاب زکوٰۃ کی یا باقی احکام اسلام کی مانند
حج وغیرہ کی سو اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے
آپ ﷺ کو سچ کے ساتھ عزت بخشی کہ جو چیز کہ اللہ نے
مجھ پر فرض کی ہے نہ اس سے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ اس سے
کچھ گھٹاؤں گا یعنی اپنی طرف سے فرض جان کر حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ نجات پائی اس نے اگر یہ سچا ہے یا فرمایا کہ
بہشت میں داخل ہوا اگر یہ سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں فرض ہے مگر روزہ رمضان کا۔ (فتح)

۱۷۵۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ
أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ
رَمَضَانُ تَرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَصُومُهُ إِلَّا
أَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ.

۱۷۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
اللِّثِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ عِرَاكَ
بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ
تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ
أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ
فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرْ.

۱۷۶۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت کے
زمانے میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر حضرت ﷺ
نے بھی اس کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ رمضان کا
روزہ فرض ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے تو اس کا
روزہ رکھے اور جو نہ چاہے تو اس کو روزہ نہ رکھے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں عاشورہ کے روزے کا حکم ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ امر ان حدیثوں میں استحباب پر محمول ہے یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے فرض نہیں اس واسطے کہ فرض صرف رمضان کا روزہ ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر آیت سے کہ فرمایا کہ روزہ تم پر لازم ہوا پھر اس کو بیان فرمایا پس کہا کہ مہینہ رمضان کا اور اس میں سلف کو اختلاف ہے کہ کیا رمضان سے پہلے بھی کوئی روزہ فرض تھا یا نہیں جمہور کہتے ہیں کہ رمضان سے پہلے کبھی کوئی روزہ فرض نہیں ہوا اور یہی مشہور ہے نزدیک شافعیہ کے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض ہوا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ منسوخ ہوا اور شافعیہ کی دلیلوں سے حدیث معاذ کی ہے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ نے تم پر عاشورہ کا روزہ فرض نہیں کیا و سیاتی فی آخر الصیام اور حنفیہ کی دلیل ظاہر ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو اس باب میں مذکور ہے ساتھ لفظ امر کے اور ایک دلیل انکی ربیع کی حدیث ہے جو مسلم میں ہے کہ جو صبح کرے روزے کی حالت میں چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے سو ہمیشہ ہم اس کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کا روزہ رکھاتے تھے اور حالانکہ وہ چھوٹے تھے اور ایک دلیل ان کی یہ حدیث مسلمہ کی ہے کہ جس نے کھالیا ہو تو چاہیے کہ باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور بنائی ہے انہوں نے اس خلاف پر یہ بات کہ کیا فرض روزے میں رات سے نیت کرنی شرط ہے یا نہیں و سیاتی البحث فیہ۔

باب ہے روزے کی فضیلت کے بیان میں یعنی روزہ

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ

رکھنے کا کیا ثواب ہے

۱۷۶۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے یعنی آگ سے پناہ ہے اور جب کوئی روزے دار ہو تو چاہیے کہ نہ فحش بات کرے اور نہ جماع کرے اور نہ نادانوں کا کام کرے اور اگر کوئی آدمی اس سے لڑنا چاہے تو یا اس کو گالی دے تو اس کو چاہیے کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں دو بار کہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ روزے دار کے منہ کی بوالہ کے نزدیک زیادہ تر خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے چھوڑنا ہے روزے دار اپنا کھانا اور پینا اور اپنی شہوت جماع کو میرے لیے یعنی بہ سبب حکم میرے کے روزہ میرے ہی لیے

۱۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْوَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثُ وَلَا يَجْهَلُ وَإِنْ أَمَرُ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِ الصَّيَامِ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا.

ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہے۔

قائد: اور بعضوں نے کہا کہ وہ ڈھال ہے گناہ سے یا آگ سے یا ان سب چیزوں سے اور اخیر کے ساتھ جزم کیا ہے نووی نے اور ابن عربی نے کہا کہ روزہ آگ سے ڈھال اس واسطے ہے کہ وہ بند رہنا ہے شہوتوں سے اور خواہشوں سے اور آگ گھیری گئی ہے ساتھ خواہشوں کے پس حاصل یہ ہے کہ جب وہ دنیا میں اپنے نفس کو خواہشوں سے باز رکھے تو آخرت میں یہ اس کے لیے آگ سے ڈھال ہوگی اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ جب تک کہ نہ پھاڑے اس کو غیبت سے تو اس میں اشارہ ہے کہ غیبت روزے کو ضرر دیتی ہے اور یہی ٹھکی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن حزم نے بڑی زیادتی کی کہ ہر گناہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جو جان بوجھ کر کرے اس حال میں کہ اس کو روزہ یاد ہے برابر ہے کہ فعل ہو یا قول واسطے عموم اس حدیث کے کہ نہ بخش کے اور نہ نادانوں کا کام کرے اور واسطے اس حدیث کے جو آگے آتی ہے کہ جو جھوٹی بات کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں یہ کہ اپنا کھانا پینا چھوڑے اور جمہور نے اگرچہ نبی کو تحریم پر حمل کیا ہے لیکن خاص کیا ہے انہوں نے روزے کے ٹوٹنے کو ساتھ کھانے اور پینے اور جماع کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ روزے کو سب عبادتوں پر ترجیح ہے اور مشہور جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کو سب عبادتوں پر ترجیح ہے اور نادانوں کا کام یہ ہے کہ چیخ مارے اور بیوقوفی کا کام کرے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ اگر روزہ نہ ہو تو یہ کام درست ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ روزے میں اس کے منع کی زیادہ تر تاکید ہے اور یہ جو فرمایا کہ کہے کہ میں روزے دار ہوں تو بعض کہتے ہیں کہ یہ بات زبان سے کہے اور بعض کہتے ہیں کہ دل سے کہے نووی نے پہلی بات کو ترجیح دی ہے اور متولی وغیرہ نے دوسری بات کو اور نووی نے شرح مہذب میں کہا دونوں طرح صحیح ہے لیکن زبان سے کہنا زیادہ تر قوی ہے اور اگر زبان اور دل دونوں سے کہے تو بہت خوب ہے اور زرکشی نے نقل کی ہے کہ ایک بار دل سے کہے اور ایک بار زبان سے کہے پس جب روزے دار یہ بات کہے تو ممکن ہے کہ لڑنے والا اس سے باز رہے اور اگر باز نہ آئے تو اس کو ہلکی چیز سے دفع کرے و علی ہذا القیاس اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ تر پاک ہے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ خوشبو کو سونگھنے سے پاک ہے اس واسطے کہ یہ مخلوق کی صفات میں سے ہے اور باوجود یہ کہ وہ جانتا ہے ہر شے کو جس طرح کہ وہ ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ قریب ہوتی طرف اللہ کی زیادہ تر قریب کرنے مشک سے نزدیک تمہاری یعنی لوگوں کی عادت ہے کہ مشک کو بہت سونگھتے اور اپنے قریب بہت کرتے ہیں سو فرمایا کہ جس قدر تم مشک کو اپنے قریب کرتے ہو روزہ اس سے بھی زیادہ تر اللہ کے نزدیک کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ فرشتوں کے حق میں ہے یعنی وہ روزے دار کے منہ کی خوشبو کو سونگھتے ہیں اکثر سونگھتے

تمہاری سے مشک کی خوشبو اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ اس کو آخرت میں ثواب دیں گے پس ہوگی اس کی بو پاک خوشبو مشک سے اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کو ثواب ملے گا کہ وہ افضل ہوگا خوشبو مشک سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس بو میں زیادہ ثواب ہے اس مشک سے جو دکھائی جاتی ہے ذکر کی مجلسوں میں اور نودی نے اس اخیر معنی کو ترجیح دی ہے اور حاصل معنی خوشبو کے قبول اور رضا کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خوشبو آخرت میں ہوگی مانند خون شہید کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دنیا میں ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ اس کے روزے کو قبول کرتا ہے اور اس پر راضی ہوتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ صرف میرے لیے ہے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے اس واسطے کہ سب عمل اللہ ہی کے لیے ہیں اول یہ کہ روزے میں ریائیں واقع ہوا اس واسطے کہ وہ دل کا فعل ہے کوئی اس پر واقف نہیں ہوتا سوائے اللہ کے بخلاف اور عملوں کے کہ ان کو ہر آدمی معلوم کر لیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ زبان سے ذکر کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ہی اس کے ثواب مقدار کو جانتا ہوں بخلاف اور عبادتوں کے کہ ان کے ثواب کی مقدار کبھی اور آدمیوں کو بھی معلوم ہو جاتی ہے جیسے معلوم ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو نیکی تک کے ثواب کے برابر ہوتا ہے یعنی بخلاف روزے کے کہ اس کے ثواب کی مقدار کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کس قدر ہے لاکھ درجہ زیادہ ہے کروڑ مثلاً اور سوم یہ کہ وہ مجھ کو سب عبادتوں سے زیادہ تر پیارا ہے چہارم یہ کہ یہ اضافت تعظیم کے لیے ہے بخم یہ کہ کھانے پینے اور خواہشوں وغیرہ سے بے پرواہ ہونا اللہ کی صفات سے ہے سو جب روزے دار نے اللہ کے نزدیک وہ چیز حاضر کی جو اسکے صفات کی موافق ہے تو اس کو اپنی طرف نسبت کیا کہ گویا کہ اس کا بدلہ میں ہوں ششم یہ کہ یہ نسبت فرشتوں کی صفات کے ہے کہ یہ ان کی صفات میں سے ہے ہفتم یہ کہ یہ خاص اللہ کے لیے ہے اس میں بندے کا حصہ نہیں ہفتم یہ کہ روزے کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی بخلاف نماز اور خیرات وغیرہ کے کہ اس کے ساتھ کبھی غیر اللہ کی عبادت بھی کی جاتی ہے نہم یہ کہ سب عبادتوں سے بندے کے مظالم پورے کیے جائیں گے مگر روزے سے نہیں دہم یہ کہ روزہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کو فرشتے لکھیں جیسے اور عملوں کو لکھتے ہیں اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ مراد روزے سے یہاں وہ روزہ ہے کہ گناہوں سے محفوظ اور پاک ہو از روئے قول اور فعل کے اور خالص اللہ کے واسطے ہو اور روزہ چار قسم کا ہے ایک عام کا روزہ اور وہ باز رہنا ہے کھانے سے اور پینے سے اور جماع سے اور ایک روزہ خواص عام کا ہے اور وہ یہی ہے ساتھ پرہیز کرنے کے حرام چیزوں سے قول ہو یا فعل اور ایک روزہ خواص کا ہے اور وہ باز رہنا ہے غیر ذکر اللہ اور عبادت اسکی سے اور ایک خاص الخاص لوگوں کا روزہ ہے اور وہ روزہ رکھنا ہے غیر اللہ سے سوائے ان کا روزہ قیامت تک نہیں کھلے گا اور یہ مقام بلند ہے۔ (فتح)

روزہ گناہوں کا کفارہ ہے

بَابُ الصَّوْمِ كَفَّارَةً

۱۷۶۲۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون یاد رکھتا ہے حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فتنے کے باب میں سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا ہے فرماتے تھے کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور جان اور اولاد اور ہمسائے کے حق میں ان سب کو تو روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا دور کر دیتا ہے یعنی اگر آدمی سے جان اور مال اور اولاد کے حق میں کچھ قصور یا بے انصافی ہو جائے گی تو ان عبادتوں سے معاف ہو جائے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے نہیں پوچھتا بلکہ میں اس فتنے کا حال پوچھتا ہوں جو دریا کی طرح موج مارتا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اس سے ورے ایک دروازہ ہے بند کیا ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ کھل جائے گا یا ٹوٹ جائے گا کہا کہ ٹوٹ جائے گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ٹوٹنا فائق تر ہے ساتھ اس کے کہ قیامت تک بند نہ ہو شقیق کہتا ہے کہ ہم نے مسروق سے کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون سا ہے؟ سو اس نے اس سے پوچھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں وہ جانتے تھے جیسا جانتے تھے کہ رات کل سے نزدیک ہے۔

فائدہ: یہ حدیث نماز کے باب میں پہلے بھی گزر چکی ہے مراد دروازے سے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور موج مارنے والے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فتنہ اور فساد جس میں وہ شہید ہوئے کہ اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا۔ (تیسیر)

بَابُ الرِّيَّانِ لِلصَّائِمِينَ

بہشت کا دروازہ کہ ریان ہے خاص ہے واسطے روزے داروں کے

فائدہ: بہشت کا ایک دروازہ ہے اس کا نام ریان ہے اس میں سے خاص روزے دار داخل ہوں گے اور کوئی

داخل نہ ہوگا اور اس میں لفظ اور معنی میں مناسبت واقع ہے اس واسطے کہ وہ مشتق ہے رى سے جس کے معنی سیراب ہونے کے ہیں اور وہ مناسب ہے واسطے حال روزے داروں کے۔ (فتح)

۱۷۶۳۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بہشت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں یعنی سیراب کرنے والا پیاس بجھانے والا اس سے قیامت کے دن روزے دار داخل ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا کہا جائے گا کہ کہاں ہیں روزے دار سو وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اور کوئی اس سے داخل نہ ہوگا سو جب وہ اس میں داخل ہو چکے گے تو وہ دروازہ بند کیا جائے گا سو کوئی اس سے داخل نہ ہوگا۔

۱۷۶۴۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرِّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ آيَنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ہے کہ اس کا نام ریان ہے نہ داخل ہوں گے اس میں مگر روزے دار اور جو اس سے داخل ہوگا وہ اس سے پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ سب مسلمان روزے دار ہیں پس اس سے لازم آتا ہے کہ بہشت کے باقی دروازے سب بیکار ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں عام روزے دار مراد نہیں بلکہ وہ روزے دار ہیں کہ ان سے روزے کی حالت میں کوئی بیہودہ بات اور نالائق کام زبان سے یا فعل سے واقع نہ ہوا ہو۔ (تیسیر)

۱۷۶۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کہ جوڑا خرچ کرے گا اللہ کی راہ میں تو بہشت کے چوکیدار اس کو بہشت کے دوازے سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے یہ دروازہ بہتر ہے اس دروازے سے آسو جو نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں سے ہوگا وہ ریان دروازے سے بلایا جائے گا اور جو خیرات کرنے والوں میں سے ہوگا وہ خیرات کے دروازے سے بلایا جائے گا سو ابو بکر رضی اللہ

۱۷۶۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ

نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کہ کوئی ایسا ہے جو ان تمام دروازوں سے داخل ہو گا ان دروازوں سے بلایا جائے کچھ ضرر یعنی مثلاً اگر نمازی روزے دار کے دروازے سے بلایا جائے یا بالعکس تو اس میں کچھ ضرر نہیں اس واسطے کہ مقصود اصلی بہشت میں داخل ہونا ہے خواہ کسی دروازے سے داخل ہو پس کیا کوئی ایسا بھی ہو گا کہ اس سبب دروازوں سے بلایا جائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور البتہ مجھ کو امید ہے کہ تو انہیں لوگوں سے جو جن کو فرشتے سب دروازوں سے بلائیں گے۔

الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

فائدہ: جو اخراج کرے یعنی دو روپے دے یا دو شرنی یا دو پیسے یا دو گھوڑے یا دو کپڑے یا دو ردیاں اسی طرح ہر چیز کا جو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار ریان دروازے سے داخل ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر عمل کرنے والے کے لیے ایک دروازہ ہے کہ وہ اس عمل کے ساتھ اس دروازے سے بلائے جائیں گے سو روزے دار کے لیے ایک دروازہ ہے وہ اس سے بلائے جائیں گے اس کو ریان کہتے ہیں اور یہ حدیث صریح ہے باب کے مقصود میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو ادا دینے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہشتی ہیں۔ (فتح)

کیا جائز ہے کہ تنہا رمضان کہا جائے یا شہر رمضان کہا جائے؟ یعنی مرکب ساتھ شہر کے یعنی مہینہ رمضان کا اور بیان اس کا جس نے اس سب کو فراخ اعتقاد کیا ہے یعنی رمضان کہے یا رمضان کا مہینہ کہے سب طرح سے درست ہے اس میں کسی قسم کی تنگی اور کراہت نہیں۔

بَابٌ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانٌ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کی طرف حدیث ضعیف کے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ کہو رمضان اس واسطے کہ رمضان نام ہے اللہ کے ناموں سے لیکن کہو شہر رمضان یعنی مہینہ رمضان کا روایت کی یہ حدیث ابن عدی نے کامل سے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے چند حدیثوں کے ساتھ دلیل پکڑی ہے اس پر کہ یہ جائز ہے اور نسائی نے بھی اس کے واسطے ایک باب باندھا ہے پس کہا کہ شہر رمضان کو رمضان کہنا بھی درست ہے اور پھر اس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث وارد کی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے رمضان کا

روزہ رکھا اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے اور کبھی دلیل پکڑی جاتی ہے واسطے مقید کرنے رمضان کے ساتھ شہر کے ساتھ وارد ہونے اس کے کہ قرآن میں کہ جس جگہ فرمایا شہر رمضان باوجود یہ کہ احتمال ہے کہ راویوں نے شہر کا لفظ حدیثوں سے حذف کر دیا ہو اور گویا کہ یہ بھید ہے اس میں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حکم کے ساتھ یقین نہیں کیا اور اسباب مالک سے منقول ہے کہ صرف رمضان کہنا مکروہ ہے اور باقلانی اور بہت سے شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر وہاں کوئی قرینہ ہو کہ شہر پر دلالت کرے تو مکروہ نہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ جائز ہے اور رمضان کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ رمضان کو رمضان اس واسطے رمضان کہتے ہیں کہ اس میں گناہ رمض کیے جاتے ہیں یعنی جلائے جاتے ہیں اس واسطے کہ رمضان کے معنی سخت گرمی کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ابتداء رمضان کے روزے کی گرمی میں ہوئے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تَقْدَمُوا رَمَضَانَ فَأَنَّ: یعنی دونوں حدیثوں میں صرف رمضان کا لفظ واقع ہوا ہے مبینہ کا لفظ اس کے ساتھ نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ اس مبینہ کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہے، وفي المطابقة للترجمة -

۱۷۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إسمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتَحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کو رمضان کہنا درست ہے۔ وفي المطابقة للترجمة -

۱۷۶۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَتَحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ

۱۷۶۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان قید کیے جاتے ہیں۔

وَسُلِّسَتِ الشَّيَاطِينُ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ شہر رمضان کو فقط رمضان کہنا بھی درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة اور یہ جو فرمایا کہ شیطان قید کیے جاتے ہیں تو احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ شیطان ہوں کہ جو چھپ کر آسمان کی خبریں چرا لاتے ہیں یعنی جو اللہ کی طرف سے فرشتوں کو بندوں کے بارے میں حکم ہوتا ہے کہ فلاں وقت میں یوں ہوگا فلاں پیدا ہوگا اور فلاں مر جائے گا وغیرہ وغیرہ اور یہ کہ رمضان کی راتوں میں قید ہوتے ہیں اس کے علاوہ دنوں میں قید نہیں ہوتے اس واسطے کہ وہ قرآن کے اترنے کے وقت حکم چرانے سے منع کیے گئے تھے سو زیادتی حفاظت واسطے ان کو قید زیادہ کی گئی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رمضان میں شیطان مسلمان کو بہکا نہیں سکتے جیسا کہ اور دنوں میں بہکا سکتے ہیں واسطے مشغول ہونے ان کے کے ساتھ روزے کے کہ وہ شہوتوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے اور ساتھ قرآن پڑھنے اور ذکر کرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ان سے بعض شیطان ہیں جو کہ سرکش اور راکس ہیں کہ وہ رمضان میں قید کیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں میں ہے کہ بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو سارا مہینہ کھلے رہتے ہیں اس سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا قاضی عیاض نے کہا کہ احتمال ہے کہ اس سے ظاہر معنی مراد ہوں کہ فی الواقع بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور یہ سب علامت ہے واسطے فرشتوں کے واسطے داخل ہونے مہینے کے اور تعظیم حرمت اس کی کے اور واسطے منع کرنے شیطانوں کے ایمانداروں کی ایذا سے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو اس طرف کہ رمضان میں ثواب اور معافی بہت ہوتی ہے اور بہت لوگ بخشے جاتے ہیں اور شیطان لوگوں کو کم بہکا تے ہیں پس ہوتے ہیں مانند قیدیوں کی اور احتمال ہے کہ بہشت کے دروازے کھل جانے سے یہ مراد ہو کہ مسلمانوں کو عبادت اور نیک کام کرنے کی توفیق ہوتی ہے اور یہ سبب ہے کہ داخل ہونے کا بہشت میں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جانے سے یہ مراد ہے کہ آدمی گناہوں سے باز رہتا ہے جو سبب ہیں دوزخ میں داخل ہونے کا اور شیطان کے قید ہونے سے یہ مراد ہے کہ لوگوں کو بہکانے سے عاجز آ جاتے ہیں اور طور پستی نے کہا کہ آسمانوں کے کھل جانے سے یہ مراد ہے کہ رحمت نازل ہوتی ہے اور قفل دور کرنے سے یہ مراد ہے کہ بندوں کے اعمال اللہ تک چڑھتے ہیں کبھی ساتھ بدل توفیق کے اور کبھی حسن قبول کے اور جہنم کے دروازے بند ہونے سے یہ مراد ہے کہ پاک ہوتا ہے نفس روزے دار کا نجاست بے خیالوں سے اور خلاص ہوتا ہے گناہ کے اسباب سے ساتھ قبح شہوات کے اور طبی نے کہا کہ فائدہ فتح ابواب سما سے کھڑا کرنا فرشتوں کا ہے اور تعریف کرنے فعل روزے داروں کے اور یہ کہ اللہ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہے اور کہا طبی نے بعد اس کے کہ ترجیح دی اس کو کہ یہ ظاہر پر محمول ہے کہ اگر کوئی کہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ رمضان میں بہت گناہ واقع ہوتے ہیں پس اگر شیطان اس میں قید کیے جائیں تو گناہ واقع نہ ہوں تو جواب یہ ہے کہ مراد وہ روزہ ہے جس کی شرطوں پر محافظت کی جائے کہ اس

سے گناہ کم ہوتے ہیں یا مراد بعض شیطان ہیں نہ کل اور وہ سرکش ہیں اور یا مراد کم ہونا گناہوں کا ہے اور یہ امر محسوس ہے اور اصل حدیث میں ابواب الجہنۃ کا لفظ آیا ہے یعنی بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں یہی صحیح ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ایک میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو یہ بعض راویوں کا تصرف ہے۔ (فتح)

چاند دیکھنے کا بیان یعنی پہلی رات کا چاند

بَابُ رُؤْيَةِ الْهَلَالِ

۱۷۶۷-۱۷۶۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب اس کو یعنی عید کا چاند دیکھو تو روزے کو افطار کر ڈالو اور اگر چاند تم سے پوشیدہ ہو یعنی تیسویں شب کو یہ سب بادل وغیرہ کے تو اندازہ کرو واسطے اس کے یعنی تیس دن پورے کرو۔

۱۷۶۷-۱۷۶۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدَرُوا لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ وَيُونُسُ لِهَلَالِ رَمَضَانَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پوری کرو گنتی تیس دن کی یعنی تیس دن روزے پورے کرو اور ظاہر یہ ہے کہ ابر اور غبار کے وقت مہینے شعبان کو پورا کرنا واسطے روزے رمضان کے ہوتا ہے اور پورا کرنا رمضان کا واسطے افطار کے ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے علماء کا (تیسیر) اور ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ جب رمضان کا چاند اُٹھ تو مقصود اس سے یہ ہے کہ پہلی روایت میں چاند سے مراد رمضان کا چاند ہے۔

جو رمضان کا روزہ رکھے ایمان سے اور ثواب کی امید

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا

سے اور نیت سے تو اس کا کیا ثواب ہے

وَأَحْسَابًا وَنِيَّةً

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جواب بیان نہیں کیا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں اس کا جواب موجود ہے اس پر کفایت کی ہے اور مراد ایمان سے یہ ہے کہ روزہ رمضان کے فرض ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اور احتساب سے یہ مراد ہے کہ ثواب جانتا ہو اور نیت شرط ہے بچ واقع ہونے اس کے کی قربت یعنی اس کی قربت اور عبادت ہونے میں یہ شرط ہے کہ حکم الہی کے بجالانے کی نیت ہو بدون اس کے ثواب نہیں ہوگا۔

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ

آخرت میں اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُونَ

عَلَى نِيَاتِهِمْ.

فائدہ: اول اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک لشکر کفار کا کعبے پر چڑھائی کرے گا سو جب میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب زمین میں دھسائے جائیں گے پھر قیامت کو اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے اور وجہ استدلال کی اس جگہ یہ ہے کہ نیت کو عمل میں تاثیر ہے واسطے چاہنے اس حدیث کے اس بات کو کہ لشکر مذکور میں بعض مجبور تھے اور بعض مختار اس واسطے کہ جب وہ نیتوں پر اٹھائے جائیں گے تو مختار کو مواخذہ ہوگا اور مجبور کو نہ ہوگا جو مجبوراً ساتھ آیا تھا۔ (فتح)

۱۷۶۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو ایمان اور ثواب کے واسطے رمضان کے روزے رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

۱۷۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

فائدہ: اور گناہ سے مراد عام گناہ ہیں لیکن یہ حدیث جمہور کے نزدیک مخصوص ہے۔ (فتح)

زیادہ تر سخی ہونا حضرت ﷺ کا رمضان میں تھا یعنی رمضان میں حضرت ﷺ بہت سخاوت کرتے تھے

بَابُ أَجْوَدَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ

۱۷۶۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ تر سخی تھے ساتھ بھلائی کے اور رمضان میں بہت سخاوت کرتے تھے یعنی بہ نسبت اور دنوں کے جب کہ ملاقات کرتے آپ ﷺ سے جبرائیل علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام کی ہر رات میں حضرت ﷺ سے ملاقات کیا کرتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ پورا ہو جاتا حضرت ﷺ ان کے سامنے قرآن پڑھتے تھے یعنی ان کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب جبرائیل حضرت ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ ﷺ آندھی سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

۱۷۶۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرَيْلُ وَكَانَ جَبْرَيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلَخَ يِعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَہُ جِبْرِیلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ كَانَ
أَجْوَدَ بِالْخَمْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ.

فائدہ: اور یہ حال آپ ﷺ کو قرآن کے فیض سے اور اس کے بہت پڑھنے سے حاصل ہوتا تھا اور مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ لوگوں کو نفع بہت پہنچاتے تھے اور بھلائی بہت کرتے تھے بہ نسبت اور لوگوں کی خصوصاً رمضان میں کہ وہ ایام بابرکت ہیں ان کے اندر نیکی کرنی افضل ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہوا جاری سے تو مراد اس سے وہ ہوا ہے کہ منہ لاتی ہے حاصل یہ ہے کہ نفع اس ہوا کا عام ہے اور ہر شخص کو پہنچتا ہے تو حضرت ﷺ اس سے بھی زیادہ نفع پہنچاتے تھے اور زیادہ تر بھلائی کرتے تھے وقت ملاقات کرنے جبرائیل علیہ السلام کے اور یہ حدیث باب بدء النوحی میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح وغیرہ)

بَابُ مَنْ لَمْ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلِ
بِهِ فِي الصَّوْمِ

جو روزے میں جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اور اس کے ساتھ
عمل کرنا نہ چھوڑے تو اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کے دراز ہونے کے خوف سے جواب بیان نہیں کیا۔

۱۷۷۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا
أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
لَمْ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلِ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ
حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدْعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ.

۱۷۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو روزے میں جھوٹ بولنا اور بے ہودہ باتیں کرنا نہ چھوڑے اور اس کے کام سے باز نہ آئے تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کچھ پرواہ نہیں۔

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو حکم کیا جائے کہ اپنا روزہ چھوڑ دے بلکہ اس کے معنی ڈرانا ہے بے ہودہ باتیں کرنے سے اور وہ مثل اس قول کے ہے کہ فرمایا کہ جو شراب پیجے تو چاہیے کہ خزیر کو ذبح کرے اس واسطے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ سور کو ذبح کرے بلکہ اس کے معنی ڈرانا ہیں اور معلوم کروانا ہے کہ شراب پیجنے کا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں تو اس کا مفہوم مخالف کچھ نہیں اس واسطے کہ اللہ کو کسی چیز کی حاجت نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کو اس کے روزے میں ارادہ نہیں اور امام ابن نمیر نے کہا کہ یہ مراد ہے کہ وہ روزہ قبول نہیں ہوتا جیسا کہ اگر کوئی کسی سے کوئی چیز مانگے اور وہ اس کے ساتھ قائم نہ ہو تو وہ کہتا ہے کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں پس مراد یہ ہے کہ جو روزہ جھوٹ کے ساتھ مخلوط ہو وہ قبول نہیں ہوتا اور جو اس سے سالم رہے وہ قبول ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مقتضی حدیث کا یہ ہے کہ اس کو اس روزے

کا ثواب نہیں ہوتا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ روزے کا ثواب جھوٹ بولنے کے برابر نہیں اور بیضاوی نے کہا کہ مقصود روزے کے مشروع ہونے سے محض بھوک اور پیاس نہیں بلکہ مقصود توڑنا شہوتوں اور خواہشوں کا ہے اور نفس عمارہ کو نفس مطمئنہ کے تابع کرنا ہے اور جب یہ مقصود حاصل نہ ہو تو اللہ اس کی طرف نظر نہ کرتا پس مراد یہ ہے کہ وہ روزہ قبول نہیں ہوتا پس سبب کی نفی کی اور مسبب کا ارادہ کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ یہ کام روزے کو ناقص کر دیتے ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس لحاظ سے کہ وہ صغیرہ گناہ ہیں اجتناب کبار سے معاف ہو جاتے ہیں اور سبکی کبیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس طور کے کہ باب کی حدیث میں اور جواول صوم میں گزر چکی ہے دلالت قوی ہے واسطے اول کے یعنی ان افعال سے روزے کا ثواب کم اور ناقص ہو جاتا ہے واسطے کہ بے حیائی اور شور کرنا اور بے ہودہ باتیں کرنا روزے میں مطلق منع ہیں اور روزہ مطلق مامور ہے پس اگر ان کاموں کی روزے میں کچھ تاثیر نہ ہو تو ان کو اس میں بطور شرط کے ذکر کرنے کے کوئی معنی نہیں سو جب امر ان دونوں حدیثوں میں بطور شرط کے ذکر کیے گئے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ایک یہ کہ روزے میں ان کو کرنا زیادہ برا ہے غیر سے اور دوسرا بحث کرنا ہے اوپر سلامت رہنے روزے کے ان سے اور یہ کہ ان سے سلامت رہنا صفت کمال کی ہے بچ اس کے اور قوت کلام کی چاہتی ہے اس کو کہ یہ برا ہو واسطے روزے کے تو مقتضی اس کا یہ ہے کہ ان کے ساتھ سلامت رہنے کے ساتھ روزہ کامل ہوتا ہے اور جب ان سے سلامت نہ رہے تو ناقص ہوگا پھر کہا کہ نہیں شک ہے اس میں کہ تکلیفیں کبھی وارد ہوتی ہیں ساتھ بعض چیزوں کے اور تنبیہ کی جاتی ہے ساتھ ان کے اور چیزوں پر ساتھ طریق اشارت کے اور نہیں مقصود ہے روزے سے عدم محض جیسا کہ ممنوع چیزوں میں ہے اس واسطے کہ شرط ہے واسطے اس کے نیت بالا جماع اور شاید کہ مقصود ساتھ اس کے اصل میں بند رہنا ہے سب مخالف چیزوں سے لیکن چونکہ مشکل تھا تو اللہ نے تخفیف کردی اور حکم کیا ساتھ باز رہنے کے روزہ توڑنے والی چیزوں سے اور تنبیہ کی غافل کو ساتھ اس کے بند رہنے پر مخالف چیزوں سے اور حضرت ﷺ کی حدیثوں نے اس طرف ہدایت کی ہے سو روزہ توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا واجب ہوگا اور ان کے سوا اور مخالف چیزوں سے پرہیز کرنا کامل کرنے والی چیزوں سے ہوگا۔ (فتح)

کوئی اس کو گالی دے تو کیا اس کو جائز ہے کہ کہے

بَابٌ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شِئِمَ

کہ میں روزے دار ہوں؟

۱۷۷۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل اس کے لیے ہے یعنی اس کا بدلہ اس کے لیے مقصود ہے تعریف لوگوں سے اور عزت اسلامی سے مگر

۱۷۷۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزِّيَّاتِ أَنَّهُ

روزہ کہ وہ خاص میرے ہی لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ڈھال ہے سو جب کوئی روزے وار ہو جاتا ہے تو چاہیے کہ نہ فحش باتیں کرے اور نہ شور مچائے اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے لڑنا چاہے تو چاہیے کہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ البتہ روزے دار کے منہ کی بوزیادہ تر پاک اور خوشبو دار ہے مشک کی خوشبو سے اور روزے دار کو دو خوشیاں ہیں کہ وہ ان سے خوش ہوتا ہے کہ ایک جب روزہ کھوتا ہے تو خوش ہوتا ہے دوسرا جب اللہ سے ملے گا تو اپنے روزے کی جزا سے خوش ہوگا۔

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرِفْ وَلَا يَصْحَبْ فَإِنْ سَأَلَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي أَمْرُؤُ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فِيمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَهُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ شور نہ مچائے تو اس سے منع کرنے سے مراد تاکید اس کی ہے روزے کی حالت میں یعنی روزے کی حالت میں تو بہت ہی منع ہے نہیں غیر روزے کو بھی یہ کام کرنا منع ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزے دار کو دو خوشیاں ہیں تو معنی اس کے یہ ہیں کہ جب آدمی روزہ کھوتا ہے تو بھوک اور پیاس کے دور ہونے سے خوش ہوتا ہے اور یہ فرحت طبعی ہے اور یہی سابق ہے طرف فہم کی یعنی اس کی طبع خوش ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں خوش ہونا اس کا روزے کے افطار سے صرف اس اعتبار سے ہے کہ وہ فطر تمام روزے اس کے کا ہے اور خاتمہ ہے عبادت اس کی کا اور تخفیف ہے رب اس کے سے اور مدد ہے اس کی آئندہ روزے پر میں کہتا ہوں کہ نہیں مانع اس سے کہ مراد اس سے عام تر ہو اس چیز سے کہ مذکور ہوئی سو خوشی ہر ایک کی باعتبار طبع اس کی کے ہے واسطے مختلف ہونے مقامات لوگوں کے سوان میں سے بعض تو وہ ہیں کہ ان کی خوشی مباح ہوتی ہے اور وہ طبعی ہے اور بعض وہ ہیں کہ ان کی خوشی مستحب ہوتی ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی خوشی کا سبب مذکور چیزوں سے کوئی چیز ہوتی ہے اور روزہ کی خوشی سے مراد یہ ہے کہ اس کے بدلے اور ثواب سے خوش ہوتا ہے۔ (فتح الباری)

جو عورت سے مجرد ہونے کے سبب سے اپنی جان پر زنا کا خوف کرے تو چاہیے کہ روزہ رکھے

بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ الْعُرْبَةَ

۱۷۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ

۱۷۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
مَنْ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ
لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ
اللَّهِ الْبَاءَةُ النِّكَاحُ

طاقت رکھتا ہو نکاح اور خانہ داری کی تو چاہیے کہ نکاح کرے
اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا ہے اور شرم گاہ کا بڑا
بچانے والا ہے یعنی نکاح کے سبب آدمی حرام کاری اور بیگانی
عورتوں کے گھورنے سے بچتا ہے اور جس کو خانہ داری کی
طاقت نہ ہو تو وہ اپنے اوپر روزے رکھنا لازم جانے اس
واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا خفی کرتا ہے امام
بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد لفظ باء سے نکاح کرنا ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ روزہ شہوت کو اکھاڑ ڈالتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ روزے سے حرارت جوش مارتی ہے اور وہ
شہوت کو اٹھاتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معاملہ ابتداء روزہ میں ہوتا ہے اور جب مدت دراز ہو جائے اور
عادت پڑ جائے تو پھر شہوت مٹ جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَالَ فَصُومُوا وَإِذَا
رَأَيْتُمُوهُ فَافْطِرُوا

باب حضرت ﷺ کی اس حدیث کے بیان میں کہ
جب تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم عید کا چاند
دیکھو تو روزہ کھول ڈالو۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں وہ حدیثیں ذکر کی ہیں جو دلالت کرتی ہیں روزہ شک کی نفی پر اور ان کو
بہت عمدہ ترتیب سے بیان کیا سو پہلے تو عمار کی حدیث بیان کی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ شک کے دن روزہ رکھنا
گناہ ہے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی اس کے ایک طریق پر آیا ہے کہ اگر ابرو وغیرہ کے سبب سے چاند نظر نہ
آئے تو اندازہ کرو اور اس کے دوسرے طریق میں ہے کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو تو اس سے غرض یہ ہے کہ اندازہ
کرنے سے مراد تیس دن پورے کرنا ہیں اور اس کے بعد پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی اس میں یہ ہے کہ مہینہ
اس طرح ہے اور اس طرح پھر تیسری بار انگوٹھا بند کیا پھر اس کی شہادت کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی
جس میں تصریح ہے کہ تیس دن کی گنتی کے پورا کرنے کا حکم شعبان کے مہینے سے ہے پھر ام سلمہ کی حدیث بیان کی
جس میں تصریح ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ (فتح)

اور عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص شک کے دن
روزہ رکھے اس نے حضرت ﷺ کی نافرمانی کی

وَقَالَ صَلَّةٌ عَنْ عَمَّارٍ مِنْ صَائِمٍ يَوْمَ
الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شک کے دن روزہ رکھنا درست نہیں اس واسطے کہ صحابی اس کو

اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتا پس یہ حدیث حکماً مرفوع ہے (فتح) شعبان کی تیسویں رات کو اگر بہ سبب ابر وغیرہ کے چاند نظر نہ آئے تو اس کو شک کا دن کہتے ہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ رمضان کا دن ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ رمضان کا دن نہ ہو اور اگر اس رات کو بادل وغیرہ نہ ہوں اور نہ کوئی چاند کو دیکھے تو اس کو شک کا دن نہیں کہتے بلکہ وہ یقیناً شعبان کا دن ہے اور حنفیہ کے نزدیک شک کا روزہ رکھنا ساتھ نیت رمضان کے درست نہیں اور اگر ساتھ نیت نفل کے ہو یا وہ دن عادت کے موافق پڑ جائے تو درست ہے۔ (تیسیر)

۱۷۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدَرُوا لَهُ.

۱۷۷۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان کا ذکر فرمایا سو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند کو دیکھو اور روزہ نہ کھولو یہاں تک کہ عید کا چاند دیکھو اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اس کے لیے اندازہ کرو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند کو دیکھو تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند دیکھنے کے وقت روزہ واجب ہوتا ہے خواہ رات کو دیکھے یا دن کو لیکن مراد اس سے آئندہ دن کا روزہ ہے اور فرق کیا ہے درمیان اس کے بعض علماء نے کہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور شیعہ نے اس میں اجماع کی مخالفت کی ہے کہتے ہیں کہ روزہ مطلق واجب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند دیکھنے سے پہلے رمضان کے روزے کے ساتھ ابتداء کرنی منع ہے برابر ہے کہ بادل کی وجہ سے نظر نہ آئے یا کسی اور سبب سے نظر نہ آئے اور اگر اس جملہ پر اقتصار واقع ہوتا تو کفایت کرتا اس کو جو اس کے ساتھ تمسک کرتا ہے لیکن جو لفظ کہ اکثر روایتوں میں آیا ہے اس نے مخالف کو شبہ ڈال دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو تو اس کے لیے اندازہ کرو پس احتمال ہے کہ مراد اس سے تفرقہ ہو درمیان حکم صاف ہونے آسمان کے اور بادل کے یعنی اگر آسمان صاف ہو تو بدون چاند دیکھے روزہ نہ رکھے اور اگر بادل ہو تو تیس دن پورے کرے اور احتمال ہے کہ تفرقہ مراد نہ ہو اور دوسرا حکم پہلے کی تاکید ہو پہلا مذہب اکثر حنبلیوں کا ہے اور دوسرا مذہب جمہور کا ہے پس کہتے ہیں کہ مراد اندازہ کرنے سے یہ ہے کہ اول مہینے میں نظر کرو اور تیس دن کی گنتی پوری کرو اور اس تاویل کو دوسری روایتیں ترجیح دیتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں کہ تیس دن کی گنتی پوری کرو یعنی شعبان کو اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر شعبان کی تیسویں رات کو چاند وغیرہ کے آگے بادل آجائے تو کیا کرے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ اس دن کا روزہ واجب ہے اس بناء پر کہ وہ رمضان کا روزہ ہے دوم یہ کہ اس دن کا روزہ رکھنا مطلق درست نہیں اور نہ فرض اور نہ نفل بلکہ اگر قضاء اور کفارہ اور نظر ہو یا نفل روزہ عادت کے موافق پڑ جائے تو

بھی درست نہیں اور یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رمضان کا فرض روزہ رکھنا درست نہیں اور اس کے سوا سب روزے درست ہیں سوم یہ کہ امام کی رائے کے سپرد ہے روزہ رکھنے میں اور کھولنے میں اور پہلے کی حجت یہ ہے کہ وہ رائے صحابی کے موافق ہے جو راوی حدیث کا ہے چنانچہ نافع رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ساتھ لفظ **فَاقْدِرُوا لَهُ** کے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب شعبان کے انتیس دن گزر جاتے تھے تو کسی آدمی کو بھیجتے کہ چاند کو دیکھے پس اگر وہ دیکھتا تو اس پر عمل کرتے اور اگر وہ نہ دیکھتا اور نہ اس کے درمیان کوئی چیز حائل ہوتی بادل وغیرہ سے تو صبح کو روزہ نہ رکھتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہتے تھے کہ اگر میں تمام سال روزہ رکھوں تو البتہ شک کے دن میں افطار کروں اور تطبیق ان دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ جس دن میں وہ روزے کو واجب کہتا ہے اس کو شک کا دن نہیں کہتے اور یہی مشہور ہے امام احمد رحمہ اللہ سے کہ اس نے خاص کیا ہے شک کے دن کو ساتھ اس دن کے کہ لوگ چاند دیکھنے سے باز رہیں یا ایسا شخص چاند دیکھنے کی شہادت دے کہ جس کی شہادت کو حاکم قبول نہ کرے لیکن اگر چاند دیکھنے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اس کو شک کا دن نہیں کہا جاتا اور اختیار کیا ہے اس کو اس کے اکثر محققین اصحاب نے اور دوسرا یہ کہ ابن عبد البہادی نے کہا کہ جس پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہے کہ جس مہینے کا چاند بادل وغیرہ سے پوشیدہ ہو جائے تو اس کی تمیز کی گنتی پوری کی جائے برابر ہے کہ شعبان کا مہینہ ہو کہ رمضان کا یا کوئی اور پس پورا کرنے کا حکم دونوں جملوں کی طرف راجع ہے اور اس جگہ تیسرا قول ہے اور وہ یہ ہے کہ **فَاقْدِرُوا لَهُ** کے معنی یہ ہیں کہ اندازہ کرو اس کو باعتبار منزلوں کے اور ابن منذر نے اس سے پہلے اس پر اجماع نقل کیا ہے سو کہا کہ اگر شعبان کی تیسویں رات کو آسمان صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی تیسویں کو روزہ رکھنا بالاجماع واجب نہیں اور اکثر اصحاب اور تابعین سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ روزہ مکروہ ہے سو جو حاسب وغیرہ کے درمیان فرق کرے یعنی کہے کہ حساب وغیرہ کرنے والے پر واجب ہے تو وہ مجموع ہے ساتھ اس اجماع کے۔ (فتح)

۱۷۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ.

۱۷۷۴۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس رات کا ہے سو روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم اس کو دیکھو اور اگر ڈھانکا جائے تم پر چاند یعنی اس کے اور تمہارے درمیان بادل حائل ہوں تو پوری کرو گنتی تیس دن کی۔

فائدہ: ظاہر اس سے صبر معلوم ہوتا ہے کہ مہینہ انتیس ہی دن کا ہوتا ہے باوجود یہ کہ ان میں منحصر نہیں ہوتا بلکہ مہینہ

کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ اس میں الف لام عہد کا ہے یعنی مراد مہینہ معین ہے اور یا محمول ہے اکثر پر کہ اکثر مہینے انتیس دن کے ہوتے ہیں اور بعض تیس دن کے بھی ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حصر ہونا ایک طرف ہے یعنی کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ اس کی اقل طرف ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے تو وہ اس کی اکثر کی طرف ہے اور یہ جو فرمایا کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند کو نہ دیکھو تو اس سے یہ مراد نہیں کہ روزے کے واسطے ہر آدمی کو چاند دیکھنا لازمی ہے بلکہ مراد اس سے بعض کا دیکھنا ہے یعنی اگر تم میں سے بعض آدمی چاند کو دیکھ لیں تو روزہ رکھو اور وہ بعض وہ ہیں کہ اس کے ساتھ یہ امر ثابت ہو یا تو ایک آدمی ہے جمہور کے راوی پر یا دو اور لوگوں کی رائے پر اور حنفیہ جمہور کے موافق ہیں لیکن وہ اس کو خاص کرتے ہیں ساتھ اس وقت کے جب کہ آسمان میں کوئی علت بادل وغیرہ سے نہ ہو نہیں تو جب آسمان صاف ہو تو نہیں قبول ہوتی ہے شہادت مگر جماعت کثیر سے کہ ان کی خبر سے علم یقینی حاصل ہو اور تحقیق دلیل پکڑی ہے ساتھ متعلق کرنے روزے کے ساتھ رویت کے اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر لازم کر دیتا ہے اور جس کا یہ مذہب نہیں وہ کہتا ہے کہ یہ خطاب خاص لوگوں کے لیے ہے یعنی مثلاً ایک شہر والوں کے لیے پس یہ غیروں پر لازم نہیں لیکن وہ ظاہر سے پھیری گئی ہے پس نہیں موقوف ہے حال ہر ایک کے دیکھنے پر پس نہ مفید ہوگا ساتھ شہر خاص کے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے کئی مذہبوں پر ایک یہ ہے کہ یہ شہر والوں کے لیے اپنا دیکھنا ہے یعنی ایک شہر والوں کے چاند دیکھنے سے دوسرے شہر والوں پر روزہ رکھنا یا افطار کرنا لازم نہیں آتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مسلم میں ہے اس کے واسطے شہادت دیتی ہے اور حکایت کیا ہے اس قول کو ابن منذر نے عکرمہ اور قاسم اور سالم اور اسحاق سے اور حکایت کیا اس کو ترمذی نے اہل علم سے اور نہیں حکایت کیا اس کے سوا اور کسی نے اور دوم یہ کہ اگر ایک شہر میں چاند دیکھا جائے تو لازم ہوگا سب شہروں پر روزہ رکھنا مثلاً اگر دہلی میں شب جمعہ کو چاند دیکھیں اور لاہور وغیرہ میں ہفتہ کی شب دیکھیں دہلی والوں کا دیکھنا معتبر ہوگا اور سب جگہوں والوں پر جمعہ کا روزہ رکھنا لازم ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک مالکیہ کے لیکن ابن عبد البر نے حکایت کی ہے کہ اجماع اس کے برخلاف ہے اور کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ جو دور دور شہر ہیں ان میں رویت چاند کی رعایت نہیں کی جاتی مانند خراساں اور اندلس کے اور قرطبی نے کہا کہ جب چاند کا دیکھنا ظاہر ہو اور یقین ہو ایک جگہ میں پھر وہ دیکھنا ایک یا دو آدمیوں کا شہادت سے غیروں کی طرف نقل کیا جائے تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہے اور ابن ماثون نے کہا کہ نہیں لازم ہے ان کو روزہ رکھنا ساتھ گواہی کے مگر واسطے اہل اس شہر کے کہ اس میں شہادت ثابت ہو مگر یہ کہ بادشاہ کے نزدیک ثابت ہو پس سب لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہوگا اس واسطے کہ اس کے حق میں سب شہر ایک شہر کی مانند ہیں اور اس کا حکم سب میں جاری ہے اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر شہر پاس پاس ہوں تو ان کو ایک شہر کا حکم ہے اور اگر دور دور ہوں تو اس میں دو قول ہیں اکثر کے نزدیک واجب نہیں اور بعض

کے نزدیک واجب ہے اور یہی مختار قول ہے نزدیک ایک گروہ کے اور یہی محکی ہے امام شافعی رحمہ اللہ سے اور دور ہونے کی حد میں کئی قول ہیں ایک قول مطالع کا ہے یعنی اگر دو شہروں کا مطلع مختلف ہو تو کہا جائے گا کہ یہ شہر اس سے دور ہے یقین کیا ہے ساتھ اس کے عراقیوں نے اور صحیح کہا ہے اس کو نووی وغیرہ نے شرح مہذب میں دوم یہ کہ حد بعد کے مسافت قصر کی ہے جس میں نماز کا قصر کرنا درست ہے یقین کیا ہے ساتھ اس کے امام بغوی نے اور صحیح کہا ہے اس کو نووی نے شرح مسلم میں اور سوم یہ کہ حد درمی کا مختلف ہونا ولایتوں کا ہے یعنی ایک ریاست دوسری سے دور ہونے کا حکم رکھتی ہے چہارم یہ کہ جس شہر سے چاند کا دیکھنا پوشیدہ رہنا بدون عارض کے ممکن نہ ہو ان کا حکم دوسرے شہر کا لازم ہے سوائے غیر ان کے کے استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ روزہ رکھنا اور کھولنا واجب ہے اس پر جو چاند کو اکیلا دیکھے اگرچہ اس کے قول سے اوروں پر ثابت نہ ہو اور یہی قول ہے چاروں اماموں کا روزہ رکھنے میں اور روزہ کھولنے میں اختلاف ہے سو امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ روزہ نہ رکھے اور اس کو چھپائے اور اکثر کہتے ہیں کہ روزہ رکھے بہ سبب احتیاط کے۔ (فتح)

۱۷۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سَحِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَخَسَّ الْأَبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ.

۱۷۷۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا لِرُؤُوسِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ فَإِنْ غَبَى عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ.

فائدہ: یعنی مہینہ اتیس دن کا ہوتا ہے۔

۱۷۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِي عَنْ

۱۷۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِي عَنْ

۱۷۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِي عَنْ

۱۷۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِي عَنْ

کے پاس نہ جائیں گے سو جب ایتیس دن گزرے تو صبح کو یا شام کو ان کے پاس آئے سو کسی نے آپ ﷺ سے کہا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے ایک مہینہ نہ آنے کی قسم کھائی تھی سو فرمایا کہ مہینہ ایتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

۱۷۷۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایلا کیا اور آپ ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو آپ ﷺ ایک بالا خانے میں ایتیس رات رہے پھر وہاں سے اترے سو بیویوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ نے ایک مہینہ کی قسم کھائی تھی سو فرمایا کہ مہینہ ایتیس دن کا ہے۔

عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے

۱۷۷۹۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو مہینے ہیں کہ وہ کم نہیں ہوتے ایک مہینہ عید رمضان کا دوسرا ذوالحجہ کا۔

عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَى مِنْ نِسَاءٍ هِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ خَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخَلَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا.

۱۷۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ آتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَاءٍ هِ وَكَانَتْ انْفَكَّت رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرَبَةٍ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ.

بَابُ شَهْرًا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِسْحَاقُ وَإِنْ كَانَ نَاقِصًا فَهُوَ تَمَامٌ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَجْتَمِعَانِ كِلَاهُمَا نَاقِصٌ.

۱۷۷۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ إِسْحَاقَ بْنَ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِي مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ شَهْرًا
عَيْدِ رَمَضَانَ وَذُو الْحِجَّةِ.

فائدہ: علماء کو اس حدیث کے معنی میں اختلاف ہے بعض اس کو ظاہر معنی پر حمل کرتے ہیں یعنی رمضان اور ذی الحجہ کا مہینہ کبھی انتیس دن کا نہیں ہوتا بلکہ دونوں ہمیشہ تیس دن کے ہوتے ہیں اور یہ قول مردود ہے مخالف ہے واسطے موجود مشاہد کے اور اس کے دیکھنے سے اور اگر تم پر چاند ڈھانکا جائے تو گنتی پوری کرو اس واسطے کہ اگر رمضان کا مہینہ اور کھول ڈالو اس کے دیکھنے سے اور اگر تم پر چاند ڈھانکا جائے تو گنتی پوری کرو اس واسطے کہ اگر رمضان کا مہینہ ہمیشہ تیس دن کا ہوتا تو اس کے کہنے کی کوئی حاجت نہ ہوتی یعنی اس واسطے کہ ہم کو یقیناً معلوم ہو چکا کہ رمضان کا مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے کبھی اس سے کم و بیش نہیں ہوتا تو پھر روزہ کھولنے اور رکھنے کو چاند کے دیکھنے پر محمول کرنے کا کوئی معنی نہ تھے اور اسی طرح اخیر جملے کے بھی کوئی معنی نہ تھے اور بعض اس کو لائق معنی کے ساتھ تاویل کرتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ وہ فضیلت میں کم نہیں ہوتے خواہ دونوں انتیس انتیس دن کے ہوں یا تیس تیس دن کے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں اکٹھے کم نہیں ہوتے بلکہ اگر ایک انتیس دن کا ہو تو دوسرا تیس دن کا ہوتا ہے اور یہ ضرور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں میں عمل کرنے کا ثواب برابر ہے اور یہ دونوں قول مشہور ہیں سلف سے اور اسحاق کے مذہب پر جائز ہے کہ ایک سال میں دونوں کم ہوں اور بعض کہتے ہی کہ احکام میں کم نہیں ہوتے اگرچہ دونوں انتیس انتیس دن کے ہوں لیکن احکام اسلام کم نہیں بلکہ پورے ہوتے ہیں جیسا کہ تیس ہونے کی حالت میں پورے اور کامل ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نفس الامر میں کم نہیں ہوتے لیکن اکثر اوقات ان کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع واقع ہوتا ہے بادل وغیرہ سے اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس تاویل کا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اکثر اوقات تو ایک سال میں دونوں اکٹھے کم نہیں ہوتے اگرچہ کبھی شاذ نادر ہو بھی جاتے ہیں اور یہ تاویل پہلی تاویلوں سے زیادہ تر قریب ہے طرف انصار کی اور طحاوی نے کہا کہ اس کے ظاہر کو لینا یا حمل کرنا اس کو اوپر کم ہونے ایک کے دونوں میں سے دفع کرتا ہے اس کو عیان اور مشاہدہ اس واسطے کہ ہم نے اس کو پایا ہے کہ دونوں اکٹھے ایک سال میں کم ہوتے ہیں اور ابن نمیر نے کہا کہ ان اقوال سے کوئی قول اعتراض خالی نہیں اور قریب تر سب اقوال سے یہ ہے کہ مراد اس سے نقصان حسی ہے باعتبار گنتی کے اور پورا کیا جاتا ہے یہ قول اس طریقے سے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے عید پر پڑ ہی کے پس لائق نہیں ہے وصف اسکے ساتھ نقصان کے برخلاف اور مہینوں کے اور اس کا حاصل رجوع کرتا ہے طرف قول اسحاق کی اور بیہقی نے معرفہ میں کہا کہ ان دونوں مہینوں کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ روزے اور حج کا حکم دونوں کے ساتھ متعلق ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے نووی نے کہا کہ یہی ہے ثواب معتد پس معنی یہ ہیں کہ ہر وہ چیز کہ وارد ہوئی ہے ان دونوں سے فضائل اور

احکام سے حاصل ہوتا ہے برابر ہے کہ رمضان تیس دن کا ہو یا انتیس کا اور برابر ہے کہ وقوع نویں کو واقع ہو یا اس کے سوا اور کسی دن میں اور نہیں پوشیدہ ہے ساتھ اس کے محل اس کا اس وقت ہے جب کہ چاند کی طلب میں قصور واقع نہ ہو اور فائدہ حدیث کا دور کرنا اس چیز کا ہے جو واقع ہوتی ہے دلوں میں شک کے واسطے اس شخص کے جو رمضان کے انتیس روزے رکھے یا غیر عرفہ کے دن کھڑا ہو اور تحقیق مشکل جانا ہے اس کو بعض علماء نے امکان وقوف کو آٹھویں میں اجتہاد سے اور یہ مشکل نہیں اس واسطے کہ کبھی ثابت ہوتی ہے رویت ساتھ دو گواہوں کے کہ پہلا دن ذبیحہ کا جمعرات ہے مثلاً بس وقوف کیا ہے انہوں نے دن جمعہ کے پھر ظاہر ہوا کہ وہ دونوں جھوٹے گواہ ہیں اور طبعی نے کہا کہ ظاہر سیاق حدیث کا خاص ہونا دونوں مہینوں کا ہے ساتھ زیادتی کے کہ ان کے سوا اور مہینوں میں نہیں اور یہ مراد نہیں کہ ان کے سوائے اور مہینوں میں بندگی کا ثواب کم ہوتا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مراد تو اٹھانا حرج کا ہے اس چیز سے کہ قریب ہے یہ واقع ہو اس میں خطا حکم میں واسطے خاص ہونے ان دونوں کے ساتھ دو عیدوں کے اور واسطے جواز احتمال وقوع خطا کے بچ ان دونوں کے اور اسی واسطے کہا کہ دو مہینے عید کے بعد قول اپنے کے کہ دو مہینے کم نہیں ہوتے اور نہیں اقتصار کیا اپنے قول پر کہ رمضان اور ذی الحجہ ہیں اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ کہتا ہے ثواب نہیں مرتب ہے اوپر وجود مشقت کے ہمیشہ بلکہ اللہ کے واسطے ہے یہ کہ فضل کرے ساتھ ملانے ناقص کے ساتھ تام کے ثواب میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے بعض نے واسطے امام مالک رحمہ اللہ کے اس پر کہ سارے رمضان پر ایک ہی نیت کافی ہے ہر ہر روزے کے واسطے علیحدہ علیحدہ نیت کرنی ضرور نہیں اس واسطے کہ سارا مہینہ ایک عبادت ٹھہرایا گیا تو اس کے لیے ایک نیت کافی ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ برابر کرنے ثواب میں درمیان اس مہینے کے کہ انتیس کا ہو اور درمیان اس مہینے کے کہ تیس کا ہو سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس نظر سے ہے کہ ثواب متعلق ہے ساتھ مہینے کے نہ اس اعتبار سے کہ دونوں کی فضیلت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب ہے اس حدیث کے بیان میں کہ حضرت ﷺ نے
لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ. فرمایا کہ ہم جماعت امی یعنی ان پڑھ ہیں ہم حساب
کتاب نہیں جانتے ہیں۔

فائدہ: مراد ہم سے اہل اسلام ہیں جو اس حدیث کے فرمانے کے وقت آپ ﷺ کے پاس حاضر تھے اور وہ محمول ہے اکثر پر اس واسطے کہ اکثر اہل عرب ایسے ہی ہوتے تھے کہ حساب کتاب نہ جانتے تھے نہ سب یا مراد اس سے خود حضرت ﷺ ہیں۔ (فتح)

۱۷۸۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ۱۷۸۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ ہم جماعت ان پڑھ ہیں حساب کتاب نہیں جانتے مہینہ ایسا ہے اور ایسا ہے یعنی دو بار دونوں ہاتھ کی انگلیاں بند کر کے کھولیں اور تیسری بار نو انگلیاں کھولیں اور انگوٹھا بند رکھا پھر تین بار اسی طرح کیا لیکن تیسری بار میں انگوٹھے کو بند نہ کیا بلکہ اس کو بھی اور انگلیوں کے ساتھ کھول دیا یعنی مہینہ کبھی اسیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّا أُمَّةٌ أَمِيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرَ هَكَذَا وَهَكَذَا يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَعِشْرِينَ وَمَرَّةً ثَلَاثِينَ.

فائدہ: عرب کو امی اس واسطے کہا گیا کہ ان میں لکھنا بہت کم تھا جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے ان پڑھوں میں رسول بھیجا انہیں میں سے اور اگر کوئی کہے کہ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو حساب کتاب کو جانتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لکھنا ان میں نہایت کم تھا اور اس کو بہت کم لوگ جانتے تھے اور ان کا اعتبار نہیں کیا اس واسطے کہ قلیل کا عدم ہوتا ہے اور مراد حساب سے اس جگہ نجوم کا حساب ہے اور اس کو بھی نہ جانتے تھے مگر نہایت کم لوگ پس موقوف کیا حکم کو ساتھ روزے وغیرہ کے چاند کے دیکھنے پر واسطے دور کرنے حرج سے ان سے بچ مدد لینے حساب سے ہمیشہ رہا یہ حکم بچ روزے کے کہ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھا کریں اگرچہ ان کے بعد نجوم کا حساب جاننے والے ان میں پیدا ہوئے پس ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم حساب کے ساتھ ہرگز متعلق نہیں اور واضح کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ اگر ڈھانکا جائے چاند تم پر تو پوری کرو گنتی تیس دن کی یعنی اگر حساب نجوم پر روزے کا حکم موقوف ہوتا تو پھر یہ نہ فرماتے کہ تیس دن پورے کرو بلکہ یہ فرماتے کہ حساب والوں سے دریافت کرو اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ابر کے وقت گنتی میں سب مکلف برابر ہیں پس دور ہوگا اختلاف اور نزاع ان میں سے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ اس باب میں اہل حساب کی طرف رجوع کیا جائے اور وہ رافضی لوگ ہیں اور فقہاء سے بعض لوگ ان کے موافق ہیں اور باقی نے کہا کہ اجماع سلف کا حجت ہے اور یہ ان کے اور ابن بریرہ نے کہا کہ مذہب باطل ہے اور شرع میں علم نجوم میں نظر کرنے سے منع فرمایا اس واسطے کہ وہ محض تخمین ہے نہ اس میں یقین ہے اور نہ گمان غالب بلکہ اگر یہ حکم اس پر موقوف ہوتا تو نہایت مشکل پڑھتی اس واسطے کہ نہیں جانتے اس کو مگر بہت تھوڑے لوگ۔ (فتح)

یعنی نہ پیشوائی کرے رمضان کی ایک دن یا دو

دنوں کے روزے سے

بَابُ لَا يَتَقَدَّمُ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ

وَلَا يَوْمَيْنِ

فائدہ: یعنی نہ پیشوائی کرے رمضان کے ساتھ ایک روزے کے کہ رمضان سے گنا جائے ساتھ قصد احتیاط کے اس واسطے کہ اس کا روزہ چاند کے دیکھنے پر موقوف ہے پس اس تکلف کی حاجت نہیں۔

۱۷۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پیشوائی کرے رمضان کی کوئی ایک یا دو دن کے روزے سے مگر وہ مرد کہ جو اپنی عادت سے روزہ رکھا کیا کرتا ہو سو چاہیے کہ اس کو روزہ رکھے یعنی کسی کو بطور سنت کے دو شبہ یا سہ شبہ کے روزے کی عادت ہو اور وہ رمضان سے متصل آپڑھے تو اس کو روزہ رکھنا درست ہے لیکن صرف پر رمضان کی پیشوائی کے واسطے ایک یا دو روزہ رکھنا درست نہیں۔

۱۷۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ.

فائدہ: علماء نے کہا کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ نہ پیشوائی کرو ساتھ روزے کے اوپر نیت احتیاط کے واسطے رمضان کے اور ترمذی نے کہا کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے کہتے ہیں کہ مکروہ ہے یہ کہ جلدی کرے مرد ساتھ روزے کے پہلے داخل ہونے رمضان کے سے واسطے پیشوائی رمضان کے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ روزہ نہ رکھنے سے رمضان کے روزے پر قوت حاصل ہوتی ہے تاکہ داخل ہو اس میں ساتھ قوت اور نشاط کے اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ مقتضی اس حدیث کا یہ ہے کہ اگر رمضان سے پہلے تین یا چار روزے رکھے تو درست ہے یعنی اس واسطے کہ حدیث باب میں ممانعت تو ایک یا دو روزے کی آئی ہے زیادہ کی نہیں آئی پس یہ حکمت شبہ سے خالی نہیں اور جو اس میں ہے سو اس کو ہم عنقریب بیان کریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ فرض نفل کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے اور اس میں یہی شبہ اس واسطے کہ حدیث میں صریح موجود ہے اگر اس کی عادت ہو تو اس کو رمضان سے پہلے روزہ رکھنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ حکم روزے کا چاند دیکھنے پر موقوف ہے سو جس نے رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے رکھے تو اس نے اس حکم میں طعن کیا اور یہی قول ہے معتبر اور معنی استثناء کے یہ ہیں کہ جس کا کوئی ورد ہو اس کو روزہ رکھنے کی اجازت ہے اس واسطے کہ وہ اس کی عادت ہے اور عادت کا چھوڑنا مشکل ہے اور یہ رمضان کی پیشوائی میں داخل نہیں اور اسی طرح قضاء اور نذر کا روزہ بھی رمضان سے پہلے درست ہے واسطے واجب ہونے ان دونوں کے اور بعض علماء کہتے ہیں قضاء اور نذر ادلہ قطعیہ کے ساتھ مخصوص ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ ان کا پورا کرنا واجب ہے سو نہ باطل ہوگا قطعی ساتھ ظن کے اور اس حدیث میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ چاند کے دیکھنے سے پہلے روزہ رکھنا درست ہے مانند رافضیوں کے اور رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ رمضان سے پہلے مطلق نفل روزہ درست ہے اور بعید تر ہے قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ نہیں کے پہلے روزہ رکھنا ہے ساتھ نیت رمضان کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ لفظ تقدم کے اس واسطے کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے پہلے ہونا سوائے اس کے نہیں کہ ثابت ہوتا ہے جب کہ اس

کی جنس سے ہو پس بنا بر اس کے جائز ہے روزہ رکھنا ساتھ نیت مطلق نفل روزے کے لیکن سیاق حدیث کا اس تاویل سے انکار کرتا ہے اور اس میں بیان ہے واسطے معنی اس حدیث کے کہ فرمایا روزہ رکھو چاند کے دیکھنے سے اس واسطے کہ لام اس میں واسطے توقیت کے ہے نہ واسطے تعلیل کے یعنی چاند چڑھنے کے وقت روزہ رکھو کہ اس کا وقت چاند کا چڑھنا ہے اس سے پہلے روزہ نہ رکھو اور ابن دقیق نے کہا کہ باوجود یہ کہ وہ توقیت پر محمول ہے پس لا بد ہے اختیار کرنے مجاز سے اس واسطے کہ چاند دیکھنے کا وقت اور وہ رات ہے محل روزے کا نہیں اور تعاقب کیا اس کا فاکہی نے کہ مراد صوموا سے روزے کی نیت کرنی ہے اور ساری رات ظرف ہے واسطے نیت کے میں کہتا ہوں پس واقع ہوا فاکہی مجاز میں جس سے بھاگا تھا اس واسطے کہ رات کو روزے کی نیت کرنے والا ہیئتہ روزے دار نہیں گنا جاتا اس دلیل سے کہ اس کو نیت کے بعد صبح صادق تک کھانا پینا درست ہے اور اس میں منع ہے پیدا کرنا روزے کا پہلے رمضان سے جب کہ احتیاط کے لیے ہو پس اگر اس پر زیادہ ہو تو اس کا مفہوم جواز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دراز ہوتی ہے ممانعت واسطے اس چیز سے کہ اس سے پہلے ہیئت اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے بہت شافعیہ نے اور اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ مراد اس سے مقدم کرنا روزے کا ہے پس جس جگہ پایا جائے منع ہوگا اور سوائے اس کے نہیں کہ اقتصار کیا ایک یا دو روزے پر اس واسطے کہ وہ غالب ہے اس سے جو اس کا قصد کرے اور کہتے ہیں کہ دراز ہوتی ہے ممانعت سولہویں شعبان سے واسطے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدھا شعبان گزر جائے تو پھر کوئی روزہ نہ رکھو یعنی یہاں تک کہ رمضان داخل ہو آخر جہ اصحاب السنہ و صححہ ابن خزیمہ وغیرہ اور شافعیہ میں سے رویانی نے کہا کہ رمضان سے پہلے دو روزے رکھنا حرام ہے واسطے حدیث باب کے اور آدھے شعبان سے پیچھے روزہ رکھنا مکروہ ہے واسطے حدیث دوسری کے اور جمہور کہتے ہیں کہ آدھے شعبان سے پیچھے نفل روزہ رکھنا درست ہے اور کہتے ہیں کہ جو حدیث اس میں وارد ہے وہ ضعیف ہے اور احمد رحمہ اللہ اور ابن معین رحمہ اللہ نے کہا کہ منکر ہے اور بیہمتی نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث باب کی اوپر ضعیف اس کے کی پس کہا کہ رخصت بیچ اس کے ساتھ اس چیز کے ہے جو زیادہ تر صحیح ہے حدیث علا سے اور طحاوی نے بھی اس سے پہلے اسی طرح کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مدد چاہی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ شعبان کا ہے اور اس نے مدد چاہی ہے ساتھ حدیث عمران بن حصین کے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تو نے شعبان کا کوئی روزہ رکھا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ جب تو رمضان سے افطار کرے تو دو روزے رکھ پھر اس نے دونوں حدیثوں میں تطبیق دی ساتھ اس طور کے کہ علا کی حدیث اس پر محمول ہے جس کو روزہ ضعیف کر ڈالے اور باب کی حدیث مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جو اپنے گمان میں رمضان کے واسطے احتیاطاً روزہ رکھے اور یہ تطبیق اچھی ہے۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان سبب نزول اس آیت کے کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں صحبت کرنا اپنی عورت سے وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی اللہ نے معلوم کیا کہ تم خیانت کرتے ہو سو معاف کر دیا تم کو اور درگزر کیا تم سے پس اب ملوان سے اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تم کو۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ﴾.

فائدہ: اور بعض روایتوں میں ساری آیت مذکور ہے اور مراد ساتھ اس باب کے بیان اس چیز کا ہے جو تھا حال اوپر اس کے پہلے نزول اس آیت کے اور جب کہ تھی یہ آیت اتاری گئی کئی اسباب پر جو روزے کے ساتھ متعلق ہیں تو جلدی کی ساتھ اس کے مصنف نے اور تفسیر میں بھی اس سے تعرض کیا ہے اور پکڑا جاتا ہے خاص ساتھ اس چیز سے کہ قرار پایا اس پر حال نے سبب نزول اس کے سے ابتداء شروع ہونا سحری کا اور یہی مقصود ہے اس مکان میں اس واسطے کہ ٹھہر گیا ہے یہ باب مقدمہ واسطے بابوں کبری کے۔ (فتح)

۱۷۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْإِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَأْكُلْ لَيْلَتَهُ وَلَا يَوْمَهُ حَتَّى يُمَسِيَ وَإِنْ قَيْسَ بْنِ صِرْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْإِفْطَارُ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ لَهَا أَعِنْدِكَ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ أَنْطَلِقُ فَأَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهُ يَعْمَلُ فَعَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَتُهُ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ خِيَتُ لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ

۱۷۸۲۔ براء بن العازب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ کے اصحاب کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد روزے دار ہوتا اور افطار کا وقت حاضر ہوتا اور روزہ کھولنے سے پہلے سو جاتا تو پھر نہ کھاتا تھا نہ رات کو اور نہ دن کو یہاں تک کہ شام کرتا اور بے شک قیس بن صرمہ انصاری روزے دار تھا سو جب روزہ کھولنے کا وقت ہوا تو اپنی عورت کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ کیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے اس نے کہا کہ نہیں لیکن میں جاتی ہوں اور تیرے واسطے کھانا ڈھونڈتی ہوں اور قیس تمام دن مزدوری کا کام کیا کرتا تھا سو نیند اس پر غالب آئی سو اس کی عورت آئی سو جب اس کو سوتے دیکھا تو کہا کہ تجھ کو محرومی ہو کہ جو تو نے مانگا تھا سو نہ پایا سو جب دوپہر ہوئی تو بھوک سے بے ہوش ہو گیا سو کسی نے یہ حال حضرت عائشہ سے ذکر کیا سو اس وقت یہ آیت اتری کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں عورتوں سے بے پردہ ہونا تو اصحاب صحیحہ اس سے

إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ فَفَرَحُوا بِهَا فَرَحًا شَدِيدًا
 ﴿وَنَزَلَتْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ
 الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾
 بہت خوش ہوئے اور یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک
 کہ صاف نظر آئے تم کو دھاگہ سفید سیاہ دھاگے سے مراد
 سفید دھاگے سے فجر ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر اس کو تمام رات اور تمام دن کوئی
 چیز کھانی درست نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوتا اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ مسلمانوں کا دستور تھا
 کہ جب روزہ کھولتے تھے تو کھاتے تھے اور پیتے تھے اور عورتوں سے صحبت کرتے تھے جب تک کہ نہ سوتے اور
 جب کھانے پینے سے پہلے سو جاتے تو پھر رات تک کوئی چیز کھاتے پیتے نہ تھے پس براء کی حدیث کی سب روایتیں
 متفق ہیں اس پر کہ ممانعت اس سے سونے کے ساتھ مقید تھی اور یہی مشہور ہے اس کے غیر کی حدیث میں اور ابن
 عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ منع مقید ہے ساتھ نماز عشاء کے کہ جب عشاء کی نماز پڑھ چکے تھے تو اس کے بعد ان پر
 کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا اور یہ زیادہ تر خاص ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور احتمال ہے کہ ذکر عشاء کی نماز کا اس
 واسطے ہو کہ اس کے بعد غالب گمان سونے کا ہوتا ہے اور حقیقت میں یہ قید خاص ہے ساتھ سونے کے جیسا کہ باقی
 حدیثوں میں ہے اور سدی وغیرہ نے کہا کہ یہ حکم اہل کتاب کے موافق تھا کہ ان کو بھی یہ حکم تھا کہ سونے کے بعد
 ان کو کھانا پینا درست نہ تھا اور کرمانی نے کہا کہ جب جماع حلال ہوا بعد اس کے کہ حرام تھا تو کھانا پینا بطریق اولیٰ
 درست ہے اور اسی واسطے خوش ہوئے اور اس سے اجازت سمجھی یہ وجہ مطابقت اس کی ہے واسطے قصے ابی قیس کے
 اور پھر جب کھانا پینا اس سے بطریق مفہوم حلال ہوا تو اس کے بعد یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو تا کہ آیت کے
 منطوق سے حکم کا آسان ہونا ان کو صریحا معلوم ہو پھر کہا کہ مراد اس سے ساری آیت ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ فِيهِ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
 باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کھاؤ اور پیو یہاں
 تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاگہ سفید دھاگے سیاہ
 سے فجر سے پھر پورا کرو روزے کو رات تک اس باب
 میں براء کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے یعنی جو
 پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: عرض اس باب سے بیان کرنا انتہا کھانے وغیرہ کا ہے جو مباح ہوا بعد اس کے کہ منع تھا اور استفادہ کیا
 گیا ہے سہل کی حدیث ہے جو اس باب میں ہے کہ ذکر نزول آیت کا اس براء کی حدیث میں مراد اس سے اکثر
 آیت ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت مِنَ الْفَجْرِ متاخر ہے نزول اس کا باقی آیت سے باوجود یہ کہ براء کی حدیث میں
 اس کی تصریح موجود نہیں کہ یہ جملہ پہلے اترتا تھا اس واسطے کہ باب کی حدیث میں یہ آیت ال خَيْطُ الْأَسْوَدُ ہے

اور ابو داود کی حدیث میں مِنَ الْفَجْرِ تک ہے پس دوسری روایت محمول ہوگی اس پر کہ لَفْظُ مِنَ الْفَجْرِ کا غایت میں داخل نہیں۔ (فتح)

۱۷۸۳۔ عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری حَتَّى تَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ تو قصد کیا میں نے طرف ایک رسی سیاہ کی اور ایک رسی سفید کی سو میں نے اس کو اپنے گدے کے نیچے رکھا سو میں نے ان کو رات میں دیکھنا شروع کیا پس نہ صاف ظاہر ہوا مجھ کو مختلف ہونا دو رنگوں کا سو میں صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے یہ حال ذکر کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ دونوں دھاگے مگر سیاہی رات کی اور سفیدی صبح صادق کی۔

۱۷۸۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿حَتَّى يَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ عَمَدْتُ إِلَى عِقَالِ أَسْوَدٍ وَإِلَى عِقَالِ أَبْيَضٍ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وَسَادَتِي فَجَعَلْتُ أَنْظُرَ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِينُ لِي لَفْعَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَذَكَّرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا ذَلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

فائدہ: اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے اس آیت کے نزول کے وقت عدی حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا اور یہ مقتضی ہے اس کو کہ وہ پہلے مسلمان ہوا ہو اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روزے کا فرض ہونا ہجرت کے ابتداء میں نازل ہوا اور عدی نویں یا دسویں سال ہجری میں مسلمان ہوا تھا پس یا تو یہ مراد اس کی نَزَلَتْ سے یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے وقت مجھ پر پڑھی گئی اور یا یہ مراد ہے کہ مجھ کو اس آیت کے اترنے کی خبر پہنچی۔ (فتح)

۱۷۸۴۔ سہل بنیہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ اور کلمہ مِنَ الْفَجْرِ نہ اتر اپس لوگوں کا دستور تھا کہ جب روزے کا ارادہ کرتے تھے تو ان میں سے کوئی دھاگہ سفید اور سیاہ باندھتا تھا اور ہمیشہ کھاتے رہتے تھے یہاں تک کہ وہ دونوں دھاگے ان کو صاف نظر آتے تو اللہ نے اس کے بعد کا کلمہ مِنَ الْفَجْرِ کا اتارا پس معلوم کیا انہوں نے کہ مراد دونوں دھاگوں سے دن اور رات ہیں۔

۱۷۸۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مَطْرِفٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَنْزَلَتْ ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يَنْزِلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا

الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطُ
الْأَبْيَضُ وَالْخَيْطُ الْأَسْوَدُ وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ
حَتَّى يَتَيَّنَ لَهُ رُؤْيَاهُمَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدَ ﴿مِنَ
الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ دونوں دھاگوں کو اپنے گدے کے نیچے رکھتے تھے پس دیکھتے تھے کہ کب صاف نظر آئیں اور ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض یہ کام کرتے ہوں اور بعض یہ کام نہ کرتے ہوں اور ان کو گدے کے نیچے رکھتے ہوں سحری تک پھر اس وقت ان کو اپنے پاؤں میں باندھتے ہوں تاکہ ان کو دیکھیں اور اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ یہاں تک کہ ظاہر ہوسفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اور یہ بیان حاصل ہوتا ہے ساتھ طلوع صبح صادق کے اور اس میں دلالت ہے اس میں کہ صبح صادق کے بعد دن ہوتا ہے اور ابو عبید نے کہا کہ مراد دھاگے سیاہ سے رات ہے اور مراد دھاگے سفید سے دن ہے اور دھاگے کے معنی رنگ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سفید سے وہ چیز ہے جو اول ظاہر ہوتی ہے فجر تعرض سے کنارے آسمان میں مانند دھاگے بچھنے گئے کی اور اسود سے مراد وہ چیز ہے جو دراز ہوتی ہے ساتھ اس کے سیاہی رات سے مانند دھاگے کی یہ بات زمخشری نے کہی ہے اور کہا کہ کلمہ من الفجر سے بیان ہے دھاگے سفید کا اور دھاگے سیاہ کا ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ ایک کا بیان دوسرے کا بیان ہے پھر کہا کہ کس طرح جائز ہے تاخیر بیان کی اور وہ عیث کی مانند ہے اس واسطے کہ من الفجر کے نازل ہونے سے پہلے نہیں سمجھی جاتی اس سے مگر حقیقت یعنی دھاگہ اور یہاں مراد نہیں پھر کہا کہ اکثر فقہاء اور متکلمین تاخیر بیان کے وقت حاجت سے جائز نہیں رکھتے ہیں سو ان کے نزدیک سہل کی یہ حدیث صحیح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اور وہ کہتے ہیں یہ عیث نہیں اس واسطے کہ مخاطب استفادہ کرتا ہے اس سے وجوب خطاب کا اور قصد کرتا ہے اس کے فعل پر جب کہ اس سے مراد کی وضاحت چاہے لیکن یہ جو زمخشری نے کہا کہ اکثر اس کو جائز نہیں رکھتے سو اس میں نظر ہے کما سیاتی اور یہ جو کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو یہ مردود ہے اور فریقین سے کسی نے یہ بات نہیں کہی کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس واسطے کہ اتفاق کیا ہے اس کی صحت پر بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ نے اور قبول کیا ہے اس کو ساری امت نے اور مسئلہ تاخیر بیان کا اصول کتابوں میں مشہور ہے اور اس میں اختلاف ہے درمیان علماء کے متکلمین وغیرہم سے اور اصل اس مسئلہ سے شافعیہ سے چار وجہیں ٹککی ہیں ایک مطلق جواز ہے یہ قول ابن شریح اور اصطرخی اور ابن ابی ہریرہ رحمہ اللہ سے ٹککی ہے اور ایک یہ کہ مطلق درست نہیں یہ قول ابی اسحاق مروزی اور قاضی ابی حامد اور صیرفی سے ٹککی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ بیان مجمل کی تاخیر جائز ہے اور عام کی جائز نہیں چوتھا اس سے برعکس ہے اور یہ دونوں قول شافعیہ سے ہیں اور ابن حجب نے کہا کہ تاخیر بیان

کے وقت حاجت سے منع ہے مگر جو تکلیف مالا یطاق کو درست رکھتا ہے اس کے نزدیک جائز ہے اور وہ اشاعرہ ہیں کہ وہ اس کو جائز رکھتے ہیں اور اکثر ان کے کہتے ہیں کہ یہ واقع نہیں ہوا اور اس کے شارع نے کہا کہ حکم محتاج بیان کا دو قسم ہے ایک وہ کہ اس کے لیے ظاہر ہے دوم یہ اس کے لیے ظاہر نہیں سو کہا ایک گروہ نے حنفیہ اور مالکیہ اور اکثر شافعیہ سے کہ جائز ہے تاخیر اس کی وقت خطاب سے اور اسی کو احتیاط کیا ہے فخر رازی اور ابن حاجب وغیرہم نے اور بعض حنفیہ اور کل حنابلہ کہتے ہیں منع ہے اور کرنی نے کہا کہ منع ہے غیر مجمل میں اور جب یہ قرار پائے تو امام نووی نے کہا کہ خیط ایض اور اسود ہی کو تو ظاہر معنی پر بعض گنواروں نے حمل کیا تھا جو دین کے احکام کو خوب نہ سمجھتے تھے مانند ان لوگوں کی جن سے سہل نے حکایت کی اور بعض اور لوگوں نے جن کی زبان میں استعمال دھاگے کی صبح میں نہ تھی مانند عدی کی اور طحاوی وغیرہ نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ نسخ کے باب سے ہے اور یہ کہ اول حکم دھاگوں کے ظاہر معنی پر تھا اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ اس چیز کے کہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے کہ جائز ہے کھانا اسفار تک یعنی صبح کے خوب روشن ہونے تک پھر یہ حکم منسوخ ہوا ساتھ مِّنَ الْفَجْرِ کے میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید کرتی ہے وہ چیز جو عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ بلال حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ سحری کھا رہے تھے سو بلال نے کہا کہ یا حضرت ﷺ نماز تیار ہے قسم ہے اللہ کی بے شک آپ ﷺ نے صبح کی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے بلال پر اگر بلال نہ ہوتا تو ہم امید رکھتے تھے کہ ہم کو رخصت دی جاتی کھانے پینے میں سورج نکلنے تک اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اور حدیث کے اس پر کہ نہایت کھانے پینے کی طلوع صبح صادق ہے اور اگر فجر نکلے اور وہ کھاتا پیتا ہو پھر باز رہے تو اس کا روزہ تمام ہوا اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اگر اس گمان سے کھائے کہ ابھی صبح نہیں نکلی تو اس کا روزہ جمہور کے نزدیک فاسد نہیں ہوتا اس واسطے کہ آیت دلالت کرتی ہے اباحت پر یہاں تک کہ صاف ظاہر ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ نے تجھ کو کھانا پینا حلال کیا کہ جب تک تو شک کرے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کی مروی ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سحری کا مسئلہ پوچھا سو ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہم نشینوں سے اس کو کہا کہ کھا یہاں تک کہ تجھ کو شک نہ ہو سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ کچھ بات نہیں کہا جب تک کہ تو شک نہ کرے یہاں تک کہ تو شک کرے اور ابن منذر نے کہا کہ اسی طرف میلان کیا ہے اکثر علماء نے اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قضاء کرے اور ابن بزیہ نے شرح احکام میں کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ کیا حرام ہوتا ہے کھانا پینا ساتھ طلوع فجر کے یا ساتھ صاف ظاہر ہونے اس کے کے نزدیک دیکھنے والے کے ظاہر آیت کی دلیل سے اور اختلاف ہے کہ کیا جائز ہے اساک خبر کا پہلے طلوع فجر کے یا نہیں واسطے بنا کے اختلاف مشہور پر بیچ مقدمہ واجب کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ
حضرت ﷺ کی اس حدیث کا بیان کہ نہ روکے تم کو بلال کی اذان تمہاری سحری کھانے سے

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک لفظ ترجمہ کا صحیح نہیں ہوا سو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نکالے اور تحقیق روایت کیا ہے لفظ ترجمہ کو کج نے حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ روکے تم کو تمہاری سحری کھانے سے اذان بلال کی اور نہ صبح دراز لیکن فجر پھیلنے والے کناروں میں اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور یہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مسلم میں بھی ہے لیکن بخاری رحمہ اللہ کی مراد میں متعین نہیں اس واسطے کہ تحقیق بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح ہو چکی ہے کہ فرمایا نہ روکے کسی کو اذان بلال رضی اللہ عنہ کی اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ وہ رات کو اذان دیتا ہے پس ظاہر یہ ہے کہ وہی مراد اس کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو اس باب میں ذکر کیا اور سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مسلم نے روایت کی ہے بیان ہے واسطے اس چیز کے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مبہم ہے اور یہ اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ نہیں فجر یہ کہ کبھی اور اپنی انگلیوں کو اوپر کی طرف اٹھایا پھر نیچے لائے یہاں تک کہ اس طرح ہو یعنی دراز ہو اور چوڑی اور ٹوبان سے روایت ہے کہ فجر دو قسم ہے سو جو فجر بھڑیے کی دم کی طرح ہے وہ نہ کسی چیز کو حلال کرتی ہے اور نہ کسی چیز کو حرام کرتی ہے لیکن صبح چوڑی یعنی وہی ہے جو کھانے کو حرام کرتی ہے اور نماز کو حلال کرتی ہے اور یہ موافق ہے واسطے آیت کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے اور ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے کھانا سحری کا یہاں تک کہ ظاہر ہو فجر اور یہی قول ہے اعمش کا تابعین میں سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی اور قسم ہے اللہ کی دن تھا صرف یہی فرق تھا کہ سورج نہ نکلا تھا اخرجہ الطحاوی وغیرہ اور ابن منذر نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حکم کیا دروازہ بند کرنے کا تا کہ صبح نہ دیکھی جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے صبح کی نماز پڑھی پھر نماز کے بعد کہا کہ اب وہ وقت ہے جب کہ صاف ظاہر ہو دھاگہ سفید دھاگے سیاہ سے اور ابن منذر نے کہا کہ بعض کا یہ مذہب ہے کہ مراد ظاہر ہونے سفیدی دن کی سے یہ ہے کہ پھیل جائے سفیدی راہوں میں اور کوچوں میں اور گھروں میں اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے حکایت کی اور ابن منذر نے اسناد صحیح کے ساتھ سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ باہر نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے اس نے کہا کہ سو میں نے نظر کی سو میں نے کہا کہ بے شک سفید ہو گئی اور پھیل گئی پھر فرمایا کہ نکل اور دیکھ کہ کیا صبح نکلی ہے سو میں نکلا اور نظر کی سو میں نے کہا کہ بے شک سفید ہو گئی ہے سو فرمایا کہ اب پہنچا مجھ کو میرا پینا اور اعمش سے روایت ہے کہ اگر مجھ کو خواہش ہوتی تو میں فجر کی نماز پڑھ کر سحری کھانا اسحاق نے کہا کہ یہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ صبح صادق کے بعد کھانا جائز ہے یہاں تک کہ صاف ظاہر ہو

سفیدی دن کی سیاہی رات کی سے اسحاق نے کہا کہ میں پہلے قول کے ساتھ قائل ہوں یعنی صبح صادق سے پہلے کھانا پینا چاہیے لیکن میں طعن نہیں کرتا اس پر جو تاویل کرے رخصت کی مانند قول ثانی کی اور میں نہ اس پر قضاء دیکھتا ہوں اور نہ کفارہ میں کہتا ہوں کہ اس میں تعاقب ہے موفق وغیرہ پر جو کہتے ہیں کہ اعمش کے خلاف پر اجماع ہو چکا ہے یعنی باوجود مخالف ہونے ایسے ایسے اکابر اصحاب رحمہم کے اجماع کا دعویٰ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ (فتح)

۱۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ لِأَنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَذَانِهِمَا إِلَّا أَنْ يَرْفَى ذَا وَيَنْزِلَ ذَا.

۱۷۸۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیا کرتے تھے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ابن مکتوم اذان دے اس واسطے کہ بے شک وہ اذان نہیں دیتا یہاں تک کہ فجر نکلے اور قاسم نے کہا ان دونوں کی اذان کے درمیان کچھ فرق نہ تھا مگر یہ کہ یہ چڑھتا تھا اور یہ اترتا تھا یعنی بس اتنا ہی فرق تھا کہ بلال منبر سے تلے اترتے تھے اور ابن ام مکتوم اوپر چڑھتے تھے۔

سحری کھانے میں جلدی کرنے کا بیان

بَابُ تَعَجِيلِ السَّحُورِ

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ سحری طلوع فجر کے نزدیک واقع ہوتی تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رات کی نماز سے پھرتے تھے پس کھانے کے ساتھ جلدی کرتے تھے واسطے خوف نکلنے صبح کے اور ابن منیر نے کہا کہ شتابی امور نسبیہ سے ہے پس اگر اول وقت کی طرف منسوب کی جائے تو اس کے معنی تقدیم کے ہوں گے اور اگر اخیر وقت کی طرف منسوب کی جائے تو اس کے معنی تاخیر کے ہوں گے اور تعجیل کے لفظ میں اشارہ ہے اس سے اس طرف کہ صحابی سبقت کرتا تھا ساتھ سحری اپنی کے فجر سے وقت خوف طلوع اس کے اور وقت خوف فوت ہونے نماز کے ساتھ مقدار چلنے اس کے کی طرف مسجد کی۔ (فتح)

۱۷۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي لَمْ تَكُنْ سُرْعَتِي أَنْ أُدْرِكَ السُّجُودَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۸۶۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر میں سحری کھایا کرتا تھا پھر مجھ کو حلدی ہوتی تھی کہ میں سحری کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پاؤں۔

فائدہ: مراد سہل کی یہ ہے کہ نہایت جلدی کرنا اس کا یہ کہ اس کی سحری واسطے قریب ہونے اس کے کی طلوع فجر سے اس طرح سے تھا کہ نہ قریب تھا کہ صبح کی نماز کو حضرت ﷺ کے ساتھ پائے اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ فجر کی نماز کو بہت اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ (فتح)

یعنی سحری اور فجر کی نماز کے درمیان کس قدر
بَابُ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُورِ
وَصَلَاةِ الْفَجْرِ
وقت ہوتا تھا

فائدہ: یعنی سحری کی انتہا اور فجر کی ابتداء میں کس قدر فرق تھا اس واسطے کہ مراد اندازہ کرنا اس زمانے کا ہے جس میں کھانا ترک کیا جاتا ہے اور مراد نماز کے فعل سے ابتداء شروع کرنے اس کے کا ہے۔ (فتح)

۱۷۸۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
هَشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ
ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى
الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ
وَالسَّحُورِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً.

۱۷۸۷- زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے
حضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر حضرت ﷺ نماز کی
طرف کھڑے ہوئے سو میں نے کہا کہ اذان اور سحری کے
درمیان کس قدر فاصلہ تھا اس نے کہا کہ مقدار پڑھنے پچاس
آیت کی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اندازہ کرنا وقتوں کا ساتھ اعمال بدن کے اور عرب کا دستور یہی تھا اور اس میں اشارہ ہے کہ ان کے اوقات متفرق تھے ساتھ عبادت کے اور اس میں تاخیر کرنا سحری کا ہے اس واسطے کہ وہ المبلغ ہے مقصود میں اس میں تقویت ہے اور پر روزے کے واسطے عام ہونے حاجت کی طرف طعام کی اور اگر سحری نہ کھاتے تو بعضوں پر دشوار ہوتا خاص کر اس شخص پر جس کی مزاج صفروی ہو کہ کبھی وہ بے ہوش ہو جاتا ہے تو رمضان میں روزہ کھولنے کی حاجت پڑتی ہے اور اس حدیث میں الفت دینا فاضل کا ہے اپنے اصحاب کو ساتھ ملکر کھانے کی اور یہ کہ حاجت کے لیے رات کو چلنا درست ہے اس واسطے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس نہیں سوتے تھے اور یہ کہ مستحب ہے جمع ہونا سحری پر اور قرطبی نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ طلوع فجر سے پہلے سحری سے فراغت ہو جاتی تھی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سورج نکلنا باقی رہتا تھا پس یہ تعارض ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے اختلاف حال پر اس واسطے کہ دونوں میں سے کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ اس کو ہمیشہ کرتے تھے پس حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول قصر پر محمول ہے سابق حال پر۔

بَابُ بَرَكَةِ السَّحُورِ مِنْ غَيْرِ إِنْجَابٍ
لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
باب ہے اس بیان میں کہ سحری کھانے میں برکت ہے
بغیر واجب کرنے کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے

وَأَصْحَابَهُ وَاصْلُوا وَلَمْ يُذَكِّرْ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے وصال کیا ہے یعنی پے در پے روزے رکھے بغیر اس کے کہ درمیان میں افطار کریں اور نہیں ذکر کیا گیا کھانا سحری کا۔

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو آئندہ آئے گی کہ آپ ﷺ نے وصال سے منع فرمایا پھر منع کے بعد آپ ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ وصال کیا پھر ایک دن وصال کیا پھر ایک دن وصال کیا پھر چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ اگر چاند موخر ہوتا تو میں تم کو زیادہ کرتا اس سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو ان کے ساتھ وصال نہ کرتے اس واسطے کہ وصال مستلزم ہے سحری کے ترک کرنے کو برابر ہے کہ ہم کہیں کہ وصال درست ہے یا نہیں و سیاتی الکلام فی حکم الوصال۔ (فتح)

۱۷۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَأَوَّصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَتَهَاؤُهُمْ قَالُوا إِنَّكَ تَوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقَى۔

۱۷۸۸۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے وصال کیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کیا سو ان پر دشوار ہوا سو حضرت ﷺ نے ان کو منع فرمایا اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ ﷺ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو دن میں کھانا پینا ملتا ہے۔

فائدہ: وصال اس کو کہتے ہیں کہ آدمی پے در پے دو یا تین روزے رکھے اور ان کے درمیان رات کو بھی نہ کھائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سحری کھانا واجب نہیں اس واسطے کہ اگر واجب ہوتی تو آپ ﷺ اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ وصال نہ کرتے، وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۷۸۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَتًا۔

۱۷۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس واسطے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

فائدہ: مراد برکت سے اجر و ثواب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ برکت یہ ہے کہ اس وقت آدمی جاگتا ہے اور دعا کرتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ سحری کھانے میں کئی قسم سے برکت حاصل ہوتی ہے اور وہ پیروی کرنی سنت کی ہے اور مخالفت اہل کتاب کی اور قوت حاصل کرنی ہے عبادت پر اور زیادتی ہے نشاط میں اور مدافعت ہے واسطے سوء خلق

کے جس کو بھوک اٹھاتی ہے اور سبب ہے واسطے ذکر اور دعا کے وقت گمان قبول ہونے کے اور تدارک ہے واسطے نیت روزے کے اس کے لیے جو اس سے غافل ہو پہلے سونے سے اور ابن دقیق نے کہا ہے کہ جائز ہے کہ یہ برکت امور اخرویہ کی طرف پھرے اس واسطے کہ سنت کا قائم کرنا اجر کو زیادہ کرتا ہے اور احتمال ہے کہ امور دینیہ کی طرف رجوع کرے مانند قوت بدن کی قوت پر اور حاصل ہونے اس کے کی بغیر ضرر کے اور حکمت روزے کے رکھتی ہیں توڑنا شہوت پیٹ اور فرج کا ہے سو اگر اس مقدار سے کھائے کہ یہ حکمت بالکل معدوم ہو جائے جیسا کہ مالدار لوگ کرتے ہیں تو یہ مستحب نہیں اور حاصل ہوتی ہے سحری ساتھ اقل اس چیز کے کہ کھائے اس کو آدی کھانے کی چیز سے یا پینے کی چیز سے۔ (فتح)

اگر دن کو روزے کی نیت کرے تو یہ درست ہے یا نہیں

بَابُ إِذَا نُويَ بِالنَّهَارِ صَوْمًا

فائدہ: علماء کو اس میں اختلاف ہے بعض فرض اور نفل میں فرق کرتے ہیں یعنی اگر روزہ فرض ہو تو اس کی نیت دن سے کرنا درست نہیں بلکہ اس کی نیت رات سے کرے اور اگر نفل ہو تو اس کی نیت دن کو بھی درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نفل روزے کی نیت زوال سے پہلے درست ہے اور پیچھے درست نہیں۔ (فتح)

وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُولُ
عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ
يَوْمِي هَذَا وَفَعَلَهُ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ
وَأَبْنُ عَبَّاسٍ وَحَدِيثُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

اور ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کہا کرتا تھا کہ
کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے سو اگر ہم کہتے کہ
نہیں تو کہتا کہ میں آج روزے دار ہوں اور یہ کام ان
چار اصحاب نے کیا ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس پر کہ نفل روزے کی نیت دن کو بھی جائز ہے پہلے زوال سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس نے رات کو روزے کی نیت کی تھی پھر اس سے عاجز ہوا اور روزہ کھولنے کا ارادہ کیا پس پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے اور یہ تاویل فاسد ہے اور ابن منذر نے کہا اس میں اختلاف ہے اس شخص کے حق میں جو صبح کرے روزہ نہ رکھنے کی نیت سے پھر اس کو ظاہر ہو یعنی چاہے کہ نفل روزہ رکھے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کو روزہ رکھنا جائز ہے جب اس کو چاہے اور یہی مذہب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا جو مذکور ہوئے اور یہی مذہب ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں جائز ہے نفل روزہ رکھنا یہاں تک کہ رات سے نیت کرے یا سحری کھائے اور امام مالک نے کہا نفل روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ رات سے نیت کرے مگر یہ کہ پے درپے روزے رکھتا ہو تو رات سے نیت کرنے کی حاجت نہیں اور اہل رائے یعنی حنفیہ نے کہا کہ جو صبح کرے اس حال میں کہ روزہ نہ رکھا ہو پھر اس کو ظاہر ہو کہ روزہ رکھے اور اس کی نیت زوال سے پہلے کرے تو درست ہے اگر زوال

سے بعد کرے تو درست نہیں میں کہتا ہوں کہ یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور جو ابن منذر نے امام شافعی رحمہ اللہ سے مطلق جواز نقل کیا ہے برابر ہے کہ زوال سے پہلے نیت کرے یا پیچھے یہ ایک قول امام شافعی کا ہے اور مشہور مالک اور لیث وغیرہ سے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے روزہ نفل مگر ساتھ نیت کے رات سے۔ (فتح)

۱۷۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ إِنْ مَنْ أَكَلَ فَلَيْصَمَ وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ.

۱۷۹۰۔ سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد بھیجا کہ عاشوری کے دن لوگوں میں پکار دے کہ جس نے کھالیا ہو تو روزہ تمام کرے یا فرمایا چاہیے کہ روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو وہ نہ کھائے۔

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو رات کو نیت نہ کرے بلکہ دن کو کرے اس کا روزہ صحیح ہے برابر ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے دن کے درمیان روزے رکھنے کا حکم کیا پس معلوم ہوا کہ رات کو نیت کرنی شرط نہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اس پر کہ عاشوری کا روزہ واجب تھا اور رائج قول علی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ فرض نہ تھا اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ فرض تھا تو کہا جائے گا کہ بے شک منسوخ ہوا پس منسوخ ہوا حکم اس کا اور شرطیں اس کی ساتھ دلیل اس قول کے کہ جس نے کھالیا ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو کہتا ہے کہ رات کو روزے کی نیت کرنی درست نہیں وہ نہیں جائز رکھتا روزہ اس شخص کا جو دن میں کھائے اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ رات کو نیت نہ کرنی خاص ہے ساتھ روزے عاشوری کے اور اگر تسلیم کیا جائے کہ اس کا حکم باقی ہے تو بند رہنے کے ساتھ حکم کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ کفایت کرتا ہے اور واقعی روزہ شمار کیا جاتا ہے پس احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے حکم کیا ہو ساتھ امساک کے واسطے تعظیم وقت کی جیسا کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ امساک یعنی بند رہنے کے وہ شخص کہ رمضان میں سفر سے آئے اور جیسا کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ امساک یعنی وہ شخص کہ افطار کرے دن شک کے پھر چاند کو دیکھے اور یہ سب منافی نہیں حکم کرنے ان کے کو ساتھ قضاء کے بلکہ وارد ہو چکا ہے یہ صریحاً ایک حدیث کے جو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے کہ اسلم (ایک قبیلے کا نام ہے) حضرت ﷺ کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس دن کا روزہ رکھا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں سو فرمایا کہ اپنا باقی دن پورا کرو یعنی کھانے پینے سے بند رہو اور اس کو قضاء کرو اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ حدیث ثابت نہیں قضاء کے حکم میں تو نہ متعین ہو گا ترک قضاء کا اس واسطے کہ جو پورا دن نہ پائے اس کو قضاء لازم نہیں مانند اس شخص کی کہ بالغ ہو یا مسلمان ہو اور درمیان دن رمضان کے اور جمہور نے حجت پکڑی ہے واسطے شرط ہونے نیت روزے کے رات سے اس چیز سے کہ روایت کی ہے اصحاب سنن نے حنفیہ سے کہ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رات سے روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جو رات سے روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں لیکن اس کے رفع میں اور وقف میں اختلاف ہے ترمذی وغیرہ نے اس کے موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے اور عمل کیا ساتھ ظاہر اسناد کے اماموں کی ایک جماعت نے صحیح کہا ہے انہوں نے حدیث مذکور کو انہیں میں سے ہیں ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ اور دارقطنی نے ایک اور طریق سے روایت کیا ہے اور کہا کہ اس کے راوی معتبر ہیں اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث خاص ہے ساتھ روزے قضاء اور نذر کے لیکن یہ تاویل بہت بعید ہے اور زیادہ تر بعید اس سے فرق کرنا طحاوی کا ہے درمیان روزے فرض کے جب کہ کسی خاص معین دن میں ہو مانند عاشوراء کے پس کفایت کرتی ہے نیت دن میں یا کسی معین دن میں نہ ہوگا مانند رمضان کی پس نہ کفایت کرے گا مگر ساتھ نیت کے رات سے اور درمیان روزے نفل کے پس کفایت کرتا ہے ساتھ نیت کے رات میں اور دن میں اور تعاقب کیا ہے اس کا امام الحرمین نے ساتھ اس طور کے کہ یہ کلام واہیات ہے اس کا کوئی اصل نہیں اور ابن قدامہ نے کہا کہ معتبر ہے نیت رمضان میں واسطے ہر دن کے سچ قول جمہور کے اور امام احمد سے روایت ہے کہ سارے رمضان کے لیے صرف ایک نیت بھی کافی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اسحاق کا اور زفر نے کہا کہ صحیح ہے روزہ رمضان کا سچ حق مقیم صحیح کے بغیر نیت کے اور یہی قول ہے عطاء اور مجاہد کا اور حجت پکڑی ہے زفر نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں صحیح ہے اس میں غیر روزہ رمضان کا واسطے معین ہونے کے اس کے پس نہ محتاج ہوگا طرف نیت کی اس واسطے کہ زمانہ اس کے لیے کسوٹی ہے پس نہ متصور ہوگا ایک دن میں مگر ایک روزہ ابو بکر رازی نے کہا کہ اس کے قائل پر لازم آتا ہے یہ کہ صحیح کہے روزے اس شخص کے کو جس کو رمضان میں بے ہوشی ہو جائے جب کہ نہ کھایا ہو اور نہ پیا ہو واسطے پائے جانے اسماک کے بغیر نیت کے اور الحاق کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ رات کو نیت کرنی بھول جائے واسطے برابر ہونے حکم جاہل اور ناسی کے۔ (فتح)

بَابُ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا

اگر روزے دار صبح کرے اس حال میں کہ اس کو نہانے

کی حاجت ہو تو اس کا روزہ درست ہے یا نہیں؟

فائدہ: اور کیا فرق کیا جائے درمیان عامہ اور ناسی کے یا درمیان روزے فرض اور نفل کے اور ان سب مسئلوں

میں سلف کو اختلاف ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ مطلق جائز ہے یعنی خواہ عامہ ہو یا ناسی یا روزہ فرض ہو یا نفل۔ (فتح)

۱۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ بْنِ الْمُغِيرَةِ

۱۷۹۱۔ سہی مولی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے ابو بکر
بن عبد الرحمن سے سنا کہتا تھا کہ میں اور میرا باپ دونوں آئے
یہاں تک کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو

انہوں نے ان کو خبر دی کہ حضرت ﷺ کو فجر ہو جاتی کہ آپ ﷺ کو نہانے کی حاجت ہوتی تھی اپنے اہل کے ساتھ صحبت کرنے سے پھر نہاتے اور روزہ رکھتے اور مروان نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ البتہ تو اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرے یعنی اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ جو حالت جنابت میں صبح کرے تو اس کا روزہ درست نہیں اور مروان اس دن مدینہ پر حاکم تھا یعنی معاویہ کی طرف سے ابوبکر راوی نے کہا کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اس بات کو برا جانا یعنی اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے دوست تھے پھر اتفاقاً ہم ذوالحلیفہ میں اکٹھے ہوئے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہاں زمین تھی سو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھے ایک بات ذکر کرتا ہوں اور اگر مروان نے مجھ کو اس میں قسم نہ دی ہوتی تو میں اس کو تجھ سے بیان نہ کرتا سو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول ذکر کیا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح حدیث بیان کی ہے مجھ سے فضل بن عباس نے اور وہ تجھ سے زیادہ تر جانے والا ہے یعنی جو کچھ کہ میں کہتا ہوں کہ جو صبح کرے حالت جنابت میں اس کا روزہ صحیح نہیں یہ حدیث فضل نے مجھ سے بیان کی ہے اس کا ذمہ اس پر ہے اور حمام اور عبداللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ تھے حضرت ﷺ حکم کرتے ساتھ روزہ کھولنے کے یعنی اس کے لیے جو حالت جنابت میں صبح کرے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث قوی تر ہے از روئے اسناد کے۔

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَبِي حِينَ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَ مَرْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذُرُّهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أَقْسَمُ بِاللَّهِ لَتَقْرَأَنَّ بِهَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرْوَانَ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَكِّرْ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثُمَّ قَدَّرَ لَنَا أَنْ نَجْتَمِعَ بِدَى الْحَلِيفَةِ وَكَانَتْ لِأَبِي هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ أَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا وَلَوْلَا مَرْوَانُ أَقْسَمَ عَلَيَّ فِيهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ كَذَلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهَنَّ أَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامُ وَابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْأَوَّلِ أَسْنَدُ

فائدہ: ایک روایت میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ تھے حضرت ﷺ صبح کرتے اس حال میں کہ مجھ سے جنبی

ہوتے پس روزہ رکھتے اور مجھ کو روزے کا حکم کرتے اور اس حدیث میں دو فائدے ہیں ایک یہ کہ رمضان میں جماع کرتے تھے اور تاخیر کرتے تھے غسل کو اس وقت تک کہ طلوع صبح صادق کے بعد ہے واسطے بیان کرنے ہر بات کے کہ یہ جائز ہے اور دوسرا یہ کہ غسل جماع کے سبب سے تھا نہ احتلام کے سبب سے اس واسطے کہ احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور حضرت ﷺ اس سے معصوم تھے اور ارادہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قید کرنے کے ساتھ جماع کے مبالغہ بیچ رد کرنے اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ جو جان بوجھ کر جماع کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جب کہ جان بوجھ کر جماع کرنے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا تو جو نہانا بھول جائے یا اس سے سو جائے اس کو روزہ بطریق اولیٰ نہ ٹوٹے گا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو جنابت کی حالت میں صبح کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو یہ مذہب ان کا ابتداء میں تھا پھر ثابت ہو چکا ہے کہ اخیر عمر میں انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کیا یا تو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو غیر کی حدیث پر ترجیح ہے کہ وہ جواز میں صریح ہے باوجود یہ کہ غیر کے حدیث میں احتمال ہے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اس کا حکم استحباب پر محمول ہو یعنی غیر فرض میں مستحب ہے کہ اس کو قضاء کرے اور اسی طرح اس دن روزہ رکھنا بھی نہی تنزیہی پر محمول ہے لیکن بعض تابعین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول پر اڑے ہیں جیسا کہ ترمذی نے نقل کیا پھر ان کے بعد یہ اختلاف دور ہوا اور اس کے خلاف پر اجماع قرار پایا یعنی حالت جنابت میں صبح کرنی بالاجماع جائز ہے جیسا یقین کیا ساتھ اس کے نووی نے لیکن جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لیتے ہیں ان میں سے بعض نے فرق کیا ہے درمیان اس کے جو جان بوجھ کر جماع کرے اور درمیان اس کے جس کو احتلام ہو اور عطاء سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا سو اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے سو میری رائے یہ ہے کہ وہ روزہ پورا کرے اور قضاء کرے اور شاید اس کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا رجوع ثابت نہیں ہوا اور یہ قضاء کے واجب ہونے میں صریح نہیں اور حسن بن صالح سے بھی منقول ہے کہ قضاء واجب ہے اور طحاوی نے اس سے استحباب نقل کیا یعنی اس کی قضاء مستحب ہے اور ابن عبد البر نے اس سے اور نخعی سے نقل کیا ہے کہ اگر روزہ فرض ہو تو قضاء واجب ہے اور اگر نفل ہو تو جائز ہے اور یہ سب اختلاف جنبی کے حق میں ہے جو جان کر عورت سے صحبت کرے لیکن اگر کسی کو رمضان کی رات میں احتلام ہو جائے تو اجماع ہے سب کا اس پر کہ وہ اس کو کفایت کرتا ہے لیکن دعویٰ اجماع ٹھیک نہیں اس واسطے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو رمضان کی ایک رات میں احتلام ہوا سو وہ طلوع فجر سے پہلے جاگے پھر نہانے سے پہلے سو گئے نہ جاگے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اس نے کہا سو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فتویٰ چاہا تو انہوں نے کہا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پس یہ صریح ہے تفرقہ میں اور جو کہتا ہے کہ جنبی کا روزہ صبح کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور

جمہور کہتے ہیں کہ خاصہ ثابت نہیں ہوتا مگر دلیل سے اور نیز یہ جواب دیتے ہیں کہ وارد ہو چکا ہے صریح جو دلالت کرتا ہے عدم خصوصیت پر جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس فتویٰ پوچھنے آیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا حجاب کے پیچھے سے سنتی تھیں تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو صبح کی نماز نے پایا اس حال میں کہ میں جنبی تھا کیا پس میں روزہ رکھو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو بھی فجر کی نماز پاتی ہے اس حال میں کہ میں جنبی ہوتا ہوں پس میں روزہ رکھتا ہوں اور ابن خزیمہ نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اس واسطے کہ جب روزہ پہلے فرض ہوا تو روزے کی رات میں سونے سے پہلے کھانا پینا جماع منع تھا پس احتمال ہے کہ فضل کی حدیث میں اس وقت کا ذکر ہو پھر اللہ نے یہ سب چیزیں صبح صادق تک مباح کیں سو جماع کرنے والے کو جائز ہو گا کہ یہ صبح صادق تک جماع کرتا رہے پس اس سے لازم آئے گا کہ اس کا غسل صبح صادق کے بعد واقع ہو پس دلالت کی اس نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث فضل کی حدیث کے واسطے ناخ ہے اور فضل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو ناخ نہیں پہنچا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ یہی فتویٰ دیتے رہے پھر جب ان کو یہ حدیث پہنچی تو اس سے رجوع کیا اور یہی قول ہے ابن منذر اور خطابی وغیرہ کا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اور یہی بات قوی ہے اور اولیٰ ہے ترجیح سے یعنی بعض کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ترجیح ہے اس واسطے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس پر اس کی موافقت کی اور دو کی روایت مقدم ہوتی ہے ایک کی روایت پر خاص کر اس وجہ سے کہ وہ دونوں حضرت ﷺ کی بیویاں ہیں اور وہ زیادہ تر جاننے والی ہیں ساتھ اس کے مردوں سے اور نیز اس واسطے کہ ان کی روایت منقول کے موافق ہے کما تقدم من مدلول الآیہ اور نیز موافق ہے معقول کو اور وہ یہ ہے کہ غسل ایک چیز ہے جو انزال کے سبب سے واجب ہوا ہے اور نہانے میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ روزے دار پر حرام ہو اس واسطے کہ کبھی روزے داروں کو بھی احتلام ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے اس پر نہانا اور نہیں حرام ہوتا اس پر بلکہ وہ بالا جماع روزہ پورا کرے اور اسی طرح اگر اس کو روزے کی رات میں احتلام ہو جائے تو وہ بطریق اولیٰ جائز ہو گا اور روزے دار کو تو صرف منع ہے کہ جان بوجھ کر دن کو جماع نہ کرے اور یہ مشابہ ہے ساتھ اس شخص کے جو احرام کی حالت میں خوشبو لگانے سے منع کرتے ہیں لیکن اگر حلال ہونے کی حالت میں خوشبو لگائے پھر احرام باندھے اور اس پر اس کا رنگ یا بو باقی ہو تو وہ اس پر حرام نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث استحباب پر محمول ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان جواز پر محمول ہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جائز ہے علماء کو داخل ہونا امیروں پر اور ان کے ساتھ علم کا تذکرہ کرنا اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا ثبوت کا نقل میں اور رجوع کرنا معانی میں طرف اعلم کے اور یہ کہ جس بات میں عورتوں کو اطلاع ہو اس میں ان کی روایت کو ترجیح ہے مردوں کی روایت پر اور یہی حکم ہے مردوں کی روایت کا اور یہ کہ جو امر کا مباشر ہو وہ اعلم ہے ساتھ اس کے منبر عنہ سے اور یہ کہ اصل حضرت ﷺ کے

تمام افعال میں پیروی کرنی ہے جب تک کہ اس کی خصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہ کہ اگر مفصول افضل سے اپنے معلوم کے خلاف کوئی چیز سنے تو اس کو جائز ہے کہ اس سے بحث کرے یہاں تک کہ اس کی وجہ پر واقف ہو اور یہ کہ اختلاف کے وقت حجت کتاب اور سنت ہے اور یہ کہ خبر واحد کی حجت ہے اور یہ کہ اس میں عورت مرد کی طرح ہے اور اس میں فضیلت ہے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے ناحق کا اقرار کیا اور اس کی طرف رجوع کیا اور اس میں استعمال کرنا سلف اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین کا ہے ارسال کا عدول سے بغیر انکار کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا کہ میں نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی باوجود یہ کہ ان کو ممکن تھا کہ وہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ روایت کریں اور یہ کہ علماء کا ادب کیا جائے اور امیروں کے حکم کو بجالایا جائے جب کہ اطاعت ہو اگرچہ اس میں مامور پر مشقت ہو (تکمیل) حیض اور نفاس والی عورت بھی جنبی کے معنی میں ہے جب کہ اس کا خون رات کو بند ہو پھر نہانے سے پہلے صبح ہو جائے کہ ان کا روزہ بھی صحیح ہے امام نووی نے کہا کہ یہی مذہب ہے سب علماء کا کہ ان کا روزہ صحیح ہے اور بعض سلف سے محکی ہے کہ وہ روزہ ان کا صحیح نہیں یہی محکی ہے اوزاعی اور حسن بن صالح اور عبد الملک سے کہ اگر صبح کے بعد نہائے تو اس کا روزہ لوٹ جاتا ہے۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کو عورت کے بدن سے بدن

لگانا درست ہے

فائدہ: مباشرت سے مراد اس جگہ جماع نہیں بلکہ صرف بدن سے بدن لگانا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حرام ہے اس پر ستر اس کا

فائدہ: اصل یہ روایت اس طور سے ہے کہ ایک شخص نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مجھ کو روزے کی حالت میں اپنی

عورت سے کیا چیز حلال ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کا فرج حرام ہے یعنی اس کے سوا اور سب چیزیں حلال ہیں۔

۱۷۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَنْ

شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ

صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِأَرْبِهِ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ اسود نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا روزے دار روزے کی

حالت میں عورت کے بدن سے بدن لگائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہ تو مراد اس سے نبی تنزیہی ہے تاکہ یہ حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلے قول کے موافق ہو جائے اور موطا میں بھی ایک روایت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے دار کو مباشرت حرام نہیں اور نہ وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ بوسہ لیتے تھے رمضان میں اس حال میں کہ روزے دار ہوتے پس اس میں اشارہ ہے کہ روزے فرض اور نفل میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے اور اس مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے کہ کیا روزے دار کو روزے کی حالت میں بوسہ لینا اور مباشرت کرنی جائز ہے یا مکروہ سوا ایک قوم کا تو یہ مذہب ہے کہ مطلق مکروہ ہے اور یہی مشہور ہے نزدیکی مالکیہ کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بوسہ اور مباشرت کو برا جانتے تھے اور ابن منذر وغیرہ نے ایک گروہ سے نقل کی ہے کہ روزے دار کو قبلہ اور مباشرت حرام ہے اور ان کی دلیل یہ آیت ہے کہ اب ان سے مباشرت کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کو مباشرت کرنی منع ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ﷺ پر اتری اور آپ ﷺ ہی نے اس کو اللہ کی طرف سے بیان کیا اور آپ ﷺ نے دن کو مباشرت جائز رکھی تو معلوم ہوا کہ مراد اس آیت میں مباشرت سے جماع ہے نہ وہ چیز جو اس سے کم ہے مانند بوسہ وغیرہ کے اور عبد اللہ بن شبرمہ ایک فقہاء کوفہ نے فتویٰ دیا ہے کہ جو روزے کی حالت میں بوسہ لے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور طحاوی نے اس کو ایک سے نقل کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا اور الزام دیا ہے ابن حزم نے اہل قیاس کو یہ کہ لایق کریں روزے کو ساتھ حج کے بیچ منع ہونے مباشرت کے اور مقدمات نکاح کے واسطے اتفاق کہ اس پر کہ وہ دونوں جماع سے باطل ہو جاتے ہیں اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ قبلہ مطلق درست ہے اور منقول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہی قول ہے سعد بن عبد اللہ اور سعید بن عبد اللہ وغیرہ ایک گروہ کا بلکہ بعض اہل ظاہر نے مبالغہ کیا پس کہا کہ قبلہ مستحب ہے اور دوسرے لوگوں نے جو ان اور بوڑھے میں فرق کیا ہے پس کہا کہ بوڑھے کو جائز ہے اور جوان کو مکروہ ہے اور یہ بھی مشہور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ اگر روزے دار اپنے نفس پر قادر ہو تو اس کو بوسہ لینا درست ہے اور نہیں تو نہیں تاکہ اس کا روزہ سلامت رہے اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور شافعی کا اور مسلم میں ایک حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوان اور بوڑھے میں کچھ فرق نہیں بلکہ دونوں کو بوسہ لینا جائز ہے اور اگر بوسہ لے یا مباشرت کرے یا نظر کرے اور اس کو نزال ہو جائے یعنی منی نکل آئے یا نڈی آئے تو اہل کوفہ کہتے ہیں کہ روزہ قضاء کرے جب کہ اس کو نزال ہو غیر نظر میں اور اگر اس کو نڈی آئے تو اس میں قضاء نہیں اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور امام مالک اور اسحاق کہتے ہیں کہ ہر صورت میں قضاء کرے چاہے منی ہو یا نڈی اور کفارہ دے مگر نڈی میں نہ دے بلکہ اس میں فقط روزہ قضاء کرے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنی عورت کی خلقت میں غور کرے اس حال میں کہ روزے دار ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ اگر روزے کی حالت میں بوسہ لے اور اس کی منی نکل آئے تو اس کا روزہ بلا اختلاف ٹوٹ جاتا ہے اور

اس میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن حزم نے حکایت کی ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹا و سَیَاتِیَ بَيَانُهُ۔

وَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا رُبُّ حَاجَةٍ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ارب کے معنی

حاجت کے ہیں

وَقَالَ طَاوُسٌ غَيْرِ أُولَى الْإِرْبَةِ الْأَحْمَقُ

یعنی اور طاووس نے کہا کہ مراد لفظ غَيْرِ أُولَى الْإِرْبَةِ سے

جو قرآن میں واقع ہوا ہے احمق ہے جس کو عورتوں کی

لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ

حاجت نہ ہو۔

فائدہ: چونکہ اس حدیث میں ارب کا لفظ آیا تھا اس لیے اس کی مناسبت سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس لفظ قرآن

کی تفسیر کردی اور ابن جبیر نے کہا کہ مراد اس سے دیوانہ ہے اور عکرمہ نے کہا کہ مراد اس سے نامرد ہے۔ (فتح)

روزے دار کو اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے یعنی اور

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر روزے دار عورت کی طرف نظر

کرے اور اس کی منی نکل آئے تو اپنا روزہ تمام کرے

یعنی اگر بے اختیار منی نکل آئے تو اس کا روزہ باطل

نہیں ہوتا۔

۱۷۹۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی

بعض بیویوں کا بوسہ لیتے تھے اس حال میں کہ آپ ﷺ

روزے دار ہوتے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑی۔

۱۷۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا

يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ

عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح

و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ

هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

قَالَتْ إِنَّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لَيَقْبِلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ

ثُمَّ ضَحِكَتْ۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہنسنا تو اس واسطے تھا کہ انہوں نے تعجب کیا اس سے کہ جو اس مسئلہ میں مخالف ہے اور یا

اپنے نفس سے تعجب کیا جب کہ حدیث بیان کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کی مثل کے ذکر سے مرد حیا کرتے ہیں اور یا

تنبیہ کی اس پر کہ وہ خود صاحب اس واقع کی ہیں تاکہ اس کا زیادہ اعتبار ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو

روزے کی حالت میں اپنی عورت کا بوسہ لینا جائز ہے اور مازری نے کہا کہ لائق یہ ہے کہ بوسہ لینے والے کے حال

کا اعتبار کیا جائے پس اگر بوسہ اس کی منی نکال ڈالے تو بوسہ لینا اس کو حرام ہے اس واسطے کہ روزے دار کو انزال کرنا درست نہیں پس اس طرح جو اس طرف پہنچائے وہ بھی درست نہ ہوگا اور اگر اس سے مذی نکلے تو جو اس سے قضاء دیکھتا ہے اس کے نزدیک حرام ہے اور جو قضاء نہیں دیکھتا اس کے نزدیک مکروہ ہے اور اگر بوسہ کسی چیز کی طرف نہ پہنچائے تو پھر اس سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر بنا بر قول ذریعہ کے اور عجائبات سے ہے یہ حدیث جو حضرت ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد بوسہ سے پوچھنے والے کو فرمایا کہ بتلا تو کہ اگر تو کلی کرے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یعنی کلی سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور وہ ابتداء پینے کا ہے اور اس کی کنجی ہے جیسے کہ بوسہ جماع کے اسباب سے ہے اور پینا روزے کا توڑ دیتا ہے جیسا کہ اس کو جماع توڑ دیتا ہے اور جیسا کہ ان کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ ابتداء پینے کا روزے کو فاسد نہیں کرتا اسی طرح بوسہ بھی روزے کو فاسد نہیں کرتا اور غرض اس جگہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس قول سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ روزے کی حالت میں اس کا بوسہ لیتے تھے اور امام نووی نے کہا کہ روزے کی حالت میں بوسہ لینا حرام نہیں اس پر جس کی شہوت نہ بے لیکن اولی ترک کرنا اس کا ہے اور جب کہ بوسہ سے شہوت آجائے اس کو بوسہ لینا حرام ہے اصح قول میں اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نفل میں درست ہے اور فرض میں درست نہیں اور امام نووی نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ بوسے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس سے منی نکلے۔

تنبیہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ روزے کی حالت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان چوستے تھے سو یہ محمول ہے اس پر کہ چوس کر وہ تھوک پھینک دیتے تھے۔ (فتح)

۱۷۹۴۔ ۱۷۹۳۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں تھی کہ ناگہاں مجھ کو حیض ہوا سو میں سرک گئی اور میں نے اپنے حیض کے کپڑے لیے یعنی جو حیض کے دنوں میں پہنا کرتی تھی سو فرمایا کہ کیا تجھ کو حیض ہوا ہے میں نے کہا کہ ہاں سو میں آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں داخل ہوئی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ﷺ دونوں ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور روزے کی حالت میں اس کا بوسہ لیتے تھے۔

۱۷۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَأَنْسَلْتُ فَأَخَذْتُ يَتَابَ حِضَّتِي فَقَالَ مَا لَكَ أَنْفَسْتَ قُلْتُ نَعَمْ فَدْخَلْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

وَكَانَ يُقْبِلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مرد کو روزے کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا درست ہے۔ وفیہ المطابۃ للترجمۃ۔

بَابُ اغْتِسَالِ الصَّائِمِ. روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے۔

فائدہ: نہانا عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مسنون یا مباح اور گویا کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روزے دار کو حمام میں داخل ہونا منع ہے سو وہ ضعیف ہے اور حنفیہ نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہتے ہیں کہ روزے دار کو نہانا مکروہ ہے۔ (فتح)

وَبَلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَوْلًا
فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ بَابُ
اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کپڑا بھگویا پھر اس پر ڈالا
اس حال میں کہ وہ روزے دار تھے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے اس واسطے کہ جب کپڑے کی تری بہت دیر تک بدن پر رہے یہاں تک کہ خشک ہو تو یہ مانند غسل کی ہے یا مانند پانی ڈالنے کی ہے بدن پر وفیہ المطابۃ للترجمۃ اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے معارضہ کرنا ہے اس چیز کا جو ابراہیم نخعی سے روایت ہے ساتھ ایسے اثر سے کہ وہ اس سے قوی تر ہے اس واسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ روزے دار کو کپڑے کی تری مکروہ ہے۔ (فتح)

وَدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الْحَمَّامَ وَهُوَ صَائِمٌ
اور شعبی حمام میں داخل ہوا اس حال میں کہ
وہ روزے دار تھا

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے اس واسطے کہ شعبی روزے کی حالت میں نہانے کے لیے حمام میں گئے وفیہ المطابۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ
الْقِدْرُ أَوْ الشَّيْءُ
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے روزے دار کو
یہ کہ ہانڈی کا ذائقہ چکھے یا کوئی اور چیز چکھے

فائدہ: اس اثر سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے اس واسطے کہ جب کھانے کا منہ میں داخل کرنا اور اس کا چکھنا اور ننگنے کے قریب کرنا روزے کے منافی نہیں تو پانی کا ظاہر بدن پر پہنچانا بطریق اولی منافی نہ ہو گا۔ وفیہ المطابۃ للترجمۃ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالْمُضْمَضَةِ
وَالْتَّبَرُّدِ لِلصَّائِمِ
اور حسن نے کہا کہ روزے دار کو کلی کرنا اور پانی سے
ٹھنڈک حاصل کرنے کا کچھ ڈر نہیں یعنی ساتھ غسل

وغیرہ کے۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو غسل کرنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمٍ
أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِنًا مُتَرَجِّلًا
اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کسی کے روزے کا
دن ہو تو چاہیے کہ صبح کرے اس حال میں کہ تیل لگایا
ہو اور کنگھی کی ہو۔

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ مناسبت اس اثر کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ رات کو تیل لگانا مقتضی ہے
اس بات کو کہ اس کا اثر دن میں باقی رہے اور وہ تر کرتا ہے دماغ کو اور قوی کرتا ہے نفس کو اور یہ غسل سے کئی
درجے زیادہ ہے اس واسطے کہ نہانے کی ٹھنڈک ایک ساعت رہتی ہے پھر خشک ہو جاتی ہے بخلاف تیل لگانے کے
کہ اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی مناسبت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ غسل
کے مانع کا شاید مدہب یہ ہے کہ مستحب ہے کہ روزے دار پر آگندہ حال رہے جیسا کہ حج میں وارد ہوا ہے اور تیل
وغیرہ لگانے اس کے مخالف ہونے میں مانند غسل کے ہے اور ابن مزیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد رد کرنا ہے
اس شخص پر جو کہتا ہے کہ روزے دار کو نہانا مکروہ ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس وجہ سے مکروہ جانتا ہے کہ مبادہ حلق
میں پانی نہ پہنچ جائے تو یہ علت باطل ہے ساتھ کلی کرنے کے اور مسواک کرنے کے اور ہانڈی پچکنے کے اور مانند ان
کی کے اور اگر زینت کی وجہ سے مکروہ رکھتا ہے تو بے شک سلف نے روزے دار کو تیل وغیرہ سے زینت حاصل
کرنے کو مستحب کہا ہے اس واسطے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان آثار کو اس بیان میں بیان کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسُ بْنُ لَبَّيْ أَبَزَنَ أَتَقَحَّمُ فِيهِ
وَأَنَا صَائِمٌ
اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا ایک چوہچہ ہے کہ میں اس
میں داخل ہوتا ہوں اس حال میں کہ میں روزے دار

ہوتا ہوں۔ www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو نہانا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

وَيَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ اسْتَاكَ وَهُوَ صَائِمٌ
اور نبی ﷺ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے روزے
کی حالت میں مسواک کی

وَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو يَسْتَاكَ أَوَّلَ النَّهَارِ
وَأَخِيرَهُ وَلَا يَلْعُ رِيْقَهُ
اور ابن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں دن کے اول اور
آخر میں مسواک کیا کرتے تھے اور اپنی تھوک کو نکلتے
نہیں تھے۔

فائدہ: اور مناسبت اس اثر کی قریب ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر میں بیچ

پچھنے ہانڈی کے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ اِزْدَرَدَ رِيقَهُ
لَا أَقُولُ يُفْطِرُ

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بِالسَّوَاكِ
الرُّطْبِ قِيلَ لَهُ طَعْمُ قَالَ وَالْمَاءُ لَهُ
طَعْمٌ وَأَنْتَ تَمْضِضُ بِهِ.

وَلَمْ يَرَ أَنَسُ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ
بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا

۱۷۹۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ
وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
عُرْوَةَ وَأَبِي بَكْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُذَرِّكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ
فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ.

۱۷۹۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي
مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كُنْتُ أَنَا
وَأَبِي فَلَهَبْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ
جُنْبًا مِنْ جَمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ لَمْ يَصُومْ ثُمَّ
دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذَلِكَ.

اور عطاء نے کہا کہ اگر وہ تھوک نکل لے تو میں یہ نہیں
کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا
اور ابن سیرین نے کہا نہیں ڈر ہے ساتھ مسواک کر کے
کسی نے کہا کہ اس کا ذائقہ ہے اس نے کہا کہ پانی کا
بھی ذائقہ ہے حالانکہ تو اس سے کلی کرتا ہے۔
اور انہیں دیکھا انس رضی اللہ عنہ اور حسن اور ابراہیم نے ساتھ
سرمہ کے روزے دار کو کچھ ڈر

۱۷۹۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ
پاتے آپ کو فجر رمضان میں بغیر احتلام کے پس غسل کرتے
اور روزہ رکھتے۔

۱۷۹۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ میں
حضرت ﷺ پر گواہی دیتی ہوں کہ بے شک حضرت ﷺ صبح
کرتے تھے اس حال میں کہ جنبی ہوتے تھے جماع کے سبب
سوائے احتلام کے پھر روزہ رکھتے راوی نے کہا کہ پھر ہم
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے سو اس نے بھی اسی طرح کہا ابو
جعفر نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ جب کوئی
روزے کو توڑ ڈالے تو کیا جماع کرنے والے کی طرح کفارہ
دے اس نے کہا کہ نہیں کیا تو حدیثوں کو نہیں دیکھتا کہ وہ
روزہ قضاء نہیں ہوتا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ روزے دار کو روزے کی حالت میں نہانا درست ہے۔ و فیہ

بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا اگر روزے دار روزے کی حالت میں بھول کر کھا جائے

یا پی لے تو کیا اس پر قضاء واجب ہے یا نہیں

فائدہ: اس مسئلے میں اختلاف ہے سو جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ اس پر قضاء واجب نہیں اور امام مالک سے روایت ہے کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء واجب ہوتی ہے اور یہی مشہور ہے قول امام مالک رحمہ اللہ کا اور اس کے اصحاب کا لیکن وہ فرض اور نفل میں فرق کرتے ہیں اور شاید کہ مالک کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور یا محمول کیا ہے اس کو رفع اثم پر۔
وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ اسْتَشْرَفَ فَدَخَلَ الْمَاءَ فِي حَلْقِهِ لَا بَأْسَ إِنْ لَمْ يَمْلِكْ اور عطاء نے کہا کہ اگر روزے دار ناک میں پانی لے اور پانی اس کے حلق میں داخل ہو تو اس کا کوئی ڈر نہیں اگر اس کے پھیرنے پر قادر نہ ہو۔

فائدہ: اور اگر اس کے پھیرنے پر قادر ہو اور اس کو نہ پھیرے اور وہ حلق میں داخل ہو جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر بھی قادر نہیں۔
وفيه المطابقة للترجمة۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ دَخَلَ حَلْقُهُ الذَّبَابُ اور حسن نے کہا کہ اگر روزے دار کے حلق میں مکھی

فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ داخل ہو تو اس پر کچھ نہیں یعنی اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا

فائدہ: اور مناسبت ان دونوں اثرات کی واسطے باب کی اس وجہ سے ہے کہ جو حلق میں پانی یا مکھی داخل ہونے سے مغلوب ہو اس کو اس میں اختیار نہیں مانند ناسی کی یعنی بھولنے والے کی اور ابن نمیر نے کہا کہ مغلوب بھی ناسی میں داخل ہے واسطے جمع ہونے ان دونوں کے ترک عمد میں اور سلب اختیار میں یعنی دونوں میں اختیار نہیں اور ابن منذر نے اتفاق بیان کیا ہے اس پر کہ اگر روزے کی حالت میں کسی کے حلق میں مکھی داخل ہو تو اس پر کوئی چیز نہیں لیکن اشہب سے منقول ہے کہ محبوب تر ہے یہ طرف میری یہ کہ قضاء کیا جائے اور ابن نمیر نے کہا کہ مکھی کے داخل ہونے میں زیادہ تر مغلوب ہونا ہے پانی کے داخل ہونے سے اس واسطے کہ مکھی خود بخود حلق میں داخل ہوتی ہے بخلاف استشقاق اور مضمضہ کے کہ وہ اس کے سبب سے پیدا ہوتا ہے اور ابراہیم نے کہا کہ اگر اس کو کلی کے وقت روزہ یاد ہو تو اس پر قضاء واجب ہے سوائے بھولنے والے کے اور شععی سے روایت ہے کہ اگر نماز کے لیے ہو تو قضاء نہ کرے نہیں تو قضاء کرے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ إِنْ جَامَعَ نَاسِيًا اور حسن اور مجاہد نے کہا کہ اگر روزے کی حالت میں بھول کر جماع کرے تو اس پر کوئی چیز نہیں

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو بھول کر کھا پی لے اور ظاہر ہوئی ساتھ اس اثر حسن

کے مناسبت ذکر اس اثر کے واسطے باب کے اور نیز ابن جریج سے روایت ہے کہ اس نے عطاء سے پوچھا کہ اگر کوئی رمضان میں بھول کر اپنی عورت سے صحبت کر لے تو اس کا کیا حکم ہے عطاء نے کہا کہ یہ بھولہ نہیں اس پر قضاء ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی اور مالک اور لیث اور احمد کا اور ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ان سب نے فرق کیا ہے درمیان کھانے اور جماع کے یعنی کھانے میں کفارہ نہیں اور جماع میں کفارہ ہے اور احمد کا مشہور قول یہ ہے کہ اس پر بھی کفارہ واجب ہے اور حجت ان کی یہ ہے کہ بھول کر جماع کرنے والے کی حالت کھانے والے کی حالت سے قاصر ہے اور الحاق کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے اس شخص کو جو بہت کھالے واسطے نادر ہونے اس بھول کے اور ابن دینق نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جو بھول کر کھانی لے اس پر قضاء واجب ہے اور اسی کو قیاس چاہتا ہے اس واسطے کہ روزے کا رکن فوت ہو چکا ہے اور وہ مامورات کے باب سے ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ نسیان مامورات میں اثر نہیں کرتا اور عمدہ دلیل اس شخص کی جو قضاء کو واجب نہیں کہتا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے تمام کرنے کا حکم کیا اور نام رکھا اس کا جو روزہ تمام کرے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ محمول ہے حقیقت شرعیہ پر پس تمسک کیا جائے گا ساتھ اس کے یہاں تک کہ کوئی دلیل دلالت کرے کہ مراد اس جگہ روزے سے حقیقت لغویہ ہے اور گویا کہ وہ اشارہ کرتا ہے ساتھ اس طرف قول ابن قسار کا کہ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے یہ ہے کہ وہ شخص اس میں داخل ہوا ہو اور نہیں اس میں نسی قضاء کی اور کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا پلایا ہے تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے اس پر کہ روزہ صحیح ہے واسطے اشعار کرنے اس کی کے ساتھ اس بات کی کہ جو معنی اس سے صادر ہوا ہے وہ مصلوب ہے اضافت کرنے سے طرف اس کے یعنی یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے کھایا یا پیا بلکہ اللہ نے اس کو کھلایا سو اگر اس کا روزہ ٹوٹ جاتا تو البتہ اس کی طرف کھانے کا حکم منسوب کیا جاتا اور کہا کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ کھانے اور پینے کے باعتبار غالب کے ہے اس واسطے کہ جمع کا نسیان یہ نسبت ان دونوں کے بہت کم ہے اور ذکر غالب کا مفہوم کو تقاضہ نہیں کرتا اور اس میں اختلاف کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ بھول کر کھانے سے قضاء واجب نہیں ہوتی ہے اور جو لوگ کہ روزے کے فاسد ہونے کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے یا نہیں باوجود اتفاق ان کے کہ ناسی کا کھانا اس کو واجب نہیں کرتا اور دار و مدار اس سب اختلاف کا اس پر ہے کہ بھول کر جماع کرنے والے کی حالت بھول کر کھانے والے کی حالت سے قاصر ہے اور جو ارادہ کرے الحاق جماع کا ساتھ منصوص علیہ کے یعنی کھانے پینے کے سوائے اس کے نہیں کہ طریق اس کا قیاس ہے کہ اس نے اس کو بھول کر کھانے پینے پر قیاس کیا ہے اور قیاس ساتھ وجود فارق کے مشکل ہے مگر قیاس کرنے والے نے بیان کر دیا کہ وصف فارق لغو ہے اور بعض شافعیہ نے جواب دیا ہے اس طرح کہ بھول کر جماع کرنے والے پر قضاء کا نہ واجب

ہونا ماخوذ ہے اس لفظ کے عموم سے جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ جو افطار کرے مہینے رمضان میں اس واسطے کہ افطار عام ہے اس سے کھانے پینے سے ہو یا جماع سے اور سوائے اس کے نہیں کہ دوسرے طریق میں جو صرف کھانے پینے کو ذکر کیا ہے تو یہ باعتبار اغلب اور اکثر کے ہے از روئے وقوع کے اور واسطے نہ بے پرواہ ہونے کی ان سے اکثر اوقات میں۔ (فتح)

۱۷۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْعَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَسِيَ فَأَكَلَ وَشَرِبَ فَلَيْتَمَ صَوْمُهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ.

۱۷۹۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بھول کر روزے کی حالت میں کھالے یا پی لے تو چاہیے کہ اپنا روزہ تمام کرے اس واسطے کہ اللہ ہی نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔

فائدہ: ابن عربی نے کہا کہ تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کی شہروں کے تمام فقہاء نے اس پر کہ اگر بھول کر روزے کی حالت میں کھاپی لے تو اس پر روزے کی قضاء واجب نہیں تمام فقہاء نے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا اس پر قضاء واجب ہے اس واسطے کہ فطر ضد ہے صوم کی اور اسماک رکن ہے روزے کا پس مشابہ ہوا ساتھ اس کے کہ اگر نماز سے ایک رکعت بھول جائے یعنی جیسا کہ اس میں قضاء واجب ہے ویسے ہی روزے میں بھی واجب ہے اور دار قطنی نے اس میں یہ لفظ زیادہ کیا کہ تجھ پر قضاء نہیں سو ہمارے علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ تجھ پر اب قضاء نہیں اور یہ تصحیف ہے اور سوائے اس کے کہ ہم کہتے ہیں کاش کہ یہ حدیث صحیح ہوتی پس ہم اس کی پیروی کرتے اور نہیں کہتے ہم یہ مگر مالک کے اصل پر کہ خبر واحد اگر قواعد کے مخالف آئے تو اس کے ساتھ عمل نہ کیا جائے گا پس جب پہلی حدیث موافق قاعدے کے آئی اس پر گناہ نہیں اس پر ہم نے عمل کیا اور چونکہ دوسری حدیث قواعد کے موافق نہیں تو اس پر ہم نے عمل نہ کیا اور قرطبی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص نے جو قضاء کو واجب نہیں کہتا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں قضاء کا ذکر نہیں پس محمول ہوگی اس پر کہ اس سے مواخذہ ساقط ہے یعنی اس پر اس کا مواخذہ نہ ہوگا اس واسطے کہ مطلوب روزہ دن کا ہے کہ اس میں جزم نہ ہو لیکن دار قطنی نے اس میں سکوت قضاء روایت کی ہے اور وہ نص ہے احتمال کو قبول نہیں کرتی لیکن اس کی صحت میں شک ہے پس اگر صحیح ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا اور قضاء ساقط ہوگی اور بعض مالکیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث نفل روزے پر محمول ہے جیسا کہ محکی ہے ابن شعبان سے اور اسی طرح کہا ہے ابن قسار نے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ حدیث میں تعین رمضان کی واقع نہیں پس محمول ہوگی روزے نفل پر اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ حدیث میں اس بات قضاء کا ذکر نہیں پس محمول ہوگی اس پر کہ اس سے کفارہ ساقط ہے اور اس کا عذر ثابت ہے اور گناہ اس سے دور

ہے اور اس کی رات کی نیت بدستور قائم ہے اور جواب اس سب کا یہ ہے جو کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ساتھ اس لفظ کے من افطر فی شہر رمضان ناسیا فلا قضاء علیہ ولا کفارة یعنی جو بھول کر رمضان میں روزہ کھول ڈالے تو نہ اس پر قضاء ہے اور نہ کفارہ پس اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان کی تعیین کر دی ہے کہ قضاء اس سے ساقط ہے اور یہ حدیث حسن ہے پس صحیح ہے حجت پکڑنی ساتھ اس کے اور نیز مضبوط کی جاتی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ فتویٰ دیا ہے ساتھ اس کے ایک جماعت اصحاب رحمہم نے اور کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی انہیں میں سے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما پھر وہ موافق ہے واسطے اس آیت کی کہ لیکن پکڑتا ہے تم کو ساتھ اس چیز کے کہ تمہارے دلوں نے کمایا پس بولنا دل کی کمائی میں سے نہیں اور موافق ہے واسطے قیاس کے بچ باطل کرنے نماز کے ساتھ جان کر کھانے کے نہ ساتھ بھول کر کھانے کی پس اسی طرح روزہ بھی ہے اور جو قیاس کہ ابن عربی نے ذکر کیا ہے وہ قبول نہیں اس واسطے کہ وہ نص کے مقابلے میں ہے اور رد کرنا اس کو واسطے حدیث کے باوجود صحیح ہونے اس کے ساتھ ہونے اس کی خبر واحد مخالف قاعدے کے مسلم نہیں اس واسطے کہ وہ قاعدہ مستقل ہے ساتھ روزے کے سو جو معارضہ کرے اس کا ساتھ قیاس کے نماز پر اس نے ایک قاعدے کو دوسرے قاعدے میں داخل کیا اور اگر کھولا جائے دروازہ رد کرنے حدیثوں صحیح کا ساتھ مثل اس کے تو بہت کم حدیثیں باقی رہیں گی اور اس حدیث میں بیان ہے اللہ کی مہربانی کا ساتھ بندوں کے اور آسانی کرنے کا ساتھ ان کے اور دور کرنے جرح کا ان سے۔ (فتح)

بَابُ سِوَاكَ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کو روزے کی حالت میں مسواک کرنی

درست ہے خواہ مسواک خشک ہو یا تر

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ روزے دار کو تر مسواک کرنی مکروہ ہے مانند مالکیہ اور شافعی کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ابن سیرین نے مسواک ترک کو پانی پر قیاس کیا جس کے ساتھ کلی کی جائے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے نقطہ بیچ وارد کرنے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے جو وضو کے بیان میں ہے اس باب میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ اس نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور کہا کہ جو سیری طرح وضو کرے جیسے میں نے یہ وضو کیا اور نہیں فرق کیا روزے دار اور غیر روزے دار کے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

وَيَذْكُرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أَحْصِي أَوْ أَعْدُ.

اور عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے تھے اس قدر کہ میں نہیں گن سکتا یعنی بہت دفع مسواک

کرتے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے دار کو مسواک کرنی درست ہے یعنی خواہ مسواک خشک ہو یا تر اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس طور سے ہے کہ اس میں اشعار ہے ساتھ لازم پکڑنے مسواک کے اور نہیں خاص کیا ترک خشک سے اور یہ بنا بر طریقہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہے کہ مطلق عام کے معنی میں ہے اور یہ کہ جو چیز اشخاص میں عام ہے وہ احوال میں بھی عام ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر شخص کو ہر حال میں مسواک کرنی درست ہے اور تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی اخیر ترجمہ میں کہ نہیں خاص کیا روزے دار کو غیر اس کے سے اور نہیں خاص کیا تر مسواک کو خشک سے اور اس تقریر سے ظاہر ہوگی مناسبت تمام ان حدیثوں کی اور اثروں کی جن کو اس باب میں بیان کیا ساتھ ترجمہ اور جامع واسطے ان سب کے قول آپ ﷺ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ البتہ حکم کرتا ان کو میں مسواک کا ساتھ ہر وضو کے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنی جائز ہے ہر وقت میں اور ہر حال میں اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے روزے دار کے لیے مسواک کا جائز ہونا اول دلیل سے نکالا پھر اس کو عام دلیلوں سے نکالا جو شامل ہیں مسواک کرنے والے کے احوال کو اور مسواک کے احوال کو پھر اس کو اس چیز سے نکالا جو مسواک سے عام تر ہے اور وہ کلی کرنی ہے اس واسطے کہ وہ المبلغ ہے مسواک سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وَضُوءٍ۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مسواک کرنی ہر شخص کو ہر حال میں ہر قسم کی مسواک کے خواہ آدی روزے دار ہو یا نہ ہو اور خواہ زوال سے پہلے ہو یا پیچھے اور خواہ مسواک تر ہو یا خشک۔ وفي المطابقة للترجمة اور روایت ہے مانند اس کی جابر سے اور زید سے انہوں نے روایت کی ہے حضرت ﷺ سے اور نہیں خاص کیا حضرت ﷺ نے روزے دار کو اس کے غیر سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ مسواک پاک کرنی والی ہے منہ کو اور سبب ہے واسطے رضا مندی اللہ کے۔

وَيُرْوَى نَحْوَهُ عَنْ جَابِرٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخْصُ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِلْفَمِ مَرْصَادٌ لِلرَّبِّ۔

فائدہ: یہ حدیث بھی عام ہے۔ کما مر۔
وَقَالَ عَطَاءٌ وَقَتَادَةُ يَتَلَعُ رِقَّةَهُ

اور عطاء اور قتادہ نے کہا کہ روزے دار کو اپنی تھوک کا
نگلنا درست ہے

فائدہ: اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس جہت سے ہے کہ نہایت اس چیز کا کہ خوف کیا جاتا ہے مسواک تر
سے یہ ہے کہ اس سے کوئی چیز منہ میں داخل ہو جائے اور یہ چیز کلی کے پانی کی طرح ہے سو جب اس کو اپنے منہ
سے پھینک دے تو نہ نقصان پہنچائے گا اس کو بعد اس کے یہ کہ اپنی تھوک نگل جائے۔ (فتح)

۱۷۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ
عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ حُمْرَانَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ
ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ وَاسْتَنْشَرَّ ثُمَّ غَسَلَ
وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى
الْمَرْفِقِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى
الْمَرْفِقِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ
رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ
قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ قَالَ
مَنْ تَوَضَّأَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ يَصَلِّيَ
رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ إِلَّا
غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

۱۷۹۸۔ عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو
دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا سو اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا پھر تین
بار کلی کی اور ناک جھاڑا پھر اپنا منہ دھویا تین بار پھر اپنا داہنا
ہاتھ کہنی تک دھویا تین بار پھر اپنا بائیں ہاتھ کہنی تک دھویا تین
بار پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنا داہنا پاؤں تین بار دھویا پھر اپنا
بائیں پاؤں تین بار دھویا پھر کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو
دیکھا کہ آپ ﷺ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا ہے
فرمایا کہ جو میری طرح وضو کرے جیسے میں نے یہ وضو کیا ہے
پھر دو رکعت خشوع سے نماز پڑھے اس میں نماز کے علاوہ کوئی
خیال نہ کرے تو اس کے اگلے گناہ سب معاف ہو جائیں
گے۔

فائدہ: وجہ مناسبت اس حدیث کی باب سے پہلے گزر چکی ہے۔

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ جب کوئی
وضو کرے تو چاہیے کہ اپنے ناک کے سوراخ میں پانی
ڈالے اور نہیں جدا کیا حضرت ﷺ نے روزے دار کو
اس کے غیر سے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخَرِهِ الْمَاءَ
وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ.

فائدہ: یہ اخیر قول امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہت سے ہے اور وہ اسی طرح ہے اصل استسحاق میں لیکن ثابت ہو چکی ہے جدائی روزے دار کی اس کے غیر سے اس میں مبالغہ کرنے میں جیسا کہ اصحاب سنن نے لقیط بن صبرہ سے روایت کی ہے کہ مبالغہ کر استسحاق میں مگر یہ کہ تو روزے دار ہو اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس تفصیل کی ساتھ لاکر اثر حسن کے اُس کے بعد۔

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوطِ
لِلصَّائِمِ إِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهِ
وَيَكْتَحِلْ .
اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں ڈر ہے روزے دار کو
ساتھ نسوار کے اگر اس کے حلق میں نہ پہنچے اور سرمہ
ڈالے۔

فائدہ: اور اہل کوفہ اور اوزاعی اور اسحاق نے کہا کہ جو روزے میں نسوار لے اس پر روزے کی قضاء واجب ہے یعنی خواہ اس کے حلق میں پہنچے یا نہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں واجب ہے قضاء مگر پانی اس کے حلق میں جائے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ تَمَضَّمَضَ لَمْ أَفْرَغْ مَا
فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لَا يَضِيرُهُ إِنْ لَمْ يَزِدْ رَيْقَهُ
وَمَاذَا بَقِيَ فِيهِ وَلَا يَمَضُغُ الْعَلَكُ فَإِنْ
ازْدَرَدَ رَيْقُ الْعَلَكِ لَا أَقُولُ إِنَّهُ يُفْطِرُ
وَلَكِنْ يُنْهَى عَنْهُ فَإِنْ اسْتَشْرَفَ فَدَخَلَ الْمَاءُ حَلْقَهُ لَا بَأْسَ لَمْ يَمْلِكْ .
اور عطاء نے کہا کہ اگر روزے دار کلی کرے پھر منہ سے
پانی پھینک دے تو نہیں نقصان پہنچاتا اس کو یہ کہ اس
کی تھوک لگے اور کیا چیز باقی ہے اس کے منہ میں یعنی
کوئی چیز اس کے منہ میں باقی نہیں رہتی مگر اثر پانی کا
اور اس کا نگلنا اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ چبائے
روزے دار مصطکی کو اور اگر مصطکی کی تھوک نگل لے تو
میں نہیں کہتا ہوں کہ اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس
کو اس سے منع کیا جائے۔

فائدہ: اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں کوئی چیز روزے دار پر اس چیز میں کہ لگے اس کو اس چیز
سے کہ جاری ہوتی ہے ساتھ تھوک کے اس چیز سے کہ اس کے دانتوں میں ہے جس کے نکالنے پر قادر نہیں اور امام
ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جب اس کے دانتوں میں گوشت ہو اور اس کو جان بوجھ کر کھالے تو اس پر قضاء نہیں اور جہور
اس کے مخالف ہیں اس واسطے کہ وہ کھانے میں شمار کیا جاتا ہے اور مصطکی کے چبانے میں اکثر علماء نے رخصت دی
ہے اس سے کوئی چیز دھوئی نہ جاتی ہو اور اگر اس سے کوئی چیز دھوئی جاتی ہو تو وہ خشک کرنے والی ہے اور پیاس
لگانے والی ہے تو وہ اس وجہ سے مکروہ ہوگی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ
اگر کوئی رمضان میں جماع کرے یعنی جان بوجھ کر اور

جانتا ہو تو واجب ہے اس پر کفارہ۔

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بطور مرفوع کے کہ جو رمضان میں ایک دن روزہ توڑے بغیر عذر کے اور بغیر بیماری کے تو نہیں قضاء ہوتا اس سے روزہ ساری عمر کا اگرچہ ساری عمر روزہ رکھے اور یہی قول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اور سعید بن مسیب اور شعبی اور ابن جبیر اور ابراہیم اور قتادہ اور حماد نے کہا کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا کرے۔

وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامَ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَابْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَادٌ يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ اشارہ کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس حدیث کی طرف اس کی جو کھانے پینے کے ساتھ روزہ توڑے اس پر کفارہ واجب ہے واسطے قیاس کرنے کے جماع پر اور جامع ان کے درمیان توڑنا حرمت مہینے کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ عمدہ روزے کو توڑ دے اور ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کہا کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اٹار کے جن کو ذکر کیا طرف اس کی کہ قضاء کا واجب ہونا سلف کے درمیان مختلف فیہ ہے اور اگر جماع سے روزہ توڑے تو اس میں کفارہ ضروری ہے اور اشارہ کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت پس ظاہر اس کا قوی کرتا ہے اس شخص کے مذہب کو جو کہتا ہے کہ اگر کھانے سے روزہ توڑے تو اس پر قضاء نہیں بلکہ وہ روزہ اس کے ذمہ رہتا ہے واسطے زیادتی کے اس کی سزا میں اس واسطے کہ قضاء کرنا اس واسطے مشروع ہوا ہے کہ گناہ دور ہو جائے لیکن عدم قضاء سے عدم کفارے کا لازم نہیں آتا اس چیز میں کہ اس کا حکم اس میں آچکا ہے اور وہ جماع ہے اور فرق درمیان توڑنے حرمت کے ساتھ جماع کے اور کھانے کے ظاہر ہے۔ (فتح)

۱۷۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں دوزخ کی آگ میں جلا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا سو اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی سو کوئی حضرت ﷺ کے پاس بڑا تھیلہ لایا جس کو عرق کہتے ہیں یعنی اس میں ساٹھ سیر کھجوریں ساتی ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا اس نے کہا میں حاضر ہوں فرمایا اس کو خیرات کر۔

۱۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنْبَرٍ سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ عَنْ عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ قَالَ مَا لَكَ قَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي فِي

رَمَضَانَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمَكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ
قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهَذَا.

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ میں آگ میں جلا تو یہ اس وجہ سے کہا کہ جب اس نے اعتقاد کیا کہ گناہ کا مرتکب آگ سے عذاب کیا جاتا ہے تو اپنے نفس پر اطلاق کیا کہ وہ جل گیا اور حضرت ﷺ نے بھی اس کے لیے یہ وصف ثابت کی چنانچہ فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا واسطے اشارت کرنے کے اس طرف کہ اگر اس نے اس پر اصرار کیا تو آگ کا مستحق ہوگا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ اس نے جماع جان بوجھ کر کیا تھا کما سیاتی اور ایک روایت میں آیا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کر اس نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا سو ایک مرد سامنے آیا اس حال میں کہ گدھے کو ہانکتا تھا اس پر کھانا تھا سو فرمایا کہ کہاں ہے جلا ہوا اب سو وہ شخص کھڑا ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خیرات کر اس نے کہا کہ کیا میں اپنے غیر پر خیرات کروں سو قسم ہے اللہ کی البتہ ہم بھوکے ہیں فرمایا تم ہی اس کو کھاؤ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے امام مالک رحمہ اللہ کے اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ اگر رمضان میں جماع کرے تو اس کا کفارہ صرف کھانا کھلانا ہے سوائے روزے اور آزاد کرنے غلام کے اور اس میں اس کے لیے دلیل نہیں اس واسطے کہ یہ قصہ ایک ہے اور دوسرے طریق میں روزے اور عتق کا ذکر بھی آچکا ہے اور تحقیق یاد رکھا اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور بیان کیا اس کو پورا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو مختصر بیان کیا اس جواب کی طرف طحاوی نے اشارہ کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اختصار بعض راویوں کی طرف سے ہے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو عبد الرحمن بن حارث نے محمد بن جعفر سے ساتھ اسی اسناد کے مفسر طور سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک سائے میں بیٹھے تھے سو بنی بیاضہ سے ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں جل گیا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کر اس نے کہا کہ میں غلام نہیں پاتا فرمایا کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا اس نے کہا کہ یہ بھی میرے پاس نہیں اور ایک روایت امام مالک رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ اگر کھایا ہو تو اختیار ہے کوئی کفارہ دے اور اگر جماع کیا ہو تو صرف کھانا دے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ فَصَدَّقَ عَلَيْهِ فَلْيَكْفِرْ
اگر کوئی رمضان میں جماع کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو اور اس پر خیرات کی جائے تو چاہیے کہ کفارہ دے
فائدہ: یعنی قصداً جان بوجھ کر جماع کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو یعنی نہ غلام آزاد کر سکے نہ کھانا کھلا سکے اور نہ روزے رکھ سکے اور اس پر خیرات کی جائے یعنی بقدر اس کے کہ اس کو کفایت کرے تو چاہیے اس کے ساتھ کفارہ

دے اس واسطے کہ اب وہ واجد ہو گیا ہے کہ اس کے پاس کھانا موجود ہے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مفلس ہونے سے کفارہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔

۱۸۰۰۔ اُبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اچانک ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں ہلاک ہوا فرمایا کیا حال ہے تیرا اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر گرا یعنی اس سے صحبت کی اس حال میں کہ میں روزے دار تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو غلام پاتا ہے کہ اس کو آزاد کرے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو طاقت رکھتا ہے یہ کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کیا تو مقدور رکھتا ہے ساٹھ مسکینوں کو کھلانے کا اس نے کہا کہ نہیں راوی نے کہا سو حضرت ﷺ ٹھہرے رہے یعنی انتظار کی کہ کوئی کچھ لائے سو جس حالت میں کہ ہم اس طرح بیٹھے تھے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا آیا اس میں کچھ کھجوریں تھیں اور عرق تھیلے کو کہتے ہیں جو پٹھے کا بنا ہوا ہوتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے سائل اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں فرمایا کہ اس کو لے اور اس کو اللہ خیرات کر سو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا خیرات کروں میں اس پر جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو پس قسم ہے اللہ کی مدینے کی دونوں طرف کی پتھر لی زمین کے درمیان میرے گھر والوں سے کوئی زیادہ محتاج نہیں اور مراد اس کی دونوں طرف سے دو پہاڑیاں ہیں کہ مدینے سے مشرق اور مغرب میں واقع ہیں سو حضرت ﷺ نے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا۔

۱۸۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ قَالَ لَا فَقَالَ فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مَسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ أَتَيْنَ السَّائِلُ فَقَالَ أَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعْلَى أَفْقَرُ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يَرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمَهُ أَهْلَكَ.

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا تو استدلال کیا گیا ہے اس سے کہ اس نے جان کر جماع کیا تھا اس

واسطے کی ہلاک ہونا اور جلنا مجاز ہے گناہ سے جو اس کی طرف پہنچائے اور جب یہ بات قرار پا چکے تو اس میں حجت نہیں کہ بھول کر جماع کرنے والے پر بھی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور یہی مشہور ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور امام احمد رحمہ اللہ اور بعض مالکیہ سے روایت ہے کہ ناسی پر بھی کفارہ واجب ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کے جماع سے استفسار نہیں کیا کہ عدا تھا یا بھول سے اور ترک استفسار فعل میں بجائے قول کے ہوتا ہے جیسا کہ مشہور ہے اور جواب یہ ہے کہ تحقیق ظاہر ہو چکا تھا حال اس کا ساتھ قول اس کے کہ میں ہلاک ہوا اور جل گیا اس سے معلوم ہوا کہ وہ عائد تھا اور حرمت کو جانتا تھا اور نیز پس داخل ہونا بھول کا جماع میں رمضان کے دن میں بہت بعید ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو کسی گناہ کا مرتکب ہو جس میں حد نہیں اور وہ فتویٰ پوچھنے کو آئے تو اس کو تعزیر نہ دی جائے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس کو تعزیر نہ دی باوجود یہ کہ اس نے گناہ کا اقرار کیا تھا اور نیز اس کو فتویٰ طلب کرنے کے لیے آنا ندامت اور توبہ کو چاہتا ہے اور تعزیر تو اصلاح چاہنے کے واسطے ہوتی ہے اور نیز اگر اس کو سزا دی جائے تو البتہ ہو گا وہ سبب واسطے ترک فتویٰ چاہنے کے اور یہ مفسدہ ہے پس معلوم ہوا کہ اس کو تعزیر نہ دی جائے اور شرح سنہ میں ہے کہ جو جان کر رمضان میں جماع کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر قضاء اور کفارہ ہے اور اس کو اس کے برے فعل پر تعزیر دی جائے اور یہ محمول ہے اس شخص کے حق میں کہ نہ واقع ہو اس سے جو کچھ کہ اس واقع کے صاحب سے واقع ہوا ندامت اور توبہ سے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر واقع ہوا تو اس حدیث کی ایک طریق میں اس کے بدلے یہ لفظ آیا ہے کہ ایک مرد نے رمضان میں روزہ توڑا تو حکم کیا اس کو ساتھ غلام آزاد کرنے کے آخر حدیث تک تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو رمضان میں اپنا روزہ توڑے اس پر کفارہ لازم ہے برابر ہے کہ جماع سے روزہ توڑا ہو یا کھانے پینے وغیرہ سے اور یہی قول مالکیہ کا اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ روایت مطلق مجہول ہے مقید پر جو دوسری روایت میں آچکا ہے اور وہ اس کا یہ قول ہے کہ میں اپنی عورت پر گرا تو مراد اس حدیث میں بھی فقط جماع ہے مطلق چیز نہیں تو گویا کہ اس نے کہا کہ اس نے جماع سے روزہ توڑا اور یہ اولیٰ ہے قرطبی کے دعویٰ سے کہ اس نے تعدد قصہ کا دعویٰ کیا ہے اور جو مطلقاً کفارے کو واجب کہتا ہے اس کی دلیل قیاس کرنا کھانے والے کو جماع کرنے والے پر ساتھ جامع پھاڑنے حرمت روزے کے یعنی دونوں میں روزے کی حرمت کا پھاڑنا لازم آتا ہے اور ساتھ اس طور کے کہ جو کھانے پر مجبور کیا جائے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ ٹوٹ جاتا ہے روزہ اس شخص کا کہ جماع پر مجبور کیا جائے وسیاتی بیانہ اور یہ جو کہا کہ کیا تو غلام پاتا ہے تو اس کے اطلاق سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ کافر غلام بھی آزاد کرنا درست ہے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ جب سبب مختلف ہو اور حکم ایک ہو تو کیا مطلق مقید کیا جاتا ہے یا نہیں اور کیا اس کی تقیید قیاس سے

ہے یا نہیں اور اقرب یہ ہے کہ وہ ساتھ قیاس کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی تفسیر اور جگہوں میں اور یہ جو کہا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو روزے رکھے دو مہینے کے پے در پے تو ابن دقیق نے کہا کہ نہیں اشکال ہے اس میں کہ جائز ہے انتقال کرنا روزے سے طرف کھلانے کی لیکن ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ طاقت رکھنا اس کا رخصت ہونے کے واسطے عدم صبر اس کے جماع سے تھا سو شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ شدت شہوت کی عذر ہے یا نہیں اور صحیح ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ عذر اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ غلام پائے لیکن اس کو اس سے بے پرواہی نہ ہو کہ اس کو بھی روزے کی طرف انتقال کرنا درست ہے باوجود موجود ہونے اس کے کی اس لیے کہ وہ غیر واجد کے حکم میں ہے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برابر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر مثلاً چھ مسکینوں کو دس دن کھانا کھلائے تو یہ درست نہیں اور مشہور حنفیہ سے یہ ہے کہ یہ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلائے تو بھی کفایت کرتا ہے اور مراد کھلانے سے دینا ہے کھانے کا منہ میں رکھنا شرط نہیں بلکہ اس کے آگے رکھ دینا کافی ہے بغیر خلاف کے اور اطعام کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے والا ہو پس جو لڑکا ہو کہ کھانا نہ کھاتا ہو وہ اس سے خارج ہوگا مانند قول حنفیہ کے اور شافعی کہتے ہیں کہ اس کے ولی کو دیا جائے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جماع سے کفارہ واجب ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ واجب نہیں اس دلیل سے کہ اگر واجب ہوتا تو تنگی کے وقت ساقط نہ ہوتا اور جواب یہ ہے کہ تنگی کے وقت واجب نہ ہونا منع ہے یعنی ہم تسلیم نہیں کرتے کہ تنگی کے وقت واجب نہیں کما سیاتی اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا و بر میں جماع کرنا بھی قبل میں جماع کرنے کے برابر ہے یا نہیں اور کیا شرط ہے بچ واجب ہونے کفارے کے ہر جماع خواہ کسی کے فرج میں ہو (مترجم کہتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ ہر جماع کا یہی حکم ہے خواہ کسی فرج میں ہو) اور نیز اس میں دلیل ہے کہ ان تین چیزوں کا کفارے میں جاری ہونا درست ہے اور امام مالک سے روایت ہے کہ جماع کے کفارے میں سوائے کھانے کے اور کوئی چیز درست نہیں اور یہ قول ان کا مخالف ہے حدیث کے لیکن ان کے بعض اصحاب نے اس لفظ کو حمل کیا ہے اور اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ مستحب ہے کہ کھلانے کو مقدم کرے اور کہتے ہیں کہ کھانے کے مقدم ہونے کو کئی وجہ سے ترجیح ہے جیسا کہ فتح الباری میں وہ وجوہات مذکور ہیں لیکن وہ وجوہات نہیں مقابلہ کر سکتی ہیں اس چیز کا جو حدیث میں وارد ہو چکی ہے کہ پہلے غلام آزاد کرے یہ نہ ہو سکے تو روزے رکھے یہ بھی نہ ہو سکے تو کھانا کھلائے برابر ہے کہ ہم کہیں کہ کفارہ ترتیب سے ہے یا اختیار ہے اس واسطے کہ یہ شروع کرنا اگر وجوب ترتیب کو تقاضا نہیں کرے گا تو اس سے کم نہیں کہ استحباب کو تقاضا کرے اور نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نہیں داخل ہے واسطے غیر ان تین چیزوں میں کفارے میں اور بعض متقدمین سے آیا ہے کہ اگر غلام نہ پائے تو اس کے بدلے اونٹ قربانی کرے اور نیز

اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کفارہ ساتھ ان تین چیزوں کے ترتیب مذکور سے دے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ایک چیز کے نہ ہونے کے بعد دوسرے کی طرف نقل کرنے کا حکم فرمایا اور عیاض نے کہا کہ اس میں وجوب ترتیب مذکور پر دلالت نہیں بلکہ یہی سوال کبھی تخیر میں استعمال کیا جاتا ہے اور جمہور کے نزدیک ترتیب کو ترجیح ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ترتیب افضلیت پر محمول ہے اور تخیر جواز پر محمول ہے یعنی افضل یہ ہے کہ ترتیب سے کفارہ ادا کرے اور اگر مقدم موخر کرے تو بھی جائز ہے اور بعض اس کے برعکس کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک عرق آیا تو عرق ایک ٹوکرا ہوتا ہے پٹھے کا بنا ہوا اور دار قطنی کی ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا ہر مسکین کو ایک مد سولایا گیا وہ ساتھ پندرہ صاع کے سو فرمایا کہ یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا اور اس میں رد ہے کو فیوں پر کہ کہتے ہیں کہ اگر گیہوں ہو تو تیس صاع واجب ہیں اور اگر اس کے سوا اور کوئی چیز ہو تو ساٹھ صاع دے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو خیرات کر تو ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ تو اس کو اپنے نفس سے خیرات کر یعنی صرف اپنی جان کی طرف سے کفارہ دے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ کفارہ صرف مرد پر واجب ہے عورت پر واجب نہیں جس سے اس نے صحبت کی اور یہی اصح قول ہے شافعیہ کا اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور جمہور کہتے ہیں کہ عورت پر بھی کفارہ واجب ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابن منذر کا لیکن ان کو اختلاف ہے آزاد عورت میں اور لونڈی میں اور جو رضامندی سے جماع کرائے اور جو مجبور ہو کر جماع کرائے اس کا کفارہ خود اسی پر ہے یا مراد اس کی طرف سے ادا کرے اور حدیث میں کوئی چیز نہیں کہ ان چیزوں سے کسی چیز پر دلالت کرے عورت کا حکم اور دلیل سے لیا جائے گا باوجود یہ کہ احتمال ہے کہ وہ روزے دار تھا اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے یہ ہنسنا آپ ﷺ کا اس شخص کے حال کے اختلاف سے تھا کہ پہلے ڈرتا ہوا آیا اس حال میں کہ راغب تھا کہ یہاں تک کہ ممکن ہو اپنی جان کو فدا کر دے پھر جب اس نے رخصت پائی تو طمع کیا کہ جو اس کو کفارے سے دیا گیا تھا اس سے کھائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کفارہ اپنے گھر والوں کو کھلا تو اس میں اختلاف ہے کئی اقوال پر سب بعض کہتے ہیں کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ کفارہ تنگی سے معاف ہو جاتا ہے جو مقارن ہو ساتھ سبب وجوب اس کے کے اس واسطے کہ کفارہ نہیں خرچ کیا جاتا طرف جان اپنی کی اور نہ طرف عیال اپنے کی اور یہ بھی حضرت ﷺ نے بیان نہیں فرمایا کہ یہ کفارہ اس کے ذمہ میں برقرار ہے جب میسر ہو ادا کرے اور یہ ایک قول شافعیہ کا ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے عیسیٰ بن دینار مالکی نے اور اوزاعی نے کہا کہ استغفار کرے اور پھر یہ کام نہ کرے اور تائید پاتا ہے یہ ساتھ صدقہ فطر کے اس واسطے کہ ساقط ہوتا ہے وہ ساتھ تنگی کے جو مقارن ہو ساتھ سبب وجوب اس کے کے اور وہ چاند فطر کا ہے لیکن فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ صدقہ فطر کی ایک انتہاء ہے اور کفارے جماع کی کوئی انتہاء نہیں سو قائم رہے گا ذمہ میں اور نہیں حدیث میں وہ

چیز کہ دلالت کرے کہ کفارہ ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اس میں وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر ہمیشہ رہنے اس کے کی عاجز پر اور جمہور کہتے ہیں کہ تنگی سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا اور جس میں حضرت ﷺ نے اس کو تصرف کی اجازت دی وہ کفارہ نہیں تھا پھر ان کو اختلاف ہے زہری نے کہا کہ یہ فقط اسی مرد کے ساتھ خاص تھا اور کسی کو جائز نہیں اور اسی طرف میلان کی ہے امام الحرمین نے اور جواب اس کا یہ ہے کہ اصل عدم خصوصیت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منسوخ ہے یہ حکم پہلے تھا اب نہیں اور قائل نسخ نے نسخ کو بیان نہیں کیا پس دعویٰ نسخ بھی ٹھیک نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس کے اہل سے وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ ان پر لازم نہیں قراتوں اس کے سے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا لیکن ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ آپ ﷺ نے خود اس کو بھی اس سے کھانے کی اجازت دی اور بعض کہتے ہیں کہ جب اپنے اہل کے نفقہ سے عاجز تھا تو اس کو جائز ہوا کہ کفارے کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر حدیث سے اور شیخ تقی الدین نے کہا کہ اقویٰ یہ ہے کہ ٹھہرایا جائے دینا کھجوروں کا بطور خیرات کے اس پر اور اس کے اہل پر ساتھ اس صدقہ کے جب کہ ان کی حاجت ظاہر ہوئی اور اس پر کفارہ نہیں ساقط ہوا ساتھ اس کے لیکن کفارے کا اس کے ذمہ پر برقرار رہنا اس حدیث سے مآخوذ نہیں اور اس طرح کہ وہ چیز کہ علت بیان کرتے ہیں ساتھ اس کے تاخیر بیان کے سوا اس میں دلالت نہیں اس واسطے کہ علم بالوجوب مقدم ہو چکا ہے اور نہیں وارد ہوئی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر ساقط ہونے کفارے کے اس واسطے کہ جب اس نے حضرت ﷺ کو اپنے عاجز ہونے کی خبر دی پھر اس کو عرق کے نکالنے کا حکم کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کفارہ عاجز سے ساقط نہیں ہوتا اور شاید کہ موخر کیا بیان کو وقت حاجت تک اور وہ قدرت ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ اس سے ساقط ہو گیا لیکن وہ روایت ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی اور حق یہ بات ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس کو لے اور خیرات کر تو اس نے اس کو قبض نہ کیا بلکہ عذر کیا کہ میں اس کی طرف غیر سے زیادہ محتاج ہوں سو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کھانے کا اذن دیا سو اگر وہ اس کو قبض کرتا تو مالک ہوتا اس کا ساتھ صفت مشروط کے اور وہ نکالنا اس کا ہے اپنی طرف سے کفارے میں لیکن جب کہ اس نے اس کو قبض نہ کیا تو اس کا مالک نہ ہوا تو جب حضرت ﷺ نے اس کو اذن دیا کہ خود بھی اس سے کھائے اور اپنے اہل کو بھی اس سے کھلائے تملیک مطلق ساتھ نسبت کی طرف اس کی اور اہل اس کے کی اور ہوگا لینا ان کا اس کو ساتھ صفت فقر مذکور کے اور احتمال ہے کہ یہ تملیک شرط اول سے ہو پس نہ لازم آئے گا اس سے ساقط ہونا کفارے کا اور نہ کھانا مرد کا اپنے کفارے سے اور نہ حرج کرنا اس کا ان پر جن کا نفقہ اس پر لازم ہے کفارہ نفس اپنے سے اور آئندہ باب میں تصریح نہیں ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہے اس کو حکم ترجمہ کا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف دونوں احتمال مذکورہ کی ساتھ لانے

صیغہ استفہام کے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک سوال کرنا ہے حکم اس چیز سے کہ کرے اس کو مرد مخالف شرع کے اور اس کے ساتھ بات کرنی اور کرنا استعمال کنایہ کا اس میں جس کا ذکر قبیح ہو جیسا کہ اس نے کہا کہ میں اپنی عورت پر گرا اور ایک یہ کہ طالب علم کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے اور گناہ پر نادم ہونا چاہیے اور یہ کہ جائز ہے بیٹھنا بیچ مسجد کے واسطے غیر نماز کے مصالح دینیہ سے مانند پھیلانے علم کی اور یہ کہ جائز ہے ہنسنا وقت وجوب سبب اس کے اور خبر دینا مرد کو ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس سے ساتھ اہل اپنے کے واسطے حاجت کی اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی واسطے تاکید کلام کے اور قبول کرنا قول مکلف کا اس چیز میں کہ نہیں اطلاع پائی جاتی اس پر مگر اس کی طرف سے اور اس میں مدد کرنی ہے عبادت پر اور سعی کرنی مسلمان کے خلاص کرنے میں اور دینا ایک کو زیادہ حاجت سے اور دینا کفارے کا ایک اہل بیت کو اور جو خود مفطر ہو اس کو دوسرے مفطر کو دینا واجب نہیں (فتح) اور بعض علماء نے اس حدیث سے ہزار مسئلہ نکالا ہے۔

بَابُ الْمُجَامِعِ فِي رَمَضَانَ هَلْ يُطْعَمُ أَهْلُهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوا مَحَاوِيجَ
جو رمضان میں جماع کرے کیا وہ اپنے اہل کو کفارے سے کھلائے جب کہ محتاج ہوں

فائدہ: اس باب اور پہلے باب میں منافات نہیں اس واسطے کہ پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگی کے ساتھ کفارہ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس میں ہے کہ چاہیے کہ کفارہ دے اور اس باب میں تردد ہے اس میں کہ جس میں اس کو تصرف کا اذن ہے کیا وہ نفس کفارہ ہے یا نہیں اور اسی پر محمول ہوگا لفظ ترجمہ کا۔ (فتح)

۱۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْآخِرَ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ أَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَأَتَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزَّبِيلُ قَالَ أَطْعِمْ هَذَا عَنْكَ

۱۸۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ تنگی سے دور یعنی میں رمضان میں اپنی عورت پر واقع ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو پاتا ہے وہ چیز کہ غلام آزاد کرے اس نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو روزے رکھے دو مہینے کے پے د پے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کیا تو مقدور رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس نے کہا کہ نہیں سو حضرت ﷺ کے پاس عرق آیا اس میں کھجوریں تھیں اور وہ زمیمل ہے فرمایا کہ اس کو اپنی طرف سے کھلا اس نے کہا کہ کیا ہم اپنے سے زیادہ محتاج کو کھلائیں اور نہیں مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان کوئی زیادہ تر محتاج ہم سے فرمایا کہ

قَالَ عَلَىٰ أَحْوَجَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا أَهْلُ
بَيْتِ أَحْوَجُ مِنَّا قَالَ فَأَطْعِمَهُ أَهْلَكَ.

یہ اپنے بال بچوں کو کھلا۔

بَابُ الْحِجَامَةِ وَالْقِيَاءِ لِلصَّائِمِ

روزے دار کو سیکنی لگوانی اور تے کرنا جائز ہے یا نہیں

فائدہ: یعنی کیا وہ دونوں روزے کو فاسد کر دیتے ہیں یا ایک فاسد کرتا ہے یا نہیں اور ابن نمیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تے اور حجامت کو جمع کیا باوجود یہ کہ وہ ایک دوسرے کے غیر ہیں اور عادت اس کی تفریق تراجم کی ہے جب کہ اس حدیث میں پائے جائیں چہ جائیکہ دو حدیثوں میں پائے جائیں اور سوائے اس کے نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کام اس واسطے کیا کہ ان دونوں کا ماخذ ایک ہے اس واسطے کہ وہ اخراج ہے اور اخراج افطار کو تقاضا نہیں کرتا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا لیکن باب کی حدیثوں اور اثروں سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور سلف کو دو مسئلوں میں اختلاف ہے ایک تے میں اس طرح تے پس جمہور کا مذہب ہے کہ جس کو خود بخود بے اختیار تے آجائے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور جو جان بوجھ کر تے کرے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ جان بوجھ کر تے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مطلق نہیں ٹوٹتا اور یہی ہے ایک روایت امام مالک سے اور استدلال کیا ہے ابہری نے ساتھ ساقط کرنے قضاء اس شخص کے کہ جان بوجھ کر تے کرے بایں طور کہ اس پر کفارہ نہیں اصح قول پر سوا اگر قضاء واجب ہوتی تو کفارہ بھی واجب ہوتا اور بعض نے اس کا عکس کیا ہے پس کہا کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ کفارہ خاص ہے ساتھ جماع کے اس کے غیر میں نہیں یعنی اور روزے توڑنے والی چیزوں میں اور عطاء اور اوزاعی اور ابو ثور نے کہا کہ قضاء کرے اور کفارہ دے اور نیز ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ جس کو بے اختیار تے آئے اس پر قضاء نہیں مگر حسن کی ایک روایت میں اور دوسرا مسئلہ حجامت کا ہے سو اس میں جمہور کا مذہب یہی ہے کہ سیکنی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اس کو روزہ پورا کرنا چاہیے اور یہی مذہب ہے انس اور ابو سعید اور حسن بن علی وغیرہ اصحاب اور تابعین اور علی اور عطاء اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے سیکنی لگوانے والے کا بھی اور لگانے والے کا بھی اور کہتے ہیں کہ اس پر قضاء واجب ہے اور خلاف کیا ہے عطاء نے سو کہا کہ کفارہ بھی واجب ہے اور قائل ہیں ساتھ قول احمد کے ابن خزیمہ اور ابن منذر نے اور ابو ولید اور ابن حبان اور ترمذی نے کہا کہ شافعی نے کہا کہ اگر حدیث صحیح ہو تو میں اس کے ساتھ قائل ہوں گا اور یہی قول ہے داودی مالکی کا اور فریقین کی حجت کو بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ لِي يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب روزے دار

قے کرے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا کہ وہ تو صرف ایک چیز پیٹ سے نکلتی ہے اور اس میں داخل نہیں ہوتی۔

بُن سَلَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ
الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا قَاءَ فَلَا يَفْطُرُ إِنَّمَا
يُخْرَجُ وَلَا يُولَجُ.

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ اس حدیث سے نکالا جاتا ہے کہ اصحاب رحمہم علیہم ظاہر حدیثوں کو من حیث الجملة قیاسوں کے ساتھ تاویل کیا کرتے تھے اور دوسرے نے اس صحر کو منی سے توڑ دیا ہے اس واسطے کہ وہ بھی پیٹ سے نکلتی ہے اور وہ موجب ہے قضاء کو اور کفارے کو۔ (فتح)

اور نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور پہلی روایت یعنی روزہ ٹوٹنے کی زیادہ تر صحیح ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روزہ اس چیز سے ہے کہ داخل ہو نہ اس چیز سے کہ باہر نکلے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ سیبکی کھواتے روزے کی حالت میں پھر اس کو چھوڑ دیا سو تھے سیبکی لگواتے رات کو اور سیبکی لگوائی ابو موسیٰ نے رات کو اور ذکر کیا جاتا ہے سعد سے اور زید بن ارقم سے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے روزے کی حالت میں سیبکی کھوائی اور بکیر نے ام علقمہ سے روایت کی کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک سیبکی لگواتے تھے سو ہم منع نہ کیے جاتے تھے اور حسن نے کئی اصحاب رحمہم علیہم سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ سیبکی لگوانے والے اور لگانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ سے اس اسناد کے ساتھ جس کو بخاری رحمہم علیہ نے ذکر کیا حسن سے ایسے ہی مروی ہے عیاش سے کہا گیا کیا یہ حدیث مرفوع ہے انہوں نے کہا ہاں پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہے۔

وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ يَفْطُرُ
وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
وَعِكْرَمَةُ الصَّوْمِ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا
خَرَجَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ
يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى
لَيْلًا وَيَذْكُرُ عَنْ سَعْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ
وَأُمِّ سَلَمَةَ احْتَجَمُوا صَبَاً وَقَالَ بُكَيْرٌ
عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ
فَلَا تَنْهَى وَيُرْوَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ
وَاحِدٍ مَرْفُوعاً فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ
وَالْمَحْجُومُ وَقَالَ لِيْ عِيَّاشٌ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ
مِثْلَهُ قِيلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَعْلَمُ.

فائدہ: اور یہی مذہب ہے امام احمد کا اور تینوں امام کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا نہ سیبکی لگانے والے کا نہ لگوانے والے

کا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان دونوں نے روزے کے توڑنے کے ساتھ تعرض کیا لگانے والے نے تو اس کے واسطے وہ بے خوف نہیں اس سے کہ کوئی چیز خون سے اس کے پیٹ میں پہنچے اور اسی طرح مجھ پس اس وجہ سے کہ وہ امن میں نہیں اس سے کہ اپنی قوت سے ضعیف ہو جائے اور روزہ توڑنے تک نوبت پہنچے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ان دونوں نے مکروہ فعل کیا اور وہ حجامت ہے سو گویا کہ وہ عبادت کے ساتھ مجلس نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی اسناد زیادہ تر صحیح ہے پس اگر حجامت سے بچے تو وہ محبوب تر ہے طرف میری از روئے احتیاط کے اور قیاس ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہے اور جو چیز کہ یاد رکھتا ہوں میں اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین اور عام اہل علم سے وہ یہ ہے کہ سیٹگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتح)

۱۸۰۲۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۸۰۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے سیٹگی کھجوائی احرام کی حالت میں اور سیٹگی کھجوائی روزے کی حالت میں۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ حدیث الْفَطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمُحْجُومُ منسوخ ہے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع میں تھا کہ آپ ﷺ کی اخیر عمر میں واقع ہوا اور اسی طرح کہا ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں سیٹگی لگوانی درست ہے۔ (فتح)

۱۸۰۳۔ ترجمہ اس حدیث کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۱۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

۱۸۰۴۔ ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم روزے دار کو روزے کی حالت میں سیٹگی کھجوانی مکروہ جانتے تھے اس نے کہا کہ نہیں مگر ضعف کے سبب سے کہ مبادا ضعف لائے اور اس کو روزے سے باز رکھے۔

۱۸۰۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتَ الْبُنَانِيَّ قَالَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَكْتُمُ تَكْرَهُونَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ضعف کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ (فتح) وفيه المطابقة للترجمة۔

یعنی سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا بیان

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ

فائدہ: یعنی مباح ہے اور مکلف کو اختیار ہے کہ خواہ رکھے یا نہ رکھے برابر ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا کوئی اور۔ (فتح)

۱۸۰۵۔ ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو حضرت ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ابھی آفتاب باقی ہے یعنی اس کی روشنی باقی ہے اور ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا فرمایا اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو وہ اتر اور اس نے آپ ﷺ کے واسطے ستو گھولے اور آپ ﷺ نے ستو پیئے پھر اپنے ہاتھ سے اس جگہ اشارہ کیا یعنی پچھم کی طرف پھر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ اس طرف آئے اور ادھر سے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی نمود ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

۱۸۰۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الشَّمْسُ قَالَ أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الشَّمْسُ قَالَ أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِي فَتَنَزَلَ فَاجْدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمَى بِيَدِهِ هَاهُنَا ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ تَابِعَهُ جَرِيرٌ وَأَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ اول وقت بہت جلد روزہ کھولتے تھے کہ بعض لوگوں کو شبہ رہتا تھا کہ شاید ابھی دن باقی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت ہے روزہ کھولنے کا۔

۱۸۰۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمر اسلمی نے کہا کہ یا حضرت! میں پے در پے روزے رکھتا ہوں۔

۱۸۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ.

۱۸۰۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمر اسلمی نے کہا کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا کہ میں سفر میں روزے

۱۸۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

رکھتا ہوں اور وہ بہت روزے رکھا کرتا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو روزہ رکھ اور چاہے تو نہ رکھ یعنی سفر میں۔

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حَمْرَةَ بْنَ عَمْرِو الْأَسْلَمِيِّ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں پے در پے روزے رکھتا ہوں تو استدلال کیا گیا ہے اس سے اس پر کہ ہمیشہ کا روزہ رکھنا درست ہے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ تابع بدون صوم دہر کے بھی صادق آتا ہے پس اگر ثابت ہو کہ ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے تو یہ پے در پے روزہ رکھنے کا اذن اس کے معارض نہیں ہو سکتا بلکہ تطبیق ان کے درمیان واضح ہے اور یہ جو کہا کہ میں سفر میں روزہ رکھتا ہوں تو اس میں تصریح نہیں کہ وہ رمضان کا روزہ تھا پس نہ ہوگی اس میں حجت اس شخص پر جو سفر میں رمضان کا روزہ منع کرتا ہے کذا قال ابن دقیق میں کہتا ہوں کہ باب کی حدیث کی نسبت تو یہ خیال ٹھیک ہے کہ وہ مانع صَوْمُ فِي سَفَرٍ پر حجت نہیں لیکن مسلم میں ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو سفر میں روزہ رکھنے کی قوت ہے تو کیا پس مجھ پر گناہ ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اللہ کی طرف سے رخصت ہے سو جس نے اللہ کی رخصت کو لیا اس نے خوب کیا اور جو روزہ رکھنا چاہے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور یہ مشعر ہے کہ اس نے فرض روزے کا حکم پوچھا تھا اور یہ اس واسطے ہے کہ رخصت کا لفظ واجب کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔ (فتح)

باب کوئی رمضان کے کچھ روزے رکھے پھر سفر کرے
اس کا کیا حکم ہے

بَابُ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ
ثُمَّ سَافَرَ

فائدہ: یعنی کیا اس کو سفر میں روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ جو اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے وہ ضعیف ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ جو اپنے وطن میں رمضان کا چاند دیکھے پھر اس کے بعد سفر کرے تو نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ روزہ نہ رکھے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پائے تو چاہیے کہ اس کا روزہ رکھے اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ نہیں فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان اس شخص کے جو سفر میں رمضان کا چاند دیکھے پھر بیان کیا ابن منذر نے ساتھ اسناد صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ یہ آیت (کہ جو تم میں سے یہ مہینہ پائے تو چاہیے کہ اس کے روزے رکھے) منسوخ ہے اور اس کی ناخ یہ آیت ہے وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَلَا يَتَذَكَّرُ أَلَا يَذَكَّرُ (کہ جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو لازم ہے اس پر نکتہ اور دنوں سے پھر کہا کہ جمہور کی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو اس باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

۱۸۰۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رمضان میں مکہ کی طرف نکلے سو آپ ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب قدید میں (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکہ اور مدینہ کی دو منزل کے سے) پہنچے تو آپ ﷺ نے روزہ کھول ڈالا اور لوگوں نے بھی روزہ کھولا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قدید ایک پانی کا نام ہے درمیان عسفان اور قدید کے۔

۱۸۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَالْكَدِيدُ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقَدِيدٍ.

فائدہ: اور ایک روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ قدید میں پہنچے تو آپ ﷺ کو خبر پہنچی کہ لوگوں پر روزہ مشکل ہوا ہے سو حضرت ﷺ نے ایک دودھ کا پیالہ منگوایا اور اس کو ہاتھ میں پکڑا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو لوگوں نے دیکھا اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر تھے پھر آپ ﷺ نے وہ دودھ پیا اور روزہ کھولا پھر آپ ﷺ نے وہ پیالہ ایک آدمی کو جو آپ ﷺ کے پہلو میں تھا دیا اس نے بھی پیا سو اس کے بعد کسی نے آپ ﷺ سے کہا بعض لوگوں نے روزہ نہیں کھولا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہیں نافرمان لوگ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کی اس پر کہ سفر میں روزہ کھولنا ضروری ہے اور نہیں دلالت ہے اس میں اس پر کہ کماسیاتی اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مسافر کو جائز ہے کہ دن کے درمیان روزہ کھولے اگرچہ اس نے رمضان کا چاند وطن میں دیکھا ہو اور یہ حدیث ہے جواز میں اس واسطے کہ نہیں خلاف ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے سال رمضان میں چاند دیکھا اور آپ ﷺ مدینہ میں تھے پھر رمضان کے درمیان سفر کیا دسویں رمضان کو مدینہ سے چلے اور اعمیسویں کو مکہ میں پہنچے اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مرد کو یہ کہ افطار کرے اگرچہ رات سے روزے کی نیت کی ہو اور روزے کی حالت میں صبح کی ہو پس جائز ہے اس کو یہ کہ افطار کرے بیچ دن کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے اکثر شافعیہ نے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو روزہ کھولنا درست نہیں اور گویا کہ سند اس قول کی وہ ہے جو کتاب بویطی میں واقع ہوا ہے متعلق کرنے قول سے ساتھ اس سے اوپر صحیح ہونے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور یہ سب اس کا حکم ہے کہ سفر میں روزے کی نیت کرے اور اگر اقامت کی حالت میں روزے کی نیت کرے پھر دن کے درمیان سفر کرے تو کیا اس کو جائز ہے یہ کہ دن کے درمیان روزہ رکھ لے جمہور کہتے ہیں کہ اس کو روزہ کھولنا جائز نہیں اور امام احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ جائز ہے اور اختیار کیا ہے اس کو مرنی نے اس حدیث کی دلیل سے اس نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ جس دن مدینہ سے چلے تھے اسی دن آپ ﷺ نے روزہ کھولا تھا حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ مدینہ اور قدید کے درمیان کئی دن کا فاصلہ ہے

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ روزے کی حالت میں سفر کا ارادہ کرتے تھے تو روزہ کھولتے تھے پہلے اس سے کہ سوار نہ ہوتے پھر نہیں فرق ہے نزدیک ان کی جو روزہ کھولنے کو جائز رکھتے ہیں جس چیز سے چاہے افطار کرے یعنی خواہ کھانے پینے سے ہو یا جماع وغیرہ سے اور امام احمد کا مشہور قول ہے کہ کھانے پینے اور جماع کے درمیان فرق ہے جماع سے روزہ کھولنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں سے درست ہے اور اگر جماع سے روزہ کھولے تو اس پر کفارہ ہے مگر یہ کہ جماع سے پہلے کسی اور چیز کے ساتھ روزہ کھولے اور اعتراض کیا ہے بعض مانعین نے اصل مسئلے میں سو کہا کہ نہیں دلالت ہے حدیث میں اس پر کہ جس دن حضرت ﷺ نے روزہ کھولا تھا اس رات کو آپ ﷺ نے روزے کی نیت کی تھی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے اس رات کو روزے کی نیت نہ کی ہو بلکہ روزہ نہ رکھنے کی نیت کی ہو پھر افطار کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا تاکہ لوگ بھی روزہ کھولیں لیکن سیاق حدیث کا اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے روزے کی حالت میں صبح کی پھر روزہ کھولا۔ (فتح)

یہ باب ترجمہ سے خالی ہے

بَابُ

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور ضروری ہے کہ ابو درداء کی حدیث کو پہلے باب سے تعلق ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے رمضان کے اندر حضرت ﷺ کے رو برو روزہ کھولا اور حضرت ﷺ نے ان پر انکار نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کھولنا جائز ہے اور اس سے رد ہوا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں سفر کرے اس کو روزہ کھولنا درست نہیں۔ (فتح)

۱۸۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ حُمَزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ
بْنِ جَابِرٍ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُ
عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍ
حَتَّى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ
الْحَرِّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ رَوَاحَةَ.

۱۸۰۹۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے بعض سفر دن میں نکلے بیچ دن گرم کے یہاں تک کہ آدمی شدید گرمی کے سبب سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتا تھا اور نہ تھا ہم میں کوئی روزے دار مگر حضرت ﷺ اور عبد اللہ بن رواحہ۔

فائدہ: اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ رمضان میں نکلے سخت گرمی میں اور اس زیادت کے ساتھ تمام ہوگی مراد استدلال سے اور اس سے رد ہوگا قول ابن حزم کا کہ اس حدیث میں حجت نہیں اس

واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ روزہ نفل ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو طاقت رکھتا ہے اور اس کو سخت تکلیف نہ ہو تو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مکروہ نہیں بلکہ درست ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِمَنْ ظَلَّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ
الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.
باب ہے بیچ فرمان حضرت ﷺ کے واسطے اس شخص کے کہ اس پر سایہ کیا گیا تھا اور اس کو سخت گرمی پہنچی تھی کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہیں۔

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت ﷺ نے جو اس کے حق میں یہ حدیث فرمائی تو اپنی سخت تکلیف کے سبب سے فرمائی اور ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی شدت مشقت سے جمع کیا جائے گا درمیان حدیث باب کی اور جو اس سے پہلے ہے پس حاصل یہ ہے کہ جو طاقت رکھتا ہو اس کے واسطے روزہ رکھنا افضل ہے نہ رکھنے سے اور جو مشقت کی تحقیق نہ کر سکتا ہو اس کو اختیار ہے خواہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اور سلف کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سوا یک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا فرض سے کفایت نہیں کرتا مگر سفر میں روزہ رکھے حضر میں اس کی قضاء اس پر واجب ہے واسطے ظاہر اس آیت کی فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اور واسطے اس حدیث کے اور یہ قول بعض اہل ظاہر کا ہے اور یہی محکم ہے عمر اور ابی عمر اور ابو ہریرہ اور زہری اور ابراہیم نخعی وغیرہ سے کہتے ہیں کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ لازم ہے اس پر گنتی اور دنوں سے اور جمہور اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ افطار کرو اور دنوں سے گنتی پوری کرو اور مقابل اس قول کے قول اس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا درست نہیں مگر اس شخص کو جو اپنی جان پر ہلاک یا شدت تکلیف کا خوف رکھتا ہو یہی محکم ہے ایک قوم سے اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو قادر ہو اور اس پر روزہ رکھنا دشوار نہ ہو اس کو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ان میں سے بہت علماء کہتے ہیں کہ روزہ رکھنا افضل ہے واسطے عمل کرنے رخصت پر اور یہی قول ہے اوزاعی اور احمد اور اسحاق کا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ اس کو مطلق اختیار ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو آسان ہو وہ افضل ہے واسطے اس آیت کے کہ ارادہ کرتا ہے اللہ ساتھ تمہاری آسانی کا اور یہی قول ہے عمر بن عبدالعزیز کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور ترجیح جمہور کے قول کو ہے لیکن کبھی افطار کرنا افضل ہوتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس پر روزہ دشوار ہو اور اس کے ساتھ تکلیف پائے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو کہا کہ جو سفر میں روزہ رکھے اس پر پہاڑ کے برابر گناہ ہے سو یہ روایت محمول ہے اس شخص کے حق میں جو رخصت سے اعراض کرے اور منہ پھیرے اور اس کے ساتھ اعتقاد نہ رکھے اور اسی طرح جو کوئی اپنی جان پر خوف کرے کہ اگر میں سفر میں روزہ رکھوں گا تو ریا اور خود پسندی لازم آئے گی تو اس کو بھی افطار کرنا افضل ہے اشارہ کیا ہے طرف اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور جو سفر میں روزہ رکھنے

کو منع کرتے ہیں ان کی دلیل ایک یہ بھی ہے جو اس حدیث کی ایک طریق میں واقع ہوا ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا آخری امر ہے پس سفر میں روزہ رکھنا منسوخ ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ لفظ حدیث میں مدرج ہے اور نیز دلیل ان کی یہ ہے پہلے آپ ﷺ نے روزہ رکھا پھر افطار کیا اور روزہ رکھنے والے کو گناہ کی طرف منسوب کیا لیکن اس میں اس کے منسوخ ہونے کی دلیل نہیں اس واسطے کہ مسلم میں ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے ساتھ اس کے بعد سفر میں روزے رکھتے تھے اور یہ حدیث نص ہے مسئلے میں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اس باب میں مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس کے سبب پر نکلی سو اس پر بند کی جائے گی یعنی یہ حدیث آپ ﷺ نے تکلیف کے سبب سے فرمائی ہے سو جس کو ایسی سخت تکلیف ہو جیسا کہ اس شخص کو ہوئی تھی اس کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اسی طرف میلان ہے بخاری رحمہ اللہ کا اس باب میں اور جس کو سفر میں تکلیف نہ ہو اس کو سفر میں روزہ رکھنا مکروہ نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نفی نیکی کی محمول ہے اس شخص پر جو قبول رخصت سے انکار کرے اور روزے میں اس حالت کو پہنچے خواہ فرض ہو یا نفل اور احتمال ہے کہ معنی اس کے یہ ہوں کہ نہیں نیکی مفروض سے کہ جو اس کی مخالفت کرے گنہگار ہوگا۔ (فتح)

۱۸۱۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک سفر میں تھے سولوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک شخص کو دیکھا (کہ غش میں پڑا ہے) اور لوگوں نے اس پر سایہ کیا ہے فرمایا کہ یہ ہجوم کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ روزے دار ہے سو فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ نیک کام نہیں۔

۱۸۱۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَرَأَى زَحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظَلَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبَرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت رخصت کر لینا مستحب ہے اور اس کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ (فتح)

بابٌ لَمْ يَعِْبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْإِفْطَارِ.

فائدہ: یعنی سفر میں اور اشارہ ہے اس میں طرف تاکید اس چیز کی کہ اعتماد کیا اس پر تاویل حدیث سے جو پہلے ہے اور یہ کہ وہ محمول ہے اس شخص پر جس کو روزہ رکھنا بہت دشوار ہو اور اس میں بہت تکلیف ہو اور جس کو تکلیف نہ ہونے

عیب کیا جائے اس پر روزہ رکھنے کو اور نہ رکھنے کو یعنی خواہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے اس پر عیب نہ کیا جائے۔

۱۸۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے سو نہ کوئی روزے دار بے روزہ پر عیب کرتا تھا اور نہ بے روزہ روزے دار پر عیب کرتا تھا۔

۱۸۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نَسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعْيبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

جو سفر میں روزہ کھولے تاکہ اس کو لوگ دیکھیں اور اس کی پیروی کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟

بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ

فائدہ: یعنی جب کہ وہ شخص مقتدا ہو اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ افطار روزے کا افضل ہونا نہیں خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کو روزہ تکلیف دے یا ریا اور خود پسندی سے ڈرے یا گمان کرے ساتھ اس کے اعتراض کا رخصت سے بلکہ ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص کہ اقتدا کی جائے ساتھ اس کے تاکہ تابعداری کرے اس کی وہ شخص کہ واقع ہو اس کے لیے کوئی چیز تینوں امروں سے اور اس وقت اس کے حق میں روزہ افطار کرنا افضل ہوگا واسطے فضیلت بیان کے۔ (فتح)

۱۸۱۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ مکے سے مدینے کی طرف نکلے سو آپ ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے پھر آپ ﷺ نے پانی منگوا یا اور اس کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا تاکہ وہ لوگوں کو دیکھا دیں پھر آپ ﷺ نے روزہ کھولا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور یہ رمضان کے مہینے میں تھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بے شک حضرت ﷺ نے روزہ رکھا اور افطار کیا یعنی کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا سو جو چاہے روزہ رکھے اور چاہے نہ رکھے۔ (فتح)

۱۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَارِيسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ لَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جن کو طاقت ہے روزہ رکھنے کی تو بدلہ چاہیے ایک فقیر کا کھانا

بَابُ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾

فائدہ: یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا احد الواجبین من تخیر تھی یعنی روزہ رکھنے اور بدلہ دینے میں اختیار تھا جو چاہتا تھا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا لیکن جو روزہ نہ رکھتا تھا اس کو حکم تھا کہ ہر روز کے بدلے ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کلمہ لا کا یہاں محذوف ہے اور یہ آیت شیخ فانی یعنی بڑے بڑے اور بیمار کے حق میں ہے کہ اس کو تندرستی کی امید نہ ہو۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سلمہ بنی النخعی نے کہا کہ منسوخ کیا اس آیت کو اس آیت نے مہینہ رمضان کا جس میں نازل ہوا ہے قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فرقان پھر جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو گنتی پوری کرے اور دنوں سے تشکر و ن تک۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلْمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ نَسَخَتْهَا «شَهْرَ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَذَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ»

فائدہ: اور مراد اس سے یہاں یہ آیت ہے کہ جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو چاہیے کہ اس کے روزے رکھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہے اس واسطے کہ یہ امر ہے اور امر واسطے وجوب کے ہوتا ہے پس آیت ناسخ ہے واسطے پہلی آیت کے جس میں روزے اور فدیہ کا اختیار تھا۔

اور ابن نمیر نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حدیث بیان کی ہے ہم سے حضرت ﷺ کے اصحاب نے کہ رمضان کے روزے کا حکم اترا سو ان پر دشوار ہوا سو طاقت والوں میں سے جو ایک فقیر کو کھانا کھلاتا تھا وہ روزہ رکھتا تھا اور ان کو اس میں رخصت دی گئی تھی سو منسوخ کیا اس کو اس آیت نے کہ روزہ رکھنا تمہارے واسطے بہتر ہے تو ان کے روزے کا حکم ہوا۔

وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ مُرَّةٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانَ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ أَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيقُهُ وَرُخِصَ لَهُمْ فِي ذَلِكَ فَنَسَخَتْهَا «وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ» فَأَمَرُوا بِالصَّوْمِ.

فائدہ: یہاں یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بہتر ہونا فرضیت کو تقاضا نہیں کرتا بلکہ مشارکت کو اصل خیریت میں اور

کرمانی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ روزہ تطوع بالفدیہ سے بہتر ہے اور تطوع ساتھ فدیہ کے سنت ہے اور بہتر سنت سے نہیں ہوتا مگر واجب اور یہ جواب ٹھیک نہیں اور خاص کر روزے کی فرضیت اس آیت سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ واجب بخیر ہے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ روزہ افضل ہے اور بعض واجب بخیر کا واجب سے افضل ہونا جائز ہے اس میں کوئی اشکال نہیں اور یہ سب حدیثیں متعلق ہیں اس پر کہ آیت وَ عَلَى الَّذِينَ يَطُفُونَهُ فِدْيَةٌ مَنسُوخٌ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ وہ محکم ہے اور مخصوص ہے ساتھ شیخ فانی کے۔ (فتح)

۱۸۱۲۔ حَدَّثَنَا عِيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَرَأَ فِدْيَةَ طَعَامٍ مَسَاكِينَ قَالَ هِيَ مَنسُوخَةٌ. ۱۸۱۳۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آیت فِدْيَةَ طَعَامٍ مَسْكِينٍ پڑھی اور کہا کہ یہ منسوخ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ فدیہ کی آیت منسوخ ہے۔

بَابُ مَتَى يُقْضَى قِضَاءُ رَمَضَانَ

فائدہ: یعنی اگر رمضان کے روزے کسی عذر سے فوت ہو جائیں تو کب رکھیں جائیں اور نہیں مراد ہے قضاء کرنا قضاء رمضان کا جیسا کہ ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے اور مراد استفہام سے یہ ہے کہ کیا ان کی قضاء پے در پے متعین ہے یا جائز ہے رکھنا ان کا جدا جدا اور کیا متعین ہے یہ بات کہ فی الفور رکھے جائیں یا جائز ہے دیر کرنی ان میں اور ظاہر بخاری رضی اللہ عنہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دیر سے رکھنا بھی درست ہے اور ان کو جدا جدا کر کے بھی چنانچہ مثلاً دس ایک مہینے میں رکھے اور دس دوسرے میں واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اس کو ترجمہ میں آثار سے موافق عادت اپنی کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابن منذر وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ واجب ہے پے در پے رکھنا اور یہی قول ہے بعض اہل ظاہر کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پے در پے قضاء کرے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ مُتَّبِعَاتٍ سَوَاقِطٍ ہو اور موطا میں ہے کہ یہ قرات ابی بن کعب کی ہے اور یہ اگر صحیح ہو تو مشعر ہے ساتھ اس کے کہ متابع واجب نہیں گویا کہ پہلے واجب تھا پھر منسوخ ہوا اور جو لوگ جائز رکھتے ہیں ان کو اس میں اختلاف نہیں کہ پے در پے رکھنے اولیٰ ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يُفَرَّقَ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ نہیں ڈر ہے اس میں کہ جدا جدا رکھے جائیں واسطے دلیل اس آیت کی کہ گنتی چاہیے اور دنوں سے یعنی اس واسطے کہ آیت عام

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِي صَوْمٍ

الْعَشْرِ لَا يَصْلُحُ حَتَّى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ. ہے متابع اور تقارین دونوں کو شامل ہے پس جدا جدا روزے رکھنے بھی جائز ہوں گے، اور سعید بن مسعودؓ نے ذوالحجہ کے دس روزوں کے باب میں کہا کہ لائق نہیں یہاں تک کہ ابتداء کیا جائے ساتھ قضاء رمضان کے اور تمام کیا جائے ان کو۔

فائدہ: اصل یہ قول اس طرح سے ہے کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ قضاء کیے جائیں روزے رمضان کے عشرہ ذوالحجہ میں اور ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے نفل روزہ رکھنا اس کو جس پر رمضان کا قضاء روزہ باقی ہو مگر اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ اول رمضان کا روزہ ادا کرے واسطے قول اس کے کہ لائق نہیں اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے ارشاد میں طرف ابتداء بالآہم کہ اس سے معلوم ہوا کہ تراخی درست ہے وفيه المطابقة للترجمة (فتح) اور قسطانی میں ہے کہ نہیں لائق ہے یہاں تک کہ ابتداء کیا جائے ساتھ رمضان کے یعنی اول اس کا روزہ قضاء کیا جائے اور یہ منع پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اولویت پر اور قیاس چاہتا ہے کہ پے در پے رکھے جائیں تاکہ ملحق ہو یعنی مواقع ہو صفت قضاء کی ساتھ صفت ادا کی جیسے کہ رمضان کے روزے رمضان میں پے در پے رکھے جاتے ہیں ویسے قضاء بھی پے در پے رکھے جائیں تاکہ قضاء ادا کے موافق ہو اور نیز اس میں جلدی ہے واسطے پاک ہونے ذمہ سے اور واجب نہیں واسطے مطلق ہونے آیت کی۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِذَا فَرَّطَ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانُ آخِرُ يَصُومُ مَهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طَعَامًا. اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جب قصور کرے یعنی جو روزہ اس پر قضاء ہوا اور اس کو قضاء نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آئے تو دونوں کے روزے رکھے یعنی اس کو قضاء سابق پر موقوف نہ رکھے اور نہیں دیکھا ابراہیم نے اس میں کھانا کھانا۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص رمضان میں بیمار ہوا سو اس سے رمضان کے کل روزے یا بعض روزے قضاء ہوئے پھر اس کو قضاء نہ کیا یہاں تک کہ دوسرا رمضان آیا اور وہ بھی قضاء ہوا تو دونوں رمضان کے روزے جدا جدا رکھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قضاء میں تراخی یعنی دیر کرنی درست ہے فی الفور واجب نہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

اور ذکر کیا جاتا ہے ابو ہریرہؓ سے مرسل اور ابن عباسؓ سے یہ کہ کھانا دے تاخیر قضاء پر یعنی روزہ قضاء کرے اور تاخیر کے بدلے کھانا دے اور امام

وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرَسَلًا وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ يُطْعَمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهُ الْإِطْعَامَ إِنَّمَا قَالَ فِعْدَةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ.

بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے کھانا صرف یہ فرمایا کہ گنتی چاہیے اور دونوں سے یعنی یہ قول ان کا آیت کے مخالف ہے۔

فائدہ: اصل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول اس طور سے ہے کہ اگر آدمی رمضان میں بیمار ہو پھر تندرست ہو قضاء روزے نہ رکھے یہاں تک پائے اس کو دوسرا رمضان تو چاہیے کہ حاضر رمضان کا روزہ رکھے پھر اس کے بعد پہلے رمضان کو قضاء کرے اور ہرون کے بدلے ایک فقیر کو کھانا دے بدلے قصور تاخیر کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور یہی ہے قول طحاوی کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور تافع کہتے ہیں کہ کھانا نہ دے صرف روزے قضاء کرے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قضاء رمضان کی تاخیر درست ہے گو فدیہ دینا آیا ہے وفیہ المطابقتہ للترجمۃ یا مناسب اعتبار مخالفت کے ہے۔ (فتح)

۱۸۱۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ كَانَ يَكُونُ عَلَى الصَّوْمِ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اسْتَطِيعَ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى الشُّغْلُ مِنَ النَّبِيِّ أَوْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۱۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ شان یہ تھا کہ رمضان کے قضاء روزے مجھ پر ہوتے تھے سو میں طاعت نہ رکھتی تھی یہ کہ قضاء کروں مگر شعبان میں اور یحییٰ راوی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضاء سے مانع مشغول ہونا تھا ساتھ خدمت حضرت ﷺ کے۔

فائدہ: یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ جو رمضان کے قضاء روزے ہوتے تھے بہ سبب عذر حیض کے تو ان کو ان کے رکھنے کی فرصت نہ ملتی تھی سوائے شعبان کے اس واسطے کہ اور دنوں میں مستعد رہتی تھیں حضرت ﷺ کی خدمت بابرکت میں کہ جب صحبت کے لیے بلائیں تو حاضر ہوں اور شعبان میں حضرت ﷺ اکثر روزے سے ہوتے تھے پس یہ فرصت پائی تھی اور روزے قضاء کرتی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے روزوں کی قضاء میں دیر کرنی درست ہے برابر ہے کہ عذر سے ہو یا بدون عذر وفیہ المطابقتہ للترجمۃ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں جائز ہے تاخیر قضاء کی یہاں تک کہ داخل ہو رمضان دوسرا۔ (فتح)

بَابُ الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلَاةَ حیض والی عورت حیض کی حالت میں روزے اور

نماز کو چھوڑ دے

فائدہ: باب میں قضاء کا حکم بیان نہیں ہوا تا کہ ترجمہ باب حدیث کے مطابق ہو جائے اس واسطے کہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں اور لفظ ترک اس واسطے بولا کہ اس میں اشارت ہے کہ یہ ممکن ہے اور اس کو چھوڑنا اس واسطے ہے

کہ اس کی مباشرت کو شرع نے منع کیا ہے (فتح)
 وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ إِنَّ السَّنَّ وَوُجُوهَ
 الْحَقِّ لَتَأْتِيَنَّ كَثِيرًا عَلَى خِلَافِ الرَّأْيِ
 فَمَا يَجِدُ الْمُسْلِمُونَ بُدًّا مِنْ اتِّبَاعِهَا مِنْ
 ذَلِكَ أَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصَّيَامَ وَلَا
 تَقْضِي الصَّلَاةَ.

یعنی ابو زناد نے کہا کہ سنئیں اور حق کی وجہیں اکثر عقل
 کے مخالف ہوتی ہیں یعنی شرع کے بہت احکام عقل کے
 مخالف ہیں پس نہیں پاتے مسلمان کوئی چارہ ان کی
 تابعداری سے از انجملہ یہ ہے کہ حائضہ روزہ قضاء
 کرے اور نماز قضاء نہ کرے کہ وہ اس کو معاف ہے۔

فائدہ: یعنی عقل چاہتی ہے کہ دونوں فرضوں کو قضاء کیا جائے نماز کو بھی اور روزے کو بھی لیکن عقل ایمانی جو کچھ
 اس کے برخلاف ہے اس کی وجہ نہیں چاہتی بلکہ جانتی ہے کہ اس میں کوئی حکمت بالغہ ہوگی اور فقہاء نے اس فرق
 مذکور میں کلام کی ہے اور بہت نے ان میں اعتماد کیا ہے اس پر کہ نماز بار بار آتی ہے پس اس کی قضاء مشکل ہے
 بخلاف روزے کے کہ وہ ہر سال ایک بار آتا ہے اور ایک فرق یہ ہے کہ اگر حائضہ فجر سے پہلے پاک ہو جائے
 اور روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے نزدیک جمہور کے اور نہیں موقوف ہے غسل پر بخلاف نماز کے کہ وہ
 غسل پر موقوف ہے۔ (فتح)

۱۸۱۵۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
 فرمایا یعنی عورتوں کے جواب میں جب کہ انہوں نے کہا کہ کیا
 ہے نقصان دین ہمارے کا کہ کیا نہیں جب اس کو حیض ہوتا
 ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے پس یہ اس کے
 دین کا نقصان ہے۔

اگر کوئی مر گیا اور اس پر روزے کی قضاء ہو تو کیا اس کی
 طرف سے روزے کی قضاء درست ہے یا نہیں اور جب
 جائز ہوا تو کیا خاص ہے ساتھ ایک روزے کے سوائے
 دوسرے کے یا سب روزوں کا یہی حکم ہے اور کیا روزہ
 متعین ہے یا کھانا بھی کافی ہے اور کیا خاص ہے ساتھ
 اس کے ولی میت کا یا صحیح ہے اس سے بھی اور غیر سے
 بھی اور اس میں علماء کو اختلاف ہے کماسیاتی۔

اور حسن نے کہا کہ اگر میت کی طرف سے تمیں آدمی

۱۸۱۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
 بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَّاضٍ عَنْ
 أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ إِذَا حَاصَتْ
 لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذَلِكَ نَقْصَانُ دِينِهَا
 بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

وَقَالَ الْحَسَنُ إِنَّ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُونَ

رَجُلًا يَوْمًا وَاحِدًا جَاز. ایک دن روزہ رکھیں تو درست ہے۔

فائدہ: لیکن یہ جواز مقید ہے ساتھ اس روزے کے جس میں پے در پے رکھنا واجب نہیں واسطے مقصود ہونے متابع کے صورت مذکور میں۔ (فتح)

۱۸۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ.

۱۸۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو مر گیا اور اس پر روزے ہوں کہ قضاء نہ کر سکا تو اس کی طرف سے اس کا وارث روزے رکھے۔

فائدہ: یہ امر جمہور کے نزدیک وجوب کے واسطے نہیں اور بعض اہل ظاہر نے اس کو واجب کہا ہے اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو اصحاب حدیث کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے روزے رکھنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ایک جماعت محدثین شافعیہ کا اور بیہقی نے خلافت میں کہا کہ میں اس کی صحت میں اہل حدیث کے درمیان اختلاف نہیں دیکھتا پس واجب ہے عمل کرنا اور امام شافعی نے قدیم قول میں کہا کہ اگر حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں گا اور امام شافعی نے کہا کہ اگر میں کوئی بات کہوں اور وہ حدیث کی مخالف ہو تو حدیث کو لو اور میری تقلید نہ کرو اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور مالک نے کہا کہ میت کی طرف سے روزہ نہ رکھا جائے اور یہی جدید قول ہے امام شافعی اور لیث اور اسحاق اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ نہ روزہ رکھا جائے میت کی طرف سے مگر نذر کا اور وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث عموم مقید ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور ان دونوں کے درمیان تعارض نہیں تاکہ ان کے درمیان تطبیق دی جائے پس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک صورت مستقل ہے سوال کیا اس سے اس شخص نے جس کو وہ پیش آئی اور اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی پس یہ تقریر ہے قاعدے عام کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بھی اس عموم کی مانند کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے اس واسطے کہ اس کے اخیر میں فرمایا کہ اللہ کا حق زیادہ تر لائق ہے ساتھ قضاء کرنے کے اور اس پر روزہ رمضان کا پس کھانا دیا جائے اس کی طرف سے اور اس پر مالکیہ نے پس جواب دیا ہے باب کی حدیث سے ساتھ دعوی عمل اہل مدینہ کے موافق عادت اپنی کے اور قرطبی نے کہا کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ دعوی مسلم نہیں اور قرطبی نے کہا کہ واجب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس

کے کہ اکثر جائز رکھنے والے اس کو واجب نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ ولی کو اختیار ہے درمیان کھلانے اور روزے کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد روزے سے کھانا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ پھیرنا لفظ کا ہے اپنے ظاہر سے بغیر دلیل کے اور اس پر حنفیہ نے پس دلیل پکڑی ہے انہوں نے واسطے نہ قائل ہونے کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ پوچھیں گئیں ایک عورت سے کہ مرگئی تھی اور اس پر روزہ قضاء تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ اپنے مردوں کی طرف سے روزہ نہ رکھو بلکہ کھانا کھلاؤ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی مروی کے برخلاف فتویٰ دیا تو معلوم ہوا کہ عمل ان کی حدیثوں کے برخلاف ہے لیکن ان دونوں اثروں میں کلام ہے اور ان میں وہ چیز ہے کہ منع کرے روزے کو مگر اثر عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور وہ نہایت ضعیف ہے اور راجع یہ بات ہے کہ معتبر وہ چیز ہے جو انہوں نے روایت کی نہ وہ چیز جو انہوں نے اپنے اجتہاد سے کہی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ اجتہاد مخالف ہو اور اس کی سند ثابت نہیں اور اس سے حدیث کا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا اور جب حدیث کی صحت ثابت ہو چکی تو محقق چیز ظن سے نہ چھوڑی جائے اور مراد ولی سے ہر قریب ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا یہ ولی کے ساتھ خاص ہے یا کسی اور کو بھی جائز ہے اور راجع یہ بات ہے اس واسطے کہ اصل عدم نیابت ہے عبادت بدنہ میں اور زندگی میں عبادات میں نیابت داخل نہیں ہوتی پس اسی طرح موت میں بھی مگر جس میں دلیل وارد ہو چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر وارث کسی غیر کو حکم کرے کہ میت کی طرف سے روزے رکھے تو درست ہے جیسا کہ حج میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے مستقل ہونا غیر کا ساتھ اس کے اور ذکر وارث کا واسطے رغبت کے ہے اور ظاہر صنیع بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک بھی یہی اخیر معنی مراد ہیں اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابو طیب طبری نے۔ (فتح)

۱۸۱۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت ﷺ میری ماں مرگئی اور اس پر ایک مہینے کے قضاء روزے ہیں کیا میں ان کو اس کی طرف سے قضاء کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں قرض اللہ کا زیادہ تر لائق ہے ساتھ ادا کرنے کے اور سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ نے کہا اور ہم سب بیٹھے تھے جب کہ مسلم نے یہ حدیث بیان کی یعنی امش نے یہ حدیث ایک مجلس میں تین آدمیوں سے سنی اول مسلم سے اس نے سعید

۱۸۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي النَّظِيرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى قَالَ سُلَيْمَانُ

بن جبیر سے پھر حکم اور سلمہ نے انہوں نے سعید بن جبیر اور عطاء سے اور مجاہد سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میری بہن مر گئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اس پر پندرہ روزے کی قضاء ہے۔

فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَّمَةُ وَنَحْنُ جَمِيعًا جُلُوسٌ حِينَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَا سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُسْلِمِ الْبَطْنِيِّ وَسَلَّمَةُ بْنُ كَهْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيَى وَأَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ نَذِرٌ وَقَالَ أَبُو حَرِيزٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا صَوْمٌ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے روزے رکھنا درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دو واقعہ ہیں اور تاکید کرتا ہے اس کی یہ کہ سائل روزہ نذر سے ختم ہے اور سائل نذر حج سے جہیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے روزے اور حج دونوں کا حکم پوچھا اس پر مختلف ہونا سائل کا کہ مرد تھا یا عورت اور مسئول عنہ کا یہ کہ بہن تھی یا ماں سو یہ اختلاف موضع استدلال میں قاصر نہیں اس واسطے کہ غرض اس سے جائز ہونا روزے یا حج کا ہے میت کی طرف

سے اور اس میں کچھ اضطراب نہیں۔ (فتح)

روزے دار کو روزہ افطار کرنا کس وقت درست ہے؟

بَابُ مَتَى يَجِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ

فائدہ: غرض اس باب سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ کیا واجب ہے اساک کرنا کسی خبر کا رات سے واسطے ثابت ہونے گزرنے دن کے یا نہیں اور ظاہر امام بخاری رحمہ اللہ کی کاریگری سے معلوم ہوتا ہے کہ ثانی احتمال کو ترجیح ہے واسطے ذکر کرنے اس کے کہ ابوسعید کے اثر کو ترجمہ میں لیکن اس کا محل وہ ہے جب کہ حاصل ہو تحقیق غروب

آفتاب کا۔ (فتح)

اور ابوسعید خدری رحمہ اللہ نے روزہ افطار کیا جب سورج غروب ہوا

وَأَفْطَرَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ حِينَ غَابَ قَرَصُ الشَّمْسِ

فائدہ: امیں سے روایت ہے کہ ہم ابوسعید کے پاس آئے سو انہوں نے روزہ کھولا اور ہم دیکھتے تھے کہ آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ تحقیق ابوسعید نے جب غروب آفتاب کا متحقق ہو تو اس پر اور کوئی زیادتی طلب نہ کی اور نہ التفات کی طرف موافقت پاس والوں کی اس پر پس اگر اس کے نزدیک رات کی کوئی خبر بند رہنا واجب ہوتا تو اس کی معرفت میں سب مشترک ہوتے۔ (فتح الباری)

۱۸۱۸۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رات ادھر سے آئے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی نمودار ہو اور پیٹھ دے دن ادھر سے یعنی پچھم کی طرف سے اور آفتاب ڈوب جائے تو روزے دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

۱۸۱۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَا هُنَا وَأَذْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَا هُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

فائدہ: اس حدیث میں تین امروں کا ذکر ہے اس واسطے کہ اگرچہ اصل میں آپس میں لازم ہیں لیکن کبھی ظاہر میں لازم نہیں ہوتے کسی امر کے کہ آفتاب کی روشنی کو ڈھانک لے اور اسی طرح جانا دن کا پس اسی واسطے قید کیا ساتھ قول اپنے کے کہ آفتاب ڈوب جائے واسطے اشارت کرنے طرف شرط ہونے تحقق اقبال اور ادبار کے اور یہ کہ وہ دونوں ساتھ واسطے غروب شمس کے ہیں نہ کسی اور سبب سے اور یہ دوسری حدیث میں مذکور نہیں پس احتمال ہے کہ یہ حدیث حالت بادل پر محمول ہو اور دوسری حدیث حالت صاف ہونے آسمان پر محمول ہو اور احتمال ہے کہ دونوں ایک حالت میں ہوں لیکن ایک راوی نے اس کو یاد رکھا اور دوسرے نے نہ رکھا اور اقبال اور ادبار دونوں کو اکٹھے

اس واسطے ذکر کیا کہ ممکن ہے وجود ایک کا ساتھ عدم تحقق غروب آفتاب کے۔ (فتح)

۱۸۱۹۔ عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے سو جب آفتاب غروب ہوا تو آپ ﷺ نے بعض قوم کو فرمایا یعنی بلال کو کہ اے فلانے اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ شام کرتے تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا کہ آپ پر تو دن ہے یعنی ابھی دن باقی ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اور آپ ﷺ کے واسطے ستو گھولے سو آپ ﷺ نے ستو پیئے پھر فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ آئے اوپر سے تو روزے دار کا روزے کھولنے کا وقت ہوا یعنی پس چاہیے کہ روزے دار روزہ کھولے۔

۱۸۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجِدْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجِدْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجِدْ لَنَا قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجِدْ لَنَا فَتَنَزَلَ فَجَدَّحَ لَهُمْ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ آپ پر تو دن ہے تو احتمال ہے کہ وہ مرد نہایت صاف ہونے کی وجہ سے روشنی بہت دیکھتا تھا پس گمان کرتا تھا کہ ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا اور کہتا تھا کہ شاید اس کو کسی چیز پہاڑ وغیرہ سے ڈھانکا ہو یا اس جگہ ابر تھا سو نہ ثابت ہوا غروب آفتاب کا نہیں تو اگر صحابی کو ثابت ہو کہ آفتاب ڈوب گیا ہے تو یہ توقف نہ کرتا اس واسطے کہ وہ اس وقت معاذ ہوگا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس نے توقف کیا واسطے احتیاط کے اور طلب کشف حکم مسئلہ کے اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی افطار کرنا روزے کا اور یہ کہ نہیں واجب اسما کہ خبر کا رات سے مطلق بلکہ جب آفتاب کا غروب ثابت ہو تو روزہ کھولنا حلال ہوتا ہے اور نیز اس میں یاد دلانا عالم کا ہے اس چیز میں کہ خوف بھولنے کا ہو اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں بیان وقت روزے کا اور یہ کہ جب غروب ثابت ہو تو کافی ہے اور اس میں زجر ہے اہل کتاب کی متابعت سے اس واسطے کہ وہ غروب آفتاب کے بعد بہت دیر سے روزہ کھولتے تھے اور یہ کہ امر شرعی بلغ ہے حسی سے اور یہ کہ عقل شرع پر حکم نہیں کرتی۔ (فتح)

بَابُ يُفْطِرُ بِمَا تَيْسَّرَ مِنَ الْمَاءِ أَوْ غَيْرِهِ روزہ کھولے اس چیز سے کہ میسر ہو پانی وغیرہ سے

فائدہ: یعنی خواہ تنہا ہو یا کسی چیز کو ساتھ ملایا ہو اور ایک روایت میں صرف پانی کا لفظ آیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ

نے اس باب میں عبد اللہ بن ابی اوفی کی حدیث بیان کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ حدیث مَنْ وَجَدَ تَمْرًا فَلْيُفْطِرْ عَلَيْهِ وَمَنْ لَا فَلْيُفْطِرْ عَلَى الْمَاءِ میں امر وجوب کے واسطے نہیں۔ (فتح)

۱۸۲۰۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ سفر کیا اور آپ ﷺ روزے دار تھے سو جب سورج غروب ہوا تو فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ شام کریں تو خوب ہو فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ پر دن ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ آئے ادھر سے تو روزے دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا اور اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

۱۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَرَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمْسَيْتَ قَالَ أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ أَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَتَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جو چیز میسر ہو اس سے روزہ کھولے فقط۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَرَجَمَ پارہ ہفتم بخاری کا تمام ہوا وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى

آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

- 3 باب ہے منی میں نماز پڑھنے کے بیان میں ❀
- 5 باب ہے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بیان میں ❀
- 5 باب ہے منی سے عرفات کی طرف جانے کے وقت تلبیہ اور تکبیر کہنے کے بیان میں ❀
- 6 باب ہے عرفہ کے دن سخت گرمی میں نمرہ سے جانے کے بیان میں ❀
- 8 باب ہے عرفات میں چار پائے کھڑے ہونے کے بیان میں ❀
- 8 باب ہے عرفات میں دو نمازوں کے جمع کرنے کے بیان میں ❀
- 11 باب ہے عرفہ کے دن عرفات میں خطبہ چھوٹا کرنے کے بیان میں ❀
- 12 باب ہے موقف عرفات کی طرف جلدی جانے کے بیان میں ❀
- 12 باب ہے عرفات میں ٹھہرنے کے بیان میں ❀
- 14 باب ہے عرفات سے لوٹنے کے بیان میں ❀
- 15 باب ہے عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنے کے بیان میں ❀
- باب ہے عرفات سے پھرنے کے وقت حضرت ﷺ کا اپنے اصحاب کو تسکین کا حکم کرنے اور ان کی طرف کوڑے کا اشارہ کرنے کے بیان میں ❀
- 17 ❀
- 55 باب ہے ہدی کے کھال کے صدقہ کرنے کے بیان میں ❀
- 56 باب ہے ہدی کے اونٹوں کی جھولیس خیرات کرنے کے بیان میں ❀
- 57 باب ہے ذکر و اذا بوانا لا بو اھیم الخ اور کھانے اور صدقہ کرنے ہدی کے بیان میں ❀
- 59 باب ہے سرمنڈانے سے پہلے قربانی ذبح کرنے کے بیان میں ❀
- 62 باب ہے احرام باندھنے کے وقت تلبیہ کرنے اور سرمنڈانے کے بیان میں ❀
- 63 باب ہے احرام کھولنے کے وقت سرمنڈانے اور کترانے کے بیان میں ❀
- 66 باب ہے عمرہ کرنے کے بعد متمتع کے بال کترانے کے بیان میں ❀

- 66 باب ہے قربانی کرنے کے دن طواف زیارت کے کرنے کے بیان میں ❀
- 68 باب ہے بعد زوال کے کنکر مارنے یا ذبح سے پہلے سرمنڈوانے کے بیان میں ❀
- 69 باب ہے منارے کے نزدیک سواری پر فتویٰ دینے کے بیان میں ❀
- 73 باب ہے منی کے دنوں میں خطبہ پڑھنے کے بیان میں ❀
- 78 باب ہے منی کی راتوں میں اصحاب سقاہ وغیرہ کے مکہ میں رہنے کا بیان ❀
- 80 باب ہے کنکر پھینکنے کے بیان میں ❀
- 81 باب ہے نالے کے اندر سے کنکر مارنے کے بیان میں ❀
- 81 باب ہے مناروں پر سات سات کنکر مارنے کے بیان میں ❀
- 82 باب ہے جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے ہوئے کعبہ کو بائیں طرف اپنے کرنے کے بیان میں ❀
- 83 باب ہے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہنے کے بیان میں ❀
- 84 باب ہے جمرہ عقبہ کو رمی کرنے اور نہ ٹھہرنے کے بیان میں ❀
- 84 باب ہے دو جمروں کو رمی کرتے ہوئے رو قبہ کھڑے ہونے اور نرم زمین میں آنے کے بیان میں ❀
- 85 باب ہے جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے پاس ہاتھ اٹھانے کے بیان میں ❀
- 86 باب ہے پہلے دو مناروں کے نزدیک دعا کرنے کے بیان میں ❀
- 87 باب ہے مناروں پر کنکر مارنے کے بعد اور پہلے طواف زیارت کے سرمنڈوانے کے بیان میں ❀
- 87 باب ہے طواف وداع کے بیان میں ❀
- 88 باب ہے طواف زیارت کے بعد عورت کو حیض آنے کے بیان میں ❀
- 91 باب ہے منی سے کوچ کرنے کے دن اطلح میں عصر کی نماز پڑھنے کے بیان میں ❀
- 92 باب ہے میدان مہصب میں اترنے کے بیان میں ❀
- باب ہے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طوی میں اترنے اور مکہ سے پھرتے ہوئے بطحا میں جو
- 93 ذوالحلیفہ میں ہے اترنے کے بیان میں ❀
- 95 باب ہے مکہ سے لوٹتے ہوئے ذی طوی میں اترنے کے بیان میں ❀
- 95 باب ہے حج کے دنوں میں لوگوں کے جمع ہونے کے وقت تجارت کرنے کے بیان میں ❀
- 96 باب ہے رات کے وقت مہصب سے چلنے کے بیان میں ❀

ابواب العمرۃ

- 98 باب ہے عمرہ کے واجب ہونے اور اس کی بزرگی کے بیان میں ❀
- 100 باب ہے حج سے پہلے عمرہ کرنے کے بیان میں ❀
- 100 باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں ❀
- 104 باب ہے رمضان میں عمرہ کرنے کے بیان میں ❀
- 105 باب ہے مہرب کی رات وغیرہ کرنے کے بیان میں ❀
- 106 باب ہے متعمیم سے عمرہ کرنے کے بیان میں ❀
- 109 باب ہے حج کے بعد بغیر قربانی کے عمرہ کرنے کے بیان میں ❀
- 111 باب ہے عمرہ کا ثواب بقدر مشقت کے ہونے کے بیان میں ❀
- 111 باب ہے کہ طواف عمرے کا کر کے مکہ سے لکنا طواف وداع کے لیے کافی ہے یا نہیں ❀
- 112 باب ہے جو افعال عمرے میں کیے جائیں ان کا حج میں کیے جانے کے بیان میں ❀
- 114 باب ہے معتمر کے حلال ہونے کے بیان میں ❀
- 118 باب ہے حج یا عمرے یا جنگ سے پھرتے ہوئے جو کہنا چاہیے اس کے بیان میں ❀
- 118 باب ہے حج کے واسطے مکہ میں آنے والوں کی پیشوائی کرنے کے بیان میں ❀
- 119 باب ہے مسافر کے دن میں گھر میں آنے کے بیان میں ❀
- 119 باب ہے رات کو گھر میں آنے کے بیان میں ❀
- 120 باب ہے جب کہ مسافر مدت کے بعد اپنے شہر کو آئے تو رات کو گھر میں نہ آنے کے بیان میں ❀
- 120 باب ہے شہر کے نزدیک پہنچنے کے وقت اپنی اونٹنی کو جلد چلانے کے بیان میں ❀
- 121 باب ہے آیت واتوا الیوت الخ کے بیان میں ❀
- 121 باب ہے سفر کے عذاب کا نکلنا ہونے کے بیان میں ❀
- 122 باب ہے مسافر کے تھکان کے وقت اپنے اہل کی طرف جلد چلنے کے بیان میں ❀
- 123 باب ہے محرم کے روکنے اور شکار کے بدلے کے بیان میں ❀
- 124 باب ہے عمرہ کا احرام باندھنے والے کے روکے جانے کے بیان میں ❀
- 127 باب ہے حج سے روکے جانے کے بیان میں ❀
- 128 باب ہے رکنے کے وقت سر منڈوانے سے پہلے قربانی کرنے کے بیان میں ❀

- 129 باب ہے محصر پر قضاء کے نہ ہونے کے قائل کے بیان میں ❀
- 131 باب ہے آیت فن کان منکم الخ کے بیان میں ❀
- 133 باب ہے آیت او صدقہ کے بیان میں ❀
- 133 باب ہے فدیہ میں آدھے کھانا کھلانے کے بیان میں ❀
- 134 باب ہے نمک سے بکری مراد ہونے کے بیان میں ❀
- 136 باب ہے آیت فلا رفث الخ کے بیان میں ❀
- 136 باب ہے آیت ولا فسوق الخ کے بیان میں ❀
- 137 باب ہے شکار وغیرہ کے بدلے کے بیان میں ❀
- 138 باب ہے حلال کے شکار کرنے اور محرم کو ہدیہ کر کے دینے اور اس کے کھانے کے بیان میں ❀
- 141 باب ہے محرم کے شکار کو دیکھ کر ہنسنے اور حلال کے معلوم کر لینے کے بیان میں ❀
- 142 باب ہے حلال کو شکار کے مارنے میں محرم کے مدد نہ دینے کے بیان میں ❀
- 143 باب ہے حلال کے شکار کرنے کے لیے شکار کی طرف محرم کو نہ اشارہ کرنے کے بیان میں ❀
- 146 باب ہے غیر محرم کے محرم کو جنگلی گدھا ہدیہ بھیجنے اور اس کے نہ قبول کرنے کے بیان میں ❀
- 147 باب ہے موذی چیزوں کو محرم کے مار ڈالنے کے بیان میں ❀
- 152 باب ہے حرم مکہ کے درختوں کے نہ کاٹنے کے بیان میں ❀
- 155 باب ہے حرم مکہ کے شکار کو نہ ہانکنے کے بیان میں ❀
- 156 باب ہے ککے میں لڑائی کے نہ حلال ہونے کے بیان میں ❀
- 158 باب ہے محرم کے سینگی لگوانے کے بیان میں ❀
- 159 باب ہے محرم کے نکاح کرنے کے بیان میں ❀
- 160 باب ہے محرم مرد اور عورت کے خوشبو لگانے کے منع ہونے کے بیان میں ❀
- 163 باب ہے محرم کے احرام کی حالت میں نہانے کے بیان میں ❀
- 164 باب ہے محرم کے جوتا نہ پانے کے وقت موزہ پہننے کے بیان میں ❀
- 166 باب ہے محرم کے تہبند نہ پانے کے وقت پانجامہ پہننے کے بیان میں ❀
- 166 باب ہے حاجت کے وقت محرم کے ہتھیار پہننے کے بیان میں ❀
- 167 باب ہے حرم اور ککے بغیر احرام کے داخل ہونے کے بیان میں ❀

- 170 باب ہے بھولے سے کرتہ پہنے ہوئے احرام باندھنے کے بیان میں
- 171 باب ہے محرم کے عرفہ میں مرجانے اور حضرت ﷺ کے اس کی طرف سے باقی حج کے ادا کرنے کا حکم نہ کرنے کے بیان میں
- 172 باب ہے محرم کے احرام کی حالت میں مرجانے کے طریق مسنون کے بیان میں
- 172 باب ہے میت کی طرف سے حج اور نذر کے ادا کرنے اور مرد کے عورت کی طرف سے حج کرنے کے بیان میں
- 174 باب ہے جو سواری پر نہ ٹھہر سکے اس کی طرف سے حج کرنے کے بیان میں
- 175 باب ہے مرد کی طرف سے عورت کے حج کرنے کے بیان میں
- 178 باب ہے نابالغ لڑکوں کے حج کرنے کے بیان میں
- 179 باب ہے عورتوں کے حج کرنے کے بیان میں
- 185 باب ہے کعبے کے پیادہ چلنے کی نذر ماننے کے ہے مرد کی طرف سے عورت کے حج کرنے کے بیان میں

فضائل مدینہ

- 187 باب ہے حرم مدینہ کے بیان میں
- 192 باب ہے مدینہ کی فضیلت کے بیان میں
- 192 باب ہے مدینہ کا نام طابہ ہونے کے بیان میں
- 193 باب ہے مدینہ کی دونوں طرف پتھر ملی کے بیان میں
- 193 باب ہے مدینہ سے منہ پھیرنے والے کے بیان میں
- 195 باب ہے مدینہ کی طرف ایمان کے سمٹ جانے کے بیان میں
- 196 باب ہے مدینہ والوں سے مکر کرنے والے کے گناہ کے بیان میں
- 196 باب ہے مدینہ کے قلعوں کے بیان میں
- 197 باب ہے مدینہ میں دجال کے نہ داخل ہونے کے بیان میں
- 198 باب ہے مدینے کی میل اور بدی والے کو نکال دینے کے بیان میں
- 199 باب ہے (ترجمہ سے خالی)
- 199 مدینے کے لیے حضرت ﷺ کے دعا کرنے اور محبت کرنے کے بیان میں

- 201 باب ہے مدینے کے خالی چھوڑنے کو نبی ﷺ کے مکروہ جاننے کے بیان میں
- باب ہے (ترجمہ سے خالی) فضائل مدینہ اور آپ ﷺ کی دولت نہ اور منبر کے درمیان کی زمین کے
- 201 بیان میں

کتاب الصوم

- باب ہے روزہ رمضان کے فرض ہونے اور آیت یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام الخ
- 205 کے بیان میں
- 207 باب ہے روزہ کی فضیلت کے بیان میں
- 209 باب ہے روزے کے گناہوں کے کفارہ ہونے کے بیان میں
- 210 باب ہے بہشت کے دروازے ریان کے خاص روزے داروں کے واسطے ہونے کے بیان میں
- 212 باب ہے رمضان یا مہینہ رمضان کا کہنے اور دونوں طرح کہنے کو جائز رکھنے والے کے بیان میں
- 215 باب ہے چاند دیکھنے کے بیان میں
- 215 باب ہے رمضان کا روزہ ایمان سے اور ثواب کی امید اور نیت سے رکھنے کے بیان میں
- 216 باب ہے رمضان میں حضرت ﷺ کے زیادہ سخاوت کرنے کے بیان میں
- 217 باب ہے جھوٹی بات اور اس کے ساتھ عمل کرنے کو نہ چھوڑنے والے کے بیان میں
- 218 باب ہے کہ گالی دیئے جانے کے وقت کیا کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں
- 219 باب ہے زنا کے ڈر سے روزہ رکھنے والے کے بیان میں
- 220 باب ہے چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنے کے اور دیکھ کر افطار کرنے کے بیان میں
- 225 باب ہے عید کے دونوں مہینوں کے ناقص نہ ہونے کے بیان میں
- 227 باب ہے حضرت ﷺ کے حساب کتاب نہ جاننے کے فرمانے کے بیان میں
- 228 باب ہے رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھنے کے بیان میں
- 231 باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں اپنی عورتوں سے صحبت کرنا
- باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تم کو سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے
- 232 نظر آئے
- باب ہے بلال کی اذان سے سحری کھانے سے رکنے والوں کو حضرت ﷺ کے منع فرمانے کے
- 236 بیان میں

- 237 باب ہے سحری کھانے میں جلدی کرنے کے بیان میں
- 238 باب ہے سحری اور فجر کی نماز کے درمیان کے وقت کے بیان میں
- 238 باب ہے سحری کھانے کی برکت کے بیان میں
- 240 باب ہے دن میں روزے کی نیت کرنے کے بیان میں
- 242 باب ہے روزے دار کی جنابت کی حالت میں صبح کرنے کے بیان میں
- 246 باب ہے روزے دار کے عورت کے بدن سے بدن لگانے کے بیان میں
- 248 باب ہے روزے دار کے اپنی عورت کا بوسہ لینے کے بیان میں
- 250 باب ہے روزے دار کے نہانے کے بیان میں
- 253 باب ہے روزے دار کے بھول کر کھانے پینے کے بیان میں
- 256 باب ہے روزے دار کے تر یا خشک مسواک کرنے کے بیان میں
- باب ہے وضو کرنے کے وقت ناک میں پانی ڈالنے کے لیے حضرت ﷺ کے فرمانے اور روزے دار وغیرہ کو جہانہ کرنے کے بیان میں
- 258 باب ہے جان بوجھ کر رمضان میں جماع کرنے کے بیان میں
- 259 باب ہے افلاس کی حالت میں جان بوجھ کر جماع کرنے اور اس کے بعد صدقہ کا مال پانے سے کفارہ لازم ہونے کے بیان میں
- 261 باب ہے رمضان میں جماع کرنے والے کے کفارے میں سے اپنے اہل محتاج کو کھلانے کے بیان میں
- 267 باب ہے روزے دار کے سینگ لگانے اور قے کرنے کے بیان میں
- 268 باب ہے سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے بیان میں
- 271 باب ہے رمضان میں کچھ دن روزہ رکھ کر سفر کرنے کے بیان میں
- 272 باب ہے (بغیر ترجمہ کے) روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے بیان میں
- 274 باب ہے سخت گرمی میں روزے دار پر سایہ کیے جانے والے کو حضرت ﷺ کے فرمانے کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں کے بیان میں
- 275 باب ہے حضرت ﷺ کے اصحاب کا روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں ایک دوسرے کو عیب نہ کرنے کے بیان میں
- 276 باب ہے

- 277 باب ہے لوگوں کو دکھانے کے لیے روزہ افطار کرنے کے بیان میں ❀
- 277 باب ہے آیت و علی الذین یطوقونہ الخ کے بیان میں ❀
- 279 باب ہے رمضان کے روزہ قضاء کیے ہوئے کے ادا کرنے کے بیان میں ❀
- 281 باب ہے حیض والی کے روزے اور نماز کے چھوڑنے کے بیان میں ❀
- 282 باب ہے روزے قضاء کرنے والے کے مرجانے کے بیان میں ❀
- 286 باب ہے روزے دار کے افطار کرنے کے حلال ہونے کے وقت کے بیان میں ❀



فَيْضُ الْبَيِّ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ ابْنُ الْحَسَنِ سَيِّالْكَوْنِ

وَرَدُو تَرْجَمَهُ

فَتْحُ الْبَيِّ

ابْنِ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِي

شَرْحٌ صَحِيحٌ بِنَجَائِ

جلد ۸

تقدیم

فَظُّ مُحَمَّدِ بْنِ عَمِيلٍ السَّيِّدِ الْبَادِي

تصدیر

فَظُّ مُحَمَّدِ بْنِ عَمِيلٍ الْخَلِيبِ

بِحُسْنِ اهْتِمَامِ

عَبْدُ اللطيفِ رَبَّانِي عَزَّ

حَافِظُ رِیَازِہِ مَجْہُلی مَنَدُی

نیوآرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صحت الحزب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

روزہ جلد کھولنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ جلد

بَابُ تَعْجِيلِ الْإِفْطَارِ

روزہ کھولا جائے دیر نہ کی جائے

فائدہ: امام ابن عبدالبر نے کہا کہ روزہ جلد کھولنے اور سحری دیر سے کھانے کی حدیثیں صحیح اور متواتر ہیں اور عبدالرزاق کے نزدیک عمرو بن میمون وغیرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب کا دستور تھا کہ روزہ جلد کھولا کرتے تھے اور سحری دیر سے کیا کرتے تھے۔ (فتح)

۱۸۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ

۲۸۲۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ خیر سے رہیں گے جب تک روزہ جلد کھولا کریں گے۔

فائدہ: یعنی واسطے پیروی کرنے سنت کی اس حال میں کہ ٹھہرنے والے ہیں نزدیک حد اس کی کے۔ پیدا کرنے والے اپنے عقلوں سے وہ چیز کہ بدل ڈالے اس کے قواعد کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ اس واسطے کہ یہود اور نصاریٰ روزہ دیر سے کھولتے ہیں۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اور اہل کتاب کی تاخیر کی ایک حد ہے اور وہ ہے ظاہر ہونا ستاروں کا اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ ہمیشہ میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک کہ روزہ کھولنے میں ستاروں کا انتظار نہ کریں گے اور اس میں بیان علت کا ہے بیچ اس کے اور مہلب نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ نہ زیادہ کیا جائے دن میں رات سے اور اس واسطے کہ وہ بہت ارفق ہے ساتھ روزے دار کے اور قوت دینے والا ہے اس کو عبادت پر اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ثابت ہو ڈوبنا آفتاب کا ساتھ دیکھنے کے یعنی آدمی خود اس کو اپنی نظر سے ڈوبنا دیکھے یا دو آدمی عادل اس کے ڈوبنے کی خبر دیں اور اسی طرح اگر ایک آدمی عادل خبر دے تو اس کی خبر بھی ارجح قول میں مقبول ہے اور امام ابن دقیق العید نے کہا کہ اس حدیث میں رد ہے شیعہ پر بیچ تاخیر کرنے ان کے روزہ کھولنے

میں ظاہر ہونے ستاروں تک اور شاید کہ یہی ہے وہ سبب بچ وجود خیر کے ساتھ جلد روزہ کھولنے کی اس واسطے کہ جو اس کو تاخیر کرتا ہے وہ فعل خلاف سنت میں داخل ہوتا ہے اور جو ابو داؤد کی زیادت میں گزر چکا ہے وہ اولیٰ ہے کہ ہو سبب اس حدیث کا اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی تو اس وقت شیعہ موجود نہ تھے بلکہ بعد میں پیدا ہوئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جلد روزہ کھولنا مستحب ہے اور اس میں تاخیر کرنا مکروہ نہیں مگر جو اس کو جان بوجھ کر کرے اور اس میں فضیلت کا اعتقاد رکھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاخیر مطلق مکروہ نہیں اور وہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ ایک چیز کے مستحب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی نفیض مطلق مکروہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اس پر کہ شوال کے چھ روزے مستحب نہیں تاکہ کوئی جاہل یہ گمان نہ کرے کہ وہ رمضان کے ساتھ ملحق ہیں اور یہ استدلال ضعیف ہے اور فرق پوشیدہ نہیں۔

تَقْبِيْلُهُ: بدعات منکرہ سے یہ بات ہے جو اس زمانہ میں پیدا ہوئی دینے اذان دوسرے سے پہلے فجر کے بقدر تین گھڑی کے اور بجانے چراغوں کے سے جو گردانے گئے ہیں علامت واسطے حرام کرنے کھانے اور پینے کے اس پر جو روزے کا ارادہ رکھتا ہو واسطے زعم کرنے کے اس کے نکالنے والے سے کہ وہ واسطے احتیاط کے ہے عبادت میں اور نہیں جانتے اس کو مگر بعض لوگ اور مقرر کھینچا ان کو اس بات نے اس نوبت تک کہ نہیں اذان دیتے مگر بعد غروب کے ساتھ ایک درجہ کے واسطے حکمین وقت کے جس کو انہوں نے گمان کیا سو روزہ کھولنے میں انہوں نے دیر کی اور سحری کھانے میں جلدی کی اور سنت کا خلاف کیا پس اسی واسطے ان سے نیکی کم ہوئی اور ان میں بدی بہت ہوئی اور اللہ کی پناہ ہے۔ (فتح)

۱۸۲۲۔ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا سو نبی ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ شام کے پہر نبی ﷺ نے ایک مرد سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول، اس نے کہا کہ اگر آپ انتظار کریں یہاں تک کہ شام ہو تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول جب تو رات کو دیکھے کہ ادھر سے آئے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

۱۸۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي أُوفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَصَامَ حَتَّى أَمْسَى قَالَ لِرَجُلٍ أَنْزِلْ فَاجْدِخْ لِي قَالَ لَوْ أَنْتَظَرْتُ حَتَّى تَمْسَى قَالَ أَنْزِلْ فَاجْدِخْ لِي إِذَا رَأَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اول وقت بہت جلد روزہ کھولتے تھے کہ بعض لوگوں کو شبہ رہتا تھا کہ شاید ابھی دن باقی ہے اور ثابت ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت

ہے روزہ کھولنے کا۔

بَابُ إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ
الشَّمْسُ

باب ہے جب کوئی رمضان میں روزہ کھولے پھر آفتاب
نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی اگر کوئی رمضان میں روزہ کھولے اس گمان سے کہ آفتاب غروب ہوا پھر آفتاب نکل آئے تو کیا اس پر
اس دن کی قضا واجب ہے یا نہیں اور اس مسئلے میں اختلاف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس میں مختلف ہے۔
کما سیاتی اور مراد طلوع سے آفتاب کا ظاہر ہونا ہے۔ (فتح)

۱۸۲۳۔ ۱۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے
نبی ﷺ کے زمانے میں بادل کے دن روزہ کھولا پھر سورج
نکلا کسی نے ہشام سے کہا کہ ان کو قضا کا حکم ہو۔ اس نے کہا
کہ قضا سے کوئی چارہ نہیں اور معمر نے کہا کہ میں نے ہشام
سے سنا کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے وہ روزہ قضا
کیا یا نہیں۔

۱۸۲۳۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ
فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَيْمٍ ثُمَّ
طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيلَ لِهَشَامٍ فَأَمَرُوا
بِالْقَضَاءِ قَالَ لَا بَدَّ مِنْ قَضَاءٍ وَقَالَ مَعْمَرٌ
سَمِعْتُ هِشَامًا لَا أَدْرِي أَقَضَوْا أَمْ لَا.

فائدہ: اور یہ روایت ثانی بظاہر پہلی روایت کے معارض ہے لیکن تطبیق یہ ہے کہ یقین کرنا اس کا ساتھ قضا کے محمول
ہے اس پر کہ اس میں اس نے اور دلیل سے استدلال کیا اور اوپر اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سو اس میں نہ قضا کی اثبات
مروی ہے اور نہ نفی اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس روزے کی قضا واجب ہے
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ قضا واجب ہے اور ایک روایت میں
آیا ہے کہ قضا واجب نہیں اور مجاہد اور حسن سے روایت ہے کہ قضا واجب نہیں اور یہی ہے قول الحق کا اور ایک
روایت امام احمد رحمہ اللہ سے بھی یہی ہے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے پس کہا کہ ہشام کا قول کہ اس
دن کی قضا ضروری ہے سند نہیں۔ اور میرے نزدیک ظاہر نہیں ہوا کہ ان پر قضا ہے۔ اور ترجیح دیتی ہے پہلے قول کو
یعنی یہ کہ قضا واجب ہے۔ یہ بات کہ اگر پہلی تاریخ کو رمضان کا چاند ڈھانکا جائے یعنی بسبب ابر وغیرہ کے نظر نہ
آئے اور صبح کو لوگ روزہ نہ رکھیں پھر ظاہر ہوا کہ یہ رمضان کا دن ہے تو اس کی قضا بالاتفاق واجب ہے۔ سو اسی
طرح یہ بھی واجب ہوگی اور ابن متین نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قضا واجب نہیں جب کہ روزہ نظر کا
ہو۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکلفین تو صرف ظاہر کے ساتھ مخاطب ہیں۔ پس اگر اجتہاد کریں اور اجتہاد

میں خطا ہو تو اس میں ان پر کچھ گناہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الصَّيَّانِ باب ہے نابالغ لڑکوں کے روزوں کے بیان میں

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے یا نہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے واجب نہیں اور مستحب کہا اس کو ایک جماعت نے سلف سے انہیں میں سے ہیں ابن سیرین رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر وہ روزے کی طاقت رکھتے ہوں تو عادت ڈالنے کے واسطے ان کو حکم کیا جائے اور حد مقرر کی ہے اس کی ان کے اصحاب نے ساتھ سات برس کے اور دس برس کے مانند نماز کی اور اسحق نے کہا کہ اس کی حد بارہ برس ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت میں دس برس ہے اور امام ابو زاعری رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر طاقت رکھے تین روزے پے در پے کی کہ ان میں ضعیف نہ ہو تو اس کو روزے کی ترغیب دی جائے۔ اور پہلا قول جمہور کا ہے اور مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ نابالغ لڑکوں کے حق میں روزہ رکھنا مشروع نہیں۔ اور تحقیق باریک بینی کی امام بخاری رحمہ اللہ نے بیچ رد کرنے کے اوپر ان کے ساتھ وارد کرنے اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتداء ترجمہ میں اس واسطے کہ کہا نہایت اس چیز کا کہ اعتماد کرے تین اس کو حدیثوں کے معارضہ میں دعویٰ عمل اہل مدینہ کا ہے برخلاف ان کے اور نہیں کوئی عمل کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے قوی اس عمل سے کہ عمر رحمہ اللہ کے زمانے میں ہو باوجود سخت کوشش ان کی کے اور بہت ہونے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان کے زمانے میں اور تحقیق کہا حضرت عمر رحمہ اللہ نے واسطے اس شخص کے جس نے رمضان میں روزہ افطار کیا تھا واسطے جھڑکنے اس کے کہ تو نے کیوں روزہ نہیں رکھا اور حالانکہ ہمارے لڑکے روزے دار ہیں۔ اور عجب بات کہی ابن مابشون نے مالکیہ سے سو کہا کہ اگر نابالغ لڑکے روزے کی طاقت رکھیں تو ان پر روزے کو لازم کیا جائے اور اگر بدون عذر کے افطار کریں تو واجب ہے ان پر قضا۔

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِنَشْوَانِ فِي رَمَضَانَ وَبَلَكَ وَصِيَانًا صِيَامَ فُضِّرَبَهُ اور کہا عمر رحمہ اللہ نے ایک نشے والے مرد کو رمضان میں کہ خرابی ہو تجھ کو اور حالانکہ ہمارے بچے روزے دار ہیں سو اس کو حد ماری یعنی حد شراب کی کہ اسی کوڑے ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو شام کی طرف نکالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کو روزہ رکھنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۸۲۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مَعْوِدٍ قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَاةَ عَاشُورَاءَ ۱۸۲۴۔ ربيع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کی صبح کو انصار کے گاؤں کی طرف کہا بھیجا کہ جو صبح کرے اس حال میں کہ روزہ نہ رکھا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن پورا کرے اور جس نے صبح کی ہو حالت روزہ میں تو چاہیے کہ

روزہ رکھے۔ ربیع الاولؓ نے کہا کہ ہم اس کے بعد میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے لڑکوں کو بھی روزہ رکھاتے تھے۔ اور ہم ان کے واسطے اون سے کھیلنے کی چیز بتاتے تھے۔ سو جب ان میں سے کوئی روتا تھا تو ہم اس کو وہ چیز کھیلنے کو دیتے تھے تاکہ وہ اس کے ساتھ کھیلیں یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔ یعنی وہ کھلونا ان کو غفلت میں ڈال دیتا یہاں تک کہ افطار کا وقت ہوتا۔ ابو عبد اللہ یعنی امام بخاریؒ نے کہا کہ عمن کے معنی اون کے ہیں۔

إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلَيْتَهُ
بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلَيْتَهُ
قَالَتْ لَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدَ وَنُصُومُ صَيَّانَنَا
وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللَّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى
أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَلِكَ حَتَّى
يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ عاشورائی کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا۔ اور اس کی طرف پہلے بھی اشارہ گزر چکا ہے اور آئندہ بھی اس پر کلام آئے گی اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر تجربہ کرانے لڑکوں کے روزے پر اور عادت ڈالنے کے ان کے اوپر اس کے کما تقدّم اس واسطے کہ جو اس عمر کی مثل میں ہو جس کا حدیث میں ذکر ہے سو وہ غیر مکلف ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ کیا جاتا تھا واسطے ان کے یہ تاکہ ان کو تجربہ ہو جائے اور عجب بات کہی ہے قرطبی نے پس کہا کہ شاید نبی ﷺ کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی اور بعید ہے کہ آپ نے اس کا حکم کیا ہو اس واسطے کہ وہ عذاب دینا ہے چھوٹے بچے کو ساتھ عبادت مشکل کے جو سال میں مقرر نہیں ہوتی اور حدیث رزینہ کی اس کو رد کرتی ہے اور وہ یہ ہے جو ابن خزیمہؒ نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ دودھ پلانے والی عورتوں کو حکم کرتے تھے روزہ رکھیں اور اپنے بچوں کو رات تک دودھ نہ پلائیں باوجود یہ کہ صحیح اہل حدیث اور اہل اصول کے نزدیک یہ ہے کہ جب صحابی بات کہے کہ ہم نے نبی ﷺ کے زمانے میں اس طرح کیا تو اس کا حکم مرفوع حدیث کا ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ بات ہے کہ نبی ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ نے ان کو اس پر برقرار رکھا باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر سوال کرتے ان کے کہ آپ کو احکام سے باوجود یہ کہ یہ ایسا امر ہے کہ اس میں قیاس اور اجتہاد کو دخل نہیں سونہیں کیا اس کو اصحاب نے مگر ساتھ توقیف کے انتہی۔ (فتح)

باب ہے روزے وصال کے بیان میں اور بیان اس شخص کا جو کہتا ہے کہ رات میں روزہ نہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ چہر پورا کرو روزے کو رات تک

بَابُ الْوَصَالِ وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ
صِيَامٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ثُمَّ آتَمُوا الصِّيَامَ
إِلَى اللَّيْلِ

فائدہ: وصال کہتے ہیں اس کو کہ پے در پے دو یا تین روزے رکھے اور جو چیز کہ دن میں روزے کو توڑ ڈالتی ہے اس

کورات میں نہ کھائے یعنی ان کے درمیان کچھ نہ کھائے نہ رات کو نہ دن کو ساتھ نیت کے پس جو اتفاقاً نہ کھائے وہ اس حکم سے خارج ہوگا۔ اور جو کل رات یا بعض رات بند رہے وہ اس میں داخل ہوگا اور نہیں یقین کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے واسطے مشہور ہونے اختلاف کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ من قال لیس فی اللیل صیام الخ سو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ خدا نے رات کو روزہ فرض نہیں کیا سو جس نے روزہ رکھا اس نے مشقت اٹھائی اور اس کو اجر نہیں۔ اور اسی کے معنی میں ہے حدیث بشیر کی جو احمد اور طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بشیر کی عورت نے کہا کہ میں نے نیت کی کہ پے در پے دو دن وصال کا روزہ رکھوں سو بشیر نے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ نبی ﷺ نے اس روزے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ کام نصاریٰ کرتے ہیں و لیکن روزہ رکھو جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم کیا ہے پھر پورا کرو روزے کو رات تک پس جب رات آئے تو روزے کو افطار کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے روزہ بعد داخل ہونے رات کے اور اگر یہ حدیثیں صحیح ہوں تو وصال کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔ اور نہ اس کے فعل میں قربت ہوگی اور یہ خلاف ہے اس چیز کے جس کو صحیح حدیثیں چاہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے وصال کا روزہ رکھا اگرچہ رائج یہ بات ہے کہ نبی ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ (فتح وغیرہ)

وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَهُمْ وَإِبْقَاءَ عَلَيْهِمْ

اور منع فرمایا نبی ﷺ نے وصال کے روزے سے واسطے رحم کرنے کے ان کے لیے اور واسطے نگاہ رکھنے قوت اور بدن کے اوپر ان کے۔

فائدہ: یہ حدیث ابھی آتی ہے اور یہ جو کہا کہ واسطے باقی رکھنے اوپر ان کے تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے حجامت سے اور وصال کے روزے سے اور ان کو حرام نہ کیا واسطے نگاہ رکھنے کے اوپر ان کے۔

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ

اور باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے تعمق سے

فائدہ: یعنی مبالغہ اور شدت کرنا بیچ تکلف اس چیز کے کہ اس کے ساتھ مکلف نہیں گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر لمبا ہو جاتا تو برابر اتنے روزے طے کے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے محنت کرنے والے اپنی شدت کو یعنی لوگ عاجز ہو کر طے کا روزہ چھوڑ دیتے۔

۱۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَوَاصِلُوا قَالُوا إِنَّكَ تَوَاصِلُ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پے در پے روزے نہ رکھو کہ ان کے درمیان کچھ کھاؤ پو نہیں۔

اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ پے در پے روزے رکھتے ہیں، فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو کھانا پینا ملتا

قَالَ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ إِنِّي أَطْعَمُ وَأَسْقِي
أَوْ إِنِّي أَبَيْتُ أَطْعَمُ وَأَسْقِي.

ہے یا یوں فرمایا کہ میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ مجھ کو
کھانا پینا ملتا ہے۔ یعنی جس طرح آدمی کو کھانے پینے سے
طاقت ہوتی ہے مجھ کو بدون اس کے اللہ طاقت دیتا ہے یا حج
حج اللہ نبی ﷺ کو کھانا کھلاتا ہوگا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس حدیث کا سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ اخیر مہینے میں طے کے
روزے رکھے اور آپ ﷺ کے کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی طے کے روزے رکھے سو نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تب
آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ (فتح)

۱۸۲۶۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا
نبی ﷺ نے طے کے روزے سے اصحاب نے کہا کہ آپ
وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو
کھانا پینا ملتا ہے۔

۱۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا إِنَّكَ
تُؤَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَطْعَمُ
وَأَسْقِي.

فائدہ: اور ایک روایت میں اس کے سبب کا بھی ذکر آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے روزے میں وصال کیا
اور لوگوں نے بھی وصال کیا پس وہ روزہ ان پر دشوار ہوا سو نبی ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔

۱۸۲۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے
فرمایا کہ طے کے روزے نہ رکھو سو جو کوئی طے کا روزہ رکھنا
چاہے تو چاہیے کہ سحری تک طے کا روزہ رکھے پھر کھول
ڈالے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ وصال کرتے ہیں
یعنی طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں
ہوں بلکہ میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرے لیے
کھانا دینے والا ہے جو مجھ کو کھانا دیتا ہے اور پلانے والا ہے
جو مجھ کو پلاتا ہے۔

۱۸۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ
سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا
تُؤَاصِلُوا فَأَيُّكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤَاصِلَ
فَلْيُؤَاصِلْ حَتَّى السَّحْرِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُؤَاصِلُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي
أَبَيْتُ لِي مَطْعَمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسْقِينِي.

۱۸۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے
طے کے روزے سے واسطے رحمت کے ان کے لیے سو

۱۸۲۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ

اصحاب رحمہم نے عرض کی کہ آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں، فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں ذکر کیا عثمان نے لفظ رحمۃ لہم کا۔

عُرْوَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوا إِنَّكَ تَوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ رَحْمَةً لَهُمْ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مجموع ان حدیثوں کے اس پر کہ طے کا روزہ نبی ﷺ کا خاصہ ہے اور اس پر کہ آپ کے سوا اور کسی کو طے کا روزہ رکھنا منع ہے۔ مگر سحری تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے پھر منع مذکور میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں منع بطور حرام کے ہوا اور بعض کہتے ہیں کراہت کے ہوا اور بعض کہتے ہیں جس پر مشکل ہو اس کو حرام ہے اور جس پر مشکل نہ ہو اس کو درست ہے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے پس نقل کی گئی ہے تفصیل عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ نے اسناد صحیح کے ساتھ اس سے روایت کی ہے کہ وہ پندرہ دن طے کا روزہ رکھتے تھے اور اصحاب رحمہم میں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بہن کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور تابعین سے ابی نعیم اور عامر بن عبد اللہ اور ابراہیم بن یزید اور ابو الجوزاء وغیرہ نے روایت کی یہ طبری وغیرہ نے اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو آئندہ باب میں آتی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نبی کے بعد طے کا روزہ رکھا پس اگر نبی تحریم کے لیے ہوتی تو نبی ﷺ ان کو طے کے روزے پر برقرار نہ رکھتے پس معلوم ہوا کہ مراد آپ کی نبی سے رحمت ہے واسطے ان کے اور تخفیف ہے ان سے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حدیث میں تصریح کی اور یہ مثل اس چیز کی ہے کہ منع کیا ان کو نبی ﷺ نے رات کے کھڑے ہونے سے واسطے خوف اس کے کہ رات کا کھڑا ہونا ان پر فرض ہو جائے اور نہ انکار کیا اس کے فاعل پر ان میں سے کہ اس پر قادر تھا اور عنقریب ہے کہ اس کی نظیر صیام الدھر میں آئے گی۔ سو جس پر مشکل نہ ہو اور نہ قصد کرے موافقت اہل کتاب کا اور نہ منہ پھیرے سنت سے بچ جلد روزہ کھولنے کے اس کو وصال سے منع نہ کیا جائے۔ اور اکثر یہ مذہب ہے کہ طے کا روزہ حرام ہے اور شافعیہ سے اس میں دو وجہیں ہیں ایک تحریم دوسری کراہت۔ اس طرح اقتصار کیا اس پر نووی رحمہ اللہ نے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اُم میں کہا کہ حرام ہے اور عجب بات کہی قرطبی نے سو کہا کہ مجھ کو شک ہے کہ بعض اہل ظاہر اس کو حرام کہتے ہیں یا بعض اہل ظاہر اس کی حرمت میں شک ہے اور اس شک کے کوئی معانی نہیں اس واسطے کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ حرام ہے اور صحیح کہا اس کو ابن عربی مالکی نے اور امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ سحری تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے واسطے دلیل حدیث

ابوسعید کے جو مذکور ہے اور اس وصال پر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی اس قبیل سے کہ مرتب ہوتی ہے اس کے غیر پر مگر یہ کہ وہ حقیقت میں بجائے اس کے عشا کے کہانی کی ہے لیکن وہ اس کو موخر کرتا ہے اس واسطے کہ روزے دار کے لیے دن اور رات میں کھانا ہے پس اگر اس کو سحری کے وقت کھائے تو نقل کیا ہوگا اس کو اول رات سے اس کے اخیر تک اور ہوگا زیادہ تر ہلکا کرنے والا واسطے جسم اس کے اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کو وہ ہے کہ نہ مشکل ہو روزے دار پر نہیں تو قربت نہ ہوگی۔ اور انفصال کیا ہے اکثر شافیہ نے بایں طور کہ سحری تک بند رہنا وصال نہیں بلکہ وصال یہ ہے کہ ساری رات کھائے پیے نہیں جیسا کہ بند رہتا ہے دن کو اور سحری تک بند رہنے کو تو وصال صرف اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ صورت میں وصال کے مشابہ ہے۔ اور محتاج ہے طرف ثبوت دعوے کے بایں طور کہ وصال سوائے اس کے نہیں کہ وہ حقیقت ہے تمام رات بند رہنے میں اور تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ نبی ﷺ سحری تک طے کا روزہ رکھتے تھے۔ روایت کی یہ حدیث احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے واسطے حرمت کے ساتھ حدیث مذکور کے کہ جب رات ادھر سے آئے اور دن ادھر سے جائے تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا اس واسطے کہ نہیں کیا رات کو محل واسطے غیر فطر کے پس روزہ رکھنا اس میں مخالفت ہے واسطے وضع اس کے کی مانند دن فطر کے اور جواب دیا ہے انہوں نے بھی بایں طور کہ قول آپ ﷺ کا رحمۃ لہم حرمت کو منع نہیں کرتا اس واسطے کہ رحمت آپ کی واسطے ان کے یہ ہے کہ اس کو ان پر حرام کیا اس پر نبی کے بعد نبی ﷺ کا اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ روزہ رکھنا سو یہ آپ ﷺ کی تقریر نہ تھی بلکہ واسطے تفریع اور تکلیل کے تھا پس احتمال کیا ان سے یہ واسطے مصلحت نبی کے بیچ تاکید جھڑک ان کی کے اس واسطے کہ جب وہ اس کو کریں گے تو ظاہر ہوگی واسطے ان کے حکمت نبی کی اور ہوگا سبب طرف بلانے دلوں ان کے کی واسطے اس چیز کے کہ مرتب ہوتی ہے اس پرستی سے عبادت میں اور قصور سے اس چیز میں کہ وہ اس سے زیادہ تر مقصود ہے نماز کے وظیفوں اور قراءت وغیرہ سے اور بھوک سخت اس کی منافی ہے اور تحقیق تصریح کی نبی ﷺ نے ساتھ اس کے کہ طے کا روزہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور کسی کو درست نہیں واسطے قول نبی ﷺ کے کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں یہ ساتھ اس چیز کے ہے کہ جوڑا گیا ہے طرف اس کی استحباب تعجیل نظر سے جیسے کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ میں کہتا ہوں اور دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ حرام نہیں حدیث ابو داؤد کی کہ اول باب میں اس پر تشبیہ گزر چکی ہے اس واسطے کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے اس میں تصریح کی ہے کہ نبی ﷺ نے طے کے روزے کو حرام نہیں کیا اور نجار وغیرہ نے سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا اور نہیں ہے اولیٰ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا کہ اللہ نے آپ کا وصال قبول کیا اور آپ کے بعد طے کا روزہ کسی کو درست نہیں لیکن اس حدیث کی اسناد صحیح نہیں اور جواز کی دلیلوں میں یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے نبی کے بعد

طے کا روزہ رکھا۔ پس معلوم ہوا کہ اصحاب رحمہم نے یہ سمجھا کہ یہ نبی تزیہ کے واسطے ہے تحریم کے واسطے نہیں۔ نہیں تو اصحاب رحمہم روزہ نہ رکھتے اور بشیر بن خصاصیہ کی حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام نہیں اس واسطے کہ برابری کی نبی رحمہم نے سچ نبی کے درمیان وصال کے اور درمیان تاخیر فطر کے اس واسطے کہ آپ رحمہم نے دونوں کے حق میں کہا کہ وہ اہل کتاب کا فعل ہے اور نہیں قائل ہوا کوئی ساتھ تحریم تاخیر فطر کے سوائے بعض ان لوگوں کے کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے ساتھ ان کے اہل ظاہر سے اور اعتبار معنی کے بھی یہ درست ہے اس واسطے کہ اس میں توڑنا ہے نفس کا اور اس کی شہوتوں کا اور اکھاڑنا اس کا ہے لذت دار چیز سے اسی واسطے قائم رہے ہیں اس کے جواز پر مطلق یا مقید وہ امام جو مذکور ہوئے اور اس باب کی حدیثوں میں اور بھی کئی فائدے ہیں یہ کہ احکام میں سب مکلفین برابر ہیں اور یہ کہ جو حکم نبی رحمہم کے حق میں ثابت ہو وہ امت کے حق میں بھی ثابت ہے مگر جو دلیل سے مستثنیٰ ہو، اور یہ کہ جائز ہے معارضہ مفتی کا اس چیز میں کہ فتویٰ دے ساتھ اس کے جب کہ اس کے حال کے برخلاف ہو اور نہ جانتا ہو مسئلہ پوچھنے والا ساتھ بھید مخالفت کے کہ جائز ہے طلب کرنی واسطے کھولنے حکمت نبی کے اور یہ کہ نبی رحمہم کے لیے خاصوں کا ہونا ثابت ہے اور یہ کہ عموم یہ آیت ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ مخصوص ہے اور یہ کہ اصحاب رحمہم تھے رجوع کرتے طرف فعل آپ رحمہم کے جس کی صفت معلوم ہے اور جلدی کرتے تھے طرف پیروی اس کی کے مگر اس چیز میں کہ ان کو اس سے منع کیا اور یہ کہ آپ رحمہم کے سب خاصوں کی پیروی نہیں کی جاتی اور تحقیق توقف کیا ہے اس میں امام الحرمین نے اور ابوشاشہ نے کہا کہ نہیں جائز کسی کو مانند ہونا ساتھ نبی رحمہم کے مباح میں مانند زیادہ نکاح کرنے کی چار عورتوں سے اور مستحب ہے بچنا اس چیز سے کہ آپ رحمہم پر حرام ہے اور مستحب ہے تشبہ کرنا ساتھ آپ رحمہم کے اس چیز میں کہ آپ رحمہم پر واجب ہے مانند نماز چاشت کی اور اس طرح مستحب، پس نہیں تعرض کیا واسطے اس کے اور وصال اسی قبیل سے ہے پس احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگر اس سے منع نہ کیا ہو تو اس کے ساتھ پیروی کرنی منع نہیں۔ اور اس میں بیان ہے واسطے قدرت اللہ کے اوپر پیدا کرنے مسہبات عادیات کے یعنی بغیر سبب ظاہر کے کما سیاتی البحت فیہ (فتح)

بَابُ التَّكْيِيلِ لِمَنْ أَكْثَرَ الْوَصَالَ رَوَاهُ
 أَنَسُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فائدة: اکثر کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو طے کے روزے کم رکھے اس پر کوئی عذاب نہیں اس واسطے کہ کبھی کبھی طے کا روزہ رکھنے میں عزم مشقت کا گمان ہے لیکن نہ عذاب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جائز ہو۔ (فتح)

۱۸۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ لِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّكَ تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنْ أَيْتُ بَطْعُمِي رَبِّي وَيَسْفِينُ فَلَمَّا أَبَوَا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوْا الْهَلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْتَكْيِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوَا أَنْ يَنْتَهُوا.

۱۸۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے طے کے روزے سے منع فرمایا سو مسلمانوں میں سے ایک مرد نے آپ ﷺ کو کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ تم میں سے میری طرح کون ہے میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے انکار کیا اس سے کہ باز رہیں طے کے روزے سے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن طے کا روزہ رکھا پھر ایک دن رکھا پھر عید کا چاند دیکھا سو فرمایا کہ اگر چاند دیر کرتا تو میں تم کو روزے زیادہ کرتا اور یہ وصال ساتھ ان کے مانند عذاب کے تھا واسطے ان کے جب کہ انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قول نو کے اور حمل کرنے نبی کے جو وارد ہے اس میں اوپر اس چیز کے کہ نہیں متعلق ہے ساتھ امور شرعیہ کے اور مراد اور زیادہ کرنے سے وصال ہے یعنی میں تم کو وصال میں زیادہ کرتا یہاں تک کہ تم اس سے عاجز ہو جاتے اور تخفیف چاہتے ساتھ ترک کرنے اس کے۔ (فتح)

۱۸۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا كُنَّا وَالْوِصَالُ مَرَّتَيْنِ قِيلَ إِنَّكَ تَوَاصِلُ قَالَ إِنْ أَيْتُ بَطْعُمِي رَبِّي وَيَسْفِينُ فَاتَّكَلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا يُطِيقُونَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بچو طے کے روزے سے یہ کلمہ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا کسی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے پس اٹھاؤ عمل سے وہ چیز کہ اس کے طاقت رکھو۔

فائدہ: یہ جو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے تو اس معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے حقیقی معنی میں ہے اور یہ کہ رمضان کی راتوں میں اللہ کے نزدیک سے نبی ﷺ کے پاس کھانا پینا لایا جاتا تھا واسطے کرامت کرنے کے واسطے آپ ﷺ کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطال نے اور جو اس کے تابع ہے بایں طور کہ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو نہ ہوتے وصال کرنے والے اور بایں طور کہ قول آپ ﷺ کا یظل دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ دن میں بھی واقع ہوتا ہے پس اگر کھانا پینا حقیقی ہوتا تو آپ ﷺ روزے دار نہ ہوتے۔ اور

جواب یہ ہے کہ روایتوں میں رائج لفظ ابیت کا ہے یعنی میں رات گزارتا ہوں اور اگر فرضاً ثابت بھی ہو تو نہیں حمل کرنا کھانے اور پینے کا مجاز پر اولیٰ حمل کرنے لفظ اظل سے مجاز پر، اور یہ تقدیر تنزل نہیں ضرر دیتی ہے کوئی چیز اس سے اس واسطے کہ جو دیا جائے ساتھ اس کے رسول بطور کرامت کے کھانے پینے بہشت کے سے اس میں آپ ﷺ پر احکام مکلفین کے جاری نہیں ہوئے جیسے کہ آپ ﷺ کا سینہ سونے کے طشت میں دھویا گیا باوجود یہ کہ دنیا کے سونے کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے۔ اور ابن منیر نے حاشیہ میں کہا کہ جو چیز شرعاً روزے کو توڑ دیتی ہے وہ تو صرف کھانا متعاد ہے جو دنیا میں مروج ہے اور جو کھانا کہ عادت کے مخالف ہو مانند کھانے بہشتی کے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور نہیں لین دین اس کا جنس اعمال سے بلکہ وہ تو صرف ثواب کی جنس سے ہے مانند کھانے اہل بہشت کے بہشت میں اور کرامت عادت کو باطل نہیں کرتی اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں کوئی مانع حمل کرنے کھانے اور پینے کے سے حقیقت پر اور نہیں لازم آتی کوئی چیز پہلے اعتراضوں سے بلکہ روایت صحیح ابیت ہے یعنی میں رات گزارتا ہوں اور کھانا اور پینا آپ ﷺ کا اس چیز سے کہ دی جاتی تھی بہشت سے نہیں قطع کرتا وصال آپ ﷺ کے واسطے خصوصیت آپ ﷺ کی کے ساتھ اس کی گویا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ ﷺ کو کہا گیا کہ آپ وصال کرتے ہیں سو فرمایا کہ میں اس میں تمہاری طرح نہیں ہوں اس میں کہ جو تم میں سے کھائے پیے اس کا وصال ٹوٹ جاتا ہے بلکہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور میرا وصال قطع نہیں ہوتا پس کھانا اور پینا میرا غیر ہے کھانے اور پینے تمہارے کے باعتبار صورت اور معنی کے اور زین بن منیر نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر کہ آپ ﷺ کا اس حالت میں کھانا اور پینا مانند حالت سونے والے کے ہے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے سیری اور سیرابی ساتھ کھانے پینے کے اور ہمیشہ رہتا ہے واسطے اس کے یہ یہاں تک کہ بیدار ہو اور نہیں باطل ہوتا ساتھ اس کے روزہ اس کا اور نہیں ٹوٹا وصال اس کا اور نہیں کم ہوتا اجر اس کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نبی ﷺ کی حالت استغراق پر محمول ہے تاکہ نہ اثر کرے اس میں کوئی چیز احوال بشریہ سے اور جمہور نے کہا کہ مراد کھلانے پلانے سے مجاز ہے لازم کھانے پینے سے اور یہ قوت ہے پس گویا کہ آپ ﷺ نے کہا کہ اللہ مجھ کو کھانے پینے والے کی قوت دیتا ہے اور بہاتا ہے مجھ پر اس چیز کو کہ کھانے پینے کے قائم مقام ہو اور انواع طاعت پر قوت دے بغیر ضعف کے قوت میں اور نہ بوجہ کہ احساس میں یا یہ معنی ہیں کہ اللہ پیدا کرتا ہے آپ ﷺ میں سیری اور سیرابی سے وہ چیز کہ آپ ﷺ کو کھانے پینے سے بے پروا کر دے پس نہ آپ ﷺ کو بھوک معلوم ہو اور نہ پیاس اور فرق درمیان اس وجہ کے یہ ہے کہ بنا بر وجہ کے آپ ﷺ کو قوت دی جاتی تھی بغیر سیری اور سیرابی کے ساتھ بھوک اور پیاس کے اور بنا بر وجہ ثانی کے دی جاتی تھی آپ ﷺ کو قوت ساتھ سیری اور سیرابی کے اور ترجیح دی گئی ہے پہلی وجہ کو بایں طور کہ دوسری وجہ روزے دار کی حالت کے منافی ہے اور فوت کرتی ہے مقصود کو ساتھ روزے اور

وصال کے اس واسطے کہ بھوک وہ روح ہے اس عبادت خاصہ کے اور نیز بعید کرتی ہے اس کو نظر کرنی طرف حال نبی ﷺ کے کہ آپ ﷺ سیر کرنے والے چیز سے اکثر بھوکے رہتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ تمسک کیا ہے ابن حبان نے ساتھ ظاہر حال کے پس استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے اوپر ضعیف کرنے ان حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں ساتھ اس کے کہ نبی ﷺ بھوکے ہوتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ رسول کو کھلاتا تھا اور پلاتا تھا جبکہ طے کا روزہ رکھتے پس کس طرح چھوڑتا آپ کو بھوکا یہاں تک کہ محتاج ہوتے طرف باندھنے پتھر کے اوپر پیٹ اپنے کے پھر کہا کہ کیا فائدہ دیتا ہے پتھر بھوک سے پھر دعویٰ کیا کہ یہ تصحیح ہے بعض راویوں سے اور سوائے اس کے نہیں کہ لفظ حجر ہے ساتھ زا کے اور لوگوں نے اس پر ان سب باتوں میں بہت رد کیا ہے اور مبلغ اس چیز کا کہ رد کیا جائے ساتھ اس کے اوپر وہ چیز ہے جو اس نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ دو پہر کو نکلے سوا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا سو فرمایا کہ کس چیز نے تم کو نکالا ہے فرمایا نہیں نکالا ہم مگر بھوک نے اور مجھے بھی قسم اُس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں نکالا مجھے مگر بھوک نے، آخر حدیث تک پس کہ حدیث رد کرتی ہے اس چیز کو کہ تمسک کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور یہ جو اس نے کہا کہ پتھر بھوک سے کچھ فائدہ نہیں دیتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ پیٹھ کو قائم رکھتا ہے اس واسطے کہ پیٹ جب غالی ہو تو اکثر اوقات آدمی قیام سے ضعیف ہوتا ہے واسطے مڑنے پیٹ اس کے اوپر اس کے سو جب اس پر پتھر باندھے تو سخت اور قوی ہوتا ہے آدمی اور قیام کے یہاں تک کہ کہا بعض اس شخص نے کہ واقع ہوا واسطے اس کے یہ کہ میں گمان کرتا تھا کہ پاؤں پیٹ کو اٹھاتے ہیں۔ پس ناگہاں پاؤں پیٹ کو اٹھاتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد کھلانے اور پلانے سے یہ ہو کہ مشغول رکھتا ہے مجھ کو ساتھ فکر کرنے کے عظمت اس کی میں غذا پانے کے ساتھ معارف اس کے کے اور ٹھنڈی ہونے آنکھ کے ساتھ محبت اس کی کے اور استغراق کے بیچ مناجات اس کی کے اور متوجہ ہونے کی طرف اس کے کھانے اور پینے سے اور اسی کی طرف میلان کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے اور کہا کہ کبھی ہوتی ہے یہ غذا اعظم غذا جسموں سے اور وہ فحش کہ ہو واسطے اس کے ذوق اور تجربہ جانتا ہے بے پرواہ ہونا بدن کا ساتھ غذا دل اور روح کے بہت غذاؤں جسمانیہ سے خاص کر وہ خوشی کہ پیدا ہو ساتھ مطلوب اپنے کے کہ ٹھنڈی ہوئی ہے آنکھ اس کی ساتھ محبوب اپنے کے۔ (فتح)

باب ہے سحری تک روزہ رکھنے کے بیان میں

بَابُ الْوَصَالِ إِلَى السَّحْرِ

فائدہ: یعنی جائز ہونا اس کا اور پہلے گزر چکا ہے کہ وہ قول امام احمد رحمہ اللہ اور ایک گروہ اہل حدیث کا ہے اور شافعیہ سے بعض وہ شخص ہیں کہ کہتے ہیں کہ وہ وصال حقیقی نہیں۔ (فتح)

۱۸۳۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ حَدَّثَنِی أَبُو سَعِيدٍ خَدْرَى رَضِيَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

۱۸۳۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ حَدَّثَنِی

فرمایا کہ طے کا روزہ نہ رکھو سو تم میں سے جو طے کا روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ سحری تک وصال کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرے لیے کھلانے والا ہے جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھ کو پلاتا ہے۔

ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَوَاصِلُوا فَإِنَّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوا فَإِنَّكَ تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَبَيْتُ لِي مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِي وَسَاقٍ يَسْقِينِي.

فائدہ: ابن خزیمہ کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سحری تک وصال کرتے تھے سو آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کیا سو نبی ﷺ نے اس کو منع کیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت آپ یہ کام کرتے ہیں آخر حدیث تک اور ظاہر اس حدیث کا معارض ہے واسطے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی وصال سے متقید ہے سحری تک اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے وصال کرنا سحری تک اور محفوظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مطلق ہونا نبی کا ہے بغیر قید کرنے کے ساتھ سحری کے اور اسی پر اتفاق کیا ہے ابن خزیمہ نے طرف تطبیق کی درمیان ان کے بایں طور کہ احتمال ہے کہ روایت صحیح بھی ہو تو بے شک اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے طرف تطبیق کی درمیان ان کے بایں طور کہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ نے اول مطلق وصال سے منع کیا ہو برابر ہے کہ ساری رات کا ہو یا بعض رات کا اور اس طرح ہے محمول ہوگی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پھر خاص کی گئی نبی ساتھ تمام رات کے پس مباح کیا وصال کو سحری تک اور اسی پر محمول ہوگی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہیں کراہت تنزیہی پر محمول ہوگی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہیں ما فوق السحر سے اوپر کراہت تحریم کے محمول ہوگی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ وَلَمْ يَرَوْا عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوْفَقَ لَهُ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ قسم کھائے اپنے بھائی پر تاکہ روزہ کھولے بھائی روزہ نفل میں اور نہیں اعتقاد کیا اس پر قضاء کو جب کہ ہو موافق تر ساتھ حال اس کے کے یعنی مثلاً معذور ہو یا روزہ اس کو بیماری میں

ڈالے

فائدہ: قسم کھائے یعنی کہے کہ اگر تو روزہ نہ کھولے گا تو میں تیرا کھانا نہ کھاؤں گا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب

میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اور اس طرح ذکر قسم کا پس اس طریق میں واقع نہیں ہوا جیسے کہ ہم اس کو بیان کریں گے۔ اور اس طرح قضا پس نہیں واقف ہوا میں اس پر بیچ کسی چیز کے طریقوں اس کے سے مگر یہ کہ اصل عدم قضا ہے اور تحقیق برقرار رکھا اس کو شارع نے اور اگر قضا واجب ہوتی تو اس کو بیان کرتے باوجود حاجت اس کی کے طرف بیان کی اور گویا کہ اشارہ کرتا ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہا کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے کھانا پکایا سو جب کھانا آگے رکھا گیا تو ایک مرد نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں سو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تیرے بھائی نے تجھ کو بلایا اور مشقت سے تیرے لیے کھانا پکایا، روزہ کھول ڈال اور اگر چاہے تو اس کے بدلے روزہ رکھ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے عدم ایجاب پر اور یہ جو فرمایا کہ جب ہو موافق تر ساتھ حال اس کے تو کبھی سمجھا جاتا ہے اس سے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جواز اور عدم قضا اس کے حق میں ہے جو معذور ہو ساتھ کھولنے اس کے نہ اس کے حق میں جو جان بوجھ کر بلا سبب اس کو توڑ ڈالے۔ (فتح)

۱۸۳۲۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سلمان اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان برابری کی یعنی ان کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا سو سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی سو اس کی بی بی ام درداء رضی اللہ عنہا کو میلے پرانے کپڑے پہنے دیکھا یعنی زینت کے کپڑے نہ پہنے ہوئے تھے سو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے زینت کو ترک کیا ہے اس نے کہا کہ تیرے بھائی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کچھ حاجت نہیں سو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا تیار کیا اور کہا کہ تم کھاؤ کہ مجھے تو روزہ ہے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے سو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا سو جب رات ہوئی تو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ رات عبادت کے لیے کھڑے ہونے لگے سو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جاؤ سو وہ سو گئے پھر کھڑے ہونے لگے اس نے کہا کہ سو جاؤ سو جب پچھلی رات ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کھڑے ہو جاؤ سو دونوں نے نماز پڑھی سو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ تحقیق

۱۸۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَمَّاسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَخِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَرَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَدِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكَ قَالَتْ أَخَوُكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِأَكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ قَالَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمْ الْآنَ فَصَلِّ فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِلْأَهْلِ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ.

تیرے رب کا تجھ پر حق ہے یعنی اس کی عبادت کر اور تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے یعنی اس کو بہت مشقت میں نہ ڈال

تاکہ بیمار اور ہلاک نہ ہو جائے، اور تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے یعنی اس کے ساتھ سو اور صحبت اور محاطت کر سو ہر حقدار کو اپنا حق دے سو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کا قول آپ سے ذکر کیا سو نبی ﷺ نے فرمایا کہ سلمان سچا ہے۔

فائدہ: اس کے ایک طریق میں آیا ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ البتہ تو روزہ کھولے اور یا انا کے لفظ سے پہلے قسم مقدر ہے وفيہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں، جائز ہے برادری کرنے واسطے اللہ کے اور یہ کہ مشروع ہے زیارت کرنی بھائیوں کی اور رات گزارنی نزدیک ان کے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا بیگانی عورت سے واسطے حاجت کے اور سوال کرنا اس چیز سے کہ مرتب ہو اس پر مصلحت اگرچہ ظاہر میں وہ مسائل کے متعلق نہ ہو اور اس میں خیر خواہی ہے واسطے مسلمان کے اور تنبیہ کرنی واسطے غافل کے اور اس میں فضیلت ہے اخیر رات میں کھڑے ہونے کی اور یہ کہ مشروع ہے زینت کرنا عورت کو واسطے خاوند اپنے کے اور ثابت ہونا حق عورت کا اپنے خاوند پر حسن معاشرت میں اور کبھی پکڑا جاتا ہے اس سے ثبوت حق جماع کا عورت کے واسطے قول حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے کہ تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پھر فرمایا کہ اپنی بیوی سے صحبت کر اور نبی ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ کہ جائز ہے منع کرنا مستحبات سے جب کہ خوف کرے کہ یہ پہنچائے گا طرف رنج اور تھکانے کی اور فوت کرنے حقوق مطلوبہ واجبہ یا مندوبہ کے کہ رائج ہے فعل ان کا فعل مستحب مذکور پر اور یہ کہ وعید وارد ہے اس شخص پر جو منع کرے نمازی کو نماز سے خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ منع کرے اس کو ظلم اور تعدی سے اور یہ کہ مکروہ ہے شدت کرنی نفس پر عبادت میں دسیاتی بیان ذلک اور یہ کہ جائز ہے توڑنا روزے نفل کا جیسا کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے اور یہی ہے قول جمہور کا اور نہیں صحیح کی انہوں نے اس پر قضا لیکن اس کو مستحب ہے کہ اس کو قضا کرے اور عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے اس کے لیے مثال بیان کی مانند اس شخص کی کہ مال لے جائے تاکہ خیرات کرے پھر پلٹ آئے اور خیرات نہ کرے یا اس میں سے کچھ خیرات کرے اور کچھ روک رکھے اور ان کی دلیل ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس گئیں اس حال میں کہ روزے دار تھی سو نبی ﷺ نے شربت منگوایا اور اس کو پیا پھر ام ہانی رضی اللہ عنہا کو دیا سو اس نے بھی پیا پھر ام ہانی رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا سو آپ نے فرمایا کہ کیا تو رمضان

کا کوئی روزہ قضا کرتی تھی یعنی کیا یہ روزہ قضا رمضان کا تھا اس نے کہا کہ نہیں فرمایا اس کا کچھ ڈرنیس اور ایک روایت میں ہے کہ اگر قضا روزہ تھا تو اس کے بدلے روزہ رکھ اور اگر نفل تھا تو اگر چاہے تو قضا کر اور اگر چاہے تو نہ قضا کر روایت کی یہ حدیث احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے اور واسطے اس کے شاہد ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر عذر ہو تو جائز ہے توڑنا نفل روزے کا اور نہیں واجب ہے اس پر قضا اور اگر عذر نہ ہو تو اس کا توڑنا منع ہے اور قضا واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہر حال میں قضا لازم ہے۔ یعنی خواہ عذر ہو یا نہ ہو ذکر کیا ہے اس کو طحاوی نے اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ اس شخص کے کہ توڑے حج نفل کو اس واسطے کہ اس کی قضا اس کو بالاتفاق واجب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حج ممتاز ہے ساتھ کئی احکام کے کہ نہیں قیاس کیا جاتا غیر اس کا اوپر اس کے بیچ ان کے سوا ایک ان میں سے یہ ہے کہ جو حج کو توڑے اس کو حکم کیا جاتا ہے ساتھ گزرنے کے بیچ حج فاسد کے اور جو روزے کو توڑے اس کو اس میں گزرنے کا حکم نہیں کیا جاتا پس دونوں جدا ہو گئے اور اس واسطے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سونہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ اس کے اور عجب بات کہی ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے پس نقل کیا اجماع کو اوپر نہ واجب ہونے قضا کے اس شخص سے کہ اپنے روزے کو عذر سے توڑے اور جو قضا کو واجب کہتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں اور حفصہ دونوں روزے دار تھیں سو ہمارے آگے کھانا لایا گیا جس کی ہم کو خواہش تھی سو ہم نے اسے کھایا سو نبی ﷺ تشریف لائے سو جلدی کی مجھ سے طرف آپ کی حفصہ نے اور تھی وہ بیٹی اپنے باپ کی یعنی اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ کی طرح دلیر تھی سو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول سو یہ حال اس نے نبی ﷺ سے ذکر کیا سو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اس کے بدلے ایک دن روزہ رکھو لیکن یہ حدیث مرسل ہے مسند نہیں اور خلال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ثقات نے اوپر مرسل ہونے اس کے اور شاذ ہے جس نے اس کو موصول کیا اور اتفاق کیا ہے حفاظ نے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف کہا ہے اس کو بخاری اور احمد اور نسائی نے اور بر تقدیر ثبوت کہا جائے گا کہ ثابت ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق نبی ﷺ تھے افطار کرتے نفل روزے سے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی اول باب من نوى بالنهار صوما میں اور بعض نے اس میں زیادہ کیا ہے یہ لفظ کہ پس آپ ﷺ نے کہا یا پھر فرمایا لیکن میں پھر اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھوں گا۔ اور نسائی نے کہا کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اور حکم کیا اس نے ساتھ خطا ہونے اس کے اور بر تقدیر صحت پس جمع کیا جائے گا درمیان ان دونوں کے ساتھ حمل کرنے امر قضا کے اوپر مذہب کے اور جو قرطبی نے کہا کہ جواب دیا جاتا ہے ابو حنیفہ کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ افطار کرنا ابو درداء کا تھا واسطے قسم دینے سلمان رضی اللہ عنہ کے اور واسطے عذر ضیافت کے پس موقوف ہوگا اس پر کہ یہ عذر ان اعذار سے ہے کہ جائز کرتے ہیں افطار کو اور ابن

قیس نے امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب سے نقل کیا ہے کہ نہ افطار کرے وہ روزے کو واسطے مہمان کے کہ اترے ساتھ اس کے اور نہ واسطے اس شخص کے کہ تم کھائے اس پر ساتھ طلاق کے اور عتاق کے اور اسی طرح اگر وہ قسم کھائے ساتھ اللہ کے کہ البتہ وہ روزہ افطار کرے تو قسم کا کفارہ دے، اور روزہ افطار نہ کرے اور عنقریب ہے کہ بعد کئی بابوں کے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئے گا کہ جب نبی ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو گئے تو آپ ﷺ نے روزہ نہ کھولا اور آپ ﷺ نفل روزے دار تھے اور تحقیق انصاف کیا ہے ابن منیر نے حاشیہ میں سو کہا کہ نفل روزے کی صورت میں بغیر عذر کے کھانے کے حرام کرنے میں نہیں وارد ہوئی مگر دلیلیں عام مانند قول اللہ تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم یعنی نہ باطل کرو اپنے عملوں کو لیکن خاص مقدم ہوتا عام پر مانند حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی اور مہلب نے کہا کہ روزہ کھولا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے تاویل اور اجتہاد سے پس ہوگا معذور پس نہیں قضا اوپر اس کے لیکن یہ قول امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق نہیں پس اگر روزہ کھولے کوئی ساتھ مثل عذر ابو درداء رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کے تو البتہ واجب ہے اس پر قضا پھر نبی ﷺ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے فعل کو ٹھیک کہا پس ترقی کی اس نے مذہب صحابی سے طرف نص رسول ﷺ کی اور تحقیق کہا ابن عبدالبر نے کہ جو دلیل پڑے بیچ اس کے ساتھ آیت ولا تبطلوا اعمالکم کے پس وہ جاہل ہے ساتھ اقوال اہل علم کے اس واسطے کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس کے نبی ہے ریا سے گویا کہ کہا کہ نہ باطل کرو اپنے عملوں کو ساتھ ریا کے اور دکھانے کے بلکہ خالص کرو ان کو واسطے اللہ کے اور، اور لوگوں نے کہا کہ نہ باطل کرو اپنے عملوں کو ساتھ اختیار کرنے کے کبیرہ گناہوں کے اور اگر ہوتی مراد ساتھ اس کے نبی باطل کرنے اس چیز سے کہ نہیں فرض کیا اس کو اللہ نے اوپر اس کے اور نہ واجب کیا اس نے اس کو اپنے نفس پر ساتھ نذر وغیرہ کے تو البتہ منع ہوتا اس پر روزہ کھولنا مگر ساتھ اس چیز کے کہ مباح کرے روزہ کھولنے کو روزے واجب سے اور وہ اس کے قائل نہیں۔

تنبیہ: یہ ترجمہ جس سے اب فارغ ہوئے ہیں اول بابوں نفل کا ہے ابتداء کیا مصنف نے اس کے ساتھ حکم میں روزے نفل کے کہ کیا واجب ہے تمام کرنا اس کا ساتھ داخل ہونے کے بیچ اس کے یا نہیں۔ پھر وارد کیا باقی بابوں کو اس پر کہ اختیار کیا اس کو ترتیب سے۔ (فتح)

باب ہے شعبان کے روزے کے بیان میں

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ

فائدہ: یعنی مستحب ہونا اس کا گویا کہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ بیچ عموم اس کے کے تخصیص سے اور بیچ مطلق اس کے کے ہے تنہی یعنی اس سے عموم کی تخصیص لازم آتی ہے۔ کما سیاتی بیانہ

۱۸۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ۱۸۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے نبی ﷺ روزے مَالِكُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَكَعَتْ يِهَاهُ تَكْ كَهَمْ كَهْتُمْ كَهْمُ رَوْزَهْ نَهْ كَهْلِيْسْ كَهْ اَوْر

روزہ کھولتے یہاں تک کہ ہم کہتے کبھی روزہ نہ رکھیں گے اور نہیں دیکھا میں نے نبی ﷺ کو کہ پورے کیے ہوں روزے کسی مہینے کے تمام کبھی مگر رمضان کے اور نہیں دیکھا میں نے کبھی نبی ﷺ کو کہ بہت روزے رکھتے ہوں بہ نسبت شعبان کے یعنی شعبان میں اتنے روزے رکھتے تھے کہ اور مہینے میں اتنے نہ رکھتے تھے سوائے رمضان کے۔

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ.

فائدہ: معنی ابتداء حدیث کے یہ ہیں کہ عادت شریف نبی ﷺ کی روزہ نفل میں یہ تھی کہ ہمیشہ رکھیں کبھی کتنے دنوں متصل روزے رکھتے حتیٰ کہ لوگ گمان کرتے اور کہتے کہ روزہ نہیں کھولیں گے اور کبھی اتنے روزے کھولتے کہ گمان کرتے کہ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تھے نبی ﷺ روزے رکھتے شعبان کے مگر تھوڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ قول اس کے کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ نبی ﷺ تمام شعبان کے روزے رکھتے تھے، اکثر شعبان سے۔ اور قرطبی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ روزہ رکھتے تھے تمام شعبان میں ایک سال اور اکثر شعبان میں دوسرے سال تاکہ نہ وہم کیا جائے کہ واجب ہے سارا مہینہ مانند رمضان کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ ہے کہ کبھی شعبان کے اول سے روزے رکھتے تھے اور کبھی اس کے اخیر سے رکھتے تھے اور کبھی اس کے درمیان سے پس نہ خالی چھوڑتے تھے کسی چیز کو اس سے ساتھ روزے کے اور نہ خاص کرتے تھے بعض اس کے کو ساتھ روزے کے سوائے بعض کے اور صواب پہلی وجہ ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ نبی ﷺ جو شعبان میں بہت روزے رکھتے تھے تو اس کی حکمت کیا ہے۔ سو بعض کہتے ہیں کہ تھے مشغول رہتے تین روزوں ہر مہینے کے سے واسطے سفر وغیرہ کے پس جمع ہوتے پس قضا کرتے تھے ان سب کو شعبان میں اشارہ کیا ہے طرف اس کی ابن بطلان نے اور اس میں ایک حدیث ضعیف وارد ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان کی تعظیم کے واسطے رکھتے تھے اور اس میں بھی ایک حدیث وارد ہو چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی پیہماں نہیں قضا کرتی تھی وہ روزے کہ تھے ان پر رمضان سے یعنی جو روزے ان کے رمضان میں عذر حیض سے قضا ہو جاتے تھے ان کو شعبان میں قضا کرتی تھیں۔ اور یہ عکس اس چیز کا ہے جو پہلے گزر چکا ہے حکمت سے بچ ہونے بیبیوں نبی ﷺ کے بچ ہونے ان کے کہ نہیں موخر کرتیں قضا رمضان کو شعبان میں اس واسطے کہ وارد ہو چکا ہے اس میں کہ یہ تاخیر واسطے ہونے ان کے کہ تھیں مشغول ہوتیں ساتھ خدمت نبی ﷺ کے روزے سے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ اس کے پیچھے رمضان آتا ہے اور اس کا روزہ فرض ہے اور تھے بہت روزے رکھتے شعبان میں بقدر اس چیز کے کہ روزے رکھتے دو مہینوں میں سوائے اس

کے واسطے اس چیز کے فوت ہوتا تھا آپ ﷺ سے نفل روزے سے ساتھ اس کے بیچ دنوں رمضان کے اور اولیٰ اس باب میں وہ ہے جو آیا ہے ایک حدیث میں کہ زیادہ ترجیح ہے پہلی سب حدیثوں سے کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی وغیرہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول نہیں دیکھتا میں آپ کو کہ روزے رکھتے ہوں کسی مہینے سے اس قدر کہ روزے رکھتے ہیں آپ شعبان سے فرمایا یہ مہینہ ہے کہ غافل ہوتے ہیں لوگ اس سے درمیان رجب اور رمضان کے اور وہ مہینہ ہے کہ اٹھائے جاتے ہیں اس میں عمل طرف رب العالمین کی پس میں دوست رکھتا ہوں کہ میرا عمل اٹھایا جائے اس حال میں کہ میں روزے دار ہوں اور نہیں تعارض ہے درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے حدیثوں سے بیچ نبی کے پیشوائی کرنے رمضان کے سے ساتھ روزے ایک دن یا دو دن کے اور اسی طرح جو آیا ہے کہ شعبان کے اخیر نصف میں روزہ رکھنا منع ہے اس واسطے کہ تطبیق درمیان ان کے ظاہر ہے ساتھ اس کے کہ حمل کی جائے نبی اس شخص پر جس کی ان دنوں میں روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر فضیلت روزہ رکھنے کے شعبان میں اور جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اس سے کہ آپ ﷺ محرم میں بہت روزے کیوں نہیں رکھتے تھے باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ افضل روزہ وہ ہے جو محرم میں واقع ہو ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ نے نہ معلوم کیا اس کو مگر اپنی آخر عمر میں پس نہ طاق پائی آپ ﷺ اس پر کہ محرم میں بہت روزے رکھیں یعنی آپ کو اس کا موقع نہ ملایا اتفاق پیش آئی آپ ﷺ کو اعذار سے ساتھ سفر اور بیماری کے مثلاً وہ چیز کہ باز رکھا آپ ﷺ کو کثرت صوم سے بیچ اس کے اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے کلام اوپر اس حدیث کے کہ نہیں تھکتا یعنی ثواب دینے سے اللہ یہاں تک کہ تم عمل سے تھک جاؤ اور مناسبت اس کی واسطے حدیث کے اشارت ہے طرف اس کی کہ تحقیق روزہ نبی ﷺ کا نہیں لائق ہے یہ کہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے بیچ اس کے مگر یہ جو طاقت رکھے اس چیز کی کہ تھے طاقت رکھتے اور یہ کہ جو مشقت میں ڈالے جان اپنی کو بیچ کسی چیز کے عبادت سے تو خوف ہے اس پر کہ تھک جائے پس پہنچائے گا طرف ترک اس کی کے اور ہیکلی کر کے عبادت پر اگر چہ تھوڑی ہو اولیٰ ہے مشقت نفس سے بیچ کثرت اس کی کے جبکہ قطع ہو جائے پس تھوڑا عمل جو ہمیشہ ہوتا رہے افضل ہے بہت سے کہ قطع ہوا کثرت اوقات میں۔ (فتح)

۱۸۳۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ شعبان سے زیادہ تر کسی مہینے میں روزے نہ رکھتے تھے پس تحقیق نبی ﷺ کل شعبان کے روزے رکھتے تھے یعنی اکثر شعبان کے اور فرماتے تھے کہ نیک عمل اتنے کرو جتنے تم سے ہو سکیں اس واسطے کہ اللہ ثواب دینے سے تھکتا نہیں حتیٰ کہ تم عمل

۱۸۲۴۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ قُصَّالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ

کرتے تھک جاؤ یعنی عبادت وہی بہتر ہے جو ہمیشہ ہو سکے جس سے دل اداس نہ ہو اور نبی ﷺ کے نزدیک سب عملوں سے بہت پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور نبی ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر بیٹھتی کرتے تھے۔

كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُوِّمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوِمَ عَلَيْهَا.

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ جھکنے سے مراد ماندگی ہے اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہے پس واجب ہے تاویل کرنی اس کی پس کہا محققون نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ معاملہ کرے تم سے معاملہ جھکنے کا پس بند کر دے تم سے ثواب اپنا اور فضل اپنا اور رحمت اپنی۔ (ق)

بَابُ مَا يُذَكَّرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِفْطَارِهِ

فائدہ: یعنی نقلی روزے سے اور روزوں کے درمیان افطار کرنے سے ابن مزیر نے کہا کہ نسبت کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے باب کو طرف نبی ﷺ کی اور مطلق چھوڑا اس کو تاکہ سمجھی جائے ترغیب واسطے امت کے کہ شعبان کے روزے رکھنے میں نبی ﷺ کی پیروی کریں اور قصد کیا ساتھ اس باب کے بیان کرنا حال نبی ﷺ کا۔ (فتح)

۱۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَيَصُومُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللَّهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللَّهِ لَا يُصُومُ

فائدہ: اس حدیث سے نبی ﷺ کی عادت شریف نقلی روزے میں معلوم ہوئی۔

۱۸۲۶۔ اُس نبی ﷺ سے روایت ہے کہ تھے نبی ﷺ روزہ کھولتے کسی مہینے میں یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی روزہ نہ رکھیں گے اور تھے روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی روزہ نہ کریں گے

۱۸۲۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ

اور اگر تو چاہے یہ کہ دیکھے نبی کریم ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے تو آپ کو اس طرح ہی دیکھ سکتا ہے اور اگر تو چاہے آپ ﷺ کو سوتے ہوئے تو تو آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھ سکے گا۔

۱۸۳۷۔ حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے روزے کا حال پوچھا سو اس نے کہا کہ نہ تھا میں دوست رکھتا یہ کہ میں دیکھوں نبی ﷺ کو مہینے میں روزے دار مگر کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور نہ افطار کرنے والے مگر کہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ دوست رکھتا تھا میں یہ کہ نبی ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے دیکھوں مگر کہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ سونے والے مگر کہ آپ کو دیکھا اور نہیں چھو میں نے خز کو اور نہ ریشم کو کہ نرم ہو نبی ﷺ کی ہتھیلی سے اور نہیں سونگھا میں نے کسی مشک کو اور نہ عنبر کو کہ زیادہ تر خوشبو دار ہو نبی ﷺ کی خوشبو سے۔

مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظَنَّ أَنَّ لَا يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى نَظَنَّ أَنَّ لَا يُفْطِرُ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَانِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَقَالَ سَلِيمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا فِي الصَّوْمِ.

۱۸۳۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا نَانِمًا إِلَّا رَأَيْتُهُ وَلَا مَسِسْتُ خِزَّةً وَلَا حَرِيرَةً أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَبِيرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی نبی ﷺ کا حال نفل روزے اور نماز میں مختلف تھا سو کبھی تو اول رات میں کھڑے ہوتے تھے اور کبھی اس کے درمیان میں اور کبھی اس کے اخیر میں۔ جیسا کہ کبھی مہینے کے اول میں روزے رکھتے تھے اور کبھی اس کے درمیان میں اور کبھی اس کے اخیر میں سو جو چاہتا تھا کہ آپ کو رات کے کسی وقت میں نماز پڑھتے دیکھے یا مہینے کے کسی وقت میں روزے دار دیکھے اور بار بار آپ کو تاک لگائے تو ضروری ہے کہ آپ کو نماز پڑھتے اور روزے دار پائے موافق اس کے کہ آپ کو دیکھنا چاہے یہ ہیں معنی حدیث کے اور یہ مراد نہیں کہ آپ پے در پے روزے رکھتے تھے اور نہ یہ کہ آپ تمام رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے تھے۔ اور یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی ﷺ کوئی نماز نفل پڑھتے تھے تو اس پر پہنچتی کرتے تھے تو مراد اس سے موکدہ سنتیں ہیں نہ مطلق نفل پس یہ ہے وجہ تطبیق کی درمیان دونوں حدیثوں کے نہیں تو ظاہر میں دونوں آپس میں معارض ہیں، اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تھے نبی ﷺ اوپر کامل ترین صفتوں کے ارزوی خلق اور پیدائش کے پس آپ کل تھے کمال کا اور جل جلال کا

اور جملہ جمال کا اور آپ پر افضل صلوٰۃ اور سلام ہو سیاقی بیانہ مستوفی اور باب کی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے نفلی روزہ رکھنا ہر مہینے میں اور یہ کہ مطلق ہے نفلی روزہ مگر وہ چیز کہ منع کیا گیا ہے اس سے اور یہ کہ نہ نبی ﷺ نے ہمیشہ روزہ رکھا ہے اور نہ تمام رات کھڑے ہوئے ہیں اور گویا کہ آپ نے اس کو ترک کیا تاکہ نہ پیروی کی جائے آپ کی پس دشوار ہو امت پر اگرچہ آپ کو اس قدر قوت ملی تھی کہ اگر آپ اس کا التزام کرتے تو اس پر قادر تھے لیکن عبادت میں میانہ روی اختیار کی سو کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا اور کبھی رات کو کھڑے ہوئے اور کبھی سوئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانی چیز پر اگرچہ نہ ہو اس جگہ وہ شخص کہ اس سے انکار کرے واسطے مبالغہ کرنے کے اس کی تاکید میں بیچ نفس سامع کے۔ (فتح) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا پسینہ عطر سے زیادہ تر خوشبو دار تھا۔

بابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ
حق مہمان کا روزے میں یعنی اگر روزہ نفل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر سے روزہ کھول ڈالے
فائدہ: ابن مزین نے کہا کہ اگر کتا حق مہمان افطار میں تو البتہ ہوتا واضح تر لیکن اس سے روزے کی تعیین نہ سمجھی جاتی تھی پس محتاج ہوتا بخاری یہ کہ کبھی روزے سے اور ہوگی وہ چیز کہ باب باندھا ساتھ اس کے اختصار اور ایجاز سے۔ (فتح)

۱۸۳۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْقَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَذَكَرَ الْحَدِيثَ يَعْنِي إِنَّ لِرُزُوكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرُزُوكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ.

۱۸۳۸۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے پس ذکر کی ساری حدیث یعنی بے شک تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے سو میں نے کہا کہ کیا ہے روزہ داؤد علیہ السلام کا فرمایا آدھا زمانہ یعنی ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے میں مہمان کا بھی حق ہے یعنی گھر والے کو چاہیے کہ اس کی خاطر نفل روزہ افطار کرے۔

بابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ
حق بدن کا روزے میں یعنی روزے نفل میں بدن کی بھی رعایت کرنی ضروری ہے روزے رکھنے میں ایسی افراط نہ کرے کہ بدن ضعیف اور بیمار ہو جائے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ حق کے اس جگہ مطلوب ہی عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مندوب اس بنا پر واجب پس خاص ہے ساتھ اس وقت کے جب کہ خوف کرے تلف کا اور نہیں ہے وہ مراد اس جگہ میں۔ (فتح)

۱۸۳۹۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبد اللہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوتی کہ تو روزہ رکھا کرتا ہے دن کو اور کھڑا ہوتا ہے رات کو میں نے کہا کہ کیوں نہیں یا نبی ﷺ فرمایا سو ایسا نہ کیا کر یعنی ہمیشہ روزہ اور قیام نہ کیا کر سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سو یا بھی کر اس واسطے کہ بے شک تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری دونوں آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے تیرے پیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور کافی ہے تجھ پر کہ روزہ رکھے تو ہر مہینے سے تین دن اور اس واسطے کہ بے شک تجھ کو ہر نیکی کے بدلے دس گنا ثواب ہے کہ بے شک وہ ساری عمر کا روزہ ہے۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سو سختی پکڑی میں نے اوپر اپنے سوختی پکڑی گئی اوپر میرے میں نے کہا یا نبی ﷺ میں اپنے بدن میں قوت پاتا ہوں کہ روزہ مجھ کو ضعف نہ لائے فرمایا پس روزہ رکھ مانند روزے داؤد علیہ السلام کی اس پر زیادہ نہ کر میں نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پیغمبر کا روزہ کیا تھا فرمایا آدھا زمانہ رادی نے کہا پس تھے عبد اللہ کہتے بعد اس کے کہ بوڑھے ہوئے کہ کاش میں نے نبی ﷺ کی رخصت قبول کی ہوتی یعنی ہر مہینے میں تین روزے رکھنا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا اور اس سختی کا اپنے اوپر التزام نہ کرتا کہ اب ان دنوں میں بڑھاپا ضعف لایا ہے۔

۱۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدُ اللَّهِ أَلَمْ أَخْبَرَ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرُوحِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرِزْقِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَإِنَّ ذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ فَشَدَدْتُ فَشَدَدَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَمَا كَانَ صِيَامَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نِصْفَ الدَّهْرِ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ بَعْدَ مَا كَبُرَ يَا لَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بوڑھے ہوئے اور عاجز ہوئے محافظت سے اوپر اس چیز کے کہ التزام کیا اس کو اپنی جان پر نزدیک نبی ﷺ کے پس دشوار ہوا ان پر فعل ان کا واسطے عاجز ہونے

ان کے اور خوش لگا اس کو یہ کہ چھوڑی اس کو واسطے التزام کرنے اس کے کی پس تمنا کی انہوں نے یہ بات کہ کاش میں رخصت کو قبول کرتا اور ہلکی چیز کو پکڑتا میں کہتا ہوں عبداللہ بن عمرو نے باوجود عجز اپنے کے اور تمنا کرنے اس بات کے کہ رخصت کو قبول کرتا نہ چھوڑا انہوں نے عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس کو اپنے اوپر لازم کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الذَّهْرِ

فائدہ: یعنی کیا ہمیشہ روزہ رکھنا مشروع ہے یا نہیں ابن مزیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا صریح حکم کوئی بیان نہیں کیا اس واسطے کہ دلیلیں اس میں متعارض ہیں اور احتمال ہے کہ یہ منع عبداللہ کے ساتھ خاص ہو واسطے اس چیز کے کہ اطلاع پائی اس پر نبی ﷺ نے آئندہ حال سے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص کہ اس کے معنی میں ہے ان مخصوص کے کہ ضرر پائے ساتھ پے در پے روزہ رکھنے سے اور باقی رہے گا غیر اس کا حکم جواز پر یعنی اس کے سوا اور شخص کو ہمیشہ روزہ رکھنا درست ہوگا واسطے عام ہونے ترغیب کے مطلق روزے میں کما سیاتی فی الجہاد کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھے تو دور کرتا ہے اللہ منہ اس کے کو آگ سے۔

۱۸۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ

الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَقُولُ وَاللَّهِ

لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ

فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتَهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَالَ

لَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ

وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ

الْحَسَنَةَ بَعُشْرُ أَمْثَالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ

الذَّهْرِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ

فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ

أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ

يَوْمًا فَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ

أَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ

۱۸۴۰۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو

خبر ہوئی کہ میں کہتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں دن کو

روزہ رکھا کروں گا اور رات بھر نماز پڑھا کروں گا یعنی ہمیشہ

ایسا کروں گا جب تک کہ جیتا رہوں گا سو میں نے آپ ﷺ

سے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کہ میں

نے یہ بات کہی ہے فرمایا کہ بے شک تو اس کی طاقت نہیں

رکھتا سو کبھی روزہ رکھا کر اور کبھی نہ رکھ اور کبھی کھڑا ہوا کر اور

کبھی سویا کر اور روزہ رکھ ہر مہینے سے تین دن اس واسطے کہ

ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہے اور یہ ہمیشہ کے

روزے کی مانند ہے میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت

رکھتا ہوں فرمایا پس ایک دن روزہ رکھ اور دو دن نہ رکھ میں

نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس

ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ اور یہ روزہ داؤد علیہ السلام کا

ہے اور وہ سب روزوں سے بہتر ہے پس میں نے کہا کہ میں

اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی

ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ.

روزہ اس سے افضل نہیں۔

فائدہ: یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھ تین دن ہر مہینے سے تو یہ بیان ہے واسطے اس چیز کے کہ اجمال کیا گیا ہے سچ قول آپ ﷺ کے فصم و افطر کے اور تقریر آپ ﷺ کی کہ اوپر ظاہر اس کے اس واسطے کہ اطلاق مساوات کو چاہتا ہے اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ کے روزے کی طرح ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مانند ہونا نہیں مستلزم ہے مساوات کو ہر وجہ سے اس واسطے کہ مراد اس جگہ دوگنا ہونا ہے سوائے اس دوگنا ہونے کے کہ حاصل ہے فعل سے لیکن صادق آتا ہے اس کے فاعل پر بطور مجاز کے کہ اس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الْأَهْلِ فِي الصَّوْمِ رَوَاهُ أَبُو جَحْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گھر والوں کا روزے میں حق ہے یعنی بیوی اور بال بچوں کا روایت کی ہے یہ حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

۱۸۴۱۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو خبر پہنچی کہ میں پے در پے روزے رکھتا ہوں سو یا تو نبی ﷺ نے میری طرف کسی کو بھیجا یا میں خود نبی ﷺ سے ملا یعنی اتفاقاً سو فرمایا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو روزہ رکھا کرتا ہے اور افطار نہیں کرتا اور رات کو نماز پڑھا کرتا ہے اور کبھی نہیں سوتا سو ایسا نہ کیا کر کہ اس واسطے کہ تیری آنکھوں کا تجھ پر حصہ ہے اور تیرے نفس اور تیرے اہل کا بھی تجھ پر حصہ ہے میں نے کہا کہ میں ہمیشہ کے روزے کی طاقت رکھتا ہوں سو فرمایا کہ روزہ رکھ مانند روزے داؤد علیہ السلام کی انہوں نے کہا کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ کس طرح تھا فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور جب دشمن سے ملتے تھے تو نہ بھاگتے تھے یعنی ایک دن افطار کرنے کے ساتھ اپنی قوت کو نگاہ رکھتے تھے تاکہ دشمن کے مقابلے سے نہ بھاگیں عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا نبی ﷺ کون ہے واسطے میرے کہ ذمہ دار ہو ساتھ اس خصلت اخیر کے کہ نہ بھاگتا ہے دشمن

۱۸۴۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءَ أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِنَّمَا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا لَقِيَهُ فَقَالَ أَلَمْ أَخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تَفْطِرُ وَتُصَلِّي فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِن لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَإِن لِنَفْسِكَ وَأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَظًّا قَالَ إِنِّي لَأَقْوَى لِذَلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَغْتَرُّ إِذَا لَاقَى قَالَ مَنْ لِي بِهِ يَا نَبِيَّ اللَّهُ قَالَ عَطَاءٌ لَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ مَرَّتَيْنِ.

سے یعنی اس کی دشواری اس پر زیادہ ہے کہ میں اس کے ذمہ سے باہر آؤں اور اس میں اپنی قوت کو ظاہر کروں عطا نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کس طرح آیا ہے ذکر روزے عمر بھر کا اس حدیث میں مگر میں یاد رکھتا ہوں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں روزہ رکھا جس نے روزہ رکھا یہ آپ ﷺ نے دو بار فرمایا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ نے زیادت سے منع فرمایا اور حکم کیا اس کو یہ کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے اور فرمایا کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں اور آپ ﷺ نے دعا کی اس پر جو ہمیشہ روزہ رکھے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی لا صام کے نفی ہیں یعنی اس نے روزہ نہیں رکھا مانند آیت فلا صدق ولا صلی اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کو کسی نے ہمیشہ کے روزے کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا یعنی نہیں حاصل ہوتا اس کو ثواب روزے کا واسطے مخالفت اس کی کے اور نہیں افطار کیا اس واسطے کہ کھانے پینے سے بند رہا اور اسحاق اور اہل ظاہر کا یہ مذہب ہے کہ عمر بھر کا روزہ مطلق مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور خلاف کیا ابن حزم نے پس کہا کہ حرام ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمرو شیبانی سے روایت کی کہ نبی ﷺ کو خبر ہوئی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو اس کے پاس آئے اور اس پر کوڑا بلند کیا اور کہنے لگے کہ اے دہری اور اس نے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن ابی نعیم ہمیشہ روزہ رکھتا تھا سو عمرو بن میمون نے کہا کہ اگر نبی ﷺ کے اصحاب اس کو دیکھتے تو اس کو سنگسار کرتے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمیشہ روزہ رکھے اس پر دو ذرخ ہمیشہ تنگ ہو جاتی ہے۔ روایت کی یہ حدیث احمد اور نسائی وغیرہ نے اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ تنگ ہوتی ہے واسطے اس کے بند کرنے اس کے بچ اس کے واسطے سختی کرنے اس کے اپنی جان پر اور حمل کرنے اس کے کے اوپر اس کے اور منہ پھیرنے اس کے اپنے نبی کی سنت سے اور اعتقاد کرنے اس کے کہ غیر سنت کا افضل ہے اس سے اور یہ چاہتا ہے وعید شدید کو پس ہوگا حرام اور ابن عربی مالکی کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مطلق مکروہ ہے سو اس نے کہا کہ اگر معنی لا صام من صام الابد کے دعا کے ہوں تو خرابی ہے اس کو کہ جس کو نبی ﷺ کی دعا پہنچی اور معنی اس کے خبر ہوں تو خرابی ہو اس کو جس کے حال سے نبی ﷺ نے خبر دی کہ اس نے روزہ نہیں رکھا اور جب اس نے شرعاً روزہ نہ رکھا تو نہیں لکھا جاتا واسطے اس کے ثواب اس واسطے کہ نبی ﷺ کے قول کا سچ ہونا لازم ہے۔ اس واسطے کہ آپ نے اس سے روزے کی نفی کی اور تحقیق نفی کی گئی ہے اس سے فضیلت کی کما تقدم پس کس طرح طلب کی جائے گی فضیلت اس چیز میں کہ نفی کی اس سے نبی ﷺ نے اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا

جائز ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے نبی کی حدیثوں کو اس شخص پر کہ روزہ رکھے اس کو حقیقہً اس واسطے کہ داخل ہوتی ہے اس میں وہ چیز کہ اس کا روزہ حرام ہے مانند عیدین کی اور یہی ہے مختار نزدیک ابن منذر اور ایک جماعت کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی کی مانند مروی ہے۔ اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ فرمایا اس شخص کے جواب میں جس نے آپ سے ہمیشہ کے روزے کا حکم پوچھا تھا کہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ اس میں ثواب ہے اور نہ گناہ اور جو حرام دنوں میں روزہ رکھے اس میں یہ نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ وہ نزدیک اس شخص کے جائز رکھتا ہے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مگر حرام دنوں میں ہوگا مستحب اور حرام اور حرام دن متثنیٰ ہیں ساتھ شرع کے نہیں لائق ہیں واسطے روزے کے شرعاً پس وہ بجائے رات کے ہیں اور دنوں حیض کے پس نہ داخل ہوں گے سوال میں نزدیک اس شخص کے کہ ان کی حرمت کو جانتا ہو اور نہیں لائق ہے جواب ساتھ قول آپ کے کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا واسطے اس شخص کے کہ نہ جانتا ہو حرام ہونے ان کے کو اور بعض کہتے ہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مستحب ہے واسطے اس کے جو اس پر قادر ہو اور نہ فوت کرے اس میں کسی حق کو اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ سبکی نے کہا ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جو کوئی حق کو فوت کرے اس کو روزہ رکھنا مطلق مکروہ ہے اور نہیں ظاہر کیا انہوں نے کہ مراد ساتھ حق کے کہ واجب ہے یا مندوب اور مدلل یہ بات ہے کہ کہا جائے کہ اگر جانے کہ حق واجب فوت ہوگا تو حرام ہے اور اگر جانے کہ حق مستحب فوت ہوگا جو اولیٰ ہے روزے سے تو مکروہ ہوگا اور اگر اس کے قائم مقام ہو تو مکروہ نہیں ہوگا۔ اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے اور ان کے دلائل سے حمزہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اور وہ حدیث جو پہلے گزری اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس نے کہا کہ یا نبی ﷺ میں پے در پے روزے رکھتا ہوں پس حمل کیا ہے انہوں نے نبی ﷺ کی اس حدیث کو جو عبد اللہ کے واسطے فرمائی کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص کہ اس کے معنی میں ہے جو اپنے نفس کو مشقت میں ڈالے یا کوئی حق فوت کرے اور اسی واسطے نہ منع کیا حمزہ کو پے در پے روزے رکھنے سے پس اگر پے در پے روزے رکھنے منع ہوتے تو آپ ﷺ اس کو بیان فرماتے اس واسطے کہ تاخیر بیان کی وقت حاجت سے درست نہیں یہ بات نووی نے کہی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سوال حمزہ کا سوائے اس کے نہیں کہ سفر کے روزے سے تھا نہ کہ ہمیشہ کے روزے سے، اور نہیں لازم آتا پے در پے روزے رکھنے سے روزہ عمر بھر کا اور جواب دیا ہے انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اس طرح کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ دوزخ تک ہو جاتی ہے اس سے پس نہ داخل ہوگا وہ اس میں اور نہیں مشابہ ہے یہ کہ ہوا اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ جو اللہ کے لیے عمل زیادہ کرے اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے۔ اور ترجیح دی ہے اس تاویل کو ایک جماعت نے انہیں میں سے ہیں امام غزالی رحمہ اللہ سو کہتے ہیں کہ اس

کے لیے مناسب ہے کہ اس جہت سے کہ جب روزے دار نے اپنی جان پر شہوات کے راستے بند کیے ساتھ روزے کے تو ننگ کرے گا اللہ واسطے اس کے آگ کو پس نہ باقی رہے گی اس میں کوئی جگہ کہ وہ اس میں داخل ہو، اس واسطے کہ اس نے دوزخ کے راہوں کو عبادت سے بند کر دیا۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طرح کے کہ نہیں ہر عمل نیک کہ جب بندہ اس کو زیادہ کرے تو اس کو اللہ سے تقرب زیادہ ہو بلکہ بہت عمل نیک ایسے ہیں کہ آدمی ان کو جس قدر زیادہ کرے اس قدر اللہ سے دور ہوتا ہے، مانند نماز کی مکروہ اوقات میں۔ اور اولیٰ جاری کرنا حدیث کا ہے اپنے ظاہر پر اور حمل کرنا اس کا اس پر جو فوت کرے حق واجب کو ساتھ اس کے پس تحقیق متوجہ ہوتی ہے وعید طرف اس کی اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو حدیث باب کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ جو رمضان کے روزے رکھے پھر چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا کہ اس نے ساری عمر روزہ رکھا۔ کہتے ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ عمر کا روزہ افضل ہے اس سے کہ تشبیہ دیا گیا ہے ساتھ اس کے اور یہی امر مطلوب ہے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تشبیہ ساتھ امر مقدر کے نہیں چاہتی ہے اس کے جواز کو چہ جائے کہ اس کے استحباب کو چاہے سوائے اس کے نہیں کہ مراد تو حاصل ہونا ثواب کا ہے بر تقدیر مشروع ہونے روزے تین سو ساٹھ دن کے اور یہ بات معلوم ہے کہ مکلف کو سارے برس کا روزہ رکھنا درست نہیں پس نہیں دلالت کرتی تشبیہ اوپر افضل ہونے مشبہ کے ہر وجہ سے۔ اور جو لوگ عمر بھر کے روزے کو جائز کہتے ہیں ساتھ شرط مقدم کے ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا وہ افضل ہے یا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا افضل ہے۔ سوا یک گروہ علماء کا کہتے ہیں کہ عمر بھر کا روزہ افضل ہے اس واسطے کہ اس میں عمل زیادہ ہے پس اس کا اجر بھی زیادہ ہوگا، اور جس کا اجر زیادہ ہوگا اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے امام غزالی رحمہ اللہ نے پہلے اور قید کیا ہے اس کو ساتھ اس شرط کے کہ ممنوع دنوں میں روزہ نہ رکھے اور یہ کہ سنت سے منہ نہ پھیرے، اس طرح کہ کرے روزے کو بندش اپنی جان پر اور جب اس سے امن میں ہو تو روزہ افضل اعمال سے ہے پس جس قدر زیادہ رکھے اس قدر زیادہ ثواب ہوگا۔ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے ساتھ اس کے کہ عملوں کی بھلایاں اور مفاسد آپس میں معارض ہیں اور مقدار ان کی ہر ایک میں سے ترغیب اور منع میں غیر ثابت ہے پس زیادہ ہونا اجر کا ساتھ زیادہ ہونے عمل کے اس چیز میں کہ معارض ہے اس کو اقتضاء عادت سے تصور دوسرے حقوق میں کہ معارض ہے ان کو عمل مذکور اور مقدار فائت کی اس سے ساتھ مقدار حاصل کے غیر ثابت ہے پس اولیٰ تفویض ہے طرف شارع کی اور واسطے اس کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث کہ نہیں کوئی روزہ افضل اس سے اور یہ حدیث کہ یہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ روزہ داؤد رحمہ اللہ کا افضل ہے اور یہی ہے ظاہر حدیث کا بلکہ یہ صریح ہے اور ترجیح پاتا ہے

باعتبار معنی کے بھی ساتھ اس کے کہ روزہ عمر بھر کا کبھی فوت کرتا ہے بعض حقوق کو کما تقدّم اور ساتھ اس کے کہ جو اس کی عادت کرے پس تحقیق نہیں قریب ہے کہ وہ اس پر مشکل ہو بلکہ ضعیف ہو جاتی ہے شہوت اس کی کھانے سے اور کم ہوتی ہے حاجت اس کی طرف کھانے اور پینے کی دن کو اور مالوف ہوتا ہے اس کو کھانا رات میں ساتھ اس طرح کے کہ پیدا ہوتی ہے واسطے اس کے اس کے طبع زائد بخلاف اس شخص کے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے کہ وہ انتقال کرتا ہے روزے سے طرف فطر کی اور فطر سے طرف روزے کی اور تحقیق نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے بعض اہل علم سے کہ وہ دشوار تر روزہ ہے اور امن میں ہوتا ہے اکثر اوقات فوت کرنے حقوق سے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی قریب بیچ حق داؤد علیہ السلام کے اور نہ بھاگتے تھے جب کہ ملاقات کرتے اس واسطے کہ بھاگنے کے اسباب سے ضعیف ہونا بدن کا ہے اور نہیں شک ہے یہ کہ پے در پے روزہ رکھنا ضعیف کرتا ہے اس کو اور اس پر محمول ہے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہ اس کو کہا گیا کہ تو روزے کم رکھتا ہے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو قرات سے ضعیف کر ڈالے اور مجھ کو قرات بہت پیاری ہے روزے سے ہاں اگر فرض کیا جائے کہ ایک شخص ایسا ہے کہ روزے کے ساتھ کوئی نیک عمل اس سے فوت نہیں ہوتا اور نہیں فوت کرتا کسی حق کو حقوق سے کہ مخاطب کیا گیا ہے ساتھ اس کے تو نہیں بعید ہے کہ اس کے حق میں ارجح ہو اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن خزمہ رحمہ اللہ نے پس باب باندھا ہے انہوں نے کہ ولیل اوپر اس کے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ درمیانہ روزہ ہے اور بہت پیارا ہے طرف اللہ کی اس واسطے کہ اس کا فاعل ادا کرتا ہے حق نفس اپنے کا اور اہل اور مہمان اپنے کا فطر کے دنوں میں بخلاف اس شخص کے کہ پے در پے روزے رکھے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جس کو اپنی جان میں ضرر نہ ہو اور نہ کوئی حق فوت کرے اس کے حق میں ارجح ہے اور بنا بر اس کے پس مختلف ہو گا یہ ساتھ اختلاف اشخاص کے اور حالات کے، سو جس کا حال زیادہ روزے کو چاہے وہ زیادہ روزے رکھے اور جس کا حال فطر کو زیادہ چاہے وہ کم روزے رکھے۔ (فتح)

ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ

۱۸۳۲۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھ ہر مہینے سے تین دن اس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں پس ہمیشہ آپ ﷺ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ فرمایا کہ پڑھ قرآن کو ہر مہینے یعنی ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم کیا کر عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے

۱۸۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبُورَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُمْ مِنْ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ صُمْ

یَوْمًا وَأَفْطَرُ يَوْمًا فَقَالَ أَقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ فَمَا زَالَ حَتَّى قَالَ فِي ثَلَاثٍ.

زیادہ طاقت رکھتا ہوں پس ہمیشہ آپ ﷺ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ختم کر قرآن کو تین دنوں میں۔

فائدہ: مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا اور ہر شب قرآن کو ختم کیا کرتا تھا اور رفتہ رفتہ تین راتوں میں قرار پایا اور ایک روایت میں ہے کہ سات راتوں میں امر قرار پایا اور فرمایا کہ اس سے زیادہ نہ کر اور مصابیح میں کہا ہے کہ اسی سبب سے منع کیا ہے بہت علماء نے زیادہ کرنے کو سات رات سے۔

بَابُ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فائدہ: زین بن میر نے کہا کہ جدا کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے باب صوم یوم و افطار یوم کو واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ وہ افضل ہے اور جدا کیا داؤد علیہ السلام کے روزے کو ساتھ ذکر کر کے واسطے اشارت کے طرف اقتدا کی ساتھ ان کے بیچ اس کے۔ (فتح)

۱۸۴۳۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الْمَكِّيَّ وَكَانَ شَاعِرًا وَكَانَ لَا يُتِّهِمُ فِي حَدِيثِهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَتَصُومُ الذَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَفِثَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الذَّهْرَ صَوْمَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ صَوْمَ الذَّهْرِ كُلُّهُ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى.

۱۸۴۳۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ تو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور رات کو ہمیشہ نماز پڑھا کرتا ہے میں نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ تو یوں ہی کرے گا تو تیری دونوں آنکھیں ناتوانی سے اندر گھس جائیں گی اور تیری جان ضعیف ہو جائے گی۔ نہیں روزہ رکھا اس نے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھنا ساری عمر کا روزہ ہے یعنی اس کے برابر ثواب ہے میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس روزہ رکھ روزہ داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور نہ بھاگتے تھے جب کہ ملتے دشمن سے۔

۱۸۴۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ

۱۸۴۴۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس میرے روزے کا ذکر ہوا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میرے

پاس آئے سو میں نے آپ کے لیے چڑے کا گداڑا جس کے اندر کھجور کا چڑا بھرا ہوا تھا یعنی روٹی کی جگہ سو آپ ﷺ زمین پر بیٹھے اور تکیہ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ہوا سو فرمایا کہ کیا تجھ کو ہر مہینے سے تین روزے کفایت نہیں کرتے میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر مہینے سے پانچ روزے رکھ میں نے کہا یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا سات روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر مہینے سے گیارہ روزے رکھ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے سے اوپر کوئی روزہ نہیں کہ وہ آدھا زمانہ ہے ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ کہ یہ آدمی عمر کا روزہ ہے۔

خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِجِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشَوَهَا لَيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتْ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِحْدَى عَشْرَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَطْرَ الذَّهْرِ صُمُّ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا.

فائدہ: اس حدیث سے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کا حال معلوم ہوا اور اس باب میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس میں داؤد علیہ السلام کی پیروی کی جائے۔ اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت ﷺ اوپر اس کے تواضع سے اور ترک ترفع (تکلف) سے اوپر ہم نشین اپنے کے اور نیز اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ اوپر اصحاب رضی اللہ عنہم کے اکثر اوقات حضرت ﷺ کے زمانے میں تنگی معاش کی تھی اس واسطے کہ اگر ان کے نزدیک اس سے عمدہ گدا ہوتا تو تعظیم کرتے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں کئی فائدے ہیں سو اس کے کہ جو پہلے بیان میں گزرے۔ بیان ہے نرمی حضرت ﷺ ساتھ امت اپنی کے اور شفقت کی اوپر ان کے اور راہ دکھانا ان کا طرف مصلحت کی ان کی اور ترغیب دینی ان کی اوپر اس چیز کے کہ طاقت رکھیں ہیئتگی کی اوپر اس کے اور منع کرنا غلطی کرنے سے عبادت میں واسطے اس کے کہ خوف کیا جاتا ہے پہنچانے اس کے سے طرف ماندگی کی جو پہنچانے والی ہے طرف ترک کی یا ترک بعض کی اور تحقیق مذمت کی ہے اللہ نے اس قوم کی کہ لازم کیا انہوں نے عبادت کو اوپر اپنے پھر اس میں تصور کیا اور یہ کہ اگر آدمی کسی وظیفے کو اختیار کرے تو مستحب ہے کہ اس کو ہمیشہ کیا کرے اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی نیک عملوں سے اور وردوں سے یعنی جب کہ امن ہو ریا سے اور یہ کہ جائز

ہے قسم کھانی اور لازم پکڑنے عبادت کے اور فائدہ اس کا استعانت ہے ساتھ قسم کے اوپر نشاط کے واسطے اس کے اور یہ کہ یہ نہیں مغل ہے ساتھ صحت نیت کے اور اخلاص کے بیچ اس کے اور یہ کہ اس پر قسم کھانی نہیں لاحق کرتی اس کو ساتھ نذر کے جس کا پورا کرنا واجب ہے اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی بغیر طلب کرنے قسم کے اور یہ کہ مطلق نفل کی تحدید لائق نہیں بلکہ مختلف ہے حال ساتھ اختلاف اشخاص کے اور اوقات اور احوال کے اور یہ کہ جائز ہے قربان کرنا ماں باپ کا اور اس میں اشارت ہے طرف پیروی کی ساتھ پیغمبروں کے بیچ انواع عبادتوں کے اور یہ کہ عبادتوں کے ترک کرنے میں ماں باپ کی فرمانبرداری واجب نہیں اور اسی واسطے محتاج ہوئے عمر و بنی اللہ طرف شکایت اپنے بیٹے عبداللہ بن علیؓ کی اور نہ انکار کیا اس پر حضرت ﷺ نے بیچ ترک کرنے اطاعت باپ اپنے کی اور یہ کہ جائز ہے فاضل کو زیارت کرنی مفضول کی اس کے گھر میں اور تعظیم کرنی مہمان کی ساتھ ڈالنے فرش وغیرہ کے تلے اس کے اور تواضع کرنی زائر کی ساتھ بیٹھنے اپنے کے سوائے اس چیز کے کہ بچائی جائے واسطے اس کے اور یہ کہ اس میں اس پر کچھ حرج نہیں جب کہ ہو بطور تواضع اور اکرام کے واسطے زیارت کیے گئے کے۔ (فتح)

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ الْبَيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ باب ہے بیان میں روزوں ایام بیض کے تیرہویں اور
وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ چودہویں اور پندرہویں ہر چاند کی ہے

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ بیض سے مراد تین ہیں اور وہ راتیں ہیں کہ ان میں چاند اول رات سے اخیر تک باقی رہتا ہے یہاں تک کہ جو ایلقی نے کہا کی جو بیض کے دنوں کو صفت بنائے اس نے خطا کی اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ دن کامل وہ دن ہے ساتھ رات اپنی کے اور نہیں تمام مہینے میں کوئی دن کہ سارا روشن ہو مگر یہ دن اس واسطے کہ ان کے دن بھی روشن ہیں اور ان کی راتیں بھی روشن ہیں پس بیض کو دنوں کی صفت ٹھہرانا درست ہے اور حکایت کی ہے ابن بزیہ نے ان کے نام رکھنے میں ساتھ بیض کے کئی اقوال اور جو مستند ہیں طرف اقوال واہیہ کی اور اسماعیل اور ابن بطلال نے کہا کہ باب کی حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے بیچ تین دنوں کے ہر مہینے سے اور بیض معین دفعی کو کہتے ہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں بیض کے دنوں کا ذکر آچکا ہے جیسے کہ احمد اور نسائی وغیرہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس ایک خرگوش بھونا ہوا لایا سو حکم فرمایا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ کھانے اس کے کے اور باز رہا وہ گنوار کھانے سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس چیز نے منع کیا ہے تجھ کو کھانے سے اس نے کہا کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھا کرتا ہے تو بیض کے دنوں میں روزہ رکھا کر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بیض کے دن تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھنے عمر کے روزے

کے برابر ہیں یعنی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ساتھ باب کے اس طرف کہ وصیت ابو ہریرہ رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے یعنی جو باب کی حدیث میں ہے اس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم عام ہے ہر آدمی کو چاہیے کہ یہ روزے رکھے اور ایک روایت میں ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہر مہینے کی ابتداء میں تین روزے رکھا کرتے تھے اور حصہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہر مہینے سے تین دن نہیں پرواہ کرتے تھے کہ مہینے کے کس دن سے روزہ رکھیں کہا پس جس شخص نے جس طرح آپ ﷺ کو کرتے دیکھا اس کو ذکر کیا اور عائشہ رحمہ اللہ نے سب قسم دیکھی اس واسطے اس کو مطلق چھوڑا اور ظاہر یہ بات ہے کہ آپ ﷺ نے جس چیز کا حکم کیا اور جس کی رغبت دلائی اور جس کے ساتھ وصیت کی وہ اولیٰ ہے غیر اس کے سے یعنی اس پر عمل کرنا افضل ہے۔ اور اس طرح خود حضرت ﷺ پس شاید کہ عارض ہوتا تھا آپ ﷺ کو کوئی امر جو باز رکھتا تھا آپ ﷺ کو اس کی رعایت سے یا اس کو بیان جواز کے لیے کرتے تھے تاکہ معلوم ہو کہ ہر طرح سے جائز ہے کوئی قید نہیں اور یہ سب آپ ﷺ کے حق میں افضل ہے۔ اور بیض کے دنوں کو ترجیح ہے ساتھ اس کے کہ وہ مہینے کے درمیان میں ہیں اور درمیان چیز کا زیادہ تر بہتر ہوتا ہے اور نیز اس واسطے کہ اکثر اوقات کسوف اس میں واقع ہوتا ہے اور تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ امر ساتھ زیادہ کرنے عبادت کے جب کہ واقع ہو۔ سو جس کی عادت بیض کے دنوں میں روزہ رکھنے کی ہو جب وہ روزے کی حالت میں کسوف کو پائے گا تو میسر ہوگا اس کو یہ کہ جمع کرے درمیان کئی قسم عبادتوں کے روزے سے اور نماز سے اور خیرات سے، بخلاف اس شخص کے جو ان دنوں میں روزے نہ رکھے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتا واسطے اس کے استدراک روزے اس کے کا اور نہ نزدیک اس شخص کے کہ جائز رکھتا ہے نفل روزے کو بغیر نیت کے رات سے مگر یہ کہ موافق پڑے کسوف کو اول دن سے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر مہینے کے ابتداء میں تین روزے رکھنے کو ترجیح ہے اس واسطے کہ آدمی نہیں جانتا کہ کیا چیز عارض ہوگی اس کو موانع سے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر دس دن کے اول میں ایک روزہ رکھے اور واسطے اس کے وجہ ہے عقل میں اور یہی منقول ہے ابو داؤد رحمہ اللہ سے اور عائشہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ روزہ رکھتے ایک مہینے سے ہفتہ اور اتوار اور پیر کو اور دوسرے کسی مہینے کو منگل اور بدھ اور جمعرات کو اور گویا کہ غرض ساتھ اس کے یہ ہے کہ اکثر اوقات ہفتے کے سب دنوں میں روزہ رکھے اور ابراہیم خفی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے کہ مہینے کے اخیر میں روزے رکھے تاکہ پہلے گناہوں کا کفارہ ہو اور رویانی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھنے مستحب ہیں اور اگر بیض کے دنوں میں اتفاق پڑے تو بہت پیارا ہوگا اور نیز کئی علماء کی کلام میں یہ ہے کہ مستحب ہونا روزے ایام بیض کا غیر

استحاب روزے تین دنوں کا ہے ہر مہینے سے۔ (فتح)

۱۸۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو
عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بثَلَاثِ صِيَامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ
وَرَزَعَتِي الصُّخْيَ وَأَنْ أُؤْتَرَ قَبْلَ أَنْ آتَا.

فائدہ: خاص کرنا حضرت ﷺ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ اس وصیت کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ قدر موصی بہ وہ
لائق ہے ساتھ حال اس کے اور یہ جو کہا کہ میرے یار نے تو یہ اشارہ ہے طرف موافقت اس کی کے بیچ اختیار
کرنے شغل عبادت کے اوپر شغل دنیا کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھوک پر صبر کیا بیچ ملازمت حضرت ﷺ
کے پس مشابہ ہوا حضرت ﷺ کے حال کو بیچ اختیار کرنے فقر کو کے مال داری پر اور عبودیت کو ملک پر اور پکڑا جاتا
ہے اس سے افتخار کرنا ساتھ صحبت کے اکابر کے جب کہ بطور حبائے نعمت اور شکر اللہ کے نہ بطور فخر کے اور ہمارے
استاذ نے ترمذی کی شرح میں کہا کہ حاصل خلاف کا بیچ تعیین بیض کے نو قول ہیں ایک یہ کہ معین نہ کیے جائیں بلکہ
ان کا معین کرنا مکروہ ہے یہ قول امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے دوم یہ کہ ہر مہینے سے پہلے دن ہیں سوم یہ کہ اول ان
کا بار ہو یہ ہے چہارم یہ کہ اول ان کا تیر ہو یہ ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور صاحبین کا
پنجم یہ کہ اول ان کا اول ہفتہ ہے ابتداء مہینے سے پھر اول منگل ہے اس سے جو اس سے پیچھے ہے اور اسی طرح اور
یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ششم یہ کہ پہلی جمعرات ہے پھر پیر پھر جمعرات ہفتم یہ کہ پہلا پیر ہے پھر جمعرات
پھر پیر ہفتم یہ کہ اول دن ہے اور دسویں اور بیسویں نہم یہ کہ اول ہر دھاکے کا ہے یہ ابن شعبان مالکی سے روایت
ہے میں کہتا ہوں اور ایک قول اور بھی ہے یعنی اخیر تین دن ہیں ہر مہینے سے یہ قول ابراہیم غنی کا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يَفْطِرْ عَنْهُمْ

جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے اور ان کے نزدیک

روزہ نہ کھولے

فائدہ: یعنی نفل روزے میں یہ باب مقابل ہے اس باب کے جو پہلے گزر چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قسم کھائے اپنے
بھائی پر تاکہ افطار کرے نفل روزے میں اور موقع اس کا یہ ہے کہ نہ گمان کیا جائے کہ کھولنا آدمی کا نفل روزے کو
واسطے خاطر داری بھائی اپنے کے لازم ہے اوپر اس کے بلکہ مرجع اس کا یہ ہے کہ ان دونوں میں سے اگر کسی کو روزہ
شاق ہو تو افطار بہتر ہے اور جب معلوم ہوا کہ یہ کسی پر شاق نہیں تو اولیٰ یہ ہے کہ اپنے روزے پر قائم رہے۔ (فتح)

۱۸۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِعَصَا وَسَمَنٍ قَالَ أَعِيدُوا سَمَنَكُمْ فِي سِقَانِهِ وَتَمَرَكُمْ فِي رِغَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ قَدْ عَا لَامَ سُلَيْمٍ وَأَهْلَ بَيْتِهَا فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي خُوصِيصَةً قَالَ مَا هِيَ قَالَتْ خَادِمُكَ أَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِي بِهِ قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ فَإِنِّي لَمِنَ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي أُمَيَّةَ أَنَّهُ دُفِنَ لِصَلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجِ الْبَصْرَةِ بَضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةً حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۴۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے سو وہ حضرت ام سلیم کے آگے کھجوریں اور گھی لائیں سو فرمایا کہ پھر ڈال دو اپنے گھی کو اس کے برتن میں اور خرما کو اس کے برتن میں اس واسطے کہ میں روزے دار ہوں پھر گھر کے ایک کونے کی طرف کھڑے ہوئے اور نفل نماز پڑھی پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا کی سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ام سلیم میرے لیے خاص دعا کیجیے فرمایا وہ کیا ہے اس نے کہا کہ آپ کا خادم انس ہے اس کے حق میں دعا کیجیے سو نہ چھوڑی آپ ام سلیم نے کوئی بھلائی دنیا کی اور آخرت کی مگر میرے لیے اس کے ساتھ دعا کی اور وہ دعا یہ ہے کہ فرمایا کہ الہی روزی دے اس کو بہت مال اور بہت اولاد اور برکت کر اس کو سچ اس کے پس تحقیق البتہ میں سب انصار سے مال میں زیادہ ہوں اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بیٹے امینہ نے کہ دفن ہوئے ہیں کبھی بیٹے میرے یعنی سوائے نواسوں اور پوتوں کے حجاج کے بصرہ میں آنے تک کچھ اوپر ایک سو میں نفر۔

فائدہ: یعنی حجاج کے بصرے میں آنے سے پہلے اتنے حقیقی بیٹے مر چکے تھے اور حجاج کا بصرہ میں آنا ۵۷ھ میں تھا اور انس رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت کچھ اوپر اسی برس کی تھی اور انس رضی اللہ عنہ اس کے بعد ۹۲ھ یا ۹۳ھ تک زندہ رہے اور ان کی عمر سو برس کے قریب پہنچی تھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ کی اولاد بہت تھی کہ کچھ اوپر ایک سو بیس ان میں سے مر چکے تھے اور جو باقی تھے بیٹوں اور پوتوں وغیرہ سے وہ بھی سو کے قریب تھے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے ہیں جائز ہے تصغیر یعنی چھوٹا کہنا کسی کو بطور مہربانی کے نہ بطور حقارت کے اور تحفہ دینا زائر کو ساتھ اس چیز کے کہ حاضر ہو اور جواز پھیر دینا ہدیہ کا جب کہ یہ ہدیہ دینے والے پر دشوار نہ ہو اور یہ کہ اس کا اس کو لینا ہبہ کو پھیر لینا نہیں اور اس میں نگاہ رکھنا کھانے کا ہے اور ترک کرنا قصور کا سچ

اس کے اور جبر کرنا خاطر زیارت کیے گئے جب کہ نہ کھائے نہ پیا اس کے ساتھ دعا کے واسطے اس کے اور شروع ہونا دعا کا بعد نماز کے اور مقدم کرنا نماز کا پہلے طلب حاجت کے اور دعا کرنی ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے اور دعا کرنی ساتھ کثرت مال اور اولاد کے اور یہ کہ یہ آخرت کی بہتری کے منافی نہیں اور یہ کہ فضل کم ہونے دنیا کا مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے اور اس میں زیارت کرنا امام کا ہے اپنے بعض رعیت کو اور داخل ہونا اس کے گھر میں وقت غائب ہونے اس کے اس واسطے کہ نہیں کہا اس نے اس قصے میں کہ اس وقت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اور اس میں اختیار کرنا بیٹے کا ہے اپنی جان پر اور یہ کہ کثرت موت کی اولاد میں نہیں منافی ہے اجابت دعا کے ساتھ کثرت طلب ان کی کے اور نہ برکت طلب کرنے کو بیچ ان کے واسطے اس ثواب کے خاص ہوتا ہے مصیبت سے ساتھ موت ان کی کے اور صبر سے اوپر اس کے اور اس میں بیان کرنا ہے اللہ کی نعمتوں کو اور حضرت ﷺ کے معجزات کو واسطے اس کے کہ آپ کی دعا کی اجابت میں ہے امر تادیر سے اور وہ جمع ہونا کثرت مال کا ہے ساتھ کثرت اولاد کے اور انس رضی اللہ عنہ کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا تھا اور ان کے سوا اور لوگوں کے باغ سال میں ایک بار پھل لاتے تھے۔ (فتح)

مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنے کا بیان

بَابُ الصَّوْمِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ

فائدہ: ابن نمیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں مطلق مہینے کا ذکر کیا ہے اگرچہ باب کی حدیث میں مقید مہینہ مراد ہے اور وہ شعبان ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ یہ حکم شعبان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تاکہ آدمی کو عادت ہو جائے پس یہ جو آیا ہے کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنا منع ہے تو یہ بھی اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کی عادت ہو اس کو روزہ رکھنا درست ہے۔ (فتح)

۱۸۴۷۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے عمران رضی اللہ عنہ کو پوچھا یا کسی اور مرد سے پوچھا اور عمران رضی اللہ عنہ سن رہے تھے سو فرمایا کہ اے باپ فلاں کے کیا تو نے اس مہینے کے اخیر میں روزے نہیں رکھے یعنی رمضان کے، اس مرد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ نہیں، فرمایا کہ جب تو افطار کرے یعنی روزہ رمضان کا تو دو روزے رکھ اور ایک روایت میں شعبان کے اخیر میں روزہ رکھنے کا ذکر آیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ شعبان کا ہونا زیادہ تر صحیح ہے یعنی اس

۱۸۴۷۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

مَهْدِيُّ عَنْ غِيلَانَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ

حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غِيلَانُ بْنُ

جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ

يَسْمَعُ فَقَالَ يَا أَبَا فَلَانِ أَمَا صُمْتَ سَرَرَ

هَذَا الشَّهْرُ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ يَعْنِي رَمَضَانَ

حدیث میں بجائے رمضان کے شعبان کا لفظ آیا ہے۔

قَالَ الرَّجُلُ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ لَمْ يَقُلِ الصَّلْتُ أَظْنُهُ يَعْنِي رَمَضَانَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَرَرِ شُعْبَانَ.

فائدہ: ابو عبیدہ نے کہا کہ مراد ساتھ سورہ کے اخیر مہینے کا ہی نام رکھا گیا وہ ساتھ اس کے واسطے پوشیدہ ہونے چاند کے ان دنوں میں اور وہ اٹھائیسویں اور تیسویں رات ہے اور اوزاعی اور سعید سے روایت ہے کہ مراد سورہ سے اول مہینے کا ہے اور خطاب نے اوزاعی سے جمہور کی طرح نقل کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سر سے درمیان مہینے کا ہے اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ سر جمع سرہ کی ہے اور سرہ چیز کے درمیان کو کہتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ بیض کے دنوں میں روزے رکھنے مستحب ہیں اور وہ مہینے کے درمیان میں ہیں اور یہ کہ اخیر مہینے کے روزے مستحب ہونے میں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی بلکہ اس میں نہی خاص وارد ہوئی ہے اور وہ اخیر شعبان کا ہے واسطے اس کے جو اس کا روزہ رکھے واسطے پیشوائی رمضان کے اور ترجیح دی ہے اس کو نووی نے ساتھ اس کے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے جدا کیا ہے اس روایت کو جس میں سرہ کا لفظ آیا ہے اور اس کے بعد وہ حدیثیں بیان کیں جن میں صیام ایام بیض پر ترغیب ہے لیکن میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں لفظ سرہ نہیں دیکھا بلکہ ایک روایت میں سرر کا لفظ آیا ہے اور ایک میں سرار کا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے اخیر مہینے کا ہے اور امام خطاب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کا اس سے سوال کرنا سوال جھڑک کا ہے اور انکار کا، اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے پیشوائی کرنے مہینے کے سے ساتھ ایک یا دو روزے کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اگر آپ ﷺ اس سے انکار کرتے تو اس کو قضا کر حکم نہ کرتے اور جواب دیا ہے خطاب نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس مرد نے روزے کو اپنی جان پر واجب کیا ہو پس اسی واسطے حکم کیا ہو اس کو ساتھ پورا کرنے کے اور یہ کہ قضا کرے اس کو شوال میں اور ابن نمیر نے کہا کہ اس کو انکار کا سوال کہنا تکلف ہے اور رد کرتا ہے اس کو قول مسئول کا کہ نہیں یا حضرت ﷺ پس اگر یہ سوال انکار کا ہوتا تو اس پر روزہ رکھنے کا انکار کیا ہوتا کہ تو نے کیوں روزہ رکھا اور فرض یہ بات ہو چکی ہے کہ اس مرد نے روزہ نہیں رکھا تھا پس کس طرح انکار کرتے اس پر فعل اس چیز کو کہ نہیں کیا اس نے اس کو اور یہی احتمال ہے کہ اس مرد کو اخیر مہینے میں روزہ رکھنے کی عادت تھی سو جب اس نے سنا کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنے کو منع فرمایا ہے اور اس کو استثنا نہ پہنچا تو اپنی عادت کے روزے ترک کیے پس حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ قضا

کرنے ان کے کے تاکہ ہمیشہ رہے محافظت اس کی اس چیز پر کہ لازم کیا ہے اس کو اپنی جان پر عبادت سے اس واسطے کہ بہت پیارا عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے کما تقدم اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنا صرف اس کو منع ہے جو اس کو قصد کرے واسطے پیشوائی رمضان کے اور جو اس کا قصد نہ کرے تو اس کو نہی شامل نہیں اگرچہ اس کی عادت نہ ہو اور یہ خلاف ہے ظاہر حدیث نہی کا اس واسطے کہ نہیں مستثنیٰ اس سے مگر جس کو عادت ہو اور قرطبی نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ جو سرور شہر کو غیر ظاہر پر حاصل کرتا ہے اور ظاہر اس کا اخیر مہینے کا ہے تو وہ معارضہ سے بھاگا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے پیشوائی رمضان سے ساتھ ایک یا دو روزوں کے اور کہا کہ دونوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے بایں طور کہ نہی اس شخص کے حق میں محمول ہے جس کو اخیر مہینے میں روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور امر اس کے حق میں محمول ہے جس کو اس کی عادت ہو واسطے باعث ہونے مخاطب کے اوپر لازم پکڑنے عادت نیکی کے تاکہ نہ قطع کرے اس کو اور اس میں اشارہ ہے طرف فضیلت روزے شعبان کی اور یہ کہ اس کا ایک روزہ اس کے غیر کے دو دن کے برابر ہے میں کہتا ہوں کہ یہ تقریر نہیں تمام ہوتی مگر یہ کہ ہو عادت مخاطب کی ساتھ اس کے کہ شعبان کا صرف ایک روزہ رکھا کرتا تھا نہیں تو قول آپ ﷺ کا کہ کیا تو نے مہینے کے اخیر میں روزے رکھے ہیں عام ہے اس سے کہ اس کی عادت ایک روزے کی ہو یا زیادہ کی۔ ہاں ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک دن کے بدلے دو روزے رکھ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قضا نفل کی اور جب نفل کی قضا درست ہوئی تو فرض کی قضا بطریق اولیٰ درست ہوگی خلاف ہے واسطے اس کے جو ہمیشہ منع کرتا ہے۔ (فتح)

باب ہے جمعہ کے روزے کے بیان میں اور اگر کوئی جمعہ کے دن حالت روزے میں صبح کرے تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کھول ڈالے یعنی جب کہ نہ روزہ رکھے پہلے اس سے اور نہ ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ رکھے بعد اس کے۔

۱۸۴۸۔ محمد بن عباد بن النعمان سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے جمعہ کے روزے سے منع فرمایا ہے اس نے کہا کہ ہاں۔ ابو عاصم کے غیر راوی نے یہ لفظ اس میں زیادہ کیا ہے یہ کہ تنہا جمعہ کا روزہ رکھے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُفْطِرَ يَعْنِي إِذَا لَمْ يَصُمْ قَبْلَهُ وَلَا يُرِيدَ أَنْ يَصُومَ بَعْدَهُ.

۱۸۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ يَعْنِي أَنْ يَنْفَرِدَ بِصَوْمِ.

فائدہ: یہ حدیث مطلق ہے اور تنقید اس کی تفسیر ہے ایک راوی سے۔

۱۸۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روزہ رکھے کوئی فقط جمعہ کے دن مگر یوں مذاقہ نہیں کہ جمعہ سے پہلے بھی ایک روزہ رکھے یا بعد اس کے۔

فائدہ: یعنی صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے خواہ جمعرات یا جمعہ کا روزہ رکھے یا جمعہ اور ہفتے کا روزہ رکھے یعنی دو روزے ملا کر رکھے اور یہ حدیث ظاہر ہے قید میں اور پکڑا جاتا ہے استثنا سے جواز اس کا واسطے اس کے جو ایک دن اس سے پہلے یا پیچھے روزہ رکھے یا اتفاقاً واقع ہو جمعہ ان دنوں میں کہ اس کی عادت روزے کی ہو مانند اس کی کہ بیض کے دنوں میں روزہ رکھتا ہو یا اس کی عادت ہو روزے معین دن کی مانند دن عرفہ کی پس موافق پڑے دن جمعہ کو اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز روزے اس کے کا واسطے اس کے جو نذر مانے دن آنے زید کی یا دن شفا فلاں کی۔ (فتح)

۱۸۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ فَقَالَ أَصُمْتَ أَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ تَرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَأَفْطِرِي وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الْجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ أَنَّ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَتْهُ فَأَمَرَهَا فَأَفْطَرَتْ.

۱۸۵۰۔ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس جمعہ کے دن آئے اور وہ روزے دار تھیں فرمایا کہ کیا تو نے کل بھی روزہ رکھا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کیا تو ارادہ کرتی ہے یہ کہ تو کل کو بھی روزہ رکھے انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس روزہ کھول ڈال۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیثوں باب کے اس پر کہ صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے اور نقل کیا ہے اس کو ابو طیب طبری رحمہ اللہ نے احمد اور ابن منذر اور بعض شافعیہ سے اور گویا کہ اس نے اس کو پکڑا ہے قول ابن منذر سے کہ ثابت ہوئی ہے نہی جمعے کے روزے سے جیسے کہ ثابت ہوئی ہے نہی عید کے روزے سے اور زیادہ کیا

ہے دن جمعے کے امر ساتھ فطر اس شخص کے کہ صرف جمعے کے روزے کا ارادہ کرے پس یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کو حرام جانتا ہے اور ابو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عید اور جمعے کے درمیان فرق کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اگرچہ اس سے پہلے اور پیچھے بھی روزہ رکھے بخلاف دن جمعہ کے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو جمعہ کے پہلے یا پیچھے ایک دن کا روزہ رکھے اس کو جمعہ کا روزہ رکھنا درست ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر رضی اللہ عنہ اور ابن حزم رضی اللہ عنہ نے منع ہونے روزے جمعے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے۔ ابن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں کوئی مخالف واسطے ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکروہ نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں سنا میں نے کسی سے کہ اقتدا کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ منع کرتا ہے اس سے اور ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہ شاید نبی امام مالک رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچی اور عبد الوہاب نے کہا کہ جس دن کا روزہ اپنے غیر کے ساتھ مکروہ نہیں اس کا تنہا بھی مکروہ نہیں اور ابن عربی نے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قیاس ہے ساتھ موجود ہونے نص کے اور استدلال کیا ہے حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ روزہ رکھتے ہر مہینے سے تین دن اور بہت کم روزہ کھولتے تھے دن جمعہ کے اور حسن کہا ہے اس کو ترمذی رضی اللہ عنہ نے اور اس میں حجت نہیں ہے اس واسطے کہ احتمال ہے یہ کہ ارادہ کرتا ہو کہ جان بوجہ کر روزہ نہ کھولتے تھے جب کہ واقع ہوتا جمعہ ان دنوں میں کہ تھے روزہ رکھتے ان کا اور نہیں معارض ہے یہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے کو تاکہ حدیثوں میں تطبیق ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاصہ ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا خاصہ ساتھ احتمال کے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک دو جہیں ہیں ایک یہ کہ نہیں مکروہ ہے مگر واسطے اس کے کی ضعیف کر ڈالے اس کو روزہ اس کا اس عبادت سے کہ واقع ہوتی ہے بیچ نماز اور دعا اور ذکر سے یہی وجہ نقل کی مرنی رضی اللہ عنہ نے شافعی رضی اللہ عنہ سے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے مانند قول جمہور کی اور اسی کو صحیح کہا ہے متاخرین نے اور اس میں اختلاف ہے کہ صرف جمعے کا روزہ رکھنا منع کیوں ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ دن عید کا ہے اور عیدین کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اور اس پر یہ اعتراض ہے کہ غیروں کے ساتھ اس کا روزہ رکھنا درست ہے پس لازم آتا ہے کہ یہ بھی درست نہ ہو اور ابن قیم رضی اللہ عنہ وغیرہ نے جواب دیا ہے کہ اس کا عید کے ساتھ مشابہ ہونا نہیں مستلزم ہے برابر ہونے اس کے کہ ساتھ اس کے ہر وجہ سے اور جو اس کے ساتھ اور دن کا روزہ رکھے تو نفی ہو گی اس سے صورت قصد کرنے کی ساتھ تنہا روزے جمعے کے یعنی جب اس کے ساتھ کوئی روزہ رکھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس صورت میں بھی جمعہ عید کے برابر ہو اور اس کا روزہ منع ہو پس یہ درست ہو گا دوم یہ کہ تاکہ نہ ضعیف ہو عبادت سے اور تعاقب کیا گیا ہے یہ ساتھ باقی رہنے معنی مذکور کے اس حالت میں کہ اس کے ساتھ غیر

دن کا روزہ رکھا جائے سوم یہ کہ اس میں خوف ہے مبالغہ کا بیچ تعظیم اس کی کے پس مفتون ہوگا آدمی ساتھ اس کے جیسا کہ مفتون ہو جائے یہود ساتھ دن ہفتے کے اور یہ توڑا گیا ہے ساتھ ثبوت تعظیم اس کی کے ساتھ غیر روزے کے اور نیز یہود تو ہفتے کو روزے کے ساتھ تعظیم نہیں کرتے پس اگر ان کی موافقت کا ترک کرنا ملحوظ ہوتا تو البتہ لازم ہوتا روزہ اس کا اس واسطے کہ وہ اس کا روزہ نہیں رکھتے چہارم یہ کہ اس کے اعتقاد و وجوب کا خوف ہو اور یہ توڑا گیا ہے ساتھ روزے پیر اور جمعرات کے پنجم یہ کہ خوف ہے کہ فرض کیا جائے اوپر ان کے جیسے کہ حضرت ﷺ نے ان کی نماز تراویح سے خوف کیا اور یہ بھی توڑا گیا ہے ساتھ روزے اس کے کے ساتھ غیر اس کے کے ساتھ اس طور کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو یہ حضرت ﷺ کے بعد جائز ہوتا واسطے دور ہونے سبب کے ششم یہ کہ اس میں مخالفت نصاریٰ کی ہے اس واسطے کہ ان پر اس کا روزہ واجب ہے اور ہم کو حکم ہے ان کی مخالفت کا اور یہ بھی ضعیف ہے اور قوی تر سب قولوں میں پہلا قول ہے اور اس میں دو حدیثیں بھی وارد ہو چکی ہیں ایک یہ ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے سو نہ گردانو اپنی عید کے دن کو دن روزے اپنے کا مگر یہ کہ روزہ رکھو تم پہلے اس سے یا پیچھے اس سے اور دوسری حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو تم میں سے کسی مہینے میں روزہ رکھنے والا ہو تو چاہیے کہ جمعرات کے دن روزہ رکھے اور جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے اس واسطے کہ وہ دن کھانے اور پینے اور ذکر کا ہے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَخْصُ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ کیا کسی دن کو روزے کے واسطے خاص کرنا جائز ہے

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ نہیں جزم کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے یعنی خاص کرنا جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نے عبادت پر بیعت کی اور اپنے وظیفوں پر مواخبت کی اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے حضرت ﷺ کے روزے کا حال پوچھا سو انہوں نے کہا کہ تھے حضرت ﷺ روزہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ روزہ نہ کھولیں گے اور روزہ کھولتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ روزہ نہ رکھیں گے پس یہ حدیث باب کی حدیث کے معارض ہے اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے نفی مواخبت کو پس باقی رکھا امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کو استفہام پر تا کہ دونوں میں سے ایک حدیث ترجیح پائے یا تطبیق ظاہر ہے اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے بایں طور کہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ تھا عمل آپ ﷺ کا ہمیشہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اختلاف حال آپ ﷺ کا بیچ بہت روزے رکھنے اور پھر نہ رکھنے کے تھا ہمیشہ متمر یعنی ہمیشہ آپ ﷺ کا یہی دستور رہا کبھی کتنے دنوں تک پے در پے روزے رکھتے چلے جاتے تھے اور کبھی کتنے دنوں تک پے در پے نہ رکھتے تھے اور ساتھ اس طور کے کہ تھے حضرت ﷺ لازم کرتے اپنی جان پر عبادت کو پس بہت وقت مشغول رکھتا تھا آپ ﷺ کو بعض اس عبادت سے کوئی شغل پس قضا کرتے اس کو پے در پے پس مشتبہ ہوتا حال اس پر کہ دیکھتا

آپ ﷺ کو پس قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ آپ ﷺ کا عمل ہمیشہ تھا محمول ہے وظیفہ پر اور قول ان کا کہ تھے حضرت ﷺ کہ نہ چاہے تو کہ دیکھے تو آپ ﷺ کو روزے دار مگر کہ دیکھے تو محمول ہے دوسرے حال پر اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ قصد کرتے تھے ابتدا کسی دن معین میں کہ روزہ رکھیں اس کا بلکہ جب کسی دن معین کو روزہ رکھتے تھے مانند جمعرات کی مثلاً تو اس کے روزے پر پیشگی کرے تھے۔ (فتح)

۱۸۵۱۔ علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ روزے کے واسطے کسی دن کو دنوں میں سے خاص کیا کرے تھے تو انہوں نے کہ نہیں اور آپ ﷺ کا عمل دائمی تھا اور تم میں سے کون طاقت رکھتا ہے اس چیز کی کہ جس کی حضرت ﷺ طاقت رکھتے تھے۔

۱۸۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الْأَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيمَةً وَأَنْتُمْ يُطِيقُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيقُ.

فائدہ: استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعضوں نے اس پر کہ ہفتے میں سے کسی خاص دن کے روزے کا قصد کرنا مکروہ ہے اور جواب دیا ہے ابن نمیر نے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سائل نے صرف کسی ایک دن کے خاص کرنے کا سوال کیا تھا اس اعتبار سے کہ وہ دن ہے اور اے پر وہ دن کہ وارد ہوئی ہے تخصیص اس کی دنوں سے ساتھ روزے کے پس سوائے اس کے نہیں کہ وہ خاص کیا گیا ہے واسطے ایک امر کے کہ نہیں شریک ہیں اس کو اس میں باقی دن مانند دن عرفہ کی اور دن عاشورائی کی اور دنوں بیض کی اور تمام ان دنوں کی کہ معین کیے گئے ہیں واسطے معنی خاص کے اور سوائے اس کے نہیں کہ سوال کیا تھا انہوں نے تخصیص ایک دن کی سے واسطے ہونے اس کے کہ مثلاً دن ہفتے کا اور اشکال کیا گیا ہے اس جواب پر روزہ پیر اور جمعرات کا پس تحقیق وارد ہوئی ہیں اس میں کئی حدیثیں اور گویا کہ نہیں صحیح ہوئی ہیں بخاری کی شرط پر میں کہتا ہوں کہ وارد ہوئی ہیں پیر اور خمیس کے روزے میں کئی حدیثیں صحیحہ۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جو کہ ابو داؤد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ تھے حضرت ﷺ قصد کرتے روزے پیر اور خمیس کا اور اسی طرح کی اور بھی کئی حدیثیں ہیں پس جواب اشکال سے یہ ہے کہ کہا جائے کہ شاید مراد ساتھ ایام مسئول عنہا کے تین دن ہیں ہر مہینے میں پس گویا کہ سائل نے جب سنا کہ حضرت ﷺ تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رغبت دلائی اس میں کہ ہوں وہ دن بیض کے تو پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا تھے خاص کرتے ان کو ساتھ دنوں بیض کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں آپ ﷺ کا عمل دائمی تھا یعنی اگر ان کو بیض کے دن ٹھہراتے تو البتہ متعین ہو جاتے اور اس پر پیشگی کرتے اس واسطے کہ تھے درست رکھتے اس کو

کہ آپ ﷺ کا عمل دائمی ہو لیکن ارادہ کیا آپ ﷺ نے فراخی کا ساتھ نہ معین کرنے ان کے کے پس نہ پرواہ کرتے تھے یہ کہ مہینے سے کس دن روزہ رکھیں یعنی کوئی دن معین نہ کرتے تھے بلکہ جب چاہتے تھے روزہ رکھتے تھے جیسے کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھتے تھے اور نہیں پرواہ کرتے تھے کہ مہینے سے کس دن روزہ رکھیں۔ (فتح)

بابُ صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَہ

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے اور گویا کہ نہیں ثابت ہوئی ہیں نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے وہ حدیثیں جو وارد ہوئی ہیں عرفہ کے روزے میں اور شرط اس کی کے اور سب سے زیادہ تر صحیح حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ عرفہ کا روزہ اتار ڈالتا ہے گناہ ایک سال اگلے کے اور ایک سال پچھلے کے روایت کی یہ حدیث مسلم وغیرہ نے یعنی اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کا روزہ مستحب نہیں اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان حدیث باب کے یہ ہے کہ باب کی حدیث محمول ہے غیر حاجی پر یا اس شخص پر کہ نہ ضعیف کرے اس کو روزہ اس کا ذکر اور دعا سے کہ مطلوب ہے واسطے حاجی کے۔ (فتح)

۱۸۵۲۔ ام فضل حارث رضی اللہ عنہا کے بیٹے سے روایت ہے کہ کچھ لوگ اس کے نزدیک عرفہ کے دن حضرت ﷺ کے روزے میں جھگڑے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ روزے دار ہیں اور بعضوں نے کہا کہ روزے دار نہیں سو میں نے آپ ﷺ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھجا اور آپ ﷺ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے سو حضرت ﷺ نے اس دودھ کو پی لیا۔

۱۸۵۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرٌ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ فَشَرِبَهُ.

فائدہ: یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ عرفہ کا روزہ ان کے نزدیک معروف اور معتاد تھا واسطے ان کے وطن میں اور جس نے آپ ﷺ کے روزے کا یقین کیا تھا اس نے عادت مالوف سے دلیل پکڑی تھی اور جس نے یقین کیا تھا کہ آپ ﷺ روزے دار نہیں تو اس کے نزدیک قائم ہوا تھا قرینہ کہ آپ ﷺ مسافر ہیں اور آپ ﷺ نے سفر

میں فرض روزے سے منع فرمایا ہے چہ جائیکہ نفل ہو۔ (فتح)

۱۸۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا
ابْنُ وَهْبٍ أَوْ قُرَيْشٍ عَلَيْهِ قَالَ أَخْبَرَنِي
عَمْرُو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ
فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحُلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي
الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ.

۱۸۵۳۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن حضرت ﷺ کے روزے میں شک کیا سو انہوں نے آپ ﷺ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ موقف عرفات میں کھڑے تھے سو حضرت ﷺ نے اس سے دودھ پیا اور لوگ آپ ﷺ کی طرف دیکھتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے اس پر کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے اور اس میں نظر ہے یعنی اعتراض ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ کا مجرد فعل نفی استحباب پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کہ کبھی مستحب چیز کو بیان جواز کے واسطے چھوڑ دیتے تھے اور آپ ﷺ کے حق میں افضل ہوتی تھی واسطے مصلحت تبلیغ کے ہاں ابو داؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے روزے سے دن عرفہ کے اور بعض سلف نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے سو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ حاجیوں کو عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور ابن زبیر اور اسامہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ وہ عرفہ کا روزہ رکھتے تھے اور یہ خوش لگتا تھا حسن رضی اللہ عنہ کو اور حکایت کرتا تھا اس کو عثمان رضی اللہ عنہ سے، اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور مذہب منقول ہے انہوں نے کہا کہ نہیں خوف ہے ساتھ اس کے جبکہ دعا سے ضعیف نہ ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ سے قدیم قول میں یہی منقول ہے اور اختیار کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ اور متولی رحمہ اللہ نے شافعیہ میں سے اور جمہور نے کہا کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے یہاں تک کہ عطا نے کہا کہ جو روزہ افطار کرے تاکہ قوت حاصل کرے ساتھ اس کے ذکر پر تو اس کو روزے دار کے برابر ثواب ہے اور طبری رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے عرفہ کے دن اس واسطے روزہ نہ رکھا تھا کہ تاکہ دلالت کرے کہ حاجی کو سکے میں یہی بات مختار ہے تاکہ نہ ضعیف ہو جائے دعا اور ذکر سے کہ مطلوب ہے دن عرفہ کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے روزہ نہ رکھا تھا کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور تنہا جمعہ کے روزے سے آپ ﷺ منع فرمایا ہے اور یہ تاویل بعیدی ہے اول حدیث سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ رکھنا اس واسطے مکروہ رکھا کہ وہ عید ہے واسطے اہل موقف کے واسطے جمع ہونے ان کے کے بیچ اس کے۔ اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ آنکھ سے دیکھنا زیادہ تر یقینی حجت ہے اور یہ کہ وہ خبر سے اوپر ہے اور یہ کہ مجلسوں میں کھانا پینا درست ہے اور نہیں کراہت ہے اس میں واسطے ضرورت کے اور یہ کہ

جائز ہے قبول کرنا تحفہ کا عورت سے بغیر تفصیل پوچھنے کے کہ کیا وہ اس کے خاوند کے مال سے ہے یا نہیں اور اس میں اقتدار کرنا لوگوں کا ہے ساتھ افعال حضرت ﷺ کے اور اس میں بحث اور اجتہاد ہے بیچ زندگی حضرت ﷺ کی کے اور مناظرہ بیچ علم کے درمیان مرووں اور عورتوں کے اور حیلہ ڈھونڈنا واسطے اطلاع پانے کے حکم پر بغیر سوال کے اور اس میں سوار ہونا ہے بیچ حالت کھڑے ہونے سواری کے اور پہلی حدیث میں ہے کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے دودھ بھیجا تھا اور ایک بار میمونہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ محمول ہے تعدد واقعہ پر یعنی یہ معاملہ دو بار ہوا ہو اور احتمال ہے کہ دونوں نے اکٹھے وہ دودھ بھیجا ہو۔ (فتح)

عید فطر کے دن روزہ رکھنے کا بیان

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ

فائدہ: یعنی اس کا حکم کیا ہے ابن مزیر نے کہا کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اختلاف کی اس کے حق میں جو ایک دن کے روزے کی نذر مانے یعنی جیسے کہے کہ میں پیر کا روزہ رکھوں گا اور موافق پڑے وہ عید کے دن کو کہ کیا اس کی نذر درست ہے یا نہیں و سیاتی ذکر ما قبل فی ذالک۔ (فتح)

۱۸۵۴۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دو دن ہیں کہ منع فرمایا ہے حضرت ﷺ نے ان کے روزے سے ایک دن تو تمہارے روزہ کھولنے کا ہے یعنی عید فطر کا دن اور دوسرا دن کہ تم اس میں اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

۱۸۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ هَذَا يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمَ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْيَوْمَ الْآخَرَ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ قَالَ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدْ أَصَابَ.

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ فائدہ وصف دونوں دنوں کا اشارت ہے طرف علت وجوب فطر ان دونوں دنوں کی اور وہ جدائی کرنی ہے روزے سے اور اظہار تمام ہونے اس کے کا اور حد اس کی ہے ساتھ فطر مابعد اس کے کے اور دوسرا واسطے علت قربانی کے جو تقرب کیا گیا ساتھ ذبح کرنے اس کے کے تاکہ کھایا جائے اس سے اور اگر اس کا روزہ مشروع ہوتا تو اس میں ذبح کرنے کے مشروع ہونے کے کوئی معنی نہ ہوتے پس تعبیر کیا گیا علت تحریم سے ساتھ کھانے کے قربانی سے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے ذبح کو اور زیادہ کرتا ہے فائدے تنبیہ کو تعلیل پر اور مراد

ساتھ نیک کے اس جگہ وہ جانور ہے کہ ذبح کیا جائے واسطے قربت کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس علت سے تعین سلام کا واسطے جدائی کے نماز سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں عیدوں کے دن روزہ رکھنا حرام ہے برابر ہے کہ نذر کا ہو یا کفارے کا یا نفل یا قضا یا تمتع اور اگر کوئی زید کے آنے کے دن کے روزے کی نذر مانے تو اس میں اختلاف ہے جمہور کا کہ یہ مذہب ہے کہ نذر منعقد نہیں ہوتی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ نذر درست ہے اور قضا لازم ہوتی ہے اور ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ لازم آتا ہے اس کو کھلانا اور اوزائی سے روایت ہے کہ قضا کرے مگر یہ کہ عید کے دن استنثا کی نیت ہو اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت میں ہے کہ اگر قضا کی نیت ہو تو قضا کرے اور اگر نہیں تو قضا نہ کرے اور آئندہ باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آئے گا کہ انہوں نے مسئلے کے جواب میں توقف کیا اور اصل اختلاف کا اس مسئلے میں یہ ہے کہ کیا نبی منہی عنہ کی صحت کو چاہتی ہے یا نہیں۔ اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہیں چاہتی اور محمد بن حسن سے روایت ہے کہ چاہتی ہے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نہیں کہا جاتا اندھے کو کہ مت دیکھ اس واسطے کہ وہ تحصیل حاصل کی ہے پس معلوم ہوا کہ عید کے دن کا روزہ ممکن ہے اور جب ممکن ہوا تو اس کا صحیح ہونا ثابت ہوا اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ امکان عقلی ہے نقلی نہیں اور نزاع شرعی میں ہے اور جو شرعاً منہی عنہ ہو اس کا فعل شرعاً ممکن نہیں اور مانعین کے دلائل سے ایک یہ دلیل ہے کہ جب نفل مطلق کے فعل سے نہیں ہو تو وہ منعقد نہیں ہوتا اس واسطے کہ نبی سے مطلوب ترک ہے، برابر ہے کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے اور نفل سے مطلوب فعل ہے یعنی اس کا کرنا مطلوب ہوتا ہے پس نہ جمع ہوں گی دو ضدیں اور فرق درمیان روزے اور درمیان امر ذی وجہین کے مانند نماز کی زمین غصب کی ہوئی میں ہے یہ کہ نبی ادا کرنے نماز کے سے زمین مغصوب میں نماز کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس میں اقامت کی وجہ سے ہے اور طلب کرنا فعل اس کے کا واسطے ذات عبادت کے ہے بخلاف روزے کے بیچ دن عید کے مثلاً اس واسطے کہ نبی اس میں واسطے ذات روزے کی ہے پس دونوں جدا ہو گئے۔ (فتح)

۱۸۵۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے عید فطر کے دن اور قربانی کے دن اور منع فرمایا سب بدن پر کپڑا لپٹنے سے اس طرح کہ نماز یا کسی اور کام میں ہاتھ نہ نکل سکیں اور منع فرمایا اس سے کہ مرد ایک کپڑے میں زانو اٹھا کر اکڑوں بیٹھے اور نقلی نماز سے منع کیا بعد نماز صبح اور عصر کے۔

۱۸۵۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَعَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ.

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید فطر کے دن روزہ رکھنا درست نہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ

قربانی کے دن روزہ رکھنے کا بیان

۱۸۵۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع ہوا ہے شرع میں دو روزے اور دو قسم کی بیعوں سے منع ہے روزے عید فطر اور قربانی کے سے اور بیع ملاست اور منابذت سے۔

۱۸۵۶۔ حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يُنْهَى عَنْ صِيَامَيْنِ وَيَبْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمَلَامَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

فائدہ: بیع ملاست یہ ہے کہ خریدار لپیٹے ہوئے کپڑے کو ہاتھ لگائے یا اندھیرے میں ہاتھ لگائے اور اس کو خریدے اس شرط پر کہ اختیار روست نہ ہو گا یا بائع کہے کہ تو نے ہاتھ لگایا تو بیع لازم ہوئی اور منابذت یہ ہے کہ بغیر صیغہ بیع اور شراء کے مبادلہ کریں و سیاتی بیانہ فی کتاب البیوع اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکھنا درست نہیں۔

۱۸۵۷۔ زیاد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ آپ کیا کہتے ہیں اس مسئلے میں کہ ایک مرد نے نذر مانی کہ ایک دن روزہ رکھے میں گمان کرتا ہوں کہ پیر کے دن کہا پس موافق پڑا وہ دن عید کے دن کو سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور منع فرمایا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دن کے روزے سے۔

۱۸۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مَعَاذُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جَبْرِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ نَذَرَ أَنْ يَصُومَ يَوْمًا قَالَ أَظْنَهُ قَالَ الْإِنْسَانُ فَوَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ عِيدٍ فَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو أَمَرَ اللَّهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هَذَا الْيَوْمِ.

فائدہ: امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ تقویٰ اختیار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یقین کرنے فتویٰ کے سے بیع اس کے اور فقہاء کو اس میں اختلاف ہے اور ابن منیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارادہ کیا ہو کہ دونوں دلیلوں کے ساتھ عمل کیا جائے پس روزہ رکھا جائے ایک دن بدلے نذر کے اور چھوڑا جائے روزہ دن عید کے پس ہو گا وہ اس میں پیشوا واسطے اس شخص کے کہ کہتا ہے اس کی قضا واجب ہے اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا ہو طرف اور قاعدے کی اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب امر اور نہی ایک محل میں جمع ہوں تو ان میں سے کس کو مقدم کیا جائے اور راجح یہ ہے کہ نہی کو مقدم کیا جائے پس گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ روزہ نہ رکھ اور ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا کہ

توقف کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا شعر ہے ساتھ اس کے کہ نبی روزے اس کے سے واسطے سے ذات اس کی کے نہیں بلکہ عمل خارجی کی وجہ سے ہے اور داؤدی نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ نبی مقدم ہے اس واسطے کہ تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ ایک مرد نے پیادہ حج کرنے کی نذر مانی سو حضرت ﷺ نے اس کو سوار ہونے کا حکم فرمایا سو اگر اس کا پورا کرنا واجب ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو سوار ہونے کا حکم نہ فرماتے۔

۱۸۵۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (اور انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ بارہ جنگیں لڑی تھیں) کہ میں نے نبی ﷺ سے چار چیزیں سنیں سو مجھ کو خوش لگیں ایک یہ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت دودن کی راہ مگر کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو اور نہیں درست ہے روزہ دونوں میں عید فطر کے دن اور عید قربانی کے دن اور نہیں نماز ہے بعد نماز صبح کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور نہ بعد عصر کے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی تین مسجدوں کے سو سفر کرنا درست نہیں ایک تو ادب والی مسجد یعنی خانہ کعبہ دوسری ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد اور ﷺ اور سلیمان علیہ السلام کی بنائی ہوئی اور میری یہ مسجد یعنی تیسری مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کی مسجد۔

۱۸۵۸۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو قَالَ سَمِعْتُ قَزْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ سَمِعْتُ أَرْبَعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبَنِي قَالَ لَا تَسَافِرِ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمٌ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلَاةٌ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْغَضْرِ حَتَّى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي هَذَا.

فائدہ: یہ سب مسئلے مفصل طور سے پہلے گزر چکے ہیں پہلا حج میں دوسرا مواقیت میں تیسرا اخیر نماز میں اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکھنا درست نہیں وفيہ المطابقة للترجمة.

تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنے کا بیان

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

فائدہ: تشریق کے دن ذوالحجہ کے گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ہیں یعنی قربانی کے دن کے بعد اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ دودن ہیں یا تین اور ان دنوں کا نام تشریق کے دن اس واسطے رکھا گیا ہے کہ قربانیوں کا گوشت سورج کی دھوپ میں رکھ کر خشک کیا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ نہیں ذبح کی جاتی قربانی یہاں تک کہ سورج بلند اور روشن ہو اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ عید کی نماز واقع ہوتی ہے وقت بلند ہونے آفتاب کے اور

بعض کہتے ہیں کہ تشریق تکبیر کہنا ہے پیچھے ہر نماز کے اور کیا ملحق ہیں ایام تشریق کے ساتھ دن قربانی کے جیسے کہ ملحق ہیں ساتھ اس کے بیچ قربانی وغیرہ اعمال حج کے اور یا ان میں مطلق روزہ درست ہے یا خاص متمتع کو درست ہے اور کو نہیں یا خاص ہے واسطے اس کے اور جو اس کے معنی میں ہے اور ان میں سے ہر مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے اور رائج نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے یہ ہے کہ متمتع کو جائز ہے اس واسطے کہ باب میں عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے اور ابن منذر وغیرہ نے زیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا مطلق جائز ہے اور حضرت علی اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مطلق منع ہے

اور یہی مشہور ہے امام شافعی رحمہ اللہ سے اور ابن عمر اور عائشہ اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہما سے اور لوگوں میں منع ہونا اس کا مروی ہے مگر واسطے متمتع کے کہ ہدی نہ پائے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم میں۔ اور اوزاعی وغیرہ سے ہے کہ محصر اور قارن کو بھی ان میں روزہ رکھنا درست ہے اور جو اس کے روزے سے منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث بیہ کی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ تشریق کے دن کھانے پینے کے دن ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَصُومُ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ بِمَنَى وَكَانَ أَبُوهَا يَصُومُهَا.

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منیٰ کے دنوں میں اور عروہ رضی اللہ عنہ بھی ان دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

۱۸۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عِيسَى بْنَ أَبِي لَيْلَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَنْ يُصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ.

۱۸۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں اجازت ہوئی اس کی کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھا جائے مگر جو قربانی نہ پائے۔

فائدہ: طحاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا قول کہ نہیں اجازت ہوئی پکڑا ہے اس کو انہوں نے عموم آیت سے کہ جو قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے حج کے وقت میں اس واسطے کہ فی الحج کا لفظ عام ہے شامل ہے قربانی کے دن سے پہلے دنوں کو بھی اور پچھلے دنوں کو بھی پس تشریق کے دن بھی اس میں داخل ہیں پس بنا براس کے ان کا یہ قول مرفوع نہیں بلکہ بطریق استنباط کے ہے کہ سمجھا ان دونوں نے عموم آیت سے اور تحقیق ثابت

ہو چکی ہے نہی آپ ﷺ کی تشریق کے دنوں کے روزے سے اور وہ عام ہے بچ حق تمتع وغیرہ کے پس بنا براس کے عموم آیت حدیث کا معارض ہے کہ آیت سے اجازت ثابت ہوتی ہے اور حدیث سے نہی اور بچ تخصیص عموم متواتر کے ساتھ خبر واحد کے نظر ہے اگر حدیث مرفوع ہو اور کس طرح ہوگی یہ بات اور حالانکہ اس کے مرفوع ہونے میں بھی شبہ ہے پس بنا براس کے رائج ہوگا جواز یعنی تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز ہوگا اور اسی طرف میلان کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واللہ اعلم۔ (فتح)

۱۸۶۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ روزہ واسطے اس شخص کے ہے کہ تمتع کرے ساتھ حج اور عمرہ کے یعنی جو اول عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے پھر از سر نو حج کا احرام باندھ کر حج ادا کر کے عرفہ کے دن تک یعنی نویں ذوالحجہ تک اور جو قربانی نہ پائے اور نہ روزہ رکھے تو منیٰ کے دنوں یعنی تشریق کے دنوں میں روزے رکھے۔

۱۸۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ الصَّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ هَذَا وَلَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامٍ مِنِّي وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ تشریق کے دن تین ہیں سوائے قربانی کے دن کے اس واسطے کہ عید کے دن روزہ رکھنا بالاتفاق درست نہیں اور تشریق کے دنوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان میں روزہ رکھنا درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ درست نہیں اور جو جائز کہتا ہے اس نے اس کو عموم آیت سے لیا ہے کما تقدم پس معلوم ہوا کہ وہ تین ہیں اس واسطے کہ وہ قدر ہے جس کو آیت شامل ہے۔ (فتح)

عاشورے کے روزے رکھنے کا بیان

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

فائدہ: یعنی محرم کے دسویں کو روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے اور اہل شرع کو اس کی تعیین میں اختلاف ہے اکثر علماء کا تو یہ قول ہے کہ وہ محرم کے مہینے کا دسواں دن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ محرم کا نواں دن ہے اور قوی کرتی ہے پہلے قول کو یہ حدیث جو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نویں کا روزہ رکھوں گا سو آپ ﷺ نے اس سے پہلے انتقال فرمایا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ آپ ﷺ دسویں کو روزہ رکھا کرتے تھے اور نویں کے روزے کا قصد کیا پھر یہ جو آپ ﷺ نے نویں محرم کے روزے کا قصد کیا تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ وہ فقط دسویں محرم کے روزے پر ہی اکتفا نہ کریں گے بلکہ اس کے ساتھ نویں کا روزہ بھی جوڑیں گے یا تو احتیاط کی وجہ سے اور یا واسطے مخالفت یہود اور نصاریٰ کے اور یہی

احتمال زیادہ ترجیح ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے مسلم کی بعض روایتوں سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھو عاشورے کا اور مخالفت کرو یہود کی اور روزہ رکھو اس سے ایک دن پہلے یا پیچھے اور یہ اخیر عمر میں تھا اور تھے آپ ﷺ دوست رکھتے موافقت اہل کتاب کو اس چیز میں کہ آپ ﷺ کو کچھ حکم نہ ہوا تھا خاص کر جب کہ ہوتے اس چیز میں کہ مخالف ہوتے اس میں بت پرستوں کے پھر جب مکہ فتح ہوا اور اسلام ظاہر ہوا تو آپ ﷺ نے بھی اہل کتاب کی مخالفت کو بھی دوست رکھا جیسے کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح میں پس عاشورے کا روزہ بھی اسی قسم سے ہے کہ اول آپ ﷺ نے اس میں ان کی موافقت کی اور پھر ان کی مخالفت کو دوست رکھا پس حکم کیا کہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور جوڑا جائے خواہ ایک دن اس سے پہلے ہو یا پیچھے اور بعض اہل علم نے کہا کہ آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کو روزہ رکھوں گا تو یہ حدیث دوامروں کا احتمال رکھتی ہے ایک یہ کہ میں دسویں کے روزے کو نویں سے تبدیل کروں گا یعنی دسویں کے بدلے نویں کو روزہ رکھوں گا دوم یہ کہ اس کے ساتھ نویں کا روزہ ملاؤں گا یعنی اس کے ساتھ نویں کا روزہ بھی رکھوں گا سو جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو ہوئی احتیاط دو دن کی روزے میں بنا براس کے پس عاشورے کا روزہ تین قسم ہوا دینی درجہ اس کا یہ ہے کہ صرف ایک دن روزہ رکھے اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ نویں اور گیارہویں کو روزہ رکھے پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے ابتدا کیا ساتھ ان حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ عاشورے کا روزہ فرض نہیں پھر ان حدیثوں کو بیان کیا جو اس کے روزے کی ترغیب پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح)

۱۸۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ إِنْ شَاءَ صَامَ.

۱۸۶۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا عاشورے کے دن کہ اگر کوئی تم میں چاہے تو اس کا روزہ رکھے یعنی اگر چاہے تو نہ رکھے۔

۱۸۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُزْرَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

۱۸۶۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عاشورے کے روزے کا حکم کرتے تھے سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو پھر یہ دستور تھا کہ جو چاہتا تھا عاشورے کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور

آپ ﷺ بھی جاہلیت میں اس کا روزہ رکھا کرتے تھے یعنی مدینے کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث میں جو آگے آتی ہے معلوم ہوا کہ عاشورے کے روزے کا حکم ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوا یعنی آپ ﷺ کے مدینہ میں آنے کی ابتدا میں اور نہیں شک ہے اس میں کہ آپ ﷺ کا مدینہ میں آنا ربیع الاول میں تھا پس اس وقت ہوگا امر ساتھ اس کے دوسرے سال کے ابتدا میں اور دوسرے سال میں رمضان فرض ہوا پس بنا بر اس کے نہیں واقع ہوا امر ساتھ روزے عاشورے کے مگر ایک سال میں پھر سپرد ہوا امر اس کے روزے میں طرف رائے نقل روزے دار کی پس بر تقدیر صحت قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ عاشورے کا روزہ پہلے فرض تھا منسوخ ہوا فرض ہونا اس کا ساتھ ان حدیثوں صحیحہ کے۔ اور قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ بعض سلف کا یہ اعتقاد تھا کہ عاشورے کے روزے کی فرضیت اب بھی باقی ہے لیکن اس قول کے قائل گزر گئے ہیں اب اس کا کوئی قائل نہیں اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع اس پر کہ عاشورے کا روزہ اب فرض نہیں، اور اجماع ہے اس پر کہ وہ اب مستحب ہے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما برا جانتے قصد کرنے اس کے کو ساتھ روزے کے پھر یہ قول بھی گزر گیا اور ایہ قریش کا عاشورے کے روزے کو رکھنا پس شاید کہ انہوں نے پہلے شرع سے سیکھا تھا اسی واسطے اس کی تعظیم کرتے تھے ساتھ لباس پہنانے کعبے کے بیچ اس کے وغیر ذالک اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا سو انہوں نے کہا کہ قریش نے جاہلیت میں ایک گناہ کیا سو وہ گناہ ان کے سینوں میں بڑا معلوم ہوا سو ان کو کہا گیا کہ عاشورے کا روزہ رکھو کہ وہ اس گناہ کو اتار ڈالے گا۔ (فتح)

۱۸۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت میں عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ بھی جاہلیت میں اس کا روزہ رکھا کرتے تھے سو جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورے کا روزہ متروک ہوا سو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

۱۸۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

۱۸۶۴۔ حمید بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جس سال میں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا عاشورے کے دن منبر پر کہتے تھے کہ اے مدینے والو کہاں

۱۸۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ

ہیں علماء تمہارے کہ میں نے آپ ﷺ سنا فرماتے تھے کہ یہ عاشورے کا دن ہے کہ اللہ نے تم پر اس کا روزہ فرض نہیں کیا اور میں روزے دار ہوں سو جو روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ نہ رکھے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجٍّ عَلَى الْمُنْبِرِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ آيَنَ عَلِمَاؤُكُمْ سَمِعْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكُتَبِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفِطِرْ.

فائدہ: یہ سب آپ ﷺ کا کلام ہے اور قصے کے سیاق میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ معاویہ نے دیکھا تھا کہ وہ عاشورے کے روزے کا اہتمام نہ کرتے تھے اور اسی واسطے انہوں نے ان کے علماء کا حال پوچھا یا ان کو یہ خبر پہنچی کہ بعض عاشورہ کے روزے کو مکروہ یا فرض جانتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عاشورہ کا روزہ کبھی فرض نہیں ہوا اور اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اللہ نے تم پر عاشورے کو ہمیشہ کے لیے فرض نہیں کیا مانند روزے رمضان کے کی کہ وہ ہمیشہ کے لیے فرض ہے اور غایت یہ ہے کہ وہ عام ہے خاص کیا گیا ہے ساتھ دلیلوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ وہ پہلے فرض تھا یا مراد یہ ہے کہ وہ آیت کتب علیکم الصیام الخ میں داخل نہیں پھر تغیر کیا اللہ نے اس کو ساتھ مہینے رمضان کے اور نہیں معارض ہے یہ توجیہ امر ثابت کو ساتھ روزے اس کے کے جو منسوخ ہوا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو صرف فتح کے سال سے آپ ﷺ کی صحبت کی ہے اور جو لوگ عاشورہ کے روزے کے امر کے وقت حاضر تھے وہ آپ ﷺ کے ساتھ پہلے سال میں حاضر ہوئے اور مجموع حدیثوں سے پکڑا جاتا ہے کہ عاشورہ کا روزہ فرض تھا واسطے ثابت ہونے روزے اس کے کے پھر موکہ ہونے امر کے ساتھ اس کے پھر زیادہ ہونے تاکید کے ساتھ ندا عام کے پھر زیادہ ہونے تاکید اس کی کے ساتھ امر اس شخص کے کہ کھایا اُس نے ساتھ بند رہنے کے یعنی باقی دن پھر زیادہ ہونے تاکید اُس کی کے ساتھ امر ماؤں کے یہ کہ نہ دودھ پلائیں اس میں اپنے بچوں کو اور ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو کہ صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ جب رمضان فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ ترک ہوا باوجود یہ کہ یہ معلوم ہے کہ اس کا استحباب ترک نہیں ہوا بلکہ وہ باقی ہے پس معلوم ہوا کہ متروک اس کا وجوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متروک تاکید استحباب ہے اور باقی مطلق استحباب ہے لیکن اس کا ضعف پوشیدہ نہیں بلکہ تاکید استحباب باقی ہے خاص کر اس وجہ سے کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ہمیشہ اہتمام کیا یہاں تک کہ اپنی وفات کے سال میں بھی فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نویں کو روزہ رکھوں گا اور واسطے رغبت دلانے آپ ﷺ کے اس کے روزے میں اور یہ کہ وہ ایک سال کے گناہ اتار دیتا ہے اور اس سے زیادہ کون سی تاکید ہے۔ (فتح)

۱۸۶۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے سو آپ ﷺ نے یہود کو دیکھا کہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہیں سو فرمایا کہ کیا یہ دن یعنی اس دن میں روزہ رکھنے کا کیا سبب ہے یہود نے کہا کہ یہ دن نیک ہے یہ دن وہ ہے کہ اللہ نے اس میں بنی اسرائیل کو ان کے دشمن یعنی فرعون سے نجات دی سو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا یعنی واسطے شکر کے آپ ﷺ نے فرمایا پس میں لائق تر ہوں ساتھ موسیٰ کے تم سے سو آپ ﷺ نے اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔

۱۸۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِهِمْ فَصَامَهُ مُوسَى قَالَ فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یہ دن بڑا ہے کہ اللہ نے اس میں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ وہ دن ہے کہ اس میں نوح علیہ السلام کی کشتی نے جودی پر قرار پکڑا سو اس دن نوح علیہ السلام نے شکر کے واسطے روزہ رکھا اور اس حدیث کے ظاہر پر اعتراض آتا ہے اس واسطے کہ یہ حدیث چاہتی ہے اس بات کو کہ جب آپ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو اسی وقت یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے پایا اور حالانکہ آپ ﷺ تو ربیع الاول میں مدینہ میں آئے تھے اور جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کا یہود کے روزے کو معلوم کرنا اور اس سے سوال کرنا مدینے میں آنے کے بعد تھا نہ یہ کہ آپ ﷺ نے ان کے روزے کو مدینے میں آنے سے پہلے معلوم کر لیا ہوا تھا اور غایت یہ ہے کہ اس کلام میں حذف ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ آپ ﷺ مدینہ میں آئے اور عاشورہ کے دن تک ٹھہرے تو دیکھا کہ یہود اس میں روزہ رکھتے ہیں اور احتمال ہے کہ وہ یہود عاشورہ کے دن کو سورج کے سالوں کے حساب سے شمار کرتے تھے سو جس دن آپ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے وہ دن ان کے حساب سے عاشورہ کے دن کو موافق پڑ گیا لیکن اعتماد پہلی تاویل پر ہے اور شبہ کیا گیا ہے اس حدیث پر یہ کہ آپ ﷺ نے عاشورے کے روزے میں یہود کی موافقت کیوں کی اور مازری نے جواب دیا ہے کہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہو کہ یہود اس میں حق پر ہیں یا آپ ﷺ کو تو اتر سے ان کا صدق معلوم ہوا ہو یا خبر دی ہو آپ ﷺ کو اس شخص نے جو ان میں مسلمان ہوا مانند ابن سلام رضی اللہ عنہ کی کہ یہ حق پر ہیں پھر کہا کہ نہیں ہے حدیث میں یہ بات کہ آپ ﷺ عاشورہ کے روزے کا حکم پہلے کیا بلکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ حکم کرنے سے پہلے رکھا کرتے تھے پس غایت اس چیز کا کہ قصے میں ہے یہ ہے کہ یہود کے قول سے آپ ﷺ کے لیے کوئی نیا حکم پیدا نہیں ہوا اور اس

واسطے اس کے نہیں کہ وہ صفت ایک حال کی ہے اور جواب اور سوال ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں روایتیں مختلف نہیں اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اہل جاہلیت بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے جیسے کہ پہلے گزرا اس واسطے کہ نہیں مانع ہے کوئی اس سے کہ دونوں فرقے اس کے روزے پر متفق ہوں اور دونوں کا سبب مختلف ہو قرطبی نے کہا کہ شاید قریش اپنے روزے میں پہلے نبیوں کی سند لیتے تھے مانند ابراہیم علیہ السلام کے اور آپ ﷺ کا روزہ احتمال ہے کہ ان کی موافقت کے سبب سے ہو جیسے کہ حج میں یا اللہ نے آپ ﷺ کو اس کے روزے کی اجازت دی ہو کہ وہ نیک کام ہے سو جب آپ ﷺ نے ہجرت کی اور یہود کو دیکھا کہ اس کا روزہ رکھتے ہیں اور ان سے سوال کیا اور اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا تو احتمال ہے کہ یہ یہود کی الفت دلانے کے واسطے ہو کہ ان کو آپ ﷺ سے الفت حاصل ہو جیسے کہ الفت طلب کی آپ ﷺ نے ان سے ساتھ منہ کرنے اور نماز پڑھنے کے طرف قبلہ ان کے کی اور یہی احتمال ہے کہ کوئی اور سبب ہو بہر حال آپ ﷺ نے اس میں یہود کی پیروی نہیں کی بلکہ آپ ﷺ اس وقت سے پہلے بھی اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ اس وقت میں تھا جب کہ اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے اس چیز میں کہ آپ ﷺ کو اس سے منع نہ ہوا تھا اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا لوگوں نے کہا کہ یہ دن ہے کہ یہود اور نصاریٰ اس کی تعظیم کرتے ہیں آخر حدیث تک اور شبہ کیا گیا ہے بایں طور کہ علت بیان کرنی ساتھ نجات موسیٰ علیہ السلام اور غرق فرعون کے خاص ہے ساتھ موسیٰ علیہ السلام اور یہود کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوں اور وہ ان احکام میں سے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے منسوخ نہیں ہوئے اس واسطے کہ بہت احکام عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں منسوخ نہیں ہوئے واسطے دلیل اس آیت کے ولا یحل لکم بعض الذی حرم علیکم تاکہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بعض اس چیز کا کہ حرام کی گئی ہے اور تمہارے اور کہتے ہیں اکثر احکام فرعیہ تو نصاریٰ نے تو تورات سے سیکھے ہیں اور روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے ساتھ دوسرے طریق کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادتی بیچ سبب روزے یہود کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ کشتی نے جودی پر قرار پکڑا سو حضرت نوح اور موسیٰ علیہ السلام نے شکر کے واسطے اس کا روزہ رکھا اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی نزدیک اور ذکر موسیٰ علیہ السلام کا اس جگہ نہ ان کا غیر کے واسطے شریک ہونے اس کے کے نوح علیہ السلام کو نجات میں اور غرق ہونے دشمنوں کے دونوں کے۔ (فتح)

۱۸۶۶۔ اَبُو مُوسٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ یہود عاشورہ کے دن

کو عید شمار کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کا روزہ

رکھا کرو۔

۱۸۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو

أَسَامَةَ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمٌ عَاشُورَاءَ
تَعُدُّهُ الْيَهُودُ عِيدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفُصُومُهُ أَتَمُّ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہود عاشورہ کے دن کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس کو عید ٹھہراتے تھے پس ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کے روزے کا حکم کرنے کا باعث محبت مخالفت یہود کی تھی تاکہ روزہ رکھا جائے اس دن کہ اس میں وہ روزہ نہیں رکھتے تھے اس واسطے کہ عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی تھی اس پر کہ عاشورہ کے روزے کا باعث موافقت ان کی تھی سبب پر اور وہ شکر اللہ تعالیٰ کا ہے اوپر نجات موسیٰ علیہ السلام کے لیکن یہود جو اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کو عید اعتقاد کرتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کا روزہ نہ رکھتے تھے پس شاید کہ ان کی شرع میں اس کی تعظیم کے جملہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ بات ایک حدیث میں صریح آچکی ہے کہ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ہجرت میں روایت کی ہے کہ ناگہاں کچھ لوگ عاشورہ کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلم میں بھی ایک روایت آچکی ہے۔ (فتح)

۱۸۶۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے آپ ﷺ کو کہ قصد کرتے ہوں کسی دن کے روزے کا کہ اس کو اس کے غیر پر بزرگی دیتے ہوں مگر اس دن کو یعنی عاشوراء کے دن کے روزے کو اور اس مہینے کو یعنی رمضان کو۔

۱۸۶۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ ابْنِ
عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ
فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ
عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرُ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ.

فائدہ: یعنی آپ ﷺ کسی روزے کو اس کے غیر پر فضیلت نہ دیتے تھے سوائے عاشورہ کے روزے کے اور رمضان کے روزے کے کہ ان کو سب سے افضل فرماتے تھے اور یہ حدیث چاہتی ہے کہ روزے دار کے لیے عاشورہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے بعد رمضان کے لیکن یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فہم ہے اس میں وہ چیز نہیں کہ غیر کے علم کو رد کرے اور مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال کے گناہ اتار ڈالتا ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہ اتار ڈالتا ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ عاشورہ کے روزے سے افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ عاشورہ کا روزہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے پس اسی واسطے یہ افضل ہے اور سوائے اس کے کہ نہیں جمع کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے درمیان

عاشوراء اور رمضان کے اگرچہ ایک ان دونوں میں واجب ہے اور ایک مستحب واسطے شریک ہونے ان دونوں کے بیچ حاصل ہونے ثواب کے اس واسطے کہ معنی سحری کے یہ ہیں کہ قصد کرتے تھے روزے اس کے واسطے حاصل کرنے ثواب کے اور رغبت کرنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

۱۸۶۸۔ حَدَّثَنَا الْمُكَلِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَحْوَجِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِنَ فِي النَّاسِ
أَنْ مِّنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ
يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ.

۱۸۶۸۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے
قبیلہ اسلم کے ایک مرد کو حکم کیا یہ کہ لوگوں میں اعلان کرے کہ
تحقیق جس نے کھالیا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن روزہ رکھے
اور جس نے نہ کھالیا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اس واسطے کہ یہ
دن عاشورہ کا دن ہے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر کافی ہونے روزے کے بغیر نیت کے واسطے اس شخص کے کہ
عارض ہوا اس پر علم ساتھ واجب ہونے روزے اس دن کے مانند اس شخص کی کہ ثابت ہوا نزدیک اس کے درمیان
دن کے کہ وہ رمضان کا دن ہے کہ وہ روزہ تمام کرے اور وہ روزہ اس کو کافی ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے
اور گزر چکا ہے رد اس پر جس کا یہ مذہب ہے اور یہ کہ تحقیق ابو داؤد وغیرہ میں یہ روایت ہے کہ جس شخص نے کھالیا
تھا اس کو آپ ﷺ نے اس دن کے روزے کی قضا کا حکم کیا باوجود حکم کرنے کے ساتھ بند رہنے کے باقی دن اور
یہ حدیث چھٹی ہے ثلاثیات بخاری میں سے۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب ہے نماز تراویح کے بیان میں

کتاب صلاۃ التراویح

رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے والے کی
فضیلت کا بیان

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

فائدہ: بعض روایتوں میں یہاں بسم اللہ اور کتاب صلوۃ التراویح کا لفظ زیادہ ہے اور تراویح جمع ہے ترویج کی اور وہ ایک بار آرام پکڑنا ہے نام رکھی گئی جماعت کی نماز رمضان کی راتوں میں تراویح یعنی اس نماز کو تراویح اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں دو سلاموں کے بعد جلسہ استراحت کا کرتے ہیں اور محمد بن نصر نے حکایت کی ہے یحییٰ بن بکر سے اس نے لیٹ سے کہ لوگ آرام پکڑتے تھے بقدر اس چیز کے کہ آدمی ایسی ایسی رکعت پڑھے اور مراد قیام سے وہ چیز ہے کہ حاصل ہوساتھ اس کے مطلق قیام یعنی خواہ تراویح کی نماز پڑھے یا قرآن کی تلاوت کرے اور مانند ان کی کوئی اور عبادت کرے جیسے کہ ہم نے اس کو پہلے تہجد کی نماز میں بیان کیا ہے برابر اور نووی نے کہا کہ مراد ساتھ قیام اللیل کے تراویح کی نماز ہے یعنی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ مطلوب ہے قیام سے نہ یہ کہ قیام رمضان کا نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے بلکہ تلاوت قرآن اور ذکر وغیرہ سے بھی قیام اللیل حاصل ہوسکتا ہے خواہ تراویح کی نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور عجیب بات کہی کرمانی نے پس کہا کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ مراد قیام رمضان سے تراویح کی نماز ہے۔ (فتح)

۱۸۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے سچ حق رمضان کے یا واسطے فضیلت رمضان کے کہ جو ایمان سے یعنی جو اللہ نے اس پر ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اس کو سچ جان کر اور محض ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے

۱۸۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ إِيْمَانًا

وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں خواہ کبیرہ ہوں یا صغیر اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے ابن منذر نے اور نووی نے کہا کہ معروف یہ بات ہے کہ فقط صغیرے بخشے جاتے ہیں کبیرے نہیں بخشے جاتے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے امام الحرمین نے اور منسوب کیا ہے اس کو عیاض نے طرف اہل سنت کے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے کہ تخفیف کی جائے کبیروں سے جب کہ صغیرے گناہ نہ کرے اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ پچھلے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں اور اس پر اعتراض آتا ہے کہ مغفرت چاہتی ہے کہ پہلے کوئی گناہ ضرور ہوا ہو جو بخشا جائے اور جو گناہ کہ آئندہ ہوں گے وہ ابھی تک وجود میں نہیں آئے اور جو گناہ کہ ابھی تک وجود میں نہیں آیا وہ کس طرح بخشا جائے گا؟ سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ آئندہ آئے گا بیچ قول حضرت ﷺ کے جو کہ آپ ﷺ نے بطور حکایت کے اللہ کی طرف سے بیان کیا ہے کہ اللہ نے اہل بدر کے حق میں فرمایا اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غُفِرْتُ لَكُمْ یعنی تم کرو جو تمہارا جی چاہے کہ بیشک میں تم کو بخش چکا اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ آئندہ کبیرے گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں سو اس کے بعد ان سے کوئی کبیرہ گناہ واقع نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ واقع ہوتے ہیں گناہ ان کے اس حال میں کہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں اور یہی جواب دیا ہے ایک جماعت نے ان میں سے ہیں باوردی بیچ کلام اوپر حدیث روزے عرفہ کے اور یہ کہ وہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ کو اتار ڈالتا ہے۔ (فتح)

۱۸۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور محض ثواب کے واسطے یعنی نہ واسطے سنانے دیکھانے کے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے ابن شہاب نے کہا سو حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ امر اسی حال پر تھا کہ رمضان میں لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے اور جماعت سے نہیں پڑھتے تھے پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی یہی حال رہا لوگ جماعت سے نماز نہیں پڑھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں بھی یہی حال رہا۔

۱۸۷۱۔ ابن شہاب سے روایت ہے اس نے عروہ سے

۱۸۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

۱۸۷۱۔ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

الرُّبَيْرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَأَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلُ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِيهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعَمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ وَالَّتِي يَتَأَمُّونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ.

روایت کی اس نے عبدالرحمن بن عبدالقاری سے عبدالرحمن نے کہا کہ میں رمضان میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا پس ناگہاں دیکھا کہ لوگ جدا جدا اور گروہ گروہ ہیں کوئی مرد اکیلا نماز پڑھتا ہے اور کوئی جماعت سے پڑھتا ہے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک امام قاری پر جمع کروں یعنی جو ان کو جماعت سے نماز پڑھایا کرے تو البتہ بہتر ہو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قصد کیا اور ان سب کو ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا یعنی ان کو ان سب کا امام بنایا کہ ان کی امامت کرے پھر میں ان کے ساتھ ایک اور رات کو نکلا اور لوگ اپنے قاری یعنی امام مذکور کے ساتھ نماز پڑھتے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے یعنی تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی اچھی بدعت ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے اس کی جماعت کی ہمیشگی کا حکم نہیں فرمایا اور جس نماز سے تم سوتے ہو افضل ہے اس نماز سے کہ تم اس کے ساتھ قیام کرتے ہو یعنی سونے کے بعد اخیرات کو اٹھ کر نماز پڑھنی افضل ہے اول رات میں نماز پڑھنے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اخیرات ہے اور دستور تھا کہ لوگ اول رات کو نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک مرد نماز پڑھتا ہے اور کچھ لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو بعض کہتے ہیں کہ اس سے پکڑا جاتا ہے جواز اقتدا کرنے کا ساتھ نماز کے اگرچہ اس نے امام کی نیت نہ کی ہو اور یہ جو کہا کہ میں ان کو ایک امام پر جمع کروں تو بہتر ہو تو ابن متین وغیرہ نے کہا کہ استنباط کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی تقریر سے کہ جن لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ان راتوں میں نماز پڑھی تھی ان کو آپ ﷺ نے اس پر برقرار رکھا اگرچہ اس کو ان کے لیے مکروہ جانا پس سوائے اس کے نہیں کہ مکروہ جانا اس کو واسطے خوف اس کے کہ مبادا تراویح کی نماز ان پر فرض ہو جائے اور گویا کہ یہی مسو ہے صحیح وارد کرنے بخاری رحمہ اللہ کے عائشہ رضی اللہا کی حدیث کو پیچھے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے سو جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو اس سے امن حاصل ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک جماعت سے نماز

پڑھنا رائج تھرا واسطے اس کے کہ اختلاف میں ہے جدا ہونے لکھ سے اور اس واسطے کہ ایک امام پر جمع ہونا بہت نشاط لانے والا ہے واسطے بہت ہونے نمازیوں کے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی افضل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ گھر میں نماز پڑھنی افضل ہے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے کہ افضل نماز آدمی کی گھر میں ہے مگر فرض نماز اور یہ حدیث صحیح ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور بعض شافعیہ کا اور مبالغہ کیا امام طحاوی رحمہ اللہ نے پس کہا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی فرض کفایہ ہے ابن بطلان نے کہا کہ رمضان کا قیام سنت ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو آپ ﷺ کے فعل سے لیا ہے اور آپ ﷺ نے تو اس کو صرف فرض ہونے کے خوف سے ترک کیا تھا اور شافعیہ کے نزدیک اصل مسئلے میں تین وجہیں ہیں تیسری یہ ہے کہ جو قرآن کا حافظ ہو اور سستی کا خوف نہ کرتا ہو اور اس کے تخلف سے مسجد میں جماعت کی نماز میں خلل پیدا نہ ہو تو اس کی نماز جماعت میں اور گھر میں برابر ہے اور جس میں ان میں سے بعض چیز نہ ہو تو اس کو جماعت سے نماز پڑھنی افضل ہے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک رات کو نکلے تو اس میں اشعار ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ تراویح کی نماز میں جماعت کے ساتھ بیٹھتی نہ کرتے تھے اور گویا ان کی یہ رائے تھی کہ گھر میں نماز پڑھتے خاص کر بچھلی رات کو افضل ہے اور یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے تو اصل میں بدعت وہ چیز ہے کہ پیدا ہوئی ہو غیر مثال ثابت پر یعنی اس سے پہلے اس کی مثال کوئی نہ ہو اور شرع میں بدعت کہتے ہیں اس چیز کو جو سنت کے مقابل ہو پس ہوگی مذموم اور تحقیق یہ ہے کہ اگر ہو وہ بدعت اس قبیل سے کہ مندرج ہو تلے اس چیز کے کہ مستحسن ہو شرع میں تو وہ اچھی ہے اور اگر ہو اس قبیل سے کہ مندرج ہو تلے اس چیز کے کہ قبیح ہو شرع میں تو وہ بدعت قبیح ہے نہیں تو قسم مباح سے ہے اور کبھی منقسم ہوتی ہے طرف پانچ حکموں کی اور اس حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ اخیر رات کو نماز پڑھنی افضل ہے اول رات میں نماز پڑھنے سے اور لیکن اس میں یہ بات نہیں کہ قیام اللیل میں تنہا نماز پڑھنی افضل ہے جماعت سے نہیں واقع ہوا اس روایت میں شار ان رکعتوں کا کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ان کو پڑھتے تھے یعنی اس روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ تراویح کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے اور اس میں اختلاف ہے پس موطا میں محمد بن یوسف سے روایت ہے اس نے سائب بن یزید سے روایت کی کہ تراویح کی نماز گیارہ رکعت ہے اور روایت کی یہ حدیث سعید بن منصور نے اور طریق سے اور زیادہ کیا اس میں یہ لفظ کہ دو سو آیت پڑھا کرتے تھے یعنی ہر رکعت میں قیام کے دراز ہونے سے لاثیہوں پر ٹیک لگاتے تھے اور روایت کی یہ حدیث محمد بن نصر نے محمد بن اسحاق کے طریق سے اس نے محمد بن یوسف سے کہ وہ تیرہ رکعتیں ہیں اور روایت کی یہ حدیث عبدالرزاق نے اور طریق سے محمد بن یوسف سے پس کہا کہ وہ اکیس رکعتیں ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ نے سائب بن یزید سے بیس رکعت روایت کی ہے اور یہ محمول ہے غیر وتر پر

اور یزید بن اومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کی نماز تیس رکعت پڑھا کرتے تھے اور محمد بن نصر نے عطا کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے ان کو پایا یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کو کہ تراویح میں رکعت پڑھتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور تطبیق روایتوں میں ممکن ہے ساتھ مختلف ہونے احوال کے یعنی کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور کبھی تیرہ رکعتیں اور کبھی اکیس اور کبھی بیس اور تیس اور احتمال ہے کہ یہ اختلاف باعتبار دراز کرنے قرات اور تخفیف اس کی کے ہو پس جب قرات لمبی پڑھتے تھے تو اس وقت رکعتیں کم ہوتی تھیں اور بالعکس اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے داؤدی وغیرہ نے اور پہلا عدد یعنی گیارہ رکعت پڑھنی موافق ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مذکور ہے باب میں بعد اس حدیث کے اور دوسرا عدد یعنی تیرہ رکعتیں بھی اس کے قریب ہے اور بیس رکعت سے زیادہ رکعتوں میں جو اختلاف ہے تو وہ محمول ہے وتر کے اختلاف پر اور گویا کہ کبھی ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور کبھی تین رکعت اور محمد بن نصر نے داؤد بن قیس کے طریق سے روایت کی ہے کہ پایا میں نے لوگوں کو بیچ خلافت ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے یعنی مدینہ میں کہ تراویح کی نماز چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور مالک نے کہا کہ یہی امر قدیمی ہے نزدیک ہمارے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مدینہ میں تراویح کی نماز انتالیس رکعتیں پڑھتے تھے اور مکہ میں تیس رکعتیں پڑھتے تھے اور اس سے کسی چیز میں تنگی نہیں یعنی آدمی کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہے پڑھے کسی قسم کی کوئی قید نہیں کہ اس سے کم و بیش کرنا ناجائز ہو یا مکروہ ہو پس خواہ دس رکعتیں پڑھے یا بیس پڑھے یا تیس پڑھے یا چالیس پڑھے یا کم و بیش پڑھے ہر طرح سے جائز ہے اور نیز امام مالک سے روایت ہے کہ اگر قیام کو دراز کریں اور رکعتیں کم پڑھیں تو بہتر ہے اور اگر قیام ہلکا کریں اور رکعتیں بہت پڑھیں تو یہ بھی بہتر ہے اور پہلی وجہ زیادہ تر محبوب ہے طرف میری، اور ترمذی نے کہا کہ اکثر اس چیز کا کہا گیا ہے کہ اس میں یہ ہے کہ تراویح کی نماز انتالیس رکعتیں پڑھی جائیں یعنی ساتھ وتر کے اس طرح کہا اس نے اور ابن عبدالبر نے اسود بن یزید نے نقل کیا ہے کہ تراویح کی نماز چالیس رکعت پڑھی جائیں اور سات رکعت وتر پڑھے جائیں اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھتیس رکعتیں پڑھی جائیں ذکر کیا ہے اس کو محمد بن نصر نے ابن امین سے اس نے مالک سے اور ممکن ہے رد کرنا اس کا طرف اول روایت کی ساتھ جوڑنے تین وتر کے لیکن تصریح کی اس نے ساتھ اس کے کہ ایک رکعت وتر پڑھے پس یہ انتالیس رکعتیں ہوں گی امام مالک نے کہا کہ اس پر عمل ہے کچھ اوپر سو برس کی مدت سے اور ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ چھتیس رکعتیں تراویح پڑھے اور تین رکعت وتر پڑھے اور یہی روایت مشہور ہے امام مالک سے اور ابن وہب نے نافع سے روایت کی ہے کہ نہیں پایا میں نے لوگوں کو مگر وہ انتالیس رکعتیں پڑھتے تھے ان میں سے تین رکعتیں وتر پڑھتے تھے اور زرارہ بن اوئی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کو بصرہ میں چونتیس

رکعتیں پڑھایا کرتے تھے اور وتر پڑھتے تھے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ تراویح کی نماز چوبیس رکعت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سولہ رکعت ہے سوائے وتر کے اور محمد بن نصر نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ابن اسحاق نے کہا کہ یہ روایت زیادہ تر ثابت ہے اس چیز کا کہ میں نے اس باب میں سنا یعنی تیرہ رکعت تراویح پڑھنے کی روایت سب روایتوں سے زیادہ تر قوی ہے اور موافق ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی رات کی نماز کے بیان میں ہے واللہ اعلم۔ (فتح) مترجم کہتا ہے کہ اسی باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور یہ حدیث مطلق ہے ہر نماز کو شامل ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت یعنی خواہ دو رکعت ہو یا چار رکعت یا کم و بیش اس میں کسی قسم کی تعیین اور تخصیص نہیں پس بحکم اطلاق اس حدیث کے اولیٰ یہ ہے کہ تراویح کی نماز میں کسی خاص عدد کو معین نہ کیا جائے بلکہ بلا تعیین جس قدر چاہے پڑھے خواہ دو رکعتیں ہوں یا چار یا بیس یا تیس یا کم و بیش اور ہمیشہ مختلف طور سے پڑھا کرے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ حضرت ﷺ رمضان کی رات کو نماز پڑھی۔

۱۸۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ.

۱۸۷۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار آپ ﷺ رمضان میں رات کے درمیان نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی یعنی نفل نماز اور کچھ اصحاب نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی سولوگوں نے صبح کی اور اس میں بات چیت کی یعنی ایک دوسرے کو بتلایا کہ آپ ﷺ نے آج رات کو ایسی ایسی نماز پڑھی ہے سو دوسری رات کو لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہوئے سو آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی سولوگوں نے صبح کی اور آپس میں گفتگو کی سو تیسری رات کو بہت لوگ مسجد میں جمع ہوئے سو آپ ﷺ

۱۸۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّى فَصَلُّوا مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ

نے نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی سو جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد نمازیوں سے تنگ ہوئی یعنی لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی اور آپ ﷺ تمام رات گھر سے تشریف نہ لائے یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے نکلے سو جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور تشہد پڑھا یعنی اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی گواہی دی اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تحقیق نہیں پوشیدہ تھا مجھ پر حال تمہارا بیچ اہتمام کے ساتھ طاعت کی یا ٹھہرنا تمہارا مسجد میں لیکن میں ڈرا کہ تراویح کی نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ سو آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور تراویح کی نماز کا حال اسی طور سے تھا کہ لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے۔

فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَصَلُّوا بِصَلَاتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَى مَكَانِكُمْ وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْزُوا عَنْهَا فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ.

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ ﷺ ہمیشگی کرتے تو رمضان کا قیام لوگوں پر فرض ہو جاتا اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ ہمیشگی پر فرض کا مرتب ہونا ٹھیک نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ لوگ گمان کرتے فرضیت کو واسطے موانعت آپ ﷺ کے پس فرض ہو جاتا اس پر جو اس طرح گمان کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جس عمل کو تقرب الی اللہ کے واسطے کرتے اور لوگ اس میں آپ ﷺ کی متابعت کرتے تو احتمال تھا کہ فرض ہو جائے اس واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ تراویح کی نماز تم پر فرض ہو جائے لیکن یہ دونوں جواب تسلی بخش نہیں ہیں۔ (تیسیر)

۱۸۷۴۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں آپ ﷺ کی نماز کس طرح تھی یعنی کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھا کرتے تھے نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اور ان کا بیان یہ ہے کہ پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ ان کی خوبی اور درازی

۱۸۷۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى

سے پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ ان کی خوبی اور درازی سے پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے سو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ سو جاتے ہیں وتر پڑھنے سے پہلے یعنی آپ سو گئے تھے وضو کیوں نہ کیا فرمایا اے عائشہ! میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تَوْبَرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح ابواب التہجد میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے تہجد کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھی نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اور معارض ہے اس کی یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو بخاری اور مسلم میں ہے باوجودیکہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے حالات کو سب لوگوں سے زیادہ تر جانتی تھیں واللہ اعلم۔ (فتح)

باب ہے بیان میں فضل لیلة القدر کے اور یعنی باب ہے بیچ بیان تفسیر اس آیت کے کہ البتہ اتارا ہم نے اس کو شب قدر میں اور تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے، اخیر سورہ تک

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرِ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾.

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی بڑی فضیلت ہے اور اس واسطے کہ قرآن کا ایک خاص معین زمانے میں اترنا اس زمانے کی فضیلت کو چاہتا ہے اور ضمیر آیت انا انزلناہ میں قرآن کی طرف پھرتی ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ مہینہ رمضان کا کہ جس میں کہ قرآن اتارا گیا اور اس چیز سے کہ مضمّن ہے اس کو سورۃ فضیلت شب قدر سے اترنا فرشتوں کا ہے بیچ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کہ مراد قدر سے کیا ہے جس کی طرف رات منسوب ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم ہے پس معنی یہ ہے کہ وہ رات صاحب قدر اور رتبہ کی ہے یعنی اس رات کا بڑا درجہ ہے واسطے اترنے قرآن کے بیچ اس کے یا واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتا ہے بیچ اس کے اترنے فرشتوں کے سے یا واسطے اس چیز کے کہ اترتی ہے بیچ اس کے برکت اور رحمت اور مغفرت سے یا جو اس کو زندہ رکھے اس کا درجہ بڑا ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قدر سے مراد یہاں تنگی ہے اور معنی تنگی کے اس میں یہ ہیں

کہ وہ پوشیدہ ہے کسی کو اس کی تعین معلوم نہیں کہ وہ کونسی رات ہے اور یا واسطے اس کے کہ اس میں زمین فرشتوں سے تنگ ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد قدر سے یہاں تقدیر ہے اور معنی یہ ہے کہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس میں ان کاموں کا جو آئندہ سال میں ہونے والے ہوتے ہیں واسطے دلیل اس آیت کے فیہا یفرق کل امر حکیم یعنی اس میں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا یعنی لوح محفوظ میں سے جدا کر کے اس کام والوں کو لکھ دیتے ہیں اور ساتھ اسی کے شروع کی ہے نووی نے کلام اپنے کو پس کہا کہ علماء کہتے ہیں کہ شب قدر کا نام شب قدر اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں فرشتے قدروں کو لکھتے ہیں واسطے دلیل آیت مذکور کے اور روایت کی ہے یہ عبدالرزاق وغیرہ مفسرین نے ساتھ اسناد صحیحہ کے مجاہد اور عکرمہ اور اور قنادہ وغیرہ سے۔ (فتح)

اور ابن عیینہ نے کہا کہ جو چیز کہ واقع ہے قرآن میں ساتھ لفظ ما ادرك کے یعنی صیغہ ماضی کے پس تحقیق معلوم کروادی ہے اللہ نے وہ چیز آپ ﷺ کو یعنی اس واسطے کہ نفی علم کی بیچ زمانے ماضی کے نہیں مستلزم ہے نفی علم کو زمانہ حال میں مقصود ابن عیینہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شب قدر معلوم کروادی ہے اور جو چیز کہ کہی ہے اللہ نے ساتھ لفظ یدرک یعنی صیغہ مضارع کے تو وہ چیز اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معلوم نہیں کروائی یعنی اس واسطے کہ اس میں نفی علم حال کی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ مَا
أَذْرَاكَ فَقَدْ أَعْلَمْتَهُ وَمَا قَالَ وَمَا يُذَرِّكَ
فَإِنَّهُ لَمْ يَعْلَمْهُ

۱۸۷۵۔ اہو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

۱۸۷۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ وَإِنَّمَا حَفِظَ مِنَ
الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا
وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ
قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ
الزُّهْرِيِّ

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی بڑی فضیلت ہے و فیہ المطابۃ للترجمہ۔

بَابُ التَّمَاسِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي
السَّبْعِ الْآخِرِ
باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ تلاش کرو
شب قدر کو رمضان کی پچھلی سات راتوں میں

فائدہ: یہ باب اور اس سے پچھلا باب معقود ہے واسطے بیان شب قدر کے اور اختلاف کیا ہے اس میں علماء نے بہت مذہبوں پر جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی (فتح) یعنی ان سات راتوں میں سے ایک رات شب قدر ہے اور چونکہ دوسری حدیث میں واقع ہوا ہے کہ شب قدر پچھلے دھا کے کی طاق راتوں میں ہے تو ابتدا ان سات راتوں کی اکیسویں رات میں سے ہوگی ستائیسویں رات تک اور بعض کہتے ہیں کہ ابتدا ان کی بائیسویں رات سے ہے اٹھائیسویں رات تک اس صورت میں اکیسویں رات ان میں سے خارج ہوگی اور ایک حدیث میں معلوم ہو چکا ہے کہ جس شب قدر کو آپ ﷺ نے معلوم کیا تھا وہ اکیسویں رات تھی پس ان دونوں صورتوں میں اکیسویں رات ان سے خارج ہوگی۔ (تیسیر)

۱۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ
فِي السَّبْعِ الْآخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ رُؤْيَاكُمْ قَدْ
تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْآخِرِ فَمَنْ كَانَ
مُتَحَرِّجًا فَلْيَتَحَرَّجْ فِي السَّبْعِ الْآخِرِ.

۱۸۷۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کچھ
اصحاب رضی اللہ عنہم کو شب قدر خواب میں پچھلی سات راتوں میں
دکھائی گئی یعنی ان کو خواب میں کہا گیا کہ شب قدر رمضان کی
پچھلی سات راتوں میں ہے سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں
دیکھتا ہوں کہ تمہارے خوابوں کو کہ موافق پڑ گئیں پچھلی سات
راتوں میں سو جو شب قدر کو تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات
راتوں میں تلاش کرے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے مہینہ کی پچھلی سات راتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں
کہ مراد ساتھ اس کے وہ سات راتیں ہیں جن کی پہلی بائیسویں رات ہے اور پچھلی اٹھائیسویں رات ہے سو پہلی
تقدیر پر اکیسویں اور تیسویں رات خارج ہوگی اور دوسری تقدیر پر فقط بائیسویں رات داخل ہوگی اور اکیسویں رات
داخل نہ ہوگی اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر بڑے ہونے قدر خواب کے اور جواز دلیل پکڑنے کی طرف اس
کی بیچ استدلال کے اوپر امور وجودیہ کے بشرطیکہ قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو و سیاتی بسط الکلام۔ (فتح)

۱۸۷۷۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَصَالَةَ حَدَّثَنَا
هَشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ
سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ كَوْبَةَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

۱۸۷۷۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو
سعید رضی اللہ عنہ کو پوچھا یعنی کیا تو نے آپ ﷺ کو لیلۃ القدر کا

أَبَا سَعِيدٍ وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقَالَ اغْتَسْنَا
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُشْرَ
الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِيحَةَ
عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ إِنِّي أُرَيْتُ لَيْلَةَ
الْقَدْرِ لَمْ أُنْسِهَا أَوْ نُسِيْتُهَا فَالْتِمِسُوهَا
فِي الْعُشْرِ الْأَوَّخِرِ فِي الْوُتْرِ وَإِنِّي رَأَيْتُ
أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَمَنْ كَانَ
اغْتَسَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي
السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ
حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ
جَرِيدِ النَّخْلِ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ
فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ
فِي جَبْهَتِهِ.

ذکر کرتے سنا ہے اور وہ میرا دوست تھا سو اس نے کہا کہ ہم
نے ایک سال رمضان کے درمیانے دھا کے میں آپ ﷺ
کے ساتھ اعتکاف کیا سو آپ ﷺ بیسویں کی صبح اعتکاف
سے نکلے سو ہم پر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ مجھ کو شب قدر معلوم
ہوئی تھی یا میں نے اس کو آنکھ سے دیکھا یعنی اس کی علامت کو
کہ وہ سجدہ کرتا ہے پانی اور مٹی میں پھر میں اس کو بھلایا گیا
یعنی کسی کے سبب سے یا خود اس کو بھول گیا بغیر واسطہ کے یعنی
بھول گیا میں علم تعین اس کی کا اس سال میں سو اس کو پچھلے
دھا کے میں تلاش کرو طاق راتوں میں اور میں نے خواب
میں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جس نے
آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ اعتکاف کی
جگہ کی طرف پھر آئے یعنی جس نے اعتکاف توڑا ہو وہ پھر
مسجد میں آکر اعتکاف کرے سو ہم نے اعتکاف کی جگہ کی
طرف رجوع کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس وقت آسمان
پر کہیں بدلی کا ایک ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے سو بدلی ہوئی اور برسی
یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مسجد کی چھت ٹپکی اور مسجد کی چھت
کھجوروں کی چھڑیوں سے تھی پھر نماز کی تکبیر ہوئی سو میں نے
آپ ﷺ کو دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے تھے یہاں
تک کہ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی میں مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی طرف چلا سو میں نے اس سے کہا کہ کیا
نہیں نکلتا تو ساتھ ہمارے طرف کھجوروں کی کہ ہم بات چیت کریں سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نکلے سو میں نے کہا کہ بیان کر مجھ
سے وہ چیز کہ سنی ہے تو نے آپ ﷺ سے سنا بیان شب قدر کے پس افادہ کیا بیان سبب سوال کا اور سچ اس کے
انت دلائی طالب کی ہے واسطے شیخ کے سچ طلب خلوت کے ساتھ اس کے تاکہ قادر ہو اس چیز پر کہ ارادہ کرتا ہے
سوال سے اور روایت کی ابن وہب اور عبد الحکیم نے مالک سے پس کہا کہ جو اول مہینے میں یا درمیان مہینے میں
اعتکاف بیٹھے پس تحقیق باہر آئے وہ جب کہ غروب ہو سورج اخیر دن اعتکاف اس کے سے اور جو اخیر مہینے میں

اعتکاف بیٹھے سو نہ پھرے طرف گھراپنے کی یہاں تک کہ حاضر ہو عید میں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں خلاف ہے اول میں اور خلاف تو صرف اس شخص کے حق میں ہے کہ اخیر دھا کے میں اعتکاف بیٹھے کہ کیا جب آفتاب غائب ہو تو اس وقت نکلے یا نہ نکلے یہاں تک کہ صبح کرے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ نمازی نماز میں اپنی پیشانی کو نہ پونچھے اور سجدہ کرنا حائل پر اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اثر خفیف پر لیکن اس حدیث کی بعض طریقوں میں ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ مٹی اور پانی سے بھرا ہوا تھا پس اس سے معلوم ہوا کہ جمہور کی تاویل ٹھیک نہیں اور جواب دیا ہے نووی نے ساتھ اس کے کہ امتلا مذکور نہیں مستلزم ہے ڈھانکنے تمام پیشانی کو اور اس میں جواز سجدے کا ہے مٹی پر اور اس میں امر ہے ساتھ طلب اولیٰ کے اور ارشاد ہے طرف تحصیل افضل کے اور یہ کہ نسیان جائز ہے آپ ﷺ پر اور اس میں آپ ﷺ پر کوئی نقص لازم نہیں آتا خاص کر اس چیز میں کہ نہ اذن ہوا ہو آپ ﷺ کو اس کی تبلیغ میں اور کبھی ہوتی ہے اس میں مصلحت جو متعلق ہوتی ہے ساتھ تشریع کے جیسے کہ نماز کے سہو میں ہے یا ساتھ کوشش کے عبادت میں جیسے کہ اس قصے میں ہے اس واسطے کہ اگر شب قدر معین ہوتی کسی خاص رات میں تو صرف اسی رات میں عبادت میں کوشش کی جاتی اور اس کے غیر میں عبادت فوت ہو جاتی اور گویا کہ یہی مراد ہے ساتھ قول آپ ﷺ کے قریب ہے کہ ہو بہتر واسطے تمہارے جیسے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا اور اس میں استعمال رمضان کا ہے بدون لفظ شہر کے اور مستحب ہے اعتکاف کرنا سچ اس کے اور اخیر دھا کے کے اعتکاف کو ترجیح ہے اور یہ کہ بعض خوابیں ایسی بھی ہیں کہ ان کی تعبیر ان کے مطابق واقع ہوتی ہے اور مرتب ہونا احکام کانیوں کی خوابوں پر اور سچ اول قصے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کے چلنا ہے سچ طلب علم کے اور اختیار کرنا ہے خالی جگہوں کا واسطے سوال کے اور قبول کرنا سوال سائل کا واسطے اس کے اور پرہیز کرنا مشقت استفادہ میں اور ابتداء کرنا طالب کا واسطے سوال کے اور مقدم کرنا خطبے کا تعلیم پر اور قریب کرنا بعید کا طاعت میں اور آسان کرنا مشقت کا سچ اس کے ساتھ حسن تلطیف کے اور تدریج کے طرف اس کی بعض کہتے ہیں کہ استنباط کیا جاتا ہے اس سے تغیر کرنا مادہ بنا کا وقف چیزوں سے ساتھ اس چیز کے کہ وہ قوی ہے اس سے اور زیادہ تر فائدہ پہنچانے والی ہے۔ (فتح)

بَابُ تَحْرِیْرِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوُتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ فِيهِ عَنْ عِبَادَةِ

باب ہے سچ بیان تلاش کرنے شب قدر کے سچ طاق کی پچھلی دس راتوں سے اس باب میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے

حدیث مروی ہے۔

نہ: اس باب میں اشارت ہے طرف اس کی کہ رائج یہ بات ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے میں منحصر ہے مئی اور کسی مہینے میں نہیں پھر رائج یہ بات ہے کہ رمضان کے اخیر دھے میں ہے پھر رائج بات یہ ہے کہ وہ پچھلے

دھے کی طاق راتوں میں ہے اس کی کسی معین رات میں نہیں ہے اور یہی ہے وہ چیز کہ دلالت کرتا ہے اس پر مجموع حدیثوں کا کہ وارد ہوئی ہیں سچ اس باب کے اور تحقیق وارد ہوئی ہیں واسطے شب قدر کے کئی نشانیاں کی اکثر ان میں سے نہیں ظاہر ہوتی ہیں مگر بعد گزر جانے اس کے ان میں سے ایک علامت تو یہ ہے جو کہ صحیح مسلم میں ہے کہ سورج نکلتا ہے اس کی صبح کو اس حالت میں کہ نہیں روشنی ہوتی واسطے اس کے اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ وہ مثل طشت کی ہوتا ہے اور ابن خزیمہ کی حدیث میں ہے کہ شب قدر کی رات درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد سورج اس دن سرخ ضعیف اور احمد کی روایت میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ وہ رات صاف ہوتی ہے گویا کہ اس میں چاند چڑھنے والا ہے با آرام ہے نہ اس میں سردی ہوتی ہے اور نہ گرمی اور نہیں حلال ہے واسطے کسی ستارے کے کہ پھینکا جائے سچ اس کے اور اس کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج نکلتا ہے اس حال میں کہ برابر ہوتا ہے اس کے واسطے روشنی نہیں ہوتی مانند چاند چودھویں رات کی نہیں حلال ہے واسطے شیطان کے یہ کہ نکلے ساتھ اس کے اس دن اور نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج ہر دن چڑھتا ہے درمیان دو سنگوں شیطان کے مگر شب قدر کی صبح کو اور ایک روایت میں ہے کہ شب قدر بارش اور ہوا کی رات ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شب قدر کی رات صاف اور درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد ظاہر ہوتے ہیں ستارے اس کے اور نہیں نکلتا ہے شیطان اس کا یہاں تک کہ روشن ہو فجر اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ اس رات کو فرشتے زمین پر اترتے ہیں زیادہ کنکریوں کی گنتی سے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ اس میں شیطان چھوڑا جاتا ہے اور نہ اس میں کوئی بیماری پیدا ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قبول کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ توبہ ہر توبہ کرنے والے کی اور کھولے جاتے ہیں اس میں دروازے آسمانوں کے اور وہ غروب آفتاب سے اس کے نکلنے تک رہتی ہے اور نقل کیا ہے طبری نے ایک قوم سے کہ شب قدر کی رات میں سب درخت سجدہ کرتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں پھر اپنے اگنے کی جگہ پھر جاتے ہیں اور یہ کہ ہر چیز اس میں سجدہ کرتی ہے اور عبدہ ابن ابی لبابہ سے روایت ہے کہ شب قدر کی رات میں نمکین پانی میٹھے ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

۱۸۷۸۔ عاتشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کے پچھلے دہے کی طاق راتوں میں یعنی اکیسویں اور تیسویں اور پچیسویں اور ستائیسویں اور اسیسویں رات کو۔

۱۸۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

۱۸۷۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالذَّرَّازُورِدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشَرَ النَّبِيَّ فِي وَسْطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ حِينَ يُمَسِّي مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً تَمْضِي وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَجَعَ إِلَى مَسْكِنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ وَأَنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرِ جَاوَرَ فِيهِ اللَّيْلَةَ النَّبِيُّ كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَيَخْطُبُ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشَرَ ثُمَّ قَدْ بَدَأَ لِي أَنْ أُجَاوَرَ هَذِهِ الْعَشَرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اغْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَبْتُ فِي مَعْتَكِفِهِ وَقَدْ أَرَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أَنْسَيْتُهَا فَاذْبَعُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَابْتَغُوهَا فِي كُلِّ وَتَرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَأَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَبَصُرْتُ عَيْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ أَنْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِينًا وَمَاءً.

۱۸۷۹- ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے اللہ کے رسول ﷺ اعتکاف کرتے رمضان کے بیچ کے دہے میں پس تھے جب کہ شام کرتے بیسویں رات سے کہ گزر جاتی یعنی بیسویں کا دن گزر جاتا اکیسویں رات آتی تو اپنے گھر کی طرف پھرتے اور پھرتا جو کوئی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کرتا تھا اور یہ کہ تحقیق ٹھہرے آپ ﷺ بیچ ایک مہینے رمضان کے کہ اعتکاف کیا تھا بیچ اس کے اس رات کو کہ تھے پھرتے بیچ اس کے یعنی جس رات میں آپ ﷺ کا اعتکاف سے باہر آنے کا معمول تھا اس رات کو باہر نہ آئے سو آپ ﷺ نے لوگوں پر خطبہ پڑھا سو حکم کیا ان کو جو اللہ نے چاہا پھر فرمایا کہ میں اس دہے میں اعتکاف کیا کرتا تھا یعنی بیچ کے دہے کا پھر مجھ کو ظاہر ہوا یعنی اپنی رائے سے یا وحی سے یہ کہ میں اس اخیر دہے میں اعتکاف بیٹھوں سو جو میرے ساتھ اعتکاف بیٹھا ہو تو چاہیے کہ ٹھہرے اپنے اعتکاف کی جگہ میں اور تحقیق شب قدر مجھ کو معلوم ہوئی تھی یعنی تعین اس کی پھر مجھ کو بھول گئی سو تلاش کرو اس کو پچھلی دس راتوں میں اور تلاش کرو اس کو ہر طاق رات میں اور میں نے خواب میں اپنے تئیں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو بادل نے اس رات کو برسنا شروع کیا سو برسنا سو مسجد آپ ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ میں ٹپکی اکیسویں رات کو سو میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ صبح کی نماز سے پھرے اس حال میں کہ آپ ﷺ کا چہرہ مٹی اور پانی سے بھرا تھا یعنی آلودہ تھا۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اکیسویں رات کو گھر کی طرف رجوع کیا اور اس سے

پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ سے بیسویں کی صبح کو نکلے تھے پس مراد یہ ہے کہ گزشتہ صبح کو رجوع کرتے تھے اور پہلے باب میں جو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے تو اس کے تحت فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام مالک کی روایت میں یہ لفظ ہے کہ یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو اعتکاف کی جگہ سے نکلتے تھے اور ظاہر اس حدیث کا باب کی روایت کے مخالف ہے یعنی اسی روایت کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے اس واسطے کہ باب کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا خطبہ بیسویں کی صبح کو واقع ہوا تھا اور مالک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ اکیسویں کی صبح کو واقع ہوا تھا اور اس بنا پر آپ ﷺ کے اخیر اعتکاف کی پہلی رات بائیسویں رات ہوگی اور وہ مغائر ہے واسطے قول ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس حدیث کے آخر میں کہ میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ کے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تھا اکیسویں کی صبح کو اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے اس میں کہ آپ ﷺ کا خطبہ بیسویں کی صبح کو تھا اور بارش اکیسویں رات کو برسی تھی اور یہ موافق ہے واسطے باقی طریقوں کے اور بنا براس کے پس گویا کہ قول اس کا بیچ روایت مالک کے کہ وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو نکلتے تھے یعنی مراد اس سے وہ صبح ہے جو اس سے پہلے ہے یعنی بیسویں کی صبح پس نسبت صبح کی طرف اس کی بطور مجاز کے ہے۔ (فتح)

۱۸۸۰۔ حاکم نے بیسویں سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ رمضان کی پچھلی دس راتوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں۔

۱۸۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّمَسُّوا حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

۱۸۸۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں شب قدر بیچ نویں رات کے ہے کہ باقی رہی یعنی اکیسویں رات میں بیچ ساتویں رات کے ہے کہ باقی رہے یعنی تیسویں

۱۸۸۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّمَسُّوْهَا فِي الْعَشْرِ

رات میں سبچ پانچویں رات کے ہے کہ باقی رہی یعنی چیسویں رات کو اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ تلاش کرو شب قدر کو چوبیسویں رات میں۔

الْأَوَّلُ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ
تَبْقَى فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى
تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ وَعَنْ خَالِدٍ
عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ التَّمَسُّوا فِي
أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ.

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یہ حدیث مطلق ہے اس میں طاق کا ذکر نہیں لیکن یہ حدیث محمول ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر جو پہلے مذکور ہوئی کہ وہ مقید ہے یعنی مراد یہ ہے کہ شب قدر پچھلے دہے کی طاق راتوں میں ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان سے شب قدر کا حال دریافت فرمایا کہ کون سی رات ہے سوا اجماع کیا سب نے اس پر کہ وہ پچھلے دہے میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی رات ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کون سی رات ہے میں نے کہا کہ تیسویں رات ہے یا ستائیسویں پچھلے دہے سے عمر نے کہا کہ تو نے اس کو کہاں سے جانا؟ میں نے کہا کہ اس نے سات آسمانوں کو اور سات زمینوں کو اور سات دنوں کو اور زمانہ پھرتا ہے سات دنوں میں اور انسان پیدا کیا گیا ہے سات چیزوں سے اور کھاتا ہے سات چیزوں سے اور سجدہ کرتا ہے سات چیزوں پر اور طواف بھی سات بار ہے اور نکھر مارتا بھی سات بار ہے اور اس کے سوا اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے وہ چیز سمجھی جو ہم نے نہیں سمجھی پس بنا بر اس کے اس جملہ کے مرفوع ہونے اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے لیکن بخاری کے نزدیک اس کا مرفوع ہونا راجح ہے اسی واسطے مرفوع کو روایت کیا اور موقوف سے منہ پھیرا اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شب قدر چوبیسویں رات ہے تو ظاہر ہے حدیث مخالف ہے واسطے اس حدیث کے گزر چکی ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جمع ممکن ہے درمیان دونوں روایتوں کے بایں طور کہ مراد اس روایت میں جفت سے باعتبار ابتدا شمار کے ہے اخیر مہینے سے یعنی اخیر مہینے سے گنتی شروع کی جائے سو اس اعتبار سے چوبیسویں رات ستائیسویں رات ہوگی اور احتمال ہے یہ کہ ہو مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اپنے کے فی اربع وعشرین اول اس چیز کا کہ امید رکھی جاتی ہے اس میں باقی سات راتوں سے پس بنا بر اس کے موافق ہوگی یہ روایت اس چیز کو جو پہلے گزر چکی ہے کہ شب قدر کو باقی سات راتوں میں تلاش کرو اور بعض شارحین کہتے ہیں کہ یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر سبچ نویں رات کے ہے کہ باقی رہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ شب قدر بائیسویں رات ہو اگر مہینہ تیس دن کا ہو اور نہ ہوگی شب قدر اکیسویں رات کو مگر جب کہ ہو مہینہ ایتیس دن کا اور یہ حصر مردود ہے اس واسطے کہ یہ مبنی ہے اس پر کہ مراد ساتھ قول آپ ﷺ کے کہ باقی رہی ہے کیا وہ باقی رہی ہے

سمیت اکیسویں رات کے یا اس کے سوا پس بنا اس کی پہلے احتمال پر ہے اور جائز ہے بنا اس کی دوسرے احتمال پر پس ہوگا معاملہ برعکس اس چیز کے کہ ذکر کی گئی اس سے اور ظاہر یہ بات ہے کہ اس کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارت ہے طرف دونوں احتمالوں کی سو اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ باقی رہتی ہونویں رات سوائے اکیسویں رات کے تو اس صورت میں اکیسویں رات سے خارج ہوگی اور اگر مہینہ ایتیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ نویں رات اس کے سمیت باقی رہتی ہو تو اس صورت میں اکیسویں رات تو نہیں داخل ہوگی واللہ اعلم اور علماء کو شب قدر کے باب میں بہت اختلاف ہے اور حاصل ہوتے ہیں واسطے ہمارے مذاہب ان کے سے بیچ اس باب کے زیادہ چالیس قول سے جیسا کہ واقع ہوئی ہے واسطے ہمارے نظیر اس کی بیچ ساعت جمعہ کے جس میں دعا قبول ہوتی ہے اور پوشیدہ ہونے میں دونوں شریک ہیں تاکہ ان کی تلاش میں کوشش واقع ہو اول قول یہ ہے کہ شب قدر بالکل اٹھائی گئی ہے یعنی پہلے تھی اب نہیں ہے حکایت کیا ہے اس قول کو متولی نے رافضیوں سے اور فاکہانی نے شرح عمدہ میں حنفیہ سے اور یہ اس کی خطا ہے اور جس چیز کو سروجی نے حکایت کیا ہے یہ ہے کہ یہ قول شیعہ کا ہے اور عبدالرزاق نے عبداللہ بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ شب قدر اٹھائی گئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو یہ بات کہے وہ جھوٹا ہے اور نیز اس نے عبداللہ بن شریک کے طرق سے روایت کی ہے کہ حجاج نے شب قدر کو ذکر کیا سو گویا کہ اس کا انکار کیا سوزر بن حمیش نے چاہا کہ اس کو تھپڑ مارے سو اس کی قوم نے اس کو منع کیا قول دوم یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ ایک برس کے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں واقع ہوا اس کو بھی فاکہانی نے ذکر کیا ہے قول سوم یہ ہے کہ شب قدر خاص ہے ساتھ اس امت کے اور ان سے پہلی امتوں میں نہ تھی جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن حبیب وغیرہ نے مالکیہ میں سے اور نقل کیا اس قول کو جہور سے اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب عمدہ نے شافعیہ سے اور ترجیح دی اس کو اور وہ اعتراض کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کے جو نسائی میں ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا شب قدر نبیوں کے ساتھ ہوتی ہے پس جب مر جاتے ہیں تو اٹھائی جاتی ہے فرمایا نہیں بلکہ وہ باقی ہے اور عمدہ ان کا قول امام مالک رضی اللہ عنہ کا ہے موطا میں کہ پہنچی مجھ کو یہ بات کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کی عمروں کو پہلی امتوں کی عمروں سے کم جانا یعنی ان کی عمروں کے کم ہونے کا دل میں افسوس کیا سو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شب قدر عنایت کی اور یہ روایت تاویل کا احتمال رکھتی ہے پس نہ دفع کرے گی صریح کو کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے چوتھا قول یہ ہے کہ وہ سارے برس میں ممکن ہے یعنی ہر مہینے میں ہو سکتی ہے کسی معین دن یا مہینے کے ساتھ خاص نہیں اور یہ قول مشہور ہے حنفیہ سے حکایت کیا ہے اس کو قاضی اور ابو بکر رازی نے ان میں سے اور روایت کی گئی ہے مانند اس کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ وغیرہم سے اور مہلب نے اس قول کو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ شاید

کہ اس کے قائل نے بنا کیا ہے اس کو اوپر پھرنے زمانے کے واسطے ناقص ہونے چاندوں کے اور وہ فاسد ہے اس واسطے کہ رمضان کے مہینے میں اس کا اعتبار نہیں کیا گیا پس رمضان کے غیر میں بھی اس کا اعتبار نہ ہوگا تا کہ منتقل ہو شب قدر رمضان سے اور دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ جو صحیح مسلم میں ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا آپ ﷺ نے یہ کہ نہ اعتماد کریں لوگ یعنی ایک ہی قول پر اگرچہ وہ صحیح ہے یعنی اگر جانیں گے کہ وہ ستائیسویں رات ہے تو فقط اسی رات میں عبادت کریں گے اور باقی تمام راتوں کا قیام ترک کریں گے پانچواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے کے ساتھ خاص ہے یعنی اس کے سوا اور کسی مہینے میں نہیں ہوتی ہے اس کی تمام راتوں میں ممکن ہے اور یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اس سے ساتھ اسناد صحیح کے اور نیز اس سے مرفوع روایت بھی آئی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ہدایہ کی شرح میں جزم نقل کیا ہے ساتھ اس کے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے اور قائل ہوا ہے ساتھ اس کے ابن منذر اور محلی اور بعض شافعیہ اور ترجیح دی ہے اس کو سبکی نے شرح منہاج میں اور حکایت کیا ہے اس کو ابن حجب نے ایک روایت میں اور سروجی نے ہدایہ کی شرح میں کہا کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ شب قدر سارے رمضان میں منتقل ہوتی ہے یعنی پھرتی رہتی ہے اور صاحبین نے کہا کہ وہ رمضان کی ایک رات معین مبہم میں ہے اور اسی طرح کہا ہے نسفی نے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے ایک قوم سے اور یہ قول ششم ہے ساتواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی پہلی رات ہے یہ قول ابن زریں رضی اللہ عنہ صحابی سے محکی ہے اور ابن ابی عاصم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ شب قدر رمضان کی پہلی رات ہے ابن عاصم نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کسی نے یہ بات کہی ہو آٹھواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی پندرہویں رات ہے حکایت کی ہے ابن ملقن نے شرح عمدہ میں اور جو بات کہ میں نے قرطبی کے مفہم میں دیکھی ہے حکایت ایک قول کی ہے کہ شب قدر شعبان کی پندرہویں رات ہے اور اسی طرح نقل کیا ہے سروجی نے صاحب طراز سے پس اگر یہ دونوں صحیح ہوں تو یہ قول نہم ہے پھر دیکھا میں نے شرح سروجی میں محیط سے کہ شب قدر پچھلے نصف میں ہے دسواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی سترہویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نہیں شک کرتا اس میں کہ شب قدر رمضان کی سترہویں رات ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا اور ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی ہے گیارہواں قول یہ ہے کہ شب قدر مبہم ہے درمیانے عشرے میں حکایت کیا ہے اس کو نووی نے اور نسبت کیا ہے اس کو طبری نے طرف عثمان بن ابی العاص اور حسن بصری کی اور قائل ہیں ساتھ اس کے بعض شافعیہ بارہواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی اٹھارہویں رات ہے پڑھا میں نے اس کو ساتھ خط قطب حلبی کے بیچ درمیان اس کی شرح کے اور ذکر کیا ہے ابن جوزی نے مشکل میں تیرہواں قول یہ ہے کہ وہ انیسویں رات ہے روایت کیا اس کو

عبدالرزاق نے علی سے اور نسبت کیا ہے اس کو طبری نے طرف زید بن ثابت اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اور موصول کیا اس کو طحاوی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چودھواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخرے عشرے کی پہلی رات ہے اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ اور حزم کیا ہے ساتھ اس کے ایک جماعت نے شافعیہ میں سے لیکن سبکی نے کہا کہ ان کے نزدیک اس کے ساتھ یقین نہیں واسطے اتفاق کرنے ان کے کے اوپر نہ حادث ہونے اس شخص کے کہ معلق کرے بیسویں دن اپنے غلام کی آزادی کو بیچ شب قدر کے کہ وہ اس رات کو آزاد نہیں ہوتا بلکہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گزرنے تمام مہینے کے صحیح قول پر بنا بر اس کے کہ وہ پچھلے دہے میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گزرنے تمام برس کے بنا بر اس کے کہ وہ آخری عشرے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ رمضان میں ہے پندرہواں قول بھی مثل اسی قول کے ہے اس سے پہلے سے مگر یہ کہ اگر مہینہ پورا ہے تو وہ بیسویں رات ہے اور اگر کم ہے تو اکیسویں رات ہے اور اسی طرح تمام مہینے میں اور یہ قول ابن حزم کا ہے اور گمان کیا ہے اس نے کہ اس کے ساتھ حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور دلالت کرتی ہے واسطے قول اس کے کہ وہ حدیث جو احمد اور طحاوی نے روایت کی ہے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تلاش کرو شب قدر کو آج کی رات میں اور وہ تیسویں رات تھی سولہواں قول یہ ہے کہ شب قدر بائیسویں رات ہے اور اس کی حکایت ابھی آتی ہے اور روایت کی ہے احمد نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے شب قدر کا حال پوچھا اور یہ اکیسویں کی صبح تھی سو فرمایا کہ آج کتنی رات ہے میں نے کہا کہ بائیسویں رات ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر آج کی رات ہے یا آئندہ رات ہے سترہواں قول یہ ہے کہ وہ تیسویں رات ہے روایت کی ہے یہ حدیث مسلم نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً کہ فرمایا کہ مجھ کو خواب میں شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر میں اس کو بھول گیا پس ذکر کیا مانند حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی لیکن اس میں فرمایا کہ وہ تیسویں رات ہے بدلے اکیسویں رات کے اور نیز اسی سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے واسطے ایک جنگل ہے یعنی میرا گھر جنگل میں ہے کہ میں اس میں رہتا ہوں سو حکم کرو مجھ کو ساتھ شب قدر کے سو فرمایا آپ ﷺ نے کہ وہ تیسویں رات ہے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیحہ کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ شب قدر تیسویں رات ہے اور عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو ساتویں رات سے تلاش کرے رازی نے کہا کہ تھے ایوب نہاتے تیسویں رات کو اور خوشبو لگاتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ تیسویں رات میں اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے اور عبدالرزاق نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ مضبوط ہوا ہے قول قوم کا اس پر کہ وہ تیسویں رات ہے اور یہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور کھول سے اٹھا رہا ہواں قول یہ ہے کہ شب قدر چوبیسویں رات ہے کما تقدم من

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ فی هذا الباب اور طیالسی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ وہ چوبیسویں رات ہے اور یہی روایت ہے ابن مسعود اور شعبی اور حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے اور دلیل ان کی واثلہ کی حدیث ہے کہ قرآن رمضان کی چوبیسویں رات کو اترا اور احمد نے بلال سے مرفوع روایت کی ہے کہ شب قدر کو چوبیسویں رات کو تلاش کرو اور تحقیق خطا کی ہے ابن لہیعہ نے اس کے مرفوع کرنے میں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو عمر بن حارث نے یزید سے ساتھ اس سند کے موقوف ساتھ غیر لفظ اس کے کے جیسا کہ مغازی کے اخیر میں آئے گا شب قدر آخری عشرے کی سات راتوں میں سے پہلی رات ہے انیسواں قول یہ ہے کہ وہ چوبیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے عارضہ میں اور نسبت کیا ہے اس کو ابن جوزی نے مشکل میں طرف ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے بیسواں قول یہ ہے کہ وہ چوبیسویں رات ہے اور یہ قول ہے کہ میں اس کو صریح نہیں دیکھتا مگر یہ کہ عیاض نے کہا کہ آخری عشرے میں سے کوئی رات نہیں مگر کہہ گیا ہے کہ شب قدر اس میں ہے اکیسواں قول یہ ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور یہی ٹھیک ہے امام احمد رحمہ اللہ کے قول سے اور یہی ایک روایت ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے اور قسم کھائی ہے اوپر اس کے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور نیز مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے آپس میں شب قدر کا ذکر کیا سو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جس کو یاد ہو وہ وقت جب کہ چاند اس وقت آدھے پیالے کی مانند تھا یعنی جب کہ چاند باریک ہو گیا تھا مہینے کے اخیر میں ابو الحسن فارسی نے کہا کہ مراد ستائیسویں رات ہے اس واسطے کہ اس میں چاند چڑھتا ہے ساتھ اس صفت کے اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے شب قدر کا حال پوچھا سو فرمایا کہ تم میں کون یاد کرتا ہے صہباوات کی رات کو میں نے کہا کہ میں اور یہ ستائیسویں رات ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے عمر اور حذیفہ اور کئی اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نزدیک مسلم کے ہے ایک مرد نے شب قدر کو ستائیسویں رات میں دیکھا اور واسطے احمد کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع روایت ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور واسطے ابن منذر کے ہے کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو ستائیسویں رات میں تلاش کرے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی مانند اس کی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب حلیہ نے شافعیہ سے اکثر علماء سے اور پہلے گزر چکا ہے استنباط ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نزدیک عمر رضی اللہ عنہ کے اور موافقت کی واسطے ان کے اور استنباط کیا ہے اس کو بعضوں نے اور طریق سے پس کہا کہ لفظ لیلة القدر کے نو حرف ہیں اور تین بار سورت میں پھر لائے گئے ہیں پس یہ ستائیسویں رات ہے اور کہا صاحب کافی نے حنفیہ میں سے اور اسی طرح صاحب محیط نے کہ جو اپنی عورت کو کہے کہ تجھ کو شب

قدر میں طلاق ہے تو ستائیسویں رات کو طلاق پڑ جاتی ہے یہ اس واسطے کہ عام لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ شب قدر ہے بائیسواں قول یہ ہے کہ وہ اٹھائیسویں رات ہے اور اس کی وجہ پہلے گزر چکی ہے تیسواں قول یہ ہے کہ وہ انیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے چوبیسواں قول یہ ہے کہ وہ تیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو عیاض اور سرحدی نے شرح ہدایہ میں اور روایت کیا ہے اس کو محمد بن نصر اور طبری نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پچیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کی جو اس باب میں مذکور ہے اور یہ قول سب قولوں سے رائج ہے اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں ابو ثور اور حرنی اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت نے علماء مذاہب سے چھبیسواں قول مثل اس کی ہے ساتھ زیادہ کرنے اخیر رات کے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور احمد نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ستائیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے میں پھرتی رہتی ہے یہ بات ابو قلابہ نے کہی ہے اور نص کی ہے اس پر مالک اور احمد اور اسحاق نے اور ماوردی نے گمان کیا ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے اور گویا کہ پکڑا ہے اس نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ پچھلے دہے میں ہے پھر اس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے کہ آخری عشرے کی کونسی رات ہے اور تائید کرتی ہے اس بات کو کہ وہ آخری عشرے میں ہے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی جو صحیح ہے کہ جب آپ ﷺ نے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ جس چیز کو آپ تلاش کرتے ہیں وہ آپ ﷺ کے آگے ہے اور پہلے گزر چکا ہے ذکر اس کا قریب اور گزر چکا ہے ذکر اعتکاف آپ ﷺ کا آخری عشرے میں بیچ تلاش کرنے شب قدر کے اور اعتکاف آپ ﷺ کی بیبیوں کا بعد آپ ﷺ کے اور کوشش کے بیچ اس کے جیسا کہ آئندہ باب میں ہے اور جو اس کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے سوان میں بعض تو کہتے ہیں کہ شب قدر کا سب راتوں میں برابر احتمال ہے اور نقل کیا ہے اس کو رافعی نے مالک سے اور ضعیف کیا ہے اس کو ابن حاجب نے اور بعض کہتے ہیں کہ بعض راتوں میں شب قدر کی زیادہ امید ہے بعض راتوں سے سو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ سب سے زیادہ امید اکیسویں رات میں ہے اور یہ اٹھائیسواں قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ تر امید تیسویں رات میں ہے اور یہ انیسواں قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پچھلی سات راتوں میں پھرتی رہتی ہے اور تحقیق گزر چکا ہے بیان مراد کا اس سے بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ مراد سات راتیں اخیر مہینے سے ہیں یا اخیر ہفتہ کہ مہینہ سے گنا جائے اور پیدا ہوگا اس سے تیسواں قول اور تینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر پچھلے نصف میں پھرتی رہتی ہے ذکر کیا اس کو صاحب محیط نے ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ سے اور حکایت کیا ہے امام الحرمین نے صاحب تقریر سے چوبیسواں قول یہ ہے کہ شب

قدر سوہویں یا سترہویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو حارث بن ابی اسامہ نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر سترہویں یا انیسویں یا اکیسویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اسناد ضعیف کے چھتیسواں قول یہ ہے کہ وہ پہلی یا پچھلی رات ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند ضعیف کے سینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر پہلی رات ہے یا نویں یا سترہویں یا اکیسویں یا مہینے کی پچھلی روایت کیا اس کو ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند ضعیف کے اڑتیسواں قول یہ ہے کہ وہ انیسویں رات ہے یا گیارہویں یا تیسویں روایت کیا اس کو ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند کے کہ اس میں کلام ہے اور عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند منقطع کے اور سعید بن منصور نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ساتھ سند منقطع کے بھی اکتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ تیسویں رات ہے یا ستائیسویں اور یہ قول ماخوذ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جو باب میں مذکور ہے جس جگہ کہ کہا کہ سات راتیں کہ باقی رہیں یا سات راتیں کہ گزر جائیں اور واسطے احمد کے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ساتویں رات کہ باقی ہے یا ساتویں رات کہ گزر جائے نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ستائیسویں رات کہتے ہیں اور تم تیسویں رات کہتے ہو چالیسواں قول یہ ہے کہ وہ اکیسویں رات ہے یا تیسویں رات یا پچیسویں رات ہے کما مسیاتی فی الباب الذی بعدہ من حدیث عبادۃ اور ابو داؤد کی حدیث میں یہ لفظ ہے کہ نویں رات کہ باقی رہے ساتویں رات کہ باقی رہے پانچویں رات کہ باقی رہے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ مراد نویں رات سے اکیسویں رات ہے اکتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ رمضان کی پچھلی سات راتوں میں منحصر ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ اس سے پہلے باب میں ہے یا لیسواں قول یہ ہے کہ وہ بائیسویں یا تیسویں رات ہے واسطے دلیل حدیث عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے نزدیک احمد کے تینتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ درمیانے عشرے اور آخری عشرے کی جفت راتوں میں ہے پڑھا میں نے اس کو ساتھ خط مغلطی کے چوالیسواں قول یہ ہے کہ وہ آخری عشرے کی تیسری یا پانچویں رات ہے روایت کیا اس کو احمد نے حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور فرق اس میں اور اس چیز میں کہ پہلے گزری یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد تیسری رات سے تیسویں رات ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد اس سے ستائیسویں رات ہو پس حاصل یہ ہوگا کہ وہ تیسویں رات ہے یا پچیسویں رات ہے یا ستائیسویں رات ہے اور ساتھ اس وجہ کے مخالف ہوگا یہ قول اس چیز سے کہ پہلے گزری پینتالیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر دوسرے نصف کے اول کی سات راتوں یا آٹھ راتوں میں ہے طحاوی نے عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے شب قدر کا حال پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تلاش کرو اس کو نصف اخیر میں پھر انہوں نے پوچھا سو فرمایا کہ تیسویں رات تک چھالیسواں قول یہ ہے کہ وہ پہلی رات ہے یا پچھلی رات ہے یا طاق

راتوں میں ہے اور تمام یہ اقوال جن کو ہم نے ذکر کیا بعد تیسرے قول کے پس لگاتار متفق ہیں اس پر کہ شب قدر کا حاصل ہونا ممکن ہے اور متفق ہیں اور پر رغبت دلانے کے واسطے تلاش اس کی کے اور ابن عربی نے کہا کہ صحیح یہ بات ہے کہ وہ معلوم نہیں اور یہ لائق ہے کہ اور قول ہو اور نووی نے اس قول سے انکار کیا ہے اور تحقیق غالب ہوئی ہیں حدیثیں اس پر کہ اس کا علم ممکن ہے اور خبر دی ہے ساتھ اس کے ایک جماعت صالحین نے پس نہیں ہیں کوئی معنی واسطے انکار اس کے کے یعنی ابن عربی نے جو اس کے علم نے انکار کیا ہے تو اس انکار کے کوئی معنی نہیں اس واسطے کہ حدیثوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اور نقل کیا ہے طحاوی نے ابو یوسف رحمہ اللہ سے ایک قول کہ جائز رکھا ہے اس نے اس میں یہ کہ وہ اعتقاد کرنا ہے کہ وہ چوبیسویں یا ستائیسویں رات ہے پس اگر یہ ثابت ہو تو یہ اور قول ہے یہ آخر اس چیز کا ہے کہ واقف ہوا میں اوپر اس کے اقوال سے اور بعض اقوال کا بعض کی طرف رد کرنا ممکن ہے اگرچہ ظاہر ان کا مخالف ہے اور سب اقوال میں سے رائج یہ قول ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے اور یہ کہ وہ پھرتی رہتی ہے جیسا کہ اس باب کی حدیثوں سے سمجھا جاتا ہے اور عشرے کی طاق راتوں میں زیادہ تر امید والی شافعیہ کے نزدیک اکیسویں رات ہے یا تیسویں کہ عبداللہ بن انیس اور ابو سعید رحمہما اللہ کی دونوں حدیثوں کی بنا پر اور سب راتوں میں زیادہ تر امید والی جمہور کے نزدیک ستائیسویں رات ہے یعنی جمہور کے نزدیک زیادہ تر امید یہی ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور اس کی دلیلیں پہلے گزر چکی ہیں علماء کہتے ہیں کہ شب قدر کے پوشیدہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کی تلاش میں کوشش حاصل ہو بخلاف اس کے کہ اگر معین کی جائے واسطے اس کے کوئی رات تو صرف اسی میں عبادت ہوتی جیسا کہ پہلے گزر چکی ہے مثل اس کی ساعت جمعہ میں اور یہ حکمت مطرد ہے یعنی عام ہے نزدیک اس کے جو کہتا ہے کہ تمام برس میں ہے یا تمام رمضان میں یا تمام آخری عشرے میں ہے یا خاص اس کی طاق راتوں میں لیکن یہ کہ پہلا پھر دوسرا زیادہ تر لائق ہے ساتھ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے واسطے کوئی نشانی ہے کہ ظاہر ہو واسطے اس شخص کے کہ پائے شب قدر کو یا نہیں سو بعض کہتے ہیں کہ وہ دیکھتا ہے کہ ہر چیز سجدہ کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر جگہ روشنی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اندھیری جگہوں میں بھی روشنی ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتوں سے سلام یا خطاب سنا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نشانی اس کی یہ ہے کہ جو شب قدر کو پائے اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور اختیار کیا ہے طبری نے یہ کہ یہ سب نشانیاں لازم نہیں اور یہ کہ نہیں شرط واسطے حاصل ہونے اس کے کے دیکھنا کسی چیز کا اور نہ سننا اس کا یعنی بلکہ بدون اس کے بھی حاصل ہو سکتی ہے اور پھر اس میں بھی اختلاف کیا جاتا ہے کہ کیا حاصل ہوتا ہے ثواب کہ مرتب ہے اوپر اس کے واسطے اس شخص کے کہ اتفاق پڑے اس میں اس کو جاگنے اور نماز پڑھنے کا اگرچہ نہ ظاہر ہو واسطے اس کے کوئی چیز یا موقوف ہے یہ ثواب اوپر ظاہر ہونے اس کے کے واسطے اس کے پہلا مذہب طبری اور مہلب اور ابن عربی اور ایک

جماعت کا ہے اور اکثر علماء کا دوسرا مذہب ہے یعنی ثواب موعود موقوف ہے اوپر ظاہر ہونے اس کے واسطے اس شخص کے پس ثواب موعود صرف اسی شخص کو ملتا ہے جو شب قدر کو معلوم کر لے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے نزدیک مسلم کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ جو شب قدر کی رات میں جاگے اور اس میں نماز پڑھے اور اس کو موافق پڑی اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احمد کے نزدیک یہ ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے پھر توفیق دی جائے واسطے اس کے امام نووی نے کہا کہ یواھما کے معنی یہ ہیں کہ وہ معلوم کر لے کہ وہ شب قدر ہے پس موافق پڑی اس کو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کو نفس الامر میں پالے اگرچہ وہ اس کو نہ جانے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو تمام سال جاگے وہ شب قدر کو پالے گا اور یہ بھی دونوں قولوں کا احتمال رکھتی ہے اور نیز نووی نے حدیث من قام رمضان اور حدیث من قام لیلة القدر میں کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ جو اس میں جاگے اگرچہ شب قدر کو موافق نہ پڑے حاصل ہوگا واسطے اس کے یہ ثواب اور جو شب قدر میں جاگے اور اس کو موافق پڑے تو حاصل ہوگا واسطے اس کے اور وہ جاری ہے اوپر اس کے کہ اختیار کیا ہے اس نے اس کو کہ موافق پڑنے سے مراد معلوم کرنا اس کا ہے اور یہی رائج ہے میری نظر میں اور نہیں انکار کرتا میں اس میں کہ جو شب قدر کی تلاش کے واسطے جاگے تو اس کو بہت بڑا ثواب حاصل ہوگا اگرچہ نہ معلوم کرے اس کو اور اگرچہ نہ توفیق دی جائے وہ واسطے اس کے اور کلام تو صرف اس میں ہے کہ ثواب موعود اس کو ملتا ہے یا نہیں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اس کا جاننا شرط ہے تو اس پر یہ تفریع کرتے ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے ایک شخص سوائے دوسرے شخص کے پس ایک شخص کے واسطے ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے کو ظاہر نہیں ہوتی اگرچہ وہ دونوں اکٹھے ایک گھر میں ہوں اور کہا طبری نے کہ شب قدر کے پوشیدہ کرنے میں دلیل ہے اوپر کذب اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ تحقیق ظاہر ہوتی واسطے آنکھوں کے اس رات میں وہ چیز کہ نہیں ظاہر ہوتی ہے تمام برس میں اس واسطے کہ اگر یہ بات حق ہوتی تو نہ پوشیدہ رہتا ہر اس شخص پر جو سارے برس میں راتوں میں جاگے چہ جائیکہ رمضان کی راتوں میں جاگے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے بایں طور کہ اس کو جھوٹا کہنا لائق نہیں بلکہ جائز ہے یہ کہ ہو بطور کرامت کے واسطے اس شخص کے کہ چاہے اللہ اپنے بندوں سے پس خاص ہو ساتھ ایک قوم کے سوائے دوسری قوم کے اور آپ ﷺ نے علامت کو کسی خاص چیز میں بند نہیں کیا اور نہیں نفی کی کرامت کی اور جس سال کی ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حکایت کی ہے اس سال میں علامت اس کی بارش ہونا تھا اور ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سال خالی گزر جاتے ہیں بارش بالکل نہیں ہوتی باوجود یہ کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ کوئی رمضان شب قدر سے خالی نہیں اور باوجود اس کے ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ نہیں پاتا شب قدر کو مگر جو کہ خوارق کو دیکھے بلکہ اللہ کا فضل فراغ ہے اور بہت لوگ ایسے ہیں کہ اس رات کو جاگتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اور نہیں حاصل کرتے اس سے مگر عبادت کو

سوائے دیکھنے خوارق عادت کے یعنی شب قدر میں تمام رات عبادت کرتے ہیں مگر کوئی خارق عادت نہیں دیکھتے اور بعض ایسے ہیں کہ خارق عادت دیکھتے ہیں سوائے عبادت کے اور جو کہ عبادت پر حاصل ہوا ہے وہ افضل ہے اور اعتبار تو صرف اقامت کے ساتھ ہے اس واسطے کہ تحقیق محال ہے یہ کہ وہ مگر کرامت بخلاف خارق کے کہ کبھی تو وہ کرامت ہوتی ہے اور کبھی فتنہ ہوتا ہے اور اس میں رد ہے واسطے ابوالحسن مغربی کے کہ اس نے اعتبار کیا شب قدر کو پس نہ فوت ہوئی اس سے تمام عمر اس کی اور یہ کہ وہ ہمیشہ ہفتہ کی رات ہوتی ہے پس اگر مہینے کی پہلی رات ہفتے کی ہو تو شب قدر اسیسویں رات ہوتی ہے اور اسی طرح لگاتار۔ اور لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہوشب قدر دو راتوں میں درمیانے عشرے میں واسطے ضرورت اس کے کہ ہفتہ کی طاق راتیں پانچ ہیں اور بعض متاخرین نے جو اس سے پیچھے ہیں معارضہ کیا ہے اس کا ساتھ اس کے شب قدر ہمیشہ جمعہ کی رات ہوتی ہے اور ذکر کیا مانند قول ابوالحسن کے اور یہ قول ایسے ہیں کہ ان کی کوئی اصل نہیں بلکہ وہ مخالف ہیں واسطے اجماع اصحاب رحمہم کے کہ جو عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا جیسا کہ پہلے گزرا اور یہی کافی ہے ان کے رد میں اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

۱۸۸۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فرمایا کہ شب قدر رمضان کی پچھلی دس راتوں میں ہے وہ نو راتوں میں ہے کہ گزر جائیں یعنی اسیسویں رات ہے وہ سات راتوں میں ہے کہ باقی رہیں یعنی ستائیسویں رات ہے۔

۱۸۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي مِجَلٍّ وَعِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ هِيَ فِي سَبْعٍ يَمْضِينَ أَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ.

فائدہ: احتمال ہے کہ سبب یقین سے مراد تیسویں رات ہو اور احتمال ہے کہ یہ رات تمام راتوں کے ساتھ ہو کہ اس کے بعد میں آخر مہینے تک۔ (تیسیر)

باب ہے بیان میں اٹھ جانے پہچان تعین شب قدر کے واسطے جھگڑنے لوگوں کے

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِجِي النَّاسِ

فائدہ: یعنی بسبب جھگڑنے لوگوں کے اور قید کرنا رفع کا ساتھ معرفت کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ درحقیقت سرے سے نہیں اٹھائی گئی یعنی واقع میں موجود ہے اٹھائی نہیں گئی بلکہ اس کی تعین اٹھائی گئی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ یہ قید التمسوها سے سمجھی جاتی ہے بعد خبر دینے ان کے کے ساتھ اس کے کہ وہ اٹھائی گئی اور ہونے اس کے سے کہ واقع ہونا جھگڑے کا اس رات میں نہیں مستلزم ہے واقع ہونے اس کے کو سبب اس کے کہ بعد اس کے ہے اور آپ ﷺ کے قول سے کہ شاید کہ ہو یہ بہتر واسطے تمہارے اس واسطے کہ وجہ بہتر ہونے کی اس جہت سے ہے کہ اس کا پوشیدہ ہونا

چاہتا ہے قیام ہر مہینے کو یا ہر عشرے کو بخلاف اس کے کہ اگر تعین کی پہچان باقی رہے تو یہ بات خاص نہ ہوتی۔ (فتح)

۱۸۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حَمِيدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاخِي رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاخِي فَلَانٌ وَفُلَانٌ فَرَفَعْتُ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي النَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْعَامِسَةِ.

۱۸۸۳- عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ باہر تشریف لائے تاکہ ہم کو شب قدر کی خبر دیں سو مسلمانوں میں سے دو شخص جھگڑے سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نکلا تھا کہ تم کو شب قدر کی خبر دوں یعنی ساتھ تعین اس کی کے کہ فلائی رات ہے سو فلانا اور فلانا جھگڑا سو شب قدر کی پہچان اٹھائی گئی اور شاید کہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہو پس تلاش کرو اس کو اس کی اٹیسویں رات میں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں۔

فائدہ: اس حدیث میں سبب بھولنے کا جھگڑا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر میرے بعض اہل نے مجھ کو جگایا سو میں اس کو بھول گیا پس یہ بھولنے کا دوسرا سبب ہے پس یا تو یہ واقع متعدد ہے یعنی یہ معاملہ کئی بار واقع ہوا یا اس طور کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں روایا سے مراد خواب ہو پس نسیان کا سبب جگانا ہوگا اور یہ کہ ہر روایت اس کی غیر کی حدیث میں بیداری میں پس ہو گیا سبب نسیان کا جھگڑا اور یا محمول ہو گیا اس پر کہ قصہ ایک ہے اور نسیان دوبار دو سبب سے واقع ہوا ہوگا اور احتمال ہے کہ ہوں معنی کہ مجھ کو میرے بعض اہل نے جگایا سو میں نے دو مردوں کا جھگڑا سنا سو میں کھڑا ہوا کہ ان کو روکوں سو میں اس کو بھول گیا واسطے مشغول ہونے کے ساتھ ان دونوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا بتلاؤں میں تم کو شب قدر لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں سو آپ ﷺ چپ رہے پھر فرمایا کہ البتہ کہا تھا میں نے واسطے تمہارے اور حالانکہ میں اس کو جانتا تھا پھر میں اس کو بھول گیا پس نہ ذکر کیا سبب نسیان کا پس یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ واقع متعدد ہے اور یہ کہ جو فرمایا کہ اٹھائی گئی تو مراد اس سے یہ ہے کہ میرے دل سے اٹھائی گئی سو بھول گیا میں تعین اس کی واسطے مشغول ہونے کے ساتھ جھگڑے کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اٹھائی گئی برکت اس کی اس سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ ”تا“ رفت میں واسطے فرشتوں کے ہے نہ واسطے رات کے اور طبی نے کہا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کی معرفت اٹھائی گئی اور سبب اس تاویل کا یہ ہے کہ اٹھنا اس کا چاہتا ہے اس کو کہ پہلے واقع ہو اور جب واقع ہو تو پھر اس کے اٹھانے کے کوئی معنی نہ ہوں گے اور کہا کہ ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ مراد ساتھ اٹھنے اس کے کے یہ ہے کہ شروع ہوئی یہ کہ واقع ہو پس جب وہ دونوں جھگڑے تو اٹھائی گئی پس اتارا گیا شروع

بجائے وقوع کے اور جب یہ بات قرار پا چکی کہ جو چیز کہ اٹھائی گئی ہے وہ علم تعین اس کی کا ہے پس کیا آپ ﷺ کو اس کے بعد اس کی تعین معلوم ہوئی تھی یا نہیں اس میں احتمال ہے اور تحقیق گزر چکا ہے قول ابن عیینہ کا اول کلام میں شب قدر پر کہ آپ ﷺ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی اور محمد بن نصر نے وہب سے روایت کیا ہے کہ اس نے نینب بنت ام سلمہ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کو شب قدر معلوم تھی اس نے کہا کہ نہیں اور اگر اس کو جانتے تو لوگوں کو اس کے غیر میں کھڑے نہ کرتے اور یہ بات نینب نے احتمال سے کہی ہے اور یہ بات لازم نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کے ساتھ بھی بہت تعبد واقع ہوا ہو پس حاصل ہوگی کوشش تمام عشروں میں کما تقدم اور استنباط کیا ہے سبکی کبیر نے اس قصے سے استحباب چھپانا شب قدر کا واسطے اس کے کہ اس کو دیکھے اس واسطے کہ اللہ نے مقدر کیا ہے واسطے نبی ﷺ اپنے کے کہ اس میں اس کی خبر نہیں دی اور بھلائی سب اس چیز میں ہے کہ مقدر کی گئی واسطے اس کے پس مستحب ہے اتباع کرنا اس کا بیچ اس کے اور شرح منہاج میں اس کو حاوی سے ذکر کیا کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ شب قدر کا دیکھنا کرامت ہے اور کرامت کا چھپانا لائق ہے بغیر خلاف کے درمیان اہل طریق کے نفس کے دیکھنے کی جہت سے پس نہ امن میں ہوگا دور ہونے کرامت کے سے اور اس جہت سے کہ ریا سے امن میں نہ ہوگا اور ادب کی جہت سے پس نہ منہ پھیرے گا اللہ کے شکر سے ساتھ نظر کرنے کے طرف اس کرامت کی اور ساتھ ذکر کرنے اس کے کے واسطے لوگوں کے اور اس جہت سے کہ حسد سے امن میں نہ ہوگا سو اپنے غیر کو گناہ میں ڈالے گا اور استنباط کیا جاتا ہے واسطے اس کے ساتھ قول یعقوب ﷺ کے کہ اے میرے چھوٹے بیٹے نہ بیان کر خواب اپنی بھائیوں پر اور مراد نویں رات سے اسیسویں رات ہے یا اکیسویں اور پہلی وجہ ارجح ہے۔ (فتح)

رمضان کے آخری عشرے میں عمل کرنے کا بیان یعنی عمل میں خوب کوشش کرے

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ
مِنْ رَمَضَانَ

۱۸۸۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا پچھلا عشرہ آتا تو نبی ﷺ اپنا تہ بند مضبوط باندھتے تھے اور اپنی رات کو زندہ کرتے تھے اور اپنی بیبیوں کو جگاتے تھے۔

۱۸۸۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي الصَّلْحِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِزْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَبْقَى أَهْلَهُ.

فائدہ: مراد تہ بند مضبوط باندھنے سے یہ ہے کہ عورتوں سے الگ رہتے تھے اور خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ عبادت میں کوشش کرتے تھے زیادہ عادت سے اور احتمال ہے کہ دونوں معنی مراد ہوں پس معنی اس

کے یہ ہوں گے کہ حقیقت میں اپنا بند مضبوط باندھتے تھے سو اس کو نہ کھولتے تھے اور عورتوں سے الگ رہتے تھے اور عبادت میں کوشش فرماتے تھے اور مرادرات کے زندہ کرنے سے یہ ہے کہ تمام رات جاگتے تھے اور اس کو عبادت اور بندگی سے زندہ رکھتے تھے اور زندہ رکھتے اپنے نفس کو ساتھ جگانے اس کے اس واسطے کہ سونا موت کا بھائی ہے اور اضافت اس کی طرف رات کی واسطے فراخی کے ہے اس واسطے کہ جب کھڑا ہونے والا جاگنے سے زندہ رہا تو اس نے رات کو اپنی زندگی سے زندہ کیا اور وہ مانند اس حدیث کے ہے کہ نہ ٹھہراؤ اپنے گھروں کو قبریں یعنی نہ سوؤ پس ہو جاؤ مانند مردوں کی پس ہو جائیں گھر تمہارے مانند قبروں کی اور یہ جو کہا کہ اپنے اہل کو جگاتے تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اپنی بیبیوں کو اور بیٹیوں کو اور اپنی لونڈیوں کو اور غلاموں کو اخیر عشرے میں عبادت کے واسطے جگاتے تھے اور ترمذی وغیرہ میں روایت ہے کہ جب رمضان سے دس دن باقی رہتے تھے تو نہ چھوڑتے تھے آپ ﷺ کسی کو کہ قیام کی طاقت رکھتا ہو مگر کہ اس کو کھڑا کرتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے اہل کے ساتھ اپنے گھر میں تھے اس واسطے کہ اگر اعتکاف سے ہوتے تو مسجد میں ہوتے اور آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نہ ہوتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی ایک بی بی نے اعتکاف کیا اور اگر فرضاً کسی نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف نہ کیا ہو تو احتمال ہے کہ ان کو اپنی جگہ سے جا کر جگاتے ہوں اور یہ کہ جگاتے ہوں ان کو اس وقت کہ داخل ہوتے ہوں گھر میں واسطے کسی حاجت کے۔

تنبیہ: بعض نسخوں میں اس باب کے اخیر میں یہ لفظ واقع ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ابو نعیم نے کہا کہ ہیرہ مختار کے ساتھ تھا لڑائی کا سامان تیار کرتا تھا اس واسطے میں نے اس کی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کی اور یہ جو کہا کہ وہ لڑائی کا سامان کرتا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مدد کرتا تھا مختار کی یعنی ابن ابو عبیدہ ثقفی کی جگہ غالب ہوا وہ کوفہ پر عبد اللہ بن زبیر کی خلافت میں اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خون کا بدلہ لینے کے لیے لوگوں سے مدد چاہی پس اطاعت کی اس کی اہل کوفہ نے جو اہل بیت نبی ﷺ کو دوست رکھتے تھے سو جو لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے ساتھ متہم تھے ان میں سے بہت سی خلقت کو مختار نے قتل کیا اور اس حدیث میں حرص ہے اوپر ہمیشہ کرنے قیام کے آخری عشرے میں اشارہ ہے طرف رغبت دلانے کی اوپر تجوید خاتمہ کے کہ ختم کرے اللہ تعالیٰ واسطے ہمارے ساتھ بہتری کے۔ آمین۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعتکاف کے بابوں کا بیان

أَبْوَابُ الْإِعْتِكَافِ

فائدہ: اعتکاف کے معنی لغت میں لازم پکڑنا ایک چیز کا ہے اور بند کرنا نفس کو اور پر اس کے اور شرع میں ٹھہرنا ہے۔ بیچ مسجد کے خاص شخص سے خاص طور سے اور اعتکاف بالا جماع واجب نہیں نہ اس شخص پر جو اس کی نظر مانے اور اسی طرح جو اس میں شروع کرے پھر اس کو جان بوجھ کر توڑ ڈالے نزدیک ایک قوم کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس کے واسطے روزہ شرط ہے یا نہیں کما مبنی فی باب مفرد اور تنہا ہوا ہے سوید بن غفلہ ساتھ شرط کرنے طہارت کے واسطے اس کے۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان اعتکاف کے رمضان کے اخیر عشرے میں اور بیچ بیان اعتکاف کے تمام مسجدوں میں

بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ
وَالْإِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا

فائدہ: یعنی اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے بدون مسجد کے اعتکاف درست نہیں اور یہ کہ اعتکاف کرنا سب مسجدوں میں درست ہے کسی معین مسجد کے ساتھ خاص نہیں کہ اس کے سوا اور کسی مسجد میں درست نہ ہو۔ (فتح)

لَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَبَاشِرُوهُمْ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا﴾

یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ مباشرت کرو عورتوں سے جب تم اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یہ حدیں ہیں اللہ کی سوان کے نزدیک نہ جاؤ۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف مسجد کے سوا اور کسی جگہ میں درست نہیں ہے اس واسطے کہ اگر اعتکاف مسجد کے سوا اور کسی جگہ بھی درست ہوتا تو نہ خاص ہوتا حرام ہونا مباشرت کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ جماع مخالف ہے واسطے اعتکاف کے بالا جماع پس مساجد کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اعتکاف نہیں ہوتا ہے مگر مسجدوں میں اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع اس پر کہ مراد مباشرت سے آیت میں جماع ہے اور طبری وغیرہ نے قتادہ کے طریق سے اس آیت کے نزول کے سبب میں روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ جب اعتکاف بیٹھتے تھے اور کوئی مرد اپنی حاجت کے واسطے نکلتا تھا اور اپنی عورت سے ملتا تھا تو اس سے صحبت کرتا تھا اگر چاہتا پس یہ آیت

اتری اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے مگر محمد بن عمر بن لہابہ مالکی کہ وہ ہر جگہ میں اعتکاف کو جائز کہتا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جائز ہے عورت کو یہ کہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے اور وہ مکان ہے کہ تیار کیا گیا ہے واسطے نماز کے بیچ اس کے اور شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور بیچ ایک وجہ کے واسطے اصحاب اس کے اور مالکیہ کے جائز ہے واسطے مردوں اور عورتوں کے اعتکاف کرنا گھر میں اس واسطے کہ نفل عبادت گھر میں افضل ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ اعتکاف خاص ہے ساتھ ان مسجدوں کے کہ ان میں نمازیں قائم کی جائیں اور خاص کیا ہے اس کو ابو یوسف رحمہ اللہ نے ساتھ اعتکاف واجب کے اور جو نفل اعتکاف ہے پس ہر مسجد میں جائز ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ ہر مسجد میں جائز ہے یعنی خواہ اس میں نمازیں قائم کی جاتی ہوں یا نہ مگر جس کو جمعہ لازم ہو اس واسطے کہ شافعی رحمہ اللہ نے مستحب رکھا ہے واسطے اس کے یہ کہ وہ جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کے واسطے جامع مسجد میں اعتکاف کرنا شرط ہے اس واسطے کہ ان کے نزدیک اعتکاف جمعہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے ساتھ شروع کرنے کے نزدیک مالک رحمہ اللہ کے اور خاص کیا ہے ایک گروہ نے سلف سے مانند زہری رحمہ اللہ کے ساتھ جامع کے مطلقاً اور اشارہ کیا ہے طرف اس کے شافعی رحمہ اللہ نے قدیم میں اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تین مسجدوں کے ساتھ خاص ہے اور عطا نے کہا کہ مکہ اور مدینہ کی مسجد کے ساتھ خاص ہے اور ابن مسیب نے کہا کہ مدینہ کی مسجد کے ساتھ خاص ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اس کے اکثر کی کوئی حد نہیں اور اس کے اقل میں اختلاف ہے سو جو اس میں روزے کو شرط کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اقل اس کا ایک دن ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے ساتھ شرط روزے کے بیچ کم کے ایک دن سے حکایت کیا ہے ابن قدامہ نے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شرط ہیں واسطے اس کے دس دن اور ایک روایت میں ایک دن اور دو دن بھی آئے ہیں اور جو اس میں روزے کو شرط نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ ادنیٰ درجہ اس کا وہ چیز ہے کہ اطلاق کیا جائے اس پر نام ٹھہرنے کا اور نہیں شرط ہے بیٹھنا اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے گزرنے ساتھ نیت کے مانند وقوف عرفات کے یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت ہے کہ میں ایک ساعت مسجد میں ٹھہرتا ہوں اور نہیں ٹھہرتا میں مگر واسطے اعتکاف کے اور اتفاق ہے اس پر کہ اعتکاف جماع کرنے سے فاسد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ حسن اور زہری نے کہا کہ جو اعتکاف میں جماع کرے لازم آتا ہے اس کو کفارہ اور مجاہد سے روایت ہے کہ دو دینار خیرات کرے اور غیر جماع میں اختلاف ہے پس مباشرت میں یعنی بدن سے بدن لگانے میں تین قول ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر اس کی منی نکل آئے تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے نہیں تو نہیں۔ (فتح)

۱۸۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ۱۸۸۵۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ جگہ دکھائی جس جگہ مسجد میں آپ ﷺ اعتکاف کیا کرتے تھے اور ابن ماجہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ ﷺ اعتکاف کا ارادہ کرتے تو آپ ﷺ کے لیے ستونِ توبہ کے پیچھے آپ ﷺ کا بچھونا بچھایا جاتا۔

۱۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ
بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ
الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ
اعْتَكَفَ أَرْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ.

۱۸۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ رمضان کی پچھلی دس راتوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح قبض کی پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی بیبیوں نے اعتکاف کیا۔

فائدہ: پہلی حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دوسری حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ نہ اعتکاف بیٹھنا منسوخ ہے اور نہ آپ ﷺ کا خاصہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فکر کیا میں نے اعتکاف میں اور ترک کرنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے میں واسطے اس کے باوجود سخت اتباع کرنے ان کے کے واسطے حدیث کے پس واقع ہوا بیچ جی میرے کے کہ وہ مانند وصال کے ہے اور میں اعتقاد کرتا ہوں کہ چھوڑا انہوں نے اس کو واسطے شدت اس کی کے اور نہیں پہنچی مجھ کو کسی سے سلف میں سے یہ بات کہ اس نے اعتکاف کیا ہو مگر ابو بکر بن عبد الرحمن سے لیکن گویا کہ ارادہ کیا امام مالک رحمہ اللہ نے ایک صفت مخصوص کو نہیں تو ہم نے بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہم سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے اعتکاف کیا اور مالک رحمہ اللہ کی کلام سے ان کے بعض اصحاب نے یہ بات نکالی کہ اعتکاف جائز ہے اور انکار کیا ہے ان پر ابن عربی نے اور کہا کہ اعتکاف سنت مومکہ ہے اور اسی طرح کہا ہے ابن بطلان نے بیچ بیٹھنے کرنے آپ ﷺ کے وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر مومکہ ہونے اس کی کے اور ابو داؤد رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جانتا میں کسی کو علماء میں سے اختلاف اس باب میں کہ وہ سنت ہے یعنی اعتکاف بالاتفاق سنت ہے۔ (فتح)

۱۸۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي
۱۸۸۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ

اعتکاف کرتے رمضان کے درمیانے عشرے میں سو آپ ﷺ نے ایک سال اعتکاف کیا یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے کہ اس کی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے تو فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ وہ آخری عشرے میں اعتکاف کرے اس واسطے کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر مجھ کو بھول گئی اور میں نے اپنے تئیں دیکھا یعنی خواب میں کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں اس کی صبح کو سوتلاش کرو اس کو پچھلی دس راتوں میں اور تلاش کرو اس کو ہر طاق رات میں سو اس رات کو بادل برسا اور مسجد نبوی عریش پر تھی یعنی کجھور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی سو مسجد کی چھت ٹپکی سو میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تھا اکیسویں کی صبح کو۔

مَالِكُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَأَعْتَكَفَ عَامًا حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةً إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ مِنْ صَبِيحَتِهَا مِنْ أَعْتِكَافِهِ قَالَ مَنْ كَانَ اغْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَّخِرَ وَقَدْ أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ أَنْسِيْهَا وَقَدْ رَأَيْتَنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ مِنْ صَبِيحَتِهَا فَالْتِمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ وَالْتِمِسُوهَا فِي كُلِّ وَتَرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَّفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرْتُ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَبْهَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صَبْحِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف معلوم ہوا۔

بابُ الْحَائِضِ تَرَجَّلَ رَأْسَ الْمُعْتَكِفِ
اگر حیض والی عورت اعتکاف والے مرد کو کنگھی کرے تو اس کا کیا حکم ہے

۱۸۸۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے آپ ﷺ نزدیک کرتے طرف میری اپنے سر کو اور آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میں آپ ﷺ کو کنگھی کرتی اس حال میں کہ میں حیض سے ہوتی۔

۱۸۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْفِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي

الْمَسْجِدِ فَأَرْجَلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

فائدہ: اور احمد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ میرے پاس آتے تھے اس حال میں کہ آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میرے حجرے کے دروازے پر تکیہ کرتے سو میں آپ ﷺ کا سر دھوتی اور حالانکہ آپ ﷺ کا باقی بدن مسجد میں ہوتا تھا اور اس کے فائدے کتاب الحیض میں بھی گزر چکے ہیں اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجاورت اور اعتکاف ایک چیز ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتکاف والے کو پاکی اور ستھرائی کرنی اور خوشبو لگانا اور نہانا اور سر منڈانا اور زینت کرنا واسطے لاحق کرنے کے ساتھ کنگھی کے اور جمہور اس پر ہیں کہ نہیں مکروہ ہے اس میں مگر وہ چیز کہ مکروہ ہے مسجد میں اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مکروہ ہیں اعتکاف میں کسب اور پیشہ یہاں تک کہ علم کا طلب کرنا بھی اور اس حدیث میں خدمت لینا مرد کا ہے اپنی بی بی سے ساتھ رضامندی اس کی کے اور آپ ﷺ نے جو اپنے سر کو مسجد سے باہر نکالا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دلالت ہے اس پر کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلاں مکان سے باہر نہ نکلوں گا پھر اپنا کچھ بدن اس سے باہر نکالے تو حانت نہیں ہوتا یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹی یہاں تک کہ دونوں پاؤں کو باہر نکالے اور ان پر اعتماد کرے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ باب ہے اس بیان میں کہ اعتکاف والا نہ داخل ہو گھر میں مگر واسطے حاجت کے

۱۸۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق تھے آپ ﷺ البتہ داخل کرتے مجھ پر اپنے سر کو اور حالانکہ آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میں آپ ﷺ کو کنگھی کرتی اور نہ داخل ہوتے تھے گھر میں مگر واسطے حاجت کے جبکہ اعتکاف میں ہوتے۔

۱۸۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَوَجَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدْخُلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْجَلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا.

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مگر واسطے حاجت انسان کے اور تفسیر کیا ہے اس کو زہری نے ساتھ پیشاب اور پاخانے کے اور تحقیق اتفاق کیا ہے سب علماء نے اوپر مستثنیٰ ہونے ان دونوں کے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے ان کے سوا اور حاجتوں میں مانند کھانے پینے کی اور اگر ان دونوں کے واسطے باہر نکلے اور مسجد سے باہر

وضو کرے تو اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور ملحق ہے ساتھ ان دونوں کے تے اور فصد واسطے اس کے کہ محتاج ہو طرف ہو اس کی اور ابو داؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سنت ہے اعتکاف والے پر یہ کہ نہ پوچھے بیمار کو اور نہ حاضر ہو جنازے میں اور نہ صحبت کرے عورت سے اور نہ مباشرت کرے اس سے اور نہ نکلے کسی کام کے مگر واسطے اس کام کے جو ضروری ہو اور ابو داؤد نے کہا کہ عبدالرحمن راوی کے سوا اور کسی نے یہ بات حدیث میں روایت نہیں کی اور جزم کیا ہے دارقطنی نے ساتھ اس کے کہ جس قدر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ان کا قول ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ نہ نکلے مگر واسطے حاجت کے اور اس کے سوا جو حکم ہیں سوا اس کے نیچے کے راوی سے ہیں اور روایت کی ہے ہم نے علی سے اور ثخنٰی سے اور حسن بصری سے کہ اگر اعتکاف والا جنازے میں حاضر ہو یا بیمار کی خبر کو جائے یا نماز جمعہ کے واسطے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں کوفہ والے اور ابن منذر جمعہ میں اور ثوری اور شافعی اور اسحاق نے کہا کہ اگر اعتکاف کی ابتدا میں ان میں سے کوئی چیز شرط کر لی ہو تو اس کے کرنے سے اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور یہی ایک روایت ہے احمد سے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں دھونے معتکف کے سر اپنے کو

بَابُ غَسْلِ الْمُعْتَكِفِ

۱۸۹۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ میزے بدن سے بدن لگاتے تھے اس حال سے کہ میں حیض سے ہوتی اور اپنا سر مسجد سے نکالتے تھے اور حالانکہ آپ ﷺ اعتکاف میں ہوتے تھے سو میں اس کو دھوتی اور میں حیض سے ہوتی۔

۱۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبَاسِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتکاف والے کو اپنے سر کو دھونا درست ہے۔

رات کو اعتکاف کرنے کا بیان یعنی بغیر دن کے صرف رات ہی کے اعتکاف کا کیا حکم ہے

بَابُ الْإِعْتِكَافِ لَيْلًا

۱۸۹۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی یہ کہ اعتکاف کروں ایک رات مسجد حرام میں یعنی کعبے کی مسجد میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نظر کو پورا کرو۔

۱۸۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ

الْحَرَامَ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ تحقیق تھا یہ بھرانہ میں جبکہ جنگ حنین سے واپس آئے اور مستفاد میں ہوتا ہے اس سے رد اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ تحقیق اعتکاف عمر بن الخطابؓ کا تھا پہلے منع کرنے کے روزے سے رات میں اس واسطے کہ جنگ حنین اس سے متاخر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے پوچھا اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ جاہلیت کے وہ زمانہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے اسلام میں نذر مانی تھی اور زیادہ تر صریح اس سے یہ ہے کہ جو دار قطنی نے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے نذر مانی یہ کہ اعتکاف کرے شرک میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے اعتکاف کرنا بغیر روزے کے اس واسطے کہ رات روزے کے واسطے طرف نہیں یعنی اس کا محل نہیں پس اگر روزہ شرط ہوتا تو آپ ﷺ ان کو روزے کا حکم کرتے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ شعبہ کی روایت میں مسلم میں لیلۃ کے بدلے یوما کا لفظ آیا ہے سوا بن حبان وغیرہ نے دونوں روایتوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ انہوں نے ایک دن رات میں نذر مانی تھی سو جس نے رات کا لفظ بولا تو مراد اس کی رات ساتھ دن اپنے کے ہے اور جس نے دن بولا تو مراد اس کی ہے دن ساتھ رات اپنی کے اور ایک روایت میں صریح روزے کا حکم آچکا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور آئندہ ایک روایت میں آئے گا کہ انہوں نے ایک رات اعتکاف کیا پس معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی نذر پر کوئی چیز زیادہ نہ کی اور یہ کہ اعتکاف میں روزہ نہیں ہے اور نہیں شرط ہے واسطے اس کے کوئی حد معین اور تحقیق باب باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس حدیث کے بعد کئی بابوں کے کہ یہ باب ہے اس شخص کا کہ نہیں دیکھتا ہے مکلف پر روزے کو اور نہ باب مستلزم ہے اس باب کو اس واسطے کہ اعتکاف جب جائز ہے رات کو بغیر دن کے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست ہے بغیر عکس کے یعنی وہ باب اس کو مستلزم نہیں اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اعتکاف کے واسطے روزہ شرط ہے روایت کی یہ عبدالرزاق نے ان دونوں سے ساتھ سند صحیح کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مانند اس کی روایت آئی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اوزاعی اور حنفیہ کا۔ اور احمد اور اسحاق سے مختلف روایت آئی ہے اور دلیل پکڑی ہے عیاض نے ساتھ اس کے کہ نہیں اعتکاف کا آپ ﷺ نے مگر ساتھ روزے کے اور اس میں نظر ہے واسطے اس چیز میں جو پہلے باب میں ہے کہ آپ ﷺ نے سوال میں اعتکاف کیا جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ نے ساتھ اس کے کہ اللہ نے اعتکاف کو روزے کے پیچھے ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتوں سے اور حالانکہ تم اعتکاف میں ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اس میں وہ چیز کہ دلالت کرے

اس پر کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور نہیں تو روزہ درست نہ ہوتا مگر ساتھ اعتکاف کے اور اس کا کوئی قائل نہیں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے باقی فائدے ہم کتاب النذور میں بیان کریں گے اگر اللہ نے چاہا۔ اور نیز اس حدیث میں رد ہے اس پر کہ ادنیٰ درجہ اعتکاف کا دس دن ہیں یا زیادہ ہے ایک دن سے اور پہلے گزر چکی ہے نقل اس کی اعتکاف کی ابتدا میں اور ظاہر ہوگا فائدہ اختلاف کا اس شخص کے حق میں جو نذر مانے اعتکاف مبہم کی یعنی کہہ میں نے اعتکاف کی نذر مانی اور دونوں کا ذکر نہ کرے مثلاً دس دن کا یا کم و بیش کا واللہ اعلم۔

عورتوں کے اعتکاف کا بیان

بَابُ اِعْتِكَافِ النِّسَاءِ

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جس مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو اس میں عورتوں کو اعتکاف کرنا مطلق مکروہ ہے یعنی ہر طرح سے، اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث باب کے کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے مگر اپنے گھر کی مسجد میں اس واسطے کہ وہ سامنے ہوتی ہے بہت لوگوں کے کہ اس کو دیکھیں اور ابن عبد البر نے کہا کہ اگر ابن عیینہ نے باب کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے آپ ﷺ سے اعتکاف کے واسطے اذن لے لیا تھا تو البتہ میں یقین کر لیتا کہ عورت کو جماعت کی مسجد میں اعتکاف کرنا درست نہیں، اچھی۔ اور شرط کی ہے حنفیہ نے واسطے صحت اعتکاف عورت کے یہ کہ ہواپنے گھر کی مسجد میں اور ایک روایت میں ان کی یہ ہے کہ جائز ہے اس کو اعتکاف کرنا مسجد میں ساتھ خاوند اپنے

کے اور یہی قول ہے امام احمد رحمہ اللہ کا۔ (فتح)

۱۸۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو میں آپ ﷺ کے واسطے خیمہ گاڑتی سو آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے پھر اس میں داخل ہوتے سو اجازت چاہی حصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی آپ ﷺ سے ساتھ واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ کہ اپنے واسطے اور خیمہ گاڑے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے پر اجازت لے کر ان کو اجازت دی سو حصہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ گاڑا سو جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے خیمہ کو دیکھا سو انہوں نے اور خیمہ گاڑا سو جب آپ ﷺ نے صبح کی تو کئی خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں سو کسی نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ یہ ازواج مطہرات کے خیمے ہیں

۱۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِيَاءً فَيَصِلِي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ فَاسْتَأْذَنْتُ حَفْصَةَ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِيَاءً فَأَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبْتُ خِيَاءً فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِيَاءً آخَرَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْأَخْيَةَ فَقَالَ مَا هَذَا فَأَخْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْبَرُ تَرُونَ بِهِنَ فَتَرَكَ
 الْإِعْتِكَافَ ذَلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ
 عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ان عورتوں کے ساتھ بھلائی کا
 گمان کرتے ہو سو آپ ﷺ نے اس مہینے میں اس اعتکاف کو
 ترک کیا پھر شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آئندہ آئے گا کہ آپ ﷺ رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے پس جب صبح کی نماز
 پڑھتے تو اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شروع اعتکاف کا ابتدا دن
 سے ہے ویسا قی نقل الخلاف فیہ اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے اعتکاف کے بغیر روزے کے اس
 واسطے کہ پہلا دن شوال کا وہ روزہ کھولنے کا دن ہے اور اس میں روزہ رکھنا حرام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ
 آپ ﷺ نے شوال میں اعتکاف کیا تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر نفل معادفت ہو جائے تو مستحب ہے کہ اس
 کو قضا کیا جائے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مالکیہ نے اس پر کہ جو کسی عمل کو شروع کرے پھر اس کو توڑ
 ڈالے تو اس کو قضا کرنا واجب ہے اور اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں کما سیاتی اور ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ
 اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عورت بدون خاوند اپنے کے اعتکاف نہ بیٹھے اور یہ کہ اگر وہ بدون اذن خاوند
 کے اعتکاف بیٹھے تو خاوند کو جائز ہے کہ اس کو اعتکاف سے باہر نکال ڈالے اور اگر اس کی اجازت سے ہو تو بھی
 اس کو جائز ہے کہ رجوع کرے اور اس کو اعتکاف سے منع کرے اور اہل رائے کہتے ہیں کہ اگر خاوند اس کو اجازت
 دے پھر اس کو منع کرے تو گناہگار ہوگا اور وہ باز رہے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ پھر اس کو منع کرنا درست نہیں
 اور یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے گاڑنا خیموں کا مسجد میں اور
 افضل واسطے عورتوں کے یہ ہے کہ مسجد میں اعتکاف نہ کریں اور یہ کہ نکلنا جائز ہے اعتکاف سے بعد داخل ہونے
 کے بچ اس کے کہ وہ نہیں لازم ہوتا ہے ساتھ نیت کے اور نہ ساتھ شروع کے بچ اس کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس
 سے حکم نفوں کا برخلاف اس شخص کے کہ اس کے لازم ہونے کا قائل ہو اور یہ کہ تحقیق اول وقت جس میں کہ آدمی
 اپنے اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو بعد نماز صبح کے ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث اور ثوری کا اور چاروں امام
 کا اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ سورج کے ڈوبنے سے تھوڑا سا پہلے داخل ہو اور تاویل کیا ہے انہوں نے اس حدیث کو
 اس پر کہ آپ ﷺ اعتکاف کی نیت سے اول رات سے مسجد میں داخل ہوتے تھے اور رات کو وہاں رہتے تھے پھر
 جب صبح کی نماز پڑھتے تو نماز کے بعد اس مکان میں کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کے واسطے تیار کیا ہوتا تھا داخل
 ہوتے تھے اور یہ جواب مشکل ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عبادت میں داخل ہونے کے بعد اس سے نکلنا منع ہے
 اور جواب دیا ہے اس نے اس حدیث سے ساتھ اس کے کہ نہ تو آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوئے تھے
 اور نہ اعتکاف شروع کیا تھا بلکہ آپ ﷺ نے صرف اعتکاف کا قصد کیا تھا پھر آپ ﷺ کو مانع مذکور پیش ہوا سو

آپ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا بنا بر اس کے پس ایک دوامروں کا ہے یا تو یہ لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ نے اعتکاف شروع کیا تھا پس دلالت کرے گا اس پر کہ اعتکاف سے باہر نکلنا جائز ہے اور یا یہ لازم آئے گا کہ آپ ﷺ نے ابھی تک اعتکاف شروع نہ کیا تھا پس دلالت کرے گا اس پر کہ اول وقت اس کا بعد نماز صبح کے ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے یعنی بدون مسجد کے اور جگہ میں اعتکاف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ عورتوں کے لیے مشروع ہے واسطے ان کے بیٹھنا گھروں میں پردے سے پس اگر مسجد شرط نہ ہوتی تو نہ واقع ہوتی وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے اذن سے اور منع سے اور البتہ کفایت کی جاتی ہے واسطے ان کے ساتھ اعتکاف کے اپنے گھروں کی مسجدوں میں اور ابراہیم بن علیہ نے کہا کہ یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھلائی کا ارادہ کرتے ہو تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ ان کو مسجد میں اعتکاف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ وہ ان کے واسطے بھلائی نہیں اور یہ قول اس کا ظاہر نہیں اور یہ کہ غیرت کرنی بڑی غصہ ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتی ہے حسد سے جو مفصی ہے طرف ترک افضل کے واسطے اس کے اور یہ کہ جائز ہے ترک کرنا افضل کا جبکہ اس میں مصلحت ہو اور یہ کہ جو اپنے عمل پر ریا کا خوف کرے اس کو اس کا ترک کرنا درست ہے اور یہ کہ اعتکاف نیت سے واجب نہیں ہوتا اور آپ ﷺ کا اس کو قضا کرنا بطور استحباب کے تھا اس واسطے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی عمل کو کرتے تھے تو ہمیشہ ثابت رکھتے تھے اور اسی واسطے منقول نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کی بیبیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ شوال میں اعتکاف کیا ہو یعنی اگر اعتکاف واجب ہوتا تو آپ ﷺ کی بیبیاں بھی اعتکاف کرتیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب عورت مسجد میں اعتکاف کرے تو مستحب ہے اس کو یہ کہ گردانے واسطے اپنے وہ چیز کہ اس کو پردہ کرے اور شرط ہے کہ ہو ایسی جگہ میں کہ نمازیوں پر تنگی نہ ڈالے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے مسجد میں خیمہ گاڑ کر اعتکاف کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کرنے کے لیے آپ ﷺ سے خیمہ گاڑنے کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی سو حصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے سے آپ ﷺ سے خیمہ گاڑنے کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو بھی اجازت دی پھر زینب رضی اللہ عنہا نے جب ان کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنا خیمہ گاڑا لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے اجازت نہ لی تھی سو جب آپ ﷺ نے صبح کو کئی خیمے دیکھے تو اس سال میں اعتکاف چھوڑ دیا اس واسطے کہ آپ ﷺ نے خوف کیا کہ ہو باعث واسطے عورتوں کے اس پر فخر کرنا اور رغبت کرنا جو پیدا کرنے والا ہے غیرت سے واسطے حرص کے اوپر قریب ہونے آپ ﷺ کے سے خاص کر کے پس یہ اعتکاف نہ رہے گا اور یا اس واسطے ترک کیا کہ جب آپ ﷺ نے اول عائشہ رضی اللہ عنہا اور حصہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تو تھا یہ امر خفیف بہ نسبت اس کے کہ نوبت پہنچی طرف اس کی اخیر امر میں بے در پے آنے باقی عورتوں سے اوپر اس کے پس تنگ ہو گئی مسجد نمازیوں پر بہ نسبت اس کی کہ جمع ہونا عورتوں کا

نزدیک آپ ﷺ گردانے گا آپ ﷺ کے مانند بیٹھنے والے کی اپنے گھر میں اور اکثر اوقات مشغول کرے گا آپ ﷺ کو خالی ہونے سے واسطے اس چیز کے کہ قصد کیا ہے اس کو عبادت سے پس فوجت ہوگا مقصود اعتکاف کا۔ (فتح)

مسجد میں خیمہ تنبوگاڑنے کا بیان۔

۱۸۹۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پس جب پھرے طرف اس مکان کی کہ اس میں اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ کیا تھا تو اچانک دیکھا کہ کئی خیمے ہیں ایک عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک حفصہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک زینب رضی اللہ عنہا کا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ان عورتوں کے ساتھ اس کام میں بھلائی کا گمان کرتے ہو پھر آپ ﷺ اعتکاف سے پھرے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ اس کے بدلے شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

بَابُ الْأَخِيَّةِ فِي الْمَسْجِدِ.

۱۸۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَتَكَبَّفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَتَكَبَّفَ إِذَا أَخِيَّةٌ خِبَاءَ عَائِشَةَ وَخِبَاءَ حَفْصَةَ وَخِبَاءَ زَيْنَبَ فَقَالَ أَلَيْسَ تَقُولُونَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَتَكَبَّفَ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں خیمے لگانے درست ہیں۔ وفيہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ.

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو بطور استفہام بیان کیا ہے واسطے احتمال قضیہ کے اس چیز کو کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے لیکن قید کرنا اس کا اس کو ساتھ دروازے مسجد کے اس قبیل سے ہے کہ اس میں اختلاف نہیں تاکہ توقف کیا جائے یقین کرنے حکم کے سے بچ اس کے اور خلاف تو اس میں ہے کہ کیا مسجد میں عبادت کے سوا کسی کام میں مشغول ہونا جائز ہے یا نہیں۔ (فتح)

۱۸۹۴۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ملاقات کو آمیں اور آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے سو وہ ایک گھڑی آپ ﷺ سے بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر اپنے گھر کو چل دیں آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے

۱۸۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہوئے کہ ان کو گھر تک پہنچا دیں یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہنچیں تو انصار کے دو مرد پاس سے نکلے تو ان دونوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور چلے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ یہ تو صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ عنہا ہے یعنی یہ میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں بد گمان نہ ہوتا تو ان دونوں انصاریوں نے کہا کہ اللہ پاک ہے اے اللہ کے رسول آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے اور نہیں گمان کرتے ہم ساتھ آپ کے مگر بہتری کا سو یہ بات ان پر شاق گزری کہ آپ ﷺ نے اس وہم کو ہماری طرف منسوب کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو اس واسطے یہ بات نہیں کہتا کہ تم بدگمانی کرو شیطان انسان کے بدن میں وہاں پہنچتا ہے جہاں خون پہنچتا ہے یعنی خون کی طرح انسان کے بدن میں پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈالے۔

وَسَلَّمَ تَزْوَرُّهُ فِيْ اِعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَآ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حَضِيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْدِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے سو آپ ﷺ کی بیبیاں آپ ﷺ کے پاس جمع ہوئیں پھر اپنے گھروں کو چلی گئیں سو آپ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ٹھہرو تمہارے گھر تک تمہارے ساتھ چلتا ہوں سو آپ ﷺ ان کے ساتھ گئے یہاں تک کہ ان کو اپنے گھر تک پہنچایا اور آپ ﷺ کی بیبیوں کے گھروں کے دروازے مسجد کے گرد تھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کا ترجمہ باب باندھنا صحیح ہے اور یہ حدیث کئی طور سے آئی ہے اور حاصل سب کا یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی طرف بدگمانی کو منسوب نہیں کیا تھا واسطے اس کے کہ تحقیق ہو چکا تھا نزدیک آپ ﷺ کے کہ ان کا ایمان سچا ہے لیکن خوف کیا آپ ﷺ نے ان پر اس بات کا کہ شیطان ان کے دل میں بدگمانی کا وسوسہ ڈالے اس واسطے کہ وہ معصوم نہ تھے پس کبھی پہنچائے ان کو یہ طرف ہلاکت کی سو آپ ﷺ نے جلدی سے ان کو بتلادیا کہ وسوسہ کا مادہ جڑ سے اکھڑ جائے اور جو ان کے بعد ہیں ان کو تعلیم ہو جب کہ واقع ہو واسطے ان کے مانند اس معاملہ کے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آپ ﷺ نے ان کو اس واسطے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ نے خوف کیا تھا ان پر کفر کا اگر گمان کرتے آپ ﷺ کے ساتھ بدی کا اور یہ جو فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے تو بعض کہتے ہیں کہ یہ ظاہر پر محمول ہے یعنی

درحقیقت شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے اور اللہ نے اس کو اس کی قدرت دی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے وسوسہ اس کا ہے کہ وہ انسان کو بہکتا ہے اور گویا کہ وہ اس سے خون کی طرح جدا نہیں ہوتا پس مشترک ہوئیں دونوں بیچ شدت اتصال کے اور نہ جدا ہونے کے اس سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جائز ہے مشغول ہونا اعتکاف والے کا ساتھ مباح کاموں کے جیسا کہ اپنی ملاقات کرنے والے کے ساتھ جانا اور اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہونا ہے اور بات چیت کرنا ساتھ غیر اپنے کے اور یہ کہ مباح ہے اعتکاف کرنے والے کو خلوت کرنی ساتھ بی بی اپنی کے اور یہ کہ جائز ہے عورت کو زیارت کرنی اعتکاف والے کی اور اس میں بیان ہے شفقت آپ ﷺ کا اپنی امت پر اور راہ دکھلانا ہے ان کا طرف اس چیز کی کہ دور کرے ان سے گناہ کو اور اس میں بچنا ہے بدگمانی کے تعرض سے اور محفوظ رہنا ہے مکر شیطان کے سے اور عذر بیان کرنا اور ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ زیادہ موکد ہے بیچ حق علماء کے اور جن کی پیروی کی جائے پس نہیں جائز ہے ان کو یہ کہ کوئی ایسا کام کریں جس سے کہ ان کے حق میں لوگوں کو بدگمانی پیدا ہو اگرچہ ان کو اس سے خلاص ہونے کی جگہ ہو اس واسطے کہ یہ سبب ہے ان کے علم کے ساتھ نفع اٹھانے کے باطل کرنے کا یعنی اس واسطے کہ جب لوگوں کو ان کے حق میں بدگمانی پیدا ہوئی تو پھر کوئی آدمی ان کے پاس نہ آئے گا اور نہ ان کے علم سے فائدہ اٹھائے گا پس ان کے علم کے ساتھ فائدہ اٹھانا باطل ہو جائے گا اسی واسطے بعض علماء نے کہا ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ بیان کرے واسطے محکوم علیہ یعنی مدعا علیہ کے جب حکم کی جب کہ خوف کرنے والا ہو واسطے دور کرنے تہمت کے اپنے اوپر سے اور اس میں نسبت کرنا ہے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کے گھروں کو طرف ان کی اور یہ کہ جائز ہے واسطے عورت کے باہر نکلنا رات کو اور یہ کہ جائز ہے سحان اللہ کہنا وقت تعجب کے اور تحقیق واقع ہوا ہے حدیث میں واسطے تعظیم امر کے اور تحویل اس کی کے اور واسطے حیا کے ذکر اس کے سے جیسا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ کے بیچ جائز ہونے تمادی محکف کے جب کہ اپنے اعتکاف کی جگہ سے کسی کام کے واسطے نکلے اور حاجت سے زیادہ تھوڑا سا زمانہ کھڑا رہے جب تک کہ نہ گھیرے اکثر دن کو اور نہیں دلالت ہے اس میں اوپر اس کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوئی یہ بات کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور مسجد کے درمیان کوئی فاصلہ زائد تھا اور تحقیق حد مقرر کی ہے بعضوں نے یسیر کے ساتھ آدھے دن کی اور نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ اس پر دلالت کرے۔ (فتح)

بابُ الْإِعْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ.

باب ہے بیان میں اعتکاف آپ ﷺ کے اور نکلنے آپ ﷺ کے اعتکاف سے بیسویں کی صبح کو۔

فائدہ: وارد کی ہے اس میں امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور تحقیق گزر چکی ہے کلام اوپر اس کے

عنقریب اور گویا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے تاویل کرنی ہے اس چیز کی کہ مالک رحمہ اللہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے اور اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ مراد اس کی صبح سے وہ صبح ہے جو اس سے پہلے ہے اور جو چیز کہ متصل ہو ساتھ کسی چیز کے پس وہ نسبت کی جاتی ہے طرف اس کی برابر ہے کہ اس سے پہلے ہو یا پیچھے۔ (فتح)

۱۸۹۵۔ ابوسلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوسعید رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا تو نے آپ ﷺ سے شب قدر کا ذکر سنا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا سو ہم بیسویں کی صبح کو اعتکاف سے باہر نکلے پھر آپ ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا بیسویں کی صبح کو سو فرمایا کہ میں نے شب قدر کو دیکھا تھا اور میں اس کو بھول گیا سو تلاش کرو اس کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں اس واسطے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جس نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ پھرے طرف اعتکاف اپنے کی سولوگ مسجد کی طرف پھرے یعنی پھر اعتکاف کیا اور ہم اس وقت آسمان پر کہیں بھی بدلی کا ٹکڑا نہیں دیکھتے تھے سو بدلی آئی اور برسی اور نماز کی تکبیر ہوئی تو آپ ﷺ نے پانی اور مٹی میں سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی ناک اور ماتھے پر مٹی کا نشان دیکھا۔

۱۸۹۵۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ هَارُونَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمْ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّي نَسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّخِرِ فِي وَتَرٍ فَلَمَّا رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ وَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً قَالَ فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَأَقِمْتِ الصَّلَاةُ فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطِّينِ وَالْمَاءِ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي أُرْنَبَتِهِ وَجَبْهَتِهِ.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں نے شب قدر کو خواب میں دیکھا تو فقال نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی آپ ﷺ سے کہتا ہے کہ شب قدر فلاں فلاں رات ہے اور اس کی نشانی فلاں فلاں ہے اور اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے نفس شب قدر کو دیکھا پھر اس کو بھول گئے اس واسطے کہ مثل اس کی بھولتا نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ پہلے گزر چکا ہے کہ جبرائیل رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو خبر دی۔ (فتح)

استحاضہ والی عورت کے اعتکاف کا بیان

بَابُ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ

۱۸۹۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اعتکاف کیا آپ ﷺ کے ساتھ ایک عورت نے آپ ﷺ کی بیبیوں سے جس کو خون استحاضہ آتا تھا پس تھے دیکھتے سرخی اور زردی کو اور اکثر اوقات ہم نے اس کے تلے طشت رکھا اور وہ نماز پڑھتے تھے۔

۱۸۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اِعْتَكَفْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِنْ أَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةً فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالْصُّفْرَةَ قُرْبَنَا وَضَعْنَا الطُّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي.

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے واسطے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس عورت سے مراد وہ عورت ہے جن کو آپ ﷺ کے ساتھ تعلق تھا آپ ﷺ کی بیوی مراد نہیں اس واسطے کہ منقول نہیں واقع آپ ﷺ کی بیبیوں سے کسی کو خون استحاضہ آیا ہو اور تحقیق گزر چکا ہے ذکر استحاضہ والی عورت کا آپ ﷺ کے اہل میں اور خلاف سچ ان کے اور سعید بن منصور نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اعتکاف بیٹھی تھیں اور ان کو استحاضہ آتا تھا پس اس سے استحاضہ والی عورت کی تعیین معلوم ہوئی۔ (فتح)

باب ہے اس چیز کا کہ جائز ہے عورت کو ملاقات کرنی

بَابُ زِيَارَةِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي اِعْتِكَافِهِ

اپنے خاوند کی سچ حالت اعتکاف خاوند کے

۱۸۹۷۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی بیبیاں تھیں سو وہ چلی گئیں سو آپ ﷺ نے صفیہ بنت حبیبہ کو فرمایا کہ جلدی نہ کر ٹھہر جا یہاں تک کہ میں تیرے ساتھ پھروں اور اس کا گھر اسامہ رضی اللہ عنہ کی حویلی میں تھا یعنی جو کہ اس کے بعد اسامہ رضی اللہ عنہ کے قبضے میں آئی سو آپ ﷺ ساتھ نکلے سو آپ ﷺ سے دوسرا انصاری

۱۸۹۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ غَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ ح حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ

ملے تو انہوں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی پھر چلے تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ آؤ کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا جی کی بیٹی ہے انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ یا حضرت آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی جگہ پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈالے۔

بْنِ الْحُسَيْنِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَرْوَاجُهُ فَرُحْنُ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ لَا تَعْجَلِي حَتَّى أَنْصَرِفَ مَعَكَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا فِي ذَارِ أَسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتِ حُصَيْنٍ قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ فِيَّ أَنْفُسَكُمْ شَيْئًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مرد اعتکاف نہ بیٹھا ہو تو اس کی بیوی کو اس کی ملاقات کرنا درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة۔

کیا جائز ہے اعتکاف والے کو یہ کہ دور کرے
اپنی جان سے تہمت کو

بَابٌ هَلْ يَذَرُّ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهِ

فائدہ: یعنی ساتھ قول کے اور فعل کے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قول سے دفع کرنا درست ہے پس فعل بھی اس کے ساتھ ملحق ہوگا یعنی اس کو فعل سے بھی دفع کرنا درست ہوگا اور نہیں ہے اس میں اعتکاف والا زیادہ ترخت نمازی سے یعنی جب نمازی کو فعل سے دفع کرنا درست ہے تو اعتکاف والے کو بھی درست ہوگا۔ (فتح)

۱۸۹۸۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین آپ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ اعتکاف بیٹھے تھے سو جب وہ پھریں یعنی گھر کو تو آپ ﷺ ان کے ساتھ چلے سو ایک مرد انصاری نے آپ ﷺ کو دیکھا سو جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو اس کو بلایا اور فرمایا کہ یہ صفیہ بنت حنی رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ شیطان انسان کے بدن

۱۸۹۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ أَخْبَرَتْهُ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ

میں خون کی طرح پھرتا ہے علی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے کہا کہ کیا صفیہ آپ کے پاس رات کو آئی تھیں اس نے کہا کہ نہ تھی اس وقت مگر رات۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشَى مَعَهَا فَأَبْصَرَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا أَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالَ هِيَ صَفِيَّةُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ هَذِهِ صَفِيَّةُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَتَهُ لَيْلًا قَالَ وَهَلْ هُوَ إِلَّا لَيْلٌ.

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو ایک مرد انصاری ملا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ دو مرد ملے تھے تو یہ محمول ہے اس پر کہ ایک دوسرے کا تابع تھا ایک کو خطاب مشافہ کے ساتھ خاص کیا سوائے دوسرے کے اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید زہری کو اس میں شک تھا کہ شاید دو مرد تھے یا ایک مرد تھا سو اس نے ایک بار کہا کہ دو مرد تھے اور ایک بار کہا کہ ایک مرد تھا اور جو کہا کہ نہیں تھی اس وقت مگر رات تو مراد اس سے یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا آنا صفیہؓ کا مگر رات میں اور امکان کی نفی مراد نہیں بلکہ مراد نفی وقوع کی ہے اس واسطے کہ دن کو آنا بھی ممکن ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اِعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ

صبح کے وقت اعتکاف سے نکلنے والے کا بیان

فائدہ: ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو سعیدؓ کی اور پوری کلام اس پر پہلے گزر چکی ہے اور وہ محمول ہے کہ اس نے فقط راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے دنوں کے اعتکاف کا ارادہ نہیں کیا اور جو صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کرے تو اس کا طریق یہ ہے کہ سورج ڈوبنے سے تھوڑا سا پہلے اعتکاف میں داخل ہو اور طلوع فجر کے بعد اس سے نکلے اور اگر صرف دنوں کے اعتکاف کا ارادہ کرے تو طلوع فجر کے ساتھ داخل ہو اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور اگر راتوں اور دنوں کا اکٹھا ارادہ کرے تو سورج ڈوبنے سے پہلے داخل ہو اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور باب کی حدیث میں ہے کہ جب بیسویں کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ انہوں نے صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا تھا سوائے دنوں کے اور مہلب نے کہا کہ یہ محمول ہے اس پر کہ نقل کیا انہوں نے اپنے بوجھوں کو اور اس چیز کو کہ محتاج تھی طرف اس کے کھانے پینے کے اور سونے کے اسباب سے اس واسطے کہ نہ حاجت تھی ان کو ساتھ ان کے اس دن میں سو جب شام ہوئی تو ہلکے ہو کر نکلے اسی واسطے کہا کہ ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا اور یہ نہ کہا کہ ہم نکلے اور باب تحری لیلۃ القدر میں

دوسرے طریق سے گزر چکا ہے کہ جب میسویں کی شام کرتے اور اکیسویں رات آتی تو پھرتے اور ساتھ اس توجیہ کے تطبیق دی جائے گی درمیان دونوں طریقوں کے اس واسطے کہ قصہ ایک ہے اور حدیث بھی ایک ہے اور وہ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (فتح)

۱۸۹۹۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا سو جب میسویں کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا سو آپ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ جس نے اعتکاف کیا تھا تو چاہیے کہ اپنے اعتکاف کی جگہ پھر آئے اس واسطے کہ میں نے خواب میں شب قدر دیکھی تھی اور میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جب آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ میں پھر آئے اور بادل اٹھا تو ہم پر مینہ برسا پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ البتہ اس دن کے اخیر میں بادل اٹھا اور مسجد کی چھت کھجور کی چھتریوں سے تھی یعنی اس کی بنا محکم نہ تھی کہ مینہ کو روکے اور ٹپکے نہیں پس البتہ تحقیق میں نے آپ ﷺ کی ناک پر پانی اور مٹی کا نشان دیکھا۔

۱۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ خَالَ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ح قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ح قَالَ وَاطْنُ أَنَّ ابْنَ أَبِي لَيْدٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشَرَ الْأَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَ صَبِيحَةَ عَشْرَيْنَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُعْتَكِفِهِ فَإِنِّي رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مُعْتَكِفِهِ وَهَاجَتِ السَّمَاءُ فَمَطَرْنَا فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيضًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى أَنْفِهِ وَأَرْبَتَيْهِ اثْرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب درمیانے عشرے میں اعتکاف کرے تو میسویں کی صبح کو باہر آئے اور یہ محمول ہے اس پر کہ اس نے صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے نہ دنوں کے اعتکاف کا جیسا کہ پہلے گزرا وہیہ المطابقة للترجمة۔

شوال کے مہینے میں اعتکاف کرنے کا بیان

بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ

۱۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ
سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ
رَمَضَانَ وَإِذَا صَلَّى الْعِدَّةَ دَخَلَ مَكَانَهُ
الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَهُ عَائِشَةُ
أَنْ تَعْتَكِفَ فَأَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً
فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةَ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ
زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى فَلَمَّا
انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ الْعِدَّةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِيَابٍ فَقَالَ مَا هَذَا
فَأَخْبَرَ خَبَرَهُنَّ فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلَى هَذَا
أَلْبَرُ أَنْزَعُوها فَلَا أَرَاهَا فَزِعَتْ فَلَمَّ
يَعْتَكِفُ فِي رَمَضَانَ حَتَّى اعْتَكَفَ فِي
آخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ.

۱۹۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہر رمضان
میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب صبح کی نماز پڑھتے تو
اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ
سے اعتکاف کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو
اجازت دے دی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسجد میں خیمہ گاڑا تو
حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال سنا تو انہوں نے بھی خیمہ گاڑا پھر
زینب رضی اللہ عنہا نے بھی یہ حال سنا تو انہوں نے بھی خیمہ گاڑا سو
جب آپ ﷺ صبح کی نماز سے پھرے تو چار خیمے دیکھے تو
فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں سو کسی نے آپ ﷺ کو عورتوں کے
خیمے گاڑنے کی خبر دی یعنی آپ ﷺ کی بیبیوں نے یہ خیمے
گاڑے ہیں سو فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی ہے ان کو اس کام
پر کیا اس کا باعث نیکی ہے دور کرو ان خیموں کو کہ میں ان کو
اچھا نہیں جانتا سو خیمے دور کیے گئے تو پھر آپ ﷺ نے
رمضان میں اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ شوال کے آخری
عشرے میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی باب اعتکاف النساء میں گزر چکی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ
آپ ﷺ نے شوال کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا اور تطہیق ان دونوں کے درمیان میں اس طور سے ہے کہ مراد
آخر دے سے انتہا اعتکاف آپ ﷺ کا ہے یعنی آپ ﷺ کے اعتکاف کی انتہا آخر عشرے میں تھی۔ (ق)
باب مَنْ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ صَوْمًا إِذَا اعْتَكَفَ
یعنی اس پر روزہ واجب نہیں

فائدہ: ذکر کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں قصہ عمر رضی اللہ عنہ کا کہ انہوں نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی
اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی بیچ باب الاعتکاف لیلاً کے۔ (فتح)

۱۹۰۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جاہلیت
میں نذر مانی تھی یہ کہ ایک رات کعبے کی مسجد میں اعتکاف

۱۹۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ

کروں گا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات اعتکاف کیا۔

بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ
أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ نَذْرَكَ
فَاعْتَكِفَ لَيْلَةً.

بَابُ إِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ
ثُمَّ أَسْلَمَ

اگر کوئی جاہلیت کی حالت میں اعتکاف کی نذر مانے پھر
مسلمان ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: یعنی کیا اس کو پورا کرنا لازم ہے یا نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں بھی عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا ہے اور
ترجمہ باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس کے کتاب النذور میں کہ جب کوئی نذر مانے یا قسم کھائے یہ کہ نہ
کلام کرے کسی آدمی سے جاہلیت میں پھر مسلمان ہو جائے تو گویا کہ اس نے قسم کو نذر کے ساتھ ملحق کیا ہے واسطے
شریک ہونے ان دونوں کے بیچ مطلق کرنے کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ نذر اور قسم کفر میں بھی منعقد
ہو جاتی ہے یہاں تک کہ واجب ہو جاتا ہے پورا کرنا ان کا اس شخص پر جو مسلمان ہو جائے اور باقی بحث اس کی
کتاب النذور میں آئندہ آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے۔ (فتح)

۱۹۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت
میں نذر مانی یہ کہ کعبہ کی مسجد میں اعتکاف کریں یعنی ایک
رات سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کرو۔

۱۹۰۲۔ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَذَرَ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
قَالَ أَرَاهُ قَالَ لَيْلَةً قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جاہلیت کی حالت میں نذر مانے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس کو پورا
کرنا واجب ہے وفيہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر احکام شرع کے ساتھ مکلف
ہے اور اس کی نیت عبادت کی معتبر ہے۔ (تیسیر)

رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف
کرنے کا بیان

بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ
مِنْ رَمَضَانَ

فائدہ: گویا کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اعتکاف آخری عشرے کے ساتھ خاص نہیں اگرچہ اس میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔ (فتح)

۱۹۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب آپ ﷺ کے انتقال کا سال ہوا تو آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

۱۹۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامَ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ بیس کی روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب ہے واسطے مسلمانوں کے انہوں نے اعتکاف کو چھوڑ دیا ہے اور حالانکہ آپ ﷺ نے اس کو کبھی نہیں چھوڑا جب سے کہ مدینہ میں آئے یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی اور پہلے گزر چکا ہے قول مالک رحمہ اللہ کا کہ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کسی کو سلف میں سے کہ اعتکاف کیا مگر ابو بکر بن عبد الرحمن نے اور یہ کہ چھوڑنا ان کا واسطے اس کے اس وجہ سے ہے کہ اس میں شدت ہے اور یہ جو کہا کہ آپ ﷺ نے انتقال کے سال میں دن اعتکاف کیا تو بعض کہتے ہیں کہ سبب اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ میری عمر گزر چکی ہے پس آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ نیکی کے عمل بہت کر لیں تاکہ بیان کریں واسطے امت اپنی کے کوشش کرنی عمل میں جبکہ پہنچیں نہایت عمر کو تاکہ ملاقات کریں اللہ سے اوپر بہتر حالات اپنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ تھے ہر رمضان میں ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب آپ ﷺ کے انتقال کا سال ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے دوبار دور کیا پس اس واسطے آپ ﷺ نے اعتکاف بھی دوبار کیا اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ سبب کا سبب یہ ہو کہ جب آپ ﷺ نے آخری عشرے میں اعتکاف نہ کیا بسبب بہت ہونے خیموں کے اور اس کے بدلے شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا تو آئندہ سال میں میں دن اعتکاف کیا تاکہ ثابت ہو قضا عشرے کی رمضان میں اور سب سے قوی تر یہ سبب ہے کہ آپ ﷺ نے سال میں میں دن اعتکاف اس واسطے کیا تھا کہ آپ ﷺ اس سے پہلے سال میں مسافر تھے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے وہ حدیث جو نسائی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو آپ ﷺ نے ایک سال رمضان میں سفر کیا سو آپ ﷺ اعتکاف نہ بیٹھے سو جب آئندہ سال ہوا تو

آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو ساتھ تعدد سبب کے پس ہوگا ایک بار ساتھ سبب اعتکاف کے واسطے عذر سفر کے اور ایک بار یہ سبب دور کرنے قرآن کے دوبار اور ایہر مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے پس تحقیق ظاہر ساتھ اطلاق بیس دن کے یہ ہے کہ پے در پے ہوں پس متعین ہوگا واسطے اس کے بیچ کا عشرہ اور یا یہ کہ حمل کیا اس نے مطلق کو اس روایت میں مقید پر جو دوسری روایتوں میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَكَّفَ ثُمَّ بَدَأَ لَهُ
أَنْ يَخْرُجَ

۱۹۰۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ذکر کیا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کریں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ سے اعتکاف کے واسطے اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ وہ اس کے واسطے آپ ﷺ سے اجازت چاہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے واسطے اجازت چاہی یعنی اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی سو جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ حال دیکھا تو خیمہ گاڑنے کا حکم کیا سو ان کے واسطے بھی خیمہ گاڑا گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو اپنے خیمے کی طرف پھرتے تھے سو آپ ﷺ نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں لوگوں نے کہا کہ عائشہ اور حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہا کے خیمے ہیں سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان عورتوں نے اس اعتکاف سے نیکی چاہی ہے میں اعتکاف نہیں کرتا سو آپ ﷺ اعتکاف سے پھرے اور اعتکاف کو فتح کیا سو جب آپ ﷺ نے افطار کیا یعنی عید الفطر کی نماز پڑھی تو سوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

۱۹۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنَّ يَتَعَكَّفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا وَاسْأَلَتْ حَفْصَةَ عَائِشَةَ أَنْ تَسْأَلَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بِنَاءٍ فَبَنَى لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلَى بَنَائِهِ فَبَصُرَ بِالْأُبَيَّةِ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا بَنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ أَرَدَنْ بِهَذَا مَا أَنَا بِمُعْتَكِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف جزم کرنے اس بات کی کہ

آپ ﷺ اعتکاف میں داخل نہیں ہوئے کہ پھر اس سے نکلے ہوں بلکہ چھوڑا اس کو پہلے داخل ہونے کے بیچ اس کے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر سیاق کلام سے برخلاف اس شخص کے جو اس میں مخالف ہے۔ (فتح)

بابُ الْمُعْتَكِفِ يَدْخُلُ رَأْسَهُ
الْبَيْتَ لِلْغُسْلِ

۱۹۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھیں وہ کنگھی کرتیں آپ ﷺ کو حالت حیض میں اور آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں ہوتی تھیں آپ ﷺ اپنا سر ان کو دیتے۔

۱۹۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يَنَاولُهَا رَأْسَهُ.

فائدہ: اس حدیث میں سر دھونے کا ذکر نہیں لیکن اس حدیث میں دوسرے طریق میں سر دھونے کا ذکر آچکا ہے۔
کما مر ولیہ مطابقة للترجمة۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب البیوع

کتاب ہے بیعوں کے بیان میں

وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ وَقَوْلُهُ ﴿إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُوتُهَا بَيْنَكُمْ﴾
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے حلال کیا ہے خرید و فروخت اور حرام کیا سود اور فرمایا کہ مگر اس وقت کہ سودا ہو رو برو کا پھر بدلے کرتے ہو آپس میں۔

فائدہ: بیوع جمع ہے بیع کی اور جمع اس کی باعتبار اختلاف انواع اس کی کے ہے اور بیع کے معنی نقل کرنا ملک کا ہے طرف غیر کی ساتھ مول کے اور شراء قبول کرنا اس کا ہے اور کبھی معنی اس کے خریدنے کے بھی آتے ہیں اور برعکس اس کے یعنی شراء کے معنی خریدنے کے آتے ہیں اور اجماع ہے سب مسلمانوں کا بیع کے جائز ہونے پر اور حکمت بھی اس کو چاہتی ہے اس واسطے کہ اکثر اوقات آدمی کو حاجت پڑتی ہے اس چیز کی کہ دوسرے آدمی کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا آدمی اس کو کبھی خرچ نہیں کرتا پس بیع کے مشروع ہونے میں وسیلہ ہے طرف پہنچنے غرض کے بغیر حرج کے اور پہلی آیت اصل ہے بیع کے جائز ہونے میں اور علماء کے اس میں کئی قول ہیں سب سے زیادہ تر صحیح یہ قول ہے کہ وہ عام ہے خاص کی گئی ہے اس واسطے بیع کا لفظ عموم کا ہے شامل ہے ہر بیع کو پس تقاضا کرتا ہے اس کو کہ ہر قسم کی بیع جائز ہے لیکن شارع ﷺ نے بیع کی اور کئی قسموں کو منع کیا ہے اور ان کو حرام کر دیا ہے پس وہ عام ہے اباحت میں خاص کی گئی ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں دلالت کرتی ہے دلیل اس کی منع پر اور بعض کہتے ہیں کہ عام ہے ارادہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے خاص کا اور بعض کہتے ہیں کہ مجمل ہے بیان کیا ہے اس کو سنت نے اور تمام یہ اقوال چاہتے ہیں اس کو کہ جو مفرد کہ الف اور لام کے ساتھ محلی ہو وہ عام ہوتا ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ لام فی البیع میں واسطے عہد کے ہے اور یہ آیت کہ نازل ہوئی تھی بعد اس کے کہ شرع نے کئی بیعوں کو حلال کیا اور کئی بیعوں کو حرام کیا پس مراد ساتھ اس آیت کے کہ حلال کیا ہے اللہ نے بیع کو وہ بیع ہے کہ حلال کیا ہے اس کو شرع نے پہلے سے اور مباحث شافعی وغیرہ کے دلالت کرتے ہیں اس پر کہ فاسد بیعوں کا نام بھی بیع رکھا جاتا ہے اگرچہ آدمی ان

کے ساتھ حانت نہیں ہوتا واسطے مبنی ہونے قسموں کے عرف پر اور دوسری آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے تجارت کے ان بیعوں میں جو دست بدست ہوں اور نہ جائز ہونے اس کے ان بیعوں میں جن میں وعدہ ہو۔ (فتح) اور فخر الاسلام نے کہا کہ بیع شرع میں کہتے ہیں ملکیت بدلنے کو ساتھ مال کے آپس کی رضامندی سے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا شاید تمہارا بھلا ہو اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا بھاگ جاتے طرف اس کی اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے اور سودے سے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ ہو تجارت کہ تمہاری رضامندی سے ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَانِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ وَقَوْلِهِ ﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾.

فائدہ: پکڑی جاتی ہے پہلی آیت سے مشروعیت بیع کی بطریق عموم کے اس واسطے کہ فضل اللہ کا عام ہے شامل ہے تجارت کو اور تمام انواع کسب کو اور امر مذکور میں اختلاف ہے پس اکثر کا یہ مذہب ہے کہ وہ اباحت کے واسطے ہے اور نکتہ اس کا مخالفت کرنی اہل کتاب کی ہے اس واسطے کہ وہ ان کو ہفتہ کے دن منع ہے پس یہ مسلمانوں پر حرام نہیں اور شارح داؤدی نے کہا کہ وہ امر اباحت پر ہے واسطے اس شخص کے کہ بقدر گزارے کے موافق اس کے پاس روزی ہو اور واسطے اس کے کہ اس کو کمانے کی طاقت نہ ہو اور وہ وجوب پر ہے واسطے اس شخص کے کہ کمانے کی طاقت رکھتا ہو اور اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو تاکہ نہ محتاج ہو طرف سوال کی اور حالانکہ وہ حرام ہے اوپر اس کے باوجود قدرت کے کمانے پر اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے یہ لفظ ہے کہ ڈھونڈو فضل اللہ کا اور جو ذکر تجارت کا اس میں پس مفرد کیا ہے اس کو ساتھ ترجمہ کے بعد آٹھ بابوں کے اور دوسری آیت میں تہیید ہے مباح تجارت کے ساتھ رضامندی کے اور قول اللہ تعالیٰ کا اموالکم معنی اس کے یہ ہیں کہ مال ہر انسان کا نہ خرچ کرے اس کو بیع حرام کام کے اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور قول اللہ کا کہ الا ان تکنون استثنیٰ منقطع ہے اتفاقاً اور اصل کلام یہ ہے کہ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق لیکن اگر تمہارے درمیان تجارت حاصل ہو اور تم اس کے ساتھ راضی ہو تو یہ ناحق نہیں اور ابو داؤد نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیع تو صرف رضامندی سے ہے اور ایک روایت میں ہے

کہ نہ جدا ہوں بائع اور مشتری مگر رضامندی سے۔ (فتح)

۱۹۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُونَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِنْ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكُنْتُ أَلْزِمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلءِ بَطْنِي فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا وَكَانَ يَشْغُلُ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ أَمْرًا مَسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ الصُّفَةِ أَعْيَى حِينَ يَنْسُونَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ يُحَدِّثُهُ إِنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعُ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِلَّا وَطِئَ مَا أَقُولُ فَبَسَطْتُ نِيعَةً عَلَيَّ حَتَّى إِذَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي فَمَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَّكَ مِنْ شَيْءٍ.

۱۹۰۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ البتہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے اور تم کہتے ہو کہ کیا حال ہے مہاجرین اور انصار کا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ سے حدیثیں بیان نہیں کرتے مانند حدیث بیان کرنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور حال یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے ہیں اور میں ہر وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس رہتا تھا سوائے اپنے پیٹ بھرنے کے مجھ کو اور کچھ فکر نہ تھا سو میں حاضر ہوتا تھا اور لوگ غائب ہوتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا اور وہ بھول جاتے تھے اور میرے بھائی انصار اپنے مالوں کے کاموں میں مشغور رہتے تھے یعنی کھیتی وغیرہ میں اور تھا میں مرد مسکین مساکین صفہ میں سے یاد رکھتا تھا میں اور بھول جاتے تھے وہ یعنی بسبب مشغول ہونے کے کاموں میں اور بیشک آپ رضی اللہ عنہ نے ایک دن ایک حدیث کے بیان میں فرمایا کہ البتہ جو پھیلانے رکھے گا اپنا کپڑا جب تک کہ میں اپنی بات مکمل کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لے تو یاد رکھے گا جو میں کہتا ہوں یعنی میری حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا تو میں نے اپنی چادر پھیلائی یہاں تک کہ جب آپ رضی اللہ عنہ اپنی کلام تمام کر چکے تو میں نے اپنی اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا سو میں آپ رضی اللہ عنہ کی اس کلام سے کوئی چیز نہیں بھولا۔

فائدہ: صفہ ایک چہرہ تھا مسجد نبوی کے صحن میں جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا گھر باہر کوئی نہ تھا وہ وہاں رہتے تھے اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ بیع کرنی درست ہے اس واسطے کہ وہ آپ ﷺ کے زمانے میں واقع ہوئی اور آپ ﷺ نے اس پر اطلاع پائی اور اس کو برقرار رکھا وہیہ المطابقة للترجمة اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ بھولنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا صرف اسی حدیث کے ساتھ خاص ہے جس کو آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا لیکن باب حفظ العلم میں پہلے واقع ہوا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بعد اس کے کوئی چیز نہیں بھولا اور وہ حدیث عام ہے شامل ہے حدیث نبوی اور غیر اس کے کو لیکن مسلم کی ایک حدیث میں واقع ہوا ہے کہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ نہ بھولنا خاص ہے ساتھ حدیث کے یعنی میں حضرت ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

۱۹۰۷۔ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے تو آپ ﷺ نے میری اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور ہم دونوں کو آپس میں بھائی بنایا تو سعد بن ربیع نے کہا کہ میں سب انصار سے زیادہ مالدار ہوں سو میں اپنا آدھا مال تجھ کو بانٹ دیتا ہوں اور نظر کر کہ میری دونوں بیویوں سے جس کو تو پسند کرے میں اس کو تیرے لیے طلاق دوں پس جب حلال ہو یعنی اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لے سو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں کیا یہاں کوئی بازار ہے کہ اس میں سوداگری ہوتی ہو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں بازار قبیحہا ہے راوی نے کہا صبح کو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ وہاں گئے اور کچھ گھی اور پنیر لائے یعنی سودے سے کما کر لوٹے پے در پے تجارت کے واسطے بازار میں جاتے رہے سو کچھ دن گزرے کہ عبد الرحمن رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت کون ہے انہوں نے کہا کہ انصاری عورت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کتنا دیا ہے انہوں نے کہا کہ کھجور کی گھٹلی

۱۹۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِي وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتِي هَوَيْتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا فَإِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا قَالَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَا حَاجَةَ لِي فِي ذَلِكَ هَلْ مِنْ سَوْقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ قَالَ سَوْقٍ فَيَتَّقَا قَالَ فَعَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَتَانِي بِأَقِطٍ وَسَمْنٍ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الْغَدُوَّ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ قَالَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سَقَتْ قَالَ زَيْنَةَ نَوَافٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَافٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أُولَمَّ وَلَوْ بِشَاةٍ۔ کے برابر سونا یا کہا کہ سٹھلی سونے کی سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری کا سہی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بیع جائز ہے اس واسطے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں کوئی بازار ہے کہ اس میں سوداگری ہوتی ہو ولیمہ المطابقة للترجمة اور پوری شرح اس حدیث کی کتاب النکاح میں آئے گی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو۔ (فتح)

۱۹۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے سو آپ ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور سعد رضی اللہ عنہ مالدار تھے سوانہوں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تجھ کو تیرے اہل اور مال میں برکت دے تو مجھ کو بازار کی راہ دکھا سو نہ پھرے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بازار سے یہاں تک کہ گھی اور پنیر کو نفع اٹھایا سو اس کو اپنے گھر والوں کے پاس لائے سو ہم کچھ مدت ٹھہرے یا جس قدر اللہ نے چاہا سو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا یا اس زردی کا کیا سبب ہے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے ایک عورت انصاری سے نکاح کیا ہے فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کیا دیا ہے انہوں نے کہا کہ سونے کی سٹھلی یا کہا کہ کھجور کی سٹھلی کے برابر سونا آپ ﷺ نے فرمایا کہ شادی کا کھانا پکا کر کھلا اگرچہ ایک بکری کا سہی۔

۱۹۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حَمِيدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَأَخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنَى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ أَقْسِمُكَ مَا لِي بِنِصْفَيْنِ وَأَزْوَجِكَ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُونِي عَلَى السُّوقِ فَمَا رَجَعَ حَتَّى اسْتَفْضَلَ أَقْطَا وَاسْمُنَا فَأَتَانِي بِهِ أَهْلٌ مَنْزِلُهُ فَمَكَّنُونَا بِسِيرًا أَوْ مَا يَشَاءُ اللَّهُ فَجَاءَ وَعَلَيْهِ وَضَرُ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْمُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ مَا سَقَتْ إِلَيْهَا قَالَ نَوَافَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزَنَ نَوَافَةٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ أُولَمَّ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

فائدہ: اور غرض ان دونوں حدیثوں کے لانے سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجارت اور مانند اس کی سے کمانا اولیٰ ہے کمانے سے ساتھ بہہ اور مانند اس کی کے۔

۱۹۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ۱۹۰۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عکاظ اور مجنہ

اور ذوالحجاز بازار جاہلیت میں سو جب اسلام آیا تو گویا کہ لوگوں نے اس میں گناہ جانا اور حج کے دنوں میں تجارت چھوڑ دی سو یہ آیت گزری کہ نہیں تم پر گناہ یہ کہ ڈھونڈ و فضل رب اپنے کا یعنی سوداگری کرو حج کے موسم میں پڑھا ہے لہٰذا قول اخیر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک مواسم الحج کا لفظ قرآن میں داخل ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تجارت درست ہے اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت ان بازاروں میں تجارت ہوتی تھی اور پھر اس کے بعد اسلام میں بھی ان کو برقرار رکھا گیا وفيہ المطابقة للترجمة۔

باب ہے اس بیان میں کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور حلال اور حرام کے درمیان دو طرفہ ملتی ہوئی شبہ کی چیزیں ہیں

بَابُ الْحَلَالِ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ
وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ

۱۹۱۰۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشابہ چیزیں ہیں کہ نہیں معلوم کہ وہ حلال ہیں یا حرام سو جو چھوڑے اس چیز کو کہ اس میں اس کو گناہ اور حرام کا شبہ ہو تو وہ ظاہر حرام چیز کو زیادہ تر چھوڑنے والا ہوگا اور جو دلیری کرے اس چیز پر کہ اس میں گناہ کا شک ہو تو قریب ہے کہ اپنے تئیں ظاہر حرام میں ڈالے گا اور گناہ اللہ کی چراگاہ ہے جو اس چراگاہ کے قریب چرے گا تو قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔

۱۹۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالُ بَيْنَ
وَالْحَرَامِ بَيْنَ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ
تَرَكَ مَا شَبَّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا
اسْتَبَانَ أَتَرَكَ وَمَنْ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشْكُ
فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقَعَ مَا اسْتَبَانَ
وَالْمَعَاصِي حَمَى اللَّهُ مَنْ يَرْتَعِ حَوْلَ
الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ.

فائدہ: اس حدیث میں بھی تقسیم احکام کی ہے طرف تین چیزوں کی اور یہ تقسیم صحیح ہے اس واسطے یا تو چیز ایسی ہے کہ
نص کی گئی ہے اس کی طلب پر ساتھ وعدے عذاب کے اس کی ترک پر یعنی یا تو وہ ایسی چیز ہوتی ہے کہ اس کی طلب
پر نص ہوتی ہے اور اس کے ترک کرنے پر عذاب کا وعدہ ہوتا ہے اور یا اس کی ترک پر نص ہوتی ہے اور اس کے
کرنے پر عذاب یا دونوں میں سے کسی چیز پر نص نہیں ہوتی سو پہلی چیز حلال ظاہر ہے اور دوسری حرام ظاہر ہے اور
حلال ظاہر کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بیان کی حاجت نہیں ہوتی یا اس کو ہر کوئی جانتا ہے اور تیسری قسم مشتبہ ہے پس
نہیں معلوم ہوتی ہے واسطے مخفی ہونے اس کے کہ پس نہیں معلوم ہوتا کہ کیا وہ حلال ہے یا حرام ہے اور جو چیز کہ
ایسی ہو اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے اس واسطے کہ اگر وہ نفس الامری حرام ہے تو اس کے گناہ سے بری ہو اور اگر وہ
حلال ہے تو اس کو اس کے ترک پر اجر ملتا ہے ساتھ اس قصہ کے اس واسطے کہ اصل چیزوں میں اختلاف ہے بعض
کہتے ہیں کہ اصل حرمت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے اور کبھی حرمت اور اباحت دونوں
اکٹھے وارد ہوتے ہیں پس اگر ان دونوں میں سے ایک متاخر معلوم ہو تو فہم نہیں تو تیسری قسم میں داخل ہے اور
عنقریب یہ ہے کہ میں شبہ کی تفسیر اس باب کے بعد بیان کروں گا اور مراد یہ ہے کہ وہ بعض لوگوں پر مشتبہ ہیں ساتھ
دلیل قول آپ ﷺ کے کہ بہت لوگ اس کو نہیں جانتے اور اکثر محدثین نے اس حدیث کو کتاب البیوع میں بیان کیا
ہے اس واسطے کہ معاملات میں شبہ بہت واقع ہوتا ہے اور نیز اس حدیث کو نکاح اور شکار اور ذبائح اور اطعمہ اور اشربہ
کے ساتھ بھی تعلق ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے جرح اور تعدیل راویوں کی۔ (فتح)

باب ہے شبہ والی چیزوں کے بیان میں

بَابُ تَفْسِيرِ الْمُشْتَبِهَاتِ

فائدہ: چونکہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ بہت لوگ اس کو نہیں جانتے تو ارادہ کیا امام
بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ اس کی معرفت کے طریق کو معلوم کرادیں تاکہ اس سے پرہیز کیا جائے سو پہلے وہ چیز ذکر کی جو
اس کو ضبط کریں پھر وہ حدیثیں وارد کیں جن سے پکڑے جاتے ہیں مرتبے اس چیز کے کہ واجب ہے پرہیز کرنی

ان سے پھر اس کے بعد دوسرا وہ باب بیان کیا جس میں بیان ہے اس چیز کا کہ وہ مستحب ہے پرہیز اس سے پھر تیسرا باب وہ بیان کیا کہ اس میں مکروہ چیزوں کا بیان ہے اور اس کی شرح یہ ہے کہ یا تو چیز کی اصل حرمت ہے اور یا اباحت اور یا اس میں شک ہے پس پہلی چیز مانند شکار کی ہے اس واسطے کہ ذبح سے پہلے اس کا کھانا حرام ہے اور جب اس میں شک کرے تو نہ دور ہوگی اس حرمت سے مگر ساتھ یقین کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ حدیث عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اور دوسری چیز مانند پاکی کی ہے جبکہ حاصل ہو نہیں دور ہوتی مگر ساتھ یقین حدیث کے اور طرف اس کی اشارہ ہے ساتھ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے تیسرے باب میں اور اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ہے کہ اس کے واسطے بی بی اور غلام ہے اور شک کرتا ہے کہ کیا اس کو طلاق دی ہے یا نہیں اور آزاد کیا ہے یا نہیں پس اس شک کا کچھ اعتبار نہیں اور وہ دونوں اس کے ملک میں ہیں اور تیسری چیز وہ ہے کہ اس کی اصل تحقیق نہیں اور حرمت اور اباحت کے درمیان متردد ہے پس اولی ترک کرنا اس کا ہے اور طرف اس کی اشارہ ہے ساتھ حدیث کعبہ گری پڑی کے دوسرے باب میں۔ (فتح)

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ دَعَا مَا يُرِيكَ إِلَى مَا لَا يُرِيكَ.

یعنی اور حسان نے کہا کہ میں نے پرہیز گاری سے زیادہ تر آسان کوئی چیز نہیں دیکھی چھوڑ وہ چیز جو شک میں ڈالے تجھ کو یعنی جس چیز کی حلت اور حرمت میں شک ہو اس کو چھوڑ دے اور جس میں شک نہ ہو اس پر عمل کر۔

فائدہ: اور یہ اصل عظیم ہے سچ پرہیز گاری کے اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتا ہے بندہ اس درجے کو کہ ہو پرہیز گاروں سے یہاں تک کہ چھوڑے وہ چیز کہ نہیں ڈر اس کا واسطے خوف سے اس چیز سے کہ اس کا ڈر ہے اور خطابی نے کہا کہ جس چیز میں تجھ کو شک ہو پس پرہیز گاری اس سے بچنا ہے پھر وہ بچنا تین قسم پر ہے واجب اور مستحب اور مکروہ پس واجب بچنا اس چیز سے ہے کہ اس کے کرنے سے حرام چیز کا ارتکاب لازم آئے اور مستحب بچنا اس شخص کے معاملے سے ہے جس کا اکثر مال حرام ہو اور مکروہ بچنا رخصتوں شرعیہ سے ہے بطور حقاقت کے۔ (فتح)

۱۹۱۱۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالی عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تجھ کو اور تیری بی بی کو دودھ پلایا ہے تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے یہ حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا اور تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ

۱۹۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ جَاءَتْ فَرَعَمَتْ

پلایا ہے اور اس کی بی بی ابواہاب کی بیٹی تھی۔

أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي إِهَابٍ التَّمِيمِيِّ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شے کی چیز سے بچنا چاہیے اس واسطے کہ آپ ﷺ کے قول کیف و قد قیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو عقبہ رضی اللہ عنہ کو اپنی عورت سے جدا ہونے کا حکم کیا تو اس عورت کے اس کہنے کے سبب سے کیا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے پس احتمال تھا کہ یہ بات اس کی صحیح ہو پس حرام کا مرتکب ہو گا پس حکم کیا اس کو ساتھ جدا کرنے عورت کے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ ایک عورت کی شہادت قبول کی اس وجہ سے کہ آئندہ آئے گا۔ (فتح)

۱۹۱۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عقبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا مجھ سے ہے سو اس کو لے لینا سو جب فتح مکہ کا دن ہوا تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے کہ میرے بھائی نے مجھ کو اس کی وصیت کی تھی سو کھڑا ہوا عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فرش پر پیدا ہوا سو وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس جھڑتے گئے سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فرش پر پیدا ہوا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد بن زمعہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا بچھونے والے کا ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس کی ماں ہو خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے اور زنا کرنے والے کو پتھر ہے یا محرومی ہے میراث اور نسب سے یعنی اس لڑکے کی نسب اس

۱۹۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ عَهْدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ مَنِيَّ فَأَقْبَضَهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ عَهَدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةَ أَبِي وَلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي كَانَ قَدْ عَهَدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةَ أَبِي وَلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ

بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بَعْتُهُ فَمَا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ.

سے ثابت نہیں ہوتی پھر آپ ﷺ نے اپنی بی بی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تو اس سے پردہ کر بسبب اس کے کہ دیکھی آپ ﷺ نے مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے سونہ دیکھا اس لڑکے نے سودہ رضی اللہ عنہا کو یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی اس حدیث سے آپ ﷺ کا یہ قول ہے کہ پردہ کر تو اس سے اے سودہ باوجودیکہ آپ ﷺ نے حکم کیا کہ وہ اس کا بھائی ہے اور اس کے باپ کے نطفے سے ہے لیکن چونکہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ لڑکا عتبہ کے ساتھ مشابہ ہے تو سودہ کو حکم کیا کہ اس سے پردہ کرے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور اعتراض کیا ہے داؤدی نے کہ اس حدیث کو اس باب سے کچھ تعلق نہیں اور جواب دیا ہے ابن تین نے ساتھ اس کے کہ مشبہ وہ چیز ہے کہ ایک وجہ سے حلال کے مشابہ ہو اور ایک وجہ سے حرام کے مشابہ ہو اور بیان اس کا اس قصے سے یہ ہے کہ لاحق کرنا اس لڑکے کا ساتھ زمعہ کے تقاضا کرتا ہے اس کو کہ سودہ رضی اللہ عنہا اس سے پردہ نہ کرے اور مشابہ ہونا اس کا ساتھ عتبہ کے چاہتا ہے اس کو کہ اس سے پردہ کرے اور ابن قسار نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ اس واسطے کرایا تھا کہ خاوند کو جائز ہے یہ کہ اپنے بیوی کو اس کے بھائی وغیرہ قراہتوں سے منع کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ واجب ہوا یہ واسطے سخت ہونے امر حجاب کے بیسیوں آپ ﷺ کی کے اور اگر اس کی طرح اور کسی کے حق میں اتفاق پڑے تو پردہ واجب نہیں جیسے کہ واقع ہوا ہے واسطے اعرابی کے کہ کہا واسطے اس کے کہ شاید کہ کسی رگ نے اس کو کھینچا ہوگا۔

۱۹۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَ بِحَذِهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَفَقِّطْ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ وَقِيدٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُرْسِلُ كَلْبِي وَأَسْمِي فَأَجِدُ مَعَهُ عَلَى الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ لَمْ أَسْمَعْ عَلَيْهِ وَلَا أَدْرِ أَيُّهُمَا أَخَذَ قَالَ لَا تَأْكُلْ إِنَّمَا سَمَّيْتُ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَسْمِ

۱۹۱۳۔ حدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے تیرے پر کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ اپنی تیزی سے پہنچے یعنی اپنی تیزی سے شکار کو زخمی کر ڈالے تو اس کو کھا اور اگر اس کو اپنی چوڑان سے پہنچے یعنی شکار کو اس طرح لگے کہ اس کو زخمی نہ کرے تو اس کو نہ کھا اس واسطے کہ وہ وقید ہے یعنی مردار ہے اس کا کھانا درست نہیں ہے پھر میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور اللہ کا نام لیتا ہوں پھر میں اس کے ساتھ شکار پر ایک اور کتا پاتا ہوں کہ میں نے اس پر بسم اللہ نہیں پڑھی اور میں نہیں جانتا کہ دونوں میں سے کس نے اس کو پکڑا ہے

عَلَى الْآخِرِ۔
فرمایا کہ نہ کھا تو نے تو صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے
اور تو نے دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: وجہ دلالت کی اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ تو نے تو صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے پر نہیں پڑھی پس بیان کی واسطے اس کے وجہ منع ہونے کی اور وہ ترک کرنا بسم اللہ کا ہے اور بعض استدلال کرتے ہیں اس سے اوپر ذریعہ کے اور وہ بہت بعید بات ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ
باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ پرہیز کی جاتی ہے
شبہات سے

۱۹۱۴۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي رَاحِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ
مَسْقُوطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنْ صَدَقَةٍ
لَأَكَلْتُهَا وَقَالَ هَمَامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي۔
۱۹۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک گری
ہوئی کھجور پر سے گزرے سو فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ
ہوتا کہ شاید یہ کھجور زکوٰۃ کی ہو تو میں اس کو کھا لیتا اور کہا ہمام
نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی ہے آپ ﷺ سے
کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے بچھونے پر گری ہوئی
کھجور پاتا ہوں۔

فائدہ: اس دوسری روایت کے بیان کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ اس میں تعین ہے اس جگہ کی کہ آپ ﷺ نے اس
میں کھجور پڑی دیکھی اور وہ آپ ﷺ کا بچھونا تھا اور باوجود اس کے آپ ﷺ نے اس کو نہ کھایا اور یہ نہایت تقویٰ
اور پرہیز گاری ہے اور مہلب نے کہا کہ شاید آپ ﷺ صدقہ کی کھجوریں تقسیم کرتے تھے پھر اپنے گھر کی طرف
پھرتے تھے سو صدقہ کی کھجوروں سے آپ ﷺ کے کپڑے کے ساتھ کوئی کھجور لگی رہتی تھی اور آپ ﷺ کے بچھونے
پر گر پڑتی تھی نہیں تو کیا فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان گوشت کھانے آپ ﷺ کے اس چیز سے کہ بریرہ پر
صدقہ کیا گیا میں کہتا ہوں کہ نہیں منحصر ہے وجود کسی چیز کا صدقہ کی کھجوروں سے بچ غیر گھر آپ ﷺ کے تاکہ اس
تاویل کی حاجت ہو بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ کھجور اٹھائی گئی طرف اس شخص کی کہ مستحق ہے صدقہ کا آپ ﷺ کے گھر
والوں میں سے اور موخر ہوا سپرد کرنا اس کا واسطے آپ ﷺ کے یا کھجوریں آپ ﷺ کے گھر کی طرف اٹھائی گئیں
پس آپ ﷺ نے ان کو تقسیم کیا تو کچھ اس سے باقی رہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ ایک
رات نہ سوئے تو کسی نے آپ ﷺ سے کہا کہ کس چیز نے آپ ﷺ کو بیدار کیا تو فرمایا کہ میں نے ایک کھجور
پڑی پائی سو میں نے اس کو کھا لیا پھر یاد کیں میں نے کھجوریں کہ ہمارے پاس صدقہ کی کھجوروں میں تھیں سو میں نہیں

جانتا کہ یہ کھجور صدقے کی کھجوروں میں سے تھی یا میرے گھر والی کھجوروں میں سے پس اس فکر نے مجھ کو بیدار کیا اور یہ محمول ہے تعدد واقع پر اور یہ کہ جبکہ آپ ﷺ کو پڑی کھجور کھانے کا اتفاق ہوا جیسے کہ اس حدیث میں ہے اور اس نے آپ ﷺ کو قلق میں ڈالا تو اس کے بعد آپ ﷺ کا یہ حال ہوا کہ جب کوئی ایسی چیز دیکھتے تھے کہ جس میں کہ تردد ہو تو اس کو احتیاط کے واسطے ترک کر دیتے تھے اور احتمال ہے کہ آپ ﷺ کھانے کے وقت تشریع کے مقام میں ہوں اور ترک کی حالت میں اپنے خاص نفس میں ہوں اور مہلب نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو اس کو تقویٰ کی وجہ سے چھوڑا تھا اور یہ چھوڑنا واجب نہیں اس واسطے کہ اصل یہ ہے کہ جو چیز کہ آدمی کے گھر میں ہے وہ اس کو مباح ہے یہاں تک کہ قائم ہو کوئی دلیل اوپر اس کے حرام ہونے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ پر تھوڑا صدقہ بھی حرام ہے پس بہت صدقہ بطریق اولیٰ حرام ہوگا۔ (فتح)

باب مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسْوَاسَ وَنَحْوَهَا
باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ نہیں دیکھتا ہے
وسوسوں اور مانند اس کی کو شبہات سے
مِنَ الشُّبُهَاتِ

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے تشدد کرنے سے ورع میں امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا کہ ورع کی کئی قسمیں ہیں ایک ورع صدیقیوں کی ہے اور وہ ترک کرنا ہے اس چیز کا کہ نہ کھائے بغیر نیت قوت عبادت کے اور ایک ورع متقیوں کی ہے اور وہ چھوڑنا ہے اس چیز کا کہ اس میں شبہ نہیں ہے لیکن خوف کرتا ہے کہ آخر کو حرام تک پہنچے اور ایک ورع صالحین کی ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ راہ پائے طرف اس کی احتمال تحریم کا بشرطیکہ اس احتمال کا کوئی موقع ہو اور اگر اس کا کوئی موقع نہ ہو تو وہ وسواس والوں کی ورع ہے اور اس کے سوا گواہوں کی ورع ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ گواہی کو ساقط کرے یعنی عام ہے کہ یہ چیز متروک حرام ہو یا نہیں اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس جگہ بیان ورع وسواس والوں کی ہے مانند اس شخص کی کہ شکار کھانے سے باز رہے اس خوف سے کہ یہ شکار کسی آدمی کا ہوگا پھر اس سے چھوٹ گیا اور مانند اس شخص کی کہ چھوڑے خریدنا اس چیز کا کہ محتاج ہے طرف اس کی مجہول آدمی سے کہ نہیں جانتا ہے کہ کیا مال اس کا حلال سے ہے یا حرام سے ہے اور نہیں ہے اس جگہ کوئی نشانی کہ دلالت کرے ثانی پر اور مانند اس شخص کی کہ چھوڑ دے اس چیز کو کہ اس میں حدیث وارد ہوئی ہے لیکن وہ بالاتفاق ضعیف ہے اور واسطے نہ دلیل پکڑنے ساتھ اس کے اور اس کی اباحت کی دلیل قوی ہو اور اس کی تاویل منع یا بعید ہے پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں دو حدیثیں بیان کیں پہلی حدیث یہ ہے۔

۱۹۱۵۔ عباد بن تمیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہا انہوں نے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی کی شکایت ہوئی کہ نماز میں کوئی چیز پاتا ہے یعنی اس

۱۹۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِيْنَةَ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ
قَالَ شَكَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کوشہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز اس کے پیچھے سے نکلی ہے یا نہیں کہ کیا وہ نماز کو توڑ ڈالے فرمایا نہ توڑے نماز کو یہاں تک کہ آواز بنے یا بدبو پائے یعنی جب پیٹ میں گڑگڑاہٹ پائے اور اس سے وضو نونے کا شبہ پڑے تو نماز کو نہ توڑے اور کہا ابن ابو حفص نے زہری سے کہ نہیں ہے وضو مگر اس چیز میں کہ پائے بدبو کو یا سنے آواز کو۔

وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا أَيْقَطُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ لَا وَضُوءَ إِلَّا فِيمَا وَجَدْتَ الرِّيحَ أَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محض شبہ کا کچھ اعتبار نہیں اس سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ وہ محض دوسرہ ہے وفيہ المطابقة للترجمة اور دوسری حدیث عام ہے خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور پہلی حدیث خاص ہے واسطے اس کے کہ نماز میں ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اکثر اوقات آدمی سے نماز کی حالت میں ہی ہوا نکلتی ہے بخلاف اور توڑنے والی چیزوں کے کہ وہ نہیں ہجوم کرتی ہیں اس پر مگر نادر اور نہیں مراد ہے حصر کرنا نقص وضو کا ساتھ وجود ہوا کے۔ (فتح)

۱۹۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک گروہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔

۱۹۱۶۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعَجَلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّغَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قَوْمًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذَكَرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُوا اللَّهَ عَلَيْهِ وَكُلُوهُ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اللہ کا نام لینا ذبح کی صحت کے واسطے شرط نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بسم اللہ کہنا نہیں شرط ہے بیچ جائز ہونے کھانے کے ذبیحہ سے وسیعتی تقریرہ و سائر مباحثہ فی کتاب الذبائح مستوفی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ حدیث اصل ہے بیچ حسن ظن رکھنے کے ساتھ مسلمان کے اور یہ کہ سب کام اس کے محمول ہیں کمال پر خاص کر اس زمانے کے لوگ کہ ان کے کام تو بطریق اولیٰ کمال پر محمول ہیں (فتح) اور اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ سالکوں کو معلوم تھا کہ ذبیحہ کو بدون بسم اللہ کے حلال نہ جانتے تھے نہیں تو دوسرہ کہ کوئی جگہ نہ تھی اور نہ آپ ﷺ سے پوچھتے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں لانا اس پر ناطق ہے۔ وفيہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾

۱۹۱۷۔ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتَّى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَزَلْتُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان میں کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی ۱۹۱۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ایک قافلہ شام سے غلہ لایا تو لوگ اس کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ باقی نہ رہے ساتھ آپ ﷺ کے مگر بارہ مرد تو اس وقت یہ آیت اتری کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی۔

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے کہ تجارت اگرچہ ممدوح ہے اس اعتبار سے کہ وہ حلال سبوں سے ہے پس تحقیق مذمت کی جاتی ہے جبکہ مقدم کی جائے اس چیز پر کہ واجب ہے مقدم کرنا اس کا اور اس کے اور جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور اس کی پوری شرح کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

کہ اس نے مال کو کہاں سے کمایا حلال سے یا حرام سے

فائدہ: یہ باب اشارہ ہے طرف مذمت ترک کرنے کی کوشش کے کسبوں میں۔ (فتح)

۱۹۱۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمُقْبِرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالَى الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنْ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ.

۱۹۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا اس چیز کی کہ اس نے لیا اس کو کہ وہ حلال سے ہے یا حرام سے

فائدہ: یعنی بے دینی حاصل ہوگی مال حاصل کرنے میں شدت حرص اور ضعف ایمان کے سبب سے حلال اور حرام میں کچھ تمیز باقی نہ رہے گی خواہ رشوت سے لے خواہ چوری سے خواہ خرچی خواہ سود خوری خواہ ظلم خواہ دغا بازی سے لے چنانچہ اس زمانے کا حال ہے کہ مال کو جس طرح سے پاتے ہیں سمیٹ جاتے ہیں موت اور قیامت سے خبر نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ آدمی کچھ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے کہاں سے مال کو لیا حلال سے یا حرام سے

سے اور ابن تین نے کہا کہ خبر دی ساتھ اس کے آپ ﷺ نے واسطے ڈرانے کے مال کے فتنے سے اور یہ حدیث نبوت کے دلائل سے ہے واسطے خبر دینے آپ ﷺ کے کے ساتھ آئندہ حالات کے جو آپ ﷺ کے زمانے میں نہ تھے اور وجہ مذمت کی برابری کرنی ہے درمیان دونوں امروں کے نہیں تو حلال کا لینا برابر نہیں خواہ کسی جگہ سے کمائے واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَرِّ باب ہے بیان میں تجارت کے بیچ کپڑے وغیرہ کے

فائدہ: اور لفظ ”بز“ میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک یہ لفظ زاء کے ساتھ ہے لیکن نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ خاص کر اس پر دلالت کرے بلکہ بطریق عام ہونے مباح کسبوں کے اور ابن عساکر نے کہا کہ لفظ ”بو“ کو را کے ساتھ پڑھنا زیادہ تر لائق ہے ساتھ مواخاة آئندہ باب کے جو کہ بعد ایک باب کے ہے اور وہ دریا میں تجارت کرنی ہے (فتح) اور را کے ساتھ اس کے معنی یہ ہیں کہ جنگل وغیرہ میں تجارت کرنے کا بیان لیکن حدیث میں جنگل کی تجارت کا بھی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے اگرچہ ظاہر بھی ہے اور اس کا مقابلہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ (تیسیر)

وَقَوْلُهُ «رَجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ» یعنی اور اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ اہل تقویٰ کی تفسیر میں واقع ہوئی ہے کہ مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی ان کو سوداگری اور نہ بیع اللہ کے ذکر سے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو فرض نماز سے (فتح) اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے لیکن جبکہ پیش آتا تھا ان کو کوئی حق حقوق اللہ سے تو نہ باز رکھتی تھی ان کو تجارت اور نہ بیع اللہ کے ذکر سے یہاں تک کہ اس کو اللہ کی طرف ادا کرتے تھے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بازار میں تھے پس نماز کی تکبیر ہوئی سو لوگوں نے اپنی دکانیں بند کیں اور مسجد میں داخل ہوئے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت ان میں اتری اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ لوگ بازار میں خرید و فروخت کرتے تھے اور فرض نماز کو جماعت سے نہ چھوڑتے تھے۔ (فتح)

۱۹۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الْمُهَالِبِ قَالَ كُنْتُ أَتَجَرُّ فِي الصَّرْفِ

۱۹۱۹۔ ابومنہال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں صرف نقد بیع کیا کرتا تھا یعنی بیع نقد کی ساتھ نقد کے جیسے بیع روپیہ کی ساتھ روپیہ کے یعنی صرافی کی دکانیں کیا کرتا تھا سو میں نے براء

اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بیع صرف کا حکم پوچھا انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے سو ہم نے آپ ﷺ سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو کچھ ڈر نہیں یعنی درست ہے اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں۔

فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَنْ عُمَرُو بْنِ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ إِنْ كَانَ يَدَا بَيْدٍ فَلَا بَأْسَ وَإِنْ كَانَ نَسِينَا فَلَا يَصْلَحُ.

فائدہ: یہ جو ابو المنہال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے تو اس سے بطور عموم کے ثابت ہوا کہ جنگل میں بھی تجارت کرنی درست ہے ' وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي التِّجَارَةِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾۔
تجارت کے واسطے باہر نکلنے کا بیان اور بیان اس آیت کا کہ جب نماز تمام ہو چکے تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ یہ اباحت ہے بعد حرمت کے یعنی اس سے پہلے نماز کے تمام ہونے تک تجارت حرام تھی پھر نماز کے تمام ہونے کے بعد حکم ہوا کہ جائز ہے مانند اس آیت کی کہ جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو اور ابن منیر نے حاشیہ میں کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ سوداگری کے واسطے چلنا پھرنا اور سفر کرنا درست ہے اگرچہ دور دراز ہو برخلاف اس شخص کے جو تکبر سے بازار میں نہیں جاتا کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ (فتح) اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کے واسطے باہر نکلنا درست ہے۔ (تیسیر)

۱۹۲۰۔ عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت چاہی سو ان کو اجازت نہ ہوئی اور شاید کہ عمر رضی اللہ عنہ کسی کام میں مشغول تھے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پھر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ

الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ
وَكَانَهُ كَانَ مَشْغُولًا فَرَجَعَ أَبُو مُوسَى
فَفَرَّغَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ إِذْذُنُوا لَهُ قِيلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ
فَقَالَ كُنَّا نَوْمَرُ بِذَلِكَ فَقَالَ تَأْتِينِي عَلَى
ذَلِكَ بِالْبَيْتَةِ فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ
فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هَذَا إِلَّا
أَصْغَرْنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِأَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ أَخْفَيْ هَذَا عَلَى
مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْهَابِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوجَ
إِلَى تِجَارَةٍ.

گھبرائے یا اپنے کام سے فارغ ہوئے پھر کہا کہ کیا میں نے
عبداللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی یعنی سنی ہے
ان کو اجازت دو کہ اندر آئیں کسی نے کہا کہ وہ پھر گئے تو
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم کس واسطے پھر گئے
اور میرے پاس اندر نہ آئے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو
یہی حکم تھا کہ بے اجازت کسی کے گھر میں نہ جائیں سو عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ تم اس پر میرے پاس گواہ لاؤ کہ بلا اجازت کسی
کے گھر میں جانا درست نہیں سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی مجلس کی
طرف چلے اور ان سے یہ معنی پوچھا کہ کیا تم کو اس حدیث کی
خبر ہے تاکہ تم میری گواہی دو تو انصار نے کہا کہ نہ گواہی دے
گا واسطے تیرے اس معنی پر مگر سب سے زیادہ تر چھوٹا ہمارا کہ
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہے یعنی یہ حدیث تو ہمارے درمیان ایسی
مشہور ہے کہ اس کو ہمارے لڑکے بھی جانتے ہیں اور انہوں
نے بھی اس کو آپ ﷺ سے سنا ہے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا پوشیدہ
رہی مجھ پر آپ ﷺ کی سنت سے کوئی چیز باز رکھا مجھ کو بازار
کی خرید و فروخت نے یعنی تجارت کے واسطے ٹکنا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے
تو چاہیے کہ پھر جائے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جب صحابی رضی اللہ عنہ کہے کہ ہم کو اس طرح کا حکم ہوتا تھا تو
یہ قول محمول ہے رفع پر یعنی یہ حدیث مرفوع ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحابی بڑے
قدر اور بہت ملازمت والے پر آپ ﷺ کی کوئی حدیث پوشیدہ رہتی تھی اور وہ اس کو آپ سے کم درجے والے
آدمی سے سنتا تھا اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک شخص کی حدیث کو قبول نہ
کرتے تھے اور یہ دعویٰ ٹھیک نہیں اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے
چاہا تھا کہ اس کو خوب ثابت کروں اور پورے فائدے اس کے کتاب الاستیذان میں آئندہ آئیں گے اور یہ جو
عمر رضی اللہ عنہ نے تجارت کے ساتھ مشغول ہونے کو کھیل کہا تو اس واسطے کہا کہ باز رکھا اس نے ان کو آپ ﷺ کی طول

صحبت سے یہاں تک کہ سنی ان کے غیر نے آپ ﷺ سے وہ چیز کہ انہوں نے نہ سنی اور نہیں ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ترک کرنا اصل ملازمت کا اور وہ ایک نسبتی امر ہے اور تھی حاجت عمر رضی اللہ عنہ کی واسطے نکلنے کے طرف بازار کی واسطے کسب تجارت کے اپنے بال بچوں کے لیے اور واسطے بچنے کے لوگوں کے سوال سے اور جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پس تھا تھے پس اس واسطے ان کی صحبت آپ ﷺ سے اکثر ہوئی اور ملازمت عمر رضی اللہ عنہ کی پوشیدہ نہیں کما سیاتی فی ترجمہ اور لہو مطلق اس چیز کو کہتے ہیں کہ باز رکھے برابر ہے کہ حلال ہو یا حرام اور شرع میں لہو فقط اس چیز کو کہتے ہیں کہ حرام ہو۔ (فتح)

دریا میں سوداگری کرنے کا بیان

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ

فائدہ: یعنی سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونا اور اس کا سفر کرنا درست ہے (فتح)

وَقَالَ مَطَرٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَمَا ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا بِحَقِّ تِلَا ﴿وَتَرَى الْفَلَكَ مَوَاجِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ﴾

یعنی اور مطر نے کہا کہ سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونے کا کچھ ڈر نہیں اور کہا مطر نے کہ نہیں ذکر کیا اس کو اللہ نے قرآن میں مگر ساتھ حق کے یعنی اللہ نے جو تجارت کے واسطے دریا میں سوار ہونا قرآن میں ذکر کیا ہے تو اس واسطے ذکر کیا ہے کہ یہ حق ہے اور جائز ہے پھر مطر نے یہ آیت پڑھی کہ دیکھے تو دریا میں کشتیاں کہ آواز سے پانی کو پھاڑتی ہیں تاکہ ڈھونڈ و تم فضل اللہ کا یعنی اس کا رزق۔

فائدہ: اور مطر نے اس آیت کو اباحت پر اس واسطے محمول کیا ہے کہ وہ چلائی گئی ہے بچ مقام احسان کے اور اس میں رد ہے واسطے اس شخص کے جو دریا میں سوار ہونے کو منع کرتا ہے (فتح)

وَالْفَلَكُ السُّفْنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سَوَاءٌ

اور فلک کہ اس آیت میں واقع ہے کشتیوں کو کہتے ہیں اس کا واحد اور جمع برابر ہے یعنی ایک ہی طرح آتا ہے

اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ پھاڑتی ہیں کشتیاں پانی کو ساتھ آواز کے ہوا ہے ہوا کو اور نہیں پھاڑتی ہیں کشتیوں سے مگر بڑی کشتیاں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمَخَّرُ السُّفْنُ الرِّيحَ وَلَا تَمَخَّرُ الرِّيحُ مِنَ السُّفْنِ إِلَّا الْفَلَكُ الْعِظَامُ

فائدہ: اور گویا کہ مجاہد کی مراد یہ ہے کہ پھاڑنا کشتی کا پانی ساتھ آواز کے سوائے اس کے نہیں کہ وہ ہوا کے واسطے سے ہے اور اس کے قول ولا تمخر الريح الخ کے یہ معنی ہیں کہ نہیں حاصل ہوتی آواز مگر بڑی کشتیوں سے یا اکثر

اوقات چھوٹی کشتیوں سے حاصل نہیں ہوتی اور ظاہر اور ثواب ہے کہ مجاہد کے قول میں سفن فاعل ہے اور اس کے نون پر پیش پڑھنا چاہیے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر قرآن سے اس واسطے کہ اس میں فعل کو کشتی کی طرف منسوب کیا ہے۔ (فتح)

۱۹۲۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جو دریا میں سوار تھا سو اس نے اپنی حاجت پوری کی اور تمام حدیث کو بیان کیا۔

۱۹۲۱۔ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ خَرَجَ إِلَى الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بِهِذَا.

فائدہ: یہ پوری حدیث آئندہ کتاب الکفالہ میں آئے گی اور وہاں اس کی شرح بھی بیان ہوگی اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہے یعنی ہم کو اس کے ساتھ عمل کرنا درست ہے جبکہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرح میں وہ چیز کہ اس کو منسوخ کر ڈالے خاص کر جبکہ اس کو آپ ﷺ نے برقرار رکھ کر ذکر فرمایا اور بیچ ثا کے اس کے فاعل پر اور جو اس کی مانند ہو اور احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث کے لانے سے یہ ہو کہ دریا کا سوار ہونا ہمیشہ متعارف اور مالوف ہے قدیم زمانے سے پس حمل کیا جائے گا اصل اباحت پر یہاں تک کہ وارد ہو کوئی دلیل اس کے منع پر یعنی اس کے مانع ہونے کی کوئی دلیل نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ تجارت کے واسطے دریا میں سوار ہونا درست ہے۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی اور چھوڑ دیں تجھ کو کھڑا اور بیان اس آیت کا کہ مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے اور قتادہ نے کہا کہ تھے اصحاب تجارت کرتے لیکن جب پیش آتا ان کو کوئی حق اللہ کے حقوق میں سے تو نہ باز رکھتی ان کو تجارت اور نہ خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یہاں تک کہ ادا کرتے اس کو طرف اللہ کی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿رِجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَجَرَّوْنَ وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِنْ حَقِّقِ اللَّهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ حَتَّى يُؤَدُّوه إِلَى اللَّهِ.

فائدہ: یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے غلطی کاتب سے پھر یہاں دوبارہ لکھا گیا۔ (فتح)

۱۹۲۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام سے قافلہ آیا اور ہم جمعہ کے دن آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سو لوگ بھاگ گئے مگر بارہ آدمی پس یہ آیت اتری کہ جب دیکھیں سودا بکٹا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی اور چھوڑ دیں تجھ کو کھڑا۔

۱۹۲۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْتُ عَيْرٌ وَنَحْنُ نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ فَانْقَضَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَزَلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ «وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا»
بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى «انْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ»

یعنی باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ خرچ کرو سہری چیزیں اپنی کمائی میں سے

فائدہ: مجاہد سے پہلے گزر چکا ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مراد کسب سے اس آیت میں تجارت ہے۔ (فتح)

۱۹۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے گھر سے کسی کو اللہ کی راہ میں کھانا دے بدون لٹائے تو اس کو ثواب دینے کا ہے اور اس کے خاوند کو کمانے کا اور اناج رکھنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ہے نہ کم کرے گا ایک دوسرے کے ثواب سے کچھ یعنی تینوں کو پورا ثواب ملے گا۔

۱۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا انْفَقَتْ وَلَزَوَّجُهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا.

فائدہ: یہ حدیث اور اس کی پوری شرح کتاب الزکوٰۃ میں پہلے گزر چکی ہے مراد اس آیت سے کسب خاوند سے تجارت وغیرہ ہے وفيہ المطابقة للترجمة۔

۱۹۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے بدون اجازت اس کی کے تو عورت کو خاوند کے

۱۹۲۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ
زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهَ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ.

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عورت کو خاوند کے مال میں سے اسی وقت خرچ کرنا جائز ہے جبکہ اس نے اس کو اس کی اجازت دی ہو اور اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس پر جبکہ خرچ کرے اس چیز سے کہ خاص کیا ہو اس کو خاوند نے ساتھ اس کے جب خرچ کرے اس کو بدون کہے اس کے کے پس تحقیق صادق آتا ہے اس پر ہونا اس کا کمائی خاوند سے پس ثواب دیا جائے گا اوپر اس کے اور ہونا اس کا بغیر اجازت اس کی کے اور احتمال ہے کہ اس کو مجمل طور سے اذن دیا ہو لیکن منفی وہ چیز ہے جو بطور تفصیل کے ہو اور ضروری ہے کہ ان دونوں معنوں سے ایک پر حمل کیا جائے نہیں تو پس جس جگہ اس کی اجازت نہ ہوگی نہ بطور اجمال کے اور نہ بطور تفصیل کے تو اس وقت وہ گنہگار ہوگی ثواب دی گئی اور یہ جو فرمایا کہ اس کو خاوند کے آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا تو یہ محمول ہے اس پر جبکہ نہ ہو وہاں کوئی کہ اس کو خیرات کے جاری کرنے پر مدد دے برخلاف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اس میں خاوند کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نصف کے معنی یہ ہیں کہ مرد اور عورت کا ثواب جبکہ دونوں جمع ہوں تو ہوگا عورت کے واسطے آدھا اس سے پس واسطے ہر ایک کے پورا ثواب تو گویا کہ وہ دونصف ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ التَّبَسُّطَ فِي الرِّزْقِ
جس کو خوش لگے کہ میری روزی کشادہ ہو تو چاہیے کہ اپنے قریبی لوگوں کی خبر گیری کرے

فائدہ: اور سمجھی جاتی ہے اس سے یہ بات کہ یہ محبت رکھنی جائز ہے کہ میری روزی کشادہ ہو برخلاف اس کے جو اس کو مطلق برا جانتا ہے۔ (فتح)

۱۹۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ
الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ
مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ
يُتَبَسَّطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي آثَرِهِ
فَلْيَصِلْ رَحْمَةً.

۱۹۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس کو خوش لگے یہ بات کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور اس کی زندگی زیادہ ہو تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے یعنی اگر محتاج ہے تو ان کے کھانے پکڑے کی خبر لے اور اگر محتاج نہیں تو اور طرح سے سلوک کرتا رہے تحفے دیا کرے محبت سے ملے۔

فائدہ: علماء نے کہا کہ رزق کشادہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور عمر کے زیادہ

ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بدن میں قوت حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ برادری سے سلوک کرنا صدقہ ہے اور صدقہ مال کو زیادہ کرتا ہے پس زیادہ ہوتا ہے مال ساتھ اس کے اور پاک ہوتا ہے اس واسطے کہ آدمی کی روزی اپنی ماں کے پیٹ میں لکھی جاتی ہے پس اس واسطے حاجت ہوئی طرف اس تاویل کی اور یا معنی یہ ہیں کہ لکھی جاتی ہے مقید ساتھ شرط کے مانند اس کی کہ کہا جاتا ہے کہ اگر اپنی برادری سے سلوک کرے گا تو اس کو اتنی روزی ملے گی نہیں تو اتنی اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے اور عجب بات کہی حکیم ترمذی نے پس کہا کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ برزخ میں کم رہتا ہے اور ابن قتیبہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ لکھی جاتی ہو واسطے آدمی کے عمر ایک سو برس اور تزکیہ بیس برس پس اگر برادری کی خبر گیری کرے تو تزکیہ بڑھ جاتا ہے نہیں تو نہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ جو فرشتہ کہ اس کے ساتھ موکل ہے اس کے پاس جو چیز لکھی ہے وہ غیر اس چیز کے ہو جو اللہ کے نزدیک معلوم ہے سو جو چیز کہ فرشتے کے پاس لکھی ہے اس میں بدلنا راہ پاتا ہے یعنی وہ کم و بیش ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے نزدیک معلوم ہے وہ کم و بیش نہیں ہوتا اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ معاملات ظاہر پر محمول ہیں اور معلوم باطن پوشیدہ ہے پس یہ ظاہر جس پر کہ فرشتہ واقف ہوا ہے یہی ہے جس میں کہ کمی و بیشی اور محو اور اثبات داخل ہوتی ہے اور حکمت اس میں پہنچانا اس کا ہے طرف مکلف کی تاکہ جانے ثواب جوڑنے کا اور گناہ توڑنے کا اور تفصیل اس مسئلہ کی کتاب القدر میں آئے گی۔ (فتح)

خریدنا نبی ﷺ کا اناج کو ساتھ وعدے کے

بَابُ بَشْرَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالنَّسِيئَةِ

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وعدے سے خریدنا بالا جماع جائز ہے میں کہتا ہوں کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے خیال کیا ہے کہ کوئی خیال کرے کہ آپ ﷺ نے وعدے سے نہیں خریدا اس واسطے کہ وہ قرض ہے سو ارادہ کیا انہوں نے یہ کہ اس خیال کو دفع کرے۔ (فتح)

۱۹۲۶۔ اعمش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا ہم نے نزدیک ابراہیم نخعی کے رہن کو بیع میں تو انہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بیشک آپ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا ساتھ وعدے ایک مدت معلوم کے اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

۱۹۲۶۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهْنَهُ دِرْهَمًا مِنْ حَدِيدٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مول لینا کچھ ساتھ وعدے کے۔ (ق)

۱۹۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور چربی بدبودار لائے اور حالانکہ گروی رکھی تھی آپ ﷺ نے اپنی زرہ مدینے میں ایک یہودی کے پاس اور اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جو لیے تھے اور بیشک میں نے آپ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں شام کی نزدیک اہل بیت محمد ﷺ کے ایک صاع گیہوں کے نے اور نہ ایک صاع کسی اور اناج کی نے اور حالانکہ آپ ﷺ کے پاس نو بیویاں تھیں۔

۱۹۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا أُسْبَاطُ أَبُو الْيَسَعِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَضَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبْزٍ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَخِيَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمًا لَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أُمْسَى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعٌ بَرٍّ وَلَا صَاعٌ حَبٍّ وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وعدے سے خریدنا درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ كَمَا تَمَرَدُكَ وَأَوْعَلُ كَرْنَا اس کا اپنے ہاتھ سے

فائدہ: عطف عمل کسب پر عطف خاص کا ہے عام پر اس واسطے کہ کسب عام ہے اس سے کہ ہاتھ سے ہو یا اس کے غیر سے اور علماء کو اختلاف ہے افضل کمائیوں میں کہ سب کمائیوں میں افضل کمائی کون سی ہے اور ماوردی نے کہا کہ اصول کمائیوں کی کھیتی باڑی اور سوداگری اور صنعت ہے اور اشبہ ساتھ مذہب شافعی کے یہ ہے کہ پاک تر کسبوں کا تجارت ہے اور کہا کہ رائج تر نزدیک میرے یہ ہے کہ پاک تر کسبوں سے کھیتی ہے اس واسطے کہ وہ اقرب ہے طرف توکل کی اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی نے ساتھ حدیث مقدم رضی اللہ عنہ کے جو اس باب میں ہے کہ پاکیزہ ترین وہ کسب ہے کہ ہاتھ کے عمل سے ہو پس اگر وہ کھیتی کرنے والا ہو تو سب کسبوں سے زیادہ تر پاکیزہ ہے اس واسطے کہ شامل ہے وہ عمل ہاتھ کو اور اس واسطے کہ اس میں توکل ہے اور اس واسطے کہ اس میں نفع عام ہے واسطے آدمیوں کے اور چار پائیوں کے اور اس واسطے کہ ضروری ہے اس میں عادت میں یہ کہ کھایا جائے اس سے بغیر عوض کے میں کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ تر ہاتھ کا عمل وہ ہے کہ کمایا جائے کافروں کے مالوں سے ساتھ جہاد کے اور یہی کسب ہے آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اور وہ سب کسبوں سے افضل ہے اس واسطے کہ اس میں بلند کرنا ہے کلمہ اللہ کا اور اس کے دشمنوں کے کلمہ کو ذلیل کرنا ہے اور اس میں نفع آخرت کا ہے اور جو اپنے ہاتھ سے

کسب کرے تو اس کے حق میں کھیتی کرنی افضل ہے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے اس کو ذکر کیا میں کہتا ہوں کہ وہ مٹی ہے اس پر کہ بحث کی ہے اس نے سچ اس کے کہ اس میں نفع متعدی ہے یعنی اس سے غیر کو بھی نفع پہنچتا ہے اور نفع متعدی صرف کھیتی میں ہی بند نہیں بلکہ جو کوئی ہاتھ کے کسب سے کمائے اس کا نفع متعدی ہے اور اس سے دوسرے کو بھی نفع پہنچتا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں تیار کرنا ہے اسباب اس چیز کا کہ محتاج ہیں طرف اس کی لوگ اور حق یہ بات ہے کہ اس کے مرتبے مختلف ہیں اور کبھی مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے یعنی کسی حال میں کوئی کسب افضل ہوتا ہے اور کسی کے حق میں کوئی اور یہ اللہ کو معلوم ہے اور ابن منذر نے کہا کہ ہاتھ کا کسب سب عملوں سے اس وقت افضل ہے جبکہ کسب کرنے والا خیر خواہی کرے جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تصریح آچکی ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی شرط یہ ہے کہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ روزی کسب کے سبب سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ رزق اللہ کی طرف سے ہے ساتھ اس سبب اور وسیلہ کے اور ہاتھ کے کسب کی فضیلت سے ہے مشغول ہونا ساتھ امر مباح کے اور منہ پھیرنا ہے بے فائدہ کاموں اور کھیل سے اور توڑنا نفس کا ہے ساتھ اس کے اور بچنا ہے ذلت سوال سے اور حاجت سے طرف غیر کی پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیثیں بیان کیں ان میں سے پہلے تجارت کے باب میں ہے اور دوسری زراعت کے باب میں ہے اور تیسری جو اس کے مابعد ہے صنعت میں ہے۔ (فتح)

۱۹۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو کہا کہ میری قوم یعنی قریش یا مسلمانوں کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ میرے عیال کو خرچ سے عاجز کرے اور کفایت نہ کرے یعنی ان کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ میرے عیال کے خرچ کو کفایت کرتا تھا اور میں مسلمانوں کے کام کے ساتھ مشغول ہوا ہوں سو ابو بکر کے گھر والے اس مال یعنی بیت المال سے کھائیں گے اور وہ مسلمانوں کے واسطے اس میں کام کرے گا یعنی میں جس قدر بیت المال سے کھاؤں گا اس قدر بیت المال کے مال کے ساتھ تجارت کرا کے اس کا نفع اس میں داخل کروں گا اور خیر خواہی میں کوشش کروں گا۔

۱۹۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَوْنَةِ أَهْلِي وَشَغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ.

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ اپنا خرچ اور اپنے عیال کا خرچ اپنے کسب سے کماتے تھے بغیر عاجز ہونے کے یہ تمہید ہے بطور عذر کے اس چیز سے کہ لے اس کو مال مسلمانوں سے جبکہ محتاج ہو طرف اس کی اور ابن

منذر اور ابن سعد نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مرض الموت سے بیمار ہوئے تو کہا کہ دیکھو کیا زیادہ ہوا ہے میرے مال میں جب سے کہ میں خلیفہ ہوا ہوں سو بھیج دو اس کو طرف خلیفہ کی کہ میرے بعد ہو سو جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پیارے ہوئے تو ہم نے نظر کی تو ناگہاں ایک غلام تھا جو ان کے لڑکوں کو اٹھایا کرتا تھا اور ایک اونٹ تھا جو ان کے باغ کو پانی پلاتا تھا تو ہم نے ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی رحمت ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کہ البتہ محنت میں پڑا ان کے بعد والا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غلام تھا جو مسلمانوں کے لیے تلواریں بنایا کرتا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کی خدمت کیا کرتا تھا اور جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوا ہوں تو اس میں اشعار ہے واسطے علت کے اور یہ کہ جو امر مذکور کے ساتھ مشغول ہو وہ لائق ہے ساتھ اس کے کہ وہ اور اس کے گھر والے بیت المال سے کھائیں اور صرف کھانے کو ذکر کیا اور کسی حاجت کو ذکر نہیں کیا تو اس واسطے کہ وہ سب حاجتوں سے اہم اور معظم ہے یعنی اس کی سب حاجتوں سے زیادہ تر حاجت ہے اور ابن تمین نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے عامل کو یہ کہ پکڑے عرض کو یعنی چاندی سونے کے سوا اور اسباب کو اس مال کو کہ اس میں کام کرے بقدر حاجت اپنی کے جبکہ اس کے اوپر کوئی امام نہ ہو جو کہ اس کے واسطے اجرت معلوم کو معین کرے میں کہتا ہوں کہ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قضیے میں یہ ہے کہ جس قدر ابو بکر رضی اللہ عنہ بیت المال سے لیتے تھے وہ مقرر کیا گیا تھا واسطے ان کے ساتھ اتفاق اصحاب رضی اللہ عنہم کے جیسے کہ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اگرچہ بظاہر موقوف ہے لیکن وہ ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے ان کو کہ وہ خلافت سے پہلے اپنے اہل کے واسطے کسب کیا کرتے تھے ہوگی مرفوع اس واسطے کہ پھر ہوگی مانند قول صحابی کے کہ ہم آپ ﷺ کے زمانے میں اس طرح کیا کرتے تھے اور ابن ماجہ وغیرہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے زمانے میں بصرے کی طرف تجارت کو نکلے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں سوداگری میں مشغول رہتے تھے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ آتی ہے کہ اصحاب اپنی جانوں کے واسطے کسب کیا کرتے تھے اور یہی بھید ہے بیچ لانے امام بخاری رحمہ اللہ کے اس حدیث کو پیچھے حدیث اس کی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

۱۹۲۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَالًا أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ يَكُونُ

۱۹۲۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اپنی جانوں کے واسطے کسب کیا کرتے تھے اور اسی حال سے جمعہ کی طرف آتے تھے اور پسینے کے وقت ان کے بدن سے بدبو آتی تھی تو ان کو کہا گیا کہ اگر تم نہاتے تو بہتر ہوتا۔

لَهُمْ أَرْوَاحٌ لِّقِيلٍ لَهُمْ لَوْ اغْتَسَلْتُمْ رَوَاهُ
هَمَامٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے کب کرنا افضل ہے۔

۱۹۳۰۔ مقدم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نے کوئی کھانا کبھی اپنے ہاتھ سے بہتر کب سے نہیں کھایا اور البتہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے کب سے کھایا کرتے تھے۔

۱۹۳۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا
عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ قُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ
مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا
أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ
عَمَلِ يَدِهِ وَإِنْ نَبَى اللَّهُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.

فائدہ: اور مراد ساتھ بہتر ہونے کے وہ چیز ہے کہ لازم پکڑنا ہے اس کو کمانا ہاتھ کا لوگوں سے بے پرواہ ہونے سے یعنی آدمی اس میں لوگوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے سوال کی حاجت نہیں پڑتی اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں کمایا مرد نے کچھ پاکیزہ تر اپنے ہاتھ کے کب سے اور ابن منذر کی ایک روایت میں ہے کہ کسی مرد نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کے کب سے حلال تر نہیں کھایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کمزور سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کھیتی کیا کرتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام بوہی کا کام کیا کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور اس حدیث میں فضیلت ہے ہاتھ سے کب کرنے کی اور مقدم کرنا اس چیز کا کہ مباشر ہو اس کو آدمی ساتھ نفس اپنے کے اس چیز پر کہ مباشر ہو اس کو ساتھ غیر اپنے کے اور صرف داؤد علیہ السلام کو ذکر کے ساتھ اس واسطے خاص کیا کہ اقتصار کرنا ان کا بیچ کھانے کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاجت کے سبب سے تھا اس واسطے کہ وہ زمین میں خلیفہ تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا بلکہ انہوں نے تو چاہا تھا کہ افضل طریق سے کما کر کھائیں اس واسطے وارد کیا آپ ﷺ نے قصہ ان کا بیچ مقام احتجاج کے ساتھ اس کے بنا پر اس کے کہ مقدم کیا اس کو کہ بہتر کب ہاتھ کا کب ہے اور یہ بعد برقرار رکھنے اس کی بنا پر کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے خاص کر اس وقت جبکہ ہماری شرع میں اس کی مدح وارد ہوئی ہو باوجود عام ہونے اس آیت کے کہ ان کے طریقے کی پیروی کر اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کب کرنا توکل میں قدح نہیں کرتا یعنی توکل کے مخالف نہیں۔ (فتح)

۱۹۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک داؤد علیہ السلام نہ

۱۹۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ

کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کسب سے۔

الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ دَاوُدَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.

۱۹۳۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھالائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کسی کے سوال کرنے سے کہ وہ اس کو دے یا نہ دے۔

۱۹۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ.

۱۹۳۳۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی رسیاں لے یعنی لکڑیوں کا گٹھالائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے لوگوں کے سوال کرنے سے۔

۱۹۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبَلَهُ.

فائدہ: یہ پوری حدیث اپنی شرح کے ساتھ کتاب الزکوٰۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

خرید و فروخت میں نرمی کرنے کا بیان یعنی خرید و فروخت کے واسطے لین دین میں نرمی کرے سختی نہ کرے اور نہ جھگڑے، اور جو کسی سے اپنا حق چاہے تو چاہیے کہ پرہیز گاری سے چاہے یعنی اس کو فحش اور ناجائز بات نہ کہے۔

بَابُ السُّهُولَةِ وَالسَّمَاخَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ.

فائدہ: یہ اشارہ طرف اس چیز کی کہ جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی سے اپنا حق مانگے تو چاہیے کہ مانگے بیچ پرہیز گاری کے کہ پوری ہو یا نہ پوری ہو۔ (فتح)

۱۹۳۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے اس شخص کو کہ نرمی کرتا ہے جبکہ

۱۹۳۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَسَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مَطْرِفٍ قَالَ حَدَّثَنِي

بچتا ہے اور جبکہ خریدتا ہے اور جبکہ تقاضا کرتا ہے یعنی نرمی کے ساتھ اس سے اپنا حق مانگتا ہے اس سے چشتا نہیں۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُكَدَّرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمَحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى.

فائدہ: اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر نرمی کرنے کے معاملے میں اور استعمال کرنے معافی اخلاق کے اور ترک کرنے جھگڑے کے اور رغبت دلانا ہے اس پر کہ مطالبہ میں لوگوں پر تنگی نہیں کرنی چاہیے۔

مالدار کو مہلت دینے والے کا بیان

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا

فائدہ: یعنی اس کی فضیلت کا بیان اور اس کے حکم کا اور علماء کو مالدار کی حدیث میں اختلاف ہے سب بعض تو کہتے ہیں کہ مالدار وہ ہے کہ ہو اس کے پاس خرچ اپنا اور خرچ اس شخص کا کہ لازم ہے اس پر نفقہ اس کا اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ مالدار وہ آدمی ہے کہ اس کے پاس پچاس درہم ہوں یا اس کی قیمت کا سونا اور امام شافعی نے کہا کہ کبھی ہوتا ہے آدمی مالدار ساتھ ایک درہم کے باوجود قدرت کسب کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ ہزار درہم کے فقیر بسبب ضعف اپنے کے بچ جان اپنی کے اور بہت ہونے عیال اس کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مالدار اور تنگدست عرف پر موقوف ہے سو جو اپنے مانند کی نسبت سے مالدار گنا جائے تو وہ مالدار ہے اور برعکس اس کے اور پہلی تعریف واسطے اس آدمی کے ہے جس کو سوال کرنا اور خیرات لینا جائز ہے۔ (فتح)

۱۹۳۵۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگلی امت کے ایک مرد کی روح کے پاس فرشتے آئے تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں اپنے خادموں کو حکم کرتا تھا یہ کہ مالدار کو مہلت دیں اور اس سے درگزر کریں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پس فرشتوں نے اس سے درگزر کی اور اللہ نے اس کو بہشت میں داخل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار پر آسانی کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت دیتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار سے قبول کرتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا۔

۱۹۳۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالُوا أَعْمَلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ أَمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظَرُوا وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوا عَنْهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيَّ كُنْتُ أُنَبِّئُ عَلَى الْمُوسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَتَابِعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيَّ وَقَالَ أَبُو

عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رَبِيعٍ أَنْظَرُ
الْمُوسِرَ وَاتَّجَاوَزَ عَنِ الْمُعْسِرِ وَقَالَ نُعَيْمُ
بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رَبِيعٍ فَأَقْبَلَ مِنَ الْمُوسِرِ
وَاتَّجَاوَزَ عَنِ الْمُعْسِرِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ تم سے اگلی امت میں ایک مرد تھا اس کے پاس فرشتہ آیا کہ اس کی روح کو قبض کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی نیک عمل کیا ہو سو کہا گیا کہ دیکھ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی نیک عمل کیا ہو سوائے اس کے پھر باقی حدیث بیان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالدار کو مہلت دینے کی بڑی فضیلت ہے وفيہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا
تنگدست کو مہلت دینے کا بیان یعنی اس کی
فضیلت کا بیان

۱۹۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد تھا کہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا سو جب تنگدست کو دیکھتا تھا تو اپنے خادموں سے کہتا تھا کہ اس سے درگزر کرو شاید کہ اللہ ہمارے عذاب سے درگزر کرے سو اللہ نے اس سے درگزر کی۔

۱۹۳۶۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ
الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ
سَمْعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ
يُذَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفَتْيَانِهِ
تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا
فَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُ.

فائدہ: اس حدیث سے اور جو اس سے پہلے باب میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب نیکی محض اللہ کے واسطے ہو تو بہت گناہوں کو دور کر دیتی ہے اگرچہ وہ نیکی تھوڑی ہو اور یہ کہ جو آدمی کہ اس کے ساتھ حکم کرے اس کو بھی ثواب ہوتا ہے اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے نہ دے اور یہ سب بعد مقرر رکھنے اس بات کے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہماری شرع میں مدح کے سیاق میں واقع ہو تو وہ حسن ہے نزدیک ہمارے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا بَيَّنَّ الْبَيْعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا
باب ہے اس بیان میں جبکہ بیان کریں بائع اور مشتری
عیب مبیع اور ثمن کو اور نہ چھپائیں اس کو اور ایک دوسرے
کی خیر خواہی کریں تو ان کے واسطے برکت ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا یہ ہے کہ مسلمان کی خیر خواہی فرض ہے (فتح)

وَيُذَكِّرُ عَنِ الْعَدَاءِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ
لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَا
اشْتَرَيْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَدَاءِ بْنِ خَالِدٍ بَيْعَ
الْمُسْلِمِ مِنَ الْمُسْلِمِ لَا دَاءَ وَلَا خِيبَةَ
وَلَا غَائِلَةَ .

اور ذکر کیا جاتا ہے عذاء بن خالد سے کہ آپ ﷺ نے
میرے واسطے لکھایا کہ یہ خط خریدنے آپ ﷺ کا ہے
عذاء بن خالد سے یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان سے نہ
اس میں بیماری ہے اور نہ پلیدی اور نہ گناہ۔

فائدہ: مراد بیماری سے عیب ہے اور مراد ساتھ اس کے عیب باطن کا ہے برابر ہے کہ اس سے کوئی چیز ظاہر ہو یا نہ
مانند درد پیٹ کی اور کھانسی کی اور ابن منیر کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ مراد آپ ﷺ کے قول لا داء سے مطلق بیماری
کی نفی نہیں بلکہ مراد وہ بیماری ہے کہ بائع خریدار کو اس کی اطلاع نہ دے اور اگر اس کو عیب کی اطلاع دے تو پھر
گناہ نہیں اور مراد پلیدی سے برے اخلاق میں مانند بھاگنے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے حرام ہے اور ابن
عربی نے کہا کہ داء وہ ہے جو پیدائش میں ہو اور پلیدی وہ جو عادت میں ہو اور غائلہ وہ سکوت کرنا بائع کا ہے اس چیز
پر کہ جانتا ہے مکروہ سے بائع میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد غائلہ سے فق و فجور ہے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ غلام
اچھا ہے عیب دار نہیں اور اس بیع میں طرفین سے دغا اور فریب نہیں اور یہ اشارہ ہے ساتھ رعایت خیر خواہی اور حقوق
اسلام کے اس بیع میں طرفین سے اور اس میں ابتدا کرنا ہے ساتھ اس میں مفعول کے شرطوں میں جبکہ ہو وہ خریدار اور
آپ ﷺ نے یہ بات لکھی اور حالانکہ آپ ﷺ پر عہد کا توڑنا جائز نہیں واسطے تعلیم خلق کے پھر یہ عہد لکھنا بطور
استحباب کے ہے اس واسطے کہ کبھی اکثر خرید و فروخت بغیر عہد کے ہوتا ہے اور اس میں لکھنا اپنے نام کا ہے اور اپنے
باپ کے نام کا جبکہ مشہور ہو ساتھ ایک صفت کے کہ خاص کرے اس کو اور بیع و شراء میں فرق نہیں بلکہ دونوں کا ہی حکم
ہے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بائع آپ ﷺ تھے اور مشتری عدا تھا اور ترکیب مقلوب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ الْغَائِلَةُ الزَّيْنَةُ وَالسَّرْفَةُ
وَالْإِبْطَاقُ وَقِيلَ لَا بَرَاهِيمَ إِنَّ بَعْضَ
النَّخَاسِينَ يُسَمِّي أَرَى خِرَاسَانَ
وَسِجِسْتَانَ فَيَقُولُ جَاءَ أَمْسٍ مِنْ
خِرَاسَانَ جَاءَ الْيَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ
فَكَرِهَهُ كَرَاهِيَةً شَدِيدَةً .

اور قتادہ نے کہا کہ مراد ساتھ غائلہ کے زنا اور چوری اور
بھاگنا ہے اور ابراہیم سے کہا گیا کہ بعض بیچنے والے نام
رکھتے ہیں طویلہ کا خراسان اور سجستان پس کہتے ہیں کہ
یہ جانور خراسان سے کل آیا تھا اور یہ سجستان سے آج آیا
ہے تو ابراہیم نے اس کو سخت مکروہ جانا۔

فائدہ: اری کے معنی اصطلح ہیں یعنی طویلہ اور بعض کہتے ہیں کہ چار پایوں سے لھاس لھانے کی جگہ کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اری ایک رسی ہے کہ زمین میں دبائی جاتی ہے اور اس کی ایک طرف نگلی رکھی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ چوپایہ باندھا جائے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ بیچنے والے اپنے چوپایوں کے طویلوں کا نام شہروں کے نام سے رکھتے تھے یعنی کہتے تھے کہ یہ طویلہ خراسان کے جانوروں کا ہے یعنی یہ جانور خراسان سے لائے گئے ہیں اور یہ طویلہ بھستان کے جانوروں کا ہے یعنی جو جانور کہ اس طویلے میں ہیں وہ بھستان سے لائے گئے ہیں تاکہ فریب اور دھوکہ دیں خریدار کو ساتھ اس کے اور اس کو وہم ڈالیں کہ وہ جانور خراسان اور بھستان سے لایا گیا ہے تو خریدار اس کی حرص کرے اور گمان کرے کہ وہ عنقریب لایا گیا ہے اور ابراہیم نے جو اس کو برا جانا تو اس کا سبب دعا اور فریب اور دھوکہ ہے۔ (فتح)

اور عقبہ نے کہا کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی مرد کے یہ کہ بیچے کسی اسباب کو کہ جانتا ہو کہ اس میں عیب ہے مگر یہ کہ اس کو خبر دار کر دے۔

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَحِلُّ لِأَمْرِءٍ يَبِيعُ سِلْعَةً يَعْلَمُ أَنَّ بِهَا دَاءً إِلَّا أَخْبَرَهُ

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بیع میں کوئی عیب ہو تو بائع کو اس کا چھپانا درست نہیں۔

۱۹۳۷۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیچنے والا اور خریدنے والا مختار ہیں جب تک کہ دونوں جدا نہیں ہوئے یا یوں فرمایا کہ ان کو اختیار ہے یہاں تک کہ جدا ہوں پھر اگر ان دونوں نے سچ بولا اور دونوں نے عیب ظاہر کر دیا یعنی بائع نے عیب اپنی چیز کا اور خریدار نے عیب قیمت کا بتلا دیا تو ان کو اس خرید و فروخت میں برکت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب کو چھپائیں تو ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹائی جاتی ہے۔

۱۹۳۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ صَالِحِ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلَى حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَّا بُرُوكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَّتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

فائدہ: سچ بولے یعنی بیچنے والے مول کرنے میں اور خریدار نے قیمت کے پورے دینے میں اور اس حدیث میں ہے کہ اگر وہ دونوں سچ بولیں تو ان کو برکت حاصل ہوتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں تو ان کی برکت مٹائی جاتی ہے اور اگر ایک سے یہ شرط پائی جائے اور دوسرے سے نہ پائی جائے تو کیا سچ کہنے والے کو برکت حاصل ہوتی ہے یا نہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو برکت حاصل ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک کی نحوست دوسرے پر پڑ جائے بایں طور کہ بیع سے برکت دور کی جائے جبکہ ایک سے کذب اور کتمان پایا جائے اگرچہ سچ بولنے والے کو ثواب ہوگا اور جھوٹے کو گناہ ہوگا اور اس حدیث میں ہے کہ دنیا نہیں تمام ہوتا ہے حاصل ہونا اس کا مگر ساتھ نیک

عمل کے اور یہ کہ گناہ کی نحوست دنیا اور آخرت دونوں کی نیکی کو دور کر دیتی ہے اور غرض یہاں اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ برکت دی جاتی ہے واسطے ان کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْخَلْطِ مِنَ التَّمْرِ ناقص اور عمدہ کھجور ملی ہوئی کے بیچنے کا بیان

فائدہ: خلط ان کھجوروں کو کہتے ہیں جن میں کئی قسم کی مختلف کھجوریں ملی ہوں اور اکثر اوقات اس کی مانند میں یہ ہے کہ ناکارہ کھجور اکثر ہر عمدہ سے اور فائدہ اس ترجمہ کا دور کرنا وہم اس شخص کا جو وہم کرتا ہے کہ ایسی کھجور کی بیع جائز نہیں واسطے مخلوط ہونے عمدہ اور ناکارہ کھجور کے اس واسطے کہ یہ ملنا بیع میں قدح نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ ظاہر جدا جدا ہے پس یہ عیب نہ گنا جائے گا بخلاف اس کے کہ کھجوروں کو کسی برتن میں ڈال کر رکھے اس طور سے کہ عمدہ کھجور دیکھی جائے اور ناکارہ نظر نہ آئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھجور کو کھجور کے ساتھ کم و بیش بیچنا جائز نہیں اور اسی طرح درہموں کو بھی بیچنا جائز نہیں اور پوری شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۱۹۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخَلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَكُنَّا نَبِيعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ

۱۹۳۸۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو کھجور جمع کی ملتی تھی اور وہ مخلوط کھجور ہے اور ہم دو صاع کو ایک صاع کے بدلے بیچتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے دو صاع بدلے ایک صاع کے اور نہ دو درہم بدلے ایک درہم کے۔

فائدہ: اور یہ کھجوریں ان کو آپ ﷺ دیا کرتے تھے اس چیز سے کہ عطا کیا تھا اللہ نے ان پر کھجوروں خیر بری سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناکارہ کھجور کو عمدہ کے ساتھ برابر بیچنا جائز ہے وفيہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي اللَّحَامِ وَالْجَزَارِ گوشت بیچنے والے اور قصاب کا بیان

۱۹۳۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهُ قَصَابٌ اجْعَلْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةَ فَرَانِي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةِ فَرَانِي قَدْ عَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ فَدَعَاهُمْ

۱۹۳۹۔ ابوسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد آیا جس کی کنیت ابو شعیب تھی سو اس نے اپنے غلام قصاب سے کہا کہ میرے واسطے کھانا تیار کر جو پانچ آدمی کو کفایت کرے اس واسطے کہ میں چاہتا ہوں کہ بلاؤں آپ ﷺ کو یعنی ایک آپ ﷺ ہوں اور چار آدمی آپ ﷺ کے ساتھ اور ہوں اس واسطے کہ میں نے آپ ﷺ کے چہرے مبارک میں بھوک دیکھی ہے یعنی مجھ کو آپ ﷺ کے چہرے مبارک

فَجَاءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذُنَ لَهُ فَادْنُ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَرْجِعَ رَجِعَ فَقَالَ لَا بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ بھوکے ہیں سو اس نے ان کو بلایا تو ایک مرد ان کے ساتھ اور آیا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آدمی ہمارے ساتھ اور آیا ہے اگر تو چاہے تو اس کو اجازت دے یعنی کھانا کھانے کی اور اگر تو چاہے تو یہ پلٹ جائے تو اس نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گوشت بیچنا جائز ہے اور یہ کسب کرنا درست ہے وفيه المطابقة للتريجة۔
باب مَا يَمْحَقُ الْكَذِبُ وَالْكُتْمَانُ
باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ دور کرتا ہے جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا برکت سے خرید و فروخت میں

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حکیم بن حزام کی حدیث بیان کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ میں یعنی اس کا ترجمہ باب سے مناسب ہونا ظاہر ہے حاجت بیان کی نہیں۔ (فتح)

۱۹۴۰۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور خریدار کو اختیار ہے کہ جب تک کہ وہ دونوں جدا نہ ہوں یا یوں فرمایا کہ ان دونوں کے اختیار ہے یہاں تک کہ جدا ہوں پس اگر وہ دونوں سچ بولیں تو ان کو اس خرید و فروخت میں برکت دی جاتی ہے اور اگر دونوں جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی برکت مٹائی جاتی ہے۔

۱۹۴۰۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَنَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْخَلِيلِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتَّى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَّا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو مت کھاؤ سود دو گنا سے دو گنا اور ڈرو اللہ سے شاید تمہارا بھلا ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾.

فائدہ: شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ بیاج کھائیں گے اور جو اس کو نہ کھائے گا اس کو اس کا غبار پیچھے گا یعنی اس کا اثر پیچھے گا کہ اس کا وکیل ہوگا یا گواہ تمسک لکھنے والا یا درمیان پڑے گا یا سود خور کے ساتھ معاملہ کرے گا اور ملے گا مال اس کا ساتھ مال اس کے کے اور روایت کی ہے امام مالک رحمہ اللہ نے زید

بن اسلم رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ تھا بیاج جاہلیت میں یہ کہ ہوتا تھا واسطے ایک مرد کے دوسرے پر حق ایک مدت معلوم تک اور جب وعدے کا وقت گزر جاتا تھا تو حق دار قرض دار کو کہتا تھا کہ کیا تو حق ادا کرے گا یا بیاج دے گا پس اگر وہ ادا کرتا تھا تو وہ اس کو لے لیتا تھا نہیں تو وہ بیاج دینا منظور کرتا تھا اور وہ حق دار اس کو مہلت اور زیادہ کر دیتا تھا۔ (فتح)

۱۹۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے کس وجہ سے مال کو لیا ہے کیا حلال سے یا حرام سے۔

۱۹۴۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالُ أَمِنْ حَلَالٍ أَمْ مِنْ حَرَامٍ.

فائدہ: یہ حدیث عام ہے بیاج کو بھی شامل ہے پس معلوم ہوا کہ بیاج کا لینا بھی درست نہیں۔ وفيہ المطابقة للترجمة۔ (ت)

بیاج کھانے والے اور اس کے گواہ اور لکھنے والے کا بیان یعنی ان کے حکم کا بیان اور اصل کلام اس طرح سے ہے کہ باب ہے بیچ گناہ یا مذمت ان لوگوں کے اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ بیاج کھاتے ہیں نہ انھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس کھو دیے جن نے لپٹ کر یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ سودا کرنا بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور باز آیا تو اس کا ہے جو آگے ہو چکا اور اس کا حکم اللہ کے اختیار میں ہے اور جو کوئی پھر کرے پس وہی ہیں دوزخ والے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

بَابُ أَكْلِ الرِّبَا وَشَاهِدِهِ وَكَتَابِهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَاتَّهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾.

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ انھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس نے کھو دیے کہا کہ یہ حال اس کا اس وقت ہوگا جبکہ قبر سے اٹھایا جائے گا اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ بیاج کھانے والوں کی نشانی ہے کہ اٹھائے جائیں گے قیامت کو اس حال میں کہ ان کے

حواں خط ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ لوگ قبروں سے جلدی نکلیں گے لیکن بیان کھانے والا بیان کو اپنے پیٹ میں بڑھاتا ہے پس ارادہ کرے گا جلدی کا پس گر پڑے گا پس ہوگا مانند اس شخص کی کہ اس کے حواں شیطان نے کھودیے اور طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب ان کو کہا گیا کہ یہ بیان ہے حلال نہیں تو کہنے لگے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ ہم مول کو بیچ کے اول میں زیادہ کریں یا وقت پہنچنے وعدے کے سوا اللہ نے ان کو جھٹلایا اور طبری نے کہا کہ اللہ نے صرف بیان کھانے والے کو ذکر کیا تو یہ اس واسطے کہ جن کے حق میں یہ آیت اتری وہ بیان کھاتے تھے نہیں تو یہ وعید حاصل ہے واسطے ہر اس شخص کے کہ اس کے ساتھ عمل کرے برابر ہے کہ بیان کو کھائے یا نہیں۔ (فتح)

۱۹۴۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کو اصحاب پر مسجد میں پڑھا پھر شراب کی تجارت حرام کی یعنی حکم فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہے۔

۱۹۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الصُّحَيْحِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ آخِرُ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ لَمْ يَحْرَمِ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں پہلے گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی۔

۱۹۴۳۔ سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا دو مردوں کو کہ میرے پاس آئے تو وہ مجھ کو پاک زمین کی طرف لے گئے سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے اس میں ایک مرد کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک مرد ہے اس کے دونوں ہاتھ میں پتھر ہیں سو جو مرد کہ نہر میں ہے سامنے آیا سو جب اس نے چاہا کہ نہر سے نکلے تو کنارے والے مرد نے اس کے منہ پر پتھر مارا تو اس کو ہٹا دیا جہاں کہ وہ تھا سو جب وہ نکلنے لگتا تھا تو وہ اس کے منہ پر پتھر مارتا تھا تو وہ پلٹ جاتا تھا اپنے مقام پر تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے تو ان دونوں مردوں نے کہا کہ جس کو تم نے نہر میں دیکھا وہ سو ذخور ہے اور بیان کھاتا ہے۔

۱۹۴۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَارِثٍ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَأَنْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلَى وَسْطِ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّةٌ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ

بَحَجَّرَ فَبَرَّجَ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هَذَا
فَقَالَ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهْرِ أَكَلُ الرِّبَا.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور ابن تین نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں گواہ اور لکھنے والے کا ذکر نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ ذکر کرنا ان کا بطور الحاق کے ہے ساتھ کھانے والے کے اس واسطے کہ وہ بیاج کھانے والے کو اس کی مدد کرتے ہیں اور یہ وعید اس پر ہے جو بیاج خور کو اس میں موافق ہو لیکن جو کہ اس کو لکھے اور حاضر ہو اس قصے میں اس غرض سے کہ گواہی دے بنا براس کے کہ وہ واقعہ میں ہے تاکہ عمل کیا جائے بیچ اس واقعہ کے ساتھ حق کے تو یہ اچھی نیت ہے اور یہ وعید مذکور میں داخل نہیں۔ اس میں تو صرف وہی داخل ہے جو بیاج والے کی مدد کرے گواہی سے یا لکھنے سے پس یہ بجائے اس شخص کے ہوگا جس نے کہا تھا کہ بیچ مانند بیاج کی ہے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اخیر سورہ بقرہ کے نزول کو متضمن ہے اور منجملہ اس کے سے ایک یہ آیت ہے کہ اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود اور ایک یہ آیت ہے کہ جب معاملہ کرو تم ساتھ قرض کے ایک مدت مقرر اور معین تک تو اس کو لکھو اور ایک یہ آیت ہے کہ شاید کر لو جب سودا کرو تو حکم کیا اللہ نے ساتھ کتابت اور گواہی کے بیچ میں جس کو حلال کیا پس سمجھایا نہی کو کتابت اور گواہی سے سود میں جس کو حرام کیا اور شاید کہ ابام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے بیچ حق کاتب اور شاہد کے صریحاً سو مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کی نبی ﷺ نے بیاج کھانے والے کو اور بیاج دینے والے کو اور اس کے لکھنے والے کو اور اس کے گواہ کو اور فرمایا کہ وہ گناہ میں سب برابر ہیں اور اصحاب سنن نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لعنت کی نبی ﷺ نے بیاج کھانے والے کو اور بیاج دینے والے کو اور اس کے گواہ کو اور اس کے کاتب کو اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بیاج کھانے والا اور بیاج کھلانے والا اور گواہ اور کاتب ملعون ہیں اوپر زبان محمد ﷺ کے۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان کھلانے والے بیاج کے یعنی بیاج دینے والا بھی بیاج لینے والے کی طرح ہے اور گناہ میں اس کے برابر ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہ گیا سودا اگر تم کو یقین ہے پھر اگر تم یہ نہ کرو تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر تم کرتے ہو تو تم کو پہنچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی

بَابُ مُوَكَّلِ الرِّبَا لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَبُطْرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا

تم پر آخر آیت تک اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اخیر آیت ہے جو نبی ﷺ پر اتری۔

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۹۴۳﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ آيَةٌ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: لا تظلمون کے یہ معنی ہیں کہ اپنے اصل مال سے زیادہ نہ ہو اور لا تظلمون کے یہ معنی ہیں کہ تم سے اصل مال نہ روکا جائے یعنی قرض دار ایسا نہ کرے کہ اصل مال بھی قرض خواہ کو نہ دے کہ یہ ظلم ہے اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہذہ سے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وہم لا یظلمون تک ہے اور گویا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تفسیر قول عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں یعنی مراد ان آیتوں سے یہ آیتیں ہیں جن کی طرف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا۔ (فتح)

۱۹۴۳۔ عون بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک غلام سیگی لگانے والا خریدا سو اس کو حکم کیا اس نے ساتھ توڑنے سینگیوں کے سو توڑی گئیں تو میں نے اپنے باپ کو پوچھا کہ آپ نے اس کی سینگیوں کو کیوں توڑا تو انہوں نے کہا کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے مول کتے کے سے اور مول سیگی لگانے کے سے اور منع کیا دوسری عورت کے بدن گودنے اور اس میں نیل بھرنے سے اور بدن گدانے سے اور بیاج کے کھانے اور کھلانے سے اور لعنت کی تصویر بنانے والے پر۔

۱۹۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى عَبْدًا حَجَّامًا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الدِّمِّ وَنَهَى عَنِ الْوَاسِمَةِ وَالْمَوْشُومَةِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ وَقَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

فائدہ: ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو سینگیوں کو توڑا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ یہ نبی تحریمی ہے تو ارادہ کیا انہوں نے اکھاڑنے مادہ کا بڑ سے تو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ غلام نبی کی اطاعت نہیں کرتا اور یہ کسب نہیں چھوڑتا اسی واسطے انہوں نے سینگیاں توڑ ڈالیں اور باقی فائدہ اس کے آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ﴾
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ

فائدہ: ابن ابی حاتم نے حسن نے روایت کی ہے کہ یہ قیامت کے دن ہوگا کہ اللہ اس دن بیاج کو اور بیاج

کھانے والے کو منادے گا اور ان کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اخیر کو اس کا مال کم ہو جاتا ہے اور احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ بیاج اگرچہ بہت ہو اخیر کو کم ہو جاتا ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ نہیں آتے سود خور پر چالیس برس مگر کہ مٹ جاتا ہے۔ (فتح)

۱۹۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَلْفُ مُنْفِقَةٌ لِلْسِّلْعَةِ مُنْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ۔ ۱۹۴۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا فرماتے تھے قسم ہے سبب رواج دینے اسباب کے اور دور کرنے والے ہے واسطے برکت کے یعنی تجارت میں جھوٹی قسم کھانے سے سود اگر کو یہ احتمال ہوتا ہے کہ میری بکری خوب ہوتی ہے حالانکہ جھوٹی قسم سے سوداگری میں گھانا پڑتا ہے کہ اللہ اس کی برکت کو دور کرتا ہے۔

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے یہ ہے کہ وہ مانند تفسیر کی ہے واسطے آیت کے اس واسطے کہ ربو زیادت ہے اور محقق نقص ہے پس کہا کہ اس طرح جمع ہوگی زیادت اور نقصان آیت میں سود حدیث نے یہ بات واضح کر دی کہ جھوٹی قسم اگرچہ مال کو زیادہ کرتی ہے لیکن وہ برکت کو دور کر دیتی ہے پس اسی طرح یہ آیت ہے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو یعنی مٹاتا ہے برکت کو بیع سے جس میں کہ بیاج ہو اگرچہ اس کی گنتی زیادہ ہو لیکن برکت کا دور ہونا پہنچاتا ہے طرف مٹنے عدد کی دنیا میں یعنی انجام کار میں اس کا مال کم ہو جاتا ہے اور یا آخرت میں اس کا اجر مٹ جاتا ہے۔ (فتح)

بیع میں قسم کھانی مکروہ ہے

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ

فائدہ: یعنی مطلق قسم کھانی مکروہ ہے پس اگر قسم جھوٹی ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر قسم سچی ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور سنن میں قیس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ سودا گروں کے تحقیق حاضر ہوتا ہے بیع کو بے فائدہ اور قسم یعنی خرید و فروخت میں اکثر بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں اور بہت جھوٹی قسمیں پیش آتی ہیں سو ملاؤ بیع کو ساتھ خیرات کے یعنی اس سے کچھ اللہ کو بھی دیا کرو تا کہ کفارہ ہو اس کا۔ (فتح)

۱۹۴۶۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا اسباب کھڑا کیا اور حالانکہ وہ بازار میں تھا تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ مجھ کو اس کے بدلے یہ چیز ملتی تھی جو اس کو نہ ملتی تھی یعنی اس نے جھوٹ بولا کہ مجھ کو اس کی اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا تا کہ اس میں کسی مرد مسلمان کو ڈالے

۱۹۴۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً وَهُوَ فِي السُّوقِ فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ

يُعْطِ لِبُؤْقٍ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اور فریب دے سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ
فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ الآية۔ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول ان کو کچھ حصہ نہیں
آخرت میں آخر تک۔

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو سب کہ حدیث میں مذکور ہے وہ خاص ہے اور ترجمہ عام ہے لیکن
عموم مستفاد ہے قول اللہ سے آیت میں ساتھ قسموں اپنی کے۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيلَ فِي الصَّوَاغِ باب ہے بیچ بیان زرگری یعنی سنا کے

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ فائدہ ترجمہ کا واسطے اس زرگری کے اور جو اس کے بعد ہے تنبیہ ہے اس پر کہ یہ کام
آپ ﷺ کے زمانے میں تھا اور نبی ﷺ نے اس کو برقرار رکھا باوجودیکہ آپ ﷺ کو معلوم تھا پس ہوگا علم مانند
نفس کی اد پر جائز ہونے اس کے اور جو اس کے سوا ہے وہ قیاس سے پکڑا جائے گا۔ (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْتَلِي خَلَاهَا وَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا
الْإِذْخَرُ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخَرَ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ
مکے کی گھاس نہ کاٹی جائے تو نبی ﷺ کے چچا
عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مگر اذخر
کی گھاس کاٹنے کی اجازت دے دیں کہ وہ مکے والوں
کے لوہاروں اور سناروں کے کام آتی ہے یعنی لوہا اور سونا
گلانے میں اور گھروں کے واسطے ہے یعنی ان کے
گھروں کے چھتوں کے کام آتی ہے تو آپ ﷺ نے
فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

۱۹۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک
اونٹ تھا جو مجھ کو مال غنیمت سے حصے میں ملا تھا اور
آپ ﷺ نے مجھ کو غنیمت کے پانچویں حصے سے ایک اونٹ
دیا تھا سو جب میں نے چاہا کہ فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کے پاس
داخل ہوں اور ان کو تصریف میں لاؤں تو میں نے بنی قبیقاع
کے ایک مرد سنا سے وعدہ کیا یہ کہ میرے ساتھ جائے اور ہم
اذخر گھاس لائیں میں نے چاہا کہ اس کو سناروں سے بچوں
اور اس سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مددوں۔

۱۹۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ
أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِّنْ نَّصِيبِي مِنَ
الْمَغْنَمِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَعْطَانِي شَارِفًا مِّنَ الْخُمْسِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ
أُبْتِئَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْدَتْ رَجُلًا صَوَاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِي بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَيْبَعَهُ مِنَ الصَّوَاغِينَ وَأَسْتَعِينُ بِهِ فِي وَلِيْمَةٍ عَرُوسِي.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور غرض یہاں اس قول سے یہ ہے کہ میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ ایک یہودی قوم ہے اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے معاملہ کرنا سنار سے اگرچہ مسلمان نہ ہو وفيہ المطابقة للترجمة۔ (فتح الباری)

۱۹۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِي وَإِنَّمَا حَلَّتْ لِي سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْصَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهَا وَلَا يُلْقَطُ لَقَطْتُهَا إِلَّا لِمُعْرِفٍ وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَلِسُقْفِ بَيْوتِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ عِكْرِمَةُ هَلْ تَدْرِي مَا يُنْفَرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ تُسْحَبَ مِنَ الظِّلِّ وَتَنْزَلَ مَكَانَهُ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ لِصَاغَتِنَا وَقُبُورِنَا.

۱۹۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا اور بے شک مجھے سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد قیامت تک مکہ کسی پر حلال ہو گا صرف میرے واسطے ایک ساعت بھر حلال ہوا سو اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا درخت نہ توڑا جائے اور اس کا شکار نہ ہانا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر مشہور کرنے والے کو کہ ڈھونڈ کر مالک کو پھر پہنچائے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دے دیں کہ وہ ہمارے سناروں اور گھروں کے کام آتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنی درست ہے سو عکرمہ نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اس کے شکار کا ہانکنا کیا ہے وہ یہ ہے کہ تو اس کو سائے سے ہٹائے اور خود اس کی جگہ اترے۔

فائدہ: اور غرض ترجمہ کی اس سے ذکر زرگری کا ہے اور آپ ﷺ کا اس کو برقرار رکھنا یعنی چونکہ زرگری کو نبی ﷺ نے برقرار رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ زرگری درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ

فائدہ: ابن درید نے کہا کہ اصل میں قین لوہار کو کہتے ہیں پھر عرب میں ہر گلانے والے کو قین کہتے ہیں اور گویا کہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے اس پر کہ ان دونوں کے درمیان مغایرت ہے اور اس باب کی حدیث میں صرف قین کا ذکر ہے یعنی زرگر کا اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے لوہار کو بھی اس کے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے حکم میں و سیاتی الکلام علی هذا الحديث انشاء الله تعالى۔ (فتح)

۱۹۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خُبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ تَبَعْتُ قَالَ دَعْنِي حَتَّى أَمُوتَ وَأُبْعَثَ فَسَأَوْنِي مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضَيْكَ فَنَزَلْتُ «أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَاؤْتِيَنِّي مَالًا وَوَلَدًا أَطْلَعَ الْغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا»

۱۹۴۹۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت میں سنار تھا یعنی سنار کا کام کیا کرتا تھا اور عاصم بن وائل پر میرا قرض تھا تو میں قرض کے تقاضے کو اس کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں تجھ کو قرض نہیں دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو جاؤ یعنی اسلام کا دین چھوڑ کر کافر ہو جاؤ تو میں نے کہا کہ نہیں کافر ہوں گا میں ساتھ محمد ﷺ کے یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر تو زندہ ہو کر اٹھایا جائے اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ تا کہ میں مرجاؤں پھر جی کر اٹھایا جاؤں پس عنقریب ہے کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد تو میں تیرا قرض ادا کروں گا تو یہ آیت اتری کہ کیا دیکھا تو نے اس کو جو منکر ہوا ہے ہماری آیتوں سے اور کہا کہ البتہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

فائدہ: کرمانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرکب جی اٹھنے کے بعد کافر ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرکب جی اٹھنے کے بعد کافر ہونا ممکن نہیں تو گویا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ میں کبھی کافر نہیں ہوں گا۔ انتہی

باب ہے کپڑا سینے والے کے بیان میں

بَابُ ذِكْرِ الْخِطَاطِ

فائدہ: خطاب نے کہا کہ باب کی حدیثوں میں دلالت ہے اوپر جائز ہونے اجارے کے اور سینے میں ایک معنی زائد ہیں اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ سوئی سینے والے کے پاس ہوتی ہے پس جمع ہوگا بیچ اس کے ساتھ کاریگری کے آلہ یعنی سوئی اور قیاس چاہتا ہے کہ صحیح نہ ہو اس واسطے کہ اکثر اوقات ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتا لیکن نبی ﷺ نے اس کو برقرار رکھا ہے اس واسطے کہ اس میں رفاقت کرنی ہے اور قرار پایا عمل لوگوں کا اوپر اس کے اور اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ سینا مروت کے منافی نہیں۔ (فتح)

۱۹۵۰۔ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَوَايَةً عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُفَّاهُ لِيْلَةٍ بَلَّاهُ جَسَّاسًا لِيْلَةٍ تَبَارَكَا

۱۹۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

تھا یعنی آپ ﷺ کی دعوت کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ اس کھانے کی طرف گیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس روٹی اور شوربہ لایا جس میں کہ کدو اور گوشت خشک پکا تھا سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ پیالوں کے کناروں سے کدو تلاش کرتے تھے تو میں اس دن سے ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں۔

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنَّ خِيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَطْنِ لَطْعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَمَرَقًا فِيهِ دُبَاءٌ وَقَدِيدٌ قَرَأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَعُ الدُّبَاءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَرَلْ أَحَبُّ الدُّبَاءِ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درزی کا کسب کرنا درست ہے۔

کپڑا بننے والے کا بیان

بَابُ ذِكْرِ النَّسَاجِ

۱۹۵۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ایک چادر لائی سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ پردہ کیا ہے تو کسی نے ان سے کہا کہ ہاں وہ چادر ہے جو بنی ہوئی ہے اپنے دونوں حاشیوں میں یعنی اس کی دونوں طرفین اس میں بنی ہوئی ہیں اس عورت نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے تاکہ میں وہ آپ کو پہناؤں سو آپ ﷺ نے اس کو لیا اور حالانکہ آپ ﷺ کو اس کی حاجت تھی سو آپ ﷺ ہماری طرف نکلے اور حالانکہ وہ آپ ﷺ کا تہبند تھا یعنی اس کو بجائے تہبند کے کمر میں باندھا ہوا تھا سو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ چادر آپ مجھ کو پہنا دیں یعنی مجھ کو عنایت فرمادیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سو آپ ﷺ مجلس میں بیٹھے پھر پھرے اور چادر کو لپیٹا پھر اس کو اس شخص کے پاس بھیجا تو قوم نے اس کو کہا کہ تو نے اچھا

۱۹۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَتْ أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ فَقِيلَ لَهُ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَسْجُوجَةٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدِي أَكْسَوْتُهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْسَيْتَهَا فَقَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَّأَهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ

نہیں کیا کہ تو نے وہ چادر آپ ﷺ سے مانگی اور تو پہچانتا ہے کہ آپ ﷺ سائل کو پھرتے نہیں تو اس مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں سوال کیا میں نے آپ ﷺ سے واسطے کسی حاجت کے مگر یہ کہ مرنے کے بعد میرا کفن ہو سہل بنی ہوئے نے کہا سو وہ اس کا کفن ہوا۔

وَاللّٰهُ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لَتَكُونَنَّ كَفْنِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفْنَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجنائز میں پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑا بننا درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة۔

بڑھئی کا بیان

بَابُ النَّجَّارِ

۱۹۵۲۔ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سہل بنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس حال میں کہ ان سے نبی ﷺ کے منبر کی حقیقت پوچھتے تھے کہ کس چیز سے ہو سو سہل بنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فلانی عورت پیغام بھیجا جس کا سہل بنی رضی اللہ عنہ نے نام لیا تھا یہ کہ اپنے بڑھئی غلام سے کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیوں کا منبر بنا دے کہ میں لوگوں سے کلام کرنے کے وقت اس پر بیٹھا کروں یعنی اس پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کیا کروں تو اس عورت نے اس کو حکم کیا یہ کہ بنا دے اس کو جنگل کے جھاؤ کے درخت سے سو وہ اس کو بنا کر لایا تو اس عورت نے اس کو نبی ﷺ کے پاس بھیجا تو آپ ﷺ نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا تو رکھا گیا تو آپ ﷺ اس پر بیٹھے۔

۱۹۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَزِيرِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَتَى رَجُلًا إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَسْأَلُونَهُ عَنِ الْمَنْبَرِ فَقَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةِ امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ أَنْ مَرَى غَلَامِكَ النَّجَّارَ يَعْمَلُ لِيْ أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأَمَرْتُهُ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرَفَائِ الْعَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَأَرْسَلْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فَأَمَرَ بِهَا فَوَضَعَتْ فَجَلَسَ عَلَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑھئی کا کام کرنا درست ہے۔ وفيہ المطابقة للترجمة۔

۱۹۵۳۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے نبی ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا میں آپ کے واسطے کوئی چیز بناؤں جس پر آپ بیٹھا کریں اس واسطے کہ میرا غلام بڑھئی کا کام کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا

۱۹۵۳۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا
تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِن لِي غُلَامًا نَجَارًا قَالَ إِن
شِئْتَ قَالَ فَعَمِلْتُ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ
الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ فَصَاحَتْ النَّخْلَةُ
الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ
تَشْقَى فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى أَخَذَهَا فَصَمَّمَهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تِنُّ أُنَيْنَ
الصَّيِّبِ الَّذِي يُسَكُّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ
بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ.

کہ اگر تو چاہے تو بنا تو اس نے آپ ﷺ کے واسطے منبر بنایا
سو جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ ﷺ اس منبر پر بیٹھے جو تیار ہوا
تھا سو چیخ ماری کھجور کے ستون نے جس سے ٹیک لگا کر
آپ ﷺ خطبہ پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ پھٹنے لگا تو
آپ ﷺ منبر سے اترے اور اس کو بدن سے ملایا سو وہ
رونے لگا مانند رونے لڑکے کی کہ چپ کرایا جاتا ہے یہاں
تک کہ چپ ہوا اور ٹھہرا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ رویا تھا
اس پر کہ تھا سنتا ذکر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ بڑھئی کا کام کرنا
درست ہے و فیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ شِرَاءِ الْإِمَامِ الْحَوَانِجِ بِنَفْسِهِ
باب ہے بیان میں خریدنے امام کے اپنی حاجتوں
کو اپنی ذات سے

فائدہ: یعنی اگر امام اپنی حاجتوں کو خود اپنی ذات اور اپنے ہاتھ سے خریدے بغیر واسطہ دوسرے آدمی کے تو درست
ہے اور فائدہ اس باب کا دور کرنا وہم اس شخص کا ہے جو وہم کرتا ہے کہ امام کو خود اپنے لین دین کرنا مروت میں
قدح کرتا ہے۔ (نخ)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
اشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَمَلًا مِنْ عُمَرَ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے
اونٹ خریدا

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو اپنے آپ خود لین دین کرنا درست
ہے۔ و فیہ المطابقة للترجمة۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خود اپنے آپ خریدا عبدالرحمن بن
ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مشرک بکریوں کا گلہ لایا سو
نبی ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی اور آپ ﷺ

وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
بِنَفْسِهِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَاءَ مُشْرِكٌ بِغَنَمٍ

فَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَاةً وَاشْتَرَى مِنْ جَابِرٍ بَعِيرًا۔
 فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امام اور شریف کو خود اپنے آپ اپنی حاجتوں کا خریدنا درست ہے اگرچہ اس کے پاس کوئی خادم وغیرہ ہو جو اس کو کفایت کرے اور اس کو خرید کر دے سکے جبکہ کرے وہ یہ کام بطور تواضع کے اور بیروی کرنے کے ساتھ نبی ﷺ کے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ کر سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس خادم وغیرہ تھے جو آپ ﷺ کو کفایت کرتے تھے اس چیز سے کہ جس کا آپ ارادہ کرتے تھے لیکن نبی ﷺ اس کو تعلیم اور تشریح کے واسطے کیا کرتے تھے۔ (فتح)

۱۹۵۴۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا بَنَسِينَةَ وَرَهْنَةً دِرْعَةً۔
 ۱۹۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خریدنا نبی ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ساتھ وعدے کے اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح رہن کے شروع میں آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے تو، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ امام کو خود اپنے ہاتھ سے کسی چیز کا خریدنا درست ہے اگرچہ اس کے پاس کوئی دوسرا آدمی خادم وغیرہ ہو جو اس کو خرید کر دے سکے۔

بَابُ شِرَاءِ الدَّوَابِّ وَالْحَمِيرِ وَإِذَا اشْتَرَى دَابَّةً أَوْ جَمَلًا وَهُوَ عَلَيْهِ هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَنْزَلَ۔
 باب ہے بیان میں خریدنے چار پایوں اور گدھوں کے اور جب کوئی چار پایہ یا اونٹ خریدے اور حالانکہ بیچنے والا اس پر سوار ہو تو کیا ہوگا یہ خریدنا قبض واسطے خریدار کے پہلے اس سے کہ اترے۔

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے قبض میں قدر زائد اوپر محض تخلیہ کے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے و سیاتی شرحہ عنقریب۔
 وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بَعِينِهِ يَعْني جَمَلًا صَعْبًا۔
 ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال یعنی اس اونٹ کو کہ اپنے اوپر مشکل سے سوار ہونے دیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشروط میں آئندہ آئے گی۔

۱۹۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ ۱۹۵۵۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ

ایک جنگ میں تھا سو میرے اونٹ نے میرے ساتھ دیر کی اور تھک گیا سو آپ ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تو جابر ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے کہا کہ میرے اونٹ نے مجھ پر دیر کی اور تھک گیا یعنی چل نہیں سکتا سو میں لوگوں سے پیچھے رہا سو نبی ﷺ سواری سے اترے اور اونٹ کو اپنی لاشی ماری اور فرمایا کہ سوار ہو سو میں سوار ہوا تو البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ میں اس کو نبی ﷺ سے روکتا ہوں کہ آپ ﷺ سے آگے نہ بڑھ جائے کہ بے ادبی ہوگی پھر فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے میں نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ کیا کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بلکہ بیوہ سے فرمایا کہ کیا پس تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا کہ میری بہنیں ہیں چھوٹی سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو جمع کر دے اور کنگھی کرے اور ان کی محافظت کرے فرمایا خبردار ہو جا کہ البتہ تو اپنے گھر میں آنے والا ہے سو جب تو اپنے گھر میں آئے تو ہوشیاری کرنا ہوشیاری کرنا یعنی جماع اس غرض سے کرنا تاکہ لڑکے حاصل ہوں فقط شہوت رانی منظور نہ رکھنا پھر نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو اپنا اونٹ بیچتا ہے میں نے کہا کہ ہاں تو آپ ﷺ نے مجھ سے اس اونٹ کو ایک اوقیہ سے خریدا پھر نبی ﷺ مجھ سے پہلے مدینہ میں آئے اور میں پچھلے دن آیا سو میں مسجد میں آیا تو میں نے آپ ﷺ کو مسجد کے دروازے پر پایا سو فرمایا کہ کیا تو اب آیا میں نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ اپنا اونٹ چھوڑ اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ سو میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے نماز پڑھی سو آپ ﷺ نے

الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا فَأَتَيْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ يَحْمُجُهُ بِمَحْجَبِهِ ثُمَّ قَالَ أَرَكَبُ فَرَكَبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكْفَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بَكَرًا أَمْ نَيْبًا قُلْتُ بَلْ نَيْبًا قَالَ أَفَلَا جَارِيَّةٌ تُلَاعِبُهَا وَتَلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومَ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَمَّا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَئِيسَ الْكَئِيسَ ثُمَّ قَالَ أَتَبِيعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأَوْقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْعِدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْنَاهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ أَلَا نَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ قَدَعَ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَرِنَ لَهُ أَوْقِيَّةٌ فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ لِي فِي الْمِيزَانِ فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُ لِي جَابِرًا قُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضُ إِلَيَّ

مِنْهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ.

بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ میرے واسطے اوقیہ تولے سوانہوں نے تولہ اور ترازو میں میرے پلڑے کو جھکایا یعنی تولنے میں میرے واسطے زیادہ تولہ سو میں چلا یہاں تک کہ میں نے پیٹھ دی سو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے واسطے جابر کو بلاؤ میں نے کہا یعنی اپنے دل میں کہ شاید نبی ﷺ اب مجھ کو اونٹ پھیر دیتے ہیں اور میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ تر دشمن نہ تھی سو فرمایا کہ اپنا اونٹ لے اور واسطے تیرے ہے مول اس کا۔

فائدہ: باب کی دونوں حدیثوں میں گدھے کا ذکر نہیں اور گویا کہ انہوں نے اشارہ کیا ہے کہ اس کا حکم بھی اونٹ کی طرح ہے اس واسطے کہ باب کی دونوں حدیثوں میں تو صرف اونٹ کا ذکر ہے اور نہیں خصوصیت ہے حکم مذکور میں ساتھ ایک چار پائے کے سوائے دوسرے چار پائے کے یعنی سب چار پائیوں کا یہی حکم ہے یہ حکم کسی چار پائے کے ساتھ خاص نہیں وفيہ المطابقة للترجمة اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

بابُ الْأَسْوَاقِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ باب ہے بیچ بیان ان بازاروں کے جو اسلام سے پہلے **فَتَبَايَعَ بِهَا النَّاسُ فِي الْإِسْلَامِ** جاہلیت میں تھے اور لوگوں نے اسلام میں ان میں خرید و فروخت کی۔

فائدہ: یعنی جن جگہوں میں کہ گناہ کیا جائے ان میں عبادت کرنے کا کوئی مانع نہیں اور مسلمان کہ ان میں خرید و فروخت کرتے ہیں تو البتہ اس میں خرید و فروخت بھی کریں گے بلکہ یہی خرید و فروخت نیک نیت کے سبب سے عبادت ہوگی جیسا کہ کفار کا وہاں حاضر ہونا بغیر فسق و فجور کے نہ تھا۔ (ت)

۱۹۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ تَأْتَمُّوا مِنَ التِّجَارَةِ فِيهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذًا.

۱۹۵۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز بازار جاہلیت میں سو جب اسلام آیا تو لوگوں نے ان میں تجارت کرنے سے گناہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں تم پر گناہ حج کے دنوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح پڑھا ہے یعنی مواسم کا لفظ آیت میں داخل سمجھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ شِرَاءِ الْإِبِلِ الْهِيمِ أَوْ الْأَجْرَبِ
بَابُ شِرَاءِ الْإِبِلِ الْهِيمِ أَوْ الْأَجْرَبِ
الْهَائِمُ الْمُخَالَفُ لِلْقَصْدِ فِي كُلِّ شَيْءٍ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ہائم کی تفسیر کی ہے تو گویا کہ اس میں اشارہ ہے کہ ہیم جمع ہائم کی ہے اور ہائم ایک بیماری ہے کہ اونٹ کو ہوتی ہے مانند استقا کی خواہ جس قدر پانی پیے اس کی پیاس دور نہیں ہوتی یہاں تک کہ پانی پیتے پیتے مر جاتا ہے۔ (فتح)

۱۹۵۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عُمَرُو كَانْ هَا هُنَا رَجُلٌ
اسْمُهُ نَوَاسٌ وَكَانَتْ عِنْدَهُ إِبِلٌ هِيمٌ
فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
فَاشْتَرَى تِلْكَ الْإِبِلَ مِنْ شَرِيكَ لَهُ فَجَاءَ
إِلَيْهِ شَرِيكُهُ فَقَالَ بَعْنَا تِلْكَ الْإِبِلَ فَقَالَ
مِمَّنْ بَعْتَهَا قَالَ مِنْ شَيْخٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ
وَيَحْكُ ذَاكَ وَاللَّهِ ابْنُ عُمَرَ فَجَاءَهُ فَقَالَ
إِنَّ شَرِيكَى بَاعَكَ إِبِلًا هِيمًا وَلَمْ يَعْرِفْكَ
قَالَ فَاسْتَقْفَهَا قَالَ فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَأْذِنُهَا فَقَالَ
دَعَهَا رَضِينَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُدْوَى سَمِعَ سُفْيَانُ عُمَرًا.

۱۹۵۷۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ یہاں ایک مرد تھا اس کا نام نواس
تھا اور اس کے پاس ایک بیمار اونٹ تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما گئے اور
اس اونٹ کو اس کے شریک سے خریدا پھر نواس کا شریک آیا تو
اس نے نواس سے کہا کہ ہم نے وہ اونٹ بیچ ڈالا نواس نے
کہا کہ تو نے اس کو کس کے ہاتھ بیچا سو اس نے کہا کہ ایک
بوڑھے کے ہاتھ بیچا جس کا ایسا ایسا حلیہ ہے سو اس نے کہا
کہ تجھ کو خرابی ہو قسم ہے اللہ کہ وہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے تو نواس
ان کے پاس آئے اور کہا کہ میرے شریک نے ایک بیمار
اونٹ کو تیرے ہاتھ بیچا ہے اور وہ تجھ کو پہچانتا نہ تھا تو ابن
عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو ہانک لے جا سو جب اس کو ہانکنے لگا
تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو چھوڑ دے ہم نبی ﷺ کے حکم
کے ساتھ راضی ہوئے وہ حکم یہ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے
کو نہیں لگ جاتی۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی تو خطابی نے کہا کہ اس جگہ اس لفظ کے کوئی معنی نہیں
مگر یہ کہ ہو ہیام بیماری جس کی شان سے یہ ہے کہ جس کو یہ بیماری ہو جب وہ اونٹوں کے ساتھ چرے تو اونٹوں کو
بھی وہ بیماری لگ جائے اور اس کے غیر نے کہا کہ بلکہ اس کے معنی ظاہر ہیں یعنی راضی ہوا میں ساتھ اس بیع کے
اس عیب پر کہ اس میں ہے اور نہیں تجاوز کرتا میں بائع سے حاکم کو یا میں حاکم کے پاس بائع کی نہیں کرتا
اختیار کی ہے یہ تاویل ابن تین نے اور جو اس کے تابع ہے اور داؤدی نے کہا کہ معنی اس کے نہیں ہیں اعتداء اور ظلم
سے اور ابو علی بھری نے کہا کہ ہیام ایک بیماری ہے اونٹ کی بیماریوں سے پیدا ہوتی ہے گندے پانی سے جبکہ بہت

خراب ہے پائیمالی سے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ متوجہ ہوتا ہے اونٹ طرف سورج کی جس طرف کہ پھرے اور ہر وقت کھاتا پیتا رہتا ہے اور اس کا بدن کم ہوتا جاتا ہے مانند گلنے والے کی سو جب اس کا مالک اس کے امر کا ظاہر ہونا چاہے تو اس کے واسطے ظاہر ہو جاتا ہے پس اگر اس کی بوخیر کی بو کی طرح پائے تو معلوم کرے کہ اس کو ٹھیک یہی بیماری ہے سو جو اس کا پیشاب سو گئے یا اس کی لید تو اس کو وہ بیماری لگ جاتی ہے اور ساتھ اس توجیہ کے ظاہر ہوں گے وہ معنی جو خطابی پر پوشیدہ رہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا صحیح ہونا عطف بخاری کا اجر ب کوہیم پر واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ لگ جانے بیماری کے اور اس کو قوی کرتی ہے یہ بات کہ اس تاویل پر حدیث مرفوع ہو جائے گی۔ (فتح)

فتنے فساد وغیرہ کے وقت ہتھیار بیچنے کا بیان

بَابُ بَيْعِ السِّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ وَغَيْرِهَا
فائدہ: یعنی کیا منع ہے یا نہیں۔ (فتح)

اور برا جانا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیچنے
اس کے کو فتنے فساد میں

وَكَرِهَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بَيْعَهُ فِي الْفِتْنَةِ

فائدہ: اور گویا کہ مراد ساتھ فتنے کے وہ لڑائیاں ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان واقع ہوں اس واسطے کہ اس وقت اس کے بیچنے میں اس کے خریدار کے واسطے مدد ہے اور یہ اس وقت ہے کہ حال مشتبہ ہو اور جب ثابت ہو جائے کہ ایک طرف باغی ہے تو حق والے طرف کے گروہ کے ہاتھ ہتھیاروں کا بیچنا جائز ہے اور ابن بطلان نے کہا کہ فتنے فساد کے وقت ہتھیار کا بیچنا اس واسطے برا ہے کہ وہ گناہ پر مدد دیتی ہے اور اسی واسطے مکروہ رکھی ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق نے بیع انکور کی اس کے ہاتھ میں جو اس کو شراب بنائے اور امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وہ بیع فتح کی جائے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف خلاف ثوری کے بیچ اس کے جس جگہ کہا کہ بیچ تو مال حلال اپنا جس سے چاہے۔ (فتح)

۱۹۵۸۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حنین کے سال نبی ﷺ کے ساتھ نکلے تو نبی ﷺ نے مجھ کو زرہ دی سو میں نے زرہ پہنی اور اس کے مول سے ایک باغ بنی سلمہ میں خریدا پس تحقیق وہ اول مال ہے جس کو میں نے اسلام میں جمع کیا تھا۔

۱۹۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ الْفَلَحِ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَأَعْطَاهُ يَعْنِي دِرْهَمًا فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَأَتَيْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَيْتِي سَلِمَةً

فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَا لِي تَأْتِلُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

فائدہ: اور استحکال کیا گیا ہے بیچ مطابق ہونے اس حدیث کے ترجمہ کو اسماعیل نے کہا کہ حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ باب کے موافق ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باب مشتمل ہے اوپر بیچنے ہتھیار کے فتنے وغیرہ میں اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دوسری حدیث کی دوسری خبر کے مطابق ہے اور وہ بیچنا اس کا ہے غیر فتنے میں اور پڑھا میں نے ساتھ خط قطب کے اس کی شرح میں کہ احتمال ہے کہ ہو مرد جبکہ کہا پس راضی کر اس کو اس سے پس ارادہ کیا مرد نے یہ کہ لے زرہ اور اس کی طرف سے اس کا عوض اس کو نبی ﷺ دیں تو یہ بجائے بیچ کے ہے اور یہ تھا بیچ غیر زمانے فتنے کے اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس تاویل کا اور حق یہ بات ہے کہ استدلال ساتھ بیچ کے بیچنے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے ہے زرہ کو بعد اس کے اس واسطے کہ انہوں نے زرہ بیچی اور اس کے مول سے باغ خریدا اور یہ فتنے کے غیر زمانے میں تھا اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے جائز ہونا بیچنا ہتھیاروں کا ہے فتنے میں اس شخص کے ہاتھ میں جس سے ضرر کا خوف نہ ہو اس واسطے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے زرہ اس وقت بیچی تھی جس وقت مسلمانوں اور کافروں کے درمیان لڑائی قائم تھی اور نبی ﷺ نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور گمان کیا نبی ﷺ نے ساتھ اس کے یہ کہ نہیں بیچا اس نے اس کو اس شخص سے کہ مسلمانوں کی لڑائی پر مدد کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ہتھیاروں کا بیچ وقت لڑائی کے بیچ ہاتھ اس شخص کے کہ نہ خوف کیا جائے اس سے ضرر کا۔ (فتح)

بَابُ فِي الْعَطَارِ وَيَبِيعُ الْمِسْكِ یہ باب ہے بیچ عطار کے اور بیچنے مشک کے

فائدہ: باب کی حدیث میں صرف مشک کا ذکر ہے عطار کا ذکر نہیں اور گویا کہ ملحق کیا ہے عطار کو ساتھ مشک کے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ اچھی خوشبو کے۔ (فتح)

۱۹۵۹۔ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا أَبُو بَرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوِّءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكَبِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَغْدُمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِلَّا مَا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكَبِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ

۱۹۵۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نیک یار کی مثل اور برے یار کی مثل مشک فروش اور لوہار کی بھٹی کی مثل ہے نہ تجاوز کرے گی تجھ سے ایک دو خصلتوں کی مشک والے سے یعنی دو حال سے خالی نہیں یا تو تو اس کو اس سے خریدے گا اور یا اس کی خوشبو پائے گا اور لوہار کی بھٹی دو حال سے خالی نہیں یا تو تیرا گھریا کپڑا جلا دے گی یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

تَوْبَكَ أَوْ تَجِدَ مِنْهُ رِبْحًا حَبِيبَةً.

فائدہ: اور اس حدیث میں نہیں ہے پاس بیٹھنے اس شخص کے سے جس کی صحبت سے دین اور دنیا میں ایذا ہو اور رغبت دلانی ہے بچ صحبت اس شخص کے جس کے پاس بیٹھنے میں نفع ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا مشک کا اور یہ کہ مشک پاک ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ نے اس کی مدح کی اور اس کی ترغیب دی پس اس میں رد ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا ہے جیسا کہ منقول ہے حسن بصری اور عطا وغیرہ سے پھر یہ اختلاف گزر گیا اور قرار پایا اجماع اس بات پر کہ مشک پاک ہے اور اس میں بیان کرنا ہے مثل کا اور عمل کرنا ہے حکم میں ساتھ اشباہ اور نظیروں کے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْحَجَامِ باب ہے سینگی لگانے والے کے بیان میں

فائدہ: نہیں یہ باب اس بیان میں کہ حجام کا کسب اچھا ہے اس واسطے کہ اس میں ایک حدیث وارد ہو چکی ہے جو اس کو خاص کرتی ہے کہ حجام کا کسب منع ہے اگرچہ حجام کی مزدوری میں ظلم نہیں کیا جاتا یعنی اگرچہ اس کو اس کی مزدوری پوری دینی ضروری ہے پس نہیں واسطے سینگی لگانے والے کے ہے نہ واسطے سینگی لگوانے والے کے اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ سینگی لگوانے والے کو اس کی حاجت پڑتی ہے اور سینگی لگانے والے کو اس کی ضرورت نہیں اس واسطے کہ اس کے سوا اور بہت کسب ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر مراد تصویب سے اس کی تعریف اور اس کا استحباب ہے تو مانند اس کی ہے جیسا کہ اس نے کہا یعنی وہ مستحب نہیں اور اگر اس کی مراد جائز رکھنا ہے تو یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ جائز ہے سینگی لگوانے والے کو لگوانا اس کا واسطے ضرورت کے اور جب سینگی کا لگوانا جائز ہوا تو اس کو لازم ہے کہ کوئی بھی لگانے والا ہو پس نہیں فرق ہے مگر ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا ہے میں نے طرف اس کی اس واسطے کہ نہیں لازم آتا رذیل کسب ہونے اس کے سے یہ کہ مشروع نہ ہو پس کساح زیادہ تر بد ہے حجام سے اور اگر سب لوگ اس کے ترک پر اتفاق کریں تو ان کو ضرر کرے اور باقی شرح اس کی کتاب الاجارہ میں آئے گی۔ (فتح)

۱۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَجَّمَهُ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا مِنْ خَرَاجِهِ.

۱۹۶۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے نبی ﷺ کو سینگی لگائی تو آپ ﷺ نے اس کے واسطے ایک صاع کھجوروں کے دینے کا حکم کیا اور اس کے مالکوں کو حکم کیا کہ اس کے خراج سے تخفیف کریں۔

فائدہ: خراج اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو مالک اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ مثلاً ہم تین یا چار روپیہ ماہواری تجھ سے

ساتھ اس کے معلوم ہوا جواب اسماعیلی کے اعتراض سے کہ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی باب کے ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ میں عورتوں کا ذکر ہے۔ (فتح)

۱۹۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب نبی ﷺ نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے تو میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے معلوم کیا کہ آپ ﷺ کو کوئی چیز بری معلوم ہوئی تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو بہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے اس تکیے کا میں نے کہا کہ میں نے اس کو اس واسطے مول لیا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تصویریں بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

۱۹۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نَمْرَقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هَذِهِ النَّمْرَقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ فَيَقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب اللباس میں آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ نبی ﷺ نے تکیہ کی بیع کو توڑا نہیں اور اس کے بعض طریقوں میں آئندہ آئے گا کہ نبی ﷺ نے اس کے بعد اس پر تکیہ لگایا اور جس کپڑے میں تصویر ہو اس کا استعمال کرنا مردوں اور عورتوں سب کو منع ہے لیکن حق یہ بات ہے کہ یہ فقط مردوں کو منع ہے عورتوں کو منع نہیں اور جس چیز کے منع ہونے میں مرد اور عورت شریک ہوں وہ تکیہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث تمام ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔ (فتح)

اسباب کا مالک زیادہ تر حق دار ہے ساتھ
مول کرنے کے

بَابُ صَاحِبِ السِّلْعَةِ أَحَقُّ بِالسُّومِ

فائدہ: یعنی قیمت کو معین اور مقرر کرنا بائع کا حق ہے ابن بطلان نے کہا کہ علماء کو اس مسئلہ میں اختلاف نہیں اور یہ کہ متولی اسباب کا مالک ہو یا وکیل زیادہ تر حق دار ہے ساتھ مول کرنے کے اس کی خرید کے طالب سے میں کہتا ہوں کہ یہ واجب نہیں اس واسطے کہ آئندہ آئے گا بیچ قسے اونٹ جابر رضی اللہ عنہ کے ابتداء کیا اس کو نبی ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال۔ (فتح)

۱۹۶۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَايِطِكُمْ وَفِيهِ حَرْبٌ وَنَحْلٌ۔
۱۹۶۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر قیمت لو اور اس میں خرابہ اور کھجوریں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث میں حکم ہے واسطے ان کے ساتھ ذکر کرنے مول کے معین یعنی مول کو معین کریں ساتھ اختیار اپنے کے اوپر طریقہ قیمت لگانے کے تاکہ آپ ﷺ بھی ان کے واسطے ایک مول معین کریں جس کو آپ ﷺ نے اختیار کیا ہے پھر اس کے بعد جائین سے رضا مندی واقع ہو اور ساتھ اس کے مطابق ہوگی حدیث ترجمہ کو اور ماہری نے کہا کہ معنی ثامنون کی یہ ہیں کہ میں اس کو مول لیتا ہوں بہہ سے نہیں لیتا اور نہیں اس میں مگر یہ کہ خریدار مول پہلے کرے اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے تو ترجمہ تو واسطے ذکر مول معین کے ہے یعنی مول کے معین کرنے کا پہلے بائع حق دار ہے اور ایپر مطلق ذکر مول کا پس نہیں فرق ہے اس میں ابتداء کرنے میں درمیان بائع اور خریدار کے۔ (فتح)

بَابُ كَمْ يَجُوزُ الْخِيَارُ
کتنی مدت تک خیار درست ہے

فائدہ: خیار اتم ہے اختیار سے یا تخیر سے اور معنی اس کے دو امور میں سے اچھا امر طلب کرنا ہے یا جائز رکھنا بیع کا یا فسخ کرنا اس کا اور خیار دو قسم ہے خیار مجلس اور خیار شرط اور بعض نے خیار نقیصہ زیادہ کیا ہے اور وہ شرط میں مندرج ہے اور کلام اس جگہ خیار شرط پر ہے اور یہ بات مقصود ہے واسطے بیان مقدار اس کے کی کہ اس کی مقدار کہاں تک ہے اور باب کی حدیث میں اس کا بیان نہیں ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے شاید اس کو عدم تحدید سے لیا ہے یعنی اس سے کہ حدیث میں کسی حد معین کا ذکر نہیں اور حدیث میں ہے کہ یہ اس کو کسی حد کے ساتھ مقید نہ کیا جائے بلکہ سپرد کیا جائے امر کو بیچ اس کے طرف حاجت کی واسطے متفاوت ہونے اسباب کے بیچ اس کے میں کہتا ہوں کہ بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ خیار تین دن تک ہے اور شاید یہ حدیث مختصر ہے اس حدیث سے کہ جس کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے نافع رضی اللہ عنہ سے جس کو ہم آئندہ ذکر

کریں گے اور ساتھ اس کے دلیل پکڑی گئی ہے واسطے خفیہ اور شافیہ کے کہ اختیار تین دن تک ہے اور انکار کیا ہے اس سے مالک نے یعنی خیار شرط میں تین دن کی مدت معین کرنی درست نہیں بغیر زیادت کے اگرچہ غالب میں ممکن ہے اختیار بیع اس کے لیکن ہر چیز کے واسطے علیحدہ مدت ہے موافق اس کے کہ اس میں اس کو اختیار دیا جائے پس واسطے جانور اور کپڑے کے مثلاً ایک دن یا دو دن ہیں اور واسطے لونڈی کے ایک جمعہ ہے اور واسطے گھر کے ایک مہینہ ہے اور اوزاعی نے کہا کہ دراز ہوتا ہے اختیار مہینے تک اور اس سے زیادہ موافق حاجت کی طرف اس کی یعنی جس قدر حاجت ہو اس کے موافق اختیار دراز کیا جائے اور ثوری نے کہا کہ خاص ہے اختیار ساتھ خریدار کے اور دراز کیا جائے واسطے اس کے اختیار دس دن اور زیادہ تک اور کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ تنہا ہوا ہے یعنی اس قول میں اس کے موافق کوئی نہیں اور تحقیق صحیح ہو چکا ہے قول ساتھ وراز ہونے خیار کے عمر وغیرہ سے وسیعتی منہ منی فی باب الملازمة اور احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہو کہ بائع اور مشتری دونوں ایک دوسرے کو کتنا اختیار دیں ایک بار، اور اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی کہ آئندہ طریق میں تین باب کے بعد زیادتی آئے گی کہ تین بار اختیار کرے لیکن چونکہ یہ زیادت اس کے نزدیک ثابت نہیں اس واسطے باقی رکھنا ترجمہ کو استفہام پر موافق عادت اپنی کے۔ (فتح)

۱۹۶۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بیچنے والے اور مول لینے والے کو اختیار ہے اپنی بیع میں جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوئے ہوں یا ہو بیع ساتھ خیار کے نافع ﷺ نے کہا کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جبکہ خریدتے کسی چیز کو جو ان کو خوش لگتی تو اپنے ساتھی یعنی بیچنے والے سے جدا ہو جاتے تاکہ فسق بیع کا اختیار باقی نہ رہے۔

۱۹۶۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُتَبَايِعِينَ بِالْخِيَارِ فِي بَيْعِهِمَا مَا لَهُمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونُ الْبَيْعُ خِيَارًا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ.

فائدہ: جب تک کہ جدا ہوں یعنی جب تک کہ بائع اور مشتری اس جگہ بیٹھے رہیں جہاں چیز کی تھی تو دونوں کو اختیار ہے چاہے بائع اپنی چیز کو نہ بیچے اور یا خریدار مول نہ لے خواہ ایک نے دوسرے کی چیز قبض کر لی یا نہ اور جبکہ دونوں میں سے کوئی مجلس سے اٹھا اور مجلس بدلی تو اب کسی کو اختیار نہ رہا بیع پوری اور تمام ہو گئی لیکن جس بیع میں شرط کر لی ہو کہ مجھے اختیار ہے چاہوں گا تو رکھوں گا اس چیز کو اور چاہوں گا تو نہ رکھوں گا تو اس بیع میں باوجود جدا ہونے کے بھی اختیار باقی رہتا ہے جب چاہے بیع کو فسخ کر ڈالے اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ حدیث میں جدا ہونے سے مراد جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے کما سیاتی اور اس حدیث سے ثابت ہوا

کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ جب تک کہ دونوں مجلس میں بیٹھے ہوں۔ (فتح)
 ۱۹۶۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا
 ۱۹۶۶۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے
 فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا مختار ہیں جب تک جدا نہ
 ہوں۔

اللَّهُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا
 وَرَأَى أَحْمَدُ حَدَّثَنَا بِهِزُ قَالَ قَالَ هَمَّامٌ
 فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي النَّيَّاحِ فَقَالَ كُنْتُ مَعَ
 أَبِي الْخَلِيلِ لَمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 الْحَارِثِ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

اگر اختیار کے وقت کو معین نہ کرے تو کیا
 بیع جائز ہے؟

بَابُ إِذَا لَمْ يُوقَّتْ فِيهِ الْخِيَارُ هَلْ
 يَجُوزُ الْبَيْعُ

فائدہ: یعنی اگر بائع یا مشتری خیار کے واسطے کوئی وقت معین نہ کریں اور اس کو مطلق چھوڑ دیں تو کیا بیع جائز ہے
 اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف خلاف کی جو خیار شرط کی حد میں پہلے گزر چکا ہے اور شافعیہ
 اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ شرط خیار تین تک ہے اس سے زیادہ نہیں اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور محمد اور احمد اور
 اسحاق اور ابو ثور اور علماء کا یہ مذہب ہے کہ خیار شرط کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس سے کم و بیش جائز نہ ہو بلکہ بیع
 جائز ہے اور شرط لازم ہے اس وقت تک کہ اس کو دونوں شرط کریں اور یہی مختار ہے نزدیک ابن منذر کے پس اگر
 دونوں یا ایک مطلق خیار شرط کریں یعنی کوئی وقت مقرر نہ کریں تو اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ شرط باطل ہے
 اور بیع جائز ہے اور ثوری اور شافعی اور اہل رائے کہتے ہیں کہ بیع بھی باطل ہو جاتی ہے اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ
 جس نے شرط کی ہو اس کو ہمیشہ اختیار ہے اور یہ جو پہلی حدیث میں ہے کہ یا ہو بیع ساتھ خیار کے تو اس کے معنی یہ
 ہیں کہ جب بائع اور مشتری دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ جائز رکھ بیع کو یا فسخ کر اس کو پس اگر وہ مثلاً
 بیع کو جائز رکھے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ دونوں مجلس عقد سے جدا نہ ہوں اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی
 اور شافعی اور اسحاق اور اہل لوگوں کا اور امام احمد نے کہا کہ نہیں تمام ہوتی ہے بیع یہاں تک کہ دونوں مجلس سے جدا
 ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ احمد اس قول کے ساتھ تھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر شرط خیار کریں مطلق تو جدا ہونے
 کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے اور پوری بحث اس کی آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۱۸۶۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں خیار کے ساتھ ہیں جب تک کہ جدا نہ ہوں یا دونوں میں سے ایک اپنے ساتھ سے کہے کہ اختیار کر یا ہو بیع خیار کی۔

۱۹۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ وَرُبَّمَا قَالَ أَوْ يَكُونُ بَيْعُ خِيَارٍ.

باب ہے بیع بیان اس چیز کے کہ بائع اور خریدار مختار ہیں جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور شریح اور شععی اور طاووس اور عطا اور ابن ابی ملیکہ کا۔

بَابُ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَشُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَطَاوُسٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ.

فائدہ: اور ابن منذر نے کہا کہ یہی قول ہے سعید بن مسیب اور زہری اور ابن ابی ذئب اور حسن بصری اور اوزاعی اور ابن جریج وغیرہم کا اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے اور کہا کہ میں نہیں جانتا تابعین سے ان کا کوئی مخالف ہو مگر صرف نخعی اور یہ جو کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے تو یہ ظاہر ہے ان کے فعل سے جو باب سے پہلے گزر چکا ہے اور یہ کہ جب وہ کسی چیز کو خریدتے تھے جو ان کو خوش لگتی تھی تو اپنے ساتھ سے جدا ہو جاتے تھے اور ترمذی میں ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی چیز خریدتے اور وہ بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہو جاتے تاکہ بیع ان کے واسطے واجب ہو اور مسلم میں ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے خرید و فروخت کرتے تھے اور چاہتے تھے یہ کہ نہ توڑیں اس کو تو اٹھ کر کھڑے ہوتے تھے اور تھوڑی دور چلتے تھے اور پھر پھر آتے تھے اور سعید بن منصور نے عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے ایک اونٹ خریدا سو اس کا مول نکال کر اس کے آگے رکھا پھر اختیار دیا اس کو درمیان اونٹ اس کے کے اور درمیان مول کے۔ (فتح)

۱۹۶۸۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہیں جب تک کہ وہ دونوں جدا نہ ہوں پس اگر وہ دونوں بیچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی برکت مٹ جاتی ہے۔

۱۹۶۸۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هَلَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَتَادَةُ أَخْبَرَنِي عَنْ صَالِحِ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا

فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَّا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا
وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَّتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب تک کہ نہ جدا ہوں تو اسی کے موافق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا جب تک کہ اس کا ساتھی اس سے جدا نہ ہو اور اگر اس سے جدا ہو جائے تو اس کو اختیار باقی نہیں رہتا اور جو لوگ کہ قائل ہیں اس کے کہ مراد حدیث میں جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے تو جدا ہونے مذکور کی کوئی حد ہے کہ اس کی طرف منتہی ہو مشہور راجح مذہب اس میں علماء کا اس میں یہ ہے کہ یہ عرف پر موقوف ہے جس کو رواج میں تفرق کہا جائے وہ تفرق ہے نہیں تو نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر وہ بیع بولیں یعنی بیع کہے بائع بیع خبر دینے مشتری کے مثلاً اور عیب کو بیان کرے اگر اسباب میں ہو اور بیع کہے مشتری بیع قدر مول کے مثلاً اور بیان کرے عیب کو اگر ہو مول میں اور احتمال ہے کہ صدق اور بیان کے ایک معنی ہوں اور یہ جو کہا کہ اس کی برکت مٹ جاتی ہے تو احتمال ہے کہ یہ ظاہر پر محمول ہو اور یہ کہ عیب چھپانے کی نحوست عقد میں واقع ہوتی ہے تو اس کی برکت مٹائی جاتی ہے اگرچہ سچا ماجور ہے اور جھوٹا گنہگار ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ خاص ساتھ اس شخص کے کہ واقع ہوا ہے اس سے عیب چھپانا سوائے دوسرے کے اور ترجیح دی ہے اس کو ابو حمزہ نے اور اس حدیث میں فضیلت صدق کی ہے اور ترغیب دلانا ہے اوپر اس کے اور مذمت ہے جھوٹ کی اور رغبت دلانی ہے اوپر منع ہونے اس کے کہ اور یہ کہ وہ سبب ہے واسطے دور ہونے برکت کے اور یہ کہ عمل آخرت کا حاصل کرتا ہے بھلائی دنیا اور آخرت کی کو۔ (فتح)

۱۹۶۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا ہر ایک دونوں سے مختار ہیں اپنے ساتھی پر جب تک کہ جدا نہ ہوں مگر بیع خیار میں۔

۱۹۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَبَايعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بِبَيْعِ الْخِيَارِ

فائدہ: یعنی اس میں مجلس سے جدا ہونے اور اٹھ کھڑے ہونے کی حاجت نہیں بلکہ اس میں جدا ہونے سے پہلے ہی بیع تمام ہو جاتی ہے اور پہلے باب میں نافع رضی اللہ عنہ سے گزر چکا ہے کہ فرمایا کہ جب تک کہ جدا نہ ہوں یا کہے ایک ان کا اپنے ساتھی سے کہ اختیار کر اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ بیع کا لازم ہونا ان دونوں امروں میں بند ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر ثابت ہونے خیار مجلس کے یعنی جب تک بائع اور مشتری مجلس عقد سے جدا نہ ہوں تب تک فسق بیع کا اختیار باقی رہتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو تفرق بالابدان پر محمول کیا ہے اور اسی طرح ابو

برزہ اسلمی نے اور اصحاب میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں پہچانا جاتا اور ابراہیم نخعی نے خلاف کیا ہے اور کہا کہ بیع جائز ہے اگرچہ نہ جدا ہوں اور ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے کہ جب ایجاب و قبول ہو جائے تو پھر اختیار باقی نہیں رہتا اور یہی قول ہے مالکیہ اور کل حنفیہ کا مگر ابن حبیب کا ابن حزم نے کہا کہ نہیں جانتا میں واسطے ان کے کوئی پیشوا مگر ابراہیم اکیلا اور وہ باب کی دونوں حدیثوں کے جواب میں کئی فرقے ہوئے ہیں سوان میں سے بعض تو کہتے ہیں کہ یہ حدیث رد ہے واسطے ہونے اس کے کے معارض واسطے اس چیز کے کہ وہ قوی تر ہے اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ صحیح ہے لیکن وہ ماؤل ہے اپنے غیر ظاہر پر سو بعض تو کہتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں اور خیار بعد لازم ہونے عقد کے شرط کو فاسد کر دیتا ہے اور ساتھ حدیث قسم کھانے کے وقت اختلاف بائع اور مشتری کے اس واسطے کہ اس میں حاجت قسم کی پڑتی ہے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ عقد بیع لازم ہو اور اگر خیار ثابت ہوتا تو البتہ ہوتا کافی بیع دور کرنے عقد کے یعنی اور اس میں قسم کھانے کی حاجت نہ پڑتی اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ جب تم خرید و فروخت کرو تو گواہ کرو اور گواہ کرنا اگر جدا ہونے کے بعد واقع ہو تو امر کے مطابق نہ ہوگا اور اگر جدا ہونے سے پہلے واقع ہو تو اپنی جگہ میں واقع نہ ہوگا اور جواب ان سب کا یہ ہے کہ ان میں سے کسی چیز میں حجت نہیں اس واسطے کہ تنہا احتمال سے ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ دونوں دلیلوں میں تطبیق ممکن ہو تب تک ترجیح کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا اور جمع اس جگہ ممکن ہے درمیان اولہ مذکورہ کے بغیر تکلف کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مالک کی روایت سے ہے اور اس نے اس کے برخلاف عمل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معارض ہے اس کی وہ چیز جو اس سے قوی تر ہے اور راوی جب اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مروی اس کے نزدیک ضعیف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ مالک اس کے ساتھ تہا نہیں بلکہ اس کے غیر نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے اور وہ گنتی میں بہت ہیں باعتبار روایت کے اور عمل کے اور تحقیق خاص کیا ہے محققین اہل اصول نے خلاف مشہور کو بیچ اس کے جب کہ عمل کرے راوی برخلاف مروی اپنے کے ساتھ اصحاب کے یعنی یہ قاعدہ اس وقت ہے جبکہ خود صحابی راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے سوائے ان کے جو ان کے پیچھے ہیں یعنی اگر صحابی سے نیچے کا کوئی راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کے قاعدے سے ایک بات یہ ہے کہ راوی اعلم ہے یعنی زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ مراد مروی اپنے کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے راوی ہیں اور جب وہ کچھ خرید و فروخت کرتے تھے تو اپنے بدن سے جدا ہوتے تھے سوان کی پیروی کرنے والے اولیٰ ہیں غیر ان کے سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ معارض ہے ساتھ عمل اہل مدینہ کے اور ابن تین نے راسب مالکی سے نقل کیا ہے کہ وہ اہل مکہ کے بھی مخالف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طور کہ قائل ہے ساتھ اس کے ابن عمر رضی اللہ عنہما پھر سعید بن مسیب پھر زہری پھر ابن ابی ذئب جیسا کہ پہلے گزرا اور یہ لوگ اکابر علمائے اہل مدینہ

میں سے ہیں اپنے زمانوں میں اور نہیں محفوظ ہے کسی عالم مدینہ کے سے قول ساتھ خلاف اس کے کے یعنی مدینہ کے علماء میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں سوائے ربیعہ کے اور اہل مکہ پس نہیں معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی اس کے مخالف ہو اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے قول ساتھ اس کے عطا اور طاؤس وغیرہ اہل مکہ سے اور تحقیق سخت انکار کیا ہے ابن عبدالبر اور ابن عربی نے اس شخص پر جو مالکیہ پر گمان کرتا ہے کہ بے شک مالک نے ترک کیا ہے عمل کو ساتھ اس کے اس واسطے کہ عمل اہل مدینہ کا اس کے برخلاف ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مالک نے تو اس واسطے اس پر عمل نہیں کیا کہ جدا ہونے کا وقت معلوم نہیں پس مشابہ ہوا بیعوں غرر کو مانند بیع ملامت کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امام مالک رحمہ اللہ خیار شرط کے قائل ہیں اور نہیں معین کرتے اس کو ساتھ وقت معین کے اور جو انہوں نے غرر کا دعویٰ کیا ہے اس میں بھی موجود ہے اور ساتھ اس کے کہ غرر خیار مجلس میں معدوم ہے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے قادر ہے اس پر کہ خواہ بیع کو جائز رکھے یا توڑ ڈالے ساتھ قول کے یا فعل کے پس نہیں غرر ہے بیع اس کے اور ایک گروہ نے کہا کہ خیار مجلس کی حدیث خبر واحد ہے پس نہ عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے مگر اس چیز میں کہ اس کے ساتھ بلوی عام ہو اور رد کیا گیا ہے یہ اعتراض ساتھ اس کے کہ یہ خبر مشہور ہے پس عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے جیسا کہ دعویٰ کیا ہے انہوں نے اس کے مذکر کو بیع خبر فقہہ کرنے کے درمیان نماز کے اور واجب کرنے وتر کے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ مخالف ہے واسطے قیاس جلی کے بیع لاحق کرنے اس چیز کے کہ تفرق سے پہلے ہے ساتھ مابعد تفرق کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قیاس باوجود نص کے فاسد الاعتبار ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تفرق بالابدان محمول ہے استحباب پر یعنی یہ مستحب ہے واسطے اچھا کرنے معاملے کے ساتھ مسلمان کے نہ وجوب پر اور بعض کہتے ہیں کہ وہ احتیاط پر محمول ہے واسطے نکلنے کے اختلاف سے اور یہ دونوں تا دلیلیں ظاہر کے برخلاف ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حدیث میں جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے جیسا کہ عقد نکاح اور اجارہ اور حق میں ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ قیاس مع الفارق ہے اس واسطے کہ بیع میں نقل کیا جاتا ہے رقبہ بیع کا اور منافع اس کا بخلاف اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور ابن حزم نے کہا کہ برابر ہے کہ ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے یا ساتھ بدن کے پس تحقیق خیار مجلس کا ساتھ اس حدیث کے ثابت ہے جب ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے تو اس وقت تو یہ بات واضح ہے اور اگر ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے تو بھی ظاہر ہے اس واسطے کہ بائع اور مشتری میں سے ایک کا کہنا میں نے اس کو تیرے ہاتھ مثلاً دس درہم سے بیچا اور دوسرے کا کہنا کہ ساتھ بیس درہم کے مثلاً جدا ہونا کلام میں ہے بغیر شک کے بخلاف اس کے کہ اگر کہے کہ خریدا میں نے اس کو ساتھ دس کے پس تحقیق وہ دونوں آپس میں موافق ہیں پس بے شک ہوگا ثابت ہونا خیار کا واسطے ان کے جبکہ متفق ہوں نہ جبکہ جدا ہوں اور یہی مدعی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد متباہین سے مول ٹھہرانے والے ہیں یعنی جو ابھی

صرف مول ٹھہراتے ہیں یعنی لین دین نہیں کیا نہ حقیقی بائع اور مشتری کہ وہ بیع اور مول کے لین دین اور قبض کرنے کے بعد تحقق ہوتے ہیں اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مجاز ہے اور حمل کرنا اور حقیقت کے اور جو اس سے نزدیک ہو ادلی ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ آیتوں اور حدیثوں میں جن میں مجاز کا استعمال آیا ہے اور کہا کہ جو منکر ہو استعمال کرنے سے لفظ بائع کو مول ٹھہرانے والے ہیں پس تحقیق وہ غافل ہوا فراخ ہونے استعمال لغت کے سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا استعمال مجاز سے بیچ ایک جگہ کے مستعمل ہونا اس کا ہر جگہ میں پس اصل اطلاق سے حقیقت ہے یہاں تک کہ اس کے برخلاف کوئی دلیل قائم ہو اور نیز کہتے ہیں کہ وقت جدا ہونے کا حدیث میں وہ درمیان قول بائع کے ہے کہ بیچا میں نے اس کو تجھ سے ساتھ اتنی قیمت کے اور درمیان قول مشتری کے کہ میں نے اس کو خریدا کہتے ہیں کہ پس مشتری کو اختیار ہے بیچ قول اس کے کہ میں نے خریدا یا ترک اس کی کے اور بائع ساتھ خیار کے ہے یہاں تک کہ واجب کرے مشتری یعنی کہے کہ میں نے خریدا اور اسی طرح حکایت کیا ہے طحاوی نے عیسیٰ بن عمان سے ان میں سے اور حکایت کیا ہے ابن خویزہ منداد نے امام مالک رحمہ اللہ سے اور عیسیٰ بن ابان نے کہا کہ فائدہ اس کا ظاہر ہو گا بیچ اس چیز کے کہ جدا ہوں پہلے قبول کے کہا قبول معذر ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کہ نام رکھنا ان دونوں کا متباہین پہلے تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نام رکھنا ان کا متباہین بعد تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اس واسطے کہ اسم فاعل حال میں حقیقت ہے اور اس کے سوا اور معنی میں مجاز ہے پس اگر ہوتا خیار بعد تمام ہونے بیچ کے تو البتہ ہوتا واسطے غیر بائع اور مشتری کے اور حدیث اس کو رد کرتی ہے پس متعین ہو گا حمل کرنا تفرق کا کلام پر اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جب حقیقت پر حمل کرنا مشکل ہو تو متعین ہوتا ہے مجاز اور جب دو مجاز معارض ہوں تو جو مجاز کہ حقیقت کی طرف قریب تر ہو وہ اولیٰ ہے اور نیز بائع اور مشتری نہیں ہوتے بائع اور مشتری حقیقتاً مگر بیچ وقت تعاقد ان دونوں کے لیکن عقد ان کا تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ ایک دو امروں کے یا ساتھ عقد کے یا ساتھ حمل کرنے تفرق کے اوپر ظاہر خبر کے پس صحیح ہوئی یہ بات کہ وہ دونوں عقد کرنے والے ہیں جب تک کہ مجلس عقد میں ہے اس بنا پر کہ نام رکھنا ان دونوں کا بائع اور مشتری حقیقت پر ہے بخلاف حمل متباہین کے مول ٹھہرانے والوں پر اس واسطے کہ وہ بالاتفاق مجاز ہے اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ جدا ہونا واقع ہوتا ہے ساتھ اقوال کی مانند قول اللہ تعالیٰ کی کہ اگر مرد اور عورت دونوں جدا ہوں تو بے پرواہ کرے گا اللہ ہر ایک کو اپنی فراخی سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ پہنچاتا ہے طرف تفرق بدنوں کی اور بیضاوی نے کہا کہ جس نے خیار مجلس کی نفی کی ہے وہ دو مجازوں کا مرتکب ہوتا ہے یعنی جدا ہونے کو اقوال پر اور بائع اور مشتری کو مول ٹھہرانے والوں پر اور نیز کلام شارع کی محفوظ رکھی جاتی ہے حمل سے اوپر مجاز کے اس واسطے کہ ہوگی تقدیر کلام کی یہ کہ مول ٹھہرانے والے اگر چاہیں تو بیع کو منعقد کریں

اور اگر چاہیں تو اس کو غیر منعقد کریں اور وہ تحصیل حاصل کی ہے اس واسطے کہ ہر ایک اس کو پہچانتا ہے اور کہا جاتا ہے واسطے اس کے جو جدا ہونے کو کلام پر حمل کرتا ہے کیا وہ کلام جس کے ساتھ تفرق حاصل ہوتا ہے کیا وہ کلام وہی ہے جس کے ساتھ عقد واقع ہوا ہے یا غیر اس کا پس اگر اس کا غیر ہے تو وہ کیا ہے پس نہیں ہے بائع اور مشتری کی کلام سوائے اس کے اگر وہ ہو بہو یہی کلام ہے تو لازم آئے گا یہ کہ ہو کلام جس پر دونوں متفق ہوئے ہیں اور ان کی بیع اس کے ساتھ تمام ہوئی ہے وہ کلام جس کے ساتھ جدا ہوئے ہیں اور فسخ ہوئی ہے بیع ان دونوں کی ساتھ اس کے اور یہ نہایت فساد میں ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث کے ساتھ عمل کرنا مشکل ہے پس متعین ہوگی تاویل اس کی اور اس کے تعدد کا بیان یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری متفق ہوں فسخ میں یا بیع کے جائز رکھنے میں تو نہ ثابت ہوگا واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے اختیار اور اگر دونوں مختلف ہوں تو جمع کرنا درمیان فسخ کرنے اور جائز رکھنے کے جمع کرنا ہے درمیان دو فیضوں کے اور وہ محال ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کی مراد یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے اختیار ہے بیع فسخ کرنے کے اور ایچر جائز رکھنا بیع کا پس نہیں حاجت ہے طرف اختیار کرنے اس کے کی اس واسطے کہ وہ مقتضی ہے عقد کا اور حال پہنچاتا ہے طرف اس کی ساتھ سکوت کے بخلاف فسخ کے اور لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث معارض ہے ساتھ حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی جو ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ بائع اور مشتری ساتھ اختیار کے ہیں جبکہ نہ جدا ہوں مگر یہ کہ بیع اختیار ہو اور نہیں حلال ہے اس کو یہ کہ جدا ہوا اپنے ساتھی سے اس خوف سے کہ طلب کرے اس سے فسخ کرنا بیع کا ابن عربی نے کہا کہ ظاہر اس زیادتی کا مخالف ہے واسطے ابتداء حدیث کے پس اگر تاویل کریں استقالہ (یعنی بیع کو فسخ کرنے کا مطالبہ کرنا) کو بیع اس کے فسخ پر تو تاویل کریں گے ہم اختیار کو بیع اس کے استقالہ پر اور جب دونوں تاویلیں معارض ہوں تو رجوع کیا جائے گا طرف ترجیح کی اور قیاس ہماری طرف میں ہے پس ترجیح پائے گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حمل استقالہ کا فسخ پر ظاہر تر ہے حمل کرنے اختیار سے اوپر استقالہ کے اس واسطے کہ ہر حقیقت استقالہ کی مراد ہوتی تو نہ منع کرتی اس کے جدا ہونے کو اس واسطے کہ وہ نہیں خاص ہے ساتھ مجلس عقد کے اور تحقیق ثابت کیا ہے اول حدیث میں اختیار کو اور دراز کیا اس کو نہایت تفرق پر اور یہ بات معلوم ہے کہ جس کے واسطے اختیار ہے وہ استقالہ کا محتاج نہیں پس متعین ہوگا حمل کرنا اس کا فسخ پر اور اس پر حمل کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ علماء نے پس کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حلال اس کو یہ کہ جدا ہوا اس سے بعد بیع کے واسطے اس خوف کے کہ اختیار کرے فسخ بیع کو اس واسطے کہ عرب کہتے ہیں کہ میں نے استقالہ کیا اس چیز کا کہ فوت ہوئی مجھ سے پر مراد ساتھ استقالہ کے فسخ کرنا نام کا ہے ان دونوں میں سے واسطے بیع کے اور حمل کیا انہوں نے نفی حل کو کراہت پر اس واسطے کہ وہ لائق ہے ساتھ مروت کے اور نیک معاملے مسلم کے مگر یہ کہ اختیار فسخ کا حرام ہے اور ابن حزم نے کہا کہ حجت پکڑنی ان کی ساتھ حدیث عمرو بن

شعیب رضی اللہ عنہ اوپر جدا ہونے کے ساتھ کلام کے واسطے قول آپ ﷺ کے کے بیچ اس کے کہ واسطے خوف استقالہ کے واسطے ہونے استقالہ کے کہ نہیں ہوتا مگر بعد تمام ہونے بیچ کے اور صحت انتقال ملک کی مستلزم ہے اس کو کہ حدیث مذکور کا کوئی فائدہ نہ ہو اس واسطے کہ لازم آتا ہے حمل کرنے تفرق کے سے اوپر قول کے مباح ہونا مفارقت کا خواہ خوف استقالہ کا ہو یا نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ تفرق بالابدان صرف میں پہلے قبض کے باطل کرتا ہے عقد کو پس کس طرح ثابت کریں گے عقد کو وہ چیز کہ اس کو باطل کرتی ہے اور تعاقب کیا گیا ساتھ اختلاف جہت کے اور ساتھ معارضہ کے اس کی نظیر سے اور یہ اس واسطے ہے کہ نقد اور ترک کرنا مدت معین کا شرط ہے واسطے صحت صرف کے اور وہ فاسد کرتی ہے سلم کو نزدیک ان کے اور حجت پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو دو بابوں کے بعد آئے گی اور اس کا جواب بھی آئندہ آئے گا اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو عقد بیع کے وقت زندہ موجود ہو پس وہ مشتری کا مال ہے یعنی اگر تلف ہو تو مشتری کا مال گیا نہ بائع کا اگرچہ ابھی بائع کے ہاتھ میں ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کے مخالف ہیں لیکن حنفیہ سو وہ کہتے ہیں کہ وہ بائع کا مال ہے جب تک کہ نہ دیکھے اس کو خریدار یا نقل کرے اس کو اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر بہت دور غائب ہو تو وہ بائع کا مال ہے اور یہ کہ نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ صفحہ اس میں محمول ہے اس بیچ پر جو تمام ہو چکی اور نہ اس بیچ پر جو نہیں تمام ہوئی واسطے تطبیق کے اس کی دونوں کلاموں میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی قول حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ جدا نہ ہوں یہ ہیں کہ یہاں تک کہ موافق ہوں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوا ہے بیچ باقی حدیث ابن عمر کے اس کے تمام طریقوں میں خاص کر لیث کے طریق میں جو آئندہ باب میں آئے گا اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث اَلْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَخْتَلَفَ لَفْظُوں سے آئی ہے پس وہ مضطرب ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جائے گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق ممکن ہے بغیر تکلیف تعسف پھر نہ ضرر کرے گا اس کو اختلاف اور شرط اضطراب کی ہے کہ اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق نہ ہو سکے اور یہ حدیث اس قبیلے سے نہیں یعنی اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق ہو سکتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بیشک حمل کرنا خیار کا اس حدیث میں اوپر خیار فسخ کے پس شاید کہ مراد ساتھ اس کے خیار شرط ہو یا خیار زیادت کا مول میں یا بیع میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معبود اور معلوم آپ کی کلام میں جس جگہ کہ خیار کا لفظ بولا جائے ارادہ خیار فسخ کا ہے جیسا کہ حدیث مَصْرُات میں ہے اور جیسا کہ بیچ حدیث اس شخص کے ہے جس کو بیع میں فریب ہوتا تھا اور نیز جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ مراد ساتھ متباہین کے بائع اور مشتری ہیں جو بیع کو عقد کرتے ہیں پس صادر ہونے عقد کے بعد نہیں خیار ہے ثرا میں اور نہ ثمن میں اور ابن عبد البر نے کہا کہ تحقیق اکثر کیا ہے مالکیہ اور حنفیہ نے حجت پکڑنے سے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوتا ہے ذکر اس کا اور اس کے اکثر سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی یعنی وہ کلام اکثر تو بے فائدہ ہے اور ابن سماعی نے

بعض خفیہ سے حکایت کی ہے کہ بیع عقد میں مشروع ہے ساتھ وصف اور حکم کے پس وصف اس کی لازم ہونا ہے اور حکم اس کا ملک ہے اور تحقیق تمام ہو چکی ہے بیع ساتھ عقد کے پس واجب ہوئی یہ بات کہ تمام ہو ساتھ وصف کے اپنے اور حکم اپنے کے اور لیکن تاخیر کرنا اس کا جدا ہونے تک پس نہیں ہے اس پر کوئی دلیل اس واسطے کہ جب سب تمام ہو جائے تو اپنے حکم کا فائدہ دیتا ہے اور نہیں منفی ہوتا ہے مگر ساتھ عارض کے اور جو اس کا دعویٰ کرے پس اس پر بیان اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ بیع سبب ہے واسطے واقع کرنے کے ندم میں اور ندامت محتاج سے طرف نظر کی پس ثابت کیا شارع نے خيار مجلس کا دونوں عقد کرنے والوں کی نظر سے تا کہ سلامت رہیں ندم سے اور دلیل اس کی خيار رویت کا ہے نزدیک ان کے اور خيار شرط ہے نزدیک ہمارے کہا کہ اگر ملازم ہوتا عقد ساتھ وصف اور حکم اپنے کے تو نہ مشروع ہوتا اقالہ یعنی پھیر دینا بیع کا لیکن وہ مشروع ہوا ہے دونوں عقد کرنے والوں کی نظر سے مگر یہ کہ مشروع ہے واسطے استدارک ندم کے کہ منفرد ہے ساتھ اس کے ایک اُن دونوں کا پس نہ واجب ہوگا اور خيار مجلس کا مشروع ہے واسطے استدارک ندم کے کہ دونوں اس میں شریک ہیں پس واجب ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا خَيْرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ
الْبَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا
تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ
مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيَّرُ
أَحَدُهُمَا الْآخَرُ فَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ
وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ يَتَبَايَعَا وَلَمْ
يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.

۱۹۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب دو مرد سودا کریں تو ہر ایک دونوں میں سے مختار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں اور اکٹھے ہوں یعنی پس جدا ہونے کے بعد اختیار فتح کا باقی نہیں رہتا ایک دوسرے کو اختیار دے پس دونوں سودا کریں اوپر اس اقرار کے تو بے شک واجب ہو جاتی ہے بیع یعنی اور اس کے بعد فتح کا اختیار باطل ہو جاتا ہے اور اگر خرید و فروخت کے بعد دونوں جدا ہوں اور ان میں سے کوئی بیع کو نہ چھوڑے یعنی اس کو فتح نہ کرے تو بے شک واجب ہو جاتی ہے بیع۔

فائدہ: یعنی بعد جدا ہونے کے اور یہ نہایت ظاہر ہے بیع ٹوٹ جانے کے ساتھ توڑنے ایک ان دونوں کے اور امام خطاب نے کہا کہ یہ زیادہ تر ظاہر چیز ہے بیع ثابت ہونے خيار مجلس کے اور وہ باطل کرنے والی ہے واسطے ہر تاویل کے کہ مخالف ہے واسطے ظاہر حدیث کے اور اسی طرح ہے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس کے اخیر میں کہ اگر

دونوں سودے کے بعد جدا ہوں کہ اس میں بھی بیان ظاہر ہے کہ بدن سے جدا ہونا یہی ہے توڑنے والا خیار کو اور اس کے معنی کلام کے ساتھ جدا ہونا ہوتے تو حدیث بے فائدہ ہو جاتی۔ انتہی اور بے شک اقدام کیا ہے داودی نے اوپر رد کرنے اس حدیث کے جس کی صحت پر اتفاق ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں قبول کی جاتی اس سے پس کہا کہ یہ جولیث راوی نے اس حدیث میں کہا ہے کہ اور دونوں اکٹھے ہوں تو یہ لفظ صحیح نہیں اس واسطے کہ مرتبہ لیث کا نافع کے حق میں نہیں ہے مانند مرتبے مالک کی اور اس کی نظیروں کی۔ انتہی اور یہ رد کرنا ہے واسطے اس چیز کے کہ اتفاق کیا ہے سب اماموں نے اس کے ثبوت پر بغیر سند کے اور کیا ملامت ہے اس شخص پر جس نے روایت کیا اس حدیث کو مفسر واسطے ایک احتمالوں اس کے کی یعنی اگر کوئی راوی حدیث کے احتمالوں میں سے ایک احتمال کے ساتھ حدیث کی تفسیر کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں اس حال میں کہ یاد رکھنے والا ہو اس سے وہ چیز کہ اس کے غیر کو یا نہیں باوجود واقع ہونے تعدد مجلس کے پس وہ محمول ہے اس پر کہ ایک بار ان کے استاد نے ان کو یہ حدیث مفسر بیان کی اور ایک بار مختصر اور مالک کی حدیث میں جو الّا بیع الخیار کا لفظ واقع ہوا ہے تو جمہور کہتے ہیں کہ یہ استثناء ہے دراز ہونے خیار سے جدا ہونے تک اور مراد یہ ہے کہ اگر وہ دونوں جدا ہونے سے پہلے بیع کو جائز رکھیں تو اس وقت بیع لازم ہو جاتی ہے اور جدا ہونے کا اعتبار باطل ہو جاتا ہے پس تقدیر کلام یہ ہے کہ مگر وہ بیع جس میں اختیار جاری ہوا ہو اور نوادی نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ہمارے اصحاب نے اوپر رائج ہونے اس تاویل کے اور باطل کیا ہے بہت نے ان میں سے اس چیز کو جو اس کے سوا ہے اور غلط کیا ہے اس کے قائل کو اور لیث کی روایت نہایت ظاہر ہے اس کی ترجیح میں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ استثناء ہے منقطع ہونے خیار سے ساتھ جدا ہونے کے یعنی جیسا کہ بیان اس کا اوپر گزرا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کی کے کہ یا اختیار دے ایک دوسرے کو یعنی پس شرط کرے خیار کو مدت معین تک پس نہیں گزر گیا اختیار ساتھ جدا ہونے کے بلکہ باقی رہے گا یہاں تک کہ مدت گزری حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے ابو ثور سے اور ترجیح دی گئی ہے پہلے کو ساتھ اس کے کہ اس میں بہت تھوڑی کلام کا مقدر کرنا پڑتا ہے اور معین کرتی ہے اس کو روایت نسائی کی ساتھ اس لفظ کے کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار سے پس اگر بیع خیار سے ہو تو واجب ہو جاتی ہے بیع اور بعض کہتے ہیں کہ وہ استثناء ہے اثبات خیار مجلس سے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ یا اختیار دے ایک دوسرے کو پس اختیار کرے خیار مجلس میں پس خیار باطل ہو جاتا ہے اور یہ احتمال سب احتمالوں سے ضعیف تر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے اس قول کے معنی کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار یہ ہیں کہ دونوں کو اختیار ہے جب تک کہ نہ جدا ہوں مگر یہ کہ اختیار کریں اور اگرچہ جدا ہونے سے پہلے ہو اور مگر یہ کہ ہو بیع ساتھ شرط خیار کی اگرچہ بعد تفرق کے ہو اور اس قول سے پہلے دونوں تاویلوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری)

جب بائع یعنی بیچنے والا مختار ہو تو کیا بیع جائز ہے

بَابُ إِذَا كَانَ الْبَائِعُ بِالْخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد رد کرنا ہے اس شخص پر جو بند کرتا ہے خیار کو مول لینے والے میں سوائے بائع کے اس واسطے کہ حدیث نے اس میں دونوں کے واسطے برابری کی ہے۔ (فتح)

۱۹۷۱۔ ۱۹۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک بائع اور مشتری سے نہیں لازم ہوتی بیع درمیان ان کے یہاں تک کہ جدا ہوں یعنی پس جدا ہونے سے بیع لازم ہو جاتی ہے مگر بیع خیاری۔

۱۹۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ بَيْعٍ لَا يَبْعُ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ.

فائدہ: یعنی پس لازم ہوتی ہے ساتھ شرط اپنی کے جیسے کہ اس کی بحث پہلے گزری اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع کا لازم ہونا بند ہے بیع جدا ہونے کے یا بیع شرط خیار کے اور معنی یہ ہیں کہ عقد بیع جائز ہے پس جب ان دونوں امروں میں سے ایک امر پایا جائے تو بیع لازم ہو جاتی ہے (فتح)

۱۹۷۲۔ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہیں یہاں تک کہ جدا ہوں ہمام راوی نے کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں پایا کہ تین بار اختیار کرے پس اگر وہ دونوں بیچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی خرید و فروخت میں ان کے لیے برکت ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو عنقریب ہے کہ دونوں کو فائدہ ہو اور ان کی خرید و فروخت کی برکت مثالی جائے۔

۱۹۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ هَمَّامٌ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي يَخْتَارُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ صَدَقَا وَبَيْنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكُنَّا لَقَسَى أَنْ يَرِيحَا رَبُّنَا وَيُمَحَقَا بَرَكَةً يَبْعُهُمَا قَالَ وَحَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْتِيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ جو ہمام نے کہا کہ تین بار اختیار کرے تو ایک روایت میں اس کے بدلے آیا ہے کہ خیاری تین بار ہے پس

اگر یہ زیادتی ثابت ہو جائے تو یہ بطور اختیار کے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَفْرَقَا وَلَمْ يَنْكِرِ الْبَائِعُ عَلَى الْمُشْتَرِي.

اگر کوئی ایک چیز خریدے پھر اسی وقت اس کو ہبہ کر دے پہلے جدا ہونے کے اور نہ انکار کرے بائع خریدار پر۔

فائدہ: یعنی کیا اس کا اختیار اس کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا خیار مجلس کا ہے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو باب کی دوسری حدیث ہے اور اس میں اس کا قصہ ہے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے اور وہ ظاہر ہے اس میں پھر خوف کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ کہ اعتراض کیا جائے اس پر ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے اونٹ سخت کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے تصرف کیا اونٹ میں ساتھ نفس عقد کے پس جواب دیا اس سے ترجمہ میں ساتھ قول اپنے کے کہ نہ انکار کرے بائع یعنی تحقیق ہبہ مذکورہ تو بائع کے جائز رکھنے کے ساتھ تمام ہوا ہے اور وہ چپ رہنا اس کا ہے جو بجائے قول اس کے کی ہے اور ابن تین نے کہا کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا تکلف ہے اور نہیں گمان کیا جاتا ساتھ حضرت ﷺ کے کہ آپ ﷺ نے ہبہ کیا ہو اس چیز کو کہ اس میں کسی کو اختیار ہو اور نہ انکار اس واسطے کہ وہ بیان کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے اور اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک بیان کر دیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ پہلی حدیثوں کے جو تصریح کرنے والی ہیں ساتھ خیار مجلس کے اور دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے ساتھ اس کے کہ عقد کے بعد عمر سے جدا ہوئے ہوں بایں طور کہ اس سے آگے ہوئے ہیں یا پیچھے مثلاً یعنی پھر ہبہ کیا ہو اور نہیں حدیث میں وہ چیز کہ اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے پس نہیں معنی ہیں واسطے حجت پکڑنے کے ساتھ اس واقع معین کے بیچ باطل کرنے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر صریح حدیثیں کہ اختیار مجلس ثابت ہے پس اگر وہ حدیث البیوع بالخیار پر مقدم ہوں تو یہ حدیث قاضی ہے اوپر ان کے اور اگر ان سے متاخر ہوں تو یہ محمول ہوگا اس پر کہ اکتفاء کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بیان سابق کے اور اس سے معلوم ہوا کہ خریدار جب بیع میں تصرف کرے اور بائع اس پر انکار نہ کرے تو خیار مجلس باقی نہیں رہتا جیسا کہ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے سمجھا اور ابن بطلال نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ بائع جب مشتری پر انکار نہ کرے اس چیز میں کہ پیدا کیا ہے اس کو ہبہ اور حقیق سے تو وہ بیع جائز ہے اور جب بائع انکار کرے تو اس میں اختلاف ہے سو جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی ہے بدن کے ساتھ جدا ہونا شرط نہیں تو وہ لوگ اس کو جائز رکھتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بدن سے جدا ہونا شرط ہے وہ اس کو جائز نہیں رکھتے اور حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور نہیں ہے امر بنا پر اس کو ذکر کیا ہے اس کو ابن بطلال نے مطلق ہونے سے بلکہ انہوں نے بیعات میں فرق کیا ہے پس اتفاق ہے اس پر سب کا کہ بیچنا اناج کا قبض کرنے سے پہلے جائز نہیں اور اناج کے سوا

اور چیزوں میں اختلاف ہے ان کو کئی مذہبوں پر ایک قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے مطلق کسی چیز کا بیچنا درست نہیں ہے اور یہی ہے قول شافعی اور محمد بن حسن کا دوسرا قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے بیچنا مطلق درست ہے یعنی ہر چیز کا مگر گھر اور زمین کہ ان کو قبض سے پہلے بیچنا درست نہیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا تیسرا قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے ہر چیز کا بیچنا درست ہے مگر وہ چیز کہ مالہ جاتی ہے یا تولی جاتی ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحاق اور احمد کا اور چوتھا قول یہ ہے کہ مطلق جائز ہے مگر وہ چیز کہ کھائی جاتی ہو اور پی جاتی ہو اور یہی قول ہے ابو ثور اور مالک اور اختیار ابن منذر کا اور آزاد کرنے میں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ آزاد کرنا صحیح ہے یعنی پہلے قبض سے اور ہوتا ہے قبض برابر ہے کہ ہو واسطے بائع کے حق جس کا ہو بایں طور کہ مول ادا نہ کیا ہو یا نہ ہو اور وقف میں بھی صحیح تر صحت اس کی ہے یعنی قبض سے پہلے وقف کرنا بھی درست ہے اور بہہ اور رہن میں اختلاف ہے اور صحیح تر نزدیک شافعیہ کے ان دونوں میں یہ ہے کہ وہ صحیح نہیں ہیں یعنی پہلے قبض کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیچ قصے اونٹ سخت کے حجت ہے واسطے مقابل اس کے کی اور ممکن ہے جواب اس سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما وکیل قبض میں پہلے بہہ کے اور یہی اختیار ہے بغوی کا کہا اس نے کہ جب اجازت دی مشتری نے واسطے موهوب لہ کے بیچ قبض کرنے بیچ کے تو کافی ہے اور بیع تمام ہو جاتی ہے اور حاصل ہوتا ہے بہہ بعد اس کے لیکن نہیں لازم آتا اس سے ایک ہونا قابض اور مقبض کا یعنی قبض کرانے والے کا اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت اونٹ پر سوار تھے اور حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس کے واسطے مالکیہ اور حنفیہ کے بیچ اس بات کے کہ قبض کرنا تمام چیزوں میں ساتھ تخلیہ کے ہے یعنی مشتری اور بائع کے درمیان راہ خالی کر دینے اس طور سے کہ اس کو قبض سے کوئی مانع نہ ہو اور اسی کی طرف ہے مائل ہونا امام بخاری رحمہ اللہ کا جیسا کہ پہلے گزرا ہے واسطے اس کے بیچ باب شرالدواب والحمیر کے کہ جب کوئی چار پائے خریدے اور بائع اس پر سوار ہو تو کیا یہ قبض ہے اور نزدیک شافعیہ اور حنفیہ کے کفایت کرتا ہے محض تخلیہ گھروں میں اور زمینوں میں اور جو چیز ان کی مانند ہے سوائے ان چیزوں کے نقل کی جاتی ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھائی جاتی ہیں اور اسی واسطے نہیں جزم کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے بلکہ وارد کیا ترجمہ کو بطور استفہام کے اور اس حدیث کی ایک طریق میں بیچ کی تصریح آچکی ہے اور محبت طبری نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو عقد کے بعد ہانکا ہو جیسا کہ اس کو عقد سے پہلے ہانکا ہو اور حضرت ﷺ کا اس کو ہانکنا قبض ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ قبض ہر چیز کے موافق اس کی ہے۔ (فتح الباری) یا کوئی غلام خریدے پھر اس کو آزاد کرے

أَوْ اشْتَرَى عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے بہہ کے مسئلے کو اصل گردانا ہے اور حق کا مسئلہ اس کے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے موجود ہونے نص کے بہہ میں سوائے حق کے اور شافعیہ نے معنی کی طرف نظر کی ہے اس میں کہ حق کے واسطے قوت اور

سرایت ہے جو اس کے غیر کے واسطے نہیں اور جس نے کہا کہ ہبہ عتق کے ساتھ لاحق ہے کہا کہ عتق تلف کرنا ہے واسطے مالیت کے اور اطلاق قبض ہے پس اسی طرح ہبہ بھی قبض ہے (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ فِيمَنْ يَشْتَرِي السِّلْعَةَ عَلَى الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَهُ وَالرِّبْحُ لَهُ۔
اور طاووس نے کہا کہ اگر کوئی اسباب کو خریدے بائع کو رضا مندی سے پھر اس کو بیچ ڈالے تو واجب ہوتا ہے واسطے اس کے اسباب اس کے اور نفع اس کا واسطے خریدار کے ہے۔

فائدہ: یعنی جب مشتری اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے اور بائع اول اس پر انکار نہ کرے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اور بیخ کا اختیار باقی نہیں رہتا۔ واللہ اعلم

۱۹۷۲۔ وَقَالَ لَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى بَكْرِ صَغْبٍ لِعَمَرَ فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ فَيَزْجُرُهُ عَمْرُ وَيَرُدُّهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَزْجُرُهُ عَمْرُ وَيَرُدُّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمَرَ بَعْنِيهِ قَالَ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَعْنِيهِ فَبَاعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بَنِ عَمْرُ تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ۔
۱۹۷۳۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہؓ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا سو وہ مجھ پر غالب آتا تھا اور سب لوگوں سے آگے بڑھ جاتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو جھڑکتے تھے اور پیچھے پھرتے تھے پھر آگے بڑھ جاتا تھا سو عمر رضی اللہ عنہ اس کو جھڑکتے تھے اور پیچھے ہٹاتے تھے سو حضرت عائشہؓ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت عائشہؓ یہ آپ ﷺ کے واسطے ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو آپ ﷺ کے ہاتھ بیچا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کر تو ساتھ اس کے جو چاہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے واسطے اس چیز کے کہ تھے اس پر اصحاب تعظیم کرنے کے ان کے سے واسطے حضرت عائشہؓ کے اور یہ کہ نہ آگے بڑھیں حضرت عائشہؓ سے چلنے میں اور یہ کہ جائز ہے جھڑکنا چوپایوں کا اور یہ کہ نہیں شرط ہے بیچ میں پیش کرنا مالک اسباب کا اسباب اپنے کو بلکہ جائز ہے یہ کہ سوال کیا جائے اس کی بیچ میں اور یہ کہ جائز ہے تصرف کرنا بیچ میں پہلے بدل مول کے (فتح) حضرت عائشہؓ نے اونٹ عمر رضی اللہ عنہ سے خریدا اور اسی گھڑی اس کو ہبہ کر دیا اور بائع نے انکار نہ کیا اور اس کا خیار باطل ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز خریدے اور اس کو

اسی ساعت ہبہ کر دے اور بائع اس پر انکار نہ کرے تو اس کا خیار باطل ہو جاتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی ایک زمین جو وادی (ایک جگہ کا نام ہے) میں تھی امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچی بدلے زمین ان کی کے جو خیبر میں تھی سو جب ہم سودا کر چکے تو میں اپنے پیچھے پلٹا یہاں تک کہ میں اس کے پاس سے نکلا واسطے خوف اس بات کے کہ وہ مجھ سے سودا پھیرنا چاہے اور شرع میں دستور تھا یعنی شرع میں یہ بات مقرر تھی کہ بائع اور مشتری مختار ہیں یہاں تک کہ جدا ہوں عبداللہ نے کہا کہ جب میرا اور ان کا سودا لازم ہوا اور میں نے دیکھا یعنی جانا کہ میں نے ان کا نقصان کیا بایں طور کہ ہانکا میں ان کو طرف زمین ثمود کی ساتھ تین دن رات کے اور ہانکا انہوں نے مجھ کو طرف مدینے کی ساتھ تین دن اور رات کے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعْتُ مِنْ أُمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالًا بِالْوَادِي بِمَالٍ لَهُ بِخَيْبَرَ فَلَمَّا تَبَايَعْنَا رَجَعْتُ عَلَى عَقِبِي حَتَّى خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِهِ خَشْيَةً أَنْ يُرَادَّنِي الْبَيْعَ وَكَانَتِ السَّنَةُ أَنَّ الْمُتَبَايِعِينَ بِالْحَيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَمَّا وَجَبَ بَيْعِي وَبَيْعُهُ رَأَيْتُ أَنِّي قَدْ غَبْتُهُ بِأَنِّي سَقَيْتُهُ إِلَى أَرْضٍ تَمُودَ بِثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَاقَيْتُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ لَيَالٍ.

فائدہ: یعنی جو مسافت کہ ان کے اور ان کی بیٹی ہوئی زمین کے درمیان تھی اس پر میں نے ان کو تین دن اور رات کی راہ اور زیادہ کر دی اور جو مسافت کہ میرے اور میری بیٹی ہوئی زمین کے درمیان تھی اس سے انہوں نے مجھ کو تین دن رات کی راہ کم کر دی یعنی وہ مدینے سے بہ نسبت پہلے کی تین دن رات کی راہ اور دور جا پڑے اور میں مدینے سے بہ نسبت پہلے کی تین دن رات کی راہ نزدیک ہو گیا۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ شریعت میں دستور تھا تو یہی سبب تھا بیچ نکلنے ان کے عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام اس واسطے کیا تھا کہ واجب ہو واسطے ان کی بیع اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واسطے بیع کے خیال باقی نہ رہی اور استدلال کیا ہے ابن بطلان نے ساتھ اس کے وکانت السنۃ اس پر کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اور ایپر جس زمانے میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تو اس وقت میں بدن سے جدا ہونا متروک ہو گیا تھا اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کیا اس واسطے کہ وہ سنت کا بہت اتباع کیا کرتے تھے اسی طرح کہا ابن بطلان نے اور انہیں اس کے قول میں وکانت السنۃ وہ چیز کہ اس کے استمرار اور بیعت کی نفی کرے اور ایوب بن سوید کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ دستور تھا کہ جب ہم سودا کرتے تھے تو ہر ایک بائع اور مشتری سے مختار ہوتا تھا جب تک کہ دونوں نہ جدا ہوں سو میں نے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بیع کی پس ذکر کیا قصے کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اشعار ہے ساتھ بیعت کی اس کی کے اور عجب

بات کہی ابن رشید نے مقدمات میں پس گمان کیا اس نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا بدن سے جدا ہونا سنت نہیں بلکہ یہ منسوخ ہے اور میں اس کی زیادت کی کوئی اسناد نہیں دیکھتا اور اگر صحیح ہو تو نہ نکالے گی مسئلے کو خلاف سے اس واسطے کہ اکثر اصحاب سے منقول ہے کہ بے شک جدا ہونا بدنوں سے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا غائب چیز کا جو حاضر نہ ہو جب کہ بیان کرے بائع صفت اس کی کو سیاتی نقل الخلاف فیہانی باب بیع الملامۃ اور یہ کہ جائز ہے حیلہ کرنا بیچ باطل کرنے خیار کے اور مقدم کرنا مرد کا اپنی جان کی مصلحت کو اپنے غیر کی مصلحت پر اور یہ کہ جائز ہے بیچنا زمین کا ساتھ زمین کے اور یہ کہ غبن سے بیع پھیرتی نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ بیع میں فریب کرنا مکروہ ہے

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے کہ بیع میں فریب کرنا مکروہ ہے لیکن بیع کو فتح نہیں کرتا مگر یہ کہ مشتری خیار کو شرط کرے بنا پر اس کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے قصہ جو مذکور ہے حدیث میں۔ (فتح)

۱۹۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ.

۱۹۷۴۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھ کو بیع میں فریب ہوتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب تو سودا کرے تو کہہ کہ نہیں ہے فریب۔

فائدہ: یعنی دین میں اس واسطے کہ دین تو خیر خواہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر تجھ کو اختیار ہے ہر اسباب میں کہ تو اس کو خریدے تین دن تک پس اگر تو راضی ہو تو روک رکھ نہیں تو پھر دے پس زندہ رہا وہ شخص یہاں تک کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا اور وہ ایک سو تیس برس کا تھا سو بہت ہوئے لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور اس کا دستور تھا کہ جب کوئی چیز خریدتا تھا اور اس کو کہا جاتا تھا کہ تجھ کو غبن ہوا تو تو اس میں رجوع کرتا تھا پس گواہی دیتا تھا واسطے اس کے کوئی شخص اصحاب سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واسطے اس کے تین رات تک اختیار ٹھہرایا تھا پس اس کے درہم اس کو پھیر دیئے جاتے تھے اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو یہ بات سکھائی تاکہ اس کو بیع کے وقت کہے پس مطلع ہو اس کے ساتھ ساتھی اس کا کہ نہیں ہے وہ ان لوگوں میں سے جن کو بصیرت ہے بیچ معرفت اسباب اور مقدار قیمت کی پس دیکھے گا واسطے اس کے جو دیکھے گا واسطے نفس اپنے کے واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکی ہے ترغیب دلانے بائع اور مشتری کے سے اوپر نصیحت کے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اگر وہ بیچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی بیچ میں برکت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے احمد کے اور ایک قول مالک کے کہ رد کی جاتی

ہے بیع واسطے غبن فاحش کے واسطے اس شخص کے جو نہ پہچانتا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اختیار دیا اس کو واسطے ضعیف ہونے عقل اس کی کے اور اگر غبن کے ساتھ فسخ کا اختیار ہوتا تو شرط خیار کی حاجت نہ ہوتی اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو فریب بیع قصے اس مرد کے عیب میں یا جھوٹ میں یا مول میں یا غبن میں پس خاص کر غبن کے مسئلے میں اس حدیث سے حجت پکڑنی درست نہ ہوگی اور یہ قصہ عام نہیں بلکہ وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے پس اس حدیث سے خاص اس شخص کو حجت پکڑنی درست ہوگی جو اس مرد کی طرح ہو اور عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے بیع میں کلام کیا تو کہا کہ نہیں پاتا واسطے تمہارے کوئی چیز کہ زیادہ تر فراخ ہو اس چیز سے کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ نے واسطے حبان بن مہدہ کے تین دن لیکن اس حدیث کی مدار ابن لہیعہ پر ہے اور وہ ضعیف ہے اٹھی اور یہ ٹھیک اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا لیکن جو احتمال کہ اس نے ذکر کیے ہیں وہ معین ہیں ساتھ اس روایت کے جس نے اس کی تصریح کی ہے کہ اس کو بیع میں فریب ہوتا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خیار شرط کیے گئے کی مدت تین دن میں ہے بغیر زیادت کے اس واسطے کہ وہ حکم ہے جو خلاف اصل پر وارد ہوا ہے پس بند کیا جائے گا ساتھ اس کے اوپر اس چیز کے جو وارد ہوئی ہے بیع اس کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ حضرت ﷺ نے مضرات کے باب میں تین دن مدت ٹھہرائی ہے اور اعتبار کرنا تین دن کا کئی جگہوں میں ہے اور عجب بات کہی بعض مالکیہ نے پس کہا کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ بند کیا اس کو حضرت ﷺ نے تین دن میں اس واسطے کہ اکثر بیع اس کی غلاموں سے تھی اور یہ دعویٰ محتاج ہے طرف دلیل کی اور محض احتمال اس میں کافی نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو بیع کے وقت کہے کہ فریب نہیں تو اس کو اس بیع میں اختیار ہوتا ہے برابر ہے کہ وہ اس میں کوئی عیب یا غبن پائے یا نہیں اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے بیع اپنے جمود کے پس کہا کہ اگر کہے کہ نہیں فریب یا نہیں عیب یا جو اس کی مانند ہو تو نہیں ہوتا واسطے اس کے خیار یہاں تک کہ کہے کہ لا خلاصہ اور آسان تر اس چیز کا کہ رد کیا جائے اس پر وہ چیز ہے جو صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ وہ کہتا تھا کہ لا خیابۃ ساتھ یا کہ بدلے لام کے اور ساتھ ذال کے بدلے دال کے اور شاید کہ وہ اچھی طرح بول نہ سکتا تھا اور باوجود اس کے نہ متغیر ہوا حکم بیع حق اس کے کے نزدیک کسی کے اصحاب میں سے جو اس کے واسطے گواہی دیتے تھے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے اختیار ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ انہوں نے اس میں معنی کے ساتھ اکتفاء کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بڑے آدمی کو تصرف سے نہ روکا جائے اگرچہ اس کی بے عقلی ظاہر ہو واسطے دلیل اس چیز کے کہ جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ اس کے گھر والے حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ آپ اس کو مال میں تصرف کرنے سے روک دیں تو حضرت ﷺ نے اس کو بلا کر منع کیا سو اس نے کہا کہ میں صبر نہیں کر سکتا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو بیع کرے تو کہہ کہ

فریب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر بڑے آدمی کو روکنا صحیح نہ ہوتا تو البتہ حضرت ﷺ ان پر انکار کرتے کہ اس کو تصرف سے روکنا جائز نہیں اور حضرت ﷺ کا اس کو نہ روکنا پس نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ بے عقل کو مال میں تصرف سے روکنا منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع کے اوپر شرط خیار کے اور اوپر اس کے کہ صرف مشتری کو خیار جائز ہے یعنی بائع کو جائز نہیں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا جو تھی اس پر اہل اس زمانے کے رجوع کرنے سے طرف حق کی اور قبول کرنے خبر واحد کے سے بیع حقوق وغیرہ کے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْأَسْوَاقِ

باب ہے بیع بیان بازاروں کے

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ ارادہ کیا بخاری نے ساتھ اس ذکر بازاروں کے اباحت تجارت کے یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے یہ ہے کہ تجارت جائز ہے اور جائز ہے شریعوں اور بزرگوں کو داخل ہونا بازاروں میں اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کی شرط پر ثابت نہیں کہ بازار سب جگہوں سے بدتر ہیں اور یہ حدیث ہے جو احمد نے جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب جگہوں سے بہت پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب جگہوں سے بدتر اللہ کے نزدیک بازار ہیں اور اس کی اسناد حسن ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے ابن بطلان نے کہا کہ یہ باعتبار غالب کے ہے اور نہیں تو بہت بازار جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے بہتر ہیں اکثر مسجدوں سے (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قُلْتُ هَلْ مِنْ سُوقٍ فِيهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوقٌ قَيْنَقَاعٍ
اور عبدالرحمن نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو میں نے کہا کہ کیا کوئی بازار ہے کہ اس میں تجارت ہوتی ہو تو اس نے کہا کہ بازار قینقاع ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اوائل بیوع میں پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ فقط ذکر بازار کا ہے اور اس کا حضرت ﷺ کے زمانے میں ہونا اور یہ کہ اس میں بڑے بڑے اصحاب رضی اللہ عنہم بزرگ جاتے تھے واسطے حاصل کرنے معاش کے واسطے گزارے کے اور واسطے بچنے لوگوں سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ دُلُونِي عَلَى السُّوقِ
اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالرحمن نے کہا کہ مجھ کو بازار کی راہ دکھاؤ

فائدہ: یہ حدیث بھی وہی ہے جو پہلے گزری۔

اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بازار کھا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے

وَقَالَ عُمَرُ الْهَاشِمِيُّ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزری ہے اس سے بھی غرض وہی ہے کہ بازار میں جانا درست ہے۔

۱۹۷۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبے سے لڑنے آئے گا جب کہ زمین کے میدان میں ہوں گے تو اللہ ان کے اگلے پچھلوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اپنی اپنی نیت پر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ان کے اگلے پچھلوں کو کیسے زمین میں دھنسایا جائے گا اور حالانکہ لشکر میں تو بازاری لوگ بھی ہوں گے جو خرید و فروخت کرتے ہوں گے اور وہ لوگ کہ جو لڑنے والوں میں نہیں ہوں گے یعنی ان کا کیا قصور ہے جو وہ بھی عذاب میں شریک ہوں گے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے اگلے پچھلوں سب کو دھنسایا جائے گا پھر اپنی اپنی نیت پر انھیں گے۔

۱۹۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْفَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو جَيْشُ الْكُفَّةِ فَإِذَا كَانُوا بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخَسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يُخَسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخَسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يُعْتَوْنَ عَلَى نِيَابِهِمْ.

فائدہ: یعنی بدوں کی شامت اعمال سے نیکیوں پر دنیاوی عذاب ہوگا لیکن آخرت میں جیسے نیت ہوگی ویسا بدلہ ملے گا اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو زیادہ کرے گروہ کسی کسی قوم کا گناہ میں اختیار سے تو اس کو بھی ان کے ساتھ عذاب لازم ہوتا ہے اور کہا کہ امام مالک نے استنباط کیا ہے اس سے کہ جو شراب خور کے پاس بیٹھے اس کو بھی اس کے ساتھ تعزیر دی جاتی ہے اگرچہ وہ شراب نہ پیے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن نمیر نے ساتھ اس کے کہ جو عذاب کی حدیث میں مذکور ہے وہ آسانی عذاب ہے پس نہ قیاس کیا جائے گا عذاب شرعی اوپر اس کے اور تاکید کرتا ہے اس کو اخیر حدیث کا کہ پھر اپنی اپنی نیت اٹھائے جائیں گے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عملوں کو اعتبار عامل کی نیت سے ہے اور اس میں ڈرانا ہے اہل ظلم کی صحبت سے اور ان کے پاس بیٹھنے سے اور ان کے گروہ زیادہ کرنے سے مگر جس کو کوئی چارہ نہ ہو اور متردد ہوتی ہے نظر بیچ صحبت تاجر کے واسطے اہل فتنہ کے کہ کیا یہ ان کے لیے اعانت ہے ان کے ظلم پر یا وہ ضرورت بشریہ سے ہے پھر اعتبار کیا جائے عمل پر ایک کا اس کی بیت سے اور دوسرے شق پر ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے اور ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد وہ لشکر ہو جو کعبے کو ڈھا دیں گے پس بدلہ لیا جائے گا ان سے سو ان کو دھنسایا جائے گا اور پیچھا کیا گیا اس کا بایں طور کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت سے اور جو لوگ کہ کعبے کو ڈھائیں گے وہ حبشہ کے کافر ہیں اور نیز بس مقتضی کلام آپ کی کا یہ ہے کہ ان کو دھنسایا جائے گا بعد اس کے کہ کعبے کو ڈھا کر پھریں گے اور ظاہر اس

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کعبے میں پہنچنے سے پہلے زمین میں دھنسائے جائیں گے (فتح) یعنی پس ابن تین کا یہ احتمال ٹھیک نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازار جانا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة (ت)

۱۹۷۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ فِي جَمَاعَةٍ تَرَبَّدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ وَبَيْتِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذَلِكَ بَأَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَا يَنْهَرُهُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ بِهَا دَرَجَةٌ أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ وَالْمَلَائِكَةُ تَصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَاةِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ أَرْحَمَهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ وَقَالَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحِبُّهُ.

۱۹۷۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَانْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا دَعَوْتُ هَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ

۱۹۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فرمایا کہ نماز ایک تمہارے کی جماعت میں اس کے بازار اور گھر کی نماز سے میں اور چند درجے زیادہ ہے یعنی پچیس یا ستائیس اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب آدمی نے وضو کیا سوا اچھی طرح سے وضو کیا پھر مسجد میں آیا اس حالت سے کہ نماز کے سوا اس کی جنبش کا کوئی سبب نہ ہو تو ایسا شخص کوئی قدم نہ چلے گا مگر کہ اللہ اس کے ہر قدم کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کے سبب سے اس کا گناہ دور کرے گا اور فرشتے اس کو دعا کرتے ہیں جب تک کہ اس مکان میں بیٹھا رہے گا جس میں وہ نماز پڑھتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ الہی اس پر رحم کر الہی اس پر رحمت کر کہ یہ وعدہ اس شرط پر ہے جب تک کہ مسجد میں دنیا کی بات نہ کہے یا وضو نہ ٹوٹے جب تک اس میں کسی کو تکلیف نہ دے اور فرمایا کہ ہمیشہ آدمی نماز میں ہے جب تک کہ اس کو نماز روکے رہے یعنی جو مدت نماز کے انتظار میں گزرے وہ نماز ہی میں شمار ہوگی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ابواب الجماعۃ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ ہے کہ بازار میں جانا اور اس میں نماز پڑھنا درست ہے وفيه المطابقة للترجمة۔ (فتح)

۱۹۷۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بازار میں تھے تو ایک مرد نے کہا کہ اے ابوالقاسم سو حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے یعنی گمان کیا کہ شاید اس نے مجھ کو بلایا ہے تو اس مرد نے کہا کہ میں نے اس کو بلایا یعنی کسی اور مرد کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت کو۔

۱۹۷۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَانْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا دَعَوْتُ هَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَتِي.

فائدہ: کنیت اس کو کہتے ہیں جس پر اب کی لفظ ہو جیسے ابوالقاسم یا ابو الحسن ابوالقاسم حضرت ﷺ کی کنیت تھی سو فرمایا کہ اپنی اولاد کا نام محمد رکھا کرو ان کو ابوالقاسم نہ کہو اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بازار میں جانا جائز ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۱۹۷۸۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا رَجُلٌ بِالْبَيْعِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَأُلْتَفَتْ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ أُعِنِكَ قَالَ سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَتِي.

۱۹۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے بیع میں بلایا اے ابوالقاسم! سو حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے سو اس نے کہا کہ میں نے آپ کو مراد نہیں رکھا یعنی میں نے آپ کو نہیں پکارا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ بازار بیع میں تھا۔ (فتح)

۱۹۷۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةِ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا أَكَلِمُهُ حَتَّى أَتَى سَوْقَ بَنِي قَيْنِقَاعَ فَجَلَسَ بِفَنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَمْتُ لَكُمُ أَمْتُ لَكُمُ فَحَبَسْتُهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سَخَابًا أَوْ تَغْسِلُهُ فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى غَانَقَهُ وَقَبْلَهُ وَقَالَ اللَّهُمَّ أَحِبُّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ رَأَى نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَوْ تَوَرَّعَةً.

۱۹۷۹۔ ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دن کے کچھ گزرنے میں یعنی دن کے اخیر میں نکلے اس حال میں کہ نہ تو آپ ﷺ مجھ سے کلام کرتے تھے اور نہ میں آپ ﷺ سے کلام کرتا تھا یعنی چپ تھے یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں آئے یعنی اور بازار سے پھر کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آ بیٹھے سو فرمایا کہ کیا لڑکا یہاں ہے کیا لڑکا یہاں ہے یعنی حسن رضی اللہ عنہ سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کچھ دیر ان کو روک رکھا سو گمان کیا میں نے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کو ہار پہناتی ہیں یا نہلاتی ہیں سو حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور چوما اور پھر فرمایا کہ الہی دوست رکھ اس کو اور دوست رکھ اس کو جو حسن کو دوست رکھے اور سفیان نے کہا کہ عبید اللہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو کہ تحقیق عبید اللہ نے نافع بن جبیر کو دیکھا اس نے ایک رکعت وتر پڑھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب رضی اللہ عنہم تعظیم کرنے سے واسطے حضرت ﷺ کے اور چلنے سے ساتھ آپ ﷺ کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت ﷺ اس پر تواضع سے اور داخل ہونے سے بازار میں اور بیٹھنے سے گھر کے صحن میں اور اس میں ہے لڑکے پر رحم کرنا اور اس کے ساتھ خوش طبعی کرنی اور اس کو گلے لگانا اور چومنا اور اس میں بیان ہے واسطے فضیلت حسن کے۔ (فتح)

۱۹۸۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو زَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبِيعُ عَلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَبِيعُوهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتَّى يَنْقَلُوهُ حَيْثُ يَبَاعُ الطَّعَامُ قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبَاعَ الطَّعَامُ إِذَا اشْتَرَاهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

۱۹۸۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے زمانے میں قافلہ سے اناج خریدا کرتے تھے سو حضرت ﷺ ان پر کسی آدمی کو بھیجتے تھے جو ان کو خرید کی جگہ میں اناج بیچنے سے منع کرے یہاں تک کہ اس کو اناج بیچنے کی جگہ اٹھا لے جائے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچا جائے اناج جب کہ اس کو کوئی خریدے یہاں تک کہ اس کو پورا لے یعنی قبض کر لے۔

فائدہ: شبہ کیا گیا ہے اس پر کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سوق اس جگہ کا نام ہے جس میں خرید و فروخت واقع ہو پس نہ خاص ہوگا حکم مذکور ساتھ اس مکان کے جو معروف ہے ساتھ بازار کے بلکہ عام ہوگا ہر مکان کو کہ واقع ہو اس میں خرید و فروخت اس واسطے کہ قول آپ ﷺ کا جس جگہ اناج بیچا جائے عام ہے۔ (فتح) وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوقِ

۱۹۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هَلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوَرَةِ قَالَ أَجَلٌ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوَرَةِ

۱۹۸۱۔ عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا میں نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ساتھ صفت حضرت ﷺ کے کہ تورات میں واقع ہوئی ہے عبد اللہ نے کہا کہ ہاں میں خبر دیتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت ﷺ صفت کیے گئے ہیں تورات میں ساتھ بعض صفتوں کے کہ قرآن میں ہیں کہ اے نبی ہم نے تم کو بھیجا گواہی کو اور خوش

بازار میں شور کرنا مکروہ ہے

اور ڈر سنانے کو اور پناہ واسطے ان پڑھوں کے تو بندہ میرا ہے اور رسول میرا نام رکھا ہے میں نے تم کو متوکل نہ سخت خو ہے اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنے والا بازاروں میں اور نہیں دفع کرتا ساتھ بدی کے بدی کو یعنی بدی کے بدلے بدی نہیں کرتا لیکن معاف کرتا ہے اور گناہ کو بخشتا ہے اور نہ روح قبض کرے گا ان کی اللہ یہاں تک کہ قائم کرے ساتھ ان کے دین میڑھی کو کہ فترت کے زمانے متغیر ہوا تھا ساتھ اس کے کہ کہیں لا الہ الا اللہ یعنی کلمہ توحید کہیں اور کھولے جائیں ساتھ کلمہ توحید کے آنکھیں اندھی اور کان بہرے اور دل غلاف کیے ہوئے غلف ہر وہ چیز ہے کہ غلاف میں ہو کہتے ہیں کہ تلوار غلاف میں ہے اور کمان غلاف میں ہے اور آدمی کو بھی اغلف کہتے ہیں جب کہ اس کو غصہ نہ کیا ہوا ہو۔

بَعْضُ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحَرًّا لِلْأَمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمِعْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَقِيرٍ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيْنَةِ السَّيْنَةَ وَلَكِنْ يَغْفِرُ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يَقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْوُجَاءَ بَأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا عَمِيًّا وَأَذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هَلَالٍ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ هَلَالٍ عَنْ عَمَاءٍ عَنْ أَبِي سَلَامٍ غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِي غُلَافٍ سِوَيْهِ أَغْلَفَ وَقَوْسٌ غُلْفَاءُ وَرَجُلٌ أَغْلَفَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُونًا.

فائدہ: اس حدیث سے سمجھایا جاتا ہے کہ امام اعظم یعنی امیر المومنین کا بازار میں داخل ہونا اس کو اس کے مرتبے سے تلے نہیں اتارتا اس واسطے کہ نفی تو شور کرنے کی مذمت میں آئی ہے کہ اس میں شور کرنا برا ہے نہ اصل دخول سے یعنی اصل داخل ہونا منع نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازار میں شور کرنا درست نہیں۔ (فتح)

بابُ الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطَى باب ہے اس بیان میں کہ مزدوری ماپنے کی اور بیچنے والے اور دینے والے پر ہے

فائدہ: یعنی دینے والے پر ہے خواہ بیچنے والا ہو یا قرض دینے والا یا سوائے اس کے اور ملحق ہے ساتھ اس کے ماپنے کے بیچ تو لا اس اسباب کے کہ تولہ جاتا ہے اور یہی قول ہے تمام فقہاء شہروں کا اور اسی طرح مول کے تولے کی مزدوری خریدار پر ہے مگر کھرا کرنا مول کا وہ بائع پر ہے اصح قول پر شافعیہ کے نزدیک۔ (فتح)

اور بیان اس آیت کا کہ جب ماپ دیں ان کو یا تول دیں ان کو تو گھٹا کر دیں یعنی ان کو واسطے ماپیں یا تولیں مانند اس آیت کی کہ سنتے ہیں تم کو یعنی سنتے ہیں واسطے تمہارے۔

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَإِذَا كَالُواهُمْ أَوْ وَزَنُوا لَهُمْ﴾ يَعْنِي كَالُوا لَهُمْ وَوَزَنُوا لَهُمْ كَقَوْلِهِ ﴿يَسْمَعُونَ لَكُمْ﴾

فائدہ: اور ترجمہ کے معنی یہ ہیں کہ جب آدمی کچھ خریدے تو کوئی غیر اس کو تول کر دے اور جب کچھ بیچے تو خود تول کر دے۔ (فتح)

اور حضرت ﷺ نے فرمایا ما یو یہاں تک کہ پورا حق لو اپنا اور اس کو قبض کرو

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَكْمَلُوا حَتَّى تَسْتَوْفُوا

فائدہ: یہ حدیث پوری نسائی اور ابن حبان نے روایت کی اور مطابقت اس کی ترجمہ سے یہ ہے کہ مپانا استعمال کیا جاتا ہے واسطے اس چیز کے کہ لے اس کو آدمی واسطے نفس اپنے کے اور تفسیر کرتی ہے اس کو حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی جو بعد اس کے ہے (فتح)

اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ جب تو بیچے تو خود تول کر دے اور جب تو خریدے تو بائع سے تول کر لے۔

وَيَذْكُرُ عَنْ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ إِذَا
بَعْتَ فِكْلٍ وَإِذَا ابْتَعْتَ فَاكْكُلْ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تولنا اور ماپنا بائع پر ہے۔

۱۹۸۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اناج خریدے تو بیچے اس کو یہاں تک کہ اس کو پورا لے اور قبض کرے۔

۱۹۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ ابْتَاَعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

۱۹۸۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ یعنی میرے باپ کا انتقال ہوا اور اس پر قرض تھا یعنی اور میرے پاس مال نہ تھا کہ اس کے ساتھ قرض ادا کروں تو میں نے اس کے قرض خواہوں پر حضرت ﷺ سے مدد چاہی یعنی میں نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی کہ اس کو کچھ قرض چھوڑ دیں تو حضرت ﷺ نے ان سے یہ بات چاہی سوانہوں نے کچھ نہ چھوڑا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی ہر قسم کی کھجور کے جدا جدا ڈھیر کر بجوہ کو جدا کر اور عذق زید کو جدا کر پھر کسی کو میرے پاس بھیج تاکہ میں تیرے پاس آؤں سو میں نے تمام کھجوریں جدا جدا کیں پھر میں نے کسی کو

۱۹۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ
مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنُ حَرَامٍ
وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَعْنَتْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى غُرْمَاتِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دَيْنِهِ
فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ
فَلَمْ يَفْعَلُوا فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَصْنِفْ تَمْرَكَ أَصْنَفًا
الْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ وَعَذَقْ زَيْدٌ عَلَى حِدَةٍ
ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَيَّ

حضرت ﷺ کے پاس بھیجا سو حضرت ﷺ تشریف لائے اور ڈھیر کے اوپر یا درمیان بیٹھے پھر فرمایا کہ ماپ واسطے قوم کے یعنی قرض خواہوں کو ماپ ماپ کر دینا شروع کر سو میں نے ماپ ماپ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے ان کو ان کا حق پورا کر دیا یعنی سب قرض ادا کر دیا اور میری کھجوریں باقی ہیں گویا کہ ان سے کوئی چیز کم نہ ہوئی یعنی وہ سب ڈھیر اس طرح باقی تھا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ ماپتا رہا واسطے ان کے یہاں تک کہ ان کا قرض ادا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ قرض خواہ کے واسطے کھجوریں کاٹ اور اس کے سب حق ادا کر۔

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قوم کے واسطے ماپ تو یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے کہا کہ ماپنا دینے والے پر ہے۔ (فتح) اور عجمہ ایک قسم کی کھجور ہے بہت عمدہ جو مدینے میں ہوتی ہے اور عقد زید بھی ایک قسم کی کھجور ہے۔
باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

۱۹۸۴۔ مقدمہ ابن تیمیہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تولا کرو اپنے اناج کو کہ تمہارے لیے اس میں برکت ہوگی۔

۱۹۸۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ الْمُقَدَّامِ بْنِ مَعْدَى كَرَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْلُوا طَعَامَكُمْ يَبَارِكْ لَكُمْ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ آدمی کو مستحب ہے کہ اپنے عیال کے خرچ کو تولا کرے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نکالو اناج کو ساتھ کیل معلوم کے کہ پہنچائے تم کو ایک مدت تک جس کو تم نے اندازہ کیا ہے باوجود اس کے کہ رکھی ہے برکت اللہ نے بیچ مد اہل مدینہ کے ساتھ دعا حضرت ﷺ کے اور ابن جوزی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ برکت واسطے بسم اللہ کہنے کے اوپر اس کے وقت ماپنے کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس کچھ جو تھے کہ میں اس سے کچھ کھاتی تھی یہاں تک کہ بہت مدت ہو گئی سو میں نے ان کو ماپا پس تمام ہو گئے مہلب نے کہا کہ اس حدیث اور مقدمہ کی حدیث کے درمیان معارضہ نہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی قوت کے موافق تھوڑا سا خرچ بے ماپے نکالتی تھیں سو ان کو اس میں برکت ہوتی تھی باوجود برکت

حضرت ﷺ کے سوجب عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو مایا تو معلوم کیا اس مدت کو کہ وہاں تک پہنچیں گے اور یہ پھیرنا ہے واسطے اس چیز کے کہ متبادر ہے طرف اس کے ذہن برکت کے معنی سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ابن حبان کے نزدیک اس طور سے واقع ہوئی کہ ہم ہمیشہ اس سے کھاتے رہے یہاں تک کہ اس کو لڑکے نے مایا پس کچھ دیر نہ ہوئی کہ تمام ہو گئے اور اگر ہم اس کو نہ مایا تو ہم کو امید تھی کہ بہت مدت رہتے اور ظاہر یہ ہے مقدم کی حدیث محمول ہے اس اناج پر جس کو خریدے پس حاصل ہوتی ہے اس میں برکت ساتھ مایا کے واسطے ماننے حکم شارع ﷺ کے اور اگر مایا کے حکم کو نہ مانا جائے تو اس سے برکت نکالی جاتی ہے واسطے شامت نا فرمانی کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث محمول ہے اس پر کہ انہوں نے اس کو امتحان اور آزمائش کے واسطے مایا تھا کہ کیا بیج مچ مایا سے برکت ہو جاتی ہے اس واسطے داخل ہوا اس میں نقصان اور حاصل یہ ہے کہ محض مایا سے برکت نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور امر نہ جوڑا جائے اور وہ شارع کے حکم کا ماننا ہے اس چیز میں کہ اس کا مایا مشروع ہے اور نہیں کھینچی جاتی برکت مایا ہوئی چیز سے ساتھ محض مایا کے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور امر نہ جوڑا جائے مانند معارضہ اور آزمائش کے اور احتمال ہے معنی کیلواطعامکم کے یہ ہوں کہ جب تک تم اس کو جمع کر رکھو اس حال میں کہ برکت کے طالب ہو اور اجابت کا یقین رکھتے ہو تو گویا کہ جو اس کے بعد اس کو مایا تھا تو اس واسطے مایا تھا تا کہ اس کی مقدار پہچانے تو یہ اجابت میں شک ہوگا پس عذاب دیا جائے گا ساتھ جلدی تمام ہونے اناج کے اور محبت طبری نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ برکت جو تولنے سے حاصل ہوتی ہے یہ سب سلامت رہنے کے بد ظنی سے ساتھ خادم کے اس واسطے کہ جب خادم بغیر حساب کے نکالے گا تو کبھی اناج جلدی تمام ہوگا اور اس کو معلوم نہ ہوگا پس خادم کو تہمت ہوگی اور کبھی وہ تہمت سے پاک ہوتا ہے اور جب اس کو مایا لے گا تو تہمت سے امن میں ہوگا واللہ اعلم۔

حضرت ﷺ کے صاع اور مد کی برکت کا بیان

بَابُ بَرَكَتِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِثْلِهِ

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ کے اہل کے صاع اور مد کا بیان اور عینی نے کہا کہ ترجمہ باب خاص حضرت ﷺ کی صاع کی برکت میں ہے نہ اہل مدینہ کے صاع کے بیاں میں اور اہل مدینہ کے واسطے کئی قسم کے صاع ہیں جو مختلف ہیں حاصل یہ کہ یہ باب اہل مدینہ کے صاع کے بیان میں نہیں ہے بلکہ خاص حضرت ﷺ کے صاع کی برکت کا بیان ہے جو خاص حضرت ﷺ کے گھر میں تھا۔

اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی

فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٩٨٥- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا
عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ
الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمَتْ
الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَدَعَا
لَهَا فِي مَدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيمُ
عَلَيْهِ السَّلَامَ لِمَكَّةَ.

۱۹۸۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الہی برکت دے ان کو ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کو ان کے صاع میں اور مد میں یعنی مدینہ والوں کے صاع اور مد میں۔

١٩٨٦- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ
فِي صَاعِهِمْ وَمِذْبَحِهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

فائدہ: صاع اور مکہ کی برکت سے مراد اناج کی برکت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے پھلوں کی برکت کی دعا کی تھی اس واسطے کہ وہاں اناج نہیں ہوتا اور حضرت ﷺ نے مدینہ کے پھل اور اناج دونوں کے واسطے برکت کی

دعا کی اس واسطے کہ وہاں دونوں چیزیں ہوتیں ہیں۔

بَابُ مَا يَذْكُرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْمُ
باب ہے بیچنے اناج کے پہلے قبض کے اور بیچ بیان
احکام کے

فائدہ: شرع میں احکام کہتے ہیں بند رکھنے اناج کو بانتظار گرانی کے بایں طریق کہ گرانی کے وقت کہ لوگوں کو اناج کی حاجت ہو مول لے کر بند رکھے اس نیت سے کہ جب بہت مہنگا ہوگا تو بیچوں گا اور لغت میں احکام کہتے ہیں بند رکھنے اسباب کو بیچنے سے یعنی اسباب کو بیچنے نہیں اور باب کی حدیثوں میں احکام کا ذکر نہیں جیسا کہ اسمعیلی نے کہا اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے اس کو امر سے ساتھ نقل کرنے اناج کے طرف گھروں کی اور منع کرنے بیچ اناج کی سے پہلے پورا لینے اس کے کی پس اگر احکام حرام ہوتا تو نہ حکم کرتے ساتھ اس چیز کے کہ رجوع کرتی ہے اخیر کو طرف احکام کی اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے حدیث معمر کی کہ نہیں احکام کرتا ہے مگر گنہگار روایت کی یہ حدیث مسلم نے لیکن محض اناج کا اپنی جگہوں کی طرف لے جانا نہیں لازم پکڑتا ہے احکام شرعی کو اس واسطے کہ احکام شرعی بند رکھنا اناج کا ہے بیچنے سے اور گرانی کی انتظار کرنی باوجود یہ کہ وہ خود اس سے بے پردہ ہو اور لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو ابو زناد نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اور مالک نے کہا کہ اگر کوئی اپنی زمین سے اناج لا کر اپنے گھر میں بند رکھے تو یہ احکام نہیں اور امام احمد نے کہا کہ احکام تو صرف قوتوں میں ہے یعنی جس جس چیز کو آدمی کھا کر جیتے ہیں ان کے سوائے اور چیزوں میں نہیں اور احتمال ہے کہ ہومر اد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ ترجمہ کے بیان تعریف احکام کا جو منع ہوا ہے غیر اس حدیث میں اور یہ کہ مراد ساتھ اس سے قدرے زائد ہے اس پر جو تفسیر کی ہے اس کی اہل لغت نے پس بیان کیں اس نے وہ حدیثیں جس میں قدرت دینا لوگوں کا ہے خریدنے اناج کے سے اور نقل کرنے اس کے کے اور اگر احکام منع ہوتا تو اٹھا لے جانے سے منع کیے جاتے یا بیان کیا جاتا واسطے ان کے وقت نقل کرنے ان کے کے اسدت کو کہ وہاں تک پہنچیں اور یا روکا جاتا ان کو خریدنے بہت چیز کے سے جو احکام کے ظن کی جگہ ہے اور یہ سب وجہیں مشعر ہیں ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے نہیں کہ احکام منع ہے بیچ حالت خاص کے ساتھ شرطوں خاص کے اور احکام کی مذمت میں بہت حدیثیں وارد ہوئیں ہیں ان میں سے ایک تو معمر کی حدیث ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اور ایک عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع ہے کہ جو بند رکھے مسلمانوں پر اناج ان کا تو پہنچاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ساتھ جدام اور افلاس کے یعنی بقاء کرتا ہے اس کو بلائے بدنی اور مالی میں روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد حسن ہیں اور اسی سے مرفوع حدیث ہے کہ سوداگر رزق دیا گیا اور احکام کرنے والا ملعون ہے روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد ضعیف ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو چالیس دن اناج بند رکھے تو تحقیق بری ہوا اس سے

اللہ اور بری ہوا وہ اللہ سے روایت کی یہ حدیث احمد اور حاکم نے اور اس کی اسناد میں کلام ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو احتکار کرے یعنی بند رکھے اناج کو اس ارادے سے کہ اس کے ساتھ مسلمانوں پر گرامی کرے تو وہ گنہگار ہے روایت کی کہ حدیث حاکم نے (فتح)

۱۹۸۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُوَوِّدَهُ إِلَى رِجَالِهِمْ.

۱۹۸۷- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے ان لوگوں کو جو اناج اندازے سے خریدتے تھے کہ مارے جاتے تھے یعنی ان کو منع ہوتا تھا کہ بیچیں اناج یہاں تک کہ ٹھکانا دیں ان کو اپنی جگہوں میں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ باب میں آئے گی۔

۱۹۸۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ ذَرَاهِمُ يَذَرَاهِمُ وَالطَّعَامُ مُرْجَأًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُرْجُونَ مُؤَخَّرُونَ.

۱۹۸۸- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ بیچے مرد اناج کو یہاں تک کہ اس کو پورا لے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ یہ کس طرح ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قبض سے پہلے بیچنا یہ بیچنا درہموں کا ہے ساتھ درہموں کے اور اناج موخر ہے اس میں دخل نہیں۔

فائدہ: اور معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ خریدے ایک مرد دوسرے مرد سے اناج کو ساتھ ایک دینار کے ایک مدت معلوم تک پھر بیچے اس کو اسی سے یا کسی اور آدمی سے پہلے اس سے کہ قبض کرے اناج کو ساتھ دو دیناروں کے مثلاً پس یہ جائز نہیں اس واسطے کہ یہ بیع درحقیقت سونے کی ہے بدلے سونے کے اور اناج غائب ہے تو گویا کہ بیچا اس نے اپنے دینار کو جس کے ساتھ اس نے اناج کو خریدا تھا ساتھ دو دیناروں کے پس یہ بیان ہے۔

۱۹۸۹ - حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ

۱۹۸۹- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو اناج کو مول لے تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو قبضے میں لائے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ابْتِاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ.

فائدہ: ان دو حدیثوں کی شرح آئندہ آئے گی۔

۱۹۹۰۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ کون ہے کہ اس کے پاس بیع صرف ہو یعنی اس کے پاس درہم ہوں کہ دیناروں سے بدلہ کرے تو طلحہ نے کہا کہ میں ہوں کہ میرے پاس درہم ہیں سو تو صبر کر یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آئے اور اسی اسناد کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے یعنی اگرچہ دونوں برابر ہوں مگر ہاتھوں ہاتھ اور گہوڑے گہوڑے بدلے گہوڑے کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

۱۹۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ عِنْدَهُ صَرْفٌ فَقَالَ طَلْحَةُ أَنَا حَتَّى يَجِيءَ خَازِنُنَا مِنَ الْعَابَةِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ فَقَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ بِنِ الْحَدَّثَانِ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ.

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے واسطے اس چیز کے ہے کہ اس میں ہے شرط ہونے قبض جو وغیرہ ربویات کے سے بیع مجلس کے اس واسطے کہ وہ داخل ہے بیع قبض کرنے اتاج کے بغیر اور شرط کے۔ (فتح) بابُ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ وَيَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ اور بیچنے اس چیز کے جو تیرے پاس نہیں

فائدہ: نہیں مذکور ہے باب کی حدیثوں میں بیچنا اس چیز کا کہ تیرے پاس نہیں اور شاید کہ اس کی شرط پر یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی پس استنباط کیا ہے اس کو بیع قبل قبض کے منع ہونے سے اور وجہ استدلال کی اس سے بطریق اولیٰ ہے یعنی جب قبض کرنے سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہیں تو جو چیز کہ پاس نہ ہو اس کا بیچنا بطریق اولیٰ جائز نہ ہو گا اور حدیث نہی کی بیچنے اس چیز کے سے کہ تیرے پاس نہیں روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے حکیم بن حزام سے ساتھ اس لفظ کے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت رضی اللہ عنہ ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور ایک چیز مجھ سے خریدنی چاہتا ہے اور وہ چیز میرے پاس موجود نہیں میں اس کو اس کے ہاتھ بیچتا ہوں پھر میں اس کو اس کے واسطے بازار

سے خرید لانا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہیں اور ترمذی نے اس کو مختصر روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ منع کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے بیچنے اس چیز کے سے جو تیرے پاس نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز پاس نہ ہو اس کو نہ بیچ تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کہے کہ بیچتا ہوں تیرے ہاتھ غلام یا گھر معین اور حالانکہ وہ چیز غائب ہو پس یہ مشابہ ہے دھوکے کی بیچ کو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ تلف ہو جائے یا وہ اس کے ساتھ راضی نہ ہو دوم یہ کہ کہے کہ یہ گھر ساتھ اپنی قیمت کے ہے اس بنا پر کہ خریدوں میں اس کو واسطے تیرے مالک اس کے سے یا یہ کہ اس کا مالک اس کو تیری طرف سپرد کرے اور قبضہ حکیم کا موافق ہے واسطے احتمال ثانی کے۔ (فتح)

۱۹۹۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ چیز جس سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا پس وہ اناج کا بیچنا ہے پہلے قبض کرنے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ہر چیز کو مگر مانند اس کی یعنی قبض سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہیں۔

۱۹۹۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ طَارِئًا يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبِضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ گمان کرتا ہوں میں ہر چیز کو بجائے اناج کے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فقہانیت سے ہے اور ابن منذر اس طرف مائل ہوا ہے کہ یہ حکم اناج کے ساتھ خاص ہے کہ قبض سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں کا بیچنا درست ہے اور حجت پکڑی ہے ابن منذر نے ساتھ اس کے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو کوئی غلام خریدے پھر اس کو قبض سے پہلے آزاد کر دے تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فارق کے اور وہ رغبت شارع کی ہے طرف آزاد کرنے کی اور پہلے گزر چکا ہے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ یہ بیچنا درہموں کا ہے ساتھ درہموں کے اور اناج مؤخر ہے اور اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے پس اس تفسیر کی بنا پر نہیں خاص ہوتی نہیں ساتھ اناج کے اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ہر چیز کو مگر مثل اس کی اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچا جائے اسباب جس جگہ کہ خریداجائے یہاں تک کہ اٹھالے جائے اس کو طرف جگہوں اپنی کے یعنی اس کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اپنی جگہ میں لے جائے یا اور جگہ رکھ لے اور قرطبی نے کہا کہ یہ حدیثیں حجت ہیں عثمان لیشی پر اس واسطے کہ جائز رکھا ہے اس نے بیچنا ہر چیز کا پہلے قبض کے اور امام مالک رحمہ اللہ نے اس کے ظاہر پر عمل کیا ہے سو اس نے اناج کو عموم پر

حمل کیا ہے اور لاحق کیا ہے اس نے ساتھ خریدنے کے سب معاوضات کو اور لاحق کیا ہے امام شافعی اور ابن حبیب اور سحنون نے ساتھ اناج کے ہر وہ چیز کہ اس میں حق پورا لینے کا ہے اور زیادہ کیا ہے ابو حنیفہ اور شافعی نے پس متعدی کیا ہے اس کو طرف ہر خریدی ہوئی چیز کے مگر ابو حنیفہ نے مستثنیٰ کیا ہے عقار یعنی زمین اور باغات وغیرہ غیر منقول کو اور امام شافعی نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے نفع اٹھانے اس چیز سے کہ ضمان میں نہیں آئی اور حاصل یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک قبض سے پہلے اناج کو بیچنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں کا بیچنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک کسی چیز کا بیچنا درست نہیں خواہ منقول ہو یا غیر منقول مانند زمین وغیرہ کے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک زمین کا بیچنا درست ہے اور منقول کا بیچنا درست نہیں اور منقول وہ چیز ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکے اور غیر منقول وہ ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جا سکے ماسوا زمین وغیرہ کے اور بیع صفت قبض کے امام شافعی سے تفصیل ہے جو چیز کہ ہاتھ سے اٹھائی جائے مانند درہم اور دینار اور کپڑے کے تو اس کا قبضہ ساتھ اٹھالینے کے ہے اور جو چیز کہ اٹھائی نہ جا سکے مانند زمین کی اور میوے کے درخت پر تو اس کا قبض کرنا ساتھ تحلیہ کے ہے یعنی اس کو اس میں تصرف کرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور جو عادت میں نقل کی جاتی ہے مانند کڑیوں کی اور اناجوں کی اور جانور کی تو اس کا قبض کرنا ساتھ نقل کے ہے اس مکان سے کہ بائع کو اس کے ساتھ خصوصیت نہیں اور اس میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس میں تحلیہ کافی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ پورا لینا بیع منقول کا بائع سے اور باقی رکھنا اس کا بائع کی جگہ میں نہیں ہوتی قبض شرعی یہاں تک کہ نقل کرے اس کو خریدار طرف اس مکان کی کہ نہیں خصوصیت ہے بائع کو ساتھ اس کے کما تقدم۔ (فتح)

۱۹۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتِاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ زَادَ إِسْمَاعِيلُ مَنِ ابْتِاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو اعتقاد کرتا ہے کہ جب کوئی خریدے اناج کو تخمینے سے بغیر تولنے اور ماپنے کے تو نہ بیچے اس کو یہاں تک کہ ٹھکانہ دے اپنی جگہ میں اور بیان ادب کا بیچ اس کے۔

بَابُ مَنْ رَأَى إِذَا اشْتَرَى طَعَامًا جَزَافًا أَنْ لَا يَبِيعَهُ حَتَّى يُوَوِّدَهُ إِلَى رَحْلِهِ وَالْأَدَبُ فِي ذَلِكَ.

فائدہ: یعنی بیان ہے تعزیر اس شخص کا جو بیچے اس کو پہلے اس سے کہ ٹھکانہ دے اس کو اپنی جگہ میں ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور اس کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن نہیں خاص کیا انہوں نے اس کو ساتھ اندازے کے اور نہ مقید کیا اس کو ساتھ ٹھکانہ دینے کے اپنی جگہ میں یعنی یہ حکم تخمینے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تولی ہوئی چیز کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو قبض سے پہلے بیچنا جائز نہیں اور اسی طرح یہ حکم اپنی جگہ میں ٹھکانہ دینے کے ساتھ بھی مقید نہیں بلکہ اگر خریدنے کی جگہ سے اس کو اٹھا کر اور جگہ رکھ لے تو بھی یہی حکم ہے جو پہلی بات یہ کہ حکم تخمینے کے ساتھ خاص نہیں پس واسطے اس چیز کے ہے جو ثابت ہو چکی ہے قبض سے پہلے اناج کا بیچنا منع ہے پس تولی ہوئی چیز بھی اس میں داخل ہوئی اور وارد ہوئی ہے نص اور تولی ہوئی چیز کے دوسرے طریق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے اور لیکن دوسری بات کہ یہ حکم اپنی جگہ میں لے جانے کے ساتھ مقید نہیں پس واسطے اس کے ہے کہ اس کو اپنی جگہ میں ٹھکانہ دینا باعتبار عادت کے صادر ہوا ہے اور مسلم کے بعض طریقوں میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم اناج کو خریدتے تھے سو بیچتے تھے حضرت ﷺ طرف ہماری اس شخص کو جو حکم کرے ہم کو ساتھ نقل کرنے اس کے کی اس جگہ سے کہ ہم نے اس کو اس میں خریدا طرف اور جگہ کی کہ سوائے اس کے ہے پہلے اس سے کہ ہم بیچیں اس کو اور امام مالک نے مشہور قول میں تخمینے اور تولی ہوئی چیز کے درمیان فرق کیا ہے پس کہا کہ جائز ہے بیچنا تخمینا کی ہوئی چیز کا پہلے قبض کے یعنی اور تولی ہوئی چیز کا قبض سے پہلے بیچنا جائز نہیں اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحاق کا کہ اندازہ کی ہوئی چیز کو قبض سے پہلے بیچنا درست ہے اور پورا لینا تو صرف مابی ہوئی اور تولی ہوئی چیز میں ہوتا ہے اور امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو خریدے اناج کو ماپ کر یا تول کر تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو قبض کرے اور روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد اور نسائی نے اس لفظ سے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے منع کیا یہ کہ بیچے کوئی اناج جس کو ماپ سے خریدا ہو یہاں تک کہ پورا لے اس کو اور دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے اناج کے سے یہاں تک کہ جاری ہوں اس میں دو صاع ایک صاع بائع کا اور ایک صاع خریدار کا اور مانند اس کی ہے واسطے بزار کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اسناد حسن کے اور اس میں دلالت ہے کہ قبض کرنا شرط ہے ماپنے کی چیز میں توکیل کے ساتھ قبض کرے اور تولنے کی چیز میں تولنے کے ساتھ قبض کرے سو جو خریدے کسی چیز کو از روئے ماپنے کے یا تولنے کے یعنی اس کے ساتھ مقرر کیا کہ مثلاً ماپ کر یا تول کر لوں گا پھر قبض کیا اس کو اندازے سے تو اس کی قبض فاسد ہے اور اگر اس کو خریدے یہ بات مقرر کرے کہ ماپ کر لوں گا پھر اس کو تول کر قبض کرے اور بالعکس اس کے تو یہ بھی قبض فاسد ہے اور جو ماپ سے خریدے اور اس کو قبض کرے پھر اس کو غیر کے ہاتھ بیچے تو نہیں جائز ہے سپرد کرنا اس کا ساتھ پہلے ماپ کے یہاں تک کہ مشتری کو دوبارہ ماپ کر دے اور یہی سب جمہور کا قول ہے اور

عطاء نے کہا کہ جائز ہے بیچنا اس کا ساتھ پہلے ماپ کے مطلق اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اس کو نقد قیمت سے بیچے تو پہلے ماپ سے جائز ہے اور اگر اس کو ادھار بیچے تو پہلے ماپ سے جائز نہیں یعنی بلکہ دوبارہ ماپ کر کے دے اور حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں اور اس حدیث میں مشروع ہونا ہے تاویب اس شخص کا جو فاسد معاملہ کرے اور کھڑا کرنا امام کا لوگوں پر اس شخص کو جو ان کے حالات کی نگہبانی کرے۔ (فتح)

۱۹۹۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّاسَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَاعُونَ جَزَافًا يَغْنِي الطَّعَامَ يَضْرِبُونَ أَنْ يَبْعُوهُ فِي مَكَائِهِمْ حَتَّى يُوَوِّدَهُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

۱۹۹۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ البتہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں لوگوں کو دیکھا کہ اناج کو تخمینے سے خریدتے تھے مارے جاتے تھے اور منع کیے جاتے تھے اس سے کہ اناج کو اپنی جگہ میں بیچیں یہاں تک کہ اس کو اپنی جگہوں میں ٹھکانہ دیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے برابر ہے کہ بیچنے والوں کو اس کی مقدار معلوم ہو یا نہیں اور امام مالک نے فرق کیا ہے پس اگر جانتا ہو تو صحیح نہیں اور ابن قدامہ نے کہا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے پس میں اس میں اختلاف نہیں جانتا جب کہ بائع اور مشتری کو اس کی مقدار معلوم نہ ہو پس اگر اس کو اندازے سے خریدے تو اس کے بیچنے میں نقل سے پہلے امام احمد سے دور روایتیں ہیں اور نقل کرنا اس کا قبض کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرَى مَتَاعًا أَوْ دَابَّةً فَوَضَعَهُ عِنْدَ الْبَائِعِ أَوْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ

باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی کسی اسباب کو یا کسی چار پائے کو خریدے اور اس کو بائع کے نزدیک چھوڑ دے اور بائع اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے یا وہ چار پایا قبض کرنے سے پہلے مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: وارد کی امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصہ ہجرت کے اور اس میں ہے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اونٹنی سے کہ لیا میں نے ان کو ساتھ مول کے مہلب نے کہا کہ وجہ استدلال کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ یہ جواب آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو لیا تو یہ لینا نہ ہاتھ کے ہاتھ کے ساتھ تھا اور نہ ساتھ گھیرنے وجہ اس کے اور یہ تو صرف التزام تھا واسطے خریدنے اس کے کے ساتھ مول کے اور نکالنے اس کے ملک ابو بکر سے اور یہ قول مہلب کا واضح نہیں اس واسطے کہ قصہ اس بیان کے واسطے نہیں چلایا گیا اسی واسطے مختصر کیا اس میں قدر مول کو اور صفت عقد کو پس حل کیا جائے گا یہ کل اس پر کہ راوی نے اس کو اختصار کیا اس واسطے کہ وہ

نہیں اس کی غرض سے اس کے سیاق میں اس طرح اختصار کیا اس میں صفت قبض کو پس نہ ہوگی اس میں حجت بیع نہ ہونے شرط قبض کے اور ابن نمیر نے کہا کہ مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس طور سے ہے کہ ارادہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ ثابت کرے انتقال ضمان کو بیع چار پائے اور مانند اس کی کے طرف مشتری کے ساتھ نفس عقد کے پس استدلال کیا واسطے اس کے ساتھ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ میں نے اس کو مول سے لیا اور تحقیق یہ بات معلوم ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو قبض نہیں کیا تھا بلکہ اس کو ابو بکر کے پاس چھوڑ دیا تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ ایسا نہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو ابو بکر کے ضمان میں چھوڑیں واسطے اس چیز کے کہ اس کو آپ کے نیک اخلاق چاہتے ہیں تاکہ وہ آپ کی ملک ہو اور اس کی ضمانت ابو بکر پر ہو بغیر قبض کرنے کے مول کے یعنی یہ بات آپ کے مکارم اخلاق سے بعید ہے خاص بکر کے اس قصے میں وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر اختیار کرنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے نفع ابو بکر کے اس واسطے کہ آپ نے انکار کیا لینے اس کے سے مگر ساتھ مول کے میں کہتا ہوں کہ البتہ تصسف کیا اس نے جیسا کہ تصسف کیا اس سے پہلے نے اور نہیں ترجمہ میں وہ چیز کہ لاچار کرے طرف اس کی اس واسطے کہ دلالت حدیث کی اوپر قول بخاری رحمہ اللہ کے کہ پھر رکھے اس کو نزدیک بائع کے نہایت ظاہر ہے اور میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغیر قبض کے بیع صحیح ہو اور اس پر دلالت حدیث کی اوپر قول بخاری کے کہ یا مر جائے پہلے قبض کرنے کے پس وہ وارد ہے بطور استفہام کے اور نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے بیع اس کے بلکہ وہ احتمال پر ہے پس نہیں حاجت ہے واسطے اٹھوانے اس کے کی اس چیز کو کہ اس نے نہیں اٹھائی ہاں یہ بات ہے کہ ذکر کرنا اس کا واسطے اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیع ابتداء باب کے مشعر ہے واسطے اختیار کرنے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے وہ اوپر اس کے پس اسی واسطے حاجت ہوئی طرف ظاہر کرنے مناسبت کی اور اللہ ہے توفیق دینے والا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَا
أَذْرَكْتَ الصَّفْقَةَ حَيًّا مَجْمُوعًا فَهُوَ مِنَ
الْمُبْتَاعِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو چیز کہ پائے اس کو مشتری
نزدیک عقد بیع کے زندہ اور مجموع یعنی اپنی حالت سے
متغیر نہ ہوئی ہو تو وہ خریدار کے مال سے ہے یعنی وہ مال
خریدار کی ملک میں داخل ہے اگر ہلاک ہو جائے تو اس
کی ضمانت خریدار پر ہے یعنی وہ خریدار کا مال جو تلف ہو
بائع پر اس کا تاوان نہیں آتا۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو طحاوی نے اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں ہے کہ وہ خریدار
کے مال میں سے ہے اور طحاوی نے بھی اس کو اسی طرح روایت کیا ہے لیکن اس میں مجموعاً کا لفظ نہیں اور ادراک کی
اسناد عقد کی طرف مجازی ہے یعنی جو چیز کہ عقد کے وقت موجود ہو اور بیع سے جدا نہ ہو تو وہ خریدار کے مال میں سے

ہے یعنی اگرچہ بائع کے پاس تلف ہو اور طحاوی نے کہا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب ہے کہ جب عقد بیع کے وقت کوئی چیز زندہ ہو پھر وہ اس کے بعد بائع کے پاس ہلاک ہو جائے تو وہ خریدار کے ضمان سے ہے پس معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اعتقاد تھا کہ کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی ہے پہلے جدا ہونے کے ساتھ بدنوں کے انحصار اور جو طحاوی نے کہا وہ لازم نہیں اور کس طرح حجت پکڑی جائے گی ساتھ امر محتمل کے بیچ معارضہ امر مصرح بہ کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے تصریح گزر چکی ہے کہ ان کا اعتقاد تفرق بالا بدان پر تھا کہ جب تک بائع اور مشتری مجلس عقد سے بدنوں کے ساتھ جدا نہ ہوں تب تک فسخ کا اختیار باقی رہتا ہے اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس جگہ منقول ہے تو وہ احتمال رکھتا ہے کہ بدنوں سے جدا ہونے سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ اس کے بعد ہو پس حمل کرنا اس کا اس کے مابعد پر اولیٰ ہے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں حدیثوں اس کی کے اور ابن حبیب نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی غلام بیچے اور اس کو مول کے بدلے روک رکھے یعنی مشتری سے کہے کہ جب تو مول ادا کرے گا تو اس وقت غلام کو تیرے سپرد کروں گا پھر بائع کے کے ہاتھ میں وہ غلام ہلاک ہو جائے پہلے اس کے کہ مشتری مول لائے سو سعید بن مسیب اور ربیعہ نے کہا کہ اس کی ضمان بائع پر ہے یعنی وہ غلام بائع کا ہلاک ہو گا مشتری کا کچھ نہ جائے گا اور سلیمان بن یسار نے کہا کہ اس کی ضمان مشتری پر ہے اور اسی کی طرف رجوع کیا ہے امام مالک نے بعد اس کے کہ پہلے قول کے ساتھ قائل تھا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور پہلا قول حنفیہ اور شافعیہ کا ہے یعنی اس کی ضمان بائع پر ہے اور اصل اس میں شرط ہونا قبض کا ہے بیع صحت بیع کے سوجو کہتا ہے کہ بیع کے صحیح ہونے میں قبض کرنا شرط ہے اس کے نزدیک اس کی ضمان بائع پر ہے اور جو اس کو شرط نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ اس کی ضمان مشتری پر ہے واللہ اعلمہ اور عبدالرزاق نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتھ اس میں تفصیل روایت کی ہے طاؤس نے کہا کہ اگر بائع مشتری سے کہے کہ میں تجھ کو غلام نہ دوں گا یہاں تک کہ تو مجھ کو اس کا مول نقد دے یعنی دست بدست دے پھر ہلاک ہو جائے بیع ہاتھ بائع کے تو اس کی ضمان بائع پر ہے نہیں تو اس کی ضمان مشتری پر ہے اور بعض شارحین کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر میں لفظ مجاع سے مراد خریدی ہوئی چیز ہے اور یہ کھری بات ہے اور تحقیق پوچھے گئے امام احمد اس شخص کے حال سے جس نے اناج خریدا پھر اس کے اٹھوانے کے واسطے مزدور کی تلاش کو گیا جب پھر آیا تو دیکھا کہ سب اناج جل گیا ہے سو امام احمد نے کہا کہ اس کی ضمان خریدار پر ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک اثر میں یہ لفظ آیا ہے کہ وہ مشتری کے مال میں سے ہے اور بعضوں نے اس پر یہ تصریح کی ہے کہ جب بیع معین ہو تو محض عقد سے مشتری کی ضمان میں داخل ہو جاتی ہے اگرچہ مشتری اس کو قبض نہ کرے بخلاف اس چیز کے کہ ذمہ میں ہو کہ وہ نہیں داخل ہوتی بیع ضمان مشتری کے مگر بعد قبض کے جیسا کہ ایک ققیز کو ذہیر سے خریدے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی پوری شرح جہرت کے باب میں آئے گی۔ (فتح)

۱۹۹۸۔ حَدَّثَنَا قُرُوبٌ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ
أَحْمَرًا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَلَّ يَوْمٌ
كَانَ يَأْتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَّا يَأْتِي فِيهِ بَيْتُ أَبِي بَكْرٍ أَحَدُ
طَرَفِي النَّهَارِ فَلَمَّا أُذِنَ لَهُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى
الْمَدِينَةِ لَمْ يَرْغَبْ إِلَّا وَقَدْ أَنَا ظَهْرًا فَخَبِرَ
بِهِ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ
حَدَّثَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ
أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا
هُمَا ابْنَتَايَ يُعْنِي عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ قَالَ
أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ
الضُّحْبَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الضُّحْبَةُ قَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ عِنْدِي نَاقَتَيْنِ أَعَدَدْتُهُمَا
لِلْخُرُوجِ فَخَذَ إِحْدَاهُمَا قَالَ قَدْ أَخَذْتُهَا
بِالثَّمَنِ

۱۹۹۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ ایسا کم دن تھا جو
حضرت ﷺ پر آتا تھا مگر کہ اس وقت سیدہ اس میں ابو بکر
کے گھر میں آتے تھے ایک دونوں طرفوں دن کے میں یعنی صبح
کو یا شام کو سو جب حضرت ﷺ کو مدینے کی طرف نکلے یعنی
ہجرت کی اجازت ہوئی تو نہ خوف میں ڈالا ہم کو کسی چیز نے
مگر حضرت ﷺ ظہر کے وقت ہمارے پاس آئے یعنی ہمیشہ
۵ دستور یہ تھا کہ صبح یا شام کو آیا کرتے اور چونکہ کہ اس دن
حضرت ﷺ اپنی عادت کے برخلاف ظہر کے وقت آئے تو
اس سے ہم گھبرائے تو ابو بکر کو آپ ﷺ کے آنے کی خبر پہنچی
تو انہوں نے کہا کہ نہیں آئے حضرت ﷺ اس وقت میں مگر
کسی حادثے کے سبب کہ آپ ﷺ کو پیش آیا سو جب ابو بکر
پر داخل ہوئے تو ابو بکر سے کہا کہ باہر نکال جو کوئی تیرے
پاس ہے یعنی تاکہ ہماری بات اور کوئی نہ سے ابو بکر نے کہا
کہ یا حضرت ﷺ وہ تو میری صرف دونوں بیٹیاں ہیں یعنی
عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے
کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی ابو بکر نے کہا کہ یا
حضرت ﷺ میں آپ ﷺ کا ساتھ چاہتا ہوں حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ میں بھی تیرا ساتھ چاہتا ہوں ابو بکر نے کہا کہ یا
حضرت ﷺ میرے پاس دو اونٹیاں ہیں جن کو نکلنے کے لیے
میں نے تیار رکھا ہے سو دونوں میں سے ایک آپ ﷺ
لیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو مول لیا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو بکر سے اونٹ کو خریدا پھر اس کو انہیں کے پاس چھوڑ دیا اس
سے معلوم ہوا کہ اسباب کو خرید کر بائع کے پاس چھوڑ دینا درست ہے۔ وفيه الطائفة للترجمة۔
بَابُ لَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَسُومُ
عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ حَتَّى يَأْذَنَ لَهُ أَوْ يَتَرَكَ

نہ بیچے کوئی اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ مول ٹھہرائے
کوئی اپنے بھائی کے مول ٹھہرے پر یہاں تک کہ وہ

اس کو اجازت دے یا چھوڑے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اور یہ جو عدم جواز کو اذن یا ترک کے ساتھ مقید کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہو چکی ہے اور وہ حدیث وہ ہے جو مسلم نے نافع سے روایت کی ہے اس حدیث میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہ بیچے کوئی مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ مگنی کرے کوئی اپنے بھائی کی مگنی پر مگر یہ کہ وہ اس کو اجازت دے اور یہ جو فرمایا کہ وہ اس کو اجازت دے تو احتمال ہے کہ وہ دونوں حکموں سے مستثنیٰ ہو جیسا کہ شافعی کا قاعدہ ہے اور احتمال ہے کہ یہ صرف اخیر حکم سے مستثنیٰ ہو اور تائید کرتی ہے دوسری کو روایت مصنف کی نکاح میں ساتھ اس لفظ کے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچے کوئی مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ مگنی کرے اپنے بھائی کی مگنی پر یہاں تک کہ پہلا مگنی والا چھوڑ دے یا دوسرے کو اجازت دے اسی واسطے پیدا ہوا ہے اختلاف بیچ شافعیہ کے کہ یہ استثناء فقط نکاح کے ساتھ خاص ہے یا بیع کا بھی یہی حکم ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں اور نسائی نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ نہ بیچے مرد اپنے بھائی کی بیع پر یہاں تک کہ خریدے یا چھوڑے اور نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں سوم کا ذکر بھی کیا ہے اور اس کا ذکر باب کی حدیثوں میں واقع نہیں ہوا اور گویا کہ بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں سوم کا ذکر بھی آچکا ہے اور وہ روایت ہے جس کو بخاری نے شروط میں اس لفظ سے نکالا ہے یہ کہ مول ٹھہرائے مرد اپنے بھائی کے مول ٹھہرانے پر اور مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ (فتح)

۱۹۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ.

۱۹۹۵۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا اپنے بھائی کے بیچنے پر۔

فائدہ: اور ظاہر قید بھائی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہے یعنی مسلمان کی بیع پر بیع نہ کرے اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور ابو عبیدہ کا شافعیہ میں سے اور اس سے زیادہ تر صریح مسلم کی روایت ہے کہ فرمایا کہ نہ مول ٹھہرائے مسلمان مسلمان کے مول ٹھہرانے پر اور جمہور کہتے ہیں کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے مسلمان اور ذمی کا فر کے اور بھائی کا ذکر باعتبار غالب کے ہے پس نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے۔ (فتح)

۱۹۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي عَدُوٍّ عَنْ رُوَيْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ.

۱۹۹۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا

حضرت عائشہؓ نے یہ کہ بیچ شہری واسطے جنگلی کے اور نہ بخش کرو اور نہ بیچ مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ متکلی کرے اپنے بھائی کی متکلی پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو کہ انڈیل لے جو اس کے برتن میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے وہ بھی آپ لے۔

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعَ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِنِكَفَا مَا لِي بِإِنَائِهَا.

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ بیچنے پر بیچنا حرام ہے اور اسی طرح خریدنے پر خریدنا بھی حرام ہے اور بیچنے پر بیچنا یہ ہے کہ کہ ایک شخص نے خیار کر کے ایک چیز مول لی اور ایک اور شخص خریدار کو کہے کہ اس بیع کو فسخ کر کہ میں تیرے ہاتھ ایسی ہی چیز اس سے کم مول سے بیچوں گا یعنی سستی بیچوں گا یا بیع کو کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کر کہ میں یہ چیز تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں گا اور اس پر سب کا اجماع ہے اور اگرچہ سوم پس اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز کو پکڑے تاکہ اس کو خریدے اور دوسرا اس کو کہے کہ اس چیز کو پھیر دے کہ میں تیرے ہاتھ اسی سے بہتر چیز اتنے ہی مول کو بیچوں گا یا اس کی مانند اس سے سستی بیچوں گا یا بائع کو کہے کہ اس چیز کو مشتری سے پھیر لے تاکہ میں اس کو تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں اور محل اس کا بعد ٹھہر جانے اور قرار پانے مول کے ہے اور مائل کرنی ایک ان دونوں کی ہے طرف دوسرے کی پس اگر یہ مول صریحاً ٹھہر چکا ہے تو اس کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور اگر ظاہر ہو تو اس میں شافعیہ کے واسطے دو وجہیں ہیں اور نقل کی ہے ابن حزم نے شرط مائل کی مالک سے اور کہا کہ حدیث کا لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضرور ہے امر بین سے واسطے جگہ تحریم کے مول ٹھہرانے میں اس واسطے کہ نیلام میں مول ٹھہرانا بالاتفاق حرام نہیں جیسا کہ نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے پس متعین ہوئی یہ بات کہ حرام مول ٹھہرانا وہ ہے کہ جو واقع ہو اس میں قدرے زائد اوپر اس کی اور تحقیق استثنا کیا ہے بعض شافعیہ نے حرام ہونے بیع اور مول ٹھہرانے سے اوپر دوسرے کے اس وقت جب کہ مشتری کوغبین فاحش نہ ہو اور یہی قول ہے ابن حزم کا اور دلیل پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ دین تو خیر خواہی ہے لیکن نہیں منحصر ہے خیر خواہی بیع میں اور مول ٹھہرانے میں پس جائز ہے اس کو یہ کہ معلوم کرائے اس کو اس کی قیمت اتنی ہے اور اگر تو اتنے کو بیچے گا توغبین کیا جائے گا بغیر اس کے کہ اس میں زیادہ کرے پس جمع کرے گا ساتھ اس کے درمیان دونوں مصلحتوں کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے لیکن اس کا فاعل گنہگار ہوتا ہے اور نزدیک مالکیہ اور حنبلیہ کے اس کے فاسد ہونے میں دو روایتیں ہیں اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے اہل ظاہر نے اور بیان

بخش اور بیع حاضر کا واسطے بادی کے اور منگنی کا آئندہ اپنی اپنی جگہ میں آئے گا۔ (فتح الباری)

بَابُ بَيْعِ الْمَزَايِدَةِ باب ہے نیلامی کے بیان میں

فائدہ: چونکہ پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ ایک کے مول پر دوسرے کا مول ٹھہرانا منع ہے تو ارادہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ بیان کرے جگہ حرام ہونے کو اس سے کہ کس جگہ مول پر مول ٹھہرانا منع ہے اور شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کی جو بزار نے سفیان بن وہب سے روایت کی کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ منع فرماتے تھے نیلام کرنے سے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ أَذْرَكْتُ النَّاسَ لَا يَرَوْنَ
بَأْسًا بِبَيْعِ الْمَغَانِمِ فِيمَنْ يَزِيدُ
اور عطاء نے کہا کہ پایا میں نے لوگوں کو کہ نہ دیکھتے
تھے خوف ساتھ بیچنے مال غنیمتوں کے اس شخص کے حق
میں جو مول زیادہ کرے یعنی غنیمت کے مال کو نیلام
کرنا جائز ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ نہیں خوف ہے ساتھ نیلام کرنے کے اور اسی طرح خمس بھی نیچا جاتی ہے اور ترمذی نے انس کی حدیث مذکور کے پیچھے کہا اور عمل اس پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے نہیں دیکھتے ہیں خوف ساتھ نیلام کرنے کے بیچ مال غنیمت اور وراثت کے اور ابن عربی نے کہا کہ نہیں ہیں کوئی معنی خاص ہونے جواز کے ساتھ غنیمت اور وراثت کے مالوں کے اس واسطے کہ باب ایک ہے اور معنی مشترک ہیں اور شاید قید کی ہے امام ترمذی نے ساتھ اس چیز کے جو ابن خزیمہ وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچے ایک تمہارا اپنے بھائی کے بیچنے پر یہاں تک کہ چھوڑ دے مگر غنیمت اور وراثت کا مال اور گویا کہ یہ نکلا باعتبار غالب اوقات کے اس چیز میں کہ اس میں نیلام کرنے کی عادت ہے اور وہ غنیمت اور وراثت کے مال ہیں اور ان کے سوا اور سب مال ان کے ساتھ ملحق ہیں واسطے شریک ہونے کے حکم میں اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے ادراعی اور اسحاق نے سو کہتے ہیں کہ خاص ہے جواز ساتھ مغانم اور وراثت کے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ نیلام کرنا مکروہ ہے۔ (فتح)

۱۹۹۷۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ
اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ الْمُكْتَبُ عَنْ عَطَاءِ
بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ
ذُبُرٍ فَاحْتَجَّ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
۱۹۹۷۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے
اپنا غلام مدبر کیا یعنی کہا کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے پھر
محتاج ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون شخص ہے کہ اس کو
مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبد اللہ نے اس کو اتنی اتنی قیمت
سے خرید لیا یعنی بہت قیمت سے خریدا سو حضرت ﷺ نے

۱۹۹۷۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے
اپنا غلام مدبر کیا یعنی کہا کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے پھر
محتاج ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون شخص ہے کہ اس کو
مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبد اللہ نے اس کو اتنی اتنی قیمت
سے خرید لیا یعنی بہت قیمت سے خریدا سو حضرت ﷺ نے

وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَأَشْتَرَاهُ نَعِيمٌ
بُنْ عَبْدَ اللَّهِ بِكَذَا وَكَذَا فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ.

فائدہ: اور اعتراض کیا ہے اس پر اسمعیلی نے سو کہا کہ مذہب کے قصے میں نیلامی کا ذکر نہیں اس واسطے کہ نیلام کرنا یہ ہے کہ پہلے ایک شخص مول دے پھر دوسرا اس سے زیادہ مول دے اور جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ حدیث میں باب کے موافق یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کو مجھ سے خریدے پس یہ تعرض ہے واسطے زیادت کے یعنی کون زیادہ مول دیتا ہے تاکہ حکم کریں بیچ اس کے واسطے اس محتاج کے کہ بیچا تھا اس کو اوپر اس کے اور اس کی پوری شرح بیع المدبر میں آئندہ آئے گی اور اس کے محتاج ہونے کا بیان اخیر کتاب استقراض میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ النَّجَشِ باب ہے نجش کے بیان میں

فائدہ: نجش شرع میں کہتے ہیں اس کو کہ ایک شخص کچھ خریدتا ہے اور ایک شخص اور آیا اور اس نے اس چیز کا زیادہ مول لگایا اور اس کو خریدنا منظور نہیں منظور یہی ہے کہ لینا والا میرے دیکھا دیکھی اس کے لینے میں زیادہ رغبت کرے اور اس کو خرید لے اور یہ بات بائع سے موافقت سے ہوتی ہے پس گناہ میں دونوں شریک ہوتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بائع اس کے موافق نہیں ہوتا اور اس کو اس کا علم نہیں ہوتا پس اندریں صورت یہ گناہ صرف نجش کرنے والے کو ہوگا اور نہ بائع کو اور کبھی خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے بائع مانند اس شخص کی کہ خریدی کہ میں نے خریدا ہے اسباب کو ساتھ زیادہ مول کے اس چیز سے کہ خریدا ہے اس کو ساتھ اس کے یعنی اس نے بیس روپیہ سے ایک چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس کو تیس روپیہ سے خریدا ہے ایک چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تیس روپیہ سے خریدی ہے تاکہ دھوکا دے ساتھ اس کے اپنے غیر کو کما سباتی من کلام الصحابی فی هذا الباب (فتح)۔

وَمَنْ قَالَ لَا يَحُوزُ ذَلِكَ الْبَيْعُ اور بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ یہ بیع جائز نہیں

فائدہ: شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو عبدالرزاق نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ اس کے ایک عامل نے بندے بھیجے تو عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اس کو زیادہ مول لگاتا تھا پھر بیچتا تو البتہ نقصان ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ یہ بیع نجش ہے حلال نہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک پکارنے والے کو بھیجا کہ لوگوں میں پکاری کہ یہ بیع مردود ہے یہ حلال نہیں ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ نجش کرنے والا گنہگار ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیع میں جب کہ واقع ہو اور نقل کیا ہے ابن منذر نے ایک گروہ اہل حدیث سے کہ یہ بیع فاسد ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور یہی ایک روایت ہے امام مالک رحمہ اللہ سے اور یہی

مشہور ہے نزدیک حنبلیہ کے جب کہ یہ بائع کی موافقت سے ہو یا اس کے قول سے اور مشہور نزدیکی مالکیہ کے بیچ مثل اس مسئلے کے ثابت ہونا خیار کا ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے واسطے قیاس کے مصداق پر صحیح تہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ بیع صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور رافعی نے کہا کہ مطلق چہوڑا ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے مختصر میں گنہگار ہونے ناجش کو اور شرط کی ہے بیچ گنہگار ہونے اس شخص کے جو اپنے بھائی کی بیچ پر بیچے یہ کہ وہ نہی کو جانتا ہو یعنی نجش تو مطلق گناہ ہے خواہ اس کے منع ہونے کو جانتا ہو اور نہ جانتا ہو اور بیچ پر بیچ کرنی اس وقت منع ہے جب کہ اس کے منع ہونے کو جانتا ہو اور جواب دیا ہے شارحین نے ساتھ اس کے کہ نجش دھوکا اور دغا بازی ہے اور دھوکے کا حرام ہونا ہر ایک پر ظاہر ہے اور اس کو ہر ایک جانتا ہے اگرچہ خاص اس حدیث کو نہ جانے بخلاف بیچ پر بیچ کرنے کے اس کے جاننے میں ہر ایک شریک نہیں اور رافعی نے اس فرق پر شبہ کیا ہے پس کہا کہ بیچ پر بیچ کرنی ضرر دیتا ہے اور ضرر کے حرام ہونے کو ہر کوئی جانتا ہے کہا پس وجہ خاص کرنے گناہ کی دونوں جگہوں میں ساتھ اس شخص کے ہے جو اس کو حرام ہونے کو جانتا ہو بیعتی نے معرفہ میں شافعی سے حکایت کی ہے کہ نجش میں بھی نہیں صرف اسی کے ساتھ خاص ہے جو نہی کو جانتا ہو پس ظاہر ہوا کہ جو رافع نے بحث سے کہا ہے وہ منصوص ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ نجش کرنے والا گنہگار ہے اگر نہی کو جانتا ہو اور بیچ جائز ہے نجش کرنے والے کے گناہ سے فاسد نہیں ہوتی۔ (فتح)

اور ابن ابی اوفی نے کہا کہ نجش کرنے والا بیاج

وَقَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى النَّاجِشُ أَكِلٌ

کھانے والا خائن ہے

رَبًّا خَائِنٌ

فائدہ: یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الشہادات میں نقل کیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ ایک شخص نے اسباب کھڑا کیا سو اس نے اللہ کے ساتھ قسم کھائی کہ اتنی قیمت کو خریدتا ہے یا مجھ کو اتنی قیمت ملتی تھی اور میں نے نہیں دیا اور حالانکہ اس کو اتنی قیمت نہ ملتی تھی پس ابن ابی اوفی نے کہا کہ ناجش بیاج کھانے والا ہے اور خائن ہے اور ایک روایت میں خائن کے بدلے ملعون آیا ہے اور مطلق کہا ابن ابی اوفی نے اس شخص کو جس نے خبر دی تھی کہ میں نے اتنے کو خریدتا ہے اور حالانکہ اس نے اتنے کو نہیں خریدا تھا بلکہ اس نے اس سے کم قیمت کے ساتھ خریدا تھا کہ وہ ناجش ہے واسطے شریک ہونے اس کے ساتھ اس شخص کے جو جو اسباب کا زیادہ مول لگائے اور اس کا خود خریدنے کا ارادہ نہ ہو بیچ دھوکا دینے غیر کے تو گناہ میں بھی دونوں شریک ہوں گے اور ہونے اس کے کھانے والا بیاج کا اور اسی طرح صحیح ہے پہلی تفسیر پر اگر بائع اس کی موافقت کرے اور اس کے واسطے اس پر کچھ اجرت ٹھہرائے پس دونوں خیانت میں مشترک ہوں گے اور تحقیق اتفاق کیا ہے اکثر علماء نے اوپر تفسیر نجش کے شرح میں ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری اور ابن عبد البر اور ابن عربی اور ابن حزم

نے کہا کہ یہ مفید ہے ساتھ اس کے کہ ہو زیادتی مذکورہ مول مثل سے ابن عربی نے کہا کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کا اسباب دیکھے کہ بیچا جاتا ہے کم قیمت اس کی سے یعنی معلوم کرے کہ سستا بکتا ہے اور اس پر زیادہ مول لگائے تاکہ وہ اپنی ٹھیک قیمت کو پہنچ جائے تو نہ ہو گا وہ ناخوش گنہگار بلکہ اس کو اس کی نیت کا ثواب ملے گا اور تحقیق موافقت کی ہے اس کی اس پر بعض شافعیہ متاثرین نے اور ابن عربی کے قول میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں بند ہے خیر خواہی اس میں کہ وہ وہم پیدا کر دے کہ اس کا خریدنے کا ارادہ ہے اور اس کی یہ غرض نہیں بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ زیادہ کرے اوپر اس شخص کی جو ارادہ کرتا ہے خریدنے کا اکثر اس چیز سے کہ ارادہ کرتا ہے یہ کہ خریدے ساتھ اس کے پس خیر خواہی چاہنے والے کے واسطے بہتر یہ ہے کہ بائع کو معلوم کر دے کہ تیرے اسباب کی قیمت اس سے زیادہ ہے پھر اس کو اس کے بعد اختیار ہے اور احتمال ہے کہ وہ اس پر متعین نہ ہو یہاں تک کہ وہ اس سے پوچھے واسطے حدیث آئندہ کے کہ چھوڑ دو لوگوں کو کہ رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے اور جب کوئی اپنے بھائی کی خیر خواہی چاہے تو چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کر دے۔ (فتح)

وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَا يَحِلُّ
اور یہ نجش دھوکا ہے اور باطل اور حرام ہے

فائدہ: یہ کلام امام بخاری کی فتاوت سے ہے ابن ابی اوفی کی کلام سے نہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ فریب آگ میں ہے اور جو
الْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ
کوئی وہ کام کرے جس پر کہ ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود
عَلَيْهِ أَمْرًا فَهُوَ رَدٌّ۔
ہے۔

فائدہ: پہلی حدیث ابن عدی نے کامل میں روایت کی ہے اور دوسری حدیث صلح میں آئے گی۔

۱۹۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ حَدَّثَنَا
۱۹۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ
مَالِكُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
نے نجش سے۔
عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ۔

بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ وَحَبْلِ الْحَبَلَةِ
باب ہے بیان بیع غرر کے یعنی جس میں بیع مجہول ہو یا
بائع کی قدرت میں نہ ہو جیسے مچھلی دریا میں اور جانور ہوا
میں اور بیچے حمل حمل کے

فائدہ: حبل الحبلة کا عطف عطف خاص کا ہے عام پر اور باب میں غرر کی بیع صریحاً مذکور نہیں اور شاید کہ یہ اشارہ
ہے طرف اس چیز کی جو احمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے بیع غرر کے سے اور

روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بیع غرر کی منع ہے اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے سہل سے اور احمد کے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ نہ خرید و مچھلی کو پانی میں اس واسطے کہ وہ غرر ہے اور مچھلی کا پانی میں خریدنا ایک قسم ہے قسموں غرر سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے بیچنا جانور کا ہوا میں اور معدوم کا اور مجہول چیز کا اور بھاگے ہوئے غلام کا اور امام نووی نے کہا کہ نبی بیع غرر سے اصل ہے اصول بیع سے ہوا اس کے تلے بہت سے مسئلے داخل ہوتے ہیں اور بیع غرر سے دو امر مستثنیٰ ہیں ایک وہ جو کہ تبعاً بیع میں داخل ہو پس اگر اکیلی ہو تو اس کی بیع صحیح نہ ہو دوم وہ جو کہ اعراض کیا جاتا ہے مثل اس کے سے یا تو اس کی حقارت کی وجہ سے یا واسطے مشقت کے اس کی تمیز اور تعیین میں پس پہلی قسم سے ہے بیچنا گھر کی بنیاد کا اور چار پائے کا جس کے تھنوں میں دودھ ہو اور حمل والے کا اور دوسری قسم سے ہے جب روٹی سے بھرا ہوا ہو اور ایک بار پانی پینا مشک سے، کہا اور جس چیز میں علماء کو اختلاف ہے تو وہ مبنی ہے اوپر اختلاف ان کے کی بیع ہونے اس کے کے حقیر یا مشکل ہو تمیز اور تعیین اس کی پس ہو گا غرر اس میں مانند معدوم کی پس صحیح ہوگی اور بالعکس کہا اور طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ بیع غرر کا کچھ ڈرنہیں ابن بطلان نے کہا کہ شاید اس کو نبی نہیں پہنچی نہیں تو جو چیز کہ ممکن ہو یا کہ پائی جائے اور یہ کہ نہ پائی جائے نہیں صحیح ہے اور اس طرح کہ نہ صحیح ہو اکثر اوقات پس اگر اکثر اوقات صحیح ہونا مانند میوے کی ابتدا پختگی میں یا ہو چھپا ہوا تابع مانند حمل کی ساتھ حمل والے جانور کے تو جائز ہے واسطے کم ہونے دھوکے کے اور شاید کہ یہی ہے مراد ابن سیرین کی لیکن اس سے منع کرتی ہے وہ چیز جو ابن منذر نے اس سے روایت کی ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ بیچنے غلام بھاگے ہوئے کے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بیع غرر کی جائز تھی جب کہ مال میں سلامت رہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۱۹۹۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ بیچنے حمل حمل کے سے اور یہ ایک بیع تھی جس کو اہل جاہلیت کیا کرتے تھے تھا آدمی کہ خریدتا تھا اونٹ کو یہاں تک کہ بچہ جنے اونٹنی پر بچہ جنے وہ اونٹنی کہ اس کے پیٹ میں ہے۔

۱۹۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبْلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتْبَاعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَتَّاعُ الْجَزُورَ إِلَى أَنْ تُتَسَّجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُتَسَّجَ النَّبِيُّ فِي بَطْنِهَا.

فائدہ: اور ساتھ ظاہر اس روایت کے کہا ہے سعید بن مسیب نے اس چیز میں کہ روایت کی ہے اس سے مالک نے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا اور وہ حمل حمل کی بیع یہ ہے کہ بیچے ساتھ مول کے

یہاں تک کہ اونٹنی کا بچہ حاملہ ہو کر بچہ جنے یعنی مشتری اوٹ کو خریدے اس وعدے پر کہ اس کا مول اس وقت دوں گا جب کہ اونٹنی کا بچہ بڑا ہو کر بچہ جنے گا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ بچے ساتھ تاخیر مول کے یہاں تک کہ اونٹنی حاملہ ہو اور جنے پھر اس کا بچہ حاملہ اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابو اسحاق نے تنبیہ میں پس نہیں شرط کی اس نے وضع حمل بچہ کی مانند روایت مالک کی اور یہ منع اس واسطے ہے کہ مدت میں جہالت ہے اس واسطے کہ اس کی مدت معلوم نہیں کہ کب حاملہ ہوگی اور کب جنے گی اور اس بنا پر تفسیر کے لائق تھا کہ اس کو باب السلم میں ذکر کیا جاتا اور ابو عبیدہ اور ابو عبیدہ اور احمد اور اسحاق اور ابن حبیب مالکی اور اکثر اہل لغت نے کہا کہ وہ اونٹنی کے بچے کے بچے کا بیچنا ہے اور یہ منع اس واسطے ہے کہ وہ بیع معدوم اور مجہول کی ہے یعنی ہنوز پیدا نہیں ہوا اور نہیں قدرت ہے اس کی سپرد کرنے پر پس داخل ہوگی بیع غرر میں اسی واسطے ابتدا کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر غرر کے ترجمہ میں لیکن اس نے اشارہ کیا ہے طرف تفسیر پہلی کے ساتھ اُس کے کہ اس نے اس حدیث کو باب السلم میں بھی بیان کیا ہے اور یہی تفسیر راجح ہے اس واسطے کہ یہ موافق ہے واسطے حدیث کے اگرچہ اہل لغت کی کلام دوسری تفسیر کے موافق ہے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تفسیر دوسری تفسیر کے موافق ہے جیسا کہ امام احمد نے اس سے روایت کی ہے کہ اہل جاہلیت یہ بیع کیا کرتے تھے خریدتا تھا مرد ساتھ اونٹنی کے حمل حمل کا اور ابن تین نے کہا کہ حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ کیا مراد بیع ساتھ وعدے ایک مدت کی ہے یا بیع بچہ کی ہے اور پہلی وجہ کی بنا پر کیا مراد ساتھ مدت کی جننا ماں کا ہے یا اس کے بچے کا اور توجیہ ثانی کی بنا پر کیا مراد بچے کا بیچنا ہے یا بچے کے بچے کا بیچنا پس یہ چار قول ہیں۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمَلَامَسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ نَهَى عَنْهُ
 كَمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ملاست سے

۲۰۰۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا منابذة سے اور وہ ڈالنا مرد کا ہے اپنے کپڑے کو ساتھ بیع کے طرف دوسرے مرد کی پہلے اس سے کہ اس کو الٹے یاد کیجئے اور منع فرمایا ملاست سے اور ملاست ہاتھ لگانا ہے کپڑے کو اس حال میں کہ اس کو نہ دیکھے۔

۲۰۰۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي
 اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
 قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ
 طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ بِالْبَيْعِ إِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ
 أَنْ يُقْلِبَهُ أَوْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ وَنَهَى عَنِ الْمَلَامَسَةِ
 وَالْمَلَامَسَةُ لَمَسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ.

فائدہ: اور کتاب اللباس میں یہ حدیث زہری سے اس لفظ کے ساتھ آئے گی اور ملامت نہ ہے کہ چھوئے آدمی کپڑا دوسرے کا اپنے ہاتھ سے دن کو یا رات کو اور نہ لائے اس کو مگر ساتھ اس کے یعنی بہ سبب بیع کے بغیر اس کے کہ جاری ہو درمیان بائع اور مشتری کے ایجاب اور قبول لفظ میں اور تعاطی فعل میں یعنی نہ تو بائع منہ سے کہے کہ میں نے یہ چیز بیچی اور نہ مشتری کہے کہ میں نے لی اور لین دین واقع ہو کہ بائع خوشی سے بیع دے اور مشتری مول دے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنے کپڑے کو پھینکے اور دوسرا آدمی اپنا کپڑا اس کی طرف پھینکے اور ہو یہ بیع بغیر دیکھنے اور رضامندی کے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ قوم آپس میں ایک اسباب کی خرید و فروخت کرے اس حال میں کہ نہ تو اس کو دیکھیں اور نہ اس سے خبر دیں یا اس طرح قوم اسباب کو پھینکیں پس یہ جوے کی قسموں میں سے ہے اور علماء کو ملامت کی تفسیر میں تین قول پر اختلاف ہے اور یہی تین وجہ ہیں واسطے شافعیہ کے زیادہ تر صحیح ان میں سے یہ ہے کہ لائے آدمی کپڑا لپیٹا ہوا یا اندھیرے میں پس ہاتھ لگائے اس کو چھونے والا تو اس کو کپڑے کا مالک کہے کہ میں نے بیجا تیرے پاس یہ کپڑا اتنے کو اس شرط سے کہ ہو چھونا تیرا جگہ دیکھنے تیرے کی اور نہیں ہے تجھ کو اختیار جب کہ تو اس کو دیکھے اور یہ موافق ہے پہلی دونوں تفسیروں کو جو حدیث میں ہیں اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ ٹھہرائے نفس ہاتھ لگانے کو بیع بغیر کسی صیغہ زائد کے یعنی کہے بائع کہ جب تو میرے کپڑے کو ہاتھ لگائے گا تو بس یہی بیع ہو جائے گی بغیر ایجاب و قبول کے اور تیسری یہ ہے کہ ٹھہرائیں ہاتھ لگانے کو شرط بیع ٹوٹنے اختیار مجلس وغیرہ کے یعنی کہے جب تو اس چیز کو ہاتھ لگا دے گا تو تجھ کو بیع کا اختیار باقی نہ رہے گا اور یہ بیع سب تاویلوں پر باطل ہے اور ماخذ پہلی قسم کا نہ شرط کرنا دیکھنے بیع کا ہے اور شرط ہونا نفی اختیار کا اور ماخذ دوسرے کا شرط ہونا نفی صیغہ کا ہے بیع عقد بیع کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے باطل ہونا بیع معاطاة کا مطلق لیکن جو معاطاة کو جائز کہتا ہے وہ مقید رکھتا ہے اس کو ساتھ حقیر چیزوں کے یا ساتھ اس چیز کے کہ جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ معاطاة کے اور جو ملامت اور منابذہ نزدیک اس شخص کے جو استعمال کرتا ہے ان دونوں کو پس نہیں خاص کرتا ہے ان کو ساتھ اس کے اس بنا پر پس جمع ہوگی بیع معاطاة کے ساتھ ملامت اور منابذہ کے بیع بعض صورتوں معاطاة کے سو جو بیع معاطاة کو جائز رکھتا ہے اس کو جائز ہے یہ کہ خاص کرے نبی کو بیع بعض صورتوں ملامت اور منابذہ کے اس قبیل سے جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ معاطاة کے اور اسی پر محمول ہو گا قول رافعی کا کہ جاری کیا ہے اماموں نے بیع ملامت اور منابذہ میں اس اختلاف کو جو معاطاة میں ہے واللہ اعلم اور ماخذ تیسری قسم کا شرط کرنا نفی اختیار کا مجلس کا ہے اور یہی قول ہیں جن پر فقہانے اقتصاد کیا ہے اور حدیث کے طریقوں سے اور صورتیں بھی نکل سکتی ہیں اور اپر بیع منابذہ سوا اس میں بھی فقہا کو تین قول پر اختلاف ہے اور یہی تین وجہ واسطے شافعیہ کے زیادہ تر صحیح یہ ہے کہ ٹھہرائیں بائع اور مشتری نفس

پھینکنے کو بیع یعنی کہیں کہ جب ایک دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگا دے گا تو پس یہی بیع ہو جائے گی بغیر ایجاب و قبول کے زبان سے جیسا کہ ملامتہ میں پہلے گزر چکا ہے اور یہ موافق ہے واسطے تفسیر کے جو حدیث میں مذکور ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ گردانیں پھینکنے کو بیع بغیر صیغہ کے یعنی زبان سے کچھ نہ بولیں اور تیسری قسم یہ ہے کہ گردانیں پھینکنے کو توڑنے والا واسطے خیار کے اور پھینکنے کی تفسیر میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ کپڑے کا پھینکنا ہے جیسا کہ اس کی تفسیر حدیث مذکور میں واقع ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پتھر کا پھینکنا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ اس کی غیر ہے اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے نہی بیع پتھر کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور پتھر پھینکنے کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ کہے کہ بچا میں نے تیرے ہاتھ ان کپڑوں میں سے جس پر تیرا پتھر واقع ہو پتھر پتھر پھینک دیا اس زمین سے اتنی زمین جہاں تک پتھر پہنچے اور جیسے کہتے ہیں کہ یہ ہے کہ شرط کرے خیار کو یہاں تک کہ پتھر پھینکے یعنی پتھر پھینکنے کے بعد اختیار باقی نہ رہے گا اور تیسری قسم یہ ہے کہ ٹھہرائیں نفس پھینکنے کو بیع اور یہ جو حدیث میں ہے کہ چھوٹا کپڑے کا ہے اس حال میں ہے کہ نہ دیکھے اس کو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر باطل ہونے بیع غائب چیز کے اور یہی ہے جدید قول امام شافعی کا اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مطلق صحیح ہے اور ثابت ہوتا ہے خیار فسخ کا جب کہ دیکھے اس کو اور امام مالک اور شافعی سے بھی یہی محکی ہے اور مالک سے یہی روایت کہ اگر اس کی صفت بیان کرے تو صحیح ہے نہیں تو نہیں اور یہی ہے قول امام احمد اور اسحاق ابو ثور اور اہل ظاہر کا اور اختیار کیا ہے اس کو بغوی اور رویانی نے شافعیہ سے اور یہی قول قدیم ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا اگرچہ اس کی تفصیل میں اختلاف ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو پہلے گزر چکی ہے کہ نہ اس کو دیکھیں اور نہ اس سے خبر دیں اور اس استدلال میں ورازی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اندھے کی بیع مطلق باطل ہے اور یہی قول ہے اکثر شافعیہ کا یہاں تک کہ جو ان میں سے غائب کی بیع کو جائز رکھتے ہیں وہ بھی اندھے کی بیع کو جائز نہیں رکھتے اس واسطے کہ اندھا نہیں دیکھتا ہے اس کو بعد اس کے پس ہوگی مانند بیع غائب کی باوجود شرط ہونے نفی خیار کے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی غیر اس کی صفت کو اس کے لیے بیان کرے تو جائز ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور احمد کا اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ بیع اندھے کی بیع مطلق صحیح ہے بنا بر اس تفصیل کے کہ ان کے نزدیک رہے (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ بیع جاہلیت کے زمانے میں تھی کہ جہاں ایک نے دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگایا پس وہی بیع ہوگی دیکھتے بھالتے کچھ نہ تھے اور نہ شرط خیار کرتے تھے کہ چاہیں گے تو رکھیں گے اور چاہیں گے تو پھیر دیں گے اور حالانکہ حق یہ ہے کہ بیع کو بیع سے پہلے دیکھ بھال لے یا شرط خیار کر لے اور باقی تفسیروں کا بھی یہی حال ہے۔

نے دو طرح کے لباس سے ایک یہ کہ زانو اٹھا کر بیٹھے آدمی ایک کپڑے میں پھر اپنے کپڑے کو اپنے مونڈھوں تک پر اٹھائے یعنی گوٹھ مار کر بیٹھے اس حال سے کہ ان کی شرم گاہ کھلی رہے اور منع فرمایا دو طرح کے بیچنے سے ایک چھونے سے دوسرے پتھر پھینکنے سے۔

بیع منابذة کے بیان میں اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے اس سے

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى عَنْ لِبَسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَرْفَعَهُ عَلَى مَنْكِبِهِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اللَّيْمَاسِ وَالْبِئَازِ.

بَابُ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَقَالَ أَنَسٌ نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَّه: بیان اس کا اوپر ہو چکا ہے۔

۲۰۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے ملامت سے اور منابذة سے۔

۲۰۰۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْجَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۲۰۰۳۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے دو طرح کے لباس اور دو طرح کی بیع سے ایک ملامت اور دوسری منابذة سے۔

۲۰۰۳۔ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبَسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

باب ہے اس بیان کہ منع ہے بائع کو کہ جمع کرے دودھ کو اونٹ اور گائے اور بکری کے تھنوں میں اور ہر اس چیز سے جس کی شان یہ ہے کہ اس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا جائے اور مصراۃ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے تھنوں میں دودھ بند کیا گیا ہو اور کئی دن نہ دوہا گیا اور اصل تصریۃ کے معنی پانی بند کرنا ہے کہا جاتا ہے اس

بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ أَنْ لَا يَحْفَلَ الْإِبِلَ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَكُلِّ مُحْفَلَةٍ وَالْمُصْرَاةِ الَّتِي صُرِّيَ لَبْنُهَا وَحُقِنَ فِيهِ وَجُمِعَ فَلَمْ يُحْلَبْ أَبَاقًا وَأَصْلُ التَّصْرِیَةِ حَبَسُ الْمَاءِ يُقَالُ مِنْهُ صَرَيْتُ الْمَاءَ إِذَا حَبَسْتَهُ.

سے صریت الماء از حستہ یعنی بند کیا میں نے پانی کو جب کہ تو اس کو روکے۔

فائدہ: اور قید نہی کی ساتھ بائع کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ اگر مالک اپنی اولاد اور اپنے عیال اور مہمان کے واسطے دودھ کو جمع کرے تو یہ حرام نہیں یعنی بلکہ یہ جائز ہے اور یہی ہے رائج اور ذکر کیا بخاری نے باب میں گائے کو اگرچہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں تو یہ اشارہ اس طرف کہ حکم میں وہ بھی اونٹ اور بکری کے معنے میں ہے برخلاف داؤد ظاہری کے تو ان دونوں پر تو اقتصار اس واسطے ہوا ہے کہ وہ ان کے نزدیک غالب ہیں اور یہ جو کہا کہ ہر محفلہ کا یہی حکم ہے تو یہ عطف عام کا ہے خاص پر تو یہ اشارہ ہے طرف لاحق کرنے غیر نعم کی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ساتھ نعم کے واسطے علت جامعہ کے درمیان ان کے اور وہ تعزیر مشتری کی ہے یعنی اگرچہ حدیثوں میں خاص نعم کا ذکر ہے لیکن ان کے سوا اور جن چیزوں کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ بھی نعم کے ساتھ ملحق ہیں اس واسطے میں بھی کہ علت ان میں بھی پائی جاتی ہے اور حنابلہ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم فقط نعم کے ساتھ خاص ہے اور جن چیزوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان میں اختلاف ہے مانند گدھوں اور لونڈی کی پس صحیح تر یہ ہے کہ اس کے بدلے کھجور کا صاع نہ دیا جائے اور یہی قول ہے حنابلہ کا گدھوں میں سوائے لونڈی کے۔ (فتح)

۲۰۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ نہ جمع کرو دودھ کو اونٹ اور بکری کے تھنوں میں یعنی واسطے دھوکا دینے خریدار کے سو جو ان کو مول لے بعد اس کے وہ دوہنے کے بعد دو کام میں مختار ہے خواہ ان کو رکھے خواہ ان کو پھیر دے اور تین سیر کھجوریں دودھ کا بدلہ دے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں بھی کھجور کا ذکر آیا ہے اور بعضوں نے ابن سیرین سے کہا ہے کہ ایک صاع اناج کا دے یعنی اس میں مطلق اناج کا ذکر ہے خواہ کوئی اناج دے کھجور کی کوئی قید نہیں اور خریدار تین دن تک مختار ہے اور بعضوں نے ابن سیرین سے ایک صاع کھجور کی روایت کی ہے اور تین دن کی قید ذکر نہیں کی اور امام بخاری نے کہا کہ اکثر روایتوں میں کھجور ہی کا ذکر آیا ہے یعنی کھجور کی روایتیں اناج کی روایتوں سے بہت ہیں۔

۲۰۰۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصْرُوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنْ ابْتَاعَهَا بَعْدَ فَإِنَّهُ يَخِيرُ النَّظْرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْتَلِبَهَا إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ وَمُوسَى بْنِ بَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعَ تَمْرٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثًا وَالتَّمْرُ أَكْثَرُ.

فائدہ: نظر کے معنی رائے اور قیاس کے ہیں یعنی اس کو دونوں راؤں میں اختیار ہے خواہ کسی کو اختیار کرے اور ظاہر نہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ تصریہ مطلق حرام ہے اور برابر ہے کہ دھوکہ دینے کا قصد ہو یا نہ ہو اور شرط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے گا کہ حضرت ﷺ نے تصریہ سے منع فرمایا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے بعض شافعیہ نے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اس میں جانور کی ایذا ہے لیکن دوسری روایت میں صریح آچکا ہے کہ نہ جمع کرو دودھ اونٹ اور گائے کے تھنوں میں واسطے بیج کے اور یہی قول رائج ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر علت بیان کرنے اکثر علماء کے ساتھ اس کے کہ اس میں دھوکا ہے اور ایذا کی علت کا یہ جواب ہے کہ وہ تھوڑا ضرر ہے ہمیشہ نہیں رہتا پس معاف کیا جائے گا واسطے تحصیل نفع کے اور یہ جو کہا کہ جو اس کو خرید لے بعد اس کے یعنی جمع کرنے دودھ کے تو ایک روایت میں اس کے بعد یہ لفظ زیادہ ہے کہ پس اس کو تین دن تک اختیار ہے اور ابتداء اس مدت کی تصریہ کے بیان کرنے کے وقت سے ہے اور یہی قول ہے حنبلیوں کا اور شافعیہ کے نزدیک ابتداء اس کی عقد کے وقت سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جدا ہونے کے وقت سے ہے اور لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہو غرر فراخ تر تین دن تک سے بعض صورتوں میں اور وہ اس وقت ہے جب کہ مؤخر ہو ظاہر ہونا تصریہ کا آخر تین دنوں تک اور نیز لازم آتا ہے اس پر یہ کہ حساب کیا جائے مدت پہلی قدرت پانے کی فتح پر اور یہ فوت کرتا ہے مقصود فراخی مدت کو اور یہ جو کہا کہ اس کو اختیار ہے بعد دوہنے کے تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے خیار مگر ساتھ دوہنے کی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ثابت ہے واسطے اس کے خیار جب کہ معلوم کرے تصریہ کو اگر چہ اس کو نہ دوہے لیکن چونکہ اکثر اوقات نہیں معلوم ہوتا ہے مگر بعد دوہنے کے تو ذکر کیا قید کو بیچ ثابت ہونے خیار کے پس اگر بغیر دوہنے کے تصریہ ثابت ہو جائے تو بھی خیار ثابت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو ان کو رکھے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر چاہے تو ان کو اپنے ملک میں باقی رکھے اور یہ چاہتا ہے اس کو کہ مصراۃ کی بیع صحیح ہے اور مشتری کے واسطے خیار ثابت ہے اور اگر مطلع ہو مشتری اوپر کسی عیب کے بعد راضی ہونے کے ساتھ تصریہ کے پھر پھیر دے ان کو تو کیا صاع لازم آتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ صاع کا دینا واجب ہے اور نقل کی ہے انہوں نے نص شافعی کی اس پر کہ نہ پھیرا جائے اور مالکیہ کے نزدیک دو قول ہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو ان کو پھیر دے تو ظاہر اس کا شرط ہونا فور کا ہے یعنی شرط ہے کہ فوراً اسی وقت پھیر دے اور واسطے قیاس کرنے کے باقی عیبوں پر لیکن جس روایت میں ہے کہ اس کو تین دن تک اختیار ہے وہ مقدم ہے اس اطلاق پر اور ابو حامد اور روایانی نے اس میں شافعی رحمہ اللہ کی نص نقل کی ہے کہ اس کو تین دن تک اختیار ہے اور یہی قول ہے اکثر کا اور جو پہلے کو صحیح کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کی کہ تین دن کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ تین دن سے کم میں تصریہ معلوم نہ ہو اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ وہ اس سے کم میں معلوم نہیں ہوتا اور ابن دقیق العید نے کہا کہ تین دن کی روایت زیادہ تر رائج ہے اس واسطے کہ تصریہ کا حکم مخالف

ہے قیاس کو اصل حکم میں واسطے نص کے پس عام ہوگا سب موارد میں یعنی خواہ تصریح تین دن میں معلوم ہو یا نہ ہو ہر صورت میں اس کو تین دن تک اختیار ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے اس کو یہ بات کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آتا ہے کہ اس کو اختیار ہے یہاں تک کہ اس کو رکھے یا پھیر دے روایت کی یہ احمد اور طحاوی نے اور یہ جو فرمایا کہ دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور کا دے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر فسخ بیع چاہے تو واجب ہے پھیر دینا ایک صاع کھجور کا ساتھ بکری کے پس اگر دودھ باقی ہو یعنی دودھ ہوا باقی رکھا ہو اور متغیر نہ ہوا ہو اور اس کے پھیرنے کا ارادہ کرے تو کیا بائع کو اس کا قبول کرنا لازم ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر وجہ یہ ہے کہ لازم نہیں واسطے دور ہونے طراوت اس کی کے اور واسطے غلط ہونے اس کے کے ساتھ اس چیز کے جوئی پیدا ہوئی ہے نزدیک بائع کے اور تخصیص تمر پر اس کے معین ہونے کو چاہتی ہے اور یہ جو بعض روایتوں میں تین دن کا ذکر آیا ہے اور بعض میں نہیں تو ان دونوں میں تطبیق اس طور سے ہے کہ جس نے تین دن کا لفظ زیادہ کیا ہے اس کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور وہ حافظ ہے اور جس راوی نے اس کو ذکر نہیں کیا تو وہ محمول ہے اس پر کہ وہ اس کو یاد نہیں رہا یا اس نے روایت کو مختصر کیا اور جو بعض روایتوں میں کھجور کا ذکر آیا ہے اور بعض میں اناج تو ان میں تطبیق یوں ہے کہ اناج کی روایت محمول ہے کھجور پر یعنی مراد اناج سے کھجور ہے مطلق اناج نہیں اور کھجور کو اناج سے اس واسطے تعبیر کیا کہ اہل مدینہ کا اکثر قول یہی تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یا اناج کا صاع دے اور یا کھجور کا صاع دے روایت کی یہ حدیث امام احمد رحمہ اللہ نے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اناج اور کھجور میں اختیار ہے اور یہ کہ طعام غیر کھجور کے ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اوراوی کا شک ہو اور جب کہ ان روایتوں میں احتمال واقع ہوا ہو تو صحیح ہوگا استدلال ساتھ کسی چیز کے ان سے پس رجوع کیا جائے طرف ان روایتوں کی جن میں اختلاف نہیں اور وہ کھجور ہے کہ اس میں اختلاف نہیں جیسا کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کی بخاری رحمہ اللہ نے اور یہ جو ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اگر ان کو پھیر دے تو ان کے دودھ کے برابر یا اس کے دو گنا گیہوں دے تو اس کی اسناد میں ضعف ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے جمہور اہل علم نے اور فتویٰ دیا ہے ساتھ اس کے ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے اور صحابہ میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں اور قائل ہیں اس کے ساتھ تابعین سے اور جو ان کے بعد میں اتنے لوگ جو گئے نہیں جاسکتے اور نہیں فرق کیا انہوں نے اس میں کہ ہو دودھ دودھ ہوا تھوڑا یا بہت یعنی خواہ دودھ تھوڑا ہو یا بہت ہر صورت میں کھجور کا صاع دینا آتا ہے اور برابر ہے کہ کھجور شہر کے قوت سے ہو یا نہ ہو اور خلاف کیا ہے اصل مسئلے میں اکثر حنفیہ نے اور اس کے فروغ میں اور لوگوں نے حنفیہ سو وہ کہتے ہیں کہ نہ رد کیا جائے کوئی جانور ساتھ عیب تصریح کے اور نہیں واجب ہے دینا ایک صاع کھجور کا اور مخالفت کی ہے ان کی زفر نے سو قائل ہوا ساتھ قول جمہور کے مگر اس نے کہا کہ اس کو اختیار دیا جائے

درمیان ایک صاع کھجور کے یا آدھے صاع گیہوں کے اور اس طرح کہا ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف نے ایک روایت میں مگر یہ کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ کھجور کا صاع معین نہیں بلکہ اس کی قیمت دینی بھی جائز ہے اور ایک روایت میں امام مالک رحمہ اللہ اور بعض شافعیہ سے بھی اس طرح ہے لیکن ہو کہتے ہیں کہ شہر کے قوت متعین سے ہے واسطے قیاس کے فطر کے صدقہ پر اور حکایت کی ہے بغوی نے یہ کہ نہیں خلاف ہے مذہب میں کہ اگر وہ دونوں راضی ہوں ساتھ غیر کھجور کے قوت سے یا غیر اس کے سے تو کافی ہے اور ثابت کیا ہے ابن کج نے خلاف کو بیچ اس کے اور حکایت کہیں ہیں ماروردی نے دو وجہیں جب کہ عاجز ہو کھجور سے کہ کیا لازم ہے اس کو قیمت اس کی شہر میں یا اقرب شہر کے اس میں کھجور ہے اور ساتھ دوسری وجہ کے قائل ہیں حنابلہ اور حنفیہ نے جو اس حدیث مصراۃ پر حمل نہیں کیا تو وہ اس کے کئی عذر بیان کرتے ہیں سو ان میں سے بعضوں نے تو اس حدیث میں طعن کیا ہے اس واسطے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے اور نہ تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مانند ابن مسعود وغیرہ کی فقہاء صحابہ سے یعنی وہ فقیہ نہ تھے اور ان کو حدیث کی کچھ سمجھ بوجھ نہ تھی پس اس کی حدیث پر عمل نہ کیا جائے گا اس واسطے کہ وہ قیاس جلی کے مخالف ہے اور یہ کلام ایسی ہے کہ ایذا دی ہے اس کے قائل نے ساتھ اس کے اپنی جان کو اور اس کی حکایت میں بے پرواہی ہے تکلف کی رو سے اوپر اس کے یعنی اس کے رد کے حاجت نہیں اور تحقیق ترک کیا ہے ابو حنیفہ نے قیاس جلی کو واسطے روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مانند اس کی کے جیسے کہ بیچ وضو کرنے کے ہے ساتھ نچوڑ کھجور کے اور قہقہہ کرنے سے نماز میں اور سوائے اس کے اور گمان کرتا ہوں کہ اسی نکتہ کے واسطے وارد کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن مسعود کی پیچھے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس بات سے کہ ابن مسعود نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق فتویٰ دیا ہے پس اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس میں ثابت نہ ہوتی تو ابن مسعود اس میں قیاس جلی کی مخالفت نہ کرتے اور ابن سمعان نے اصطلاح میں کہا کہ اصحاب پر طعن علامت ہے طاعن کے ذلیل ہونے کی بلکہ وہ بدعت اور گمراہی ہے اور تحقیق خاص ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتھ زیادتی حفظ کے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت اور ضبط سب سے زیادہ تھی جو چیز آپ ﷺ سے سنتے تھے اس کو کبھی نہ بھولتے تھے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے ان کے واسطے دعا کی تھی جیسا کہ کتاب العلم اور بیوع کے اول میں گزر چکا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور میں ہر وقت آپ ﷺ کے پاس رہتا تھا پس حاضر ہوتا تھا میں جب کہ وہ غائب ہوتے تھے اور یاد رکھتا تھا جب کہ بھول جاتے تھے آخر حدیث تک پھر باوجود اس دعا زیادتی حفظ کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کی روایت کے ساتھ اکیلے نہیں ہوئے بلکہ روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے خلافت میں عمرو بن عوف سے اور احمد نے ایک صحابی سے جس کا نام نہیں لیا اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع کیا گیا ہے اوپر صحیح ہونے اس حدیث کے اور ثابت ہونے اس

کے کے جہت نقل سے اور جس نے اس پر عمل نہیں کیا اس نے علت بیان کی ہے اس کے ساتھ کئی چیزوں کی جن کی کوئی حقیقت نہیں یعنی محض ہے اصل باتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے، اس واسطے کہ ایک روایت میں تو کھجور کا ذکر آیا ہے اور ایک میں گیہوں کا اور ایک میں دودھ کا اور ایک میں صاع کا اور ایک مثل اور دو مثل کا اور ایک میں برتن کا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے صحیح طریقوں میں کچھ اختلاف نہیں اور جو طریق صحیح ہو وہ ضعیف طریق کے ساتھ معلوم نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عموم قرآن کے مخالف ہے، یا مانند اس آیت کی کہ اگر تم سزا دینی چاہو تو سزا دو ساتھ مانند اس چیز کے کہ سزا ہوئی تم کو ساتھ اس کے یعنی پس واجب ہے کہ دودھ کا بدل دودھ دیا جائے نہ صاع کھجور کا اور جواب دیا گیا ساتھ اس کے کہ وہ تلف شدہ چیزوں کا بدلہ ہے وہ عقوبات کے قبیلے سے نہیں اور تلف شدہ چیزوں کا بدلہ ان کی مانند کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور غیر مانند کے ساتھ بھی ہوتا ہے یعنی اور جو چیز عقوبات کے قبیلے سے ہے اس کا بدلہ اس کی مانند کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کہ مثلاً اگر کوئی کسی کا کان کاٹے تو اس کے بدلے اس کا کان کاٹا جائے علیٰ ہذا القیاس ناک کے بدلے ناک اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور بعض کہتے ہیں کہ مصراۃ کی حدیث منسوخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور نہیں دلالت ہے نسخ پر ساتھ مدعی اس کے اس واسطے کہ ان کو ناخ میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناخ حدیث نبی کی ہے صحیح دین بالمدین سے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ مصراۃ کا دودھ مشتری کے ذمہ میں قرض ہوتا ہے سو جب اس پر کھجور کے ایک صاع کا دینا لازم کیا گیا ساتھ وعدے کے تو ہوئی یہ بیع قرض کے ساتھ قرض کے اور یہ طحاوی کا جواب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا یعنی جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ اتفاق محدثین کے اور بر تقدیر تسلیم کہا جائے گا کہ کھجور تو دوہنے کے مقابلے میں شروع ہوئی ہے برابر ہے کہ دودھ موجود ہو یا نہ ہو پس نہیں مقرر ہے بیع ہونے اس کے کے قرض سے ساتھ قرض کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناخ حدیث الخراج بالضممان ہے منفعت بدلے تاوان بھرنے کے ہے جو تاوان بھرے وہی اس کا نفع اٹھائے روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ دودھ فضلہ ہے بکری کے فضلوں سے اور اگر بکری ہلاک ہوتی تو اس کا تاوان مشتری پر آتا پس اس طرح اس کے فضلے بھی اس کے ملک ہوں گے پس کس طرح تاوان لگایا جائے گا اس کو بدلے اس کے واسطے بائع کے حکایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور اس کا جواب یہ ہے کہ مصراۃ کی حدیث اس سے زیادہ تر صحیح ہے ساتھ اتفاق کے پس کس طرح مقدم کی جائے گی مرجوح رائج پر اور یہ دعویٰ کرنا کہ یہ حدیث اس سے متاخر ہے تو اس پر کوئی دلیل نہیں اور بر تقدیر تنزل پس مشتری نہیں حکم کیا گیا ساتھ تاوان بھرنے کے بدلے اس چیز کے کہ جو اس کے ملک میں پیدا ہوئی بلکہ ساتھ تاوان اس چیز کے کہ وارد ہوا ہے اس پر عقد بیع اور نہیں داخل ہوئی عقد میں پس بنا بر اس کے

دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ناخ اس کی وہ حدیثیں ہیں جو وارد ہیں بیچ دور کرنے عقوبت بالمال کے اور عقوبت بالمال یعنی مال سے سزا دینی اس سے پہلے جائز تھی جیسا کہ بہز بن حکیم رحمہ اللہ کی حدیث میں زکوٰۃ نہ دینے والے کے حق میں ہے کہ ہم اس سے زکوٰۃ بھی لیں گے اور اس کا آدھا مال بھی لیں گے اور اسی حدیث عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کی ہے اور مصراۃ کی حدیث اسی قبیل سے ہے اور یہ سب منسوخ ہیں یہ جواب عیسیٰ بن ابان کا ہے اور چچھا کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ دودھ کا جمع کرنا تو بائع کی طرف سے پایا گیا ہے پس اگر اس باب سے ہوتا تو تاوان اس کا بائع پر ہوتا اور فرض یہ بات ہے کہ حدیث مصراۃ کی چاہتی ہے تاوان مشتری کو پس دونوں جدا ہو گئیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناخ حدیث الیبتان بالخیار ہے اور یہ جواب محمد بن شجاع کا ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ جدا ہونا خیار کو کاٹ دیتا ہے پس ثابت ہوا کہ اس کے بعد خیار نہیں مگر خیار شرط کرے اور چچھا کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ جو خیار کہ مصراۃ میں ہے وہ خیار رد بالعیب کے قبیل سے ہے اور جو خیار رد کا عیب کے ساتھ اس کے بیچ اس چیز کے کہ وہ اس میں وارد نہیں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خبر واحد ہے نہیں فائدہ دیتی ہے مگر ظن کو اور وہ مخالف ہے، واسطے قیاس اصول کے جو یقین کیا گیا ہے ساتھ اس کے پس اس پر عمل کرنا لازم نہیں ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ توقف خبر واحد میں تو صرف مخالفت اصول میں ہے نہ بیچ مخالفت قیاس اصول کے اور یہ حدیث سوائے اس کے نہیں کہ مخالفت ہے قیاس اصول کو ساتھ دلیل اس بات کے کہ اصول تو کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس ہے اور کتاب اور سنت یعنی قرآن اور حدیث درحقیقت اصل یہی دونوں ہیں اور دوسرے دونوں انہیں کی طرف پھیرے جاتے ہیں پس حدیث اصل ہے یعنی جڑ ہے اور قیاس اس کی ٹہنی ہے پس کس طرح رد کیا جائے اصل ساتھ شاخ کے بلکہ حدیث صحیح بنفسہ اصل ہے پس کس طرح کہا جائے گا کہ اصل اپنے تئیں مخالف ہے اور بر تقدیر تسلیم قیاس اصول کا یقین کا فائدہ دے گا اور خبر واحد نہیں فائدہ دیتی ہے مگر ظن کو پس عموم اصل کا اس خبر واحد ظنی کے مخالف نہ ہوگا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اس کا محل اس اصل سے متغی ہو اور ابن دقید العید نے کہا کہ یہ بڑی قوی دلیل ہے واسطے رد کے اس مقام پر اور ابن سمعانی نے کہا کہ جب خبر ثابت ہو جائے تو ہوگا یہ اصل اصول سے اور نہیں ہے کوئی اصل دوسرا کہ اس کو اس پر پیش کرنے کی حاجت ہو اس واسطے کہ اگر وہ اس کے موافق ہو تو فہما اور اگر اس کے مخالف ہو تو نہیں جائز ہے رد کرنا ایک ان دونوں کا اس واسطے کہ وہ رد کرنا حدیث کا ہے ساتھ خبر واحد کے اور وہ بالاتفاق مردود ہے اس واسطے کہ وہ مقدم ہے قیاس پر بغیر خلاف کے یہاں تک کہ کہا کہ اولے نزدیک میرے اس مسئلے میں یہ ہے کہ قیاسوں کو مان لیا جائے لیکن وہ لازم نہیں اس واسطے کہ سنت ثابت مقدم ہے اوپر ان کے واللہ اعلم اور بر تقدیر تنزل پس نہیں مانتے ہم کہ وہ مخالف ہے واسطے قیاس اصول کے اس واسطے کہ جو اس کے مخالف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس مخالفت کو کئی وجہ سے بیان کرتے ہیں ایک

یہ کہ اصول میں یہ بات معلوم ہے کہ مثلیات کا بدلہ مثل کے ساتھ ہے اور قیمت والی چیزوں کا بدلہ قیمت کے ساتھ ہے اور اس جگہ اگر دودھ مثل ہو تو اس کا بدلہ دودھ دینا چاہیے اور اگر قیمت والی چیزوں میں سے ہو تو دونوں نقدوں سے ایک کے ساتھ قیمت دینی چاہیے اور اس جگہ اس کے بدلے کھجور کا دینا آیا ہے پس اصل کی مخالفت ہو اور جواب منع حصر کا ہے اس واسطے کہ آزاد آدمی کی دیت میں اونٹوں کے ساتھ تاوان دیا جاتا ہے حالانکہ وہ اس کی مانند نہیں اور نہ قیمت اور نیز تاوان مثل کا ساتھ مثل کے عام نہیں کہ ہر جگہ یہی قاعدہ جاری ہو اس واسطے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مثل چیز کا بدلہ قیمت کے ساتھ دیا جاتا ہے جب کہ اس کا ہم مثل پیدا نہ ہو سکے مانند اس شخص کی کہ تلف کرے بکری دودھ دینے والی کو کہ اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی اور اس کے دودھ کے بدلے اور دودھ نہ دیا جائے اس واسطے مشکل ہونے مماثلت کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قاعدے چاہتے ہیں اس کو کہ تاوان بقدر تلف کے ہو اور یہ مختلف ہے اور تحقیق اندازہ کیا گیا ہے اس جگہ ساتھ مقدار واحد کے اور وہ صاع ہے پس خارج ہوا قیاس سے یعنی قیاس کے مخالف ہوا اور جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ سب مضمونات میں عام نہیں کہ ضمان بقدر تلف کی ہو مانند زخم کی کہ اس میں ہڈی کھل گئی ہو پس دیت اس کی مقرر ہے یعنی پانچ اونٹ باوجود یہ کہ وہ مختلف ہوتا ہے کبھی بڑا ہوتا ہے اور کبھی چھوٹا اور غلام مقرر ہے پیٹ کے بچے میں باوجود یہ کہ وہ مختلف ہوتا ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ واقع ہو اس میں تنازع پس چاہیے کہ مقدار کی جائے ساتھ چیز معین کے واسطے کاٹنے جھگڑے کے اور مقدم کی جائے گی یہ مصلحت اور اس قاعدے کے اس واسطے کہ جو دودھ کہ عقد کے بعد پیدا ہوا ہے وہ مل گیا ہے ساتھ اس دودھ کے جو عقد کے وقت موجود تھا اور اس کا اندازہ معلوم نہیں کہ اس کی مثل مشتری پر واجب ہو اور اگر اس کی مقدار پہنچانی جاتی پس سپرد کی جاتی ساتھ اندازہ کرنے دونوں کے یا ایک کے تو البتہ تنازع تک نوبت نہ پہنچتی سو قطع کیا شارع نے جھگڑے کو اور اس کو ایک اندازے کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ دونوں اس کے آگے نہ بڑھیں واسطے قطع کرنے جھگڑے کے اور ہوگا مقرر کرنا اس کا ساتھ کھجور کے قریب تر ساتھ دودھ کے اس واسطے کہ وہ اس وقت ان کا قوت تھا مانند دودھ کی اور وہ پائی جاتی ہے مانند دودھ کی اور قوت کی چیز وہ ہے جس سے زندگی بسر ہو پس دونوں شریک ہوئے اس میں کہ دونوں کھائے جاتے ہیں اور قوت کی چیزیں اور پائی جاتی ہیں اور نیز دونوں مشترک ہیں اس میں کہ قوت کیا جاتا ہے ساتھ ہر ایک کے دونوں میں سے بغیر کارگری اور علاج کے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ تلف شدہ دودھ اگر عقد کے وقت موجود تھا تو تحقیق دور ہوئی ایک جزو معقود علیہ کی اصل خلقت سے اور یہ مانع ہے پھر دینے کو پس تحقیق پیدا ہوا ہے یہ عیب مشتری کے ملک میں پس بائع اس کا ضامن نہ ہوگا اور اگر ہو وہ مخلط موجود دودھ کہ عقد کے وقت موجود ہوا اور جو حادث ہو اس کی ضمان واجب نہیں اور جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ نقص کے ساتھ پھیر دینا تو منع اس وقت ہے جب کہ نہ ہو واسطے معلوم کرنے کی اور اگر عیب کے معلوم کرنے کے واسطے تو یہ منع

نہیں اور چوتھی وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ اصول کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس میں خیار کو تین دن ٹھہرایا ہے باوجود یہ کہ خیاریب تین دن کے ساتھ مقدر نہیں کیا جاتا اور اسی طرح خیار مجلس بھی نزدیک اس شخص کے جو اس کا قائل ہے اور خیار رؤیت نزدیک اس شخص کے جو اس کو ثابت کرتا ہے اور جواب یہ ہے کہ حکم مصراۃ کا منفرد ہوا ہے ساتھ اصل اپنے کے ہم مثل ہونے سے پس نہیں عیب ہے یہ کہ منفرد ہو ساتھ وصف کے کہ زیادہ ہو اس کے غیر پر اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تحقیق یہ مدت وہی ہے جو ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے دودھ پیدائشی جمع ہو دودھ سے ساتھ دھو کے کے اکثر اوقات پس شروع ہوئی یہ مدت واسطے معلوم کرنے عیب کے بخلاف خیار رؤیت اور عیب کے کہ وہ اس مدت پر موقوف نہیں اور اپر خیار مجلس پس نہیں ہے واسطے معلوم کرنے عیب کے پس ظاہر ہوا فرق درمیان خیار مصراۃ کے اور غیر اس کے کی اور پانچویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اس کے لینے سے جمع ہونا درمیان عوض اور عوض کے بیچ اس کے جب کہ ہو قیمت بکری کی ایک صاع کھجور کا پس تحقیق وہ رجوع کرتی ہے طرف اس کی صاع سے کہ وہ مقدار مول اس کے کی ہے اور جواب یہ ہے کہ کھجور دودھ کا بدلہ ہے نہ بکری کا بدلہ پس نہ لازم آئے گی وہ چیز جو ذکر کی ہے انہوں نے اور چھٹی وجہ یہ ہے کہ وہ مخالف ہے واسطے قاعدہ بیاج کے بیچ اس چیز کے کہ خریدے بکری کو ساتھ ایک صاع کے اور جب کہ اسے بکری کے ساتھ ایک صاع پھیرنا چاہا تو تحقیق پھیرنا چاہا اس نے وہ صاع جو اس کا مول ہے پس ہوگا اس طرح کہ بیچا بکری کو اور صاع کو بدلے ایک صاع کے اور جواب یہ ہے کہ بیاج تو صرف عقدوں میں اعتبار کیا جاتا ہے فنحوں میں اعتبار نہیں کیا جاتا ساتھ اس دیس کے کہ اگر وہ دونوں سونے کو چاندی سے بیچیں تو نہیں جائز ہے یہ کہ پہلے جدا ہوں پہلے قبض کے اور اگر وہ دونوں ہو بہو اسی عقد میں اقالہ کریں تو جائز ہے جدا ہو پہلے قبض کے اور ساتویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتی ہے اس سے ضمان اعیان کی باوجود باقی رہنے ان کے کی بیچ اس چیز کے جب کہ دودھ موجود ہو اور اعیان کا تاوان بدل کے ساتھ نہیں مگر ساتھ قوت ہونے ان کے کی مانند چھین گئی چیز کی اور جواب یہ ہے کہ دودھ اگرچہ موجود تھا لیکن دشوار ہوا پھیرنا اس کا واسطے مختلط ہونے اس کے کی ساتھ دودھ نئے کے جو عقد کے بعد پیدا ہوا ہے اور دشوار ہے جدا ہونا اس کا پس ہوا یہ مانند اس غلام کی جو غصب کے بعد بھاگ جائے یعنی کسی نے کسی کا غلام زور سے چھینا تھا پھر وہ چھیننے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو وہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا یعنی اس کو اس کی قیمت دینی آئے گی باوجود باقی ہونے ذات اس کی کے واسطے مثل ہونے رد کے اور آٹھویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اس سے ثابت ہونا رد کا بغیر عیب کے اور نہ شرط کی یعنی شرط خیار کی اپر شرط پس نہیں پائی گئی اور اپر عیب پس نقصان دودھ کا ہے اگر عیب ہوتا تو البتہ ثابت ہوتا ساتھ اس کے رد بغیر تصریہ کے اور جواب یہ ہے کہ خیار ثابت ہوتا ہے ساتھ دھوکا دینے کے مانند اس شخص کی کہ بیچے چکی پھیرنے والی کو ساتھ اس چیز کے کہ جمع کیا اس کو واسطے اس کے بغیر علم مشتری کے سو جب مشتری کو اس پر اطلاع ہو تو جائز ہے اس کو پھیر دینا اس

کا اور نیز جب مشتری نے تھنوں کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھا تو گمان کیا اس نے کہ یہ اس کی عادت ہے تو گویا کہ بائع نے اس کے واسطے شرط کی کہ اس کی یہ عادت ہے سو پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہوا پس ثابت ہوا واسطے اس کے پھیر دینا واسطے کم ہونے شرط معنوی کے واسطے کہ بائع کبھی تو بیع کی صفت اپنے قول سے ظاہر کرتا ہے اور کبھی اپنے فعل سے ظاہر کرتا ہے سو جب مشتری نے ایک صفت ظاہر کی پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہوا تو ہوگا ایسا کہ اس نے اس کو دھوکا دیا پس شروع ہوا واسطے اس کے خیار یہ محض قیاس ہے اور مقتضی عدل کا ہے اس واسطے کہ مشتری نے تو اپنے مال کو بدل کیا ہے بنا بر اس صفت کے کہ بائع نے اس کے واسطے ظاہر کی اور تحقیق ثابت کیا ہے شارع نے واسطے سوداگروں کے خیار جب کہ کوئی ان کو آگے سے جا ملے اور ان سے اثاج جا خریدے پہلے اس سے کہ بازار میں اتریں اور نرخ معلوم کریں اور نہیں ہے اس جگہ عیب اور نہ خلاف شرط میں لیکن اس واسطے کہ اس میں دھوکا اور فریب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے نہ اس میں اضطراب ہے نہ علت اور نہ فسخ اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ محمول ہے ایک صورت خاص پر اور وہ وہ ہے جب کہ خریدے بکری کو ساتھ اس شرط کے کہ مثلاً کہ وہ پانچ سیر دودھ دیتی ہے اور شرط کیا اس میں خیار کو تو شرط فاسد ہے پس اگر متفق ہوئے دونوں اوپر ساقط کرنے شرط کے بیچ مدت خیار کے تو صحیح ہوگا عقد اور اگر متفق نہ ہوئے تو باطل ہوگا عقد اور واجب ہوگا پھیر دینا صاع کھجوروں کا اس واسطے کہ تھا وہ قیمت دودھ کی اس دن اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث ظاہر ہے بیچ معلق ہونے حکم کے ساتھ نصریہ کے اور جس چیز کو اس قائل نے ذکر کیا ہے وہ چاہتی ہے معلق ہونے اس کے کو ساتھ فساد شرط برابر ہے کہ نصریہ پایہ جائے یا نہیں پس تاویل ٹھیک نہیں اور نیز پس لفظ حدیث کا لفظ عموم کا ہے اور جس چیز کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے وہ ایک فرد ہے اس عموم کے افراد سے پس جو دعویٰ کرتا ہے بند ہونے عموم کا اوپر اس کے وہ محتاج ہے طرف دلیل کی اور نہیں وجود واسطے دلیل کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ منع ہونے کے دھوکے سے اور اصل ہے بیچ ثابت ہونے خیار کے واسطے اس شخص کے جس نے اس کے عیب کے ساتھ دھوکا دیا ہے اور نیز یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ اصل بیع کی فاسد نہیں ہوتی اور اصل ہے اس میں کہ مدت خیار کی تین دن ہے اور نیز اصل ہے نصریہ کی حرام ہونے میں اور ثابت ہونے خیار کے ساتھ اس کے اور احمد اور ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جانور کو دودھ بند کر کے بیچنا فریب ہے اور نہیں ہے حلال فریب واسطے مسلمانوں کے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور جو لوگ اس حدیث کے ساتھ قائل ہیں ان کو کئی چیزوں میں اختلاف ہے ایک یہ کہ اگر مشتری نصریہ کو جانتا ہو تو کیا اس کے واسطے خیار ثابت ہے اس میں ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ترجیح دیتی ہے اس کو کہ اس کے واسطے اختیار ثابت نہیں روایت عکرمہ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں نزدیک طحاوی کے پس تحقیق لفظ اس کا یہ ہے کہ جو مصراۃ کو خریدے اور حالانکہ نہ جانتا ہو کہ وہ مصراۃ ہے الحدیث اور اگر مصراۃ کا دودھ عادت ہو جائے اور بیچگی

کرے کثرت پر یعنی ہمیشہ ہی بہت ہی دیا کرے تو کیا اس کو پھیر دینا آتا ہے اس میں ان کو ایک وجہ ہے خلاف ہے واسطے حلیوں کے دونوں مسئلوں میں اور ایک یہ اگر خود بخود اس کا دودھ جمع ہو جائے یا مالک نے اس کے واسطے اپنے جمع کیا ہو پھر ظاہر ہو واسطے اس کے سوچ ڈالا اس نے اس کو تو کیا اس میں بھی تصریہ کا حکم ثابت ہوتا ہے یا نہیں اس میں خلاف ہے سو جس نے معنی کی طرف نظر کی اس نے اس کو ثابت کیا ہے اس واسطے کہ عیب ثابت کرتا ہے خیار کو اور نہیں شرط ہے اس میں دھوکا بائع کا اور جس نے اس طرف نظر کی کہ تصریہ کا حکم خارج ہے قیاس سے تو خاص کیا ہے اس کو ساتھ مورد اپنے کے اور وہ حالت عمد کی ہے یعنی جان بوجھ کر تصریہ کیا اس واسطے کہ نہیں صرف اسی کو شامل ہے اور ایک یہ کہ تھن گوشت بھرے ہوئے ہوں اور گمان کیا اس کو مشتری نے دودھ سو اس کو خریدا پھر اس کو معلوم ہوا کہ یہ تو گوشت ہے تو کیا اس کو خیار ثابت ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں حکایت کیا ہے ان کو بعض مالکیہ نے اور ایک یہ کہ اگر غیر مصراۃ کو خریدے پھر وہ دوہنے کے بعد اس میں کوئی عیب پائے تو تحقیق نص کی شافعی رحمہ اللہ نے اس پر کہ جائز ہے پھیر دینا اس واسطے کہ وہ تھوڑا ہے نہیں کوشش کی گئی ساتھ جمع ہونے اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ دودھ کا بدلہ دے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک صاع بھجوروں کا دے۔ (فتح)

۲۰۰۵۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو خریدے بکری جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو پھیر دے ساتھ اس کے تین سیر بھجوریں اور منع فرمایا آپ ﷺ نے یہ کہ آگے بڑھ کر خریدیں لوگ قافلے سے جو اناج وغیرہ لایا۔

۲۰۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ اشْتَرَى شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاحِبَهَا مِنْ تَمَرٍ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَلْقَى الْبُيُوعُ.

۲۰۰۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگے بڑھ کر قافلے کو نہ ملا کرو یعنی اگر خبر سنو کہ کوئی قافلہ اناج وغیرہ لایا ہے تو ان کو آگے بڑھ کر نہ ملو سستا خریدنے کو اور نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور نہ جمع کیا کرو دودھ کو گائے، بکری کے تھنوں میں اور جو ان کو خریدے تو وہ دوہنے کے بعد دو کاموں میں مختار ہے اگر اس کے ساتھ راضی ہو تو اس کو اپنے پاس رکھے اور اگر ناراض ہو تو ان کو پھیر دے اور پھیر

۲۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلْقُوا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَصَرُّوا الْغَنَمَ وَمَنْ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يُحْلِبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا

دے ساتھ اس کے تین سیر کھجوریں۔

وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ.

باب ہے اس بیان میں کہ اگر چاہے تو مصراۃ کو پھیر دے
اور اس کو دوہنے کے بدلے ایک صاع کھجوروں کا دے۔

بَابُ إِنْ شَاءَ رَدُّ الْمَصْرَاةِ وَفِي حَلَّتِهَا
صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ

فائدہ: ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجوریں دودھ کے مقابل ہیں اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ کھجوریں
دوہنے کے مقابل میں ہیں دودھ کے مقابلے میں نہیں اس واسطے کہ حلبہ کے حقیقی معنی دوہنے کے ہیں اور مجازی
معنی دودھ کے ہیں اور حقیقی معنی پر حمل کرنا اولیٰ ہے اسی واسطے کہا کہ واجب ہے پھیر دینا دودھ اور کھجور دونوں کا اور
مخالف ہوا ساتھ اس کے کھجور کے (فتح)

۲۰۰۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا
کہ جو خریدے بکری جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو
اور اس کو دوہے تو اگر اس سے راضی ہو تو اس کو اپنے پاس
رکھے اور اگر ناراض ہو تو اس کے دودھ کے بدلے ایک
صاع کھجوروں کا دے۔

۲۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا
الْمَكِّيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
زَيْدٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ
أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرَى غَنَمًا مَصْرَاةً فَاحْتَلَبَهَا
لَبَانَ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي
حَلَّتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ.

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجوروں کا ایک صاع مصراۃ کے مقابلے میں ہی برابر ہے کہ ایک ہو
یا زیادہ واسطے قول آپ ﷺ جو بکری کو خریدے پھر فرمایا کہ اس کے دوہنے میں ایک صاع کھجوروں کا ہے اور نقل کیا
ہے اس کو ابن عبدالبر نے اس شخص سے جو حدیث کو استعمال کرتا ہے اور ابن بطلان نے اکثر علماء سے اور ابن قدامہ
نے شافعیہ اور حنابلہ سے اور اکثر مالکیہ سے یہ روایت ہے کہ ہر ایک کے بدلے ایک صاع کھجور کا دے اور مازری
نے کہا کہ یہ بات لائق نہیں کہ تاوان لگایا جائے تلف کرنے والا دودھ ہزار بکری کا جیسا کہ تاوان لگایا جاتا ہے
تلف کرنے والا دودھ ایک بکری کا اور جواب یہ ہے کہ وہ معاف ہے بہ نسبت اس کی جو پہلے گزر چکا ہے کہ صاع
کے اعتبار کرنے میں حکمت قطع کرنا نزاع کا ہے پس ٹھہرائی گئی ایک حد کہ جھگڑے کے وقت اس کی طرف رجوع کیا
جائے پس برابر ہوا تھوڑا اور بہت اور یہ بات معلوم ہے کہ ایک بکری یا ایک اونٹنی کا دودھ نہایت مختلف ہوتا ہے اور
باوجود اس کے معتبر ایک ہی صاع ہے برابر ہے کہ دودھ کم ہو یا بہت پس اسی طرح صاع معتبر ہے خواہ مصراۃ
تھوڑے ہوں یا بہت۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِي

زنا کرنے والے غلام کے بیچنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے ساتھ بیان کرنے عیب اس کے کے اور باب کی حدیث میں غلام زانی کا ذکر نہیں لوٹھی زانیہ کا ذکر ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے غلام کو لوٹھی پر قیاس کیا ہے اور حنفیہ کے نزدیک زنا لوٹھی میں عیب ہے پھیری جاتی ہے ساتھ اس عیب کے اور زنا غلام میں عیب نہیں کہ اس کے ساتھ بیچ پھیری جائے اس واسطے کہ زنا لوٹھی کا افسد ہے اور غلام کا کم ہے۔ (توضیح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ إِنْ شَاءَ رَدُّ مِنَ الزَّانَا

اور شریح نے کہا کہ اگر کوئی غلام خریدے اور اس کے بعد ظاہر ہو کہ وہ زانی ہے تو اگر چاہے تو عیب زنا کے سبب سے اس کو پھیر دے

فائدہ: سعید بن ابن منصور نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے لوٹھی خریدی جس نے زنا کیا تھا اور خریدار کو اس کا زنا معلوم نہیں ہوا یعنی پھر معلوم ہوا پس جھگڑا کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف شریح کی تو شریح نے کہا کہ اگر چاہے تو زنا کے سبب سے پھیر دے۔

۲۰۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ
سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زَنَاهَا
فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يَغْرَبْ لَمْ إِنْ زَنَتِ
فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يَغْرَبْ لَمْ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةُ
فَلْيَبْعُهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرِ.

۲۰۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کی لوٹھی حرام کاری کرے پھر اس کی حرام کاری ظاہر ہو جائے یعنی خواہ اس کے اقرار سے یا گواہوں سے تو چاہیے کہ اس کو مالک حد مارے یعنی پچاس کوڑے اور اس کو ملامت نہ کرے اور جھڑک نہ دے پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو دوسری بار بھی حد مارے اور نہ ملامت کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی اس کی قیمت ملے یعنی پوری قیمت کا خیال نہ کرے جتنے کو بکے بیچ ڈالے۔

۲۰۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد سے روایت ہے کہ تحقیق آپ ﷺ پوچھے گئے حال لوٹھی کے سے جب کہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا اگر زنا کرے تو اس کو حد مارو پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو اس کو دوسری بار بھی حد مارو پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو اس کو بیچ ڈالو اگرچہ بالوں

۲۰۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي
مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سئلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتِ وَلَمْ

تُحْصِنُ قَالَ إِنْ زَنْتَ فَاجْلِدُوهَا ثَمَّ إِنْ زَنْتَ فَاجْلِدُوهَا ثَمَّ إِنْ زَنْتَ فَيَمُوتْهَا وَلَوْ بَضْفِيرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَذْرِي بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ.

کی سی سے سہی ابن شہاب نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا تیسری بار کے بعد بیچنا فرمایا یا چوتھی بار کے بعد فرمایا۔

فائدہ: ترجمہ باب کے موافق اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ پس چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی سی سے سہی اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام حرام کار کا بیچنا درست ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ زنا مبیع میں عیب ہے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے اگرچہ بالوں کی سی سے سہی اور ابن بطلان نے کہا کہ یہ جو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ حرام کار لوٹھی کو بیچ ڈالے تو یہ مبالغہ ہے بیچ برے ہونے فعل اس کے کے اور خبر دینا ہے کہ حرام کار لوٹھی کی کوئی سزا نہیں مگر بیچ ڈالنا ہمیشہ اور یہ کہ وہ اپنے مالک کے پاس نہ رہے واسطے جھڑکی دینے اس کے کہ پھر حرام کاری نہ کرے اور شاید کہ ہو یہ سب واسطے بچنے اس کے زنا سے یا مشتری کسی سے اس کا نکاح کر دے یا اپنے نفس کے ساتھ اس کو زنا سے بچائے یا اس کو اپنی ہیبت سے بچائے۔ (فتح) اور یہ جو فرمایا کہ اگر شادی شدہ نہ ہو تو ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شادی شدہ ہو تو واجب ہے اس کو سنگسار کرنا اور حالانکہ اجماع اس کے برخلاف ہے یعنی غلام کو سنگسار کرنا واجب نہیں خواہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس مفہوم کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ قرآن صریح اس کے برخلاف ناطق ہے جیسا کہ فرمایا کہ پھر جب وہ بیاعی جائیں تو ان پر ہے آدھی وہ سزا جو شادی شدہ ہے پس حدیث دلالت کرتی ہے اوپر کوڑے مارنے غیر مھسن کے اور آیت دلالت کرتی ہے اوپر جلد مھسن کے اور رجم آدھوں آدھ نہیں ہو سکتا ہے پس دونوں کو کوڑے مارے جائے واسطے عمل کرنے کے ساتھ دونوں دلیلوں کے یا احسان سے مراد آزادی ہے۔ (ق)

بَابُ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ مَعَ النِّسَاءِ

عورتوں کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا بیان

یعنی جائز ہے

۲۰۱۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے سو میں نے آپ ﷺ سے بریرہ کا قصہ ذکر کیا کہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس کے مالک شرط کرتے ہیں کہ اس کا دلا ہمارے واسطے ہو گا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ قیمت لے اور آزاد کر اس واسطے کہ لوٹھی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے پھر دوپہر کے

۲۰۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَيْ وَأَعْتَقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے سوا اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں یعنی اللہ کے حکم میں نہیں جو ایسی شرط کرے کہ جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط باطل ہے اگرچہ سو شرط کرے اللہ کی شرط ثابت تر اور محکم تر ہے۔

ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعِشِيِّ فَأَتَانِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَتَانِسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ شَرْطُ اللَّهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے ساتھ خرید و فروخت کرنی جائز ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ لونڈی کو ایک مرد سے خریدا اور آپ ﷺ نے اس کو جائز رکھا چنانچہ فرمایا کہ اس کو خرید لے اور شاید ہے اس کے واسطے یہ قول آپ ﷺ کا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں اس واسطے کہ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ خرید و فروخت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مردوں کے ساتھ تھی ولیہ المطابقة للترجمة اور اگر کوئی کہے کہ بعض شرطیں ایسی ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ جو حدیث میں ہے وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے چنانچہ فرمایا کہ نہیں بولتا پیغمبر اپنی خواہش نفس سے یہ تو حکم ہے جو اس کو پہنچتا ہے اللہ کی طرف سے۔ (فتح دت)

۲۰۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ لونڈی خریدی یعنی اس کے مالکوں سے سو آپ ﷺ نماز کو نکلے سو جب آپ ﷺ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے بیچنے سے انکار کیا ہے مگر یہ کہ ولا کی شرط کریں کہ ولا ان کے لیے ہو سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلام کے مال کا وارث تو وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے میں نے نافع سے کہا کہ اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام تو اس نے کہا کہ ابن عمر نے مجھ کو نہیں بتلایا۔

۲۰۱۱۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَأَوْتِ بَرِيرَةَ فَخَرَجَ إِلَيَّ الصَّلَاةُ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ إِنَّهُمْ أَبَوْا أَنْ يَبِيعُوهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قُلْتُ لِنَافِعٍ حُرًّا كَانَ زَوْجَهَا أَوْ عَبْدًا فَقَالَ مَا يُذِرُنِي.

فائدہ: اس کا بیان کتاب النکاح میں آئے گا کہ اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام۔ (فتح)

کیا جائز ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے بغیر مزدوری کے اور کیا جائز ہے کہ اس کی مدد کرے یا خیر خواہی

بَابُ هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لَبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرِ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ یہ جو آیا ہے کہ منع ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے حمل کیا ہے اس منع کو اوپر منع خاص کے اور وہ بیچنا ساتھ اجرت کے ہے یعنی منع صرف اس وقت ہے جب کہ اجرت لے کے بیچے اور جب کہ بطور مدد اور خیر خواہی کے بیچے تو یہ منع نہیں بلکہ یہ درست ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے لی ہے اور قوت پاتی ہے یہ بات ساتھ عموم حدیثوں کے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے اس واسطے کہ جو اجرت سے بیچتا ہے اس کی یہ غرض نہیں ہوتی کہ بائع کی خیر خواہی کرے بلکہ صرف اس کی غرض تو اجرت کا حاصل کرنا ہوتا ہے پس یہ چاہتا ہے کہ جائز ہو بیع حاضر کی واسطے بادی کے بغیر اجرت کے کہ وہ خیر خواہی کی قسم ہے اور میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو حدیث معلق کے بعض طریقوں میں آئندہ آئے گی اور اس طرح ہو چیز جو ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ایک جنگلی طلحہ بن عبید پاس اپنا دودھ لایا کہ اس کو بیچ دے تو اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے لیکن تو بازار میں جا پس دیکھ کہ تجھ سے کون خرید فروخت کرتا ہے پھر مجھ سے مشورہ لے یہاں تک کہ میں تجھ کو حکم کروں یا منع کروں۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
اسْتَصْحَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ
فائدہ: اس حدیث کے اول میں یہ لفظ ہے کہ چھوڑ دو لوگوں کو روزی دے اللہ بعض کو بعض سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بطور خیر خواہی کے جنگلی کی چیز شہری کے ہاتھ بیچے تو یہ درست ہے۔ وفي المطابقة للترجمة۔ اور اجازت دی ہے اس معنی میں عطاء نے

فائدہ: یعنی جائز ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے جو منع فرمایا اس سے تو آپ کی مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان سے سستا اناج ملے اور لیکن آج کے دن پس نہیں کوئی خوف ہے ساتھ اس کے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا کہ جائز ہے شہری کو واسطے بیچنا جنگلی کے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم حدیث الدین النصیحة کے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ناخ ہے واسطے حدیث نبی کے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث الدین النصیحة اپنے عموم پر محمول ہے مگر بیع حاضر کے واسطے بادی کے پس وہ خاص ہے پس حکم کرے گی عام پر اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور تطبیق دی ہے بخاری رحمہ اللہ نے درمیان دونوں کے ساتھ خاص کرنے نبی کے ساتھ اس کے جو اجرت سے بیچے مانند دلال کی اور ایپر جو اس کی خیر خواہی کرے پس معلوم کرائے کہ اناج کا بھاؤ ایسا ہے تو یہ اس کے نزدیک نبی میں داخل نہیں۔ (فتح)

۲۰۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ
آپ ﷺ سے اوپر گواہی دینے اس بات کی کہ نہیں کوئی لائق

بندگی کے سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کے قائم رکھنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور امیر کے حکم سننے اور کہا ماننے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

جَعَزَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

فائدہ: اس حدیث کا بیان کتاب الایمان میں گزر چکا ہے اور غرض اس حدیث سے یہاں وہی ہے جو اوپر گزری کہ اگر بطور خیر خواہی کے دلال بنے تو درست ہے۔

۲۰۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ جا ملو آگے بڑھ کر قافلے کو اور نہ پیچے شہری واسطے جنگلی کے طاؤس کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ پیچے شہری واسطے جنگلی کے طاؤس کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ پیچے شہری واسطے جنگلی کے اس نے کہا کہ اس کے لیے دلال نہ بنے یعنی واسطے غرض اجرت کے ورنہ مطلق دلال ہونا منع نہیں۔

۲۰۱۴۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْقُوا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ تَبَادٍ قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ تَبَادٍ قَالَ لَا يَكُونُ لَهُ سِمَسَارًا.

فائدہ: حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم قحط کے دنوں کے ساتھ خاص ہے اور ارزانی کے دنوں میں ایسا کرنا مکروہ نہیں لیکن عموم حدیث کا رد کرتا ہے اوپر ان کے اور اس تفسیر میں تعقب ہے یعنی مدد ہے اوپر اس کے جو تفسیر کرتا ہے حاضر کو ساتھ بادی کے بایں طور کہ مراد منع کرنا شہری کا ہے یہ کہ پیچے واسطے جنگلی کے قحط کے دنوں میں وہ چیز کہ شہر والوں کو اس کی حاجت ہے پس یہ مذکور ہے حنفیہ کی کتابوں میں اور بعض کہتے ہیں کہ صورت اس کی یہ ہے کہ کوئی مسافر شہر میں کوئی اسباب لائے اور اس کو حال کے نرخ سے بیچنا چاہے اور اس کے پاس کوئی شہری آئے اور اس کو کہے کہ تو اس اسباب کو میرے پاس چھوڑ جا کہ میں اس کو آہستگی کے ساتھ مہنگا بیچوں گا پس ٹھہرایا انہوں نے حکم کو معلق ساتھ بادی کے اور جو مشارق ہے اس کو اس کے معنی میں اور بادی کا ذکر تو حدیث میں باعتبار غالب کے واقع ہوا ہے پس لاحق کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو شریک ہے اس کے بیچ نہ پہنچانے نرخ حاضر کے اور ضرر دینے اہل شہر کے ساتھ اشارت کے اوپر اس کے بایں طور کہ بیچنے میں جلدی نہ کرے اور یہ تفسیر شافعیہ اور حنابلہ کی ہے اور مالکیہ نے بدوی ہونے کو قید ٹھہرایا ہے یعنی یہ حکم صرف جنگلی کے ساتھ خاص ہے اور مالک سے روایت ہے کہ

نہیں ملحق ہوتا ساتھ بادی کے بیچ اس کے مگر جو اس کی مانند ہو اور ایپر گاؤں والے جو کہ اسباب اور بازار کی قیمت پہچانتے ہیں تو یہ اس حکم میں داخل نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ یہ حرام ہے بشرطیکہ نبی کو جانتا ہو اور جس اسباب کو قافلہ لایا ہے اس کی لوگوں کو حاجت ہے اور یہ کہ پیش کرے اس کو حضری اور بدوی کے یعنی شہری اس کو کہے کہ اس کو میرے پاس چھوڑ جا جب مہنگا ہوگا تو میں تجھ کو بیچ دوں گا اور اگر بدوی اس کو شہری سے درخواست کرے تو یہ منع نہیں اور بعض شافعیہ نے کہا کہ سب لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور یہ کہ ظاہر ہو ساتھ بیچنے اس متاع کے فراخی اس شہر میں اور ابن دقیق العید نے کہا کہ ایپر یہ شرط کرنی کہ شہری اس سے خود اس بات کی درخواست کرے کہ لائیں تجھ کو تیرا اسباب اپنی معرفت سے بیچ دیتا ہوں تو یہ شرط قوی نہیں اس واسطے کہ نہ تو اس پر لفظ دلالت کرتا ہے اور نہ اس میں معنی ظاہر ہیں اس واسطے کہ جس ضرر کے ساتھ نبی معلل ہے نہیں جدا ہوتا ہے اس میں حال درمیان درخواست شہری کے اور نہ درخواست کرنے اس کی کے یعنی ہر صورت منع ہے خواہ وہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ نبی تو ضرر کے سبب سے وارد ہوئی ہے اور ضرر دونوں صورتوں میں موجود ہے اور لیکن یہ شرط کرنی کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہو تو یہ متوسط ہے درمیان ظہور اور عدم اس کی کے اور ظہور فراخی کا شرط ہونا سودہ بھی اسی طرح ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو مقصود مجرد فوت کرنا نفع کا اور رزق کا شہر والوں پر اور اسی طرح یہ شرط کرنی کہ نہیں کوئی جانتا ہو تو اس میں کوئی شبہ نہیں اور سبکی نے کہا کہ یہ شرط معتبر ہے کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر باوجود ان سب شرطوں کے بیچ واقع ہو تو اس کا کیا حکم ہے بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے ساتھ تحریم کے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح نہیں قاعدے مشہور پر۔ (فتح)

باب مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِأَجْرٍ باب ہے بیان میں اس شخص کے جو برا جانتا ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ساتھ اجرت کے

فائدہ: اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ تفسیر کیا ہے اس نے اس کو ساتھ دلال کے جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا۔

۲۰۱۴۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

۲۰۱۵۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

فائدہ: اس حدیث میں اجرت کی قید نہیں جیسا کہ باب میں ہے ابن بطال نے کہا کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اگر شہری جنگلی کے واسطے اجرت کے ساتھ بیچے تو یہ درست نہیں اور اگر بدون اجرت کے بیچے تو درست ہے اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور گویا کہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو مقید کیا ہے اور تحقیق جائز رکھا ہے اور اسی نے یہ کہ اشارہ کرے شہری واسطے جنگلی کے اور کہا کہ اشارہ بیع نہیں اور لیث اور ابو حنیفہ سے ہے کہ اس پر اشارہ بھی نہ کرے اس واسطے کہ جب اس پر اشارہ کیا تو اس سے بیچا اور شافعیہ کے نزدیک اس میں دو وجوہ ہیں اور رائج یہ ہے کہ جائز ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نے تو بیع سے منع فرمایا ہے اور اشارہ بیع نہیں اور تحقیق وارد ہو چکا ہے امر ساتھ خیر خواہی اس کی کے پس معلوم ہوا کہ اشارہ جائز ہے۔ (فتح)

باب لَا يَشْتَرِي حَاضِرٌ لِبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ نہ خریدے حاضر واسطے بادی کے ساتھ دلالی کے **فائدہ:** یعنی واسطے قیاس کرنے کے بیع پر یعنی جب دلالی کے ساتھ بیچنا درست نہیں تو خریدنا بھی درست نہیں اور واسطے استعمال کرنے لفظ بیع کے بیچ میں اور شراء میں اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ خریدنا واسطے بادی کے مانند بیع کی ہے اور واسطے دلیل اس حدیث کے کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض پر اس واسطے کہ اس کے معنی خریدنے کے ہیں اور امام مالک سے اس میں دو روایتیں آئی ہیں۔ (فتح)

وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ الْعَرَبَ يَقُولُ بَع لِي قَوْثًا وَهِيَ تَعْنِي الشِّرَاءَ
اور برا جانا ہے اس کو ابن سیرین نے اور ابراہیم نے واسطے بائع اور مشتری کے اور ابراہیم نے کہا کہ عرب کہتے ہیں کہ بے لینی قوثا اور مراد ان کی یہ ہوتی ہے کہ اس کو میرے لیے خریدے۔

فائدہ: استدلال کیا ہے اس سے ابراہیم نے واسطے مذہب اپنے کے کہ بیچنا اور خریدنا کراہت میں دونوں برابر ہیں۔ (فتح)

۲۰۱۵۔ حَدَّثَنَا الْمُكَنِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ سَمْعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَنَاعُ الْمَرْءُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ
۲۰۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا

۲۰۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ خریدے مرد اپنے بھائی کے خریدنے پر اور نہ بخش کر دو اور نہ بیچے حاضر واسطے بادی کے۔

۲۰۱۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا یہ کہ بیچے

حاضر واسطے بادی کے۔

مُعَاذُ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَهِنَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ تَبَادُ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شہری کو جنگلی کے واسطے خریدنا بھی درست نہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة باب النهي عن تلقى الرُكبانِ وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصِيَ أَيْمٍ إِذَا كَانَ بِهِ عَالَمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي الْبَيْعِ وَالْخِدَاعُ لَا يَجُوزُ

باب ہے اس بیان میں کہ قافلے کو آگے بڑھ کر جالنا منع ہے اور جو قافلے کو آگے بڑھ کر جالے اس کی بیع مردود ہے درست نہیں اس واسطے کہ آگے بڑھ کر ملنے والا نا فرمان اور گناہ گار ہے جب کہ نبی کو جانتا ہو اور یہ دھوکا ہے بیع میں اور دھوکا درست نہیں

فائدہ: جزم کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ یہ بیع مردود ہے بنا بر اس کے کہ نبی فساد کو چاہتی ہے لیکن اس کا حل متحقق کے نزدیک بیع اس چیز کے ہے کہ رجوع کرے نبی طرف ذات منہی عنہ کے یعنی اپنی ذات کی وجہ سے منع ہے نہ اس وقت جب کہ رجوع کرنے والی ہو طرف امر کی جو خارج ہو اس سے کہ اس وقت بیع صحیح ہوگی اور ثابت ہوگا خیار ساتھ شرط کے جس کا ذکر آتا ہے اور ہونا اس کا گنہگار اور نا فرمان اور استدلال کرنا اس کا اوپر اس کے ساتھ ہونے اس کے خداع میں پس صحیح ہے لیکن نہیں آتا لازم اس سے یہ کہ بیع مردود اس واسطے کہ نبی نفس عقد کی طرف نہیں پھیرتی اور نہیں غل ہے کسی چیز کو اس کے ارکان اور شرائط سے بلکہ وہ تو صرف سودا گروں کے ضرر دور کرنے کے واسطے ہے اور یہ جو کہا کہ یہ بیع باطل ہے تو یہی قول ہے بعض مالکیہ اور حنبلیہ کا اور ممکن ہے کہ ہو قول بخاری رحمہ اللہ کا کہ بیع مردود ہے محمول اس پر جب کہ بائع اس کا پھیرنا اختیار کرے پس نہ مخالف ہوگا رائج قول کے اور تعاقب کیا ہے اس کا اسماعیلی نے اور لازم کیا ہے اس پر تاقض کو ساتھ بیع مصراۃ کے اس واسطے کہ اس میں دھوکا ہے اور باوجود اس کے بیع باطل نہیں ہوئی اور ساتھ اس کے کہ فصل کیا ہے اس نے درمیان اس کے کہ نہ بیچے حاضر واسطے بادی کے ساتھ اجرت کے اور بغیر اجرت کے اور نیز استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ حدیث حکیم کے جو پہلے گزر چکی ہے کہ اگر بائع اور مشتری جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی بیع کی برکت مٹائی جاتی ہے پس نہ باطل کیا ان کی بیع کو ساتھ جھوٹ اور چھپانے عیب کے اور تحقیق وارد ہو چکا ہے ساتھ سند صحیح کے کہ اگر اسباب کا مالک آگے بڑھ کر ملنے والے کے ہاتھ اپنا اسباب بیچ ڈالے تو اس کو اختیار ہے جب کہ بازار میں داخل ہو ان مندر نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے آگے بڑھ کر ملنے کو جائز رکھا ہے اور جہور کہتے ہیں کہ مکروہ ہے میں کہتا ہوں کہ جو حنفیہ کی کتابوں میں ہے وہ یہ ہے کہ مکروہ ہے آگے بڑھ کر جالنا قافلے کو دو حالتوں میں ایک یہ کہ

شہر والوں کو ضرر ہو اور یہ کہ قافلے کو حال کا نرخ خلط ملط ہو جائے پھر اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ جو آگے بڑھ کر جا ملے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اور اسباب والا مختار ہے اور دلیل اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ منع فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کہ آگے بڑھ کر جا ملے کوئی قافلے کو پس اگر اس کو کوئی آگے بڑھ کر جا ملے اور اس کو خرید لے تو اس کا مالک مختار ہے جب کہ آئے بازار میں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور ابن خزمیہ نے کہا کہ صحیح ہے اور کیا اس کو مطلق خیار ثابت ہے یا اس شرط سے کہ اس کوغبین ہو اس میں دو وجوہ ہیں اصح یہ ہے کہ اس کو مطلق اختیار ہے اور یہی قول ہے متبادلہ کا اور نیز اس کا ظاہر یہ ہے کہ نبی واسطے نفع بائع کے ہے اور دور کرنے ضرر کے اس سے اور بچانے اس کے فریب سے اور ابن منذر نے کہا کہ حمل کیا ہے اس کو مالک نے اوپر نفع اہل بازار کے نہ اوپر نفع مالک اسباب کے اور طرف اسی کی مائل ہوئے ہیں کوئی اور اوزاعی اور حدیث حجت کی ہے واسطے شافعی رحمہ اللہ کے اس واسطے کہ اس نے ثابت کیا ہے خیار کو واسطے بائع کے نہ واسطے بازار والوں کے اور امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو باب کے اخیر میں مذکور ہے۔ (فتح)

۲۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ اللَّهِ الْأَعْمَرِيُّ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنِ التَّلْقِي وَانْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لَبَادٍ.

۲۰۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا آگے بڑھ کر جا ملنے سے قافلے کو اور یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قافلے اناج وغیرہ لانے والے کو آگے بڑھ کر جا ملنا مطلق منع ہے برابر ہے کہ نزدیک ہو یا دور اور برابر ہے کہ ان سے خریدنے کے واسطے ہو یا نہ ہو و مسیاتی البحث فیہ۔

۲۰۱۸۔ حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ
عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا مَا مَعْنَى قَوْلِهِ لَا يَبِيعَنَّ حَاضِرٌ لَبَادٍ
فَقَالَ لَا يَكُنْ لَهُ سِمَسَارًا.

۲۰۱۸۔ طاووس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ کی اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے واسطے دلال نہ ہو۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ بیچ کے واسطے قافلے کو آگے بڑھ کر نہ ملو تو یہ بیچ عام ہے برابر ہے کہ ان کے ہاتھ بیچے یا ان سے خریدے اور سمجھا جاتا ہے اس سے شرط ہونا قصد اس کے کا ساتھ ملنے کے یعنی یہ شرط ہے کہ ملنے سے صرف یہی مقصود ہو پس اگر کوئی آگے بڑھ کر ملے قافلے کو واسطے

سلام کے یا خوشی کے یا ٹکلا واسطے کسی حاجت کے پس پایا ان کو اور ان سے خرید و فروخت کی تو کیا اس کو بھی یہ نہیں شامل ہے یا نہیں اس میں احتمال ہے سو جو معنی کی طرف نظر کرتا ہے اس کے نزدیک حکم جدا نہیں ہوتا اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعض شافعیہ نے بھی یہ شرط کی ہے کہ ابتدا کرے ملنے والا پس اناج لانے والے سے بیع چاہیے اور اگر اناج لانے والا پہلے بیع چاہے پس خریدے ان سے آگے بڑھ کر ملنے والا تو نبی میں داخل نہ ہوگا یعنی اگر آگے بڑھ کر ملنے والا قافلے سے پہلے درخواست کرے اور ان کو کہے کہ تم اناج کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو تو یہ درست نہیں اور اگر قافلے والے خود بخود پہلی بیع کی درخواست کریں اور اس کو کہیں کہ تو ہم سے خرید لے تو یہ منع نہیں اور امام الحرمین نے حرام تلقی کی یہ صورت بیان کی ہے کہ شہر کے نرخ میں جھوٹ بولے اور شہر کی قیمت سے کم قیمت کے ساتھ خریدے اور متولی نے کہا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو خبر دے کہ اگر تم شہر میں داخل ہو گئے تو تم کو محصول بہت لگے گا اور ابواسحاق شیرازی نے کہا کہ ان کو خبر دے کہ تمہارا اسباب کھوٹا ہے تاکہ ان کو غبن کرے یعنی تھوڑی قیمت سے ان کا سب مال خرید لے اور کبھی ان قیدوں سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کے ساتھ یہ معاملہ ہو ان کو اختیار ہے اگرچہ وہاں تلقی نہ ہو لیکن شافعیہ نے صریح کی ہے کہ اس کی خبر کا جھوٹا ہونا نہیں شرط ہے واسطے ثابت ہونے خیار کے اور خیار تو صرف اس وقت ثابت ہوتا ہے جب کہ غبن ظاہر ہو پس اسی طرح کا اعتبار ہے ہونے اور نہ ہونے میں۔ (فتح)

۲۰۱۹۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو خریدے بکری کو جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو پھیرنا چاہے تو چاہیے کہ پھیر دے ساتھ اس کے ایک صاع کھجوروں کا اور کہا اس نے منع فرمایا حضرت ﷺ نے آگے بڑھ کر ملنے قافلے کے سے۔

۲۰۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنِي التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي عُمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ اشْتَرَى مُحَفَلَةً فَلْيُرِدْ مَعَهَا صَاعًا قَالَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلْقَى الْبُيُوعِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی تلقی کا اطلاق مفید ہے یعنی قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا اس وقت منع ہے جب کہ بیع کے واسطے ہو نہیں تو منع نہیں۔ (فتح)

۲۰۲۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ آگے بڑھ کر ملو اسباب کو یہاں تک کہ بازار میں اتارا جائے۔

۲۰۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَلْقُوا السِّلْعَ حَتَّى يَهْبِطَ بِهَا إِلَى السُّوقِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ حدیث میں آئے گی اور دلالت کرتا ہے تیسرا طریق اس حدیث کا جو آئندہ باب میں عبید اللہ کے واسطے سے ہے کہ سوداگر کو بازار کے اول ملاقات نہ کی جائے یہاں تک کہ ٹھیک بازار میں داخل ہو اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر وغیرہ کا اور ایک جماعت شافعیہ نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ ابتدا نہی تلقی کی شہر سے باہر نکلنا ہے برابر ہے کہ سوداگر بازار میں داخل ہو یا نہ ہو اور مالکیہ کو حد تلقی میں بہت اختلاف ہے پھر مطلق نہی تلقی سے شامل ہے مسافت کے دراز ہونے اور چھوٹے ہونے کو یعنی خواہ ان کو بہت دور جا کر ملے یا نزدیک ملے سب منع ہے اور یہی ہے ظاہر اطلاق شافعیہ کا اور مقید کیا ہے مالکیہ نے محل نہی کو ساتھ حد مخصوص کے پھر ان کو اختلاف ہے پس بعض کہتے ہیں کہ اس کی حد ایک میل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو فرسخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو دن ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مسافت قصر کی ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور لیکن ابتدا اس کے تو اس کی بحث آئندہ باب میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مُنْتَهَى التَّلَقُّیْ قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملنا کہاں تک منع ہے دو کوس یا

چار کوس یا کم و بیش

فائدہ: یعنی اس کی ابتدا کہاں سے شروع ہوتی ہے اور تحقیق ذکر کیا ہے ہم نے کہ ظاہر یہ ہے کہ نہیں حد ہے واسطے انتہا اس کی کہ سوداگر کی طرف سے یعنی خواہ کتنی ہی دور قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملے سب منع ہے اور آگے بڑھ کر ملنے والے کی طرف سے یعنی ابتدا اس کی پس تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے کہ ابتدا خروج کی بازار سے ہے یعنی جب بازار سے باہر نکلا تو منع میں داخل ہوا واسطے دلیل قول صحابی کے کہ تحقیق اصحاب تھے خرید و فروخت کرنے بازار کی پہلی طرف میں پھر میچ کو اسی خریدنے کی جگہ میں ڈالتے تھے سو منع فرمایا ان کو حضرت ﷺ نے بیچنے اس کے سے اپنی جگہ میں یہاں تک کہ نقل کریں اس کو یعنی اٹھا کر دوسری جگہ لے جائیں اور نہ منع فرمایا ان کو بازار کی اول طرف میں خریدنے سے پس معلوم ہوا کہ بازار کی اعلیٰ طرف میں خریدنا درست ہے پس اگر بازار سے نکلے اور شہر سے نہ نکلے تو تحقیق تصریح کی شافعیہ نے کہ یہ نہی میں داخل نہیں ہے یعنی یہ منع نہیں اور حد ابتدا تلقی کی نزدیک ان کے شہر سے باہر نکلنا ہے یعنی خواہ بازار سے باہر نکلے یا نہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب وہ شہر کے اندر آئیں تو ممکن ہے ان کو پہچاننا اور معلوم کرنا نرخ بازار کا اور اگر وہ معلوم نہ کریں تو یہ خود انہیں کا قصور ہے اور اپر شہر میں داخل ہونے سے پہلے معرفت نرخ کا ممکن ہونا پس یہ نادر اور کامیاب ہے یعنی ایسا موقع نہایت کم ہوتا ہے اور معروف نزدیک مالکیہ کے مطلق بازار کا معتبر ہونا ہے یعنی خواہ شہر سے باہر نکلے یا نہیں جیسا کہ ظاہر حدیث کا ہے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور لیث سے روایت ہے کہ قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا مکروہ ہے اگر چہ راہ پر ہو اور اگر چہ گھر کے دروازے پر ہو یہاں تک کہ اسباب بازار میں داخل ہو۔ (فتح)

۲۰۲۱۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ ہم سودیؓ گروں کو آگے بڑھ کر ملا کرتے تھے اور ان سے اناج خریدتے تھے سو منع فرمایا ہم کو حضرت علیؓ نے یہ کہ بیچے ہم اس کو یہاں تک کہ اس کو اناج کے بازار میں لے جائیں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ خریدان بازار کے اوپر کی طرف میں تھا یعنی جس طرف سے سوداگر بازار میں داخل ہوتے ہیں اور بیان کرتے ہیں اس کو حدیث عبید اللہ کی۔

۲۰۲۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ اصحاب رضی اللہ عنہ اناج کو بازار کے اوپر کی طرف میں خریدتے تھے پھر اس کو اسی خریدنے کی جگہ میں بیچتے تھے پس منع فرمایا ان کو حضرت علیؓ نے یہ کہ بیچیں اس کو خریدنے کی جگہ میں یہاں تک کہ اس کو اپنی جگہ اٹھالے جائے۔

۲۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِي مِنْهُمْ الطَّعَامَ فَتَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى يَبْلُغَ بِهِ سَوْقُ الطَّعَامِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا فِي أَعْلَى السُّوقِ يُبِينُهُ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ.

۲۰۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوا يَتَاعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِ فَتَهَانُهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقَلَوْهُ.

فائدہ: یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلی حدیث کے اخیر میں کہا کہ خریدنا بازار کے اوپر کی طرف میں تھا تو مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جس نے ویل پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ اناج وغیرہ خریدنے کے واسطے قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا درست ہے واسطے مطلق ہونے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ ہم قافلے کو آگے بڑھ کر ملا کرتے تھے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ ان کو بازار کے اوپر کی طرف میں آگے بڑھ کر ملتے تھے جیسا کہ عبید اللہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور تحقیق صریح کی مالک نے ایک روایت میں نافع سے کہ نہ آگے بڑھ کر ملو اسباب کو یہاں تک کہ بازار میں اتارا جائے پس معلوم ہوا کہ آگے بڑھ ملنا جائز ہے جو بازار میں پہنچی اور بعض حدیث بعض کی تفسیر کرتی ہے اور طحاوی نے دعویٰ کیا ہے کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ اگر سوداگروں کو آگے بڑھ کر خریدنے میں ضرر ہو تو تلقی درست نہیں اور اگر ضرر نہ ہو تو درست ہے لیکن بخاری رحمہ اللہ کی تطبیق رائج ہے۔ (فتح)

جب کوئی بیع میں ناجائز شرطیں کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ شَرْطًا فِي الْبَيْعِ لَا تَجِلُّ

فائدہ: یعنی کیا بیع فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں دو حدیثیں بیان کی ہیں حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بریرہ کے قصے میں اور شاید کہ غرض اس کی یہ ہے کہ نبی فساد کو چاہتی ہے پس صحیح ہوگا مذہب اس کا کہ جو آگے بڑھ کر قافلے سے خریدے تو اس کی بیع مردود ہے صحیح نہیں اور اس کی پوری شرح کتاب لشرط میں آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۰۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئے تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے کہ ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو مدد کر میری تو میں نے کہا کہ اگر خیرے مالک چاہیں کہ میں ان کو نو اوقیہ یک مشت دے دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں اور تیری وارثت کا حق میرے واسطے ہو تو میں کروں سو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان کو یہ بات کہی تو انہوں نے اس پر انکار یعنی نہ مانا سو وہ ان کے پاس سے آئی اور حالانکہ حضرت ﷺ بیٹھے تھے تو بریرہ نے کہا کہ میں یہ بات ان کے پیش کی تھی تو انہوں نے نہیں مانی مگر یہ کہ حق وارثت کا ان کے لیے ہو سو حضرت ﷺ نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید لے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر یعنی ان سے کہہ دے کہ اس کی وارثت کا حق تم ہی کو ملے گا اس واسطے کہ آزادی کا حق تو اسی کے واسطے ہے جو آزاد کرے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آزاد کیا پھر حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں جو شرط کہ ایسی ہو جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط ہو سو اللہ کا حکم لائق تر ہے کہ عمل کیا جائے اس پر اور اللہ کی شرط مضبوط تر ہے اور حق وارثت کا تو صرف اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

۲۰۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ نَتْنَى بَرِيرَةَ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ وَاقِيَةً فَأَعْيَنَنِي فَقُلْتُ إِنَّ أَحَبَّ أَهْلِكَ أَنْ أَعِدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونُوا وَلَاؤُكَ لِي فَقُلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا ذَلِكَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَذِيهَا وَاشْتَرِي لَهَا الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَقَعَلْتُ عَائِشَةَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ مَا بَالَ رَجَالٌ يُشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَرِطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةً شَرِطٍ قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرِطُ اللَّهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۰۲۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ ایک لونڈی خرید کر آزاد کرے تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کو تیرے ہاتھ اس شرط سے بیچتے ہیں کہ اس کی وارث کا حق میرے واسطے ہو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شرط تجھ کو منع نہیں کرتی اس واسطے کہ آزادی کا حق تو صرف اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

کھجور کو کھجور کے ساتھ بیچنا

۲۰۲۵۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیچنا گیہوں کا ساتھ گیہوں کے بیاج ہے مگر دست بدست درست ہے اور جو ساتھ جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور ساتھ کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

بیچنا خشک انگور کا ساتھ خشک انگور کے اور اناج کا بدلے اناج کے

۲۰۲۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے مزابت سے اور مزابت یہ ہے کہ بیچے میوہ تازہ کہ درخت پر ہو بدلے خشک کھجور کے بطور پیمانے کے یعنی مثلاً دس پیمانے کھجوریں تازی درخت پر اندازہ کر کے دس پیمانے بھر خشک کھجوروں کے بدلے کہ خریدنے والے کے پاس ہیں بیچی اور بیچنا خشک انگور کا ہے بدلے انگور تازہ کے کہ درخت پر ہے بطور پیمانے کے۔

۲۰۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

۲۰۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَائِشَةَ أُمَ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِّعُكَهَا عَلَيَّ أَنْ وَلَاءَ هَا لَنَا فَلَدَّكَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكَ ذَلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

بَابُ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

۲۰۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رَبًّا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ.

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ بَيْعِ الزَّرْبِيبِ بِالزَّرْبِيبِ وَالطَّعَامِ

بِالطَّعَامِ

۲۰۲۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَزَابَةِ وَالْمَزَابَةِ بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّرْبِيبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا.

۲۰۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ

مزابنت سے منع فرمایا اور مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کھجور کو ساتھ پیمانے کے اس شرط کے کہ اگر زیادہ نکلے تو میرے لیے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے یعنی میں تجھ کو پورا کر دوں گا اے مشتری ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی عرایا میں ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی۔

بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَزَابِنَةِ قَالَ وَالْمَزَابِنَةُ أَنْ يَبِيعَ الثَّمَرُ بِكَيْلٍ إِنْ زَادَ فَلِيَ وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَى قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرَصِهَا.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح آئندہ آئے گی اور حدیث میں اناج کو ساتھ اناج کے بیچنے کا ذکر نہیں اور نیز باب میں خشک کھجور کو ساتھ خشک انگور کے بیچنے کا ذکر ہے اور باب کی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ خشک انگور کو تازہ انگور کے ساتھ بیچے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو معنی کی جہت سے لیا ہے اور یا شاید اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں طعام کا ذکر بھی آچکا ہے اور وہ لیٹ کی روایت میں ہے کما مسیاتی اور مسلم نے معمر سے روایت کی ہے کہ اناج کے بدلے اناج برابر ساتھ برابر کے (فتح) اور مزابنت مشتق ہے زبن سے اور مزابنت یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مثلاً دس پیمانے بھر خشک کھجوریں ہیں اور دوسرے شخص پاس دس پیمانے بھر تازہ کھجوریں درخت پر ہوں سو پہلا آدمی اپنی خشک کھجوروں کو دوسرے آدمی کے ہاتھ بیچے بدلے ان کھجوروں تازہ کے درخت پر ہیں حاصل یہ ہے کہ بیچے میوہ تر کہ درخت پر ہے بدلے میوے خشک کے کہ زمین پر ہے اور چونکہ بنا اس بیچ کی قیاس اور اندازہ پر ہے اور کمی بیشی کا احتمال رکھتی ہے اس واسطے اس سے منع فرمایا۔

بیچنا جو کا ساتھ جو کے

بَابُ بَيْعِ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟

۲۰۲۸۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے زہری کو خبر دی کہ اس نے سو دینار کے بدلے درہم لینے چاہے مالک نے کہا سو مجھ کو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بلایا سو ہم نے بیچ کی کمی بیشی میں کلام کیا یہاں تک کہ اس نے مجھ سے بیچ صرف کی سو طلحہ رضی اللہ عنہ سونے یعنی ان دیناروں کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پھرنے لگا پھر اس نے کہا کہ ٹھہر جا یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ بات سنتے

۲۰۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ التَّمَسَّ صَرَفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ فَبِئْرَاوَضْنَا حَتَّى اضْطَرَفَ مِنِّي فَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقْلِبُهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ حَتَّى يَأْتِيَ خَازِنِي مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ يَسْمَعُ ذَلِكَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا

تَفَارَقَهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالنَّمْرُ بِالنَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ.

تھے تو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اس سے جدا نہ ہو یہاں تک کہ تو اس سے درہم لے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور بدلے کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ یعنی اسی مجلس میں قبض کرے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بیع صرف میں بیع اور قیمت کو مجلس عقد میں قبض کرنا شرط ہے اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہیں جائز بیع صرف مگر وقت ایجاب کے ساتھ کلام کے اور اگر اس جگہ سے دوسری جگہ کی طرف انتقال کریں تو ان کا قبض کرنا صحیح نہیں اور مذہب ان کا یہ ہے کہ بیع صرف میں ان کے نزدیک قبض کرنے میں دیر کرنی درست نہیں برابر ہے کہ دونوں اس مجلس میں ہوں یا جدا ہو گئے ہوں اور حاصل کیا ہے اس نے قول عمر رحمہ اللہ کو فور پر یعنی فوراً اسی وقت قبض کرے یہاں تک کہ اگر صرف قبض میں دیر کرے یہاں تک کہ کھڑا ہو طرف بیٹھنے کی گویا کہ وہ اس جگہ اپنا صندوق کھولتا ہے تو جائز نہیں اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ گیہوں اور جو ایک قسم نہیں بلکہ جدا جدا دو قسم ہیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور خلاف کیا ہے اس میں مالک اور لیث اور اوزاعی نے سو کہتے ہیں کہ دونوں ایک قسم ہیں اور ابن عبد البر نے کہا کہ اس حدیث میں ہے کہ بڑا آدمی خود اپنے ہاتھ سے بیع شرا کرے اگرچہ اس کے وکیل اور مددگار ہوں جو اس کو کفایت کریں اور اس میں مماکست کرنا ہے بیع میں اور رد بدل کرنا اور اسباب کا الٹانا اور فائدہ اس کا اسن ہے غبن سے اور بعض علم ایسا ہے کہ بڑے آدمی پر پوشیدہ رہتا ہے یہاں تک کہ غیر اس کا اس کو یاد دلائے اور یہ کہ امام جب کوئی چیز ناجائز سے یاد دیکھے تو اس سے منع کرے اور حق کی طرف راہ دکھائے اور یہ کہ جو کوئی کسی نیک کا فتویٰ دے اس کی دلیل بھی بیان کرے اور یہ کہ امام اپنی رعیت کے حالات کو تلاش کرے اور ان کی بھلائیوں میں کوشش کرے اور اس میں قسم کھانا ہے واسطے تاکید خبر کے اور اس میں حجت ہے واسطے خبر واحد کے اور اس میں حجت قائم کرنا ہے اس پر جو قرآن اور حدیث کے حکم کے برخلاف کرے اور یہ کہ کوئی سونے کو چاندی کے ساتھ بیچے تو اس میں ادھار کرنا جائز نہیں اور جب کہ ان میں جائز نہ ہوا باوجود یہ کہ دونوں جنس مختلف ہیں تو سونے کو سونے کے بدلے بیچنے میں ادھار بطریق اولیٰ جائز نہ ہوگا اور حالانکہ وہ جنس ایک ہے اور اسی طرح چاندی کو چاندی کے ساتھ بیچنے میں ادھار جائز نہیں اور ابن عبد البر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ سونے کو سونے کے بدلے اور سونے کو چاندی کے بدلے وعدے کے ساتھ بیچنا درست نہیں پس اس میں قیاس کی کوئی حاجت نہیں اور مراد سونے چاندی سے عام ہے خواہ اس پر سکے

ہو مانند روپے اور اشرفی وغیرہ کی یا نہ ہو مانند کڑے سونے چاندی کی۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ
سونے کو سونے کے بدلے بیچنے کا بیان یعنی اس
کا کیا حکم ہے؟

۲۰۲۹۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور بیچو سونے کو بدلے چاندی کے اور چاندی کو بدلے سونے کے جس طرح کہ چاہو تم۔

۲۰۲۹۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کو سونے کے بدلے بیچنا درست نہیں مگر برابر ساتھ برابر کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔

چاندی کو بدلے چاندی کے بیچنے کا بیان

بَابُ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

فائدہ: اس کا حکم بھی پہلے گزر چکا ہے۔

۲۰۳۰۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی مانند اس حدیث کی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے باب بیع الشعیر بالشعیر میں گزر چکی ہے کہ واجب ہے کہ بیع دست بدست ہو سو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی یعنی حدیث بیان کرنے کے واسطے اور وقت میں سو اس نے کہا کہ اے ابوسعید کیا ہے یہ حدیث جس کو تو حضرت ﷺ سے روایت کرتا ہے تو ابوسعید نے کہا بیع صرف میں کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ بیچنا سونے کا بدلے سونے کے برابر برابر ہے

۲۰۳۰۔ حَدَّثَنَا عَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَمِي حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ مِثْلَ ذَلِكَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ مَا هَذَا الَّذِي تَحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فِي الضَّرْفِ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ۔
اور چاندی بدلے چاندی کے برابر برابر ہے۔

فائدہ: اور سونا عام ہے اپنی سب قسموں کو شامل ہے برابر ہے کہ مضروب ہو یا منقوش اور برابر ہے کہ کھرا ہو یا کھوٹا اور برابر ہے کہ درست ہو یا ٹوٹا ہوا اور برابر ہے کہ زیور ہو یا ٹکڑا اور برابر ہے کہ خالص ہو یا اس میں کھوٹ ہو اور نووی وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے (فتح)

۲۰۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تَشْفُوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجٍ۔
۲۰۳۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو ان میں سے غائب کو بدلے حاضر کے یعنی نہ بیچو نقد کو ساتھ ادھار کے۔

فائدہ: مراد ساتھ غائب کے عام ہے موجدل سے یعنی مجلس سے غائب ہو برابر ہے کہ وعدے کے ساتھ ہو یا اسی وقت ہو اور اس میں جہت ہے واسطے شافعی کے کہ اگر کسی کے کسی پر درہم آتے ہوں اور دوسرے کو اس پر دینا ریں آتی ہوں تو ایک کو دوسرے کے بدلے بیچنا جائز نہیں اس واسطے کہ یہ بیع چاندی کی ہے ساتھ ہونے کے بطور قرض کے یعنی قرض کو قرض کے ساتھ بیچنا ہے اس واسطے کہ جب غائب کو حاضر کے ساتھ بیچنا درست نہیں تو قرض کو قرض کے بدلے بیچنا بطریق اولیٰ درست نہ ہو گا اور اصحاب سنن نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں بقیع میں اونٹوں کو بیچتا تھا سو میں ان کو دیناروں کے ساتھ بیچتا تھا اور ان کے بدلے درہم لیتا تھا اور برعکس اس کے سو میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں جب کہ ہو ساتھ نرخ اس دن کے یعنی وقت لینے کے جب تک کہ تم جدا نہ ہو جاؤ اس حال میں کہ تمہارے درمیان کوئی چیز ہو لیکن یہ حدیث قرض کے بیچنے میں نہیں یعنی یہ بدل کرنا درہم اور دیناروں کا آپس میں بایں شرط جائز ہے کہ مجلس کے اندر آپس میں قبض کریں تا بیع نقد کی ساتھ نہی یعنی وعدے کی لازم نہ آئے اور بیاج نہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے مثلاً مثل کہ اگر کوئی ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے بیچے تو یہ بیع باطل ہے اور اس سے زیادہ تر وہ حدیث

ہے جو کہ مسلم نے فضالہ بن عبید سے روایت کی ہے بیچ رد کرنے بیچ ہار کے جس میں سونا اور گنینے تھے یہاں تک کہ جدا کیے جائے۔ (فتح)

دینار کو دینار کے بدلے وعدے کے ساتھ بیچنا

بَابُ بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نَسَاءً

۲۰۳۲۔ ابو صالح زیات سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ جائز ہے بیچنا ایک دینار کا بدلے ایک دینار کے اور بیچنا ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے تو میں نے ان سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے قائل نہیں یعنی بلکہ یہ ان کا مذہب ہے کہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے دست بدست بیچنا درست ہے یعنی اگر دست بدست بیچے تو کمی بیشی درست ہے سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سو میں نے کہا کہ کیا تو نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے یا اس کو کتاب اللہ میں پایا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں یہ کل نہیں کہتا ہوں یعنی نہ تو میں نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے اور نہ اس کو کتاب اللہ میں پایا اور تم مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثوں کے ساتھ عالم ہو یعنی اس واسطے کہ تم عمر میں بڑے ہو اور تم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحبت بہت کی ہے اور میں چھوٹا ہوں لیکن خبر دی مجھ کو اسامہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں بیان مگر وعدے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سلیمان بن حرب سے سنا کہ نہیں بیان مگر وعدے میں کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک بیچ بیچنے سونے کے ہے ساتھ چاندی کے اور بیچنے گیہوں کے ہے ساتھ جو کے کم و بیش نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے ہاتھوں ہاتھ اور نہیں بھلائی وعدے میں۔

۲۰۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الصَّحَّاحُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ الزُّيَّاتِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدرهمُ بالدرهم فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُولُهُ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ لَا أَقُولُ وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رَبًّا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ.

فائدہ: اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں بیان ہے اس چیز میں کہ ہو ہاتھوں ہاتھ اور ایک روایت میں ہے ابو نصرہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا ہاتھوں ہاتھ میں

نے کہا کہ ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں سو میں نے ابوسعید کو خبر دی تو اس نے کہا کہ کیا اس نے یہ بات کہی ہے ہم اس کی طرف لکھیں گے سو وہ تم کو نہ فتوے دے گا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو انہوں نے اس کا کچھ ڈر نہ دیکھا پھر میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جو زیادہ ہو پس وہ بیاج ہے اور بیع صرف اس کو کہتے ہیں کہ سونے کو چاندی کے بدلے بیچے اور چاندی کو سونے کے بدلے بیچے اور اس کے واسطے دو شرطیں ہیں منع ہونا ادھار کا یعنی ادھار کے ساتھ بیچنا درست نہیں برابر ہے کہ جنس ایک ہو یا مختلف ہو اور اگر جنس ایک ہو تو کم و بیش لینا درست نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور مخالفت کی ہے اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پھر رجوع کیا اس نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس میں مخالفت کی ہے اور اس کے رجوع میں اختلاف ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ اسامہ کی حدیث صحیح ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیع جمع کے درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے سوا بعض تو کہتے ہیں کہ اسامہ کی حدیث منسوخ ہے لیکن نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی لادبی کے یہ ہیں کہ بیاج زیادہ تر غلیظ اور شدید حرمت والا جس پر سخت عذاب کا وعدہ ہے نہیں ہے مگر وعدے میں تو یہ لا واسطے نفی کمال کے ہے نہ واسطے نفی ذات کے اور نیز نفی حرمت بیاج زیادتی کی اسامہ کی حدیث سے تو صرف بطور مفہوم کے ہے پس مقدم کی جائے اس پر حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ اس کی دلالت اس پر بطریق منطوق کے ہے اور اسامہ کی حدیث بیاج اکبر پر محمول ہے اور طبری نے کہا کہ معنی اسامہ کی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں جب کہ بیع کی قسمیں مختلف ہوں اور کمی بیشی اس میں ہاتھوں ہاتھ بیاج ہے واسطے تطبیق کے درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

چاندی کو سونے کے ساتھ ادھار بیچنا

بَابُ بَيْعِ الْوَرَقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً

فائدہ: بیع یا تو ساتھ نقد کے ہے یا ساتھ عرض کے فی الحال ہے یعنی ہاتھوں ہاتھ یا ساتھ مہلت کے پس وہ چار قسم ہے پس بیع نقد کی یا تو ساتھ مثل اس کی کے ہے اور یہ مراطلہ ہے اور یا ساتھ نقد غیر جنس کے ہے یعنی جیسے چاندی کو ساتھ سونے کے اور یہ صرف ہے اور بیع اقسام اسبابوں کی ساتھ نقد کے نقد کا نام قیمت رکھا جاتا ہے اور عرض کا نام عوض رکھا جاتا ہے اور بیع عرض کی ساتھ عرض کے نام رکھا جاتا ہے اس کا مقاضہ اور حلول یعنی دست بدست بیچنا ان سب قسموں میں جائز ہے اور اگر مہلت ٹھہرائی پس اگر ہو بیع نقد کی ساتھ نقد کے مہلت سے تو جائز ہے اور اگر اسباب مؤخر ہو تو جائز ہے سو اگر عرض مؤخر ہو تو یہ بیع سلم ہے اور اگر دونوں مؤخر ہوں تو وہ بیع قرض کی ہے ساتھ قرض کے اور یہ جائز نہیں مگر حوالہ میں نزدیک اس کے جو اس کو بیع کہتا ہے۔ (فتح)

۲۰۳۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ۱۰۳۳۔ ابوالمہال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے براء بن

عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو دونوں میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے سودہ دونوں کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع سونے کی سے ساتھ چاندی کے از روئے قرض کے یعنی جو ہاتھوں ہاتھ نہ ہو۔

قَالَ أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْيَمْنَهَال قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے بیچنا چاندی کو بدلے سونے کے ساتھ وعدے کے اور نام رکھا گیا ہے اس کا بیع صرف واسطے پھرنے اس کے مقتضی بیعوں سے جائز ہونے کی بیشی سے بیچ اس کے اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب تواضع سے اور انصاف کرنے بعض کے سے واسطے بعض کے اور پہچاننے حق ایک دوسرے کے سے اور مدد چاہنے عالم کے فتویٰ میں ساتھ نظیر اپنی کے علم میں وسیاتی الکلام علیہ فی الشریکۃ (فتح الباری)

بیچنا سونے کا ساتھ چاندی کے ہاتھوں ہاتھ

۲۰۳۳۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے چاندی کے سے بدلے چاندی کے اور سونے کے سے ساتھ سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور ہم کو حکم ہوا کہ خریدیں ہم سونے کو بدلے چاندی کے جس طرح کہ چاہیں اور چاندی کو ساتھ سونے کے جس طرح کہ چاہیں۔

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ ۲۰۳۴۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ الْقَوَامِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ بَشَنًا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ بَشَنًا

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں حلول کی قید نہیں یعنی ہاتھوں ہاتھ بیچنا اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے جو حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے پس مسلم نے عباد کے طریق سے روایت کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس کو ایک مرد نے پوچھا تو اس نے کہا کہ ہاتھوں ہاتھ اور ایک طریق میں ہے کہ بیچ چاندی کو ساتھ سونے کے جس طرح کہ تم چاہو اور بیع صرف میں قبض کی شرط ہونا تو متفق علیہ ہے

یعنی سب کا اتفاق ہے اس پر کہ بیع صرف میں قبض کرنا شرط کا ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ اگر جنس ایک ہو تو کم و بیش لینا درست ہے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے بیچنا بعض ربویات کا ساتھ بعض کے جب کہ ہو ہاتھوں ہاتھ اور زیادہ تر صریح عبادہ کی حدیث ہے کہ جب جنسیں مختلف ہوں تو بیچو جس طرح کہ تم چاہو۔ (فتح)

بابُ بَيْعِ الْمَزَابِنَةِ وَهِيَ بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ
وَبَيْعُ الزَّيْبِ بِالْكَرْمِ وَبَيْعُ الْعَرَايَا

باب ہے بیان میں بیع مزابنت کے اور وہ بیچنا خشک کھجور کا ہے ساتھ تازہ کھجور کے اور بیچنا خشک انگور کا ہے ساتھ تازہ انگور کے اور بیچنا عرایا کا یعنی اس کے پہلوں کا۔

فائدہ: زین کے معنی سخت دفع کرنا ہے اور اسی قبیل سے نام رکھی گئی ہے لڑائی زبوں واسطے دفع کرنے کے بیچ اس کے اور بیع مخصوص کا نام مزابنت رکھا گیا اس واسطے کہ ہر ایک بائع اور مشتری سے دفع کرتا ہے ساتھی اپنے کو حق اس کے سے یا اس واسطے کہ جب ایک ان دونوں میں غبن پر واقف ہو تو ارادہ کرتا ہے دفع بیع کا ساتھ دفع کرنے اس کے اور ارادہ کرتا ہے دوسرا دفع کرنے اس کے کا اس ارادے سے ساتھ جائز رکھنے بیع کے اور اصل مزابنت کے معنی یہ ہیں کہ جو کہ یہاں بیان ہوئی اور الحاق کیا ہے امام شافعی نے ساتھ اس کے ہر بیع مجہول کو ساتھ مجہول کے یا ساتھ معلوم کے ساتھ اس جنس کہ جاری ہو بیاج اس کی نقد میں امام شافعی نے کہا کہ جو کہے کہ میں ضامن ہوں واسطے تیرے اس ڈھیر تیرے کے ساتھ بیس صاع کے مثلاً پس اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے تو یہ جوا ہے اور یہ مزابنت نہیں میں کہتا ہوں کہ پہلے گزر چکا ہے بیع باب بَيْعِ الزَّيْبِ بِالْكَرْمِ کے کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کھجور کو ساتھ پیانے کے اس شرط سے کہ اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے پس ثابت ہوا کہ یہ صورت بھی مزابنت صورتوں سے ہے اور اس کے جوے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مزابنت نہ ہو اور نیز مزابنت کی صورتوں سے ہے کہ بیچے بھیتی کو ساتھ گیہوں کے بطور پیانے کے جیسے کہ مسلم کی روایت میں یہ لفظ آچکا ہے اور یہ زیادتی بخاری میں آئندہ آئی گی اور امام مالک نے کہا کہ مزابنت ہر شے ہے اندازے سے کہ نہ معلوم ہو مپانا اس کا اور وزن اس کا اور نہ عدد اس کا جب کہ بیچی جائے ساتھ چیز معین کے کیل وغیرہ سے برابر ہے کہ اس جنس سے جس میں بیاج جاری ہوتا ہے یا نہ ہو اور سبب نہیں کا یہ ہے کہ یہ جوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے میوے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی سے اور یہ خطا ہے اور صحیح تفسیر اس کی وہ ہے جس پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور قمار اور مخاطرة بھی اس میں داخل ہے۔ (فتح)

قَالَ أَنَسُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَزَابِنَةِ وَالْمَحَاقَلَةِ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور محاقلت سے

فائدہ: اور یہ تفسیر مزابت کی مرفوع ہے یعنی حضرت ﷺ کی کلام سے ثابت ہے اور اگر بالفرض تسلیم کیا جائے تو یہ تفسیر ان اصحاب سے ہے اور وہ زیادہ تر پہنچانے والے ہیں ساتھ تفسیر اس کی کے اپنے غیر سے ابن عبدالبر نے کہا کہ کوئی ان کا مخالف نہیں اس میں کہ مانند اس کی مزابت ہے اور اختلاف تو اس میں ہے کہ کیا ملحق ہے ساتھ اس کے ہر وہ چیز کہ نہیں جائز ہے مگر برابر ساتھ برابر کے پس نہیں جائز ہے اس میں مپانہ ساتھ اندازے کے اور نہ اندازہ ساتھ اندازہ کے پس جمہور کہتے ہیں کہ یہ بھی اس کے ساتھ ملحق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کھجور انگور کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

۲۰۳۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچو میوے کو یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچو میوے کو درخت پر ہو ساتھ کھجور خشک کے اور زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی بعد اس کے منع کرنے بیچ میوے کی سے کہ درخت پر ہو ساتھ خشک کھجور کے عریہ کے بیچنے میں یعنی اس کے پہل کے بیچنے میں ساتھ تازہ کھجور یا خشک کھجور کے اور اس کے غیر میں رخصت نہیں دی۔

۲۰۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالثَّمَرِ قَالَ سَالِمٌ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرَبِيَّةِ بِالرُّطْبِ أَوْ بِالثَّمَرِ وَلَمْ يَرْخِصْ فِي غَيْرِهِ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیثوں باب کے اوپر حرام ہونے بیچ تازہ کھجور کے ساتھ خشک کھجور کے اس سے اگرچہ پیمانے اور تول میں برابر ہوں اس واسطے کہ برابر ہونے کا اعتبار تو کمال کی حالت میں صحیح ہوتا ہے اور تازہ کھجور کبھی کم ہو جاتی ہے جب کہ خشک ہو خشک کھجور سے ایسا نقص کہ اندازہ نہیں کیا جاتا اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کافی ہے برابر ہونا تر ہونے کی حالت میں اور مخالفت کی ہے اس کی بیچ اس کے اس کے دونوں مصاحبوں نے یعنی ابو یوسف اور محمد نے واسطے صحیح ہونے حدیثوں کے جو نبی میں وارد ہیں اور زیادہ تر صریح اس سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ تازہ کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا درست ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تر کھجور خشک ہو تو کیا کم ہو جاتی ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس جائز نہیں روایت کی یہ حدیث مالک اور اصحاب سنن نے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کے بعد عریہ کے بیچنے کی اجازت دی تو یہ زیادہ تر صریح اس چیز کی ہے جو وارد ہوئی ہے بیچ رد کے اس حنفی پر جو حمل کرتا

ہے نہی کو بیچے تازہ میوے کے ساتھ خشک کھجور کے اوپر عموم اپنے کے یعنی تازہ کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا ہر صورت میں منع ہے اور کہا اس نے کہ عرایا یعنی ان کے پہلوں کا بیچنا اس حدیث کے عموم سے مستثنیٰ نہیں اور گمان کیا ہے اس سے کہ یہ دونوں حکم مختلف ہیں یعنی متعارض ہیں وارد ہوئی ہیں ایک سیاق میں اور اسی طرح جو زعم کرتا ہے ان میں سے جیسا کہ حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ان سے کہ عرایا کا بیچنا منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع ہے بیچنا تازہ کھجور کا ساتھ خشک کھجور کے اس واسطے کہ منسوخ ناخ کے بعد نہیں ہوتا اور یہ کہا کہ ساتھ تر کھجور کے یا خشک کھجور کے تو اس میں حجت ہے واسطے جائز ہونے بیچ تازہ کھجور کے جو درخت پر اندازہ کی گئی ہو بدلے کھجور تر کے کہ اندازہ کی گئی ہے زمین پر اور یہ رائے ابن خیران شافعی کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور یہ رائے اصطری کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ایک جماعت نے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر ایک ہو تو جائز نہیں اس واسطے کہ اس کی حاجت نہیں اور اگر دو قسم ہوں تو جائز ہے اور یہ رائے ابی اسحاق کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن عفرون نے اور یہ سب صورتیں اس حالت میں ہیں کہ ایک میوہ درخت پر ہو اور دوسرا زمین پر اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس کی ہے جب کہ دونوں درخت پر ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ محل اس کا اس چیز میں ہے جب کہ دو قسم ہوں اور اس میں اور بھی کئی فروع ہیں جس کا ذکر دراز ہے اور تصریح کی ہے مادر دی نے ساتھ اس کے کہ کچی کھجور کا بھی حکم تر کھجور کی مانند ہے۔ (فتح)

۲۰۳۶۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے مزابت اور مزابت خریدنا میوے کا ہے ساتھ کھجور کے بطور پیمانے کے اور بیچنا انگور تر کا ہے ساتھ خشک انگور کے بطور پیمانے کے۔

۲۰۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَزَابَةِ وَالْمَزَابَةِ اشْتِرَاءَ النَّسْرِ بِالنَّمْرِ كَيْلًا وَيَبْعَ الْكَرْمَ بِالزَّرِيبِ كَيْلًا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نام رکھنا انگور کا کرم اور اس سے نہی وارد ہو چکی ہے کما سیاتی الکلام علیہ اور تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے اور یہ واسطے بیان جواز کے ہے یعنی اس کو کرم کہنا درست ہے لیکن مکروہ تنزیہ ہے اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ مزابت کی تفسیر حضرت ﷺ کی کلام سے ہے اور اگر اس کا موقوف ہونا تسلیم کیا جائے تو نہیں حجت ہے جواز پر پس نہی اپنے حقیقی معنی پر محمول ہوگی اور سلف کو اس میں اختلاف ہے کہ کیا عرایا میں تر کھجور کے ساتھ انگور وغیرہ بھی ملحق ہے یا نہیں بعض کہتے ہیں کہ نہیں اور یہ قول اہل ظاہر کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو بعض شافعیہ نے ان میں سے ہے محبت طبری اور بعض کہتے ہیں کہ صرف انگور

اس کے ساتھ ملحق ہے یعنی اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں اور یہی ہے مشہور مذہب شافعی کا اور بعض کہتے ہیں کہ ملحق ہے ساتھ اس کے ہر وہ چیز کہ ذخیرہ کیا جائے اور یہ قول مالکیہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ملحق ہے ساتھ اس کے ہر میوہ اور یہ بھی شافعی سے منقول ہے۔ (فتح)

۲۰۳۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزابنت سے اور محاقلت سے اور مزابنت خریدنا میوے کا ہے ساتھ خشک کھجور کے کہ درخت پر ہو۔

۲۰۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَزَابِنَةِ وَالْمُحَاقِلَةِ وَالْمَزَابِنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں کیل کا لفظ زیادہ ہے اور وہ موافق ہے واسطے ابن عمر جو پہلے گزر چکی ہے اور ذکر کیل کا اس صورت میں قید نہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ صورت بیع کی ہے جو اس وقت وہاں واقع ہوئی تھی پس نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے یا اس کے لیے مفہوم ہے لیکن وہ مفہوم موافقت کا ہے اس واسطے کہ مسکوت عنہ اولیٰ ہے ساتھ منع کے منطوق سے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ معیار تمر اور زیب کا کیل ہے اور مسلم نے ابو سعید کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ محاقلت کرایہ دینا زمین کا ہے۔ (فتح)

۲۰۳۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلت سے اور مزابنت سے۔

۲۰۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَحَاقِلَةِ وَالْمَزَابِنَةِ.

۲۰۳۹۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے صاحب عریہ کے یہ کہ بیچے اس کو ساتھ اندازہ کرنے اس کے۔

۲۰۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْغَرِيَةِ أَنْ يَبِيعَهَا بِغَرَضِهَا.

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رخصت دی عریہ میں کہ لے اس کو گھر والا ساتھ اندازہ کرنے اس

کے کے حالت خشک ہونے میں یعنی اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد کس قدر رہے گا اس قدر خشک کھجوریں دے کر لے کہ کھائیں اس میوے کو اہل اس کے تازہ اور ایک روایت میں ہے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے بیچے عریہ کے ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور بیچی راوی نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ خریدے مرد کھجور باغ کے ساتھ طعام اہل اپنے کی حالت تر ہونے میں ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور ایک روایت میں ہے کہ اجازت دی عرایا میں ایک اور دو درخت کھجور کے کہ بخشے جاتے ہیں واسطے مرد کے پس بیچے ان کو ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور جمہور کے نزدیک یہ قید نہیں کما سیاتی۔ (فتح)

سونے اور چاندی سے میوے کو درخت پر بیچنا

بَابُ بَيْعِ الْفَمْرِ عَلَى رُؤُوسِ النَّخْلِ
بِالذَّهَبِ أَوْ الْفِضَّةِ

فائدہ: بعد اس کے کہ پک جائے یعنی نقد کے ساتھ بیچنا۔

۲۰۴۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے کھجور کے سے یہاں تک کہ خوش رنگ ہو یعنی اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچی جائے اس سے کوئی چیز مگر ساتھ دینار اور درہم کے مگر عرایا۔

۲۰۴۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْفَمْرِ حَتَّى يَطْيَبَ وَلَا يَبَاعَ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا بِالذِّنَارِ وَالذَّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ چاندی اور سونے پر تو صرف اس واسطے اقتدار کیا ہے کہ لوگوں کا اکثر معاملہ اس کے ساتھ ہوتا ہے ورنہ امت کے درمیان اس میں اختلاف نہیں کہ جائز ہے بیچنا اس کا ساتھ تمام قسموں مال و اسباب کے ساتھ شرط اس کی کے اور یہ جو کہا کہ مگر عرایا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جائز ہے بیچنا تر کھجور کا بیچ اس کے بعد اس کے کہ اندازہ کیا جائے اور پہنچانی جائے قدر اس کی ساتھ اس قدر کے کھجور سے کما سیاتی البحت فیہ اور ابن منذر نے کہا کہ کوفیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ عرایا کی بیچ منسوخ ہے ساتھ منع کرنے حضرت ﷺ کے بیچ تر میوے سے ساتھ کھجور کے اور یہ دعویٰ ان کا مردود ہے اس واسطے کہ جس نے نہیں کی روایت کی ہے اس نے عرایا کی رخصت کی روایت کی ہے پس نہیں اور رخصت دونوں کو ثابت کیا ہے میں کہتا ہوں کہ روایت سالم کی جو پہلے گزر چکی ہے وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ بیچ عرایا کی رخصت نہیں کی بعد واقع ہوئی ہے اور لفظ اس کا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع یہ ہے کہ نہ بیچو میوے کو ساتھ خشک کھجور کے اور ابن عمر نے زید بن ثابت سے روایت کی کہ حضرت ﷺ نے عریہ

کے بیچنے کی رخصت دی اور یہی ہے وہ چیز جس کو لفظ رخصت کا چاہتا ہے اس واسطے کہ رخصت منع کے بعد ہوتی ہے اور اسی طرح باقی حدیثیں جن میں واقع ہوا ہے استثنا بعد عرایا کے بھی بیچ شمر کی ساتھ کھجور خشک کے اور میں نے یہ بات پہلے بھی واضح کر دی ہے۔ (فتح الباری)

۲۰۴۱۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے اس نے کہا کہ میں نے مالک سے سنا اور حالانکہ عبید اللہ نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا حدیث بیان کی تجھ کو داؤد نے ابوسفیان سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے بیچ بیچنے عرایا کے پانچ وسق میں یا اس سے کم میں تو مالک نے کہا کہ ہاں۔

۲۰۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسَأَلَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الرَّبِيعِ أَخَذَ ذَلِكَ دَاوُدُ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْقَرَوَاتِ فِي خُمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُونَ خُمْسَةِ أَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ.

فائدہ: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے تو پانچ وسق تخمیناً پچیس من بنتے ہوئے اور اس کا بیان کتاب الزکوٰۃ میں پہلے گزر چکا ہے اور جو کوئی عرایا کی بیچ کو جائز رکھتا ہے اس نے اس عدد کے مفہوم کو اعتبار کیا ہے یعنی اگر عرایا پانچ وسق یا اس سے کم ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے اور اگر پانچ وسق سے زیادہ ہو تو اس کا بیچنا جائز نہیں اور پانچ وسق کے جائز ہونے میں اختلاف ہے واسطے شک مذکور کے اور خلاف نزدیک مالکیہ اور شافعیہ کے ہے اور رائج نزدیک مالکیہ کے جائز ہونا ہے پانچ وسق کا اور جو اس سے کم ہو اور شافعیہ کے نزدیک اگر پانچ وسق سے کم ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے اور اگر پورے پانچ وسق ہوں تو ان کا بیچنا جائز نہیں اور یہی قول ہے حنابلہ اور اہل ظاہر کا اور ماخذ منع کا یہ ہے کہ اصل حرام ہونا ہے اور بیچ عرایا کی رخصت ہے پکڑا جائے گا ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو اس سے جواز یعنی یقین کر لیا جائے گا اور شک لغو کا اور اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بیچ مزابنت کی نہیں پہلے وارد ہوئی ہے پھر عرایا کی رخصت واقع ہوئی اور یا بیچ مزابنت کی نہیں کے ساتھ واقع ہے سو بنا پر پہلی وجہ کے پانچ وسق کی بیچ جائز ہوگی واسطے شک کے بیچ دور ہونے تحریم کے اور بنا پر دوسری وجہ کے جائز ہے واسطے شک کے بیچ مقدار تحریم کے اور ترجیح دیتی ہے پہلی وجہ کو روایت سالم کی جو پہلے باب میں مذکور ہے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ نے کہ دون کا لفظ صلاحیت رکھتا ہے واسطے تمام اس چیز کے کہ پانچ سے تلے ہے یعنی چار وسق پر بھی صادق آتی ہے اور تین پر بھی اور دو پر بھی سو اگر ہم اس کے ساتھ عمل کریں تو لازم آئے گا دور ہونا اس رخصت کا اس واسطے کہ جب کوئی حد اس کی معین نہیں تو کسی پر عمل کرنا ممکن نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ اس کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہے بایں طور کہ حمل کیا جائے اوپر اقل اس چیز کے کہ اس پر صادق آتی ہے اور یہی مفتی ہے شافعی کے مذہب میں اور تحقیق روایت کی ترمذی نے حدیث باب کی مالک

سے ساتھ اس لفظ کے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے بیچ بیچنے عرایا کے اس چیز میں کہ پانچ وسق سے کم ہو اور اس میں شک نہیں کیا اور مارور دی نے گمان کیا ہے کہ ابن منذر کا مذہب یہ ہے کہ اس کی حد چار وسق ہیں اور لازم کیا مرنی نے شافعی کو اس کے ساتھ قائل ہونا اور اس نقل میں نظر ہے اس واسطے کہ جو چیز اس نے ابن منذر سے نقل کی وہ اس کی کتابوں میں نہیں بلکہ اس میں تو صرف اس قول کو ترجیح کہ پانچ وسق کا بیچنا جائز نہیں اور جو اس سے کم ہو وہ جائز ہے اور یہی ہے وہ قول جو مرنی نے شافعی کو لازم کیا تھا اور تحقیق حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے یہ قول ایک قوم سے اور کہا کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے پھر کہا کہ نہیں اختلاف ہے درمیان شافعی اور مالک رحمہ اللہ اور ان کے تابعداروں کے کہ عرایا میں چار وسق سے زیادہ کو بیچنا جائز ہے جب تک کہ پانچ وسق کو نہ پہنچے اور ان کے نزدیک جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ ہے جو کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے جب کہ آپ ﷺ نے عرایا والوں کو اجازت دی کہ بیچیں اس کو ساتھ اندازہ کرنے اس کی کہ ایک وسق اور دو وسق اور تین وسق اور چار وسق اور باب باندھا ہے اس پر ابن حبان نے ساتھ اس کے کہ احتیاط یہ ہے کہ چار وسق سے زیادہ نہ ہو اور یہی قول ہے جس کی طرف پھرنا مقرر ہے اور اس پر ایک حد مقرر کرنی کہ اس سے تجاوز کرنا جائز نہ ہو تو یہ واضح نہیں اور حجت پکڑی ہے بعض نے واسطے امام مالک رحمہ اللہ کے ساتھ قول بھل کے کہ عرایہ تین وسق ہوتے ہیں یا چار وسق یا پانچ وسق کما سیاتی فی الباب الزی یلیہ اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ موقوف ہے اور اس مسئلے کی فروع سے یہ ہے کہ اگر عقد بیع میں پانچ وسق پر زیادہ ہو تو سب کی بیع باطل ہو جاتی ہے اور اگر کوئی پانچ وسق سے کم ایک عدد میں بیچے پھر وہیں بائع اسی مشتری کے ہاتھ اس کے برابر اور عقد میں بیچی تو جائز ہے نزدیک شافعیہ کے صحیح تر قول میں اور امام احمد رحمہ اللہ اور اہل ظاہر نے اس کو صحیح کیا ہے۔ (فتح الباری)

۲۰۴۲۔ سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خشک کھجور کے بدلے میوے بیچنے سے منع فرمایا اور تخمینے سے عرایا یعنی اس کے پہلوں کے بیچنے کی اجازت دی کہ اس کے اہل اس کو تازہ کھائیں اور سفیان نے دوسری بار کہا کہ آپ ﷺ نے عرایا کی رخصت دی کہ اس کے مالک اس کو اندازے سے بیچیں کہ کھائیں اس کو اس حال میں کہ تازہ ہو سفیان نے کہا کہ کہ قول پہلے قول کے برابر ہے یعنی اس میں کچھ فرق نہیں دونوں کا مطلب ایک ہے سفیان کہتا ہے کہ میں

۲۰۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَظْمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالثَّمَرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَةِ أَنْ تَبَاعَ بِخَرَصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطْبًا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرَى إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَةِ بَيْعُهَا أَهْلُهَا بِخَرَصِهَا يَأْكُلُونَهَا

رُتَبًا قَالَ هُوَ سَوَاءٌ قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ
لِيَحْيَىٰ وَأَنَا غُلَامٌ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ
الْعَرَايَا فَقَالَ وَمَا يَدْرِي أَهْلُ مَكَّةَ قُلْتُ
إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ عَنْ جَابِرٍ فَسَكَتَ قَالَ
سُفْيَانُ إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ جَابِرًا مِنْ أَهْلِ
الْمَدِينَةِ قِيلَ لِسُفْيَانَ وَلَيْسَ فِيهِ نَهْيٌ عَنْ
بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ قَالَ لَا.

نے یحییٰ سے کہا کہ میں لڑکا تھا کہ مکہ والے کہتے ہیں کہ
حضرت ﷺ نے عرایا کے بیچنے کی اجازت دی ہے یعنی اہل
مکہ کی روایت میں اندازہ کرنے اور تازہ کھانے کی قید نہیں
یحییٰ نے کہا کہ کس چیز نے اہل مکہ کو معلوم کروایا ہے میں نے
کہا کہ وہ اس کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں سو یحییٰ چپ
رہا سفیان نے کہا کہ مراد میری اس کلام سے یہ ہے کہ
جابر رضی اللہ عنہ اہل مدینہ سے ہیں اور سفیان کو کہا گیا کہ نہیں ہیں
اس میں نہیں بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ اس کی پختگی
ظاہر ہو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔

فائدہ: یعنی پس رجوع کرے گی یہ حدیث طرف اہل مدینہ کے اور تھا واسطے یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ یہ کہ اس کو کہتا کہ
اہل مدینہ نے بھی اس میں تنقید روایت کی پس مطلق تنقید پر محمول ہوگا یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اور پر عمل کرنے کی
ساتھ اطلاق کے اور تخمینے کی قید زیادتی حافظ کی ہے پس متعین ہوگا پھر پھرنا طرف اس کی اور اپہ کھانے کی قید پس
ظاہر یہ ہے کہ واسطے بیان واقع کے ہے اس کی قید نہیں اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شرط ہے کما مسیاتی۔
بَابُ تَفْسِيرِ الْعَرَايَا
باب ہے بیچ بیان تفسیر عرایا کے

فائدہ: عرایا جمع ہے عریہ کی اور وہ کھجور کے میوے کا عطا کرنا ہے سوائے اصل درخت کے یعنی درخت کا میوہ کسی
کو بخش دے اور درخت کو اپنی ملکیت میں رکھے اور عرب کا دستور تھا کہ قحط کے دنوں میں کھجوروں والے مسکینوں کو
بطور خیرات کے کچھ درخت میوہ کھانے کے لیے دیتے تھے جن کے پاس میوہ نہ ہوتا تھا اور شرعاً اس کے معنی میں
اختلاف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مَالِكُ الْعَرِيَّةُ أَنْ يُعْرَى الرَّجُلُ
الرَّجُلَ النُّخْلَةَ ثُمَّ يَتَأَذَى بِدُخُولِهِ عَلَيْهِ
فَرَخِصَ لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ.

اور مالک نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد
کو کھجور کا درخت اپنے باغ سے ہبہ کرے یعنی اصل یا
میوہ پھر بخشے والا اس مرد کے آنے سے ایذا پائے تو اس
کو اجازت ہوئی کہ اس درخت کو موہوب اسے خشک
کھجوروں کے بدلے خرید لے۔

فائدہ: اور طحاوی نے مالک سے روایت کی ہے کہ عریہ ایک مرد کا کھجور کا ایک درخت ہے دوسرے کے باغ میں
اور عرب کا دستور تھا کہ میوے کے وقت باغ کے مالک اپنے عیال سمیت باغوں میں آتے تھے سو بہت کھجور کے

درختوں والا دوسرے مرد کے آنے کو برا جانتا تھا پس اس کو کہتا تھا کہ میں تیری کھجوروں کو اندازہ کر کے اس کے بدلے خشک کھجوریں تجھ کو دیتا ہوں سو اس کو اس کی اجازت ہوئی اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عربیہ کی شرط یہ ہے کہ اس کو خاص بخشے والے کے ہاتھ ہے بیچنا درست ہے اس واسطے کہ باغ میں آنے سے مالک کو ضرر ہوتا ہے تاکہ دفع ہو ضرر دوسرے سے ساتھ قیام صاحب محل کے ساتھ پانی پلانے وغیرہ کے اور اس کی شرط یہ ہے کہ پختگی کے بعد ہو اور یہ کہ ہو ساتھ میوے مہلت والے کے اور مخالفت کی اس کی شافعی وغیرہ نے اخیر شرط میں سو اس نے کہا کہ قبض شرط ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ الْعَرَبِيُّ لَا تَكُونُ إِلَّا
بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ لَا يَكُونُ
بِالْجِزَافِ.

اور ابن ادریس یعنی امام شافعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے بیچنا عربیہ کا مگر ساتھ ماپنے خشک کھجور کے یعنی اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد اس قدر رہے گا اس قدر خشک کھجوریں دے کہ درخت کو خرید لے ہاتھوں ہاتھ یعنی قبض کرے درخت کو ساتھ میوے کے پہلے جدا ہونے سے اور نہیں جائز ہے بیچنا عربیہ کا ساتھ تخمینے کے یعنی دو طرف سے صرف اندازہ ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہوں تو بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

وَمِمَّا يَقْوَاهُ قَوْلُ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَسْمَةَ
قَوْلُ كَيْلِ اس نے کہا کہ عربیہ ساتھ پیمانے کے ہے جو کہ

www.KitaboSunnat.com

ماپا گیا ہو۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہو کہ عربیہ کو تخمینے سے بیچنا درست نہیں اور جو بخاری رحمہ اللہ نے امام شافعی سے نقل کیا ہے وہ شرط ہے نزدیک اصحاب اس کے کہ اور عربیہ کی تعریف ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ بیچنا تر کھجوروں کا ہے کہ درخت پر ہو کہ ہو اندازہ اس کا جب کہ خشک ہو کمتر پانچ وقت سے بدلے مانند اس کی کے ساتھ ماپنے خشک کھجوروں کے یعنی اس کو اس قدر خشک کھجور ماپ کر دے باوجود قبض کرنے کے مجلس میں پھر عربیہ کی صورتیں بہت ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک مرد باغ والے کو کہے کہ بیچے میرے ہاتھ میوہ کھجوروں کے درختوں معین کا ساتھ اندازہ کرنے اس کے کہ کھجوروں خشک سے پس اندازہ کرے اس کو اور بیچ ڈالے اس کو اور قبض کرے اس سے کھجور خشک کو اور سپرد کرے طرف اس کی کھجور کے درختوں کو ساتھ تھیلے کے پس فائدہ اٹھائے ساتھ کھجور ترکی ان کی کے اور ایک یہ ہے کہ باغ والا کسی مرد کو کھجوروں کے درخت معلوم یا ان کو میوہ بخشے پھر اس کے آنے سے ضرر

پائے سوا اس کو اندازہ کرے اور اس سے ان کا ترمیوہ خریدے بقدر اندازہ کرنے اس کے ساتھ کھجور خشک کے جلدی دے اس کو واسطے اس کے اور ایک صورت یہ ہے کہ مالک کھجوروں کا میوہ ایک مرد کو بخش دے پس ضرر پائے موبوب کو ساتھ انتظار ہونے رطب کے خشک کھجور اور ترمیوہ کھانا نہ چاہے واسطے محتاج ہونے اس کے طرف کھجور خشک کی پس بیچے اس میوے کو ساتھ اندازہ کے بخشنے والے سے یا اس کے غیر سے بدلے کھجور خشک کے اس کو اسی وقت لے لے اور ایک صورت یہ ہے کہ بیچے مرد میوہ باغ اپنے کا بعد ظاہر ہونے چٹنگی اس کی کے اور استثنیٰ کرے اس سے کھجور کے چند درخت معلوم کو باقی رکھے ان کو واسطے اپنے یا واسطے عیال اپنے کے اور وہ درخت وہ ہیں کہ معاف کیا گیا ہے واسطے اس کے اندازہ کرنا ان کا زکوٰۃ میں اور نام رکھا گیا ہے ان کا عرایا واسطے کہ معاف کی گئی ہیں اس سے کہ اندازہ کی جائیں صدقہ میں پس رخصت دی گئی واسطے اہل حاجت کے جن کے نقد قیمت نہیں لیکن ان کے پاس کھجور اپنی قوت سے زیادہ ہے یہ کہ خریدے اس کھجور خشک کے بدلے ترمیوہ ان کھجوروں کے درختوں کا ساتھ اندازہ کرنے ان کے کی اور اس چیز سے کہ اطلاق کیا جاتا ہے اس پر نام عرایہ کا یہ کہ بخشے ایک مرد کو میوہ کھجوروں کا کہ مباح کرے واسطے ان کے کھانا ان کا اور تصرف بیچ ان کے اور بہہ مخصوص ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ بخشے زکوٰۃ کا تحصیل کرنے والا واسطے باغ والے کے اس کے باغ سے چند کھجوریں معلوم نہ اندازہ کرے ان کو صدقہ میں اور عرایہ کی ان دونوں صورتوں میں نہ بیچے اور یہ سب صورتیں صحیح ہیں نزدیک شافعی کے اور جہور کے اور قصر کیا ہے مالک نے عریہ کو بیچ میں اور دوسری صورت کے یعنی صرف اسی صورت میں میوہ کو بیچنا جائز ہے اور صورت میں جائز نہیں اور قصر کیا ہے ابو عبید نے اور صورت اخیر کے بیچ کی صورتوں سے اور زیادہ کیا ہے اس نے کہ ان کو رخصت ہے کہ کھائیں میوے کو اور نہ خریدیں اس کو واسطے تجارت کے اور نہ واسطے جمع کرنے کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ بیچ کی سب صورتیں منع ہیں یعنی ان صورتوں میں سے کسی صورت میں میوے کا بیچنا درست نہیں اور قصر کیا ہے اس نے عریہ کو بہہ پر اور وہ یہ ہے کہ بخشے مرد میوہ کھجور کا اپنے باغ سے اور اس کو اس کی سپرد نہ کرے پھر اس کو ظاہر ہو کہ رجوع کرے اس بہہ میں سوا اس کو رخصت ہوئی یہ کہ اس کو روک رکھے اور دے اس کو بقدر اس چیز کے کہ اس کو ترمیوہ بخشا تھا ساتھ اندازہ کرنے اس کی حالت خشک ہونے میں اور حمل کیا ہے اس نے اس کو اس پر واسطے پکڑنے کے ساتھ عموم نہیں بیچ میوہ تازہ کے ساتھ کھجور خشک کے یعنی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابت سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور یہ نہی عام ہے ہر صورت میں میوے کو ترکہ درخت پر ہو خشک کھجور کے بدلے بیچنا منع ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ تصریح کے ساتھ مستثنیٰ ہونے عرایا کے بیچ حدیث ابن عمر کے کما تقدم اور اس کے غیر کی حدیث میں اور حکایت کی طحاوی نے عیسیٰ بن حبان سے اپنے اصحاب میں سے کہ تحقیق معنی رخصت کے یہ ہیں کہ جس کے واسطے عریہ بخشا گیا ہے وہ اس کا مالک نہیں ہوا اس واسطے کہ یہ

مالک نہیں ہوتا مگر ساتھ قبض کے سو جب اس کو جائز ہوا کہ اس کے بدلے خشک کھجوریں دی جائیں اور حالانکہ وہ مبدل منہ کا مالک نہیں ہوا تا کہ بدل کا مستحق ہو تو یہ مستثنیٰ ہوگا اور رخصت ہوگی اور طحاوی نے کہا کہ بلکہ معنی رخصت کے اس میں یہ ہیں کہ مقرر مرد مامور ہے ساتھ جاری کرنے اس چیز کے کہ اس کا وعدہ کیا اور اس کا بدلہ دے اگرچہ اس پر واجب نہیں پس جب کہ اس کو اذن ہوا یہ کہ روکے وہ چیز کہ اس کا وعدہ کیا ہے اور اس کا بدلہ دے اور نہ ہو اس شخص کے حکم میں جو خلاف وعدہ کرے تو ظاہر ہوئے ساتھ اس کے معنی رخصت کے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ کئی چیزوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ عریہ عطا ہے یعنی بہہ اور ان سے کسی چیز میں حجت نہیں اس واسطے کہ اصل عریہ کے عطیہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ شرعاً عریہ اور صورتوں پر نہ بولا جائے اور ابن منذر نے کہا کہ جس نے عریہ کی رخصت دی ہے وہی ہے جس نے منع کیا ہے بیچنے میوے کے سے ساتھ خشک کھجور کے ایک لفظ میں روایت ایک جماعت اصحاب کی سے اور کہا کہ اس کی نظیر بیع سلم میں اجازت دینی ہے باوجود فرمانے حضرت ﷺ کے کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہیں کہا کہ جو بیع سلم کو جائز رکھے باوجود یہ کہ وہ بیع ما لیس عندک سے مستثنیٰ ہے اور عریہ کو منع کرے باوجود اس کے کہ وہ بیع النمر بالنمر سے مستثنیٰ ہے تو اس نے اپنے کلام میں تناقض کیا اور یہ کہ جو کہتے ہیں کہ عریہ بہہ پر محمول ہے تو یہ بعید ہے باوجود تصریح کرنے حدیث کی ساتھ بیع کے اور مستثنیٰ ہونے عرایا کے اس سے سو اگر اس سے مراد بہہ ہوتا تو عریہ بیع سے مستثنیٰ نہ ہوتے اور اس واسطے کہ وہ تعبیر کیا گیا ہے ساتھ رخصت کے اور رخصت نہیں ہوتی ہے مگر بعد منع کے اور منع تو صرف بیع میں تھا نہ بہہ میں اور اس واسطے کہ رخصت مقید کی گئی ہے ساتھ پانچ وقت کے یا اس سے کم کے اور بہہ مقید نہیں ہوتا اس واسطے کہ نہیں فرق کیا انہوں نے بیع رجوع بہہ میں درمیان ذی رحم وغیرہ کے اور اس واسطے کہ اگر رجوع جائز ہوتا تو نہیں ہے دینا اس کا ساتھ خشک کھجوروں کے بدلے تر کھجوروں کے بلکہ وہ اور بہہ کی تجدید ہے اس واسطے کہ اور رجوع جائز نہیں پس صحیح ہے تاویل ان کی۔ (فتح)

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عرایا یہ کہ مرد اپنے باغ سے ایک یا دو کھجور کسی کو بخشا تھا

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَتِ الْعَرَايَا أَنَّ يُعْرَى الرَّجُلُ فِي مَالِهِ النَخْلَةَ وَالنَّخْلَتَيْنِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پس دشوار ہوتا تھا اوپر اس کے پس بیچتا تھا اس کو ساتھ اندازے اس کے کے

اور یہ قریب ہے اس صورت کے جس پر امام مالک نے عریہ کو بند کیا ہے۔ (فتح)

اور سفیان بن حسین سے روایت ہے کہ تھی عرایا درخت کھجور کی کہ بخش جاتی تھی واسطے مسکینوں کے سو وہ اس

وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ الْعَرَايَا نَحْلٌ كَانَتْ تُوهَبُ لِلْمَسَاكِينِ

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْتَظِرُوا بِهَا رُخْصَ
لَهُمْ أَنْ يَبِيعُوهَا بِمَا شَاءَ وَأَمِنَ التَّمْرِ.

کی انتظار نہ کر سکتے تھے تو ان کو رخصت ہوئی کہ ان کو
بیچیں بدلے اس چیز کے کہ چاہیں خشک کھجوروں سے۔

فائدہ: اور یہ ایک صورت ہی ان صورتوں میں سے جو پہلے گزر چکی ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے امام مالک کے لیے
بیچ بند کرنے عریہ کے اس چیز پر کہ ذکر کیا اس کو ساتھ حدیث سہل کے جو پہلے باب میں مذکور ہے ساتھ لفظ یا کلاھا
اہلہا رطباً کے پس تمسک کیا اس نے ساتھ لفظ اہلہا کے اور ظاہر اہل سے وہ شخص ہے جس نے بخشی تھی اور احتمال
ہے کہ مراد اہل سے خریدار ہو اور احسن جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ سہل کی حدیث عریہ کی صورتوں میں سے
ایک صورت پر دلالت کرتی ہے اور اس میں یہ تعرض نہیں کہ اس کے سوا اور کوئی صورت عریہ کی نہیں اور امام
شافعی رحمہ اللہ سے محکم ہے کہ عریہ مقید ہے ساتھ محتاجوں کے یعنی عریہ کا خریدنا صرف اسی کو جائز ہے جو مسکین ہو اور کو
جائز نہیں اور یہی مختار ہے نزدیک مرنی کے اس بنا پر کہ سفیان بن حسین کی حدیث میں ہے اور دلیل ان کی محمود بن
لبید کی حدیث ہے کہ اصحاب نے شکایت کی کہ ہمارے سامنے تازہ چھوہارے آتے ہیں اور ہمارے پاس چاندی
سونا کچھ نہیں کہ ان کو خریدیں لیکن ہمارے پاس خشک کھجوریں ہیں سو ان کو رخصت دے کہ ان کو خشک کھجوروں کے
بدلے خریدیں اور نیز دلیل ان کی حدیث سفیان کی ہے جس میں یہ ہے کہ اس کے اہل اس کو تازہ کھائیں اس
واسطے کہ قول اُس کا کہ یا کلاھ اہلہ رطباً مشعر ہے ساتھ اس کے کہ خریدار عریہ کو اس واسطے خریدتا ہے کہ اس کو تازہ
کھائے اور یہ کہ نہیں ہے واسطے اس کے تازہ کھجور کہ کھائیں سوائے اس کے اور اگر اس کی اجازت خود باغ کے
مالک کو ہوتی تو اس کے واسطے اس کے باغ میں اور تازہ میوہ بھی ہوتا جس کو وہ کھائے اور ابن منذر نے کہا کہ میں
نہیں جانتا کہ شافعی کے سوا کسی نے یہ بات کہی ہو یعنی مقید کرنا اجازت کا ساتھ محتاجوں کے لیکن جس حدیث کو امام
شافعی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی اور بر تقدیر صحت اس میں فقیر کی قید نہیں اس واسطے کہ وہ شارع
کی کلام واقع نہیں بلکہ اس کو تو صرف قصے میں ذکر کیا ہے پس احتمال ہے کہ یہ رخصت حاجت مذکور کی واسطے واقع
ہوئی ہو اور احتمال ہے کہ سوال کے واسطے واقع ہوئی ہو پس نہ تمام ہوگا استدلال (فتح) حاصل یہ ہے کہ جمہور کی یہ
اجازت عرایا کے خریدنے کے محتاجوں کے ساتھ مقید نہیں بلکہ حاجت کے واسطے ہر شخص کو اس کا خریدنا درست ہے
خواہ مالدار ہو یا محتاج۔

۲۰۴۳۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی
حضرت ﷺ نے عرایا میں یہ کہ بیچی جائیں بدلے خشک کھجور
کے ساتھ اندازہ کرنے ان کے بطور پیمانے کے اور موسیٰ بن
عقبی راوی نے کہا کہ عرایا چند کھجوریں معلوم ہیں کہ تو ان کے

۲۰۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عَمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رَخَّصَ لِي الْعَرَايَا أَنْ تَبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا
قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَالْعَرَايَا نَخْلَاتُ
مَعْلُومَاتٍ تَأْتِيهَا فَتَشْتَرِيهَا.

فائدہ: اور شاید کہ مراد اس کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ عریہ عروت سے مشتق ہے جب کہ تو اس کی طرف بار بار آئے اور وہ عریہ سے مشتق نہیں جس کے معنی مجرد ہونے کے ہیں قالہ الکرمانی اور پہلے گزر چکا ہے قول یحییٰ بن سعید کا کہ عریہ یہ ہے کہ خریدے میوہ کھجور کے درختوں کا واسطے کھانے اہل اپنے کے تازہ ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے اور قرطبی نے کہا کہ شاید امام شافعی نے اعتماد کیا ہے بیچ تفسیر عریہ کے اور قول یحییٰ بن سعید کے اور یحییٰ صحابی نہیں کہ اس کے قول پر اعتماد کیا جائے باوجود یہ کہ اس کی رائے غیر کی رائے کے معارض ہے پھر اس نے کہا کہ یحییٰ کی تفسیر مرجوع ہے بایں طور کہ وہ ہو بہو مزابت ہے جس سے منع کیا گیا ہے بیچ قصے کے کہ نہیں غائب ہوتی طرف اس کی کوئی حاجت موکد اور نہیں دفع ہوتا ساتھ اس کے کوئی مفیدہ اس واسطے کہ خریدنے والا واسطے اس کے بدلے کھجور خشک کے قادر ہے اور پر بیچنے میوے اپنے کے بدلے عین کے وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے تازہ کھجور سے پس اگر کہے کہ یہ مشکل ہے تو کہا جائے گا واسطے اس کے کہ جائز رکھ بیچ رطب کی ساتھ تمر کے اگرچہ رطب درخت پر نہ ہو اور وہ اس کا قائل نہیں اور شافعی زیادہ تر قائل ہے ساتھ بیرونی کرنے حدیثوں باب کے اپنے غیر سے اس واسطے کہ وہ صریح ہیں بیچ مستثنیٰ ہونے عرایا کے بیچ مزابت سے الزام دینا اس کو ساتھ اخیر کے پس نہیں لازم اس واسطے کہ وہ رخصت ہے واقع ہوئی ہے مفید ساتھ قید کے پس بیرونی کی جائے گی قید کی اور وہ ہونا کھجور تر کا ہے درخت پر باوجود یہ کہ بہت شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ جو تر میوہ کاٹا جائے وہ بھی ملحق ہے ساتھ اس میوے کے کہ درخت پر ہو بطور معنی کے کما تقدم (فتح) اور جتنی تفسیریں عرایا کی حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں شافعی ان کے مخالف نہیں اور اعتراض تو اس پر وارد ہوتا ہے جو تمسک کرے ساتھ ایک صورت کے ان صورتوں سے جو عریہ کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں اور اس کے سوا اور صورتوں کو منع کرے اور ایہر جو فیض کہ سب صورتوں کے ساتھ عمل کرے اور جوڑے ان کو ایک ضابطہ میں جو سب کو جمع کرے تو اس پر کچھ اعتراض نہیں۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْإِمَارِ قَبْلَ أَنْ يَتَدَوَّ صَلَاحُهَا
پیشگی ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا درست ہے کہ نہیں

فائدہ: اور وہ عام ہے کہ تازہ ہو یا اس کا غیر اور نہیں جزم کیا بخاری نے ساتھ کسی حکم کے مسئلے میں واسطے قوت خلاف کے بیچ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کئی قولوں پر سب بعض کہتے ہیں کہ یہ بیچ مطلق باطل ہے اور یہ قول ابن ابی لیلیٰ اور ثوری کا ہے اور جس نے بطلان پر اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ

مطلق جائز ہے اگرچہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط کی ہو اور یہ قول ابن ابی حسیب کا ہے اور جس نے اس میں اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کاٹ لینے کی شرط کی ہو تو باطل نہیں ہوتی اور اگر قطع کی شرط نہ کی ہو تو باطل ہو جاتی ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور کا اور ایک روایت اہم مالک رحمہ اللہ سے بھی یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے اگر باقی رکھنے کی شرط نہ کی ہو اور نہی اس میں محمول ہے اوپر بیچنے میوے کے کہ بالکل پایا نہ جائے یعنی ابھی بالکل پیدا بھی نہ ہو اور یہی قول ہے اکثر حنفیہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ظاہر پر ہے لیکن اس میں نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور زید بن ثابت کی حدیث اخیر کے واسطے دلالت کرتی ہے اور کبھی حمل کی جاتی ہے دوسری پر۔ (فتح)

اور لیث نے ابو زبَاد سے روایت کی ہے اس نے عروہ سے اس نے سہل سے اس نے زید بن ثابت سے کہ لوگ حضرت ﷺ کے زمانے میں میوے خریدتے تھے یعنی پہلے پکنے سے سو جب لوگ میوے کو کاٹتے تھے اور ان کے تقاضا کرنے والے حاضر ہوتے تھے یعنی بائع تو خریدار کہتا تھا کہ میوے کو آفت پہنچی کہ اس کے گاہجے کو فاسد اور سیاہ کر دیا اس کو آفت پہنچی کہ اس کو ہلاک کر دیا اس کو آفت پہنچی کہ اس کو کم کر دیا کئی آفتیں ہیں کہ ان کے ساتھ جھگڑتے تھے سو جب حضرت ﷺ کے پاس اس میں بہت جھگڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جھگڑے نہیں چھوڑتے تو خرید و فروخت نہ کرو یہاں تک کہ میوے کی پختگی ظاہر ہو حضرت ﷺ کا یہ فرمان بطور مشورے کے تھا کہ مشورہ دیتے تھے ساتھ اس کے یعنی بطور حکم الہی کے نہ تھا واسطے بہت ہونے جھگڑے ان کے اور ابو زناد نے کہا کہ خبر دی مجھ کو خارجہ بن زید نے کہ بے شک زید بن ثابت اپنی زمین کا میوہ نہ بیچتے تھے یہاں تک کہ ثریا چڑھتا یعنی ساتھ فخر کے اور زرد سرخ سے ظاہر ہوتا اور جدا ہوتا کچا پکے سے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَشْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثَّمَارَ فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَخَضَرَ تَقَاضِيَهُمْ قَالَ الْمُتَبَاعُ إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدَّمَانُ أَصَابَهُ مَرَضٌ أَصَابَهُ قَشَامٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُونَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخَصُومَةُ فِي ذَلِكَ لِأَمَّا لَا فَلَا تَتَبَايَعُوا حَتَّى يَبْدُوَ صُلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشْوَرَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خَصُومَتِهِمْ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ يَكُنْ يَبِيعُ ثَمَارَ أَرْضِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الثَّرِيَّا فَيَتَيْنِ الْأَصْفَرُ مِنَ الْأَحْمَرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ حَدَّثَنَا حَكَّامٌ

حَدَّثَنَا غُنْبَسَةُ عَنْ زَكْرِيَاءَ عَنْ أَبِي
الزَّيْنَادِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ سَهْلِ عَنْ زَيْدٍ.

فائدہ: اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ستارہ صبح کو چڑھے تو دور ہوتی ہے آفت ہر شہر سے اور ایک روایت میں ہے کہ دور ہوتی ہے آفت میوؤں سے اور وہ ستارہ ثریا ہے اور اس کا صبح کو چڑھنا فصل ربیع کے ابتداء میں واقع ہوتا ہے اور یہ عرب کے شہروں میں سخت گرمی کے اور ابتداء پکنے میوؤں کے وقت ہوتی ہے پس درحقیقت معتبر میوے کا پکنا ہے اور ستارے کا چڑھنا اس کی علامت ہے اور تحقیق بیان کیا ہے اس کو حدیث میں ساتھ قول اپنے کے کہ ظاہر ہو میوہ زرد سرخ سے اور امام احمد نے عبد اللہ بن سراقہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر سے میوے کے پکنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے میوؤں کے سے یہاں تک کہ ان کی آفت دور ہو میں نے کہا کہ ان کی آفت کب دور ہوتی ہے اس نے کہا کہ یہاں تک کہ ستارہ چڑھے اور ایک روایت میں خارجہ سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ مدینہ میں آئے اور ہم میوؤں کی خرید و فروخت کرتے تھے پہلے ظاہر ہونے چنگی ان کی کے سو حضرت ﷺ نے جھگڑا سنا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے پھر ساری حدیث ذکر کی پس افادہ کیا ساتھ ذکر سبب کے وقت صدور نبی مذکور کو۔ (فتح)

۲۰۴۴۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

نے میوؤں کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ ان کو صلاحیت ظاہر ہو بائع اور مشتری دونوں کو منع کیا۔

مَالِكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْفَيْمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ

صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ.

فائدہ: بائع کو اس واسطے منع کیا تاکہ اپنے بھائی کا مال باطل کے ساتھ نہ کھائے بغیر عوض کے اور مشتری کو اس واسطے منع کیا تاکہ اپنے مال کو ضائع نہ کرے بہ سبب خوف ہلاک ہونے کے اور تا بائع کو باطل پر موافقت نہ کرے اور نیز اس میں کاشا نزاع اور جھگڑے کا ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ چنگی ظاہر ہونے کے بعد اس کی بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ غایت کا مابعد اس کے ماقبل کے مخالف ہوتا ہے اور تحقیق گردانا ہے نہی کو دراز چنگی ظاہر ہونے کی غایت تک اور اس کے معنی یہ ہیں کہ آفت سے امن ہوتا ہے اور سلامتی غالب ہوتی ہے اور یقین کرتا ہے مشتری ساتھ حاصل ہونے اس کے کے بخلاف اس چیز کے کہ چنگی ظاہر ہونے سے پہلے ہے کہ وہ دھوکے کے درپے ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آفت سے امن ہو اور ایک روایت میں ہے کہ دور ہو آفت اس کی ساتھ ظاہر ہونے صلاحیت اس کی کے یعنی سرفی اور زردی

اس کی کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ چٹنگی ظاہر ہونے سے پہلے اور بیچے کے درمیان فرق ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس حالت میں تو بیع صرف اسی وقت جائز ہوتی ہے جب کہ باقی رکھنے کی شرط نہ کرے اور درخت پر باقی رکھنے کی شرط کرے تو بیع صحیح نہیں ہوتی ہے اور امام نووی نے شرح مسلم میں روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ نے اس صورت میں قطع کو شرط کیا ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اگر باقی رکھنے کی شرط نہ کی ہو تو بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ چٹنگی ظاہر ہونے سے پہلے ہو یا بیچے ہو اور اس کے پیر و اس کے مذہب کے زیادہ تر واقف ہیں اپنے غیر سے اور حاصل یہ ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ چٹنگی ظاہر ہونے کے بعد مطلق جائز ہے برابر ہے کہ باقی رکھنے کی شرط کرے یا نہ کرے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چٹنگی ظاہر ہونے کے بعد بیع اسی وقت درست ہے کہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط نہ کرے اور باقی رکھنے کی شرط کرے تو درست نہیں اور یہی حکم ہے نزدیک ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پہلے ظاہر ہونے چٹنگی کے سے کما مر اور جمہور کہتے ہیں کہ اگر چٹنگی ظاہر ہونے سے پہلے قطع کی شرط کرے تو درست ہے اور اگر شرط نہ کرے تو درست نہیں اور یہ موافق ہے واسطے قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اختلاف کیا ہے سلف نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول بیدو صلاح سے کیا مراد ہے کیا جنس میوے کی مراد ہے یہاں تک کہ اگر شہر کے ایک باغ میں مثلاً چٹنگی ظاہر ہو اور باقی سب باغوں میں چٹنگی ظاہر نہ ہو تو کیا سب باغوں کا میوہ بیچنا درست ہے اگرچہ باقی باغوں میں چٹنگی ظاہر نہ ہو یا ضرور ہے کہ جدا جدا ہر باغ میں چٹنگی ظاہر ہو یا ضرور ہے کہ ہر جنس میں چٹنگی ظاہر ہو یا ضرور ہے کہ ہر درخت میں چٹنگی ظاہر ہو پہلا قول لیث کا ہے اور وہ نزدیک مالکیہ کے اس شرط سے ہے کہ چٹنگی متلاحق ہو یعنی ایک کے بعد لگاتار چٹنگی ظاہر ہوتی چلی جائے اور دوسرا قول احمد کا ہے اور اس ایک روایت مانند قول چہارم کی ہے اور تیسرا قول شافعیہ کا ہے اور ممکن ہے کہ پکڑا جائے یہ تعبیر کرنے سے ساتھ بدو صلاح کے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر کافی ہونے کے ساتھ سرخ ہونے کے یعنی جس پر کہ سرخ ہونے کے معنی صادق آئیں بغیر شرط کامل ہونے کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے کافی ہونا ساتھ سرخ ہونے بعض میوے کے اور ساتھ سرخ ہونے بعض درخت کے باوجود حاصل ہونے معنی کے اور وہ امن میں ہونا ہے آفت سے اور اگر نہ ہوتا حاصل ہونا معنی کا تو البتہ نام رکھنا اس کا سرخ ساتھ سرخ ہونے بعض کے کفایت نہ کرتا واسطے ہونے اس کے کے برخلاف حقیقت کے اور نیز پس اگر سب کے سرخ ہونے کے ساتھ کہا جائے تو البتہ پہنچائے گا طرف فاسد ہونے باغ کے یا اکثر باغ کے اور تحقیق احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ سب میوے یک بارگی نہیں پکتے تا کہ میوہ کھانے کا زمانہ دراز ہو۔ (فتح)

۲۰۴۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کھجور کے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو۔

۲۰۴۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُبَاعَ تَمْرَةٌ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي حَتَّى تَحْمَرَّ.

فائدہ: اس روایت میں کھجور کے درخت کے ساتھ قید کی ہے اور اس کے سوا اور روایتوں میں مطلق درخت کا ذکر ہے اور نہیں فرق ہے حکم میں درمیان درخت کھجور کے اور درمیان غیر اس کے یعنی سب درختوں کے میوے کا یہی حکم ہے اور کھجور کے درخت کو تو صرف اس واسطے ذکر کیا کہ اکثر ان کے میووں کے درخت یہی تھے۔

۲۰۴۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پختہ ہو تو کہا گیا کہ پختہ ہونا کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: سرخ یا زرد ہو اور اس سے کھایا جائے۔

۲۰۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ التَّمْرَةُ حَتَّى تُشْفِقَ لِقِيلٍ وَمَا تُشْفِقُ قَالَ تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا.

فائدہ: خطاب نے کہا کہ خالص سرخ اور زرد رنگ ہونا مراد نہیں بلکہ مراد زردی اور سرخی ساتھ سیاہی کے ہے اور اگر خالص سرخ اور زرد ہوتا تو البتہ فرماتے تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ اور احتمال ہے کہ مراد مبالغہ ہو یعنی بہت سرخ اور زرد ہو جائے۔ (فتح)

بابُ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا
فائدہ: یہ باب مقصود ہے واسطے بیان بیع درختوں کے یعنی اس باب میں درختوں کے بیچنے کا بیان ہے اور پہلے باب میں میووں کے بیچنے کا بیان ہے۔ (فتح)

۲۰۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور منع فرمایا بیچنے کھجور کے درخت میوہ دار سے یہاں تک کہ پک جائے کہا گیا کہ کیا ہے پکنا اس کا فرمایا سرخ ہو جائے یا

۲۰۴۷۔ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى يَبْدُوَ
صَلَاحُهَا وَعَنِ النَّخْلِ حَتَّى يَزْهُوَ قَلِيلٌ وَمَا
يَزْهُو قَالَ يَحْمَرُّ أَوْ يَصْفَرُّ.

بَابُ إِذَا بَاعَ الثَّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ
صَلَاحُهَا ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ فَهُوَ

مِنَ الْبَائِعِ

اگر کوئی کچے میوے کو بیچے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو وہ
نقصان بائع کی طرف سے ہے یعنی وہ نقصان بائع کا ہوا
مشتری کا نہ ہوا۔

فائدہ: مائل ہوئے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ اس ترجمہ میں طرف اس کی کہ اگر کوئی کچے میوے کو بیچے تو یہ بیع درست
ہے لیکن اس کی ضمان بائع پر ہے یعنی اگر کچھ نقصان ہو تو اس کا بدلہ بائع پر ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ جب فاسد
نہ ہوئی تو بیع صحیح ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ اس باب میں زہری کے تابع ہیں جیسا کہ اس باب کے اخیر میں ان سے
روایت کی ہے۔ (فتح)

۲۰۴۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے میوے
کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پک جائے سو کسی نے
آپ ﷺ سے کہا کہ کیا ہے علامت پک جانے اس کے کی
فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلا
تو کہ اگر اللہ پھل کو روک لے تو کس سبب سے ایک تمہارا
اپنے بھائی مسلمان کے مال کو لے گا اور لیٹ نے کہا کہ
حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے کہ اگر کوئی
مرد میوہ خریدے چنگلی ظاہر ہونے سے پہلے پھر اس کو کوئی
آفت پہنچے تو اس نقصان کا بدلہ میوہ بیچنے والے پر ہو گا خبر دے
مجھے سالم بن عبد اللہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ خریدو میوے کو یہاں تک کہ اس کی
چنگلی ظاہر ہو اور نہ بیجو میوہ درخت پر بدلے خشک کھجور کے۔

۲۰۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ
لِقِيلٍ لَهُ وَمَا تُزْهِي قَالَ حَتَّى تَحْمَرَ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ
إِذَا مَنَعَ اللَّهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ
مَالَ أَخِيهِ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ ثَمَرًا
قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهُ ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ
كَانَ مَا أَصَابَتْهُ عَلَى رَبِّهِ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا تَبَايَعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهَا وَلَا
تَبِيعُوا الثَّمَرَ بِالثَّمَرِ.

فائدہ: اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ میوہ بیچے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو نہیں حلال تجھ کو کہ تو اس سے کوئی چیز لے کس سبب سے تو اپنے بھائی مسلمان کے مال کو ناحق لے گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر موقوف کرنے آفتوں کے میوے میں کہ پک جانے کے بعد خریدے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے سو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ تہائی قیمت کی اس سے موقوف کرے اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ تمام قیمت کو موقوف کرے اور امام شافعی اور لیث اور کوفی والے کہتے ہیں کہ نہ رجوع کرے بائع پر ساتھ کسی چیز کے یعنی جب کہ پک جانے کے بعد میوے کو خریدے اور کہتے ہیں کہ آفت موقوف کرنے کا حکم تو صرف اس وقت ہی جبکہ کچے پھل بیچے بغیر شرط قطع کے پس جابر رضی اللہ عنہ کی مطلق حدیث انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ مقید ہوگی اور استدلال کیا ہے طحاوی نے ساتھ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے کہ ایک مرد نے میوے خریدے سو اس کے میووں کو آفت لگ گئی اور اس کا قرض بہت ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر خیرات کرو سو اس سے اس کا قرض ادا نہ ہو سکا یعنی وہ خیرات اتنی نہ تھی کہ اس سے اس کا تمام قرض ادا ہو سکے سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لے لو جو تم نے پایا اور اس کے سوا تم کو کچھ نہ ملے گا طحاوی نے کہا کہ جب قرض خواہوں کا قرض باطل نہ ہو اساتھ دور ہونے میووں کے اور ان سے قیمت مول نہ لی گئی تو معلوم ہوا کہ آفت موقوف کرنے کا حکم عام نہیں۔ (فتح)

بابُ شِرَاءِ الطَّعَامِ إِلَى أَجَلٍ
ایک مدت معین کے وعدے پر اناج کا خریدنا یعنی ادھار خریدنا درست ہے یا نہیں

۲۰۴۹۔ اعمش روایت ہے کہ ہم نے ابراہیم نخعی کے نزدیک ادھار میں گروی رکھنے کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں یعنی جائز ہے پھر حدیث بیان کی ہم کو اسود سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت معین کے وعدے سے اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

۲۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنِيِّ السَّلَفِيِّ لَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ فَرَهْنَهُ دِرْعَهُ

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الرهن میں آئے گی۔

بابُ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ يَتَمَرُ خَيْرٍ مِنْهُ
فائدہ: تو یعنی کیا کرے تاکہ سود سے سلامت رہے۔

۲۰۵۰۔ ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ

۲۰۵۰۔ حَدَّثَنَا قُسَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ

نے ایک مرد کو خیر پر سردار کیا سو وہ آپ ﷺ کے واسطے عمدہ کھجور لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا خیر کی تمام کھجوریں ایسی ہی عمدہ ہوتی ہیں اس نے کہا کہ نہیں یا حضرت ہم دو صاع ناقص کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ ملی جلی کھجور کو چاندی کے درہموں کے بدلے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ قسم کی کھجور قیما لیا کر۔

الْمَجِيدُ بْنُ سُهَيْلٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَمْلَلَ
رَجُلًا عَلَى خَيْرٍ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَبِيبٍ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلْتُ تَمْرَ
خَيْرٍ هَكَذَا قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا
لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ
بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعِ بِالذَّرَاهِمِ ثُمَّ
ابْتِغِ بِالذَّرَاهِمِ جَبِيبًا.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ مِثْلًا بِمِثْلٍ یعنی بیچ برابر کو ساتھ برابر کے اور اسی طرح یعنی یہی حکم ہے بیچ بیچنے وزنی چیزوں کے کہ ان کو بھی برابر کے ساتھ بیچے اور اس امر پر سب کا اجماع ہے اہل علم کے درمیان اس میں کچھ اختلاف نہیں ہر شخص اپنے اصل پر کہتا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں کم و بیش ہونے کے سبب سے سود داخل ہو تو اس کا پیمانہ اور تول ایک ہے یعنی اگر کیل ہے تو دونوں کا کیل ایک ہوگا اور اگر وزنی ہے تو دونوں کا وزن ایک ہوگا یعنی جیسے گیہوں بدلے گیہوں کے اور چاندی بدلے چاندی کے لیکن جس کی اصل کیل ہے یعنی شارع نے اس کو ماپ کر بیچنا فرمایا ہے تو نہ بیچی جائے گی وہ مگر پیمانہ سے اور اسی طرح جس کی اصل وزن ہے یعنی تل کر بکتی ہے تو نہ بیچی جائے گی مگر ساتھ ترازو کے پھر جس کی اصل وزن ہے یعنی تل کر بکتی ہے اس کو ماپ کر بیچنا جائز نہیں بخلاف اس چیز کے جو پیمانہ سے بکتی ہو کہ بعضوں نے اس کو تول کر بیچنا جائز رکھا ہے اور کہتا ہے کہ تلنے سے ہر چیز کا برابر ہونا معلوم ہو جاتا ہے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ خشک کھجور کو ساتھ خشک کھجور کے بیچنا جائز نہیں مگر برابر ساتھ برابر کے اور برابر ہے اس میں عمدہ اور ناقص اور وہ سب قسمیں ایک جنس ہے اور اگر کوئی بیچے تو بیچ رد کی جائے جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ یہ سود ہے پس پھیر دو اس کو اور اس حدیث میں قائم ہونا عذر اس شخص کا ہے جو حرمت کو نہ جانے یہاں تک کہ اس کو جانے اور اس میں جائز ہونا نرمی کا ہے ساتھ نفس کے اور ترک کرنا بوجھ کا ہے نفس سے ساتھ اختیار کرنے کھانے عمدہ کھجور کے ردی پر یعنی عمدہ کھجور کا کھانا جائز ہے بخلاف اس کے جو زاہدوں سے کہتا ہے کہ یہ منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عینہ کی بیچ جائز ہے اور وہ بیچ یہ

ہے کہ اپنا مال ایک شخص کے ہاتھ نقد قیمت سے بیچے پھر وہی مال اس سے کم قیمت کے ساتھ خریدے اس واسطے کہ نہیں خاص کیا آپ ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے کہ پھر درہموں سے عمدہ کھجور خریدے غیر اس شخص کو جس نے اس کے ہاتھ ملی جلی کھجور بیچے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مطلق ہے اور مطلق شامل نہیں ہوتا اور لیکن عام ہوتا ہے اور جب اس کے ساتھ ایک صورت میں عمل کیا جائے تو ساقط ہوتی ہے حجت ساتھ اس کے ماسوائے میں اور نہیں صحیح ہے استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے خرید کے اس شخص سے کہ اس کے ہاتھ ہو بہو اس اسباب کو بیچا اور بعض کہتے ہیں بلکہ وجہ استدلال کے ساتھ اس کے واسطے اس کے اس جہت سے ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی تفصیل نہ پوچھی اور نہیں پوشیدہ ہے وہ اعتراض جو اس میں ہے اور قرطبی نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو سد ذرائع کا قائل نہیں اس واسطے کہ بعض صورتیں اس بیع کی پہنچاتی ہیں طرف بیچنے خشک کھجور کی ساتھ خشک کھجور کے کم و بیش اور ہوگی قیمت لغو اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے اس حدیث میں اس واسطے کہ نہیں نص کی اوپر جو از خرید نے دوسری کھجور کے اس شخص سے کہ پہلی کھجور اس کے ہاتھ بیچے یعنی بلکہ جائز ہے کہ اور سے اس کو خریدے اور نہیں شامل ہے اس کو ظاہر سیاق کا ساتھ عموم اپنے کے بلکہ ساتھ اطلاق اپنے کے اور مطلق احتمال رکھتا ہے تعقید کا بطور اجمال کے پس واجب ہوا استفسار اور جبکہ حال اس طرح ہے تو ادنی دلیل سے اس کی تعقید کافی ہے اور تحقیق دلالت کی ہے دلیل نے اوپر سد ذرائع کے یعنی بند کرنے دیلوں کے جو حرام کی طرف پہنچائیں پس چاہیے کہ یہ صورت بھی منع ہو اور استدلال کیا ہے بعض نے اوپر جواز کے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو بیچے اسباب جس کو خریدتا تھا اس شخص کے ہاتھ کہ اس کو اس سے خریدا تھا بعد ایک مدت کے تو یہ بیع صحیح ہے پس نہیں فرق ہے اس میں درمیان جلدی کے اور وعدے کے پس معلوم ہوا کہ معتبر اس میں وجود شرط کا ہے اصل عقد میں اور ہونا اس کا پس اگر بائع اور مشتری نفس عقد میں اس کی شرط کریں تو وہ باطل ہے یا بیع سے پہلے شرط کریں پھر اس کے بعد عقد بغیر شرط کے واقع ہو تو یہ صحیح ہے اور نہیں پوشیدہ ہے ورع یعنی اس سے بچنا افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں ضرر کرتا ارادہ خریدنے کا جب کہ بغیر شرط کے ہو اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی عورت کے ساتھ زنا کی نیت کرے پھر اس سے پھر جائے اور اس کو نکاح کا پیغام کرے اور اس سے نکاح کرنے اس واسطے کہ وہ حرام سے حلال کی طرف پھر ساتھ کلمۃ اللہ کے مباح کیا اس کو اور اس طرح بیع بھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اختیار کرنا عمدہ کھانے کا اور جائز ہے وکالت بیع وغیرہ میں اور یہ کہ فاسد بیعوں کو پھیرا جائے اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ بیع سود کی جائز ہے ساتھ اصل اپنے کے اس اعتبار سے کہ وہ بیع ہے اور منع ہے باعتبار وصف کے اس حیثیت سے کہ وہ سود ہے پس ساتھ اس کے سود ساقط ہوگا اور بیع صحیح ہوگی اور وجہ رد ہونے کی یہ ہے کہ اگر اسی طرح ہوتی تو البتہ نہ رد کرتے آپ ﷺ اس بیع کو اور البتہ حکم کرتے اس کو ساتھ

رد کرنے زیادتی کے اوپر صاع کے۔ (فتح)
 بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبْرَتْ أَوْ أَرْضًا
 مَزْرُوعَةً أَوْ يَابِجَارَةً

اگر کوئی پیوند کی ہوئی کھجور یا بوئی ہوئی زمین کو بیچے یا
 کھجور اور زمین کو اجارے سے لے تو ان کا پھل بیچنے
 والے کے واسطے ہے۔

۲۰۵۱۔ اور نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو کھجور کہ پیوند کے
 بعد بیچی جائے اور میوے کا ذکر ہو کہ بائع لے گا یا مشتری تو
 اس کے پھل کا مالک وہی ہے جس نے پیوند کیا اور یہی حکم
 ہے غلام اور کھیتی کا نافع رحمہ اللہ نے ابن ابی ملیکہ کے واسطے ان
 تین چیزوں کا نام لیا۔

۲۰۵۱۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ
 أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ
 سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُخْبِرُ عَنْ نَافِعٍ
 مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ أَيْمًا نَخْلٌ بِيَعْتَ قَدْ
 أُبْرَتْ لَمْ يَذْكُرِ الثَّمَرُ فَالثَّمَرُ لِلَّذِي أُبْرَهَا
 وَكَذَلِكَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ سَمَى لَهُ نَافِعٌ
 هَؤُلَاءِ الثَّلَاثُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ غلام کا بھی یہی حکم ہے تو یہ اشارہ طرف اس حدیث کی کہ جو غلام کو بیچے اور اس کے واسطے مال ہو تو
 اس کے مال کا مالک بیچنے والا ہے اور صورت تشبیہ اس کی کہ ساتھ کھجور کے واسطے زیادتی کے ہے دونوں میں۔ (فتح)

۲۰۵۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے
 فرمایا کہ جو بیچے کھجور درخت کی جو پیوند کیا گیا ہو تو اس کا میوہ
 بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ مول لینے والا پھل کی بھی شرط کر
 لے۔

۲۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
 مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبْرَتْ فَثَمَرُهَا
 لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد کھجور کو پیوند کرے اور اس کے اصل کو بیچے..... الخ اور تحقیق استدلال کیا
 گیا ہے ساتھ منطوق اس حدیث کے اس پر کہ جو کھجور کے درخت کو بیچے اور اس پر پیوند کا پھل ہو تو وہ پھل بیع میں
 داخل نہیں ہوتا بلکہ بدستور بائع کی ملکیت میں باقی رہتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کہ اس پر کہ
 جب میوہ پیوند کا نہ ہو تو بیع میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ خریدار کا ہوتا ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور مخالفت کی
 ہے ان کی اوزاعی رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سوان دونوں نے کہا کہ وہ پھل بائع کا نہیں ہوتا نہ پیوند کرنے سے پہلے
 اور نہ بیچے اور ابن ابی لیلیٰ نے اس کا عکس کیا ہے سوانہوں نے کہا کہ وہ پھل مطلق مشتری کا ہے اور یہ سب وقت
 مطلق بیع ہونے کھجور کی ہے بغیر ذکر میوے کے اور اگر مشتری اس کی شرط کر لے بایں طور کہ کہے خریدار میں نے

کھجور کے درخت کو سمیت میوے کے تو وہ مشتری کا ہوگا اور اگر بائع پیوند سے پہلے اس کو اپنے لیے شرط کر لے تو اس کے واسطے ہوگا اور مخالفت کی ہے امام مالک رحمہ اللہ نے پس کہا کہ نہیں جائز ہے شرط کرنا اس کا واسطے بائع کے پس حاصل یہ ہے کہ اس کے منطوق سے دو حکم سمجھے جاتے ہیں اور اس کے مفہوم سے بھی دو حکم سمجھے جاتے ہیں ایک ساتھ مفہوم شرط کے اور ایک ساتھ مفہوم استثناء کے اور قرطبی نے کہا کہ قول ساتھ دلیل خطاب کے یعنی ساتھ مفہوم کے اس میں ظاہر ہے اس واسطے کہ اگر غیر پیوند کا حکم پیوند کا حکم ہوتا تو البتہ اس کی تعمید شرط کے ساتھ لغو ہوتی اس میں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

تَنْبِيْهُ: نہیں شرط ہے پیوند میں یہ کہ پیوند کرے اس کو کوئی دوسرا بلکہ اگر مالک خود پیوند کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے نزدیک سب قائلین کے ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ مگر خریدار میوے کی بھی شرط کر لے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس اطلاق کے کہ صحیح ہے شرط ہونا بعض میوے کا جیسا کہ صحیح ہے شرط ہونا تمام میوے کا اور گویا کہ کہا مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اس سے کسی چیز کو اور تنہا ہوا ہے ابن قاسم پس کہا کہ نہیں جائز ہے شرط کرنا بعض کا اور استدلال کیا گیا ساتھ اس کے کہ پیوند کیے گئے کے حکم کے مخالف ہے اور شافعیہ نے کہا کہ اگر بیچے کھجور کے ایک درخت کو کہ اس کا بعض پیوند کیا گیا ہو اور بعض نہ کیا گیا ہو تو وہ سب بائع کے واسطے ہے اور اگر کھجور کے دو درخت بیچے پس اسی طرح شرط ہے ایک ہونا بیع کا اور اگر ہر ایک کے واسطے جدا جدا بیع کرے تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور شرط ہے کہ دونوں ایک باغ میں ہوں اور اگر باغ جدا جدا ہوا تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور نص کی ہے امام احمد رحمہ اللہ نے اس پر کہ جو میوہ پیوندی ہو وہ بائع کا ہے اور جو پیوندی نہ ہو وہ مشتری کا ہے اور مالکیہ نے کہا کہ حکم اغلب کے واسطے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیوند کرنا جائز ہے اور یہ کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ مادہ کھجور کے درختوں کے سوائے نر درختوں کے اور لیکن نر درخت پس وہ بائع کے واسطے ہے واسطے نظر کرنے کے طرف معنی کی اور بعضے شافعیہ نے ظاہر پیوند کو لیا ہے پس نہیں فرق کیا انہوں نے درمیان نر اور مادہ کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ اگر کوئی کھجور کا ایک درخت بیچے اور اس کا پھل اس کے واسطے باقی رہے پھر اس کھجور سے اور گابھا نکلے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ خریدار کا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے بائع کے مگر جو موجود ہو نہ وہ چیز جو نہ موجود ہو اور جمہور نے کہا کہ وہ بائع کا ہے اس واسطے کہ وہ پیوند شدہ میوے سے ہے سوائے غیر اس کے کی اور حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ جو شرط عقد کی مقتضی کے منافی نہ ہو اس سے بیع فاسد نہیں ہوتی پس نہ داخل ہوگی بیع نبی کے بیع اور شرط سے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ حدیث باب کے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے میوے کا بیچنا جائز ہے اور پیچھا کیا ہے اس کا بیہقی وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ استدلال کرتا ہے وہ ساتھ چیز کے بیع غیر اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے وہ چیز بیع اس کے یہاں تک کہ جب آئے وہ چیز کہ وارد ہوئی بیع اس کے تو

استدلال کرتا ہے ساتھ غیر کے اوپر اس کے پس استدلال کرتا ہے واسطے جائز ہونے بیع میوے کے پہلے ظاہر ہونے چٹنگی اس کے ساتھ حدیث پیوند کے اور نہیں عمل کرتا ساتھ حدیث پیوند کے بلکہ نہیں فرق ہے نزدیک اس کے بیع کے پہلے پیوند کے اور پیچھے اس کے اس واسطے کہ پھل اس میں واسطے خریدار کے ہی برابر ہے کہ بائع اس کو اپنے واسطے شرط کرے یا نہ کرے اور تطبیق درمیان حدیث تاثیر کے اور حدیث نمبی کے بیع میوے کی سے پہلے ظاہر ہونے چٹنگی کے آسان ہے بایں طور کہ میوہ کھجور کی بیع میں درخت کی تابع ہے اور نمبی میں مستقل ہے اور یہ بات نہایت ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلًا

بیچنا کھیتی کا بدلے اناج کے بطور مائینے کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے جو مزابت کے منع ہونے میں ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہے کہ اگر کھیتی ہو تو بیچے اس کو بدلے مائینے اناج کے یعنی بیچے جو اور گیہوں وغیرہ کو کہ کھیتی میں ہوں بدلے گیہوں وغیرہ کے کہ لینے والے پاس ہوں ابن بطال نے کہا کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ نہیں جائز ہے بیچنا کھیتی کا پہلے اس سے کہ کاٹی جائے بدلے اناج کے اس واسطے کہ وہ بیع مجہول کی ہے ساتھ معلوم کے اور اگر تر اناج کو خشک اناج کے ساتھ بیچے بعد کاٹنے کے اور ممکن ہونے برابری کے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں جائز بیع کسی چیز کی اس سے ساتھ جس اس کی کے نہ کم و بیش اور نہ برابر اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بیع جائز ہونے بیع کھیتی تر کے بدلے اناج خشک کے بایں طور کہ اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے بیع اناج ترکی بدلے تر کے برابر ساتھ برابر کے باوجود کہ ایک کی رطوبت دوسری کی رطوبت کی طرح نہیں بلکہ اس میں بڑا اختلاف ہے اور پیچھا کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قیاس ہے مقابلے نص کے پس وہ فاسد ہے اور بایں طور کہ بیچنا تر کا بدلے تر کے اگرچہ متفاوت ہے لیکن وہ تھوڑا نقصان ہے پس وہ معاف ہے واسطے کم ہونے اس کے بخلاف بیچنے رطب کے بدلے خشک کھجور کے کہ اس کا بڑا تفاوت ہے۔ واللہ اعلم۔ (فتح)

۲۰۵۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے مزابت سے یہ کہ بیچے میوہ اپنے باغ کا اگر ہو کھجور بدلے کھجور خشک کے بطور پیمانے کے اور اگر انگور ہو تو بیچے اس کو بدلے خشک انگور کے بطور پیمانے کے اور اگر کھیتی ہو تو بیچے اس کو ساتھ پیمانے اناج کے آپ ﷺ نے ان سب بیعوں سے منع فرمایا۔

۲۰۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَزَابِنَةِ أَنْ يَبَّيعَ لَمَرٍ حَاطِبُهُ إِنْ كَانَ نَحْلًا يَتَمَرُ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبَّيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبَّيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ وَنَهَى عَنْ ذَلِكَ كَلِمَةً.

کھجور کا درخت جڑ کے ساتھ بیچنا

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْلِهِ

فائدہ: یعنی اگر کوئی کھجور کے اصل درخت کو بیچے تو اس کا کیا حکم ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

۲۰۵۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی کھجور کے درخت کو پیوند کرے پھر اس درخت کو جڑ سے بیچے تو میوہ کھجور کا پیوند کرنے والے کے واسطے ہے مگر یہ کہ خریدار میوے کی بھی شرط کر لے۔

۲۰۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيْمًا أَمْرِيءَ أَبْرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبْرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَهُ الْمُبْتَاعُ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے جو تنہا درخت کو خریدے تو اس کو منع ہے یہ کہ خریدے پھل اس کے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کی کے بیج دوسری بیج کے بخلاف اس کے جب کہ اس کو درخت کے تابع خریدے تو یہ جائز ہے اور ابن قاسم نے مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ مطلق جائز ہے کہا اور پہلی بات اولیٰ ہے واسطے عام ہونے نہی کے اس سے (فتح)

باب ہے بیچ بیان بیع مخاضرہ کے

بَابُ بَيْعِ الْمُخَاصِرَةِ

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بیچنا میووں اور دانوں کا ہے پہلے اس سے کہ ان کی پختگی ظاہر ہو۔ (فتح)

۲۰۵۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے محالقت سے اور مخاضرت سے اور ملاست سے اور منابذت سے اور مزابنت سے۔

۲۰۵۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهَبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَاصِرَةِ وَالْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

فائدہ: ابو عبید نے کہا کہ وہ بیچنا اناج کا ہے بالی میں بدلے گیہوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ منع بیع کھیتی کی ہے پہلے پکنے سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیچنا میوے کا ہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کے کے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ کرایہ دینا زمین کا ہے بدلے گیہوں کے یا پینا اناج کے اور مشہور یہ ہے کہ محالقت کرایہ دینا زمین کا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ وہ اگائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ بیچنا پھلوں کا ہے پہلے اس کے کہ کھائے جائیں اور بیچنا کھیتی کا ہے پہلے اس سے کہ سخت ہو اور چھیلی جائے اس سے اور طحاوی نے کہا کہ مخاضرہ کھجور کے پھل کا بیچنا ہے پہلے اس سے کہ سرخ ہو یا زرد اور بیچنا کھیتی سبز کا کہ بطن بعد بطن کے بعد کاٹی جاتی ہے

مانند خوید وغیرہ کی وہ اس قبیل سے ہے کہ اہتمام کیا جاتا ہے ساتھ معرفت حکم اس کے کی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بیع سبز بھتی کی مطلق جائز ہے اور جب اختلاف ہو تو اختیار ثابت ہوتا ہے اور نزدیک امام مالک رحمہ اللہ کے جائز ہے جب کہ ظاہر ہو صلاحیت اس کی اور واسطے مشتری کے ہے وہ چیز کہ نئی پیدا ہو بعد اس کے یہاں تک کہ منقطع ہو اور غرر اس میں معاف ہے واسطے حاجت کے اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ جواز کرایہ خدمت غلام کے باوجود اس کے کہ وہ نئی اور مختلف ہوتی ہے اور ساتھ کرایہ لینے دودھ پلانے والے کے باوجود اس کے کہ اس کا دودھ نیا پیدا ہوتا ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ لڑکے نے اس سے کتنا پیا اور شافعیہ کے نزدیک بعد ظاہر ہونے پختگی اس کی کے صحیح ہے مطلق اور پختگی سے پہلے صحیح ہے ساتھ شرط قطع کے اور نہیں جائز ہے بیچنا دانے کا بالی میں مانند اخروٹ اور بادام کی۔ (فتح)

۲۰۵۶۔ اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پک جائے تو ہم نے اُنس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہے پکنا اس کا کہا کہ سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے بھلا بتلا تو کہ اگر اللہ پھل کو روک دے تو کس سبب سے اپنے بھائی مسلمان کا مال حلال کرے گا۔

۲۰۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ الثَّمَرِ حَتَّى يَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ مَا زَهُوَمَا قَالَ تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللَّهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ بَيْعِ الْجُمَارِ وَأَكْلِهِ

کھجور کے دل (گا بھا) کا بیچنا اور کھانا

فائدہ: جمار ایک چیز ہے سفید اور نازک کہ درخت کھجور کے سر کے اندر سے نکلتی ہے اس کو کھجور کا دل (گا بھا) کہتے ہیں اور کھجور کی چربی بھی کہتے ہیں اور وہ مشہور ہے۔

۲۰۵۷۔ اُنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اور آپ ﷺ کھجور کا دل (گا بھا) کھاتے تھے سو فرمایا کہ درختوں سے ایک درخت ہے مانند مرد مسلمان کی سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے ناگہاں میں نے دیکھا کہ میں سب سے کم عمر تھا یعنی پس شرم سے نہ کہہ سکا جب کسی نے جواب نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

۲۰۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هَشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَأْكُلُ جُمَارًا فَقَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ كَالرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ فِإِذَا أَنَا أَخَذْتُهُمْ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

فائدہ: یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کتاب العلم میں پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ذکر بیع کا نہیں لیکن اس کا کھانا چاہتا

ہے اس کو کہ اس کی بیع درست ہو کہا ہے اس کو ابن مزیر نے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ نہیں پائی انہوں نے کوئی حدیث اپنی شرط پر جو دلالت کرے ساتھ مطابقت کے اوپر بیع جمار (گا بھا) کے اور ابن بطلان نے کہا کہ جمار کا بیچنا اور کھانا مباح ہے بغیر خلاف کے اور ہر وہ چیز کہ نفع اٹھایا جائے ساتھ اس کے واسطے کھانے کے پس بیع اس کی جائز ہے میں کہتا ہوں کہ فائدہ ترجمہ کا دور کرنا وہم منع کا ہے اس سے اس واسطے کہ کبھی گمان کیا جاتا ہے افساد اور اضاعت کا اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس حدیث میں کھانا آپ ﷺ کا ہے رو برو قوم کے پس رد کیا جائے گا ساتھ اس کے اس پر کہ جو سامنے کھانے کو برا جانتا ہے اور چھپا کر کھانے کو درست رکھتا ہے واسطے قیاس کرنے کے اوپر پوشیدہ کرنے مخرج اس کے کی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجْرِي أَمْرُ الْأَمْصَارِ عَلَى مَا
يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوعِ وَالْإِجَارَةِ
وَالْمِكْيَالِ وَالْوِزْنِ وَسُنَّتُهُمْ عَلَى
نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمُ الْمَشْهُورَةِ .
جو جاری کرے اہل شہروں کے کاروبار کو اس چیز پر کہ
معروف اور رواج ہے درمیان ان کے خرید و فروخت
میں اور اجارے میں اور کیل میں اور تولنے میں اور
جاری کرے ان کے طریقوں کو اوپر مقصدوں ان کے
کے اور مذاہب مشہور ان کے کی۔

فائدہ: ابن مزیر وغیرہ نے کہا کہ مقصود ساتھ اس باب کے ثابت کرنا اعتماد کا ہے عرف اور رواج پر اور یہ کہ قضا کی جائے ساتھ اس کے ظاہر الفاظ پر اور اگر کوئی مرد وکیل کرے کسی مرد کو بیچ بیچنے اسباب اپنے کے پس بیچے اس کو ساتھ غیر اس نقد کے جس کو لوگ پہچانتے ہیں یعنی رواج میں تو نہیں جائز اور اسی طرح اگر بیچے کسی دوسری چیز کو یا کیلی کو ساتھ غیر کیل اور وزن کے جو لوگوں میں مروج اور معتاد ہے تو وہ بھی جائز نہیں اور قاضی حسین شافعی نے کہا کہ عرف کی طرف رجوع کرنا ایک قواعد پانچ کا ہے جس پر فقہ کی بنا ہے مانند قریب ہونے جگہ کی اور دور ہونے اس کے کی اور کثرت فعل اور کلام کی اور قلت اس کی نماز میں اور مول مثل کی اور مہر مثل کی اور کفو نکاح کی اور موت کی اور نفقہ کی اور لباس کی اور سکنے کی اور جو چیز کہ لائق ہے ساتھ حال شخص کے مانند حیض کی اور طہر کی اور اکثر مدت حمل کی اور سن یاں وغیرہ کی۔ (فتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْغَزَالَيْنِ سُنَّتُكُمْ بَيْنَكُمْ
رَبْحًا .
اور شریح قاضی نے سوت بیچنے والوں کو کہا کہ طریقہ
تمہارا جائز ہے درمیان تمہارے لازم پکڑو یا لازم پکڑو
اپنے طریقے کو۔

فائدہ: سعید بن منصور نے روایت کی ہے کہ کچھ سوت فروش شریح کے پاس جھگڑتے آئے ایک چیز میں کہ تھی درمیان ان کے تو انہوں نے کہا ہمارا رواج اس طرح ہے تب شریح نے یہ بات کہی یعنی اپنے رواج پر چلو اور اس

کے موافق فیصلہ کرو۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَا بَأْسَ الْعَشْرَةَ بِأَحَدٍ عَشَرَ وَيَأْخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحًا.

اور عبدالوہاب نے ایوب سے روایت کی اس نے محمد رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ڈر ہے کہ بیچے دس کو بدلے گیارہ کے اور لے بائع بدلے خرچ کرنے کے بیچ پر نفع کو۔

فائدہ: یعنی نہیں ڈر ہے کہ بیچے وہ چیز کہ خریدے اس کو بدلے سود دینار کے مثلاً ہر دس کو اسے بدلے گیارہ دینار کے پس دس دیناریں اس المال ہوں گی اور ایک دینار نفع ہوگی ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا بیچ ڈھیر کی ہے ہر صاع بدلے ایک درہم کے بغیر اس کے کہ ڈھیر کی مقدار معلوم کرے سو ایک گروہ نے اس کو جائز کہا ہے اور ایک گروہ نے منع کیا ہے میں کہتا ہوں کہ محمد رضی اللہ عنہ کے اثر سے یہ مسئلہ نکالنا ٹھیک نہیں اور یہ جو کہا کہ خرچ کے بدلے نفع لے تو اس میں اختلاف ہے سو امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ نفع لے مگر اس چیز میں کہ اس کے لیے اسباب میں تاثیر ہے مانند رنگنے اور سینے کی اور لیکن اجرت دلالی اور لپیٹنے کی اور باندھنے کی پس درست نہیں کہا پس اگر نفع دے اس کو مشتری اس چیز پر کہ نہیں تاثیر واسطے اس کے تو جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ راضی ہو اور جمہور نے کہا کہ جائز ہے واسطے بائع کے یہ کہ حساب کرے نفع میں تمام اس چیز کو کہ خرچ کی اور کہے کہ مجھ کو اتنے میں پڑی ہے اور وجہ داخل ہونے اس اثر کے ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب شہزوں کے رواج میں یہ بات مروج نہ ہو کہ جو چیز دس درہم سے خریدی جائے وہ گیارہ کو بیچی جاتی ہے اور مشتری اس رواج پر اس کو بیچے تو اس کا کچھ ڈر نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهَيْدٍ خَذِي مَا يَكْفِيكَ وَلِلَّذِي بِالْمَعْرُوفِ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند کو فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے جتنا تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے موافق دستور کے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ابھی آتی ہے۔

وَقَالَ تَعَالَى ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ وَاسْتَرَى الْحَسَنُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِرْدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ بَكُمْ قَالَ بَدَأْنَقِينَ فَرَكِبَهُ ثُمَّ جَاءَ مَرَّةً أُخَى فَقَالَ الْحِمَارُ الْحِمَارُ فَرَكِبَهُ وَلَمْ يُشَارِطْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِنَصْفِ دِرْهَمٍ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی واسطے اس کے جو یتیم کے مال کا متولی ہو جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے اور حسن رضی اللہ عنہ بصری نے عبداللہ بن مرداس سے ایک گدھا کرایہ پر لیا یعنی کرایہ پر لینا چاہا سو حسن نے کہا کہ تو کتنے کو کرایہ دیتا ہے سو عبداللہ نے کہا کہ بدلے دو دانگ کے سو حسن اس پر سوار ہوا پھر حسن دوسری بار آیا

اور کہا کہ گدھا لیا گدھا لیا سو وہ اس پر سوار ہوا اور اس کی اجرت مقرر نہ کی سو اس کی طرف آدھا درہم بھیجا۔

فائدہ: دانگ درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ حسن نے دوسری بار اس کی اجرت مقرر نہ کی واسطے اعتماد کرنے کے پہلی اجرت پر اور زیادہ کیا اس کو اجرت مذکور پر بطریق احسان کے۔ (فتح)

۲۰۵۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے آپ ﷺ کو سینگ لگائی سو آپ ﷺ نے اس کو ایک صاع کھجوروں کے دینے کا حکم کیا اور اس کے مالکوں کو حکم کیا کہ اس کے خراج سے کچھ تخفیف کریں۔

۲۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاஜِهِ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں اس جہت سے ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی اجرت مقرر نہ کی واسطے اعتبار کرنے کے رواج پر بیچ مثل اس کی کے۔ (فتح)

۲۰۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند معاویہ کی مائی نے آپ ﷺ سے کہا کہ ابو سفیان مرد بخیل ہے یعنی اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ اس کا مال پوشیدہ لوں یعنی بقدر حاجت کے آپ ﷺ نے فرمایا کہ لے لیا کر تو اور تیری اولاد جتنا کفایت کرے تجھ کو موافق دستور کے۔

۲۰۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ هَذَا مُعَاوِيَةُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ لَهْلُ عَلَى جُنَاحٍ أَنْ آخَذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا قَالَ خُذِي أَنْتِ وَبَنُوكَ مَا يَكْفِيكَ بِالْمَعْرُوفِ.

فائدہ: اور غرض آپ ﷺ کے اس قول سے یہ ہے کہ لے لیا کر موافق دستور کے سو آپ ﷺ نے اس کو عرف پر حوالہ دیا اس چیز میں کہ شرع نے اس میں کوئی حد مقرر نہیں کی۔ (فتح)

۲۰۶۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیت کی تفسیر میں جو مالدار ہو تو چاہیے کہ بچے یتیم کے مال سے اور جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ

۲۰۶۰۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ لُفْقَةَ قَالَ

آیت یتیم کے والی کے حق میں اتری جو اس کی تربیت کرتا ہے اور اس کے مال کو سنوارتا ہے کہ اگر محتاج ہو تو اس سے دستور کے موافق کھائے۔

سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَغْفِرْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ أَنْزَلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيمِ الَّذِي يُقِيمُ عَلَيْهِ وَيُصْلِحُ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ فَقِيرًا أَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ.

فائدہ: اور مراد اس باب میں حوالہ دینا والی یتیم کو ہے کہ اس کے مال سے دستور کے موافق کھائے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الشَّرِيكِ مِنْ شَرِيكِهِ باب ہے بیان میں بیچنے شریک کے شریک سے

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ وہ جائز ہے ہر چیز مشترک میں اور وہ مانند بیچنے اس کے کی اجنبی سے ہے اور اگر اس کو اجنبی کے ہاتھ بیچے تو شریک کو حق شفعہ پہنچتا ہے اور اگر اس کو شریک کے ہاتھ بیچے تو حق شفعہ دور ہو جاتا ہے اور ذکر کی اس نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی شفعہ کے باب میں و سیاتی الکلام علیہ فی بابہ اور ابن بطلان کی کلام کا حاصل مناسب حدیث کی ہے ساتھ ترجمہ کے اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی ترجمہ کے حکم بیع شریک کا ہے شریک اپنے سے اور مراد اس سے رغبت دلانا شریک کا ہے یہ کہ نہ بیچے وہ چیز جس میں کہ شفعہ ہے مگر شریک اپنے سے اس واسطے کہ اگر اس کو غیر کے ہاتھ بیچے تو جائز ہوگا شریک کو لینا اس کا ساتھ شفعہ کے زور سے اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ جب گھر تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں ایک دوسرے کے ہاتھ بیچے تو تیسرے کو جائز ہے یہ کہ شفعہ کے ساتھ لے اگرچہ پہلا مشتری بھی شریک ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مبنی ہے خلاف پر کہ کیا شفعہ کے ساتھ لینا مشتری سے لینا ہے یا بائع سے پس اگر مشتری سے ہو تو وہ شریک ہوگا اور اگر بائع سے ہے تو وہ شریک کے شریک سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ شفعہ والا اگر ہو واسطے اس کے پکڑنا قہر سے تو واسطے بائع کے ہے جب کہ ہو شریک اس کا یہ کہ بیچے اس کو اس کے ہاتھ میں ساتھ اختیار کے بلکہ یہ اولیٰ ہے۔ (فتح)

۲۰۶۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گردانا آپ ﷺ نے شفعہ کو ہر چیز میں کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدیث واقع ہوں یعنی مشترک چیز بانٹی جائے اور راہیں پھیریں جائیں یعنی ہر ایک کے حصے کی راہ جدا ہو جائے تو نہیں ہے شفعہ یعنی حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

۲۰۶۱۔ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقَسَّمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطَّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

بیچنا زمین کا اور گھروں کا اور قسموں اسباب کا اس حال میں کہ مشترک ہوں تقسیم نہ ہوئی ہوں

بَابُ بَيْعِ الْأَرْضِ وَالذُّورِ وَالْعُرُوضِ
مُشْتَرَكًا غَيْرَ مَقْسُومٍ

فائدہ: اس باب میں جابر کی حدیث بیان کی ہے و سیاتی فی مکانہ۔

۲۰۶۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا آپ ﷺ نے ساتھ ثابت ہونے شفعہ کے ہر چیز میں کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیری جائیں تو شفعہ نہیں۔ اس میں بیان ہے راویوں کے اختلاف کا سو بعضوں نے توکل الم یقسم روایت کی ہے اور بعضوں نے کل مال لم یقسم روایت کی ہے۔

۲۰۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقَسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهَذَا وَقَالَ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقَسَمْ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي كُلِّ مَالٍ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

بَابُ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا لِغَيْرِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَرَضِي

اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بدون اس کے اذن کے اور وہ اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ بات فضولی کی بیع کے واسطے باندھا ہے یعنی جو غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بدون اذن اس کے کی اور امام بخاری رحمہ اللہ مائل ہوئے ہیں طرف جواز کی یعنی یہ بیع جائز ہے۔ (فتح)

۲۰۶۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین آدمی سفر کو چلے جاتے تھے سو ان کو مینہ پہنچا وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا یعنی اور اس نے ان کو بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو اپنے زیادہ تر افضل عملوں کو جو کیے ہوں سو دعاء مانگو اللہ سے ان کے ویلے سے یعنی تاکہ شاید اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے

۲۰۶۳۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ يَمْشُونَ فَأَصَابَهُمُ الْمَطَرُ فَلَدَّخَلُوا فِي غَارٍ فِي جَبَلٍ

تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الہی ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے سو میں باہر جاتا تھا اور بکریاں چراتا تھا پھر میں آتا تھا اور ان کا دودھ دوہتا تھا اور دودھ اپنے ماں باپ کے پاس لاتا تھا سو وہ دودھ کو پیتے تھے پھر میں اپنے چھوٹے لڑکوں کو اور اپنے گھر والوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا تھا سو میں نے ایک رات آنے میں دیر کی یعنی اس واسطے کہ چار بہت دور ملا سو میں آیا تو ناگہاں دیکھا کہ میرے ماں باپ سوئے ہوئے تھے سو میں نے برا جانا کہ ان کو نیند سے جگاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے میرے قدموں میں شور کرتے تھے سو اسی طرح برابر میرا اور ان کا حال رہا صبح تک یعنی میں ان کے انتظار میں دودھ لیے رات بھر کھڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا سو الہی اگر تو جانتا ہے کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے تیری رضا مندی کے لیے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک روزن کھول دیا اور دوسرے نے کہا کہ الہی البتہ ماجرا یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تھی کہ میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسے نہایت محبت مرد عورتوں سے رکھتے ہیں یعنی میں اس پر کمال عاشق تھا یعنی سو میں نے اس سے حرام کاری چاہی تو اس نے کہا کہ تو مجھ سے یہ مراد نہ پائے گا یعنی تیری یہ مراد حاصل نہ ہوگی یہاں تک کہ تو مجھ کو سو اشرفیاں دے سو میں نے محنت اور کوشش کی یہاں تک کہ میں نے سو اشرفیاں جمع کیں سو جب میں اس کے دونوں پاؤں کے اندر بیٹھا تو اس نے کہا کہ ڈر اللہ سے اور مہر کو نہ توڑ مگر ساتھ حق اس کے کی یعنی بدون نکاح شرعی کے ازالہ بکارت نہ کر سو میں اٹھ کھڑا

فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ قَالَتْ لَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَدْعُوا اللَّهَ بِالْفَضْلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوهُ فَقَالَ اَحَدُهُمُ اللَّهُمَّ اِنِّیْ كَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ کَبِیرَانِ فَکُنْتُ اُخْرِجُ فَاَرْغِیْ ثُمَّ اُجِیْءُ فَاَحْلُبُ فَاُجِیْءُ بِالْحِلَابِ فَاَتِیْ بِهٖ اَبَوَیْ فِیْشَرَبَانِ ثُمَّ اَسْقِی الصَّبِیَّهٖ وَاَهْلِیْ وَامْرَاَتِیْ فَاخْتَبَسْتُ لَیْلَةً فَجِئْتُ فَاِذَا هُمَا نَائِمَانِ قَالَتْ فَکَرِهْتُ اَنْ اُرْفِظَهُمَا وَالصَّبِیَّهٖ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلِیْ فَلَمْ یَزَلْ ذَٰلِکَ دَائِبِیْ وَذَا بَہْمَا حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ اللَّهُمَّ اِنْ کُنْتُ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذَٰلِکَ اِبْتِغَاءً وَجْهِکَ فَاَفْرِجْ عَنَّا فُرْجَةً نَّرٰی مِنْهَا السَّمَاءَ قَالَتْ فَفَرَجَ عَنْهُمْ وَقَالَ الْاٰخَرُ اللَّهُمَّ اِنْ کُنْتُ تَعْلَمُ اَنِّیْ کُنْتُ اُحِبُّ امْرَاَةً مِنْ بَنَاتِ عَمِّیْ کَاَشَدَّ مَا یُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَاءَ فَقَالَتْ لَا تَنَالَ ذَٰلِکَ مِنْهَا حَتّٰی تُعْطِیَهَا مِائَةَ دِیْنَارٍ فَسَعِیْتُ فِیْهَا حَتّٰی جَمَعْتُهَا فَلَمَّا فَعَدْتُ بَیْنَ رِجْلِیْهَا قَالَتْ اَتِیَ اللّٰهُ وَلَا تَقْضِ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَسْتُهَا لِاِنْ کُنْتُ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذَٰلِکَ اِبْتِغَاءً وَجْهِکَ فَاَفْرِجْ عَنَّا فُرْجَةً قَالَتْ فَفَرَجَ عَنْهُمْ الثَّلَاثِیْنَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اللَّهُمَّ اِنْ کُنْتُ تَعْلَمُ اَنِّیْ اسْتَاَجَرْتُ اُجِیْرًا بِفَرَقٍ مِنْ ذُرَّةٍ فَاَعْطِیْتُهُ وَابْنِیْ ذَاکَ اَنْ یَّاخُذَ فَعَمَدْتُ اِلٰی ذَٰلِکَ

الْفَرْقِ فَرَزَعْتُهُ حَتَّى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا
وَرَاعِيَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ اَعْطِنِي
حَقِّي فَقُلْتُ انْطَلِقْ إِلَى بَيْتِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيَهَا
فَإِنِّي لَكَ فَقَالَ اُتَسْتَهْزِئُ بِكَ قَالَ فَقُلْتُ مَا
اُتَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلَكِنَّهَا لَكَ اللَّهُمَّ إِن كُنْتُ
تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ
فَالرَّجْعَ عَنَّا فَكُشِفَ عَنْهُمْ.

ہوا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا سو الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں
نے یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضا مندی کے لیے ترک کی
ہو تو اس پتھر سے ایک روزن کھول دے تو ان سے غار کی دو
تہائیاں کھل گئیں تو تیسرے آدمی نے کہا کہ الہی اگر تو جانتا
ہے کہ میں نے ایک مزدور بٹھرایا تھا بدلے ایک فرق چینا
(جوار) کے یعنی اس کی اجرت ایک فرق چینا مقرر (جوار)
کی تھی اور فرق ایک برتن کا نام ہے جس میں سولہ رطل اناج
سمائے سو جب وہ اپنا کام پورا کر چکا تو میں نے اس کو اس کی
مزدوری دی تو اس نے لینے سے انکار کیا سو میں نے اس فرق
پر چنے (جوار) کی طرف قصد کیا اور اس کو بویا سو اس میں
یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائیں، بیل
اور غلام ان کے چرانے والے خریدے پھر وہ مزدور مدت
کے بعد میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے اللہ کے
بندے میرا حق مجھے دے تو میں نے کہا کہ جان گائیں،
بیلوں اور ان کے چرانے والوں کی طرف اور ان کو لے تو اس
نے کہا کہ کیا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے میں نے کہا کہ میں
تجھ سے مذاق نہیں کرتا لیکن وہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے الہی اگر
تو جانتا ہے کہ میں نے یہ امانتداری تیری رضا کے لیے کی تھی
تو اس پتھر کو ہم سے کھول دے سو وہ پتھر ان سے دور ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بغیر اذن اس کے کہ اور وہ اس سے
راضی ہو جائے تو وہ بیع صحیح ہے اس واسطے کہ تیسرے مرد نے اس کی اجرت سے کھیتی کر کے اس سے گائیں، بیل
اور غلام خریدے اس واسطے کہ اس مرد نے مزدور کے مال میں تصرف کیا بدون اذن اس کے کہ لیکن جب اس کو
بڑھایا اور اس کو دیا سو اس نے اس کو لیا اور اس کے ساتھ راضی ہوا اور طریق استدلال کا ساتھ اس کے بنا بر اس
کے ہے کہ پہلوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور جمہور اس کے مخالف ہیں اور خلاف اس میں مشہور ہے لیکن
برقرار رکھا جاتا ہے بایں طور کہ آپ ﷺ نے اس کو مدح کی جگہ بیان کیا اور اس کے فاعل کی تعریف کی اور اس کو

اس پر برقرار رکھا اور اگر یہ امر جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کو بیان فرماتے پس ساتھ اس طریق کے صحیح ہوگا استدلال نہ ساتھ محض ہونے اس کے شرع پہلوں کے اور بیع اقتصار کرنے بخاری کے اوپر استنباط کے ساتھ اس طریق کے دلالت ہے اس پر کہ جو چیز کہ روایت کی اس نے بیع فضل گھوڑوں کے عروہ باری کی حدیث سے بیع قے بیچنے اس کے بکری کو نہیں قصد کیا اس نے ساتھ اس کے استدلال کا واسطے اس حکم کے اور تحقیق جواب دیا گیا ہے حدیث باب سے بایں طور کہ احتمال ہے کہ اس نے مزدور ٹھہرایا ہو اس کو ساتھ فرق کے کہ اس کے ذمہ میں ہو یا جب اس نے اس فرق کو اس کے پیش کیا اور اس نے اس کو قبض نہ کیا تو وہ مزدور ٹھہرانے والے کے ذمہ میں بدستور باقی رہا اس واسطے کہ جو ذمہ میں ہو وہ نہیں معین ہوتا ہے مگر ساتھ قبض کے سوجب مالک نے اس میں تصرف کیا تو اس کا تصرف صحیح ہوا برابر ہے کہ اس نے اپنے واسطے اعتقاد کیا یا اجیر کے واسطے پھر احسان کیا ساتھ اس چیز کے کہ جمع ہوا تھا اس نے اجیر پر ساتھ رضامندی اس کی کے اور ابن بطلان نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر صحت قول ابن قاسم کے کہ جب ایک مرد دوسرے مرد کے پاس اناج امانت رکھے اور وہ دوسرا آدمی اس کو مول سے بیچ ڈالے اور امانت والا اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو اس کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو قیمت لے لے جس کے ساتھ اس نے اس کو بیچا ہے اور اگر چاہے تو اس کے برابر اناج لے لے اور اشہب نے اس کو منع کیا ہے اس واسطے کہ وہ اناج بدلے اناج کے ہے جس میں خیار ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے ابو ثور کے کہ جو کسی کی گیہوں زور سے چھین لے اور اس کو بدے تو جو گیہوں کہ زمین سے پیدا ہو وہ گیہوں والے کی ہے یعنی جس سے گیہوں چھینی گئی تھی اور باقی شرح اس کی احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الشِّرَاءِ وَالتَّبَيُّعِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ
وَأَهْلِ الْحَرْبِ
مشرکین اور اہل حرب کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا بیان

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ کفار کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے مگر اس چیز کا بیچنا درست نہیں جس کے ساتھ کافر مسلمانوں پر مدد لیں اور جس کا اکثر مال حرام ہو اس کے ساتھ خرید و فروخت کرنے میں علماء کو اختلاف ہے اور جو اس کو جائز کہتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے کافر کو فرمایا کہ یہ بیع ہے یا ہبہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کافر کو بیع کرنی اور یہ کہ جو اس کے ہاتھ میں ہے اس کا وہ مالک ہے اور یہ کہ مشرک کے ہدیہ کا قبول کرنا جائز ہے۔ (فتح)

۲۰۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ

۲۰۶۳۔ عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے پھر ایک کافر پریشاں بال دراز قد بکریاں لایا جن کو ہانکتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو

عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ
طَوِيلٌ يَغْنَمُ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيعَا أَمْ عَطِيَّةٌ أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةٌ
قَالَ لَا بَلْ يَبِيعُ فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةٌ.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے ثابت کرنا ملک حربی کا ہے اور یہ کہ جائز ہے اس کو تصرف کرنا اپنے ملک میں ساتھ بیع اور ہبہ اور عتق وغیرہ کے جب کہ برقرار رکھا آپ ﷺ نے مسلمان کو نزدیک مالک اپنے کے جو کافر تھا اور حکم کیا اس کو مکاتب کرنے کا اور بعض کہتے ہیں کہ ہبہ کرنا ظالم بادشاہ کا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور سوائے اس کے جس کو حدیث باب کی متضمن ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور آپ ﷺ نے مسلمان سے کہا کہ اپنے مالک سے
لِسَلْمَانَ كَاتِبٌ وَكَانَ حُرًّا فَظَلَمُوهُ مکاتب کر اور تھا وہ آزاد سو کافروں نے اس پر ظلم کیا اور
وَبَاعُوهُ. اس کو بیچ ڈالا۔

فائدہ: اور اس کا قصہ اس طور سے ہے کہ سلمان اصل میں مجوسی تھا سو دین حق کی تلاش کے واسطے اپنے باپ سے بھاگا سو ایک درویش سے جا ملا پھر ایک اور درویش کے پاس جا رہا پھر ایک اور درویش کے پاس جا رہا اور ان کی موت تک ان کے پاس رہتا تھا یہاں تک کہ اخیر درویش نے اس کو عرب کی راہ دکھائی اور اس کو آپ ﷺ کے ظاہر ہونے کی خبر دی سو سلمان رضی اللہ عنہ نے بعض جنگیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آنے کا قصد کیا سو انہوں نے اس کے ساتھ فریب کیا اور اس کو وادی القرئی میں (ایک جگہ کا نام ہے) ایک یہودی کے پاس بیچا پھر اس سے اس کو بنی قریظہ کے ایک اور یہودی نے خریدا اور اس کو مدینہ میں لایا سو جب مدینے میں آیا اور آپ ﷺ کو دیکھا تو مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کر یعنی اپنی جان کو اپنے مالک سے خرید ساتھ دو قسطوں کے یا زیادہ کے اور اس سے سمجھا جاتا ہے برقرار رکھنا احکام کافروں کا اوپر اس کے کہ اسلام سے پہلے اس پر تھی اور طبری نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو یہودی کو مسلمان میں بیع وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنے پر اس واسطے برقرار رکھا تھا کہ جب وہ اس کا مالک ہوا تھا تو اس وقت سلمان اس شریعت پر نہ تھا بلکہ اس وقت نصرانی تھا

اور اس شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو کافر کسی کے نفس یا مال پر غالب ہو جائے اور مغلوب مسلمان نہ ہوا ہو تو وہ غالب کے ملک میں داخل ہو جاتا ہے۔ (فتح)

وَسَبَىٰ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ

اور قید کئے گئے عمار اور صہیب اور بلال یعنی پہلے یہ تینوں صحابی رضی اللہ عنہم کافروں کے غلام تھے اور ان کے ملک میں تھے پھر مسلمانوں نے ان کو ان کے ہاتھ سے خرید کر آزاد کیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافر اپنے مال کا مالک ہے اور اس کو اپنے مال میں ہر طرح سے تصرف کرنا درست ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے بزرگی دی ہے بعض تمہارے کو بعض پر رزق میں یعنی بعض مالدار ہیں اور بعض محتاج سو جو لوگ فضیلت دیے گئے ہیں نہیں وہ رزق دینے والے اپنے غلاموں کو یعنی بلکہ اللہ ان کو رزق دیتا ہے سو مالک اور غلام رزق میں برابر ہیں کہ سب کو اللہ ہی نے رزق دیا ہے کیا پس اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

فائدہ: ترجمہ کی جگہ اس سے یہ قول اللہ کا ہے علی ماملکت ایمانہم اس واسطے کہ اللہ نے ثابت کی واسطے ان کے ملک ہاتھ کی باوجود اس کے کہ اکثر ملک ان کے اوضاع شرعیہ کے مخالف تھے اور ابن میر نے کہا کہ مقصود یہ ہے کہ حربی کا ملک صحیح ہے اور صحیح ہے مالک ہونا مسلمان کا اس سے اور مخاطب اس آیت میں مشرکین ہیں اور جو تو بخ کہ ان کے واسطے ہوئی ہے تو وہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے بتوں کی تعظیم کی اور اللہ کی تعظیم نہ کی اور یہ اس باب سے غرض نہیں۔ (فتح)

۲۰۶۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی یعنی اپنا وطن چھوڑا سو اس کے ساتھ ایک گاؤں میں آئے جس میں ایک ظالم بادشاہ تھا سو کسی نے اس سے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک عورت لایا ہے جو نہایت خوبصورت عورتوں سے ہے تو بادشاہ نے کسی کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور پوچھا کہ اے ابراہیم علیہ السلام یہ

۲۰۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَسَارَةً فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَّارَةِ فَقِيلَ

عورت کون ہے جو تیرے ساتھ ہے یعنی اس سے تیرا کیا رشتہ ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میری بہن ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کی طرف پلٹ گئے اور کہا کہ میری بات کو مت جھٹلاؤ کہ میں نے ان کو خبر دی ہے کہ تو میری بہن ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ہے زمین پر کوئی ایماندار سوائے میرے اور تیرے۔ سو ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کو بادشاہ کے پاس بھیجا تو بادشاہ اس کی طرف کھڑا ہوا تو سارہ وضو اور نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور کہتی تھیں کہ الہی اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھا ہے مگر اپنے خاوند پر تو کافر کو مجھ پر قادر نہ کر سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ زمین کو اپنا پاؤں مارتا تھا (حدیث کے راوی اعرج کہتے ہیں ابوسلمہ کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ) سارہ نے کہا کہ اے الہی کہ اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو مار ڈالا سو چھوڑا گیا پھر بادشاہ ان کی طرف کھڑا ہوا تو سارہ وضو اور نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور کہتی تھیں کہ الہی اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھا ہے مگر اپنے خاوند پر تو کافر کو مجھ پر قادر نہ کر سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ زمین کو اپنا پاؤں مارتا تھا (حدیث کے راوی عبدالرحمن کہتے ہیں ابوسلمہ نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) سارہ نے کہا کہ اے الہی کہ اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو مار ڈالا سو چھوڑا گیا دوسری بار یا تیسری بار یعنی دو یا تین بار اس طرح بیہوش ہو کر گر پڑا اور ہر بار سارہ کی دعا سے ہوش میں آیا تو بادشاہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں بھیجا تم نے پاس میرے مگر شیطان کو اس کو

دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هَذِهِ الَّتِي مَعَكَ قَالَ أُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكَ أُخْتِي وَاللَّهِ إِنَّ عَلَى الْأَرْضِ مَوْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرِكَ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتْ اللَّهُمَّ إِن كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأُحْصَنْتُ فَرَجِي إِلَّا عَلَى رَوْحِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَعَطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرَجْلِهِ قَالَ الْأَعْرَجُ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتْ اللَّهُمَّ إِن يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأَرْسَلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي وَتَقُولُ اللَّهُمَّ إِن كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأُحْصَنْتُ فَرَجِي إِلَّا عَلَى رَوْحِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هَذَا الْكَافِرَ فَعَطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرَجْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ إِن يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأَرْسَلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أُرْسَلْتُ إِلَيْهِ إِلَّا شَيْطَانًا أَرْجَعُوهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَعْطُوهَا أَجْرَ فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ أَشْعَرْتُ أَنَّ اللَّهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْلَدَ وَلِيدَةً.

ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھیر لے جاؤ اور اس کو ہاجرہ لوٹدی دو سارہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف پلٹ آئیں اور کہا کہ کیا تم نے جانا ہے کہ اللہ نے کافر کو ناامید اور محروم کیا اور خدمت کے واسطے ایک لوٹدی دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کے ہدیہ اور ہبہ کو قبول کرنا درست ہے اس لیے کہ اس کافر بادشاہ نے کہا کہ اس کو ہاجرہ دو اور سارہ نے اس کو قبول کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس کو برقرار رکھا۔ (فتح)

۲۰۶۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ ایک لڑکے میں جھگڑے سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بیٹا میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ہے کہ اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے آپ دیکھیں کہ اس کی صورت عتبہ کے مشابہ ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ میرا بھائی ہے کہ میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا اس کی لوٹدی سے سو آپ ﷺ نے اس کی مشابہت کو دیکھا سو اس کی مشابہت ظاہر عتبہ کے ساتھ دیکھی سو فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد بن زمعہ لڑکا واسطے صاحب بچھونے کے ہے اور زانی کے لیے محرومی ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ بنت زمعہ سو سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی نہ دیکھا۔

۲۰۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهْدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ أَنْظِرْ إِلَيَّ شَبَّهَ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هَذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَدَ عَلِيٍّ فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَبَّهٍ فَرَأَى شَبَّاهُ بَيْنَا بَعْثَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجَبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ.

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس سے یہ ہے کہ آپ ﷺ نے زمعہ کے ملک کو لوٹدی کے واسطے برقرار رکھا اور غلامی کے احکام اس پر جاری کیے (فتح)

۲۰۶۷۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے صہیب سے کہا کہ ذر اللہ سے اور نہ دعویٰ کر نسبت کا طرف غیر باپ اپنے کی سو صہیب نے کہا کہ نہیں خوش لگتا مجھ کو یہ کہ میرے واسطے اتنا مال ہو اور میں یہ دعویٰ کروں

۲۰۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَصْهَبٍ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَدْعَ إِلَى غَيْرِ أَيْكَ

فَقَالَ صُهَيْبٌ مَا يَسْرُنِي أَنْ لِي كَذَا وَكَذَا
وَأَنِّي قُلْتُ ذَلِكَ وَلَكِنِّي سُرِفْتُ وَأَنَا صَبِيٌّ.

فائدہ: صہیب کہا کرتے تھے کہ میں سان بن مالک کا بیٹا ہوں اور اپنے نسب کو نمبر بن قاسط کی طرف لے جاتے تھے اور ماں ان کی بنی تمیم سے تھی اور صہیب عجمی تھے یعنی غیر عربی اس واسطے کہ اس نے رومیوں کے درمیان پرورش پائی سو ان کی زبان ان پر غالب آئی اور کہا کہ عرب کا دستور تھا کہ بعضے بعض کو پکڑ کر غلام بنا لیتے تھے سو قید کیا مجھ کو کچھ لوگوں نے بعد اس کے کہ میں نے اپنے مولد اور اہل کو پہچانا پھر انہوں نے مجھ کو رومیوں کے ہاتھ بیچا حاصل یہ ہے کہ عبدالرحمن نے اس کو کہا کہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں عرب کی نسل سے ہوں اور حالانکہ تیری زبان رومی ہے تب صہیب نے اس کو یہ جواب دیا کہ لڑکپن میں مجھ کو رومی قید کر کے لے گئے تھے اس واسطے ان کی زبان مجھ پر غالب آئی واللہ! میری نسل رومی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کی ملک صحیح ہے کہ عبدالرحمن بن جدعان نے اس کو خرید کر آزاد کیا۔ (فتح)

۲۰۶۸۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھلا بتاؤ کہ جو نیکیاں میں کفر کی حالت میں کیا کرتا تھا جیسے برادر پروری اور غلام آزاد کرنا اور خیرات کرنا کیا ان کا ثواب بھی مجھ کو ملے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے آگے ہوئی۔

۲۰۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَخَشُّ أَوْ أَتَحَنَّنُ
بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَلَاةٍ وَعَقَاقِبَةٍ وَصَدَقَةٍ
هَلْ لِي فِيهَا أَجْرٌ قَالَ حَكِيمٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَسْلَمْتُ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوٰۃ میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کی خیرات اور آزادی صحیح ہے اور یہ متضمن ہے اس کو کہ کافر کی ملک صحیح ہے اس واسطے کہ صحیح ہونا آزادی کا موقوف ہے اوپر صحیح ہونے ملک کے۔ (فتح) وفيه المطابقة للترجمة.

رنگنے سے پہلے مردار کے چمڑے کا بیان

بَابُ جُلُودِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْبَغَ

فائدہ: یعنی کیا اس کی بیع صحیح ہے یا نہیں وارد کی اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی میمونہ کی بکری میں اور شاید کہ انہوں نے لیا ہے جو از بیع کو اس سے کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست فرمایا اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست ہے اس کا بیچنا بھی درست ہے اور جس کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست نہیں اس کا

بیچنا بھی درست نہیں اور ساتھ اس تقریر کے جواب دیا جاتا ہے اسامیعی کے اعتراض سے کہ اس نے کہا کہ باب کی حدیث میں بیچ کے واسطے تعرض نہیں اور مردار کے چڑے سے مطلق نفع اٹھانا دباغت سے پہلے اور پیچھے مشہور ہے زہری کے مذہب سے اور شاید کہ یہی مختار ہے نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے اور اس کی دلیل آپ ﷺ کے اس قول کا مفہوم ہے کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے کھانے کے سوا جو چیز ہے سب مباح ہے پس اس کی بیچ بھی درست ہوگی اور پوری اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔ (فتح)

۲۰۶۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک مردہ بکری پر گزرے سو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مردار ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے۔

۲۰۶۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِبَاهِيهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرَّمَ أَكْلُهَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دباغت سے پہلے مردار کی کھال کا بیچنا درست ہے۔

باب ہے بیان میں قتل کرنے خنزیر کے

بَابُ قَتْلِ الْخِنْزِيرِ

فائدہ: یعنی کیا اس کا مار ڈالنا مشروع ہے جیسے کہ اس کا حرام ہونا مشروع ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی بیچ کے بابوں میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جس چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے اس کا بیچنا جائز نہیں اور ابن تین نے کہا کہ خلاف اجماع کا کیا ہے بعض شافعیہ نے کہا کہ سو نہ قتل کیا جائے خنزیر کو جب کہ اس میں ضرر نہ ہو اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کا قتل کرنا مطلق جائز ہے۔ (فتح)

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے خنزیر کا

بیچنا حرام کیا

وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخِنْزِيرِ

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی۔

۲۰۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اترے گا تم میں اے مسلمانوں عیسیٰ علیہ السلام مریم

۲۰۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ اللَّهَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ

کا بیٹا حاکم عادل ہو کر سو چلیپا (صلیب) کو توڑ ڈالے گا اور خوک (خنزیر) کو مار ڈالے گا یعنی واسطے مبالغہ کے اس کی حرمت میں اور جزیہ کو گرا دے گا یعنی جو ایمان نہ لائے گا اس سے جزیہ قبول نہ کرے گا بلکہ اس کو قتل کر ڈالے گا اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال یہاں تک کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے گا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ
فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ
الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخَنزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ
وَيَفِيضَ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس حدیث سے آپ کا یہ قول ہے کہ خنزیر کو قتل کرے گا یعنی اس کو معدوم کرنے کا حکم کرے گا واسطے مبالغہ کرنے کے اس کے کھانے کے حرام ہونے میں اور اس میں بڑی توجیح ہے واسطے نصاریٰ کے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طریقے پر ہیں پھر خوک کے کھانے کو حلال جانتے ہیں اور اس کی محبت میں مبالغہ کرتے ہیں (فتح)

اور چلیپا کی یہ شکل ہے + نصاریٰ اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے گمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر مارے گئے اور ہر چند ابھی نصاریٰ وغیرہ سب کافروں سے جزیہ لینا درست ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نصاریٰ سے جزیہ قبول نہ کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کو قتل کریں گے۔

بَابُ لَا يُذَابُ شَحْمُ الْمَيْتَةِ وَلَا يَسَاغُ
وَدَكُّهُ رَوَاهُ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مردار کی چربی نہ گالی جائے نہ بیچی جائے روایت کیا اس
مضمون کو جابر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے

فائدہ: اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۰۷۱۔ اہل عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ فلاں آدمی نے شراب بیچی ہے تو کہا کہ اللہ لعنت کرے فلاں کو کیا نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ ان پر چربیاں حرام ہوئیں سو انہوں اس کو پگھلایا اور بیچا۔

۲۰۷۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
طَاوُسٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا يَقُولُ بَلَغَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ
فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتِلَ اللَّهُ فُلَانًا أَلَمْ
يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ قَاتِلَ اللَّهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ
الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا.

فائدہ: اور مراد فلاں سے اس حدیث میں سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ انہوں نے شراب کو کس طرح بیچا تھا بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو یہود سے جزیہ کی قیمت سے لیا تھا پھر اس کو انہیں کے ہاتھ بیچ ڈالا واسطے اعتقاد جواز کے حکایت کی اس کو ابن جوزی نے ابن ناصر سے اور ترجیح دی اس کو اور کہا کہ ان کو لائق تھا کہ اس کی بیع کا ان کو متولی بناتے تاکہ ممنوع کام میں داخل نہ ہوتے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے کہ انہوں نے انگور کا نچوڑ اس شخص کے ہاتھ میں بیچا ہو جو اس کو شراب بنائے اور نچوڑ کو بھی شراب کہتے ہیں جیسا کہ انگور کو شراب کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ آخر کو شراب بن جاتا ہے یہ بات خطابی نے کہی ہے اور یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ سرہ رضی اللہ عنہ نے ہو بہو شراب کو بیچا ہو بعد اس کے کہ اس کی حرمت شائع ہو گئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ شراب کا سرکہ بنا کر بیچا ہو اور عمر رضی اللہ عنہ کا اعتقاد ہو گا کہ شراب کا سرکہ بنانا درست نہیں جیسا کہ اکثر علماء کا قول ہے اور سرہ رضی اللہ عنہ کا یہ اعتقاد ہو گا کہ جائز ہے جیسا کہ تاویل کیا ہے اس کو غیر اس کے نے کہ حلال ہے سرکہ بنانا شراب کا اور نہیں بند ہے حلال ہونا اس کا خود بخود دوسرے ہو جانے اس کے میں قرطبی وغیرہ نے کہا کہ پہلی وجہ ٹھیک ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں معین ہے پہلی وجہ پر کہ انہوں نے اس کو جزیہ کے بدلے لیا ہو بلکہ احتمال ہے کہ ان کو غنیمت وغیرہ سے حاصل ہوا ہو اور اسماعیلی نے کہا کہ احتمال ہے کہ سرہ کو اس کی تحریم معلوم ہو اور اس کے بیچنے کی تحریم معلوم نہ ہو اسی واسطے عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی مذمت پر اکتفا کیا سوائے عقوبت اس کے کی اور یہی ہے گمان ساتھ اس کے لیکن میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ سرہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے اور یہ جو کہا کہ چربیاں ان پر حرام کی گئیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چربی کا کھانا ان پر حرام ہوا، نہیں تو اگر ان کا بیچنا ان پر حرام ہوتا تو پکھلانے کے حیلہ کرنے کچھ حاجت نہ تھی اور وجہ تشبیہ دینے عمر کی مسلمانوں کے شراب بیچنے کو ساتھ بیچنے یہود کے چربی پکھلی ہوئی کو مشترک ہونا ہے نہی میں کہ دونوں کا کھانا درست نہیں لیکن یہ بات نہیں کہ جس کا کھانا حرام ہو اس کی بیع بھی حرام ہو مانند گدھوں گھر کے پالے ہوؤں کی اور درندے جانوروں کی کہ ان کا کھانا حرام ہے اور بیچنا حرام نہیں پس ظاہر یہ ہے کہ مشترک ہونا ان دونوں کا بیع ہونے ہر ایک کے دونوں میں سے ہو گیا ہے ساتھ نہی کے کھانے اس کے سے ناپاک اسی طرح حکایت کیا ہے ابن بطال نے طبری سے اور برقرار رکھا اس کو اور یہ تقریر واضح نہیں بلکہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کی بیع بھی حرام ہے اور کھانا گدھوں اور درندے جانوروں وغیرہ کا جن کا کھانا حرام ہے سوائے اس کے نہیں کہ حاصل ہوتا ہے بعد ذبح کے اور وہ ذبح سے مردار ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اس کے واسطے ذبح نہیں اور جب مردار ہوا تو ناپاک ہو گیا اور نہیں جائز ہوگی بیع اس کی پس یہ اعتراض اصل میں وارد نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے کہ جس کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی حرام ہے اگرچہ اس کے بعض میں بعض نے خلاف کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جب بیٹا اپنے باپ کی لونڈی کا وارث ہو تو اس کو اس سے صحبت کرنی درست نہیں اور اس

کو اس کا بیچنا اور اس کا قیمت کھانا درست ہے پس یہ قاعدہ ٹھیک نہیں تو عیاض نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس کو اس سے نفع اٹھانا مطلق حرام نہیں بلکہ اس کو اس کے ساتھ تو صرف استمتاع منع ہے واسطے امر خارجی کے اور اس کے غیر کو اس کے ساتھ استمتاع وغیرہ اٹھانا درست ہے جب کہ مالک ہو اس کو بخلاف چربی کے اس واسطے کہ مقصود اس سے اور وہ کھانا ہے یہود پر حرام تھا ہر حال میں اور ہر شخص پر پس دونوں جدا ہو گئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت گنہگار معین کو لیکن احتمال ہے کہ عمر نے اس کے ظاہر کو مراد نہ رکھا ہو بلکہ یہ اس کو جھڑک کے واسطے کہا ہو اور اس میں درگزر کرنا ہے عزت والوں کے تصوروں سے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے صرف اسی کلمہ پر استکفا کی اس کو اور زیادہ سزا نہ دی اور یہ کہ جو حیلے اور وسیلے کہ حرام کی طرف پہنچائیں وہ باطل ہیں اور یہ کہ شراب کا بیچنا حرام ہے اور ابن منذر وغیرہ نے اس میں اجماع نقل کیا ہے اور مخالف ہے اجماع کے وہ شخص جو اس کی بیچ کو جائز رکھتا ہے اور جائز رکھتا ہے بیچ انگوڑ کے کچھے کو جو اندر سے بدل کر شراب ہو گیا ہو اور شراب کی حرمت کی علت میں اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ وہ ناپاک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ اس سے کوئی فائدہ مباح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے مبالغہ کے اس سے نفرت دلانے میں اور یہ کہ جس چیز کی ذات حرام ہو اس کی قیمت بھی حرام ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر مسلمان شراب کو ذمی کافر کے ہاتھ بیچے تو جائز نہیں اور اسی طرح اگر ذمی کو شراب کے بیچنے کے واسطے وکیل کرے تو یہ بھی درست نہیں اور لیکن حرام ہونا بیچ اس کی کا اہل ذمہ پر پس یہ مبنی ہے اوپر خلاف کے بیچ خطاب کافر کے ساتھ فردوع کے اور یہ کہ جائز ہے قیاس کرنا اشباہ میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کافر کے بدن کو بیچنا حرام ہے جب کہ ہم اس کو مار ڈالیں اور کافر اس کا خریدنا چاہے اور یہ کہ نہیں جائز ہے بیچنا ہر حرام ناپاک چیز کا اگرچہ اس میں نفع ہو مانند گوبر کی اور کوئیوں نے اس کو جائز رکھا ہے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ خریدار کو جائز ہے واسطے حاجت مشتری کے سوائے بائع کے اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (بیچ)

۲۰۷۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ ان پر چڑھیاں حرام ہوئیں یعنی ان کا کھانا تو انہوں نے ان کو بیچا اور ان کی قیمت کھائی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قاتل کے معنی لعنت کے ہیں نقل کیے گئے یعنی لعنت کیے گئے عواصوں یعنی جھوٹے۔

۲۰۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتِلَ اللَّهِ يَهُودَ حَرَمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَبَاعُوهَا وَآكَلُوهَا أَتَمَّانَهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَقَاتَلَهُمُ اللَّهُ لَعَنَهُمْ قِيلَ لَعِنَ

الْعَرَاصُونَ الْكَذَّابُونَ.

بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ
وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ

بیچنا ان تصویروں کا جن میں روح نہیں اور وہ چیز کہ
اس سے مکروہ ہے

فائدہ: یعنی ان کا بنانا یا بیچنا یا عام ہے اس سے۔ (فتح)

۲۰۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذْ آتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ
يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّي إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيَ شَيْءٌ مِنْ
صَنْعَةِ يَدَيَّ وَإِنِّي أَصْنَعُ هَذِهِ التَّصَاوِيرَ
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللَّهَ
مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَتَفَلَّخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِبَالِغٍ
فِيهَا أَبَدًا فَرَبَّ الرَّجُلِ رَبْوَةٌ شَدِيدَةٌ وَاصْفَرَّ
وَجْهُهُ فَقَالَ وَبِعَلِّكَ إِنِّي أَتَيْتُ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ
لِقَلْبِكَ بِهَذَا الشَّجَرِ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ
رُوحٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي
عُرْوَةَ مِنَ النَّظَرِ بْنِ أَنَسٍ هَذَا الْوَاحِدَ.

۲۰۷۳۔ سعید بن مسدد سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ناگہاں ان کے پاس ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ اے ابو عباس (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) میں ایک آدمی ہوں کہ میری معاش اپنی دستکاری سے ہے اور میں تصویریں بناتا ہوں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں بیان کرتا میں تجھ سے مگر جو چیز کہ میں نے آپ ﷺ سے سنی ہے میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو کسی جانور کی تصویر بنائے تو اللہ اس کو عذاب کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس میں جان ڈالے اور وہ اس میں جان کبھی نہ ڈال سکے گا یعنی تو عذاب بھی موقوف نہ ہوگا سو وہ مرد سخت ہانپنے لگا اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تجھ کو غرابی ہے اگر تو نے نہ مانا مگر یہ کہ تو تصویر بنائے پس لازم جان اپنے اوپر تصویر اس درخت کی اور ہر چیز کی کہ اس میں جان نہیں ہے یعنی درخت اور پہاڑ اور تیل بوٹا بنانا درخت ہے۔

فائدہ: اور استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مکروہ ہونے سے تصویروں کے واضح ہے۔ (فتح)

بَابُ تَحْرِيمِ الْبَيْعَةِ فِي الْخَمْرِ

شراب کی خرید و فروخت کے حرام کرنے کا بیان

فائدہ: اس باب کی نظیر ابواب المساجد میں پہلے بھی گزر چکی ہے لیکن اس میں مسجد کی قید ہے اور یہ عام ہے اس سے۔ (فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَرَّمَ النَّبِيُّ
أَبَا جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَرَّمَ النَّبِيُّ اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے شراب کی بیع

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ
 فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی اور احمد وغیرہ نے حمیم داری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ شراب کا خریدنا اور

بیچنا حرام ہے۔ (فتح)

۲۰۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
 الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّلْحِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ
 عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا نَزَلَتْ
 آيَاتُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ عَنْ آخِرِهَا خَرَجَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حُرِّمَتْ
 التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ.

۲۰۷۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی
 اخیر کی آیتیں اتریں تو آپ ﷺ گھر سے تشریف لائے سو
 فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہوگئی۔

بَابُ إِمَامٍ مِّنْ بَاعٍ حُرًّا

آزاد آدمی کے بیچنے کے گناہ کا بیان

فائدہ: یعنی جو جان بوجھ کر اس کو بیچے۔

۲۰۷۵۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا
 يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ
 سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ قَالَ اللَّهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ
 الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أُعْطِيَ بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ
 بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا
 فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ.

۲۰۷۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی آپ ﷺ سے کہ اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا میں تین شخص کا مدعی دشمن ہو جاؤں گا قیامت
 کے دن ایک تو وہ مرد جس نے مجھ کو درمیان دیا پھر دعا کی
 یعنی اس کو توڑ ڈالا اور دوسرا وہ شخص جس نے آزاد آدمی کو بیچا
 اور اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مرد کو
 مزدوری پر لگایا پھر اس سے پورا کام کر والیا اور اس کی
 مزدوری نہ دی۔

فائدہ: اللہ کو درمیان دیا یعنی کسی سے قول قرار کیا اور اس پر اللہ کی قسم کھائی پھر اس کو توڑ ڈالا اور خطاب نے کہا کہ
 آزاد کا غلام بنانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اس کو آزاد کرے پھر اس کو چھپائے یا اس سے انکار کرے اور
 دوسرا یہ کہ آزاد ہونے کے بعد زور کے ساتھ اس سے خدمت لے اور پہلے میں زیادہ گناہ ہے دوسرے سے میں کہتا
 ہوں کہ حدیث باب کی اشد ہے اس واسطے کہ اس میں باوجود چھپانے آزادی کے یا انکار کرنے اس کے کی عمل کرنا
 ہے ساتھ مقتضی کسمہ کے اور وہ اس کا بیچنا ہے اور اس کی قیمت کا کھانا اور مہلب نے کہا کہ اس کا گناہ تو اس
 واسطے سخت ہے کہ مسلمان کہ ایک دوسرے کے کفو ہیں آزادی میں کہ جس نے آزاد کو بیچا تو اس نے اس کے تصرف

کو منع کیا اس چیز میں کہ مباح کیا تھا اللہ نے واسطے اس کے اور لازم کی اس کو ذلت جس سے اللہ نے اس کو چھوڑا تھا اور ابن منذر نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ جو آزاد کو بیچے اس کا ہاتھ کاٹنا لازم نہیں آتا یعنی جب کہ چرائے اس کو حفاظت سے مثل اپنی مگر جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آزاد آدمی کو بیچے اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور آزاد مرد کی بیچ کے جائز ہونے میں خلاف قدیم تھا پھر اختلاف موقوف ہوا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنی جان پر اقرار کرے کہ وہ غلام ہے تو وہ غلام ہوا اور اب اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ آزاد آدمی کا بیچنا درست نہیں اور مزدور سے کام کروا کر اس کی مزدوری نہ دینی یہ بھی اس کے معنی میں ہے کہ آزاد آدمی کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی اس واسطے کہ اس نے پورا فائدہ اٹھایا بغیر عوض کے تو گویا کہ اس نے اس کو کھایا اور اس واسطے کہ اس نے اس سے خدمت لی بغیر اجرت کے تو گویا کہ اس نے اس کو غلام بنایا۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْيَهُودَ بِبَيْعِ أَرْضِهِمْ حِينَ أَجْلَاهُمْ فِيهِ
الْمَقْبَرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.
جب آپ ﷺ نے یہود کو مدینہ سے نکالا تو حکم کیا ان کو کہ اپنی زمین بیچ ڈالیں اس اسناد میں مقبری ہے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جس کو بخاری نے جہاد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس حالت میں کہ ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں آپ ﷺ ہم پر آنکے سو فرمایا کہ یہود کی طرف چلو اور اس میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو یہاں سے نکال دوں سو جو اپنے مال سے کچھ پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور شاید کہ امام بخاری نے جو از بیع زمین کو عموم بیع مال سے لیا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیع بابوں خیار کے عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اطلاق مال کا اوپر زمین کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْعَبِيدِ وَالْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ
نَسِيئَةً
بیچنا غلام کا بدلے غلام کے اور حیوان کا بدلے حیوان کے
کے ساتھ وعدے کے یعنی ادھار

فائدہ: اور مراد جنس غلام کی ہے پس داخل ہے اس میں مرد اور عورت اور اسی واسطے ذکر کیا قصہ صفیہ کا اور اشارہ کیا طرف لاحق کرنے حکم مرد کے ساتھ حکم عورت کے بیچ اس کے واسطے نہ ہونے فرق کے اور ابن بطال نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے لیکن امام مالک نے شرط کی ہے کہ جنس مختلف ہو اور کوفے والوں اور احمد نے کہا کہ مطلق منع ہے واسطے دلیل حدیث سمرہ کے جو سنن میں مروی ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں مگر اختلاف کیا گیا ہے بیچ سماع حسن کے سمرہ سے اور اس باب میں طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے اور اس کے بھی راوی ثقہ ہیں مگر اس کے مرسل اور موصول ہونے میں اختلاف ہے سو بخاری اور بہت لوگوں نے اس کے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے ترمذی وغیرہ میں روایت ہے اور اس کی اسناد

نرم ہیں اور جمہور کی دلیل حدیث عبد اللہ بن عمرو کی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ لشکر کا سامان درست کر یعنی سواری اور ہتھیار وغیرہ اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے آپ ﷺ کے حکم سے ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے خریدا روایت کی یہ حدیث دارقطنی وغیرہ نے اور اس کی اسناد قوی ہے اور دلیل پکڑی ہے بخاری نے اس جگہ ساتھ قصہ صفیہ کے اور گواہی لی ساتھ آثار صحابہ کے۔ (فتح)

وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بَارِئَةً أَبْعَرَةَ
مُضْمُونَةٍ عَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ صَاحِبَتُهَا بِالرَّابَّةِ
فائدہ: اور مضمونہ مفت راحلہ کی یعنی وہ سواری ہائع کے ضمان میں ہے یہاں تک کہ اس کو مشتری کے سپرد کرے۔ (فتح)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کبھی ایک اونٹ بہتر ہوتا ہے دو اونٹوں سے اور رافع نے دو اونٹوں کے بدلے ایک اونٹ خریدا سو ایک اس کو دیا اور کہا کہ دوسرا اونٹ کل تیرے پاس آئے گا بغیر دیر کے انشاء اللہ تعالیٰ اور ابن مسیب نے کہا کہ نہیں سود ہے حیوان میں ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے بیچنا درست ہے ایک مدت معین تک اور ابن سیرین نے کہا کہ نہیں ڈر ہے بیچنا ایک اونٹ کا بدلے دو اونٹوں کے اور ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے ادھار

۲۰۷۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیر کے بندوں (غلاموں) میں صفیہ تھی سودہ دجیہ کلبی کی طرف پھریں یعنی ان کے حصے میں آئیں پھر آپ ﷺ نے ان کو لیا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَقَدْ يَكُونُ الْبَعِيرُ خَيْرًا
مِّنَ الْبَعِيرَيْنِ وَاشْتَرَى رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ
بَعِيرًا بِبَعِيرَيْنِ فَأَعْطَاهُ أَحَدَهُمَا وَقَالَ
آيَتُكَ بِالْآخِرِ غَدًا رَهْوًا إِن شَاءَ اللَّهُ
وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا رَبَّاءَ فِي الْحَيَوَانِ
الْبَعِيرُ بِالْبَعِيرَيْنِ وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى
أَجَلٍ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بِبَعِيرٍ
بِبَعِيرَيْنِ نَسِيئَةً

۲۰۷۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
عَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فِي السَّنَى صَفِيَّةٌ
لَقِصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ اشارہ طرف اس کی جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے دجیہ کو ان کے بدلے سات غلام دیئے۔ ولہ المعطابقة للترجمة

غلام کے بیچنے کا بیان

۲۰۷۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم غنیمت کے مال لوٹھی پاتے ہیں اور ہم اس کی قیمت چاہتے ہیں یعنی اس کا بیچنا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزل کے باب میں کیا فرماتے ہیں سو فرمایا کہ کیا تم یہ کام کرتے ہو اس کا نہ کرنا تم پر واجب نہیں اس واسطے کہ کوئی جان نہیں کہ جس کا پیدا ہونا اللہ نے لکھا نہیں ہے مگر کہ وہ پیدا ہونے والی ہے۔

بَابُ بَيْعِ الرَّقِيقِ

۲۰۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُعَوِّزٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ اللَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نُنْصِيبُ سَبِيحًا لِنَحِبِ الْأَنْعَامَ فَكَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ أَوْ إِنَّكُمْ تَفْعَلُونَ ذَلِكَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ذَلِكَ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةً كَتَبَ اللَّهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ خَارِجَةً.

فائدہ: اور دلالت حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے (فتح) اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل خود ابو سعید رضی اللہ عنہ تھے اور حالانکہ یہ خلاف واقع بلکہ سیاق میں حذف ہے اور تقدیر کلام کی یہ ہے کہ جس حالت میں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا کہ ایک انصاری مرد آیا تو اس نے پوچھا۔ (فتح)

غلام مدبر کے بیچنے کا بیان

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبِّرِ

فائدہ: مدبر اس غلام کو کہتے ہیں کہ مالک اس کو کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے جس کا آزاد ہونا اپنے مالک کی موت کے ساتھ متعلق ہے اور نام رکھا گیا ہے اس کا مدبر اس واسطے کہ موت زندگی کے پیچھے آتی ہے اور یا اس واسطے کہ اس کے مالک نے دنیا اور آخرت کے کام کی تدبیر کی لیکن تدبیر دنیا کی پس ساتھ ہمیشہ رہنے اس کے کی اوپر فائدہ اٹھانے کے ساتھ خدمت غلام اپنے کے اور لیکن تدبیر آخرت اپنی کی پس ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے ثواب آزادی کے اور وہ راجع ہے طرف پہلے معنی کی اس واسطے کہ تدبیر امر کی ماخوذ ہے نظر کرنے سے عاقبت میں پس رجوع کرے گا طرف دبر امر کی اور وہ اس کا آخر ہے۔ (فتح)

۲۰۷۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبِّرَ.

۲۰۷۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر غلام کو بیچا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس پر قرض تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کو آٹھ درہم سے بیچا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ محتاج ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو آٹھ درہم سے بیچا اور اس کی قیمت اس کے پاس بھیجی پس اس روایت میں اس کے بیچنے کے سبب کو بیان کیا اور وہ محتاج ہونا اس کا ہے طرف قیمت اس کی کے اور یہ سب روایتیں متفق ہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس کو مالک کی زندگی میں بیچا تھا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو سَمِعَ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ
بِأَعْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: قرطبی وغیرہ نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا کہ اس پر مدبر کرنا غلام کا درست ہے اور نیز اتفاق ہے کہ وہ تہائی مال سے آزاد ہے سوائے لیث اور زفر کے کہ دونوں کہتے ہیں کہ اس المال سے آزاد ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ عقد جائز ہے یا لازم سو جو کہتا ہے کہ یہ عقد لازم ہے وہ کہتا ہے کہ اس میں تصرف منع ہے مگر ساتھ آزاد کرنے کے یعنی اس کو آزاد کرنا تو درست ہے اور اس کے سوائے اور کوئی کام کرنا درست نہیں اور جو یہ کہتا ہے کہ یہ تصرف جائز ہے اس میں اس نے تصرف کرنے کو جائز رکھا ہے پہلا قول مالک اور اوزاعی اور کوفیوں کا ہے اور دوسرا قول شافعی اور اہل حدیث کا ہے اور ان کی دلیل باب کی حدیث ہے اور نیز اس واسطے کہ وہ معین کرنا ہے آزادی کو ساتھ ایک صفت کے کہ تنہا ہوا ہے مالک ساتھ اس کے تو اس کی بیع پر قادر ہوگا مانند اس شخص کی کہ معلق کرے آزادی اس کی کو ساتھ داخل ہونے گھر کے مثلاً اور نیز اس واسطے کہ یہ مسئلہ ہے کہ جو غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے تو اس کا اس کو بیچنا بالاتفاق درست ہے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے جواز بیع مدبر کا یعنی غلام مدبر کی بیع بھی جائز ہوگی اس واسطے کہ وہ بھی وصیت کے معنی میں ہے اور لیث نے جواز کو حاجت کے مقید کیا ہے یعنی اگر حاجت ہو تو جائز ہے اور نہیں تو مکروہ ہے اور پہلوں نے جواب دیا ہے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس کے واسطے عموم نہیں پس محمول ہوگا بعض صورتوں پر اور وہ خاص ہونا جواز کا ہے ساتھ اس حالت کے کہ اس پر قرض ہو اور یہ مشہور مذہب امام احمد کا ہے اور امام مالک کے مذہب میں بھی خلاف ہے اور بعض مالکیہ نے حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس مرد کے تصرف کو اس واسطے رو کیا تھا کہ اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر رد کرنے تصرف اس شخص کے جو اپنے سب مال کو خیرات کرے اور بعضوں نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی خدمت پہنچی تھی اس کی گردن نہیں پہنچی تھی اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مدبر کی خدمت کو بیچنا جائز ہے لیکن اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور اگر فرضاً صحیح بھی ہو تو اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ اس میں اس پر دلیل نہیں کہ جو بیع کہ مدبر کے قصے میں واقع ہوئی تھی جس کو نعیم نے خریدا تھا وہ بیع اس کی منفعت کی تھی نہ اس کی

گردن کی۔ (فتح)

۲۰۷۹۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ يَبْعُوهَا بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ.

فائدہ: یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب لونڈی زنا کرے تو یہ حکم عام ہے پس ہر لونڈی کو یہ حکم شامل ہوگا خواہ مدبرہ ہو یا غیر مدبرہ پس پکڑا جائے گا اس سے جائز ہونا بیع مدبر کا فی الجملہ۔ (فتح)

۲۰۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا فرماتے کہ جب تم میں سے کسی کی لونڈی حرام کاری کرے پھر اس کی حرام کاری ظاہر ہو جائے تو چاہیے کہ مالک اس کو کوڑے مارے اور اس کو ملامت نہ کرے پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ دوسری بار بھی اس کو حد مارے اور اس کو ملامت نہ کرے پھر اگر تیسری بار بھی زنا کرے اور اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی سے ہو۔

۲۰۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا زَنَتْ أَمَةٌ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُشْرَبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُشْرَبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبْعُوهَا وَلَوْ بِعَلَى مَن شِئِيَ.

کیا جائز ہے سفر کرنا ساتھ لونڈی کے پہلے استبراء کرنے اس کے

بَابُ هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَبْرِئَهَا

فائدہ: استبراء شرح میں کہتے ہیں لونڈی کے رحم کی پاکی طلب کرنے کو یعنی اگر کوئی کسی لونڈی کا مالک ہو بہ سبب خریدنے وغیرہ کے تو اس کو اس سے صحبت کرنی حرام ہے ایک حیض کے آنے تک اور مقید اس کو کیا ساتھ سفر کے اس واسطے کہ اس میں مساس اور مباشرت کا گمان غالب ہے۔ (فتح)

وَلَمْ يَزِ الْحَسَنُ بِأَمْسَا أَنْ يُقْبِلَهَا أَوْ اور حسن بصری اس میں کچھ ڈر نہیں دیکھا یعنی جائز ہے

یَسِّرَهَا:

کہ اس کو چومے اور اس کے بدن سے بدن لگائے۔

فائدہ: یہ عام ہے خواہ لونڈی ہندی ہو یا کوئی غیر۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا وَهَبَ الْوَلِيدَةُ الَّتِي تَوَطَّأُ أَوْ يَبْعَثُ أَوْ عَتَقَتْ فَلْيُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ وَلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب بخشی جائے لونڈی (بہہ کی جائے) جو صحبت کی جاتی ہے یا بیچی جائے یا آزاد ہو جائے تو چاہیے کہ اس کے رحم کی پاکی طلب کی جائے ساتھ ایک حیض کے یعنی ایک حیض کے آنے تک اس سے صحبت نہ کرے اس کے بعد کرے اور کنواری کے رحم کو پاک نہ کیا جائے یعنی اگر کنواری عورت کا مالک ہو تو اس سے اسی وقت صحبت کرنی درست ہے۔

فائدہ: شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب تھا کہ بکارت حمل کو منع کرتی ہے یا حمل کے ہونے پر یا صحبت کے نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس میں نظر ہے اور بر تقدیر تسلیم پس استبراء میں شائبہ تعبد کا ہے پس اس واسطے استبراء کی جاتی ہے وہ عورت جو حیض سے ناامید ہو۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ لَا بَأْسَ أَنْ يُصِيبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلُ مَا دُونَ الْفَرْجِ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾.

یعنی اور عطاء نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ پہنچے اپنی لونڈی حاملہ سے کہ اس کو خریدا ہو اس چیز سے کہ شرمگاہ کے سوائے ہے یعنی صحبت کے سوا اور سب کچھ درست ہے مانند بوسہ اور مباشرت وغیرہ کی اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے فائدہ اٹھانا مگر اپنی بیویوں سے یا لونڈیوں سے پس تحقیق اس صورت میں ان کو ملامت نہیں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اگر مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مالک سے حاملہ ہو تو یہ فاسد ہے اس واسطے کہ اس کے حلال ہونے میں تو کوئی شک نہیں کرتا اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ غیر سے حاملہ ہو تو اس میں اختلاف ہے میں کہتا ہوں کہ احتمال ثانی زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ مراد اس کی کے اس واسطے قید کیا ہے اس کو ساتھ مادون فرج کے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس آیت کی یہ ہے کہ تمام وجہوں سے فائدہ اٹھانا درست ہے سو صحبت اس سے دلیل کے ساتھ نکل گئی تو باقی اپنے اصل باقی رہیں۔ (فتح)

۲۰۸۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ خیبر میں آئے یعنی جنگ خیبر کے دن سو جب اللہ نے آپ پر خیبر کو فتح کیا تو

۲۰۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ

عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْيَمَصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُصَيْنِ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغَنَا مَدَنَ الرُّوحَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نَظْعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ بِلَكَ وَلِيْمَةً رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بَعَاءَةً ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرَكَبَ.

کسی نے آپ سے صفیہ کی خوبصورتی ذکر کی اور اس کا خاندان مارا گیا اور تو تھیں صفیہ دہن یعنی ابھی تھوڑے دنوں سے ان کی شادی ہوئی تھی سو آپ ﷺ نے اس کو اپنے واسطے اختیار کیا سو آپ ﷺ اس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے (کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مدینہ کے) تو صفیہ حیض سے پاک ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ دخول کیا پھر ایک چھوٹے دسترخوان پر حیس بنایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو اذن دے پس تھا یہ ولیمہ آپ ﷺ کا صفیہ پر پھر ہم مدینہ کی طرف نکلے سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ صفیہ کے واسطے اپنے پیچھے چادر سے پردہ کرتے تھے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھے اور اپنا گھٹنا نیچے رکھتے تو صفیہ اپنا پاؤں آپ ﷺ کے گھٹنے پر رکھتیں یہاں تک کہ سوار ہوتیں۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی باب سے اس قول کے ساتھ ہے کہ وہ اپنے حیض سے پاک ہوئیں پس معلوم ہوا کہ استبراء سے پہلے لونڈی کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اور یہی روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک حیض سے صفیہ کا استبراء کیا اور مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا یہاں تک کہ اس کی عدت گزری لیکن اس کے راوی نے اس کے مرفوع ہونے میں شک کیا ہے اور نیز اس کے ظاہر میں شبہ ہے اس واسطے کہ دخول کیا آپ ﷺ نے ساتھ اس کے وقت پھرنے آپ ﷺ کے کی خیر سے بعد قتل ہونے خاندان اس کے کے ساتھ تھوڑے دنوں کے سوا اتنا زمانہ بھی نہ گزرا تھا کہ اس میں عدت گزر سکے اور نہ راویوں نے یہ بات نقل کی ہے کہ وہ حاملہ تھیں پس محمول ہوگی عدت اوپر پاک ہونے اس کے کی حیض سے اور یہی مطلوب ہے اور صریح اس باب میں ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ اوطاس کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ نہ صحبت کی جائے حامل سے یہاں تک کہ جنے اور نہ حیض والی سے یہاں تک کہ اس کو حیض آئے روایت کی یہ حدیث ابوداؤد نے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمَيْتَةِ وَالْأَصْنَامِ

مردار اور بتوں کے بیچنے کا بیان

فائدہ: مردار وہ چیز ہے کہ دور ہو اس سے زندگی نہ ساتھ ذبح شرعی کے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مردار کی بیع حرام ہے اور مچھلی اور ٹڈی اس سے مستثنیٰ ہے یعنی مچھلی اور ٹڈی مردہ کی بیع درست ہے اور صنم اس چیز کو کہتے ہیں جس کی تصویر بنائی گئی ہو اور وشن اس کو کہتے ہیں جس کے واسطے جسم ہو۔ (فتح)

۲۰۸۲۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ فتح مکہ کے دن فرماتے تھے اور حالانکہ آپ مکہ میں تھے کہ تحقیق اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا مردار اور شراب اور سور اور بتوں کا بیچنا تو کسی نے کہا کہ یا حضرت ﷺ بھلا بتاؤ تو کہہ مردار کی چربی کا کیا حال ہے کہ تحقیق ملی جاتی ہیں ساتھ اس کے کشتیاں اور چکنی کی جاتی ہیں ساتھ اس کے کھالیں اور چراغ جلاتے ہیں اس سے لوگ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حرام ہے پھر حضرت ﷺ نے اس کے نزدیک فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ جب اللہ نے ان پر چربیاں حرام کیں تو انہوں نے اس کو پکھلایا پھر اس کو بیچا اور اس کی قیمت کھایا۔

۲۰۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا الشُّفْنُ وَيَذْهَبُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنْدَ ذَلِكَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوه فَآكَلُوا ثَمَنَهُ قَالَ أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ جو راوی نے کہا کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی تو اس میں بیان ہے تاریخ اس کی کا اور یہ واقعہ رمضان میں تھا آٹھویں سال ہجری میں اور احتمال ہے کہ تحریم اس سے پہلے واقع ہوئی ہو پھر آپ ﷺ اس کو دوبارہ بیان فرمایا ہوتا کہ اسے اس کو جس نے اس کو پہلے نہیں سنا تھا اور یہ جو فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے تو مراد اس سے حرام ہونا بیع اس کی کا ہے اسی کو تفسیر کیا ہے شافعی نے اور جو اس کے تابع ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانا حرام ہے اور یہی ہے قول اکثر کا سونہ فائدہ اٹھایا جائے مردار سے نزدیک ان کے ہرگز

مگر جو دلیل سے خاص ہے اور وہ چڑا رنگا ہوا ہے اور اگر کوئی پاک چیز ناپاک ہو جائے تو جمہور کے نزدیک اس کا بیچنا جائز ہے اور احمد اور ابن مابھون نے کہا کہ نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ کسی چیز کے اس سے اور دلیل پکڑی ہے خطابی نے اوپر جائز ہونے انتفاع کے ساتھ اجماع علماء کے کہ جس کا چوپایہ مر جائے اس کو جائز ہے کہ اپنے شکاری کتوں کو کھلا دے پس اسی طرح جائز ہے ملنا کشتی کا ساتھ چربی مردار کے اور نہیں ہے کوئی فرق اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ یا حضرت ﷺ چربی کے بیچنے کا کیا حکم ہے پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ سوال چربی کے بیچنے سے واقع ہوا تھا نہ مطلق فائدہ اٹھانے سے اور یہ مؤید ہے واسطے قول شافعی وغیرہ کے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ بیع مردار اور شراب اور سور کے منع کی علت ناپاک ہونا ہے پس یہ علت ہر نجاست کی طرف متعدی ہوگی لیکن امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مشہور ہے کہ سور پاک ہے اور بتوں کی بیع کے منع ہونے کی علت یہ ہے کہ اس میں کوئی مباح نفع نہیں اس بنیاد پر اگر اس طور سے ہو کہ اگر اس کو توڑا جائے تو اس کے ٹکڑوں سے فائدہ اٹھایا جائے تو اس کا بیچنا بعض شافعیہ وغیرہ کے نزدیک جائز ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ منع ہے واسطے حمل کرنے کے نہی کو ظاہر پر اور ظاہر یہ ہے کہ نہی بیع اس کی سے واسطے مبالغہ کے ہے بیع نفرت دلانے کے اس سے اور یہی حکم ہے سویوں کا جس کی نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں اور حرام ہے ان سب کا کریدنا اور بنانا اور اجماع ہے اوپر حرام ہونے بیع مردار اور شراب اور سور کے مگر جس کی طرف پہلے اشارہ گزر چکا ہے بیع باب تحریم خمر کے اسی واسطے رخصت دی ہے بعض علماء نے بیع تھوڑے بالوں سور کے واسطے سینے کے حکایت کیا ہے ابن منذر نے اوزاعی اور ابو یوسف اور بعض مالکیہ سے اس بنیاد پر پس اس کی بیع جائز ہے اور بعض علماء کے نزدیک مردار سے وہ چیز مستثنیٰ ہے جس میں زندگی حلول نہیں کرتی مانند بال اور اُون اور ریشم کے پس تحقیق وہ پاک ہے پس اس کی بیع جائز ہے اور یہی قول ہے اکثر مالکیہ اور حنفیہ کا اور زیادہ کیا ہے اس پر بعضوں نے ہڈی اور دانت اور سینگ اور کھر کو اور حسن اور لیث اور اوزاعی نے کہا کہ بال ناپاک ہیں لیکن وہ ان کے نزدیک دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور شاید کہ وہ ان کے نزدیک ناپاک ہوئے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ معلق ہوئی ہے ساتھ ان کے مردار کی رطوبتوں سے نجس العین نہیں اور اسی طرح قول ابن قاسم کا ہے ہاتھی کی ہڈیوں میں کہ وہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ (فتح)

کتے کے ماں کا بیان

بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ

۲۰۸۳۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی (کمائی) اور کاہن کی شریعی سے منع فرمایا۔

۲۰۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَيْتِ
وَحُلُوانِ الْكَاهِنِ.

۲۰۸۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ
قَالَ رَأَيْتُ أَبِي اشْتَرَى حَبْأَمًا فَأَمَرَ
بِمَحَاجِمِهِ فَكَسِرَتْ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى
عَنْ ثَمَنِ الدِّمِّ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْأَمَةِ
وَلَعْنِ الرَّاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ وَآكِلِ الرِّبَا
وَمُؤْكِلِهِ وَلَعْنِ الْمُصَوِّرِ.

۲۰۸۴۔ عون بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے
باپ نے ایک غلام سیگی لگوانے والا خریدا سو اس کی سیگیوں
کے توڑنے کا حکم کیا سو توڑی گئیں سو میں نے اس سے اس کا
سبب پوچھا اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے لہو کی قیمت اور کتے
کی قیمت اور لوٹڑی کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور لعنت کی اس
عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل
بھرے اور اس عورت کو جو اپنا بدن گدوائے اور لعنت کی بیابج
کھانے والے کو اور کھلانے والے کو اور لعنت کی تصویر بنانے
والے کو۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں شامل ہیں چار حکموں پر یا پانچ پر اگر مغائرت کریں درمیان کسب لوٹڑی کے اور مہر نفی
کے پہلا حکم کتے کی قیمت کا ہے اور ظاہر نفی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بیچنا حرام ہے اور وہ عام ہے ہر کتے میں
سکھایا ہوا یا غیر اس کا ان کتوں میں سے جن کا پالنا درست ہے یا درست نہیں اور اس کو یہ بات لازم ہے کہ اس کو
تلف کرنے والے پر اس کی قیمت نہیں آتی اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک کہتے ہیں کہ اس کا بیچنا درست
نہیں اور اس کے تلف کرنے والے پر قیمت واجب ہے اور ایک روایت اس سے جمہور کے موافق ہے اور ایک
روایت اس کی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موافق ہے کہ اس کی بیع جائز ہے اور اس کے تلف کرنے والے پر قیمت آتی ہے
اور عطا اور نخعی نے کہا کہ شکاری کتے کی بیع جائز ہے اور کی جائز نہیں اور ابو داؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ آپ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا اور کہا کہ اگر کوئی کتے کی قیمت مانگنے کو آئے تو اس کے ہاتھ مٹی
سے بھر دو اور اس کی سند صحیح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کتے کی قیمت حلال نہیں اور علت اس کے بیع کے حرام
ہونے میں شافعیہ کے نزدیک مطلق ناپاکی ہے اور وہ علت جاری ہے سکھائے ہوئے کتے میں اور نہ سکھائے ہوئے
کتے میں اور جو اس کے ناپاک ہونے کا قائل نہیں اس کے نزدیک اس کے منع کی علت نہیں ہے رکھنے اس کے سے
اور حکم کرنا ساتھ مار ڈالنے اس کے کی اس واسطے خاص کیا گیا ہے اسے وہ کتا جس کے رکھنے کی اجازت ہے اور
دلالت کرتی ہے اس پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ آپ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا مگر شکاری کتے سے
روایت کی یہ حدیث نسائی نے لیکن اس کی صحت میں طعن کیا ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور مذہب مالک کا یہ ہے کہ

کتے کا رکھنا جائز ہے اور اس کی بیع مکروہ ہے اور اگر اس کی بیع ہو تو فسخ نہ کی جائے اور گویا کہ جب اس کے نزدیک کتاب پاک ہے اور اس کے رکھنے کی اجازت دی واسطے منافع جائزہ کے تو اس کا حکم تمام میعوں کا حکم ہوگا لیکن شرح نے اس کی بیع سے بھی تنزیہی کی ہے اس واسطے کہ یہ اچھی عادت نہیں اور یہ جو آپ ﷺ نے کتے کی بیع کو مہر بنی اور حلوان کا ہن کے ساتھ منع میں برابر کیا تو یہ محمول ہے اس کتے پر جس کے پالنے کی اجازت نہیں ہوئی اور بر تقدیر عام ہونے اس کے ہر کتے سے پس نہی ان تین چیزوں سے قدر مشترک میں ہے یعنی کراہت میں عام ہے اس سے کہ تنزیہی ہو یا تحریمی اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں منع ہے پھر خصوصیت ہر ایک کی اور دلیل سے لی جاتی ہے پس تحقیق پہنچانا ہم نے حرام ہونا مہر بنی کا اور حلوان کا ہن کا اجماع سے نہ مجرد نہی سے اور عطف سے جمیع وجوہ میں مشترک ہونا لازم نہیں آتا اور کبھی امر کا عطف نہی پر آتا ہے اور ایجاب کا نفی پر اور دوسرا حکم مہر بنی کا ہے اور وہ چیز وہ ہے جس کو حرام کاری کے بدلے لیتی ہے اور اس کو مہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر لوٹڈی زنا پر مجبور کی جائے تو اس کے واسطے مہر نہیں اور شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ میں واجب ہے واسطے مالک کے اور تیسرا حکم کسب لوٹڈی کا ہے اور عنقریب ہے کہ اجارہ میں آئے گا باب کسب البغی والا ماء اور اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے لوٹڈی کی کمائی سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ جانے کہ کہاں سے کمایا ہے اس نہی سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ نہی کسب کے حرام کاری کی کمائی ہے نہ کمائی ساتھ مباح کے یعنی بلکہ مباح کام کے ساتھ کماتا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے کسب لوٹڈی کے سے مگر جو اپنے ہاتھ سے کمائے مانند سوت کا تنے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سب کسب ہیں اور یہ سد باب کے ذرائع سے ہے اس واسطے کہ جب اس پر کام کو لازم کیا جائے تو نہیں امن میں ہے اس سے کہ اپنی شرم گاہ سے کمائے پس معنی یہ ہیں کہ اس پر کوئی خراج معلوم نہ ٹھہرائے کہ وہ اس کو ہر دن ادا کیا کرے اور چوتھا حکم کا ہن کی شیرینی کا ہے اور وہ بالا جماع حرام ہے اس واسطے کہ اس میں باطل پر عوض لینا ہے اور کا ہن اس کو کہتے ہیں جو آئندہ کی خبر دے اور یہی حکم ہے نجوم اور رمل وغیرہ کا جس کے ساتھ عراف لوگ غیب کی بات کے معلوم کرنے پر مدد لیتے ہیں اور جو کوئی خبر دینے پر مٹھائی یا کپڑا وغیرہ دے اس کو حلوان کہتے ہیں اور حلوان کے معنی شیرینی کے ہیں اور حلوان اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لینے والے کو بے محنت اور مشقت کے حاصل ہوتے ہیں اور کہانت کا اصل اور حکم آئے گا اور پانچواں حکم لہو کی قیمت کا ہے اور اس میں اختلاف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سیگی لگوانے کی اجرت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظاہر پر ہے اور مراد حرام ہونا بیع لہو کا ہے اور لہو کا بیچنا اور اس کی قیمت کھانا بالا جماع حرام ہے اور اجرت حجام کا مسئلہ اجارے میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب السلم

کتاب ہے بیع سلم کے بیان میں

فائدہ: سلم نام اس بیع کا ہے کہ بالفعل مول روپیہ یا اشرفی دے اور بیع یعنی ایک جنس ٹھہرالے کہ اتنی مدت میں لوں گا ایک مہینے میں یا دو مہینے میں مثلاً سو روپیہ ایک شخص کو دے اور اس سے ٹھہرالے کہ سو من گیہوں اس قسم کی دو مہینے لوں گا اور اتفاق ہے سب علماء کا اس کے مشروع ہونے پر مگر جو ابن میتب سے بیان کیا گیا ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی بعض شرطوں میں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو چیز بیع کے واسطے شرط ہے وہ اس کے واسطے بھی شرط ہے اور اتفاق ہے اوپر سپرد کرنے اس المال کے مجلس میں اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ دھوکے کا عقد ہے جو حاجت کے واسطے جائز رکھا گیا یا نہیں۔ (فتح)

بیانے معلوم میں بیع سلم کرنے کا بیان

بَابُ السَّلَمِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ

فائدہ: یعنی اس چیز میں کہ پائی جاتی ہے اور شرط ہونا تعین بیانے کا اس چیز میں کہ بیع سلم کی جاتی ہے بیع اس کے کیلی چیز سے متفق علیہ ہے یعنی سلم فیہ چیز کیلی ہو تو ضرور ہے کہ اس میں بیانے کی تعین کرے کہ فلانے بیانے سے لوں گا اس واسطے کہ بیانے مختلف ہیں مگر یہ کہ تمام شہر میں ایک بیانے کے سوا اور کوئی بیانہ نہ ہو تو اطلاق کے وقت وہی مراد ہے۔ (فتح)

۲۰۸۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مدینے میں تشریف لائے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے اور لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے ساتھ وعدے ایک سال کے اور دو سال کے یا راوی نے یوں کہا کہ ساتھ وعدے دو سال کے یا تین سال کے اسمعیل راوی نے اس میں شک کیا ہے یعنی بالفعل روپیہ دیتے تھے اور شرط کر لیتے تھے کہ دو یا تین سال تک میوہ دینا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو بیع سلم کرے

۲۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالنَّاسُ يُسَلِّفُونَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ أَوْ قَالَ عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ شُكَّ إِسْمَاعِيلُ

تو چاہیے کہ سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں یعنی جو ماپ کر بکتی ہے اس میں پیمانے کی شرط کر لے اور جو چیز تل کر بکتی ہو اس میں وزن کی شرط کر لے مثلاً چار تولے یا پانچ تولے یا یہ معنی ہیں کہ ترازو اور ہٹوں کی تعیین کرے کہ فلاں ہٹوں سے تول کر لوں گا۔

وزن معلوم بیع سلم کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی کہ اس چیز میں کہ تل کر بکتی ہے اور شاید کہ اس کا مذہب ہے کہ جو چیز تل کر بکتی ہو اس میں ماپ کر لینے کے ساتھ سلم نہ کی جائے اور بالعکس وہ ایک دو وجہوں کا ہے اور اصح شافعیہ کے نزدیک جواز ہے یعنی جائز ہے اور اتفاق ہے اوپر شرط ہونے تعیین پیمانے کے اس چیز میں کہ ماپ کر بیچی جاتی ہے مانند صاع حجاز کی اور قفیر عراق کی۔ (فتح)

۲۰۸۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مدینے میں سے تشریف لائے اور مدینے کے لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی چیز میں بیع سلم کرے تو سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک یعنی مثلاً ایک مہینے یا ایک سال تک یہ جو کہا کہ چیز میں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوان میں بیع سلم کرنی درست ہے اور حنفیہ اس کے مخالف ہیں اور حسن سے آئے گا کہ وہ اس کی صحت کا قائل ہے۔

فَقَالَ مَنْ سَلَفَ فِي تَمْرِ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلِ مَعْلُومٍ وَوَزْنِ مَعْلُومٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ بِهَذَا فِي كَيْلِ مَعْلُومٍ وَوَزْنِ مَعْلُومٍ.

بَابُ السَّلَمِ فِي وَزْنِ مَعْلُومٍ

۲۰۸۶۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَفِي كَيْلِ مَعْلُومٍ وَوَزْنِ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ.

حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ وَقَالَ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلِ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ
وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ.

فائدہ: اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس حدیث میں وزن کا ذکر نہیں اور ترجمہ میں وزن کا ذکر ہے اور پہلے باب میں کیل معلوم کو ذکر کیا ہے تو گویا اشارہ ہے طرف اس کی کہ کیل اور وزن کا حاصل ایک ہے۔ (ت)

۲۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
ابْنِ أَبِي الْمَجَالِدِ وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي
الْمَجَالِدِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
أَبِي الْمَجَالِدِ قَالَ اخْتَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ وَأَبُو بَرْدَةَ فِي السَّلَفِ
فَبَعَثُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَسَأَلْتُهُ لَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّفُ عَلَى عَهْدِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي
بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْبِ
وَالنَّمْرِ وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبِيزَى فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ.

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے اس حدیث کی اس باب میں اشارہ ہے طرف اس کی جو اس کے بعض طریقوں میں سے وارد ہوا ہے کہ ہم بیع سلم کرتے تھے روغن زیتون میں اس واسطے کہ زیت تل کر بکتا ہے اور ابن بطلان نے کہا کہ اگر بیع سلم کیلی یا وزنی چیز میں ہو تو پیمانے معلوم اور تول معلوم کرنے کا ذکر کرنا ضرور ہے اور اگر کیلی اور وزنی نہ ہو تو ضرور ہے اس میں ذکر کرنا عدد معلوم کا اور اجماع ہے کہ ضروری ہے پہچاننا صفت چیز مسلم فیہ کا ایسی صفت جو اس کو اپنے غیر سے جدا کر دے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ إِلَى مَنْ لَيْسَ عِنْدَهُ أَصْلُ
بیع سلم کرنی ساتھ اس شخص کے کہ اس کے پاس اصل نہیں

فائدہ: یعنی جس چیز میں بیع سلم کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اصل کے اصل چیز مسلم فیہ کا ہے پس اصل دانے کا مثلاً کھیتی ہے اور اصل میوے کا مثلاً درخت ہے اور غرض باب سے ہے کہ یہ شرط نہیں۔ (فتح)

۲۰۸۸۔ محمد سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ نے مجھ کو عبد اللہ بن ابی اوفی کے پاس بھیجا سو ان دونوں نے کہا کہ اس سے پوچھ کہ کیا اصحاب آپ ﷺ کے زمانے میں بیع سلم کرتے تھے سو عبد اللہ بن ابی اوفی نے کہا کہ ہم شام کے کھیتی کرنے والوں سے بیع سلم کرتے تھے گیہوں میں اور جو میں اور انگور میں پیمانے معلوم میں مدت معلوم تک میں نے کہا کہ کیا اس شخص سے سلم کرتے تھے جن کے پاس ان کی اصل ہوتی اس نے کہا کہ ہم ان کو اس سے نہ پوچھتے تھے پھر انہوں نے مجھ کو عبد الرحمن بن ابی زئی کے پاس بھیجا سو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اصحاب آپ ﷺ کے زمانے میں بیع سلم کیا کرتے تھے اور اس نے نہیں پوچھا کہ ان واسطے کھیتی تھی یا نہیں۔

۲۰۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ بَعَثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ وَأَبُو بَرْدَةَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ سَلْهُ هَلْ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ فِي الْحِنْطَةِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيْطَ أَهْلِ الشَّامِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْتِ فِي كَيْلٍ مَّعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ قُلْتُ إِلَى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ قَالَ مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ بَعَثَانِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي فَرْسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُونَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ نَسْأَلُهُمْ أَلَّهُمْ حَرْثٌ أَمْ لَا .

فائدہ: شاید کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس حکم کو عدم استقصال اور آپ ﷺ کے برقرار رکھنے سے نکالا ہے (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ بِهِذَا وَقَالَ فَسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ .

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اور اس میں کہا کہ ہم ان سے گیہوں اور جو میں بیع سلم کیا کرتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے بیع سلم کے جب کہ نہ ذکر کیا جائے مکان قبض کا کہ کہاں لوں گا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور یہی قول ہے مالک رحمہ اللہ کا اور زیادہ کیا مالک نے کہ قبض کرے مسلم فیہ کو سلم کے مکاں میں جہاں بیع سلم واقع ہوئی تھی اور اگر اختلاف کریں تو بائع کا قول معتبر ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے بیع سلم اس چیز میں کہ اس میں اٹھانا اور محنت ہو مگر یہ کہ شرط کرے کہ میں اس کو فلاں جگہ پہنچا دوں گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع سلم کے اس چیز

میں کہ وہ سلم کے وقت موجود نہیں جب کہ ممکن ہو موجود ہونا اس کا بیچ وقت داخل ہونے وعدے سلم کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور نہیں مفر ہے منقطع ہونا اس کا پہلے وقت وعدے کے سے اور پیچھے اس کے نزدیک ان کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہیں صحیح ہے اس چیز میں کہ وعدے سے پہلے منقطع ہو جائے اور اگر عام چیز میں بیع سلم کرے اور وعدے کے وقت منقطع ہو تو جمہور کے نزدیک بیع سلم فسخ نہیں ہوتی اور شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ میں ٹوٹ جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تفرق کے بیع سلم میں پہلے قبض کے یعنی قبض کے پہلے جدا ہونا جائز ہے اس واسطے کہ یہ حدیث میں مذکور نہیں اور یہی ہے قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور اگر بغیر شرط کے ہو اور شافعی اور کوفی والے کہتے ہیں کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہوئے تو بیع فاسد ہو جاتی ہے اس واسطے کہ ہوگی وہ بیع قرض کی ساتھ قرض کے اور ابن ابی اوفی کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خرید و فروخت کرنی اہل ذمہ سے اور بیع سلم کرنی ساتھ ان کے اور یہ کہ اختلاف اور تنازع کے وقت سنت کی طرف رجوع کیا جائے اور یہ کہ آپ ﷺ کی تقریر سے حجت پکڑنی درست ہے اور یہ کہ جب سنت کسی حکم کے مقرر کرنے کے ساتھ وارد ہو تو وہ خود ہی اصل ہوتی ہے دوسرے اصل کی مخالفت اس کو ضرر نہیں کرتی۔ (فتح)

اس روایت میں گیہوں اور جو اور انکور کا ذکر ہے اور ایک راوی نے اس میں زیت کا لفظ زیادہ کیا ہے یعنی زیتون کے تیل میں بھی بیع سالم کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّرْبِ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّلَيْدِ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ وَالزَّيْتِ .

۲۰۸۹۔ ابوالخیری سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جو میوہ درخت پر ہو اس میں بیع سلم کرنے کا کیا حکم ہے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ ﷺ نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ کھانے اور تولنے کے لائق ہو تو اس مرد نے کہا کہ کون سی چیز تولی جائے اور حالانکہ میوہ درخت پر ہے اور درختوں پر میوے کی کثرت ہوتی ہے کس کس کو تولا جائے تو ایک مرد نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہا کہ یہاں تک کہ اندازہ کیا جائے۔

۲۰۸۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرُو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيَّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُؤْكَلَ مِنْهُ وَحَتَّى يُوزَنَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَأَيُّ شَيْءٍ يُوزَنُ قَالَ رَجُلٌ إِلَى جَانِبِهِ حَتَّى يُعَوَّرَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ اس حدیث کو باب کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں سلم کا ذکر نہیں اور غفلت کی اس نے اس چیز سے کہ سیاق حدیث میں راوی کا قول واقع ہوا ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا اور ابن نمیر نے جواب دیا ہے کہ حکم بطور مفہوم کے ماخوذ ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ اب ابن عباس رضی اللہ عنہ پوچھے گئے کہ بیع سلم کرنے سے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے پاس درخت ہیں ان درختوں میں تو اس نے اعتماد کیا کہ یہ بیچنا میوے کا ہے پہلے ظاہر ہونے چٹنگی اس کی کے اور جب کھجور کے معین درختوں میں بیع سلم کرنی درست نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ غیر معین درختوں میں بیع سلم کرنی درست ہے اس واسطے کہ اس میں دھوکا اعتماد کا ہے ہو بہو ان درختوں پر تاکہ نہ داخل ہو بیچ باب بیچنے میوے کے پہلے ظاہر ہونے چٹنگی ان کی کے اور فائدہ اندازہ کرنے کا فقیروں کے حق کے مقدار کا پہچاننا ہے پہلے اس سے کہ اس میں مالک تصرف کرے۔ (فتح)

بَابُ السَّلْمِ فِي النَّخْلِ

۲۰۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلْمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَصْلُحَ وَعَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ نِسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلْمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُؤْكَلَ مِنْهُ أَوْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَحَتَّى يُؤَزَّنَ.

۲۰۹۰۔ ابو البختری سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور کے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کھجور کے میوے کی بیع سے منع ہوا ہے یہاں تک کہ کھانے کے لائق ہو اور منع ہوا ہے بیچنے چاندی کے سے ادھار بدلے حاضر کے اور میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کھجور کے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ کھایا جائے یا اس کا مالک اس سے کھائے اور یہاں تک کہ تولا جائے۔

فائدہ: اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یعنی جو آئندہ آتی ہے اگر صحیح ہو تو محمول ہے سلم حال پر نزدیک اس کے جو اس کا قائل ہے یا جس کی مدت قریب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے بیع سلم کرنی کھجور کے درختوں معین میں باغ میں لیکن بعد ظاہر ہونے چٹنگی میوے کے اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ نہ بیع سلم کرے کوئی مرد کھجور کے میوے میں یہاں تک کہ پھل نکلے اس واسطے کہ ایک مرد نے بیع سلم کی بیج باغ ایک مرد کے پہلے اس سے کہ پھل نکلے تو اس سال میں بالکل کچھ میوہ نہ نکلا سو مشتری نے کہا کہ وہ باغ میرا ہے یہاں تک کہ پھل نکلے اور بائع نے کہا کہ میں نے تو صرف یہی سال بیچا تھا سو وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس

جھگڑتے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مول اس کو پھیر دے اور نہ بیع سلم کیا کرو کھجور میں یہاں تک کہ اس کی چٹنگی ظاہر ہو اور اس حدیث میں ضعف ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اکثر کا اس پر کہ باغ معین میں سلم کرنی منع ہے اس واسطے کہ وہ دھوکا ہے اور حمل کیا ہے اکثر نے حدیث مذکور کو سلم حال پر اور حاکم نے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ کے واسطے ہے کہ آپ ﷺ بیچیں میرے ہاتھ کھجوریں معلوم مدت معلوم تک بنی فلاں کے باغ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بیچتا میں تیرے ساتھ کھجوریں باغ معین سے بلکہ بیچتا ہوں میں تجھ سے سبق معلوم مدت معلوم تک یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معین باغ کے میوے میں بیع سلم کرنی درست نہیں اور بیع سلم میں مدت معین کرنے کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۰۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ۲۰۹۱۔ اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرُو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ
سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ
السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَصْلُحَ
وَنَهَى عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نِسَاءً بِنَاجِزٍ
وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَأْكُلَ
أَوْ يُؤْكَلَ وَحَتَّى يُوَزْنَ قُلْتُ وَمَا يُوَزَّنُ قَالَ
رَجُلٌ عِنْدَهُ حَتَّى يُحَوَّرَ.

سلم میں ضامن دینے کا بیان

بَابُ الْكَفِيلِ فِي السَّلَمِ

فائدہ: اس حدیث میں ضامن کا ذکر نہیں اور شاید کہ اس کی مراد یہ ہے کہ کفیل رہن کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے اس واسطے کہ وہ حق ہے جس میں رہن رکھنا ثابت ہوا ہے تو اس میں ضامن کا لینا بھی درست ہوگا اور پہلے بعینہ یہ استنباط ابراہیم نخعی نے کیا ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا اور بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں لفظ آچکا ہے۔

۲۰۹۲۔ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ

يَهْدِي سَهْلًا مِنْ بَنِي إِسْرَافِيلَ وَهَارَ خَرِيدًا وَأُخْرَى لَوْ هِيَ كِي زَرَهُ اس کے پاس گروی رکھی۔

۲۰۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اشْتَرَى

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِنْ
يَهُودِيٍّ بِنِسِيئَةٍ وَرَهْنَهُ دِرْعَاهُ مِنْ حَدِيدٍ.

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا جائز نہیں اور اعمش سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ سعید بن جبیر کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا سود ہے تو ابراہیم نے اس پر اس حدیث کے ساتھ رد کیا اور اس کی باقی کلام کتاب الرہن میں آئے گی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حسن اور اوزاعی سے روایت ہے کہ یہ مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور باقی لوگوں نے اس کی اجازت دی ہے اور دلیل اس کی یہ آیت ہے کہ جب معاملہ کروادھار کا ایک مدت تک تو اس کو لکھ لو یہاں تک کہ کہا کہ اگر لکھنے والا نہ ملے تو گروہاتھ میں رکھیں اور یہ لفظ عام ہے پس سلم بھی اس کے عموم میں داخل ہوگی اس واسطے کہ وہ بھی بیع کی قسموں میں سے ہے (فتح) لیکن یہ تردد باقی ہے کہ جو صورت اس حدیث میں مذکور ہے بیع سلم کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی اس واسطے کہ بیع سلم میں مول نقد دیا جاتا ہے اور بیع ایک مدت کے بعد لی جاتی ہے اور حدیث میں یہ صورت نہیں (ت) لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس نے سلم کو بیع پر قیاس کیا ہے کہ جب بیع میں رہن رکھنا درست ہے تو سلم میں بھی درست ہوگا اس واسطے کہ سلم بھی ایک قسم کی بیع ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس واسطے کہ احمد کے ساتھ اس حدیث کے کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو سلم کرے کسی چیز میں تو نہ پھیرے اس کو طرف غیر اس کے کی اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ وہ امن میں نہیں اس سے کہ مرہون مرتہن کے ہاتھ میں اس کی نقدی سے ہلاک ہو جائے پس ہوگا پورا لینے والا حق اپنے کا غیر اس چیز سے کہ سلم فیہ ہے۔ (فتح)

بَابُ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ
بیع سلم میں گروہ رکھنے کا بیان

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری روپیہ نقد دے اور بائع سے سلم فیہ کے بدلے کوئی چیز گروہ رکھ لے کہ جب وہ سلم فیہ اس کی طرف ادا کرے تو اپنی چیز جو گروہ رکھی ہے مشتری سے واپس لے لے اور یا مشتری نقد مول بائع کو نہ دے بلکہ کوئی چیز اس کے پاس گروہ رکھے کہ جب تو مسلم فیہ ادا کرے گا تو اس وقت تجھ کو روپیہ دوں گا لیکن ظاہر کے موافق پہلی صورت ہے۔

۲۰۹۳۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں ابراہیم کے نزدیک سلم میں گروہ رکھنے کا ذکر کیا یعنی جس بیع میں کہ قیمت نقد نہ ہو تو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے اسود نے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی سے اناج خریدا ساتھ وعدے ایک مدت

۲۰۹۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَكَّرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ

يُؤَدِّي طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ وَارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْهَمًا مِنْ حَدِيدٍ.

معلوم کے اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

بَابُ السَّلَمِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو سَعِيدٍ وَالْأَسْوَدُ وَالْحَسَنُ.

ایک مدت معلوم تک بیع سلم کرنے کا بیان یعنی اس میں مدت کا ہونا شرط ہے اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو سعید خدری اور اسود اور حسن بصری کا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف مدد کرنے اس شخص کے جو سلم حال کو جائز رکھتا ہے اور یہ قول شافعیہ کا ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ یہ منع ہے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ اجل معلوم کو مجہول کرتا ہے کہ اس کو مدت کا علم ہو فقط یعنی اس کو جانتا ہو کہ اتنی مدت ہے نہ یہ معنی کہ اس میں مدت کا نہ ہونا شرط ہے پس تقدیر نزدیک ان کے یہ ہے کہ جو سلم کرے تو چاہیے کہ مدت معلوم تک سلم کرنے نہ مجہول تک اور لیکن سلم حال کا جائز ہونا پس بطریق اولیٰ ہے اس واسطے کہ جب بیع سلم مدت کے ساتھ جائز ہے تو بغیر مدت کے بطریق اولیٰ جائز ہوگی اس واسطے کہ مدت میں دھوکا ہے اور حال میں دھوکا نہیں بلکہ دھوکے سے بہت دور ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ بیع سلم کرے عطا کے نکلنے تک اور نہ فصل کے کٹنے تک تو اس سے استدلال کیا گیا ہے واسطے شرط ہونے تعیین وقت اجل کے ساتھ ایسی چیز کے کہ مختلف ہو اس واسطے کہ فصل کا کٹنا مختلف ہوتا ہے اگرچہ ایک دن کا فرق ہو اور جائز رکھا ہے اس کو مالک اور ابو ثور نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ جائز ہے وقت مقرر کرنا اس کا میسر ہونے تک۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا بَأْسَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوفِ بِسَعْرِ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ مَا لَمْ يَكْ ذَلِكْ فِي زَرْعٍ لَمْ يَنْدُ صَلَاحُهُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے ساتھ بیع سلم کرنے کے بیچ اناج معلوم کے ساتھ نرخ معلوم کے جب تک کہ یہ کھیتی میں نہ ہو جس کی پختگی ظاہر نہیں ہوئی اور کام کے لائق نہیں ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سلم میں مدت کا ہونا شرط ہے۔

۲۰۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُبَّانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ أَسْلِفُوا فِي الثِّمَارِ فِي كَيْلٍ

۲۰۹۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور لوگ میوؤں میں بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیع سلم کرو میوؤں میں پچانے معلوم میں مدت معلوم تک اور روایت میں آیا ہے کہ وزن معلوم میں۔

وَالثَّلَاثَ فَقَالَ أَسْلِفُوا فِي الثِّمَارِ فِي كَيْلٍ

مَعْلُومٌ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ
وَقَالَ فِي كِتَابِي مَعْلُومٌ وَوَزَنَ مَعْلُومٌ.

۲۰۹۵۔ محمد بن ابوجالد سے روایت ہے کہ ابو بردہ اور عبد اللہ
بن شداد نے مجھ کو عبد الرحمن اور عبد اللہ کے پاس بھیجا تو میں
نے ان سے بیع سلم کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم
آپ ﷺ کے ساتھ غنیمتیں پاتے تھے سو شام کی بھیتی کرنے
والے ہمارے پاس آتے تھے سو ہم ان سے بیع سلم کرتے تھے
گیہوں میں اور جو میں اور زیت میں ایک مدت معلوم تک
میں نے کہا کہ کیا ان کے واسطے بھیتی تھی یا نہ تھی انہوں نے کہا
کہ ہم ان کو اس سے نہ پوچھتے تھے یعنی پس معلوم ہوا کہ یہ
شرط نہیں۔

۲۰۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ
اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُجَالِدٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبُو
بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ إِلَى عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُوْفَى
فَسَأَلْتَهُمَا عَنِ السَّلَفِ فَقَالَا كُنَّا نَصِيبُ
الْمَقَانِعَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ
فَنَسْلِفُهُمْ فِي الْحِنِطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّرِيبِ
إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى قَالَ قُلْتُ أَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ
أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ زَرْعٌ قَالَا مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ
عَنْ ذَلِكَ.

اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کرنے کا بیان

۲۰۹۶۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ کفر
کی حالت میں اونٹ کو خریدتے تھے بچے کے بچے کے جننے
تک سو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا تفسیر کیا ہے نافع نے
جل جلالہ کو کہ جنے اونٹنی اس بچے کو کہ اس کے پیٹ میں
ہے۔

بَابُ السَّلَمِ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ

۲۰۹۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا
جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ الْجَزُورَ إِلَى حَبْلِ
الْحَبَلَةِ فَهِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْهُ فَسَرَهُ نَافِعٌ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا.

فائدہ: اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجبوری مدت تک بیع سلم کرنی درست نہیں
اگرچہ مسند ہو طرف ایک چیز کی جو عادت سے پہچانی جاتی ہے خلاف ہے واسطے مالک کے اور ایک روایت
احمد کے۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب ہے شفعہ کے بیان میں

کِتَابُ الشُّفْعَةِ

باب ہے شفعہ کا اس چیز میں کہ بانٹی نہیں گئی سو جب حدیں واقع ہوں تو نہیں ہے شفعہ

بَابُ الشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقَسَّمْ لِإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فَلَا شُفْعَةَ

فائدہ: شفعہ کے معنی لغت میں جوڑے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ زیادتی ماخوذ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اعانت سے ماخوذ ہے اور شرع میں منتقل ہونا حصے شریک کا ہے طرف شریک کی جو منتقل ہوا تھا طرف اجنبی کی ساتھ مثل عوض معین کے اور نہیں اختلاف کیا علماء نے اس کے مشروع ہونے میں مگر ابی بکر اصم سے اس کا انکار منقول ہے۔ (فتح) ۲۰۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَّمْ لِإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطَّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۰۹۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا آپ ﷺ نے ساتھ شفعہ کے ہر چیز میں کہ تقسیم نہیں ہوئی سو جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیریں جائیں تو نہیں شفعہ۔

فائدہ: اور یہ حدیث اصل ہے سچ ثابت ہونے شفعہ کے اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر سے ساتھ اس لفظ کے کہ حکم کیا آپ ﷺ نے ہر چیز مشترک میں گھر ہو یا باغ نہیں جائز ہے شریک کو یہ کہ بیچے یہاں تک کہ اپنے شریک کو خبر دے سو اگر وہ چاہے تو لے لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اس کو بدون خبر دینے شریک کے سچ ڈالے تو وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز میں شفعہ ثابت ہے ابتدا اس کا تعلق ہے ساتھ بڑھنے اس کے منقول چیزوں میں اور اس کا سیاق چاہتا ہے خاص ہونے اس کے کو

ساتھ عقار کے یعنی غیر منقول کے اور ساتھ اس چیز کے کہ اس میں غیر منقول ہے مانند زمین اور باغ کی اور امام مالک کہتے ہیں کہ شفعہ عام ہے ہر چیز میں ثابت ہے یہ ایک روایت امام مالک کی ہے اور یہی ہے قول عطا کا اور احمد سے روایت ہے کہ ثابت ہوتا ہے شفعہ حیوانوں میں اور ان کے سوا اور منقول چیزوں میں نہیں اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ شفعہ ہر چیز میں ثابت ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ معلول ہے ساتھ ارسال کے اور عیاض نے کہا کہ اگر اقتصار کیا جاتا حدیث میں پہلے ٹکڑے پر تو البتہ ہوتی اس میں دلالت اوپر ساقط ہونے شفعہ جوار کے لیکن جوڑا گیا ہے ساتھ اس کے پھیرنا راہوں کا اور جو چیز کہ دو امروں پر مرتب ہونے میں لازم آتا اس سے مرتب ہوتا اس کا اوپر ایک ان دونوں کے یعنی پس صرف حدیث واقع ہونے سے شفعہ جوار باطل نہیں ہوتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ داخل ہونے شفعہ کے اس چیز میں کہ اس میں تقسیم نہ ہو سکے اور اوپر ثابت ہونے اس کے اس واسطے ہر شریک کے اور احمد سے روایت ہے کہ ذمی کے واسطے شفعہ نہیں اور شععی سے روایت ہے کہ نہیں شفعہ واسطے اس کے کہ شہر میں نہ رہتا ہو۔ (فتح)

بَابُ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلَى صَاحِبِهَا
قَبْلَ الْبَيْعِ

فائدہ: اگر بیچنے سے پہلے شفعہ والے کو خبر دے تو کیا اس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے یا نہیں اور پورا بیان اس کا کتاب ترک الخلیل میں آئے گا۔

وَقَالَ الْحَكَمُ إِذَا أْذِنَ لَهُ قَبْلَ الْبَيْعِ فَلَا شُفْعَةَ لَهُ
اور حکم نے کہا کہ اگر بیچ سے پہلے اس کو خبر کر دی یعنی اور وہ نہ لے تو نہیں ہے واسطے اس کے شفعہ یعنی اس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ مَنْ بَيْعَتْ شُفْعَتُهُ وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يَغْيِرُهَا فَلَا شُفْعَةَ لَهُ
اور شعبی نے کہا کہ جس کا شفعہ بیچا گیا یعنی وہ چیز کہ اس میں اس کا حق شفعہ تھا اور حالانکہ وہ حاضر تھا اور اس کو تغیر نہ دیا تو اس کے واسطے حق شفعہ نہیں۔

فائدہ: یعنی اس کا حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

۲۰۹۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ قَالَ وَقَفْتُ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَجَاءَ الْمَسُورُ بْنُ

۲۰۹۸۔ عمرو بن شریذ سے روایت ہے کہ میں سعد بن ابی وقاص پر کھڑا ہوا پھر مسور آیا اور اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا تو ناگہاں ابو رافع آپ ﷺ کا غلام آزاد کردہ آیا تو اس نے کہا اے سعد خرید لے مجھ سے میرے

دونوں گھر کہ تیری حویلی میں ہیں تو سعد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں ان کو نہیں خریدتا تو مسور نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تو ان کو خرید لے تو سعد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ زیادہ کروں گا میں تجھ کو اوپر چار ہزار درہم کے جو مہلت دیے گئے ہیں ساتھ قسطوں معلوم کے یعنی چار ہزار قسطوں کے ساتھ دوں گا ہاتھوں ہاتھ میں اور نہیں کر سکتا تو ابو رافع نے کہا کہ البتہ مجھ کو پانچ سو دینار ملتے ہیں اگر میں نے آپ ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ تر حقدار ہے بہ سبب نزدیک ہونے اپنے کے تو میں تجھ کو دونوں گھر چار ہزار سے نہ دیتا اور حالانکہ مجھ کو ان کے بدلے پانچ سو دینار ملتے ہیں پھر اس نے وہ گھر سعد کو دیا۔

مَخْرَمَةٌ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى إِحْدَى مَتَكَيْتِي إِذْ جَاءَ أَبُو رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا سَعْدُ ابْتِغِ مِنِّي بَيْتِي فِي دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاللَّهِ مَا ابْتِغَاهُمَا فَقَالَ الْمِسُورُ وَاللَّهِ لَتَبْتَاعَهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُكَ عَلَى أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُنْجَمَةً أَوْ مُقْطَعَةً قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ مَا أُعْطِيتُكُمَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَأَنَا أُعْطِي بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِينَارٍ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ.

فائدہ: اور ترمذی میں ہے کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے بہ سبب نزدیک ہونے اس کے کے اگر غائب ہو تو اس کی انتظار کی جائے جب کہ دونوں کی راہ ایک راہ ہو ابن بطال نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب نے اوپر ثابت کرنے شفعہ کے واسطے ہمسائے کے اور ابن کے سوا اور لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ اس کے شریک ہیں اس بنیاد پر کہ ابو رافع سعد کا شریک تھا دونوں گھروں میں اس واسطے اس کو کہا کہ تو مجھ سے ان کو خرید لے اور یہ جو بعض کہتے ہیں کہ لغت میں ہمسائے کو شریک کہنا نہیں آیا تو یہ مردود ہے اس واسطے کہ جو چیز کسی چیز کے نزدیک ہو اس کو اس کا ہمسایہ کہا جاتا ہے اور مرد کی عورت کو ہمسایہ کہتے ہیں اس واسطے کہ ان کو آپس میں مخالفت ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے بایں طور کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ابو رافع سعد کی حویلی سے دونوں گھروں کا مستقل مالک تھا نہ حصے مشترک کا سعد کی منزل سے یعنی وہ دونوں گھر صرف اسی کے ملک تھے اس میں سعد کا کچھ حصہ نہ تھا اور عمر بن ابی شیبہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر خریدنے سے پہلے سعد ابو رافع کا ہمسایہ تھا نہ شریک اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ لازم آتا ہے شافعیہ کو جو قائل ہیں ساتھ حمل کرنے لفظ کے اوپر حقیقت اور مجاز کے یہ کہ قائل ہوں ساتھ شفعہ ہمسائے کے اس واسطے کہ جار کے حقیقی معنی ہمسائے کے ہیں اور مجازی معنی شریک کے ہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی قرینہ نہ ہو اور تحقیق قائم ہوا ہے یہاں قرینہ اوپر مجاز کے پس اعتبار کیا گیا واسطے تطبیق کے درمیان حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ کے پس حدیث جابر کی صریح ہے اس میں کہ شفعہ شریک کے ساتھ خاص ہے اور ابو رافع کی حدیث

بالا اتفاق مصروف الظاہر ہے یعنی اس کا ظاہر مراد نہیں اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے اس کو کہ ہمسایہ زیادہ تر حقدار ہو ہر ایک سے یہاں تک کہ شریک سے بھی اور جو ہمسائے کے واسطے شفعہ کو ثابت کرتے ہیں وہ شریک کو مطلق مقدم کرتے ہیں پھر اس کو جو راہ میں شریک ہو پھر ہمسائے کو اس پر جو ہمسایہ نہیں پس اس بنیاد پر پس متعین تاویل الحق کی ساتھ حمل کرنے کے فضیلت پر یا خبر گیری پر اور مانند اس کی اور نیز دلیل پکڑی ہے اس نے جو ہمسائے کے شفعہ کا قائل نہیں کہ شفعہ ثابت ہوا ہے اور پر خلاف اصل کے واسطے ایک معنی کے کہ ہمسائے میں معدوم ہیں اور وہ یہ ہیں کہ شریک اکثر اوقات اپنے شریک پر داخل ہوتا ہے سو اس سے ایذا پاتا ہے اس واسطے اس کے تقسیم کرنے کی حاجت ہوئی پس داخل ہو گیا اس پر ضرر ساتھ نقصان قیمت ملک اس کے کی اور یہ معنی بانٹی ہوئی چیز میں نہیں پائی جاتی واللہ اعلم۔ (فتح)

کون سا ہمسایہ زیادہ تر نزدیک ہے؟

بَابُ أَى الْجَوَارِ اقْرَبُ

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ لفظ جار کا پہلی حدیث میں ایک مرتبے پر نہیں (فتح)

۲۰۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے دو ہمسائے ہیں سو میں دونوں میں سے کس کو تحفہ دوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں میں سے جس کا دروازہ نزدیک تر ہے۔

۲۰۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍوَان قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَلِأَيِّ أَيْهَمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى أَقْرَبِيهِمَا مِنْكَ بَابًا.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اس شخص کے جو ہمسائے کے واسطے شفعہ کو واجب کرتا ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو صرف یہ پوچھا تھا کہ اپنے ہمسایوں میں سے پہلے کس کو ہدیہ دے سو آپ ﷺ نے اس کو خبر دی کہ جو قریب تر ہو وہ اولیٰ ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ وہ داخل ہونے اس کے کی شفعہ میں یہ ہے کہ البورافح کی حدیث ہمسائے کے شفعہ کو ثابت کرتی ہے پس عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استنباط کیا کہ اقرب کو دور پر مقدم کیا جائے واسطے علت کے بیچ مشروع ہونے شفعہ کے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ضرر سے ساتھ مشارکت غیر اجنبی کے بخلاف شریک کے بیچ گھر کے اور جو گھر سے لگا ہو۔ (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ ہشتم بخاری کا تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے آمین ثم آمین



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

298	روزہ جلد کھولنے کا بیان	✽
300	جب کوئی رمضان میں روزہ کھولے پھر آفتاب نکلے اس کا کیا حکم ہے؟	✽
301	نا بالغ لڑکوں کے روزے کا بیان	✽
302	صوم وصال کے بیان میں	✽
307	بیان میں سزا اس شخص کے کہ وصال کے بہت روزے رکھے	✽
310	سحری تک وصال کا روزہ رکھنا	✽
311	بیان ہے اس شخص کے کہ قسم کھائے اپنی بھائی پر تا کہ روزہ کھولے	✽
315	شعبان کے روزے کا بیان	✽
318	حضرت علیؓ کے روزے رکھنے اور کھولنے کا مذکور	✽
320	حق مہمان کا روزے میں	✽
320	حق بدن کا روزے میں ہمیشہ روزہ رکھنے کا بیان	✽
323	گھر والوں کا حق روزے میں	✽
327	ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا	✽
328	داؤد علیہ السلام کے روزے کا بیان	✽
330	تیرہویں چودھویں پندرہویں کے روزے کا بیان	✽
332	جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے اور ان کے پاس روزہ نہ کھولے	✽
334	مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنے کا بیان	✽
336	جمعہ کے روزہ کا بیان	✽
339	کسی دن کو روزے کے واسطے خاص کرنے کا بیان	✽
341	عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان	✽
343	عید فطر کے دن روزہ رکھنے کا بیان	✽

- 345 عید قربانی کے دن روزہ رکھنے کا بیان
- 346 ایام تشریق میں روزہ رکھنے کا بیان
- 348 عاشورے کے روزے کا بیان
- 356 رمضان کی راتوں میں نماز کی فضیلت کا بیان
- 363 لیلة القدر کی فضیلت میں رمضان کی پہلی سات راتوں میں لیلة القدر کے ڈھونڈنے کا بیان
- 367 عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں لیلة القدر کی تلاش کرنے کا بیان
- 380 بیان میں اٹھ جانے تعین لیلة القدر کے واسطے جھگڑنے لوگوں کے
- 382 رمضان کے اخیر دہے میں عمل کرنے کا بیان
- 384 رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف کا بیان
- 387 اعتکاف والے مرد کو حائضہ عورت کے کنگھی کرنے کا بیان
- 388 اعتکاف والا بلا ضرورت گھر میں نہ آئے
- 389 مستکف کے مردھونے کا بیان
- 389 رات میں اعتکاف کرنے کا بیان
- 391 عورتوں کے اعتکاف کرنے کا بیان
- 394 مسجد میں تہنہ گھاڑنے کا بیان
- 394 اعتکاف والے کا کسی کام کو مسجد کردروازے تک نکلنے کا بیان
- 396 حضرت ﷺ کے اعتکاف اور بیسویں کی صبح کو آپ ﷺ کے اعتکاف سے نکلنے کا بیان
- 398 استحاضہ والی عورت کو اعتکاف کا بیان
- 398 مرد کے اعتکاف میں بی بی کا اس کی زیارت کو جانے کا بیان
- 399 مستکف کا اپنی جان سے تہمت دور کرنے کا بیان
- 400 صبح کے وقت اعتکاف سے نکلنے کا بیان
- 401 شوال میں اعتکاف کرنے کا بیان
- 402 اعتکاف والے پر روزے کے نہ واجب ہونے کا بیان
- 403 اگر کوئی جاہلیت میں اعتکاف کی نذر ماننے پر مسلمان ہو جائے اس کا کیا حکم ہے؟
- 403 رمضان کے بیچ کے عشرے میں اعتکاف کرنے کا بیان
- 405 اگر کوئی اعتکاف کا ارادہ کرنے پھر اس کو ظاہر ہو کہ اعتکاف سے نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

- 406 مستکف کے اپنا سر دھونے کے واسطے گھر میں داخل کرنے کا بیان ❀
- کتاب ہے بیعوں کے بیان میں**
- 408 بیان تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے فاذا قضیت الصلوۃ الخ ❀
- اس بیان میں کہ حلال کھلا ہے اور حرام بھی کھلا ہے ان دونوں کے درمیان شے ہیں مشتبہات کی تفسیر میں ❀
- 412 ❀
- 413 بیان میں اس چیز کے پرہیز کی جالی ہے شبہات میں سے ❀
- 417 اس بیان میں کہ دوسو سے اور ان کی مانند شبہات میں سے انہیں ❀
- 420 بیان میں تفسیر آیت واذا رآوا تجارة الخ کے ❀
- 420 بیان ہے اس شخص کے جو نہیں پرواہ کرتا کہ مال کہاں سے کمایا ❀
- 421 کپڑے وغیرہ کی تجارت کا بیان ❀
- 422 تجارت کے واسطے باہر نکلنے کا بیان ❀
- 424 دریا میں سوداگری کرنے کا بیان ❀
- بیان میں آیت واذا رآوا تجارة الخ اور آیت لاتلہیہم الخ کے آیت انفقوا من طیبات ما کسبتہم کی تفسیر کا بیان ❀
- 425 ❀
- 427 روزی کے کشادہ ہونے کا عمل ❀
- 428 حضرت عائشہؓ کے ادھار سے اناج خریدنے کا بیان ❀
- 429 اپنے ہاتھ کی کمائی کا بیان ❀
- 433 خرید و فروخت میں نرمی کرنے کا بیان ❀
- 434 مال دار کو مہلت دینے کا بیان ❀
- 435 تنگ دست کو مہلت دینے کا بیان ❀
- 435 بائع اور مشتری کے بیچ اور ثمن کا عیب بیان کر دینے کا ذکر ❀
- 438 ناقص اور عمدہ کھجور ملی ہوئی کے بیچنے کا بیان ❀
- 438 گوشت بیچنے والے اور قصاب کا بیان ❀
- 439 سوداگری برکت دور کرنے والی چیزوں کا بیان ❀
- 439 آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تأکلوا الربوا الخ کی تفسیر کا بیان ❀
- 440 بیاج کھانے والے اور اس کے گواہ اور لکھنے والے کا بیان ❀

- 442 بیاج کھانے والے کا بیان ❀
- 443 آیت ویمحق اللہ الربوا الخ کی تفسیر بیع میں قسم کھانے کی کراہت کا بیان ❀
- 445 سار کے بیان میں ❀
- 446 لوہار کے بیان میں ❀
- 447 درزی کے بیان میں ❀
- 448 کپڑا بننے والے کا بیان ❀
- 449 بدھائی کا بیان ❀
- 450 امام کا اپنی حوائج کو بذات خود خریدنے کا بیان ❀
- 451 چار پاویں اور گدھوں کے خریدنے کا بیان ❀
- 453 جاہلیت کے بازاروں کا بیان ❀
- 454 بیمار اور خارش اونٹوں کے خریدنے کا بیان ❀
- 455 فتنے فساد وغیرہ کے وقت ہتھیار بیچنے کا بیان ❀
- 456 اتاری اور مشک بیچنے کا بیان ❀
- 457 سینگ لگانے کا بیان ❀
- 458 جو چیز مردوں اور عورتوں کو پہننی منع ہے اس کی تجارت کا بیان ❀
- 459 اسباب کے مالک کا مول کرنے کے ساتھ مستحق ہونے کا بیان ❀
- 460 خیاب کی مدت کا بیان ❀
- 462 اگر خیاب کی مدت نہ معین کرے تو کیا بیع جائز ہے؟ ❀
- 470 خیاب مجلس کے بیان میں ❀
- 470 جب بائع اور مشتری میں سے ایک دوسرے کو خیاب دے تو بیع واجب ہو جاتی ہے ❀
- 472 جب بائع کو خیاب ہو تو کیا بیع جائز ہے؟ ❀
- 473 خرید کر جدا ہونے سے پہلے ہی بہہ کر دینے کا بیان ❀
- 477 بیع میں فریب کے مکروہ ہونے کا بیان ❀
- 479 بازاروں کا بیان ❀
- 483 بازاروں میں بیچنے کی کراہت کا بیان ❀
- 484 اس بیان میں کہ ماپنے کی مزدوری بیچنے والے کے ذمہ ہے ❀

- 486 اتاج ماپنے کے استجاب کا بیان ❀
- 487 حضرت ﷺ کے صاع اور مد کی برکت کا بیان ❀
- 489 اتاج کے بیچنے اور اعتکار کا بیان ❀
- 491 قبض سے پہلے اتاج کے بیچنے کا بیان اور اس چیز کے بیچنے کا بیان جو تیرے پاس نہیں ❀
- 493 اتاج تخمینے سے خرید کر اپنی جگہ لے جانے سے پہلے بیچنے کا بیان ❀
- اس بیان میں کہ اسباب یا چار پائے خرید کر بائع کے پاس چھوڑ دے اور بائع اس کو دوسری جگہ بیچ دے یا قبض سے پہلے مر جائے ❀
- 495 اپنے بھائی کے بیچنے پر نہ بیچے اور اس کے مول ٹھہرانے پر مول نہ ٹھہرائے ❀
- 498 نیلامی کا بیان ❀
- 501 بخش کا بیان ❀
- 502 دھوکے کی بیع اور صل کے صل کے بیچنے کا بیان ❀
- 504 بیع ملامست کا بیان ❀
- 506 بیع منابزت کا بیان ❀
- 509 اونٹنی اور گائے بکری کی تھنوں میں دودھ جمع کر کے بیچنے کے منع ہونے کا بیان ❀
- 509 اگر چاہے کہ مصرات کو پھیر دے تو اس کے دھونے کے بدلے ایک صاع کھجوروں کا دے ❀
- 520 زنا کار غلام کے بیچنے کا بیان ❀
- 521 عورتوں کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا بیان ❀
- 522 کیا شہری کو گاؤں والے کی چیز بغیر اجرت کے بیچ دینی جائز ہے ❀
- 523 شہری کو گنوار کی چیز اجرت پر بیچنے کی کراہت کا بیان ❀
- 526 نہ خریدے شہری واسطے گنوار کے ولالی کے ساتھ ❀
- 527 قافلے کو آگے بڑھ کر ملنے کے منع ہونے کا بیان ❀
- 528 قافلے کو آگے بڑھ کر ملنے کی حد کا بیان ❀
- 531 بیع میں ناجائز شرطوں کے حکم کا بیان ❀
- 532 کھجور کو کھجور کے ساتھ بیچنے کا بیان ❀
- 534 خشک انگور کو خشک انگور کے بدلے اور اتاج کو اتاج کے بدلے بیچنے کا بیان ❀
- 534 جو کو جو کے بدلے بیچنے کا بیان ❀
- 535

- 537 سونے کو سونے کے بدلے بیچنے کا بیان ❀
- 537 چاندی کو چاندی کے بدلے بیچنے کا بیان ❀
- 539 دینار کو دینار کے بدلے اور ہار بیچنے کا بیان ❀
- 540 چاندی کو سونے کے بدلے اور ہار بیچنے کا بیان ❀
- 541 سونے کو چاندی کے بدلے ہاتھوں ہاتھ بیچنے کا بیان ❀
- 542 بیع مزابنت کے بیان میں ❀
- 546 سونے اور چاندی سے درخت کے میوے کو بیچنے کا بیان ❀
- 549 عریا کی تفسیر کا بیان ❀
- 554 چنگلی سے پہلے میووں کے بیچنے کا بیان ❀
- 558 کھجور کے درخت کو میوہ پکنے سے پہلے بیچنے کا بیان ❀
- 559 جو کوئی میوہ کو بیچے پھر اسے کوئی آفت پہنچے اسے ❀
- 560 کسی مدت کے وعدے پر اناج خریدنے کا بیان ❀
- 560 جب کوئی کھجور کو اس سے عمدہ کھجور کے ساتھ بیچنا چاہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ❀
- 563 اگر کوئی پیوند کی ہوئی کھجور یا بوئی ہوئی زمین کو بیچے یا کرائے دے اسے ❀
- 565 بیچنا کھیتی کا بدلے اناج کے بطور ماپنے کے ❀
- 566 بیع مختصرت کا بیان ❀
- 567 کھجور کے دل کا بیچنا اور کھانا ❀
- 568 عرف اور رواج پر کاروبار کا جاری رکھنا ❀
- 571 شریک کو شریک سے بیچنے کا بیان ❀
- 572 غیر مقسومہ زمین اور اسباب اور مکانوں کے بیچنے کا بیان ❀
- 572 اگر کسی غیر کے واسطے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خریدے ❀
- 575 مشرکین اور اہل حرب کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا بیان ❀
- 576 کافر حربی سے غلام خریدنا اور اس کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا جائز ہے ❀
- 580 رنگے سے پہلے مردار کے چمڑے کا بیان ❀
- 581 خنزیر کے قتل کرنے کا بیان ❀
- 582 مردار کی چربی نہ گالی جائے اور نہ پیٹی جائے ❀

- 585 بیچنا ان تصویروں کا جن میں روح نہیں ❀
- 585 شراب کی تجارت کے حرام ہونے کا بیان ❀
- 586 آزاد آدمی کے بیچنے کے گناہ کا بیان ❀
- 587 جب حضرت ﷺ یہود کو مدینے سے نکالا تو ان کو حکم کیا کہ اپنی زمینیں بیچ ڈالیں ❀
- 587 بیچنا غلام کا بدلے غلام کے اور حیوان کا بدلے حیوان کے وعدے پر غلام کے بیچنے کا بیان ❀
- 589 غلام مدبر بیچنے کا بیان ❀
- 591 کیا جائز ہے سفر کرنا ساتھ لوٹدی کے اس کے استبراء سے پہلے؟ ❀
- 594 مردار اور بتوں کے بیچنے کا بیان ❀
- 595 کتے کے مول کا بیان ❀

کتاب ہے سلم کہ بیان میں

- 598 پیمانے معلوم میں بیع سلم کرنے کا بیان ❀
- 599 وزن معلوم میں بیع سلم کرنے کا بیان ❀
- 600 بیع سلم کرنی اس شخص کے ساتھ جس کے پاس اصل نہیں ❀
- 603 کھجور کے میوے میں بیع سلم کرنے کا بیان ❀
- 604 بیع سلم میں ضامن دینے کا بیان ❀
- 605 بیع سلم میں گروی رکھنے کا بیان ❀
- 606 ایک مدت معلوم تک بیع سلم کرنے کا بیان ❀
- 607 اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کرنے کا بیان ❀

کتاب ہے شفعہ کے بیان میں

- 608 شفعہ کا بیان اس چیز میں جس کی تقسیم نہیں ہوئی الخ ❀
- 609 بیچنے سے پہلے شفعہ والے پر شفعہ کو پیش کرنا ❀
- 611 کون ہمسایہ زیادہ تر نزدیک ہے؟ ❀

فَيْضُ الْبَيِّ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ أَبُو الْحَسَنِ سَيِّدُ الْكُوَيْ

وَارِدُ تَرْجَمِهِ

فَتْحُ الْبَيِّ

ابْنِ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِي

شَرْحُ صَحِيحِ بُخَارِي

جلد ۹

تقدیم

فَظُّ مُحَمَّدِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

تصدیر

فَظُّ مُحَمَّدِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

بِحُسْنِ اهْتِمَامِ

عَبْدِ اللطيفِ رَبَّانِي

حَافِظُ بَلَاذِهِ مَجْمَعِ مَنَافِ

نِيوَارْدُو بَازَارِ لَاهُورِ
042-37321823
0301-4227379

مَكْتَبَةُ صَحَابَةِ الْحَرِثِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين، اما بعد! پس یہ شروع ہے سچ ترجمہ پارے نم صحیح بخاری کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

کتاب الإجارة کتاب ہے اجارے کے بیان میں

فائدہ: اجارہ کے معنی لغت میں مزدوری دینے کے ہیں اور شرع میں بیچنا اور مالک کرنا منفعت گردن کا ہے بدلے عوض معلوم کے یعنی اس کو کسی کے ہاتھ سچ ڈالے یا کسی کو اس کا مالک کر دے۔ (فتح) اور اجارے کے معنی ہیں کرائے دینا کسی چیز کو اور شرع میں اجارے کے معنی مالک کرنا منفعت کا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اجارہ جائز نہ ہو واسطے ہونے منفعت کے معدوم یعنی مزدور نے جس منفعت کو دوسرے کے ملک کیا ہے وہ معدوم ہے ہنوز پیدا نہیں ہوئے بلکہ آئندہ کرے گا جیسے کوئی کسی آدمی سے کہے کہ تو میرا کام کیا کر اور میں تجھ کو مثلاً دو آنے روز مزدوری دیا کروں گا تو اب جو کام کہ مزدور کرے گا وہ ہنوز پیدا نہیں ہوا لیکن جائز رکھا اس کو شرع نے لوگوں کی حاجت کے واسطے۔ (ح)

بَابُ اسْتِئْجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ نیک بخت مرد کو مزدور ٹھہرانا

فائدہ: اس باب میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نیک بخت مرد کو کاروبار اور خدمت میں مزدور رکھنا لائق نہیں اس واسطے کہ یہ آداب مسلمانی اور مروت کے برخلاف ہے۔ (ت)

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾ وَالْخَازِنُ الْأَمِينُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ أَرَادَهُ۔ اور اللہ نے فرمایا کہ الہتم بہتر جو تو مزدور رکھنا چاہے وہ جو زور آور ہو اور امانت دار اور جو خزانچی ہے وہ امین ہے اور بیان اس شخص کا جو نہ سردار بنائے اس شخص کو جو

سرداری کو چاہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ساتھ اس کے قصے موسیٰ علیہ السلام کی ساتھ بیٹی شعیب علیہ السلام کے اور ابن جریر نے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جس عورت سے نکاح کیا تھا اس کا نام صفورہ تھا اور اس کی بہن کا نام لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ نام ان کا صفورہ اور عمرا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ دوسری کا نام شرقا تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا ان کے باپ کا نام

شعیب علیہ السلام تھا جو نبی تھے یا وہ ان کا بھتیجا تھا یا کوئی اور تھا یہ کئی قول ہیں ان میں سے کوئی چیز راجح نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ زور آور ہے اس چیز میں کہ اس کا والی ہو امانت دار اس چیز میں کہ اس کے پاس امانت رکھی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس سے موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت پوچھی سو ذکر کی اس نے قوت اس کی پانی پلانے کی حالت میں اور امانت اس کی بیچ نیچے کرنے آکھ اپنی کے اس سے اور کہنا موسیٰ علیہ السلام کا واسطے اس کے کہ تو میرے پیچھے چل اور مجھ کو راہ بتلا اور روایت کیا اس کو بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اور اس میں زیادہ کیا یہ لفظ کہ اس نے اس کا موسیٰ علیہ السلام سے نکاح کر دیا اور ٹھہرے موسیٰ علیہ السلام پاس اس کے کہ اس کو کام سے کفایت کرتے تھے اور ان کے واسطے ان کی بکریوں کے چرانے میں کام کرتے تھے۔ (بخاری)

۲۱۰۰۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو دے مالک کے حکم کے موافق اپنے دل سے خوش ہو کر خیرات کرنے والوں میں ایک وہ بھی ہے۔

۲۱۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُؤَدِّي مَا أَمَرَ بِهِ طَبِئَةً نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ.

فائدہ: شرح اس حدیث کی کتاب الزکوٰۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

۲۱۰۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ کہ میرے ساتھ اشعری دو مرد تھے تو انہوں نے حضرت ﷺ سے سرداری چاہی تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تو ان کو اس واسطے اپنے ساتھ لایا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے معلوم نہیں کیا کہ یہ سرداری چاہتے ہیں یعنی مجھ کو انہوں نے نہیں بتلایا کہ ہم اس مطلب کو حضرت ﷺ کے پاس جاتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو سرداری چاہے اس کو ہم اپنے کام پر سردار نہیں بناتے۔

۲۱۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَمِيدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَقُلْتُ مَا عَمِلْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ.

فائدہ: اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور اسماعیلی نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں اجارے کے

معنی نہیں اور داؤدی نے کہا کہ پہلی حدیث کو اس باب سے تعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں اجارہ کا ذکر نہیں اور ابن تین نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ خزانچی کے واسطے مال میں کچھ حصہ نہیں بلکہ وہ تو صرف مزدور ہے اور ابن بطلان نے کہا کہ وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ جو کسی چیز پر مزدور رکھا جائے وہ اس میں امانت دار ہے اگر اس سے کوئی چیز تلف کرے تو اس پر ضمان نہیں یعنی اس کا بدلہ اس پر نہیں آتا مگر یہ کہ خود جان بوجھ کر اس کو تلف کرے اور کرمانی نے کہا کہ داخل ہونا اس حدیث کا باب الاجارہ میں واسطے اشارے کے ہے کہ غیر کے مال کا خزانچی مانند اجیر کے ہے واسطے صاحب مال کے اور ایسے داخل ہونا دوسری حدیث کا اجارے میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ جو عمل چاہے تو وہ غالباً اس واسطے چاہتا ہے کہ اجرت حاصل کرے جو عامل کے واسطے مشروع ہے اور عمل مطلوب شامل ہے عمل زکوٰۃ کو اس کے جمع کرنے میں اور اس کے جدا کرنے میں اپنی جگہ میں اور اس کے واسطے اس میں حصہ ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ تحصیل (وصول) کرنے والوں کا بھی اس میں حصہ ہے پس داخل ہونا اس کا باب میں اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو زکوٰۃ تحصیل کرنے وغیرہ پر سردار بنادیں اور ہوان کے واسطے اس پر اجرت معلوم اور چونکہ سرداری کا چاہنا حرص پر دلیل ہے تو حریص سے محفوظ رہنا مطلوب ہوا اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سرداری کو چاہے اس کو ہم سردار نہیں بناتے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو سرداری کو چاہے اس کو سردار بنانا منع ہے یا تو بطور حرام ہونے کے اور یا بطور کراہت کے اور حرمت کی طرف مائل ہوئے ہیں قرطبی مگر جو عامل کی مدد کرے وہ اس سے مستثنیٰ ہے یعنی سرداری پر مدد کرنی حرام نہیں۔ (فتح)

قیراطوں کی مزدوری پر بکریوں کا چرانا۔

بَابُ رَغَى الْغَنَمِ عَلَى قَرَارِيطَ.

فائدہ: قراریط جمع ہے قیراط کی اور قیراط آدمی دانگ ہے سونے کی ہوتی ہے وزن میں پانچ جو کے برابر اور بعض کہتے ہیں کہ قراریط ایک جگہ کا نام ہے مکے میں لیکن پہلی وجہ کو ترجیح ہے اس واسطے کہ مکے والے اس نام کے ساتھ کوئی مکان نہیں پہچانتے اور نسائی نے نصر بن حزن سے روایت کی ہے کہ فخر کیا اونٹوں والوں اور بکریوں والوں نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھیجے گئے موسیٰ علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور بھیجے گئے داؤد علیہ السلام اور حالانکہ وہ بکریاں چراتے تھے اور بھیجا گیا میں اس حال میں کہ بکریاں چراتا ہوں سو بعض گمان کرتے ہیں کہ اس میں رد ہے واسطے تاویل سوید بن سعید کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کی بکریاں اجرت کے ساتھ چراتے تھے پس متعین ہوئی یہ بات کہ مراد قراریط سے مکان ہے اور یہ رد ٹھیک نہیں اس واسطے کہ یہ تطبیق ممکن ہے کہ اپنے اہل کے واسطے بغیر اجرت کے بکریاں چراتے ہوں اور غیر کے واسطے اجرت سے چراتے ہوں اور علماء کہتے ہیں کہ حکمت بیچ الہام نبیوں کے واسطے بکریاں چرانے کے پہلے نبی ہونے سے یہ ہے کہ تا حاصل ہو واسطے ان کے تجربہ اور عادت

ساتھ چرانے ان کے کی اس چیز پر کہ وہ مکلف ہوں گے قیام سے ساتھ امر امتیوں کے اور اس واسطے کہ ان کی مخالفت میں ان کو طہیسی اور مشقت حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ جب وہ صبر کرتے ہیں اور پر چرانے ان کے اور جمع کرنے ان کے کے بعد جدا جدا ہونے ان کے کے چرنے کی جگہ میں اور نقل کرنے ان کے کے ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی اور دفع کرنے دشمن ان کے کے درندوں وغیرہ سے مانند چور کی اور ان کی طبیعتوں کے خلاف اور شدت تفرق کو جانتے ہیں باوجود ضعف ان کی کے اور محتاج ہونے ان کے کے طرف خبر گیری کے تو الفت حاصل ہوگی ان کو صبر کرنے کے اوپر امت کے اور پہچانے گے اختلاف طبیعتوں ان کی کا اور تفاوت عقول ان کے کا تو ان کے ٹوٹنے کو جوڑیں گے اور ان کے ضعیف کے ساتھ نرمی کریں گے اور اچھی طرح سے ان کی خبر کریں گے تو ان کو اس مشقت کا اٹھانا آسان ہوگا اس چیز سے کہ اگر پہلے پہل ان کو اس مشقت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تو ان کو یہ تدریج اور آہستگی حاصل نہ ہوتی جو بکریوں کے چرانے سے حاصل ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ پیغمبروں کو بکریوں کے چرانے کا اس واسطے الہام ہوتا ہے کہ وہ بکریوں کے چرانے سے اپنی امت کے انتظام سیکھیں اور بکریوں کو اس واسطے خاص کیا گیا کہ وہ اپنے غیر سے ضعیف تر ہیں اور اس واسطے کہ ان کا جدا ہونا اونٹوں سے اور گائے کے جدا ہونے سے اکثر ہے اس واسطے کہ اونٹوں اور گائے کا باندھنے کے ساتھ ضبط کرنا ممکن ہے اور عادت کے باعتبار بکریوں کا باندھنا ممکن نہیں اور باوجود اکثر جدا ہونے ان کی کے پس وہ اسرع ہیں واسطے فرمانبرداری کے اپنے غیر سے اور بیچ ذکر کرنے حضرت ﷺ کے واسطے اس کی تصریح ہے ساتھ احسان رب کے اوپر آپ کے اور آپ کے بھائی پیغمبروں پر۔ (فتح)

۲۱۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا پیغمبر نہیں جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں تو اصحاب نے کہا کہ اور کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے بھی کئے والوں کی بکریاں چند قیراط مزدوری پر چرائی ہیں۔

۲۱۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطٍ لِأَهْلِ مَكَّةَ بَابُ اسْتِجَارِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الضَّرُورَةِ أَوْ إِذَا لَمْ يُوْجَدْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ وَعَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودَ خَيْبَرَ.

اگر مسلمان نہ پایا جائے یا ضرورت ہو تو کافر کو مزدور رکھنا درست ہے مزدور رکھا حضرت ﷺ نے یہود خیبر کو ان کی زمینوں پر۔

فائدہ: یہ باب مشعر ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک کافر کو مزدور رکھنا منع ہے برابر ہے کہ حربی ہو یا ذمی مگر

بھاجت ہو تو درست ہے جیسا کہ مسلمان نہ پایا جائے تو کفایت کرتا ہے اور عبدالرزاق نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ نہ تھے واسطے حضرت ﷺ کے کام کرنے والے کہ خیبر کی کھجوروں میں کام کریں سو حضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو بلایا اور خیبر کی کھجوروں اور کھیتی کو ان کے حوالے کیا اور یہ جو حضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو وہاں کی کھیتی کرنے پر مقرر کیا اور ہجرت کے وقت رہبر کافر کو مزدور رکھا تو اس سے استدلال کرنے میں نظر ہے اس واسطے کہ ان میں مقصود کے ساتھ تصریح نہیں کہ ان کو مزدور رکھنا منع ہے اور شاید کہ اسے لیا ہے اس کو ان دونوں حدیثوں سے ساتھ جوڑنے ان کے کے طرف اس حدیث کی کہ ہم کافر کے ساتھ مدد نہیں لیتے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ارادہ کیا اس نے تطبیق کا درمیان حدیثوں کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے ساتھ باب باندھا اور ابن بطلان نے کہا کہ عام فقہاء کہتے ہیں کہ ضرورت وغیرہ کے وقت کافر کو مزدور رکھنا جائز ہے اس واسطے کہ اس میں ان کی ذلت ہے اور منع تو صرف یہ ہے کہ مسلمان کافر کے پاس مزدور نہ رہے اس واسطے کہ اس میں مسلمان کی ذلت ہے اور یہ جو باب میں کہا کہ جب مسلمان نہ پایا جائے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی جو ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو حضرت ﷺ نے چاہا کہ یہود کو خیبر کے ملک سے نکال دیں تو انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم کو چھوڑ دیں کہ ہم اس زمین میں محنت کریں اور جو پیدا ہوگا سو آدھوں آدھ بانٹ لیں گے اور حضرت ﷺ نے جو ان کی یہ عرض قبول کی تو اس واسطے کہ وہ پہچانتے تھے اس چیز کو جو ان کی زمین کو درست کرے سوائے غیر ان کے کے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے نہ پہچاننے والے کو نہ پائے گئے کی جگہ اتارا اور دلیل کافر کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۱۰۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یعنی ہجرت کی حدیث کے بیان میں اور مزدور رکھا حضرت ﷺ نے اور ابو بکر نے ایک مرد کو بنی دیل سے پھر بنی عبد بن عدی کے قبیلے سے اس حال میں کہ راہ دکھانے والا ماہر تھا اور خیریت اس کو کہتے ہیں کہ جو راہ کی خوب مہارت رکھتا ہو تحقیق دے دیا ہوا تھا اس نے ہاتھ قسم کا آل عاص بن وائل کے خون میں یعنی اس نے ان سے قسم کھائی ہوئی تھی کہ حق نہ حق میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور وہ کفارے قریش کے دین پر تھا تو دونوں نے اس کو امین بنایا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کیے اور تین راتوں کے بعد غار ثور پر اس کو لانے کا وعدہ دیا سو وہ تیسری

۲۱۰۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِي هَادِيًا خَرِيتَا الْخَرِيتِ الْمَاهِرُ بِالْهَدَايَةِ قَدْ غَمَسَ يَمِينُ حَلْفٍ فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارٍ قُرَيْشٍ فَأَمَانَهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَا حِلَّتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثُورٍ بَعْدَ ثَلَاثِ

رات کی صبح کو دونوں اونٹ ان کے پاس لایا تو دونوں نے کوچ کیا اور عامر بن فہیرہ اور راہ دکھانے والا ان کے ساتھ چلا رہے ان کے ساتھ دریا کے کنارے کی راہ لی۔

لَيَالٍ فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبِيحَةَ لَيَالٍ ثَلَاثٍ فَأَرْتَحَلَا وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالذَّلِيلُ الذَّلِيلِيُّ فَأَخَذَ بِهِمْ أَسْفَلَ مَكَّةَ وَهُوَ طَرِيقُ السَّاحِلِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مسلمان کے مزدور رکھنا کافر کو واسطے راہ دکھانے کے جب کہ اس سے امن ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے دو آدمیوں کے یہ کہ مزدور رکھیں ایک آدمی کو ایک کام پر۔ (فتح)

بابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا يَتَعَمَّلُ لَهُ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ بَعْدَ شَهْرٍ أَوْ بَعْدَ سَنَةٍ جَازَ وَهُمَا عَلَى شَرْطِهِمَا الَّذِي اشْتَرَطَاهُ إِذَا جَاءَ الْأَجَلَ

جب کوئی کسی کو مزدور ٹھہرائے تاکہ اس کے واسطے تین دن کے بعد یا ایک مہینے کے یا ایک برس کے بعد کام کرے تو یہ جائز ہے اور اجیر اور مستحیر دونوں اپنی شرط پر ہیں جب کہ وہ مدت معلوم کو آئے یعنی اس صورت میں وہ عقد باطل نہیں ہوتا۔

۲۱۰۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مزدور رکھا حضرت ﷺ نے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو بنی دیل سے اس حال میں کہ راہ دکھانے والا ماہر تھا اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا سو دونوں نے اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کیے اور اس کو غار ثور کا وعدہ دیا بعد تین راتوں کے ساتھ سواریوں اپنی کے تیسرے کی صبح کو۔

۲۱۰۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدَّلِيلِ هَادِيًا خَرِيتًا وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارٍ قُرَيْشٍ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ.

فائدہ: اسماعیل نے کہا کہ یہ حدیث ابھی پر دلالت نہیں کرتی کہ انہوں نے اس کو مزدور رکھا تھا اس پر کہ نہ کام کرے وہ مگر بعد تین دن کے بلکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ انہوں نے اس کو مزدور رکھا اور شروع ہوا عمل میں اس وقت سے جب کہ انہوں نے اس کو اپنے دونوں اونٹ سپرد کیے کہ وہ ان کو چرائے اور ان کی حفاظت کرے یہاں تک کہ تیار ہو واسطے ان کے ٹکنا میں کہتا ہوں کہ نہیں ترجمہ میں وہ چیز کہ الزام دیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے اس جس کے ساتھ اس نے باب باندھا ہے وہ ظاہر قصہ کا ہے اور جو شخص کہے کہ جب اجارے کے وقت عمل میں

شروع نہ کرے تو وہ اجارہ باطل ہے تو وہ دلیل کی طرف محتاج ہے واللہ اعلم اور جو کوئی بخاری رحمہ اللہ پر اس کے ساتھ اعتراض کرتا ہے تو ابن نمیر نے اس پر رد کیا کہ خدمت مقصود ساتھ اجارہ مذکورہ کے تھی اوپر راہ دکھانے کی اور سوائے اس کے اور کوئی خدمت نہ تھی اور نہیں شک ہے اس میں کہ وہ موخر تھی اور میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کو یہ بات کہ جو ان کے اونٹوں کو چراتا تھا وہ عامر بن فہیرہ تھا نہ راہ دکھانے والا اور ابن نمیر نے کہا کہ نہیں ہے حدیث میں تصریح ساتھ اس حکم کے نہ بطور اثبات کے اور نہ نفی کے اور کبھی احتمال ہوتا ہے تھوڑی مدت میں اس چیز کا کہ بڑی میں نہیں ہوتا اس واسطے کہ تھوڑی مدت میں غرر کا خوف کم ہوتا ہے اور یہ مذہب امام مالک کا ہے اس واسطے کہ اس نے معین کیا ہے جواز کو بیچ میں ساتھ اس مدت کے کہ اس کی مثل میں اسباب متغیر نہ ہو اور استنباط کیا گیا ہے اس قصے سے جائز ہونا اجارے گھر کا ایک مدت معلوم تک پہلے آنے اول مدت کے اور وہ مبنی ہے اوپر صحت اصل کے یعنی یہ اصل صحیح ہے پس ملحق ہوگی فرع ساتھ اس کے۔ (فتح)

جنگ میں مزدور رکھنے کا بیان

بَابُ الْأَجِيرِ فِي الْغَزْوِ

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ٹھہرانا مزدور کا واسطے خدمت کے اور واسطے کفایت کرنے محنت عمل کے جنگ وغیرہ میں برابر ہے اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ جہاد اگرچہ مقصود اس سے حاصل کرنا اجرا ہوتا ہے لیکن نہیں مخالف ہے یہ مد لینے کو ساتھ اس شخص کے جو مجاہد کی خدمت کرے اور کفایت کرے اس کو بہت کاموں سے جو خود ان کو نہیں کر سکتا۔ (فتح)

۲۱۰۵۔ یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگی کا جہاد کیا یعنی جنگ تبوک کہ قحط کے دنوں میں واقع ہوا تھا اور یہ جنگ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے مضبوط تر تھا یعنی میں اس کو اپنے سب عملوں سے افضل جانتا ہوں اور میرا ایک نوکر تھا سو وہ ایک آدمی سے لڑا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی کی انگلی کاٹ کھائی تو اس اپنی انگلی اس کے منہ سے کھینچی تو اس کے اگلے دانت گرا دیئے سو وہ گر پڑے سو جس کے اگلے دانت گر پڑے تھے وہ حضرت ﷺ کی طرف گیا یعنی تاکہ آپ ﷺ سے اس کا انصاف چاہے تو حضرت ﷺ نے اس کے دانتوں کا بدلہ معاف کیا اور فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں

۲۱۰۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَكَانَ مِنْ أَوْثَقِ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي فَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَقَضَّ أَحَدَهُمَا إَصْبَعٌ صَاحِبِهِ فَأَنْتَزَعَ إَصْبَعَهُ فَأَنْذَرَ نَيْتَهُ فَسَقَطَتْ فَأَنْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ نَيْتَهُ وَقَالَ أَقْبِدْ إَصْبَعَهُ فِي فِكَ تَقْضُمَهَا قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ كَمَا يَقْضُمُ

الْفَحْلُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ جَدِّهِ بِمِثْلِ هَذِهِ الصِّفَةِ
أَنَّ رَجُلًا عَصَى يَدَ رَجُلٍ فَأَنْدَرَ نَيْتَهُ
فَاهْذَرَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

چھوڑ دیتا کہ تو اس کو اونٹ کی طرح چباتا اور ابن جریج
کہا کہ اور حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے
اپنے دادا سے ساتھ مثل اس قصے کے کہ ایک مرد نے ایک
مرد کا ہاتھ چبایا سو اس کے دانت گرا دیے سو اس کو حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معاف کیا یعنی نہ اس کا قصاص لیا نہ دیت۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنگ میں مزدور رکھنا درست ہے۔

بَابُ مَنْ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَبَيَّنَ لَهُ الْأَجَلَ
وَلَمْ يَبَيِّنِ الْعَمَلَ لِقَوْلِهِ «إِنِّي أُرِيدُ أَنْ
أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ» إِلَى
قَوْلِهِ «وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ».

جو مزدور رکھے اور اس کے واسطے مدت بیان کرے یعنی
اتنی مدت تجھ سے کام لوں گا اور اس کے واسطے کام بیان
نہ کرے کہ مثلاً فلاں کام تجھ سے لوں گا تو کیا جائز ہے یا
نہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ حضرت شعیب علیہ السلام
نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک بیٹی تجھ کو بیاہ دوں
تا اس قول تک کہ ہماری بات کا اللہ گواہ ہے۔

فائدہ: اور تحقیق مائل ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ طرف جواز کی اس واسطے کہ دو مہینے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ
میں چاہتا ہوں کہ اپنی ایک بیٹی تجھ کو نکاح کر دوں اور باوجود اس کے کہ اس نے جواز کی تصریح نہیں کی کہ واسطے
ہونے احتمال کے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ قصہ مذکورہ کے سیاق میں عمل کا بیان واقع نہیں ہوا کہ یہ کام
تجھ سے لوں گا بلکہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو عورتوں کے باپ کے پاس مزدور رکھا پھر یہ
دلالت تو اس وقت تمام ہوتی ہے کہ جب ہم کہیں کہ پہلے انبیاء کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ وارد ہو
ہماری شرع ساتھ برقرار رکھنے اس کے کے اور تحقیق حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ اس آیت کے اوپر مشروع
ہونے اجارے کے سو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ پیغمبروں سے ایک پیغمبر نے اپنی جان کو
کئی سال معین مزدور رکھا کہ مالک ہو ساتھ اس کے ایک عورت کی شرمگاہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ مزدور ٹھہرایا اس کو
اس پر کہ اس کے واسطے بکریاں چرائے اور مہلب نے کہا کہ آیت میں دلیل اوپر مجہول ہونے کام کے اجارے میں
اس واسطے کہ یہ ان کے درمیان معلوم تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کا ذکر تو اس واسطے محذوف ہوا کہ وہ معلوم
تھا اور پیچھا کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ مراد نہیں کہ عمل مجہول ہو بلکہ اس کی
مراد تو یہ ہے کہ عمل پر لفظ کے ساتھ نص کرنی شرط نہیں اور اتباع مقصود کا ہے نہ لفظ کا اور احتمال ہے کہ امام
بخاری رحمہ اللہ نے عتبہ کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہو کہ اس نے کہا کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے تھے تو

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی جان کو مزدور رکھا آٹھ سال یا دس سال اوپر بچانے ستر اپنے کے اور کھانے پیٹ اپنے کے روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے اس واسطے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے عمل کا بیان نہیں اور جو کہتا ہے کہ جائز ہے کہ بکریاں چرانے کے سوائے اور کوئی چیز مہر ہو تو وہ بہت بعید بات کہتا ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی مراد تو یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام یہ مدت اس کی بکریاں چرائے اور وہ اپنی بیٹی اس کو نکاح کر دے سو اس کے واسطے دو امر ذکر کیے اور معلق کیا نکاح کر دینے کا اوپر بکریاں چرانے کے بطور معاہدہ کے نہ بطور معاقدے کے پس مزدور رکھا اس کو واسطے چرانے بکریوں اپنی کے ساتھ ایک چیز کے کہ ان کے درمیان معلوم ہے پھر نکاح کر دیا اپنی بیٹی کو ساتھ اس کے ساتھ مہر کے کہ معلوم تھا درمیان ان کے۔ (فتح)

يَاجِرُ فَلَانًا يُعْطِيهِ أَجْرًا وَمِنْهُ فِي التَّعْزِيَةِ
أَجْرَكَ اللَّهُ
امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یا فلاں کے یہ معنی ہیں کہ اس کو مزدوری دے اور اس قبیل سے ہے جو ماتم پرسی میں کہتے ہیں کہ اللہ تجھ کو بدلہ دے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ تاجرنی کی تفسیر کی ہے اور اسماعیل نے کہا کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ تو میرے واسطے مزدور ہو پس یہ تفسیر امام بخاری رحمہ اللہ کی ٹھیک نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا عَلَى أَنْ يُقِيمَ
حَاطًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُصَ جَارًا
اگر کوئی مزدور ٹھہرائے اس پر کہ دیوار کو سیدھا کرے
جو گرنا چاہتی ہے تو جائز ہے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ایک ٹکڑا وارد کیا ہے جو حضرت خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے اور پوری حدیث کتاب تفسیر میں آئے گی اور سوائے اس کے نہیں کہ پورا ہوتا ہے استدلال ساتھ اس قصے کے جب کہ ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے واسطے قول موسیٰ علیہ السلام کے کہ اگر تو چاہتا تو اس پر مزدوری لیتا یعنی اگر تو اپنے اس کام پر اجرت معین کی شرط کرتا تو البتہ ہم کو یہ فائدہ دیتی اور ابن منیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اجارہ مضبوط ہوتا ہے ساتھ متعین ہونے مدت معین کے۔ (فتح)

۲۱۰۶۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام دونوں چلے تو انہوں نے ایک گاؤں میں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی سعید راوی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس طرح اور اپنے ہاتھ کو اٹھایا پس سیدھے رہے یعلیٰ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ سعید نے کہا کہ سو خضر علیہ السلام

۲۱۰۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَالَ قَدْ سَمِعْتُهُ

نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا پس وہ سیدھی رہی یعنی اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو چاہتا تو اس پر مزدوری لیتا کہ ہم اس کو کھاتے۔

يَحْذَرُهُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَنِي أَبِي بَنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقَا فَوَجَدَا جَدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَغْلِي حَسِبْتُ أَنْ سَعِيدًا قَالَ فَمَسَحَهُ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ لَوْ شِئْتُ لَا تَتَّخَذْتُ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ.

آدھے دن تک اجارہ کرنے کا بیان

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ

فائدہ: یعنی اول دن سے اور اس کے بعد یہ باب باندھا ہے کہ عصر تک اجارہ کرنے کا بیان اور اس میں بھی تقدیر ہے کہ ابتداء اول دن سے ہے پھر اس کے بعد یہ باب باندھا کہ اجارہ کرنا عصر سے رات تک یعنی اول دخول رات تک بعض کہتے ہیں کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا صحت اجارے کا ہے ساتھ اجر معلوم کے مدت معلوم تک اس جہت دے کہ شارع نے اس کے ساتھ مثال بیان کی اور اگر یہ بات جائز نہ ہوتی تو شارع اس کو جائز نہ رکھتا اور احتمال ہے کہ غرض اس سب سے یہ ہو کہ دن کے کچھ حصے کے واسطے مزدور رکھنا درست ہے جب کہ حصہ معلوم ہو یعنی مثلاً کہ آدھا دن یا کم بیش واسطے دفع کرنے وہم اس شخص کے جو وہم کرتا ہے کہ ادنیٰ درجے مدت معلوم کا یہ ہے کہ پورا ایک دن ہو۔

۲۱۰۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أَجْرَاءَ فَقَالَ مَنْ يَفْعَلُ لِي مِنْ غَدْوَةٍ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَفْعَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَفْعَلُ لِي مِنَ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ عَلَى

۲۱۰۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مثل تمہاری اے مسلمانو! اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اس مرد کے ہے جس نے کئی مزدور رکھے تو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک قیراط پر سو یہود نے دوپہر تک کام کیا پھر اس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر سو نصاریٰ نے عصر تک کام کیا پھر اس مرد نے کہا کہ کون ہو جو میرا کام کرے عصر سے سورج ڈوبنے تک دو قیراطوں پر سو اے مسلمانو! وہی ہو جنہوں سے عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کیا سو غصے ہوں گے یہود اور نصاریٰ یعنی قیامت کے دن

پھر کہیں گے کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم تو اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو تمہارے حق سے کچھ کم دیا یعنی جو مزدوری ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم دیا وہ کہیں گے کہ جو ٹھہرایا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ فرمائے گا سو یہ تو یعنی دینی مزدوری دینی میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فَبِرَاطَيْنِ فَاَنْتَمُ هُمْ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا مَا لَنَا اَكْثَرُ عَمَلًا وَاَقْلَ عَطَاءً قَالَ هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوا لَا قَالَ لَذَلِكَ فَضَلِيْ اَوْيَهٗ مِنْ اَنْشَاءٍ

فائدہ: یہ جو کہا کہ مثل تمہاری..... الخ تو یہ اصل کلام اس طرح سے ہے کہ مثل تمہاری ساتھ نبی تمہارے کے اور مثل یہود و نصاریٰ کے ساتھ نبیوں اپنے کے مثل اس مرد کی ہے پس مثل بیان کی گئی ہے واسطے امت کے ساتھ نبی اپنے کے اور مثل بہ مزدور ہیں ساتھ مزدور رکھنے والوں کے اور یہ جو کہا کہ عصر تک تو احتمال ہے کہ مراد عصر کے داخل ہونے کا اول وقت ہو اور احتمال ہے کہ اس میں شروع کرنے کا اول وقت مراد ہو اور دوسرا احتمال اٹھا دیتا ہے اس شبے کو جو موافقت میں پہلے گزر چکا ہے بر تقدیر تسلیم اس بات کے کہ ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت اور عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت دونوں برابر ہیں پس کس طرح صحیح ہو گا قول نصاریٰ کا کہ ان کا کام اس امت سے زیادہ ہے اور میں نے اس کے کئی جواب پہلے بیان کر دیے ہیں پس چاہیے کہ ان کی طرف رجوع کیا جائے اور جو جواب پہلے نہیں گزرے ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ کیا حال ہے ہمارا کہ ہمارا کام تو زیادہ ہے تو اس بات کے قائل صرف یہود ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو توحید میں واقع ہوئی ہے کہ تورات والوں نے کہا اور احتمال ہے کہ دونوں فریق سے ہر ایک نے یہ بات کہی ہو یہود تو اس واسطے ان کا زمانہ دراز ہے پس اس سے لازم آتا ہے کہ ان کا عمل بھی بہت ہو اور ایہ نصاریٰ تو انہوں نے اپنی تابعداری کی کثرت کو یہود کے زمانے کی کثرت کے ساتھ مقابلہ کیا اس واسطے کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کے ساتھ ایمان لائے بخلاف یہود کے کہ وہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے اشارہ کیا طرف اس کی اسماعیلی نے اور احتمال ہے کہ نصاریٰ کا اکثر ہونا اس اعتبار سے ہو کہ انہوں نے آخر نماز عصر تک کام کیا اور یہ بعد داخل ہونے وقت اس کی ہے اشارہ کیا طرف اس کی ابن قسار اور ابن عربی نے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس کی کوئی حاجت نہیں اس واسطے کہ جو مدت کہ ظہر اور عصر کے درمیان ہے وہ زیادہ ہے اس مدت سے جو عصر اور مغرب کے درمیان ہے اور احتمال ہے کہ ہونست اس کی طرف ان کی بطور تقسیم کے پس نحن اکثر عملا کے قائل یہود ہوں اور نحن اقل اجرا کے قائل نصاریٰ ہوں اور اس میں بعد ہے یعنی یہ جواب ٹھیک نہیں اور ابن تین نے حکایت کی ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دونوں فریقوں کا کام اکٹھا اکثر ہے اور ان کا زمانہ دراز ہے اور یہ خلاف ہے ظاہر سیاق کا اور یہ جو

فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے کہ جس کو چاہوں دوں تو اس میں دلیل ہے واسطے اہلسنت کے کہ ثواب اللہ کی طرف سے ہے بطور احسان کے اس سے عمل کا بدلہ نہیں۔

بَابُ الْإِجَارَةِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ

عصر کی نماز تک اجارہ کرنے کا بیان یعنی جائز ہے
۲۱۰۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہیں ہے مثل تمہاری اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مگر جیسے مثل اس شخص کی جس نے کام کے واسطے مزدور رکھے تو اس مرد نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے ایک ایک قیراط پر پھر وہ کام کیا نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر پھر تم اے مسلمانو! وہی ہو جنہوں نے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کیا دو دو قیراطوں پر سو غصے ہوں گے یہود اور نصاریٰ تو کہیں گے کہ ہم کام میں بہت ہیں اور مزدوری میں کم تو اللہ فرمائے گا کہ کیا میں نے تم کو تمہارے حق سے کچھ کم دیا تو کہیں گے کہ نہیں تو اللہ فرمائے گا کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں۔

۲۱۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَالْيَهُودَ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عَمَلًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصَارَى عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ أَنْتُمْ الَّذِينَ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقْلُ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُمْ مَنْ حَقَّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا فَقَالَ فَبِذَلِكَ فَضَّلِي أَوْتِيَهُ مَنْ أَرَاءَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز تک اجارہ رکھنا درست ہے۔

بَابُ إِيْثِمٍ مَنْ مَنَعَ أَجْرَ الْأَجِيرِ

جو مزدور کو مزدوری نہ دے تو اس کو کیا گناہ ہے؟
۲۱۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ تین شخص ہیں کہ میں ان کا مدعی دشمن ہو جاؤں گا قیامت کے دن ایک تو وہ شخص جس نے مجھ کو درمیان دیا یعنی اس کے ساتھ اللہ کی قسم کھائی پھر دعا کیا اور دوسرا وہ مرد جس نے آزاد آدمی کو بیچا سو اس کی قیمت

۲۱۰۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

کھائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مزدور کو مزدوری لگایا پھر اس سے پورا کام کروایا اور اس کو اس کی مزدوری نہ دی۔

ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصَمْتُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ
أَعْطَى بَنِي ثَمَرٍ عَذَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا
فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَحَبْرًا
فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مؤخر کیا پچھلے باب کو واسطے مناسبت کے۔

بَابُ الْإِجَارَةِ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ
فائدہ: یعنی اول وقت عصر سے اول دخول رات تک۔ (فتح)

۲۱۱۰۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مثل مسلمانوں کی اور مثل یہود اور نصاریٰ کی مثل اس شخص کی ہے جس نے ایک گروہ کو مزدور رکھا جو اس کے واسطے صبح سے رات تک کام کریں مزدوری معین پر تو انہوں نے اس کا کام دوپہر تک کیا پھر انہوں نے کہا کہ جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی سو اس کی ہم کو کچھ حاجت نہیں اور ہمارا کام باطل ہوا تو اس مرد نے ان کو کہا کہ چھوڑو نہیں اپنا کام باقی پورا کرو اور اپنی پوری مزدوری لو سو انہوں نے نہ مانا اور کام چھوڑ دیا تو اس مرد نے ان کے بعد اور مزدور رکھے اور کہا کہ اپنا باقی دن پورا کرو اور جو مزدوری کہ میں نے پہلوں کے واسطے مقرر کی تھی سو تم کو ملے گی سو انہوں نے کام کیا یہاں تک کہ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو کہنے لگے کہ جو کام ہم نے کیا سو تیرے واسطے ہے اور وہ باطل ہے اور جو مزدوری تو نے ہمارے واسطے اس میں ٹھہرائی تھی وہ تجھ کو چھوڑی سو اس نے کہا کہ اپنا باقی کام تمام کرو کہ نہیں باقی رہے دن سے مگر تھوڑی چیز یعنی بہت تھوڑا دن باقی ہے تو انہوں نے نہ مانا سو اس مرد نے مزدور رکھا ایک گروہ کو کہ باقی دن اس کا کام کریں سو انہوں نے اپنا باقی دن کام کیا

۲۱۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو
أَسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي
مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ
وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا
يَعْمَلُونَ لَهُ عَمَلًا يَوْمًا إِلَى اللَّيْلِ عَلَى أَجْرٍ
مَعْلُومٍ فَعَمِلُوا لَهُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوا
لَا حَاجَةَ لَنَا إِلَى أَجْرِكَ الَّذِي شَرَطْتَ لَنَا
وَمَا عَمِلْنَا بِاطِلٍ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَفْعَلُوا
أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوا أَجْرَكُمْ
كَامِلًا فَأَبَوْا وَتَرَكُوا وَاسْتَأْجَرَ أَحَبْرَيْنِ
بَعْدَهُمْ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمَا
هَذَا وَلَكُمْمُ الَّذِي شَرَطْتُ لَهُمُ مِنَ الْأَجْرِ
فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا كَانَ حِينَ صَلَاةِ الْعَصْرِ
قَالَ لَكُمْ مَا عَمِلْنَا بِاطِلٍ وَلَكِ الْأَجْرُ الَّذِي
جَعَلْتُ لَنَا فِيهِ فَقَالَ لَهُمَا أَكْمِلَا بَقِيَّةَ
عَمَلِكُمَا مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيرٌ فَأَبَيَا
وَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا أَنْ يَعْمَلُوا لَهُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ

یہاں تک کہ سورج غروب ہوا تو انہوں نے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری لی پس یہ مثل مسلمانوں کی ہے اور مثل اس چیز کی کہ قبول کیا انہوں نے اس کو اس نور سے یعنی اللہ کی ہدایت سے اور جس کو رسول لایا۔

فائدہ: یہ حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس میں یہ ہے کہ اس مرد نے ان کو دوپہر تک کام کرانے کے واسطے مزدور رکھا اور پہلے گزر چکی ہے تطبیق درمیان ان کے مواقت میں اور یہ کہ وہ جدا جدا دو حدیثیں ہیں دو قصوں میں چلائی گئی ہیں اور ظاہر اس مثل کا جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یہ ہے کہ اللہ نے یہود کو کہا کہ ایمان لاؤ ساتھ میرے اور میرے رسولوں کے دن قیامت تک سو وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے یہاں تک کہ جب عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے تو وہ ان کے ساتھ کافر ہوئے اور ان کو نہ مانا اور یہ بیچ آدمی اس مدت کے ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے سے قیامت کے قائم ہونے تک ہے پس یہ کہنا ان کا کہ ہم کو تیری مزدوری کی کچھ حاجت نہیں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ کافر ہوئے اور پھر گئے اور بے پرواہ ہوا اللہ ان سے پس یہاں اطلاق قول کا ہے اور ارادہ اس کے لازم کا ہے اس واسطے کہ لازم اس کا ترک عمل ہے جو تعبیر کی گئی ہے ساتھ اس کے ترک ایمان سے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ ہمارا کام باطل ہے تو یہ اشارہ ہے طرف خط کرنے عملوں ان کے کی بہ سبب کفر کرنے ان کے کی ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے بعد تنہا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانا ان کو فائدہ نہیں دیتا اور اس طرح قول ہے نصاریٰ کے حق میں مگر اس میں اشارہ ہے کہ ان کی مدت بقدر نصف مدت کے تھی یعنی جس کا ذکر پہلے گزرا تو اقتصار کیا انہوں نے مقدار چوتھائی دن پر اور یہ جو اس نے کہا کہ تم کو ملے گا جو مقرر ہو چکا یعنی جو پہلوں کے واسطے مقرر ہوا تھا اور یہ جو اس نے کہا کہ تھوڑا دن باقی ہے تو مراد اس سے بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ گزر چکی ہے اس سے اور مراد اس سے وہ چیز ہے جو دنیا سے باقی رہی اور یہ جو کہا کہ انہوں نے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری لی تو یہ بہ سبب ایمان لانے ان کے کی ہے ساتھ تینوں پیغمبروں کے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے اور اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے اس مدت کی جو دنیا سے باقی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اس امت کی زندگی ہزار برس سے زیادہ ہے اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے اس بات کو کہ مدت یہود کی مانند دونوں مدتوں نصاریٰ اور مسلمانوں کے ہے یعنی جس قدر تنہا یہود کی زندگی ہے اس قدر نصاریٰ اور مسلمانوں دونوں کی زندگی ہے اور تحقیق اتفاق کیا ہے اہل نقل نے اس پر کہ تحقیق مدت یہود کی حضرت محمد ﷺ کے مبعوث ہونے تک دو ہزار سال سے زیادہ تھی اور نصاریٰ کی مدت اس سے چھ سو برس تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کم ہے تو مسلمانوں کی مدت ایک ہزار سال سے قطعاً زیادہ ہوگی اور

حدیث مضمّن ہے اس بات کو کہ نصاریٰ کا ثواب یہود کے ثواب سے زیادہ ہے اس واسطے کہ کام کیا یہود نے آدھا دن ایک قیراط پر اور نصاریٰ نے بقدر چوتھائی دن کے ایک قیراط پر اور شاید یہ بہ سبب اس چیز کے ہے جو حاصل ہوئی اس کو جو نصاریٰ سے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے ساتھ ایمان لایا تو ان کو دگنا ثواب حاصل ہوا بخلاف یہود کے اس واسطے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوئے تو انہوں نے ان کو نہ مانا اور اس حدیث میں تفصیل ہے اس امت کی اور زیادہ ہونا اجر اس کے کا باوجود کم ہونے کام ان کے کی اور یہ کہ جائز ہے ہمیشہ رکھنا نماز عصر کا آفتاب غروب ہونے تک اور یہ جو کہا کہ تھوڑا دن باقی ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے مدت مسلمانوں کے بہ نسبت غیران کے کی اور اس میں اشارت ہے طرف اس کی کہ کام سب گروہوں کا مقدار میں مساوی تھا اور اس کی بحث کتاب المواقیت میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَتَرَكَ أَجْرَهُ
فَعَمِلَ فِيهِ الْمُسْتَأْجِرُ فَرَادَ أَوْ مَنْ عَمِلَ
فِي مَالٍ غَيْرِهِ فَاسْتَفْضَلَ
اگر کوئی شخص کسی کو مزدور رکھے اور مزدور اپنی مزدوری کو چھوڑ جائے اور مزدور رکھنے والا اس میں کام کرے یعنی تجارت وغیرہ اور اس کی مزدوری زیادہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے اور جو غیر کے مال میں کام کرے اور اس کو بڑھائے۔

فائدہ: یہ عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ غیر کے مال میں کام کرنے والا عام ہے اس سے کہ مستاجر ہو یا غیر مستاجر اور نہیں ذکر کیا مصنف نے جواب کو واسطے اشارہ کرنے کی طرف احتمال کی مثل عادت اپنی کی اور تحقیق ذکر کی اس نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور یہ پہلے عنقریب گزر چکی ہے اور تحقیق تعاقب کیا ہے مہلب نے ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کو ساتھ اس کے کہ نہیں ہے قصے میں دلیل واسطے اس چیز کے کہ باب باندھا اس نے اور سوائے اس کے نہیں کہ تجارت کی تھی مرد نے اپنے مزدور کی مزدوری میں پھر دی اس کو بطور احسان کے اور اس کو لازم تو صرف مزدوری کا مقدار تھا اور پوری بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۱۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ
عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ انْطَلَقْ ثَلَاثَةَ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
حَتَّى أَوْوَا النَّمِيَّتِ إِلَى غَارٍ فَذَخَلُوهُ
فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ
۲۱۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم سے پہلے امتوں سے تین آدمی سفر کو چلے یہاں تک کہ انہوں نے خواب گاہ کو غار میں ٹھکانا پکڑا تو پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو اس نے غار کو ان سے بند کر لیا تو انہوں نے کہا کہ نہ نجات دے گی تم کو اس پتھر سے کوئی چیز مگر یہ کہ تم اپنے نیک عملوں کے وسیلے سے اللہ سے دعا مانگو تو ان میں سے ایک مرد نے کہا کہ الہی

ماجراتو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میرا دستور تھا کہ میں رات کے وقت ان سے پہلے اپنے عیال اور غلاموں کو دودھ نہ پلایا کرتا تھا یعنی بلکہ پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا تھا پھر بال بچوں کو اور البتہ ایک دن مجھ کو ایک چیز کی تلاش نے دور ڈالا یعنی موسیٰ کا چارہ بہت دور ملا سو میں شام کو گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ میرے ماں باپ سو گئے تو میں نے ان کے واسطے رات کا دودھ دوہا سو میں نے ان کو سوتا پایا اور مجھ کو برا لگا کہ میں ان سے پہلے اہل اور غلاموں کا پلاؤں سو میں ٹھہرا رہا اور حالانکہ پیالہ میرے ہاتھ پر تھا اور ان کے جاگنے کا منتظر تھا یہاں تک کہ صبح روشن ہوئی پھر انہوں نے جاگ کر دودھ پیا سو الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسی محنت اور مشقت تیری رضا مندی کے واسطے کی تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں اس پتھر سے سو وہ پتھر کچھ کھل گیا کہ اس سے باہر نہ نکل سکتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا اور دوسرے نے کہا کہ الہی میرے ایک چچا کی بیٹی تھی کہ وہ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تریاری تھی سو میں نے اس کی ذات کو چاہا یعنی حرام کاری کا ارادہ کیا سو وہ مجھ سے باز رہی یہاں تک کہ اس پر سالوں سے ایک سال گزرا یعنی ایک سال بہت قسط پڑا اور وہ محتاج ہوئی سو وہ میرے پاس آئی سو میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں دیں اس شرط پر کہ میرے اور اپنی ذات کے درمیان راہ خالی کرے یعنی مجھ کو اپنے ساتھ حرام کاری کرنے سے مانع نہ سو اس نے اجازت دی سو جب میں اس پر قدرت پا چکا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو حلال نہیں کرتی یہ کہ تو مہر کو توڑے مگر اس کے حق سے یعنی بدون نکاح شرعی کے ازالہ

عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوا إِنَّهُ لَا يُنْجِيكُمْ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللَّهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ اللَّهُمَّ كَانِ لِي أَبُوَانٌ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلَا مَالًا فَتَأَيَّيْتُ فِي طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ أَرُحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غُبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ وَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدْخُ عَلَى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيفَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرَبَا غُبُوقَهُمَا اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَقَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ فَفَرَّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ فَأَنْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ فَأَرَدْتُهَا عَنْ نَفْسِيهَا فَأَمْتَنَعَتْ مِنِّي حَتَّى أَلَمْتُ بِهَا سَنَةً مِنَ السِّنِينَ فَجَاءَتْنِي فَأَعْطَيْتَهَا عَشْرِينَ وَمِائَةَ دِينَارٍ عَلَى أَنْ تَخْلِيَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِيهَا فَفَعَلْتُ حَتَّى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا أَحِلُّ لَكَ أَنْ تَفْضَّ النِّخَامَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَتَخَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوعِ عَلَيْهَا فَأَنْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِي أُعْطِيَتْهَا اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَقَلْتُ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا

نَحْنُ فِيهِ فَأَنْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا
يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللَّهُمَّ إِنِّي
اسْتَأْجَرْتُ أَجْرَاءَ فَأَعْطَيْتُهُمْ أَجْرَهُمْ غَيْرَ
رَجُلٍ وَاحِدٍ تَرَكَ الَّذِي لَهُ وَذَهَبَ فَتَمَرَّتْ
أَجْرُهُ حَتَّى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَجَاءَ نَبِيٌّ
بَعْدَ حِينٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَذِ إِلَيَّ أَجْرِي
فَقُلْتُ لَهُ كُلُّ مَا تَرَى مِنْ أَجْرِكَ مِنَ الْإِبِلِ
وَالْبَقَرِ وَالنَّعَمِ وَالرَّقِيقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ
لَا تَسْتَهْزِئْ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ
فَأَخَذَهُ كُلَّهُ فَاسْتَأْفَقَهُ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا
اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ فَقَعْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً
وَجْهِكَ فَأَفْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ فَأَنْفَرَجَتِ
الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ

بکارت کو تو میں نے اس پر واقع ہونے سے گناہ جانا یا
کنارے ہوا سو میں اس سے پھرا اور وہ مجھ کو سب لوگوں سے
زیادہ تر محبوب تھی اور جو سونا میں نے اس کو دیا تھا اس کو میں
نے چھوڑ دیا الہی اگر میں نے یہ مدت کی دلی آرزو تیری
رضامندی کے واسطے چھوڑی تھی تو کھول دے ہم سے وہ چیز
کہ ہم اس میں ہیں سو وہ پھر ان سے کھل گیا لیکن وہ اس
سے باہر نکل نہ سکے حضرت ﷺ نے فرمایا اور تیسرے نے کہا
کہ الہی میں نے کچھ مزدور رکھے تھے سو میں نے ان کو ان کی
مزدوری دی سوائے ایک مرد کے کہ اس نے اپنی مزدوری
چھوڑ دی اور چلا گیا سو میں نے اس کی مزدوری کو بڑھایا یعنی
تجارت وغیرہ سے یہاں تک کہ اس سے مالوں کی بہت
کثرت ہوئی سو وہ ایک مدت کے بعد میرے پاس آیا تو اس
نے کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ کو میری مزدوری دے تو
میں نے کہا کہ ہر وہ چیز کہ دیکھتا ہے تو اونٹ اور گائے اور
بکری اور غلام سے سو سب تیری مزدوری میں سے ہے تو اس
نے کہا کہ اے اللہ کے بندے مجھ سے سخر اپن نہ کر تو میں
نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا سو اس نے سب مال کو
لیا اور ہانکا اور اس سے کچھ نہ چھوڑا الہی اگر میں نے یہ امانت
داری تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو کھول دے ہم سے
وہ چیز کہ ہم اس میں ہیں سو وہ پھر کھل گیا تو وہ نکل کر چل۔

فائدہ: مطابقت اس حدیث کی باب سے اس تیسرے مرد کے قول سے ہے کہ اس نے اس مزدور کی مزدوری میں
کام کیا اور اس کو بڑھایا اور کتاب البیوع میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا میں نے اس کو سوا اشرفیاں دیں اور یہاں
ایک سو بیس کا ذکر آیا ہے تو مراد یہ ہے کہ اس نے ایک سوا اشرفی تو اس کے کہنے کے موافق دیں اور بیس اشرفیاں
اس پر اپنی طرف سے زیادہ کیں اور یا کہتے ہیں کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہیں جیسے کہ ایک حدیث
میں آیا ہے کہ جماعت کی نماز تھا کی نماز سے پچیس حصے زیادہ ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ستائیس حصے زیادہ

ہے تو وہاں بھی یہی مراد ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زیادتی کے منافی نہیں (ت)

بَابُ مَنْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَحْمِلَ عَلَى ظَهْرِهِ
ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ وَأُجْرَةُ الْحَمَالِ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے لیے مزدور
ٹھہرائے تاکہ اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھائے پھر اس سے اللہ
کی راہ میں خیرات کرے اور بیان میں مزدوری بوجھ
اٹھانے والے کے۔

۲۱۱۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ
شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ
أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَيَحْمِلُ فَيَصِيبُ
الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمْ لِمِائَةَ أَلْفٍ قَالَ مَا
تَرَاهُ إِلَّا نَفْسَهُ.

۲۱۱۲۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم کو خیرات کا حکم کرتے تھے تو ہم میں سے ایک
بازار کی طرف جاتا اور اجرت کے ساتھ بوجھ اٹھاتا تھا سو ایک
مد اناج کو پہنچتا تھا یعنی ایک مد اجرت سے اسباب اٹھاتا تھا اور
البتہ ان میں سے بعض کے پاس آج کے دن لاکھ درہم ہے
یعنی اور اس دن اس کے پاس ایک درہم بھی نہ تھا شقیق نے
کہا کہ گمان نہیں کرتا میں مگر کہ ارادہ کیا ہے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے
اپنی ذات کو یعنی میں اس دن ایک درہم کے واسطے لوگوں کا
بوجھ اٹھاتا تھا اور آج کے دن میرے پاس لاکھ درہم ہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے لیے مزدور ٹھہرانا اور بوجھ اٹھانے کی مزدوری کرنی درست ہے۔
دلالی کی مزدوری کا بیان۔

بَابُ أُجْرِ السَّمْسَرَةِ.

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ (فتح)

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِينَ وَعَطَاءُ وَابْرَاهِيمُ
وَالْحَسَنُ بِأُجْرِ السَّمْسَارِ بَأْسًا

اور ابن سیرین اور عطاء اور ابراہیم اور حسن نے
دلالی کی مزدوری کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھا

فائدہ: لیکن قول ابن سیرین اور ابراہیم کا سو واصل کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں ہے کوئی ڈر
ساتھ مزدوری دلال کے جب کہ خریدے ہاتھوں ہاتھ اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف رد کی اس
شخص پر جو اس کی مزدوری کو کمروہ کہتا ہے اور یہ کوئیوں سے منقول ہے جیسا کہ ابن منذر نے ان سے نقل کیا۔ (فتح)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ کہے ایک مرد
دلال سے کہ بیچ اس کپڑے کو پس جو چیز کہ زیادہ ہواتے
اتنے مول پر یعنی مول معین پر تو وہ واسطے تیرے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ بَعْ
هَذَا الثَّوْبِ فَمَا زَادَ عَلَى كَذَا وَكَذَا
فَهُوَ لَكَ.

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے عطاء کے طریق سے اور دلال کی مزدوری کو زیادہ کیا لیکن وہ مجہول ہے اس واسطے نہیں جائز رکھا اس کو جمہور نے اور کہتے ہیں کہ اگر اس کے لیے اس پر بیچے تو واسطے اس کے اجرت ہے مثل اس کی یعنی جو دستور ہو اور بعض نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اجازت کو اس پر حمل کیا ہے کہ اس نے اس کو بجائے مضاربت کرنے والے کے سمجھا اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے احمد اور اسحاق نے اور نقل کیا ہے ابن تین نے کہ بعض نے اس کے جواز میں شرط کی ہے یہ کہ جانیں لوگ اس وقت میں کہ مول اسباب کا مساوی ہے اکثر کو اس چیز سے کہ معین کیا ہے اس نے واسطے اس کے اور تعاقب کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اس کے کہ اجرت کی مقدار کا مجہول ہونا باقی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ إِذَا قَالَ بَعُهُ بِكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ أَوْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

اور ابن سیرین نے کہا کہ جب دلال کو کہے کہ اسباب کو اتنی اتنی قیمت سے بیچ ڈال سو جو نفع ہو گا سو واسطے تیرے ہے یا میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔

فائدہ: یہ زیادہ تر مانند ہے ساتھ صورت مضاربت کرنے والے کی دلال سے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں یعنی جو شرطیں کہ صلح اور جنگ میں آپس کی ہیں ان کی رعایت لازم ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر دلال شرط کر لے کہ میں دلالی کی اجرت لے لوں گا تو درست ہے۔ وفيہ المطابقة للترجمة۔

۲۱۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتْلَقَى الرُّكْبَانُ وَلَا يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُونُ لَهُ سِمَسَارٌ.

۲۱۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے آگے بڑھ کر قافلے کے ملنے سے منع فرمایا اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے میں نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے اس قول کا مطلب کیا ہے کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اس نے کہا کہ نہ ہو واسطے اس کے دلال۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پہلے گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں بھی قول اخیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ

اس کے واسطے دلال نہ ہو اس واسطے کہ اس کا مفہوم ہے کہ اگر بیع حاضر کے واسطے ہو تو دلالی جائز ہے لیکن جمہور نے شرط کی ہے کہ اجرت معلوم ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی کسی کو مول دے یہ کہ خریدے واسطے اس کے کپڑے کو ساتھ اجرت دس درہم کے تو یہ فاسد ہے پس اگر خریدے تو اس کے واسطے اجرت مثل ہے یعنی اس قدر میں جو دستور ہو اور جو اجرت اس کے واسطے مقرر کی تھی وہ جائز نہیں اور ابو ثور سے روایت ہے کہ اگر ٹھہرائے واسطے اس کے ہر ہزار میں کوئی چیز معلوم تو جائز نہیں ہے اس واسطے کہ وہ معلوم نہیں پس اگر کام کرے تو اس کو اجرت مثل ملے گی اور جو اس کو منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ اجارہ ہے ایک امر میں واسطے مدت غیر معلوم کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اس کے واسطے اجرت معین کر دے تو کافی ہے اور یہ ہوگا باب بحالہ سے یعنی جو کہ دوسرے باب میں آتا ہے کہ اصحاب نے کچھ بکریاں لینی ٹھہرائیں۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ
مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ
کیا جائز ہے مسلمان کو یہ کہ مزدور رہے پاس کافر کے
دار الحرب میں یعنی کیا مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی
درست ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں خباب کی حدیث وارد کی ہے اور وہ اس وقت مسلمان تھا بیع کام کرنے اس کے واسطے عاص بن وائل کے اور عاص کافر تھا اور یہ واقعہ کے میں تھا اور مکہ اس وقت دار الحرب تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ نے اس کو برقرار رکھا اور نہیں یقین کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جواز ضرورت کے ساتھ مقید ہو یعنی اگر ضرورت ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور یا یہ کہ یہ جواز تھا پہلے اذن کے بیچ لڑائی کافروں کے اور پہلے امر کے ساتھ نہ ذلیل کرنے مسلمان کے جان اپنی کو اور مہلب نے کہا کہ مسلمان کو کافر کی مزدوری کرنی اہل علم کے نزدیک مکروہ ہے مگر واسطے ضرورت کے ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ ہو کام اس کا اس چیز میں کہ مسلمان کا اس کا کام کرنا حلال ہے اور دوسرا یہ کہ نہ مدد دے اس کو اس چیز پر کہ اس کا ضرر مسلمانوں پر پلٹ آئے اور ابن مزیر نے کہا کہ اہل علم کا مذہب قرار چکا ہے اس پر کہ جائز ہے اہل صناعت کو جیسا کہ صباغ اور خیاط ہے یہ کہ کام کریں واسطے کافروں اہل ذمہ کے اور یہ ذلت نہیں گنی جاتی بخلاف اس کے جو کافر کے گھر میں اس کی خدمت کرے اور ساتھ طریق تابعداری کے واسطے اس کے اور خباب کی حدیث کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۱۱۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي
حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ
حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا
۲۱۱۳۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مرد لڑکا تھا سو میں نے عاص کے واسطے کام کیا یعنی اس کے واسطے تلوار بنائی سو میری مزدوری اس کے پاس جمع ہوئی سو میں اس کے پاس

تقاضا کرنے کو آیا تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ادا کروں گا تجھ کو مزدوری تیری یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو تو میں نے کہا کہ خبردار ہو قسم ہے اللہ کی نہیں کافر ہوں گا میں ساتھ محمد ﷺ یہاں تک کہ تو مرے اور پھر اٹھایا جائے تو عاص نے کہا کہ کیا میں مرنے کے بعد اٹھایا جاؤں گا یعنی کیا قیامت قائم ہوگی میں نے کہا کہ ہاں عاص نے کہا کہ عنقریب ہے کہ مجھ کو وہاں مال اور اولاد ملے گی تو میں تجھ کو تیرا قرض ادا کر دوں گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ کیا تو نے دیکھا اس کو جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے۔

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ دی جاتی ہے بچ جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ سورۃ الحمد کے اوپر گروہوں عرب کے یعنی سورہ الحمد کے ساتھ منتر پڑھنا اور اس کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا درست ہے۔

فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاجْتَمَعَ لِي عِنْدَهُ فَاتَيْتُهُ أَنْقَاضَهُ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ أَمَّا وَاللَّهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تَبْعَتْ فَلَا قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِي ثَمَّ مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَقْضِيكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾

بَابُ مَا يُعْطَى فِي الرُّقِيَةِ عَلَى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

فائدہ: اور اعتراض کیا گیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ پر ساتھ اس کے کہ نہیں مختلف ہوتا حکم ساتھ اختلاف مکانوں کے اور نہ ساتھ اختلاف جنسوں کے یعنی بلکہ الحمد کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنی ہر شخص کو اور ہر جگہ درست ہے تو پھر اس کو عرب کے ساتھ تخصیص کرنے کی کیا وجہ ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے یعنی اس قید سے غیر کی نفی لازم نہیں آتی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللَّهِ۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جن کاموں پر تم مزدوری لیتے ہو تو قرآن کی مزدوری لینا ان سے زیادہ تر لائق ہے۔

فائدہ: مبصّل کیا ہے اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے طب میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے جمہور علماء کے کہ قرآن کی پڑھائی پر مزدوری یعنی درست ہے اور حنفیہ نے ان کی مخالفت کی ہے سو کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت یعنی درست نہیں لیکن اگر بطور دوا کے قرآن سے جھاڑ پھونک کرے تو اس کی اجرت یعنی درست ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم کی اجرت یعنی اس واسطے منع ہے کہ وہ عبادت ہے اور عبادت میں اجر

اللہ پر ہوتا ہے اور قیاس چاہتا ہے کہ اس سے جھاڑ پھونک پر بھی اجرت نہ ہو لیکن جائز رکھا انہوں نے اس کو واسطے دلیل اس حدیث کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اجر سے اس حدیث میں ثواب ہے اور چال قصے کی اس تاویل سے انکار کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ ان حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں اس باب میں کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینے پر بڑا عذاب ہے روایت کیا ان کو ابو داؤد وغیرہ نے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ ثابت کرنا نسخ کا ہے ساتھ احتمال کے اور احتمال سے نسخ ثابت کرنا مردود ہے اور ساتھ اس کے کہ حدیثوں میں مطلق منع کی تصریح نہیں بلکہ وہ واقعہ کے وقتوں کی ہیں جو تاویل کا احتمال رکھتے ہیں تاکہ صحیح حدیثوں کے موافق ہو جائیں مانند حدیث باب کی اور نیز اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث مذکور میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کے ساتھ قائم ہو یعنی ان کی سند قوی نہیں پس نہ معارض ہوں گی احادیث صحیحہ کی اور اس کی بحث ہم کتاب النکاح میں پھر کریں گے۔ (فتح)

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا يَشْتَرُطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُعْطِيَ شَيْئًا فَلْيَقْبَلْهُ وَقَالَ الْحَكَمُ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعَلِّمِ وَأُعْطِيَ الْحَسَنُ دَرَاهِمَ عَشْرَةَ

اور شعبی نے کہا کہ معلم قرآن کی پڑھائی پر اجرت کی شرط نہ کرے مگر یہ کہ کوئی چیز دیا جائے تو اس کو قبول کرے یعنی اور چاہیے کہ قبول کرے اور حکم نے کہا کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ اس نے معلم کی اجرت کو مکروہ جانا ہو اور حسن بصری نے دس درہم قرآن کی اجرت دی۔

فائدہ: یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب میں دانا ہوا تو میں نے اپنے چچا سے کہا کہ معلم کچھ چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ پہلے معلم کچھ نہ لیا کرتے تھے پھر کہا کہ اس کو پانچ درہم دے دے سو میں ہمیشہ کہتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ اس کو دس درہم دے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ کتابت کی اجرت درست ہے اور شرط مکروہ ہے۔ (فتح)

وَلَمْ يَرِ ابْنُ سِيرِينَ بِأَجْرِ الْقَسَامِ بَأْسًا وَقَالَ كَانَ يُقَالُ السُّحْتُ الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَكَانُوا يُعْطَوْنَ عَلَى الْخَرَصِ

اور ابن سیرین نے بانٹنے والے کی مزدوری میں کچھ ڈر نہیں دیکھا یعنی اگر کوئی کسی چیز مشترک کو کئی آدمیوں کے درمیان بانٹے تو اس کی اجرت لینی درست ہے اور کہا جاتا تھا سحت جس پر حدیث میں وعید واقع ہوئی ہے اس کے معنی رشوت فی الحکم ہے یعنی جو چیز کہ حاکم کسی سے حکم میں لے وہ سحت ہے یعنی حرام ہے اور تھے لوگ کہ

دیے جاتے تھے اجرت تخمینہ اور اندازہ کرنے پر۔

فائدہ: اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ بانٹنے والے کو مزدوری یعنی درست ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے اس بات میں کہ ہر ایک ان میں سے دو آدمیوں کے جھگڑے کو فیصل کرتا ہے اور اس واسطے کہ اندازہ سے بھی مقصود قسمت ہی ہوتی ہے اور مناسبت ذکر قسم اور خاص کی واسطے باب کے مشترک ہونا ہے اس میں کہ جنس ان دونوں کی اور جنس تعلیم قرآن اور منتر کی ایک ہے اسی واسطے امام مالک نے عقد وثاق پر اجرت کو مکروہ رکھا ہے اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ ہیں اور نیز اس نے مکروہ جانا ہے اجرت قسم کو اور بعض کہتے ہیں کہ مالک نے اس کو اس واسطے مکروہ جانا ہے کہ اس کو بیت المال سے روزی ملتی تھی پس مکروہ جانا اس نے یہ کہ اس پر اجرت لے اور حقون نے اشارہ کیا ہے طرف جواز کی وقت فاسد ہونے امور بیت المال کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں لوگوں نے نئی نکالی ہیں کہ ان پر اجرت نہ لی جاتی تھی نر کی جفتی پر اور مال کے بانٹنے پر اور تعلیم پر اور یہ مرسل ہے اور یہ بتلاتی ہے ساتھ اس کے کہ لوگ اس سے پہلے اس کے ساتھ احسان کیا کرتے تھے سو جب حرص عام ہوئی تو لوگوں نے اجرت چاہی تو یہ نیک عادتوں سے نہ گئی گئی سو جو اس کو مکروہ جانتا ہے تو مراد اس سے مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتح)

۲۱۱۵۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ اصحاب سفر کو چلے یہاں تک کہ عرب کے ایک گروہ پر اترے تو ان سے کھانا مانگا تو انہوں نے ان کی مہمانی نہ کی تو ان کے سردار کو سانپ نے کاٹا تو انہوں نے اس کے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی اس حال میں کہ اس کو کوئی چیز فائدہ نہ دیتی تھی یعنی اس کے واسطے ہر دعا طلب کی اور بہت جھاڑ پھونک کی مگر اس کو آرام نہ ہوا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر تم اس گروہ کے پاس جاؤ جو تمہارے گاؤں کے پاس اترے ہیں تو شاید ان میں سے کسی کے پاس کچھ علاج ہو تو وہ لوگ اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہا کہ اے گروہ ہمارے سردار کو سانپ نے کاٹا اور ہم نے اس کے واسطے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی لیکن اس کو کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی تو کیا کسی کے پاس تم میں سے کچھ علاج ہے تو بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی میں منتر جانتا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے تم سے کھانا

۲۱۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ أَبِي الْمَتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرَةٍ سَافَرُواَهَا حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيَّفُوهُمْ فَلَدَغَ سَيْدُ ذَلِكَ الْحَيِّ لَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَاَتَوْهُمْ فَقَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لَدَغَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْقِي وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَقَدْ

اَسْتَصْفَنَّاكُمْ فَلَمْ تُصَيِّفُونَا فَمَا اَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعَلًا فَصَالِحُوهُمْ عَلَى قِطْعٍ مِنَ النِّعَمِ فَاَنْطَلَقَ يَتَقَلُّ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَكَانَ مَا نُشِطُ مِنْ عِقَالٍ فَاَنْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلْبَةٌ قَالَ فَاَوْفُوهُمْ جُعَلَهُمُ الَّذِي صَالِحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اَقْسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَفَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرْ لَهُ الَّذِي كَانَ فَتَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ وَمَا يَذْرِيكَ اَنَّهَا رُقِيَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ أَصْبَحْتُ اَقْسِمُوا وَاضْرِبُوا إِلَيَّ مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ بِهَذَا؛

مانگا تھا سو تم نے ہماری ضیافت نہ کی سو میں تمہارے واسطے منتر نہ پڑھوں گا یہاں تک کہ تم ہمارے واسطے مزدوری ٹھہراؤ تو انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کچھ بکریوں پر صلح کی تو ابو سعید رضی اللہ عنہ اس پر لب ڈالنے کو چلے اور سورہ الحمد پڑھتے تھے تو اس کو فوراً شفا ہوئی گویا کہ وہ رسے سے کھولا گیا سو وہ چلا اس حال میں کہ اس کو کچھ بیماری نہ تھی سو جس مزدوری پر انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے صلح کی تھی وہ ان کو پوری دی تو بعضوں نے کہا کہ اس کو بانٹ لو سو جس نے منتر پڑھا تھا اس نے کہا کہ نہ بانٹو یہاں تک کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور یہ معاملہ حضرت ﷺ سے ذکر کریں سو ہم دیکھیں کہ حضرت ﷺ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں کہ یہ حلال ہے یا نہیں سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور یہ قصہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کیوں کر جانا کہ الحمد منتر ہے پھر فرمایا کہ تم نے اچھا کیا اس کو بانٹ لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو سو حضرت ﷺ نے قسم فرمایا اور منے یعنی ان کے خوش کرنے کے واسطے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نے تین بار سورہ الحمد پڑھی اور لب ڈالنے کا عمل جھاڑ پھونک میں قرأت کے بعد ہوتا ہے واسطے حاصل کرنے برکت قرأت کے جوارج میں جن پر لب پڑتی ہے پس حاصل ہوگی برکت اس لب میں کہ اس کو ڈالے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے منتر پڑھنا ساتھ قرآن کے اور ملحق ہوگی ساتھ اس کے وہ چیز کہ ہو ساتھ ذکر اور دعا ماثور کے اور اسی طرح دعا غیر ماثور بھی جو ماثور کے معنی کے مخالف نہ ہو اور اس کے سوائے اور ایپر اور چیز کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنی سونہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے اور مفصل بیان اس کا کتاب الطب میں آئے گا اور یہ کہ مشروع ہے ضیافت جنگلیوں پر اور اترنا عرب کے بانیوں پر اور طلب کرنا اس چیز کا کہ ان کے پاس ہو بطور ضیافت اور خرید کے اور اس میں مقابلہ کرنا اس شخص کا ہے جو تعظیم سے باز رہے ساتھ مانند کام اس کے کے واسطے اس چیز کے کہ کیا اس کو صحابی نے باز رہنے سے منتر سے بچ مقابلاً باز رہنے ان لوگوں کے ضیافت ان کی سے اور یہ طریق موسیٰ علیہ السلام کا ہے بچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تو جانتا تو

اس پر اجرت لیتا اور نہ عذر کیا اس سے خضر علیہ السلام نے مگر ساتھ امر خارجی کے اور اس میں جاری کرنا اس چیز کا ہے کہ لازم کرے اس کو آدمی اپنی جان پر اس واسطے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے التزام کیا اس کا کہ منتر پڑھے اور یہ کہ ہو مزدوری واسطے اس کے اور اس کے یاروں کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حکم کیا کہ اس کو پورا کرے اور یہ کہ جائز ہے کہ شریک ہو موہوب میں جب کہ اس کی اصل معلوم ہو اور یہ کہ جائز ہے مانگنا حدیث کا اس شخص سے کہ جانے کہ اس کو اس کی رغبت ہے اور اس کے سوال کا قبول کرنا اور یہ کہ جائز ہے قبض کرنا اس چیز کا کہ اس کا ظاہر حلت ہو اور ترک کرنا تصرف کا بیچ اس کے جب کہ اس میں کوئی شبہ عارض ہو اور یہ کہ جائز ہے اجتہاد کرنا وقت نہ ہونے نص کے اور بیان ہے عظمت قرآن کا اصحاب رضی اللہ عنہم کے سینے میں خاص کر فاتحہ کا اور یہ کہ رزق مقسوم نہیں طاقت رکھتا وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے منع کرنے اس کے کی اس شخص سے کہ اس کی قسمت میں لکھا ہے اس واسطے کہ انہوں نے ضیافت سے منع کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں اصحاب کا حصہ لکھا ہوا تھا اور انہوں نے ان کو نہ دیا سو ان کے سردار کو سانپ نے کاٹا تا کہ ان کا رزق مقسوم ان کو ملے اور اس میں حکمت بالغہ ہے اس واسطے کہ خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے جو سردار تھا منع میں اس واسطے کہ عادت ہے کہ لوگ اپنی سردار کی پیروی کرتے ہیں سو جب کہ وہ منع میں ان کو سردار تھا تو خاص کیا گیا ساتھ عذاب کے سوائے اور ان کی سزا پوری۔ (فتح)

غلام اور لونڈی کے خراج کا بیان

بَابُ ضَرِيْبَةِ الْعَبْدِ وَتَعَاهِدِ ضَرَائِبِ

الْإِمَاءِ

فائدہ: خراج اس کو کہتے ہیں جو مالک اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ ہر روز اپنی مزدوری سے اتنا ہم کو دیا کرنا باقی تم لینا۔ (فتح)

۳۱۱۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سینگ لگائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے واسطے ایک یا دو صاع اناج کے دینے کا حکم دیا اور اس کے مالکوں سے کلام کیا یعنی اس کی سفارش کی تو انہوں نے اس کے خراج سے تخفیف کی۔

۲۱۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَجَّمَ أَبُو طَيْبَةَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَهُ مَوْلَاهُ فَخَفَّفَ عَنْ عَلَيْهِ أَوْ ضَرِيْبَتِهِ.

فائدہ: دلالت اس حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے بیان کرنا اس کے حکم کا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو اس کو برقرار رکھا تو اس میں دلیل ہے واسطے جواز کے اور اپر خراج لونڈیوں کا پس پکڑا جاتا ہے اس سے ساتھ طریق الحاق کے اور ان کو تعاہد کے ساتھ خاص کیا یعنی جو ترجمہ میں کہا کہ باب ہے بیان میں خبر

گیری خراج لونڈیوں کے تو یہ اس واسطے ہے کہ اکثر اوقات اس میں فتنے فساد کا گمان ہے نہیں تو جیسا کہ یہ خوف ہے کہ مبادا وہ اپنی شرمگاہ سے کمائے ویسا ہی یہ خوف ہے کہ مبادا غلام مثلاً چوری سے کمائے اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ اس نے تاریخ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر گیری کرو اپنی لونڈیوں کے خراج کی اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے کمائی لونڈی کی سے یہاں تک کہ معلوم ہو اور آخر بیوع میں اس کا ذکر ہو چکا ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ شاید اس نے ارادہ کیا ہے ساتھ تعاہد کے خبر گیری کرنے واسطے مقدار خراج لونڈی کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بہت ہو اور گناہ کے ساتھ کمانے کی طرف محتاج ہو اور دلالت اس کی حدیث سے حکم کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ تخفیف کرنے خراج حجام کے پس لازم ہونا اس کا لونڈی کے حق میں اولیٰ ہے واسطے سبب خراج خاص کے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ خَرَاجِ الْحَجَّامِ
حجام یعنی سینگی لگانے والے کے خراج کا بیان
یعنی جائز ہے

۲۱۱۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری دی۔

۲۱۱۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُعْطِيَ الْحَجَّامَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر جانتے کہ وہ مکروہ ہے تو اس کو نہ دیتے اور یہ ظاہر ہے حد جواز میں اور معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ مراد کراہت سے اس جگہ کراہت تحریمی ہے اور شاید کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو کہتا ہے کہ حجام کا کسب حرام ہے اور اس کے بعد علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ حلال ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور کہتے ہیں کہ وہ کسب ہے کہ اس میں ذلت ہے اور حرام نہیں اور کہتے ہیں کہ زجر تہزیبی پر محمول ہے اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے اور پہلے حرام تھا پھر مباح ہوا اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں طحاوی اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور امام احمد اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ آزاد اور غلام کے درمیان فرق ہے سو آزاد آدمی کو سینگی کے ساتھ کمانا مکروہ ہے اور اس کو اس سے اپنی جان پر خرچ کرنا حرام ہے اور جائز ہے اس کو خرچ کرنا اپنے غلاموں پر اور چوپاؤں پر اور کہتے ہیں کہ غلام کو سینگی سے کمانا مطلق مباح ہے اور عمدہ دلیل ان کی محیصہ کی ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے حجام کی کمائی کا اذن چاہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اونٹ کو اور غلام کو کھلا روایت کی یہ حدیث اصحاب سنن وغیرہ نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور ابن جوزی نے ذکر کیا کہ حجام کی اجرت مکروہ تو اس

واسطے ہے کہ وہ ان چیزوں میں ہے جو واجب ہیں مسلمان کے واسطے مسلمان پر واسطے اعانت اس کی کے وقت محتاجی کے پس نہیں لائق ہے یہ کہ اس پر اجرت لے اور تطبیق دی ہے ابن عربی نے درمیان اس حدیث کے کہ کسب حجام کا خبیث ہے اور درمیان اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کی اجرت دی ساتھ اس کے کہ جائز اس وقت ہے جب کہ ہو اجرت کام معلوم پر اور زجر محمول ہے اس پر جب کہ کام مجہول پر ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبکی لگانا مباح ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اسکے مانند کھانے خون وغیرہ کی اور یہ کہ جائز ہے اجرت معالجہ پر ساتھ طب اور سفارش کرنے طرف اصحاب حقوق کے یہ کہ تخفیف کریں اس سے اور یہ کہ جائز ہے خراج مالک کا اپنے غلام پر اس طرح کہ اس کو کہے کہ اذن دیا میں نے واسطے تیرے یہ کہ مکائے تو اس شرط پر کہ تو مجھ کو ہر روز اتنا دیا کرے اور جو زیادہ ہو پس وہ واسطے تیرے ہے اور یہ کہ جائز ہے کام لینا غلام سے بغیر اذن مالک خاص اس کے کی جب کہ اس کو اذن عام ہو۔ (فتح)

۲۱۱۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سبکی لگوائی اور حجام کو اس کی اجرت دی اور اگر جانتے کہ یہ مکروہ ہے تو اس کو نہ دیتے۔

۲۱۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ اخْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَةً لَمْ يُعْطِهِ.

۲۱۱۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ سبکی لگواتے اور نہ کم دیتے تھے کسی کو مزدوری اس کی۔

۲۱۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَجِمُ وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرَهُ.

فائدہ: اس میں ثابت کرنا اجرت حجام کا ہے بطریق استنباط کے بخلاف پہلی روایت کے کہ اس میں جزم ہے ساتھ اس کے بطور تنقیص کے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو غلام کے مالکوں سے کلام کرے یہ کہ اس کے خراج سے تخفیف کریں

بَابُ مَنْ كَلَّمَ مَوَالِيَ الْعَبْدِ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاஜِهِ

فائدہ: یعنی بطور احسان کے ان سے نہ بطور الزام کے اور احتمال ہے کہ واسطے لازم کرنے کے ہو جب کہ غلام اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (فتح)

۲۱۲۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک غلام کو بلایا تو اس نے حضرت ﷺ کو سینگ لگائی تو حکم کیا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے ساتھ ایک صاع یا دو صاع یا ایک مد یا دو مد کے اور اس کے مالکوں سے اس کے حق میں سفارش کی تو اس کے خراج سے تخفیف ہوئی۔

۲۱۲۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا حَجَّامًا فَحَجَّمَهُ وَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ أَوْ صَاعَيْنِ أَوْ مِدٍّ أَوْ مَدَّيْنِ وَكَلَّمَهُ فِيهِ فَخَفِفَ مِنْ ضَرْبَيْتِهِ.

بَابُ كَسْبِ الْبُعِيِّ وَالْإِمَاءِ

بیان ہے ان حدیثوں کا جو حرام کار عورت اور لونڈی کے کسب میں وارد ہوئی ہیں

فائدہ: یعنی اور لونڈی کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے اور نہیں تصریح کی امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے شاید کہ اس نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ منع کسب لونڈی کا ساتھ گناہ کے ہے نہ ساتھ کسبوں جائزہ کے۔
وَكُرِّهَ إِبْرَاهِيمُ أَجْرَ النَّائِحَةِ وَالْمُغْنِيَةِ
اور ابراہیم نے کہا کہ نوحہ کرنے والی اور گانے والی عورت کی اجرت مکروہ ہے

فائدہ: اور شاید کے اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ تھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں محمول ہے کہ جب اس میں کسب منع ہو یا کھینچنے طرف ایسے امر کی کہ شرعاً ممنوع ہو اور دونوں کے درمیان علت اختیار کرنا گناہ کا ہے۔ (فتح)

اور اللہ نے فرمایا کہ نہ زبردستی کرو اپنی لونڈی کو حرام کاری پر یعنی ان سے زبردستی حرام نہ کراؤ حرام کو نہ کرو اور اگر وہ بچنا چاہیں تا غفورٌ رَحِيمٌ تک اور مجاہد نے کہا کہ نئیات سے مراد لونڈیاں ہیں۔

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تُكْرَهُوا قِيَاتِكُمْ عَلَى الْبُعَاءِ إِنْ أَرَدْتُمْ تَحَصُّنًا لِنَبْغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِمْ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ قِيَاتِكُمْ إِمَائِكُمْ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے اپنی لونڈی کو حکم کیا کہ حرام کاری کرے سو اس نے حرام کاری کی اور ایک چادر لائی تو اس نے کہا کہ پھر جا اور دوسرے سے حرام کاری کر تو اس نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جاؤں گی تو اس وقت یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ انصار کی ایک لونڈی حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ میرا مالک مجھ سے زبردستی حرام کاری کرواتا ہے تو یہ آیت اتری پس ظاہر یہ ہے کہ یہ آیت دونوں کے حق میں اتری اور یہ جو کہا کہ اگر بچنا چاہیں تو اس کے واسطے مفہوم نہیں بلکہ یہ باعتبار غالب عادت کے خارج ہوا ہے

اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں متصور ہے اگر اہ جب کہ بچنا نہ چاہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت اختیار کے مقام میں ہیں۔ (فتح)

۲۱۲۱۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے مول اور حرام کار عورت کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

۲۱۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۲۱۲۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کے کسب سے منع فرمایا یعنی جو حرام کاری سے کمائے نہ وہ جو کہ جائز کسب سے کمائے۔

۲۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی پوری شرح کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے۔

باب عَسْبِ الْفُحْلِ باب ہے بیان میں جفتی کروانے کے مادہ پر

فائدہ: یعنی خواہ اونٹ ہو یا گھوڑا یا مینڈھا وغیرہ اور اس میں اختلاف ہے کہ نہ کی جفتی کروانے سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ نہ کی منی کو مول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جماع کی اجرت ہے اور اخیر معنی پر جاری ہوئے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ اور پہلی وجہ کو تائید کرتی ہے حدیث مسلم کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی جفتی کرنے سے منع فرمایا اور نہیں ہے یہ حدیث صریح صحیح نہ حمل کرنے کے اجارے پر اس واسطے کہ اجارہ بیچنا منفعت کا ہے اور تائید کرتی ہے محمول کرنے کو اجارے پر نہ مول پر وہ حدیث جو قتادہ رضی اللہ عنہ سے پہلے گزر چکی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اونٹ کی جفتی کرانے کی اجرت کو مکروہہ جانتے تھے اور ہر تقدیر پر پس بیچنا اس کا اور اجارہ کرنا اس کا حرام ہے اس واسطے کہ وہ مال غیر مقوم ہے یعنی شارع کے نزدیک اس کی قیمت نہیں مثلاً شراب کہ شارع کے نزدیک اس کی کچھ قیمت نہیں اگرچہ کفار کے نزدیک اس کی قیمت ہے اور نہ معلوم ہے اور نہ اس کے سپرد کرنے کی طاقت ہے اور ایک وجہ میں واسطے شافعیہ اور حنابلہ کے جائز ہے اور اجارہ مدت معلوم تک اور یہ بھی قول ہے حسن اور ابن سیرین کا اور ایک روایت مالک سے قوی کیا ہے اس کو ابہری وغیرہ نے اور محمول کیا ہے اس نے نبی کو اس وقت پر جب کہ واقع ہو واسطے مدت مجہول کے اور ابہر جب کہ اجارہ لے اس کو ایک مدت معلوم تک تو اس کا کچھ ڈر نہیں جیسا کہ جائز ہے

اجارہ لینا واسطے پیوند کرنے مجبوروں کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فرق کے اس واسطے کہ مقصود اس جگہ پانی نہ کا ہے اور اس کا مالک عاجز ہے اس کے سپرد کرنے سے بخلاف پیوند کرنے کے پھر نبی شراء اور کراء (بیچنا اور کرائے پر دینا) سے تو صرف اس واسطے صادر ہوئی ہے کہ دھوکا اور دغا بازی ہے اور لیکن اس کا مانگنا تو نہیں اختلاف ہے اس کے جواز میں یعنی اس کو عاریۃ لینا بالاتفاق جائز ہے اور اگر مستعیر معیر کو ہدیہ بھیجے بدون شرط کے تو اس کا قبول کرنا جائز ہے اور واسطے ترمذی کے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے نزکی جفتی کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے اس کو منع فرمایا یعنی اجرت کے ساتھ نہ کا مادہ پر چھوڑنا منع ہے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نہ زکو عاریۃ دیتے ہیں پھر ہم کو انعام ملتا ہے یعنی ہم اجرت نہیں ٹھہراتے بلکہ یوں ہی بطور انعام کے لوگ ہم کو کچھ دیتے ہیں تو حضرت ﷺ نے اس کو انعام لینے کی اجازت دی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو گھوڑا چھوڑے یعنی گھوڑی پر اور اس کی نسل ہو تو اس کو ستر گھوڑوں کا ثواب ملتا ہے۔ (فتح)

۲۱۲۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نزکی جفتی کروانے (کی اجرت) سے منع فرمایا۔

۲۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غَسْبِ الْفَحْلِ.

جب کوئی زمین کو اجارے پر لے پھر ایک ان دونوں سے مر جائے یعنی یا اجارہ دینے والا یا لینے والا تو اس کا حکم ہے؟

بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَرْضًا فَمَاتَ أَحَدُهُمَا

فائدہ: یعنی کیا اجارہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور کو فیوں کا یہ مذہب ہے کہ اجارہ ٹوٹ جاتا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ وارث گردن کا مالک ہوا ہے اور منفعت اس کی تابع ہے پس دور ہوا ہاتھ اجارہ لینے والے کا اس چیز سے ساتھ مرنے اس شخص کے جس نے اجارہ دیا تھا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منفعت کبھی گردن سے جدا ہو جاتی ہے جیسا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کا نفع منسوب ہے پس اس وقت ملک منفعت کے واسطے مستاجر کے باقی ہے ساتھ مقتضی عقد کے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ اجارہ نہیں فسخ ہوتا ہے ساتھ مرنے ناظر وقف کے پس اسی طرح اس جگہ بھی فسخ نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَيْسَ لِأَهْلِهِ أَنْ يُخْرِجُوهُ إِلَى تَمَامِ الْأَجَلِ وَقَالَ

اور ابن سیرین نے کہا کہ نہیں جائز ہے مردے کے وارثوں کو یہ کہ نکالیں مستاجر کو اس چیز سے کہ اجارہ دیا

الْحَكْمُ وَالْحَسَنُ وَيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ
تُمْضِي الْإِجَارَةَ إِلَى أَجْلِهَا.

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ فَكَانَ ذَلِكَ
عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَبَى بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ
وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ جَدَّا
الْإِجَارَةَ بَعْدَمَا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: پس معلوم ہوا کہ ایک کے مرنے کے ساتھ اجارہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتح)

۲۱۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ
يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ
مِنْهَا وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمَزَارِعَ
كَانَتْ تُكْرَمُ عَلَى شَيْءٍ سَمَاهُ نَافِعٌ لَا
أَحْفَظُهُ وَأَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ
كَرَآءِ الْمَزَارِعِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ.

ہے اس کو مردے نے تمام ہونے مدت تک یعنی وہ چیز
مدت معین تک مستاجر ہی کے قبضے میں رہے گی اور حسن
اور حکم اور ایاس نے کہا کہ جاری رکھا جائے اجارہ اپنی
مدت تک یعنی جو مدت کہ عقد کے وقت قرار پا چکی ہے۔
اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے خیبر کے یہود
کو نصف حصے پیداوار پر دیا یعنی خیبر کی زمین یہود کو اجارہ
دی کہ وہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھا ہم کو
دینا اور آدھا تم لینا اور تھا یہ اجارہ بیچ زمانے حضرت رضی اللہ عنہ
کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور ابتداء خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے اور
نہیں مذکور ہوئی یہ بات کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے
حضرت رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بعد از سر نو اجارہ کیا ہو۔

۲۱۲۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے
خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں
اور کھیتی بوئیں اور ان کو آدھی پیداوار ملے گی اور یہ کہ ابن
عمر رضی اللہ عنہ نے نافع کو حدیث بیان کی کہ تحقیق تھی زمین کرایہ پر
دی جاتی اوپر ایک چیز کے کہ نام لیا اس کا رافع نے مجھ کو یاد
نہیں ہے اور یہ کہ رافع بن خدیج نے حدیث بیان کی ابن
عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے زراعت کی زمین کرائے سے
منع فرمایا ہے اور روایت کی عبد اللہ نے نافع سے اس نے
روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ یہاں تک کہ نکالا یہود کو
عمر رضی اللہ عنہ نے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ہے حوالے کے بیان میں

کِتَابُ الْحَوَالَاتِ

باب ہے حوالے کے بیان میں

بَابُ الْحَوَالَةِ

فائدہ: حوالہ کے معنی شرع میں نقل کرنا قرض کا ہے ایک ذمی سے طرف دوسرے ذمی کے جیسے مثلاً زید کا عمرو پر قرض آتا ہے اور عمرو بکر کو کہے کہ تو میرا قرض میری طرف سے زید کو ادا کر دے تو عمر کو محیل کہتے ہیں یعنی حوالہ کرنے والا اور زید کو محتمل کہتے ہیں یعنی حوالہ قبول کرنے والا اور بکر کو محال علیہ کہتے ہیں یعنی جس پر حوالہ کیا گیا اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ بیع قرض کی ہے بدلے قرض کے جس کی اجازت ہوئی ہے پس مستثنیٰ ہے اس نہی سے جو بیع دین بالذین سے واقع ہوئی ہے یا وہ پورا لینا حق کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عقد ارفاق ہے مستقل ہے اور شرط کی جاتی ہے اس کی صحت میں رضا مندی محیل کے بغیر اختلاف کے اور رضا مندی محتمل کے نزدیک اکثر کے اور محال علیہ کے نزدیک بعض کے جو شاذ ہیں اور نیز شرط ہے کہ دونوں حق صفتوں میں ہم مثل ہوں اور یہ کہ ہو حوالہ چیز معلوم میں اور بعض کہتے ہیں کہ حوالہ خاص ہے ساتھ نقدین یعنی سونے اور چاندی کے اور منع ہے اناج میں اس واسطے کہ وہ بیچنا اناج کا ہے پہلے قبض کرنے اس کے۔ (فتح)

اور کیا رجوع کرے محتمل محیل پر یا نہیں

وَهَلْ يَرْجِعُ لِي الْحَوَالَةِ

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ عقد لازم ہے کہ اس میں رجوع صحیح نہ ہو یا جائز ہے کہ اس میں رجوع صحیح ہو۔

اور حسن اور قتادہ نے کہا کہ اگر حوالہ کرنے کے وقت

وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ إِذَا كَانَ يَوْمَ

محال علیہ مال دار ہو تو جائز ہے

أَحَالَ عَلَيْهِ مَالًا جَازَ

فائدہ: یعنی محتمل کو محیل پر رجوع کرنا نہیں پہنچتا اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر محال علیہ حوالے کے دن تنگ دست ہو تو اس کو رجوع کرنا جائز ہے اور مقید کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ اس وقت کے جب کہ نہ جانتا ہو محتمل ساتھ

افلاس محال علیہ کے یعنی تو نہ رجوع کرے اور حکم سے روایت ہے کہ محال محیل پر رجوع نہ کرے مگر جب کہ محال علیہ مر جائے اور ثوری سے روایت ہے کہ اگر مر جائے تو رجوع کرے اور اگر محال علیہ مفلس ہو جائے تو رجوع نہ کرے مگر روبرو محیل اور محال علیہ کے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ رجوع کرے ساتھ تنگدستی کے مطلقا برابر ہے کہ محال علیہ زندہ ہو یا مر گیا ہو اور افلاس کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ رجوع نہ کرے اور امام مالک نے کہا کہ نہ رجوع کرے محال محیل پر مگر یہ کہ اس کو دھوکا دے جیسا کہ محیل جانتا ہو کہ محال علیہ محتاج ہے اور محال کو یہ حال معلوم نہ کرائے اور حسن اور شریح اور زفر نے کہا کہ حوالہ مانند کفالہ کے ہے پس رجوع کرے دونوں میں سے جس پر چاہے اور ساتھ اسی کے مشترک ہے داخل کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کو ابواب کفالہ کو حوالہ کی کتاب میں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مطلق رجوع نہ کرے اور امام شافعی نے کہا کہ معنی اس قول کے احلہ و ابراء کے یہ ہیں کہ میں نے اپنے حق کو اپنے ذمے سے پھیر دیا اور اس کو اپنے غیر پر ثابت کیا یعنی پس رجوع جائز نہیں اور ذکر کیا ہے اس نے کہ محمد بن حسن نے حجت پکڑی ہے ساتھ حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے کہ رجوع کرے حوالی اور کفالی میں صاحب اس کا نہیں ہلاکت مسلمانوں پر امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے محمد بن حسن سے اس کی اسناد کا حال پوچھا تو ذکر کیا اس نے اس کو ایک راوی مجہول سے ایک دوسرے معروف سے لیکن اس کے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے پس باطل ہوئی حجت پکڑنی ساتھ اس کے کئی وجوہوں سے اور باوجود اس کے حدیث مرفوع نہیں اور اس کے راوی کو شک ہے کہ کیا وہ حوالی میں ہے یا کفالی میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَخَارَجُ الشَّرِيكَانِ
وَأَهْلُ الْمِيرَاثِ فَيَأْخُذُ هَذَا عَيْنًا وَهَذَا
ذَيْنَا فَإِنْ تَوَيَّ لَأَحْدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى
صَاحِبِهِ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بانیں دو شریک اور اہل میراث مال مشترک کو پس ایک عین کو لے اور دوسرا دین کو لے پس اگر ہلاک ہو واسطے ایک کے ان دونوں میں سے وہ چیز کہ لی تھی تو نہ رجوع کرے اپنے ساتھی پر۔

فائدہ: یعنی دو شریک تھے اور ان دونوں کے درمیان ایک مشترک مال تھا اور اس مال میں سے کچھ ان کے پاس موجود تھا اور کچھ پر قرض تھا تو ان دونوں نے اس مال کو آپس میں بانٹ لیا کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو موجود تھا اور کسی کے حصے میں وہ مال آیا جو کسی پر قرض تھا تو اب اگر وہ قرض دار مر جائے یا مفلس ہو جائے یا انکار کرے یا قسم کھائے جبکہ گواہ نہ ہو تو اس شریک کو جائز نہیں کہ اپنے دوسرے ساتھی پر رجوع کرے اور اس سے اس قدر مال بچا لے اس واسطے کہ وہ قرض کے ساتھ راضی ہو گیا تھا (مترجم) اور ابن تین نے کہا کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ واقع ہو یہ تقسیم رضا مندی کے باوجود برابر ہونے قرض کے ساتھ عین کے اور ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو قرض کے ساتھ راضی ہو اور پھر وہ ہلاک ہو جائے تو وہ اس کے ضمان میں ہے پس اس کا تاوان اس پر ہوگا جیسا

کہ اگر کوئی عین خریدتا ہے اور اس کے ہاتھ میں تلف ہو جاتی ہے تو اس کی ضمان اس پر تھی اور لاحق کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے حوالی کے ساتھ اس کے یعنی حوالی میں بھی رجوع نہیں۔ (فتح)

۲۱۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَإِذَا اتَّبَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مِلِّيٍّ فَلْيَتَّبِعْ.

۲۱۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرض دار تمہارے قرض کو کسی مال دار پر حوالہ کرے تو چاہیے کہ قرض خواہ اس کو قبول کرے۔

فائدہ: اور مراد اس جگہ تاخیر کرنا اس چیز کا ہے کہ لازم ہے ادا کرنا اس کا بغیر عذر کے جیسا کہ قرض دار کو قرض ادا کرنے کا مقدور ہے اور وہ تاخیر کرتا ہے تو وہ ظلم ہے اور مال داری مختلف ہے اپنے تفریع میں لیکن مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو ادا پر قادر ہو اگرچہ فقیر ہو کما سیاتی الحجث فیہ اور کیا متصف ہے ساتھ مطل کے وہ شخص کہ نہیں موجود ہے اس کے پاس مال اس قدر کہ اس کا ادا کرنا واجب ہے لیکن وہ قادر ہے اوپر حاصل کرنے اس کے کے ساتھ کسب کے مثلاً اکثر شافعیہ کہتے ہیں کہ مطلق واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق واجب ہے اور اولوگوں نے تفصیل کی ہے درمیان اس کے کہ اگر اصل قرض ایسے سبب سے واجب ہوا ہو کہ اس کے ساتھ نافرمانی ہوتی ہو تو واجب ہے نہیں تو نہیں اور قول آپ کا مطل الغنی جمہور کے نزدیک یہ اضافت مصدر کی ہے طرف فاعل کی اور معنی اس کے یہ ہیں کہ حرام ہے مال دار قادر پر یہ کہ تاخیر کرے قرض کے ادا کرنے میں بعد مستحق ہونے اس کے کے برخلاف عاجز کے اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ حوالہ قبول کرے تو یہ امر واسطے استجاب کے ہے نزدیک جمہور کے اور جس نے اس میں اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ امر واسطے اباحت کے ہے اور یہ شاذ ہے اور حمل کیا ہے اس کو اکثر حنابلہ اور ابو ثور اور ابن جریر اور اہل ظاہر نے ظاہر پر اور خرقی کی عبارت یہ ہے کہ حوالہ کیا جائے ساتھ حق اپنے کے مال دار پر تو واجب ہے اس پر یہ کہ حوالہ قبول کرے اور اس حدیث میں زجر ہے تاخیر کرنے اور ٹال جانے سے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر یہ جان بوجھ کر کرے تو کبیرہ گناہ ہے یا نہیں پس جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس کا فاعل فاسق ہے لیکن کیا ثابت ہوتا ہے فسق اس کا ایک بار تاخیر کرنے کے یا نہیں امام نووی نے کہا کہ مقتضی مذہب ہمارے کا اشتراط تکرار کا ہے اور رد کیا ہے اس کو سبکی نے منہاج میں ساتھ اس کے کہ ہمارے مذہب کا مقتضی یہ ہے کہ تکرار کی شرط نہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس طرح کہ منع کرنا حق کا بعد طلب اس کی کے اور ڈھونڈنا عذر کا ادا کرنے اس کے سے مانند غصب کی ہے اور غصب کبیرہ ہے اور اس کو ظلم کہنا مشعر ہے ساتھ ہونے اس کے کے کبیرہ اور کبیرے میں تکرار شرط نہیں ہاں نہیں حکم کیا جاتا اس پر ساتھ

اس کے مگر بعد اس کے کہ ظاہر ہو عدم عذر اس کا اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا فاسق ہوتا ہے ساتھ تاخیر کے ساتھ قدرت کے پہلے طلب کے یا نہیں سو حدیث باب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فسق طلب پر موقوف ہے اس واسطے کہ مطل مشعر ہے ساتھ اس کے اور داخل ہے مطل میں ہر وہ شخص کہ لازم ہے اس کو حق مانند خاند کی واسطے بی بی اپنی کے اور مالک کے واسطے غلام اپنے کے اور حاکم کی واسطے رعیت اپنی کے اور بالعکس اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو اداسے عاجز ہو وہ ظلم میں داخل نہیں اور یہ استدلال بطریق مفہوم کے ہے اس واسطے کہ معلق کرنا حکم کا ساتھ ایک صفت کے ذات کی صفات سے دلالت کرتا ہے اوپر نفی حکم کے ذات سے نزدیک دور ہونے اس صفت کے اور جو مفہوم کا قائل نہیں وہ جواب دیتا ہے کہ عاجز کا نام باطل نہیں رکھا جاتا اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس مال دار کا مال غائب ہو وہ ظلم میں داخل نہیں ہوتا اور کیا وہ عموم مال داری سے مخصوص ہے یا وہ حکم میں مال دار نہیں ظاہر تر دوسری بات ہے اس واسطے کہ اس کو اس حالت میں زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے سو اگر حکم میں مال دار ہوتا تو اس کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہ ہوتا اور استنباط کیا گیا ہے اس سے کہ متکدست کو نہ قید کیا جائے اور نہ اس سے مطالبہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کو میسر ہو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر اس کا مواخذہ جائز ہوتا تو البتہ ہوتا ظالم اور فرض کی ہوئی بات یہ ہے کہ وہ ظالم نہیں واسطے عاجز ہونے اس کے اور بعض علماء نے کہا کہ جائز ہے اس کو بند کرنا اس کا اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اس کو یہ کہ ہر وقت اس کے ساتھ لگا رہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب حوالہ صحیح ہو پھر قبض مشکل ہو ساتھ پیدا ہونے کسی مصیبت کے مانند موت کی یا تنگ دستی کی تو نہیں جائز ہے واسطے محال کے رجوع کرنا محیل پر اس واسطے کہ اگر اس کو رجوع کرنا جائز ہوتا تو مال داری کی شرط کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا سو جب مال داری شرط کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ ایسا انتقال ہوا ہے کہ اس کے واسطے رجوع نہیں جیسا کہ اگر اپنے قرض کے بدلے اس کو کچھ عوض دیتا پھر وہ عوض قرض خواہ کے ہاتھ میں تلف ہو جاتا تو نہیں ہے واسطے اس کے رجوع اور حنفیہ کہتے ہیں کہ رجوع کرے وقت مشکل ہونے کے اور تشبیہ دی ہے انہوں نے اس کو ساتھ ضمان کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر لازم پکڑنے باطل کے اور الزام دینے اس کے کے ساتھ دفع قرض کے اور پہنچنے کے طرف اس کی ساتھ ہر طریق کے اور لینے قرض کے اس سے ساتھ زور کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر معتبر ہونے رضا مندی محیل اور محال کے سوائے محال علیہ کے اس واسطے کہ اس کا حدیث میں ذکر نہیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور حنفیہ سے روایت ہے کہ محال علیہ کی رضا مندی بھی شرط ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے اصطخری شافعیہ سے اور اس حدیث میں ارشاد ہے طرف ترک اسباب کی جو قاطع ہیں واسطے جمع ہونے دلوں کے اس واسطے کہ وہ زجر ہے واسطے تاخیر کرنے سے اور وہ پہنچاتی ہے طرف اس کی۔ (فتح)

جب کوئی مال دار پر حوالہ کرے تو نہیں جائز ہے اس کو رد کرنا اور جو مال دار پر حوالہ کیا جائے تو چاہیے کہ حوالی کا قبول کرے معنی اس کے یہ ہیں کہ جب کسی کا تجھ پر حق ہو اور تو اس کو کسی مال دار مرد پر حوالہ کر دے اور وہ تیری طرف سے اس کا ضامن ہو جائے پس اگر تو اس کے بعد مفلس ہو جائے تو جائز واسطے اس کے کہ پیچھے لگے صاحب حوالہ کے اور اس سے اپنا حق لے۔

۲۱۲۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب قرض دار تمہارے قرض کو کسی مال دار پر حوالہ کرے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ حوالہ قبول کرے۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس میں موافق ہے واسطے جمہور کے اوپر عدم رجوع کے (فتح) مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کے معنی بیان کیے ہیں وہ بظاہر جمہور کے موافق نہیں۔

باب مردے کا قرض کسی آدمی پر حوالہ کرے تو جائز ہے

بَابُ إِنْ أَحَالَ ذَيْنَ الْمَيِّتِ عَلَى رَجُلٍ جَازَ

۲۱۲۷۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں لوگ ایک جنازہ لائے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ پڑھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے تو لوگوں نے فرمایا کہ نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے کچھ چھوڑا ہے، صحاب نے کہا کہ نہیں تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا، پھر لوگ ایک اور جنازہ لائے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ پڑھائیں سو حضرت ﷺ نے

بَابُ إِذَا أَحَالَ عَلَى مَلِيٍّ فَلَيْسَ لَهُ رَدُّ وَمَنْ اتَّبَعَ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ مَعْنَاهُ إِذَا كَانَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَأَخْلَتْهُ عَلَى رَجُلٍ مَلِيٍّ فَضَمِنَ ذَلِكَ مِنْكَ فَإِنْ أَفْلَسْتَ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ أَنْ يَتَّبِعَ صَاحِبَ الْحَوَالَةِ فَيَأْخُذَ عَنْهُ.

۲۱۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَمَنْ اتَّبَعَ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ.

۲۱۲۷۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَى بِجَنَازَةٍ فَقَالُوا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ ذَيْنُ قَالُوا لَا قَالَ لَهْلَ لَهْلَ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا لَا فَصَلِّ عَلَيْهِ ثُمَّ أَتَى بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ عَلَيْهِ ذَيْنُ قِيلَ نَعَمْ

قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا ثَلَاثَةٌ دَنَائِيرَ
فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ أَتَى بِالثَّلَاثَةِ فَقَالُوا صَلِّ
عَلَيْهَا قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ فَهَلْ
عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوا ثَلَاثَةٌ دَنَائِيرَ قَالَ صَلُّوا
عَلَى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا
رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى دَيْنِهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ.

فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے تو کسی نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ
اس نے کچھ چھوڑا ہے اصحاب نے کہا کہ تین دینار چھوڑ گیا تو
حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ بھی پڑھا پھر لوگ تیسرا جنازہ
لائے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ
پڑھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے
انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ اس پر کچھ قرض ہے لوگوں نے کہا
کہ تین دینار اس پر قرض ہیں فرمایا کہ اپنے ساتھی پر جنازہ پڑھو
ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ اس کا جنازہ
پڑھیں اور اس کا قرض میرے ذمے ہے یعنی میں اس کی طرف
سے ادا کروں گا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا۔

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس پر کچھ قرض ہے تو اس سوال کا سبب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں
آئندہ آئے گا کہ حضرت ﷺ کے پاس جنازہ لایا جاتا تھا اور اس پر قرض ہوتا تھا تو حضرت ﷺ پوچھتے تھے کہ کیا
اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے پس اگر آپ ﷺ سے بیان کیا جاتا کہ وہ اس قدر مال
چھوڑ گیا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو جائے گا تو حضرت ﷺ اس پر نماز پڑھتے نہیں تو مسلمانوں کو کہتے کہ اپنے
ساتھی پر نماز پڑھو پھر جب اللہ نے آپ ﷺ پر فتوحات کھولیں یعنی غنیمتیں ہاتھ لگیں تو حضرت ﷺ نے یہ پوچھنا
چھوڑ دیا اور اس حدیث میں تین آدمی کے حال کا ذکر ہے چوتھے کا ذکر نہیں پہلا وہ شخص ہے جس پر نہ کچھ قرض تھا
اور نہ اس نے کچھ چھوڑا تھا اور دوسرا وہ ہے کہ اس پر کچھ قرض تھا اور اس نے قرض ادا کرنے کے موافق مال چھوڑا
ہے اور تیسرا وہ ہے کہ اس پر کچھ قرض ہے اور اس نے ادا کرنے کے موافق کچھ نہ چھوڑا تھا اور چوتھا وہ ہے کہ اس
پر قرض نہ تھا اور اس نے مال چھوڑا تھا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے اور اس کو اس واسطے ذکر
نہیں کیا کہ وہ بہت تھا یعنی ایسے جنازے بہت تھے اور ابن بطلان نے کہا کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کفالہ یعنی
مردے کے قرض کا ضامن ہونا صحیح ہے اور اس کو مردے کے مال میں رجوع کرنا درست نہیں اور مالک سے روایت
ہے کہ اگر یہ کہے کہ میں تو اس واسطے ضامن ہوا ہوں کہ رجوع کروں تو اس کو رجوع جائز ہے اور اگر مردے کے
واسطے مال نہ ہو اور ضامن نے یہ حال معلوم کر لیا ہو تو اس کو رجوع کرنا جائز نہیں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اگر
مردہ ادا قرض کے موافق مال چھوڑ جائے تو جائز ہے ضمان بقدر اس چیز کے کہ چھوڑ گیا اور اگر مردے نے ادا قرض
کے موافق مال نہ چھوڑا ہو تو یہ ضمان صحیح نہیں اور یہ حدیث دلیل ہے واسطے جمہور کے اور اس حدیث میں اشعار ہے

ساتھ دشوار ہونے امر دین کے یعنی قرض کے اور یہ کہ نہیں لائق ہے اٹھانا اس کا مگر ضرورت سے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باب حوالہ کا باندھا ہے اور حدیث میں ضمان کا ذکر ہے تو یہ اس واسطے ہے کہ حوالہ اور ضمان دونوں بعض کے نزدیک متقارب ہیں یعنی ان کے معنی آپس میں قریب قریب ہیں اور یہی مذہب ہے ابو ثور کا اس واسطے کہ معنی حوالہ کے نقل کرنا ذمے ایک مرد کا ہے طرف ذمے دوسرے مرد کی اور ضمان اس حدیث میں نقل کرنا اس چیز کا ہے کہ مردے کے ذمے ہو طرف ذمے ضامن کی پس ہو گیا مانند حوالہ کے برابر۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب ہے ضامن ہونے کے بیان میں

کِتَابُ الْكَفَالَةِ

باب ہے بیچ بیان ضامن ہونے کے قرض اور دیون کے ساتھ حاضر کرنے بدنوں کے اور غیر بدنوں کے یعنی حاضر ضامن ہونا ہے یا مال ضامن ہونا ہے اور عطف دیون کا قرض میں عطف عام کا ہے خاص پر اور مراد ساتھ غیر ابدان کے مال ہے۔

بَابُ الْكَفَالَةِ فِي الْقَرْضِ وَالذُّيُونِ
بِالْأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا

فائدہ: قرض کے معنی مشہور ہیں اور دین اس سے عام ہے یعنی جو چیز کہ کسی سبب سے کسی کے ذمہ لازم ہو مانند مہر

وغیرہ کے (ت)

حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو زکوٰۃ تحصیل کرنے کو بھیجا سو ایک مرد نے اپنی عورت کی لونڈی سے زنا کیا تو حمزہ نے کہا کہ البتہ میں تجھ کو سنگسار کروں گا تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ اس کا مقدمہ اس سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اٹھایا گیا تھا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سو کوڑا مارا تھا اور اس کو سنگسار نہ کیا تھا تو حمزہ نے اس مرد سے ضامن لیا کہ مبادا کہیں بھاگ نہ جائے اور کسی کے ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ سے پچھوا بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی یعنی جو وہاں کے لوگ کہتے ہیں وہ سچ ہے اور عذر کیا اس نے اس کو ساتھ

وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ
بْنِ عُمَرَ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَوَقَعَ رَجُلٌ
عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَأَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ
الرَّجُلِ كَفِيلًا حَتَّى قَدِمَ عَلَى عُمَرَ
وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهُ مِائَةَ جَلْدَةٍ
فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهُ بِالْجَهَالَةِ .

جہالت کے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس کو سنگسار نہ کیا تو اس واسطے نہ کیا تھا کہ اس نے عذر کیا تھا کہ مجھ کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ میری عورت کی لونڈی مجھ پر حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ضامن ہونا ساتھ حاضر کرنے بدلوں کے اس واسطے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ صحابی ہے اور اس نے یہ کام کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہ کیا باوجود اس کے کہ اس وقت بہت اصحاب موجود تھے اور یہ جو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے تو ظاہر یہ ہے کہ یہ بطور تعزیر کے تھا اور اس میں شاہد ہے واسطے مذہب مالک کے بیچ تجاوز کرنے امام کے تعزیر میں بقدر حد کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ وہ فعل صحابی کا ہے اور مرفوع حدیث اس کے معارض ہے پس اس میں حجت نہیں اور نیز اس میں یہ بھی صریح نہیں کہ یہ بطور تعزیر کے تھا پس شاید کہ عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہوگا کہ زانی محسن اگر حرمت کو جانتا ہو تو سنگسار کیا جائے اور اگر نہ جانتا ہو تو اس کو کوڑے مارے جائیں۔ (فتح)

اور جریر اور اشعث نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرتدوں کے حق میں کہا کہ ان سے توبہ کراؤ اور ضامن لو قوم ان کی سے تو توبہ کی انہوں نے اور ضمانت دی ان کی قبیلے ان کے نے۔

وَقَالَ جَرِيرٌ وَالْأَشْعَثُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمُرْتَدِّينَ اسْتَبْهُمْ وَكَفَلَهُمْ فَتَابُوا وَكَفَلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ.

فائدہ: ابن مسیر نے کہا کہ پڑا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کفالہ بالابدان کو قرضوں میں کفالہ بالابدان سے حدود میں ساتھ طریق اولی کے اور ساتھ حاضر ضامن ہونے کے ہیں جمہور اور جو لوگ اس کے قائل ہیں ان کو اس میں اختلاف نہیں کہ اگر مکفول ساتھ حد قصاص کے غائب ہو جائے یا مر جائے تو ضامن پر حد نہیں بخلاف دین کے اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ضامن جب مال ادا کرے گا تو واجب ہوگا واسطے اس کے صاحب مال پر مثل اس کی۔

اور حماد نے کہا کہ اگر نفس کا ضامن ہو یعنی میں اس کو حاضر کروں گا اور مکفول مر جائے تو ضامن پر کچھ نہیں اور حکم نے کہا کہ وہ ضامن ہوتا ہے یعنی اس مال کا کہ مکفول کے ذمے تھا۔

وَقَالَ حَمَادٌ إِذَا تَكْفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَكَمُ يَضْمَنُ

فائدہ: اور یہی قول ہے جمہور کا کہ وہ مال کا ضامن ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسَلِّفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَقَالَ أَتَيْتَنِي بِالشَّهَدَاءِ أَشْهَدُهُمْ فَقَالَ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا قَالَ فَاتَيْتَنِي بِالْكَفِيلِ قَالَ كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا قَالَ صَدَقْتَ فَذَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ التَّمَسَّ مَرْكَبًا يَرَكِبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْأَجَلِ الَّذِي أَجَلَهُ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ وَصَحِيفَةً مِنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ ثُمَّ رَجَعَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ أَتَى بِهَا إِلَيَّ الْبَحْرِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فَلَنَا أَلْفَ دِينَارٍ فَسَأَلَنِي كَفِيلًا فَقُلْتُ كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا فَرَضِي بِكَ وَسَأَلَنِي شَهِيدًا فَقُلْتُ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا فَرَضِي بِكَ وَأَنِّي جَهِدْتُ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَلَمْ أَقْدِرْ وَإِنِّي أَسْتَدْعُوكَ فَرَمِي بِهَا فِي الْبَحْرِ حَتَّى وَلَجَتْ فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِي ذَلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَخْرُجُ إِلَى بَلَدِهِ فَخَرَجَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا حضرت علیؓ نے بنی اسرائیل کی قوم میں سے ایک مرد نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں تو اس نے کہا کہ میرے پاس گواہوں کو لا کہ ان کو قرض کا گواہ کروں تو اس نے کہا کہ اللہ کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو قرض دینے والے نے کہا کہ تو کوئی ضامن ہی کو تو لا اس نے کہا کہ اللہ کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے اس نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے سو اس کو ایک ہزار اشرفیاں ایک مدت معلوم کے وعدے پر دیں سو وہ سوداگری کے واسطے سمندر کے سفر میں گیا سو اپنے کام سے فراغت پا چکا پھر اس نے جہاز کی تلاش کی تا کہ اس پر سوار ہو کر مدت مقرر کے اندر قرض خواہ کے پاس آئے تو اس نے کوئی جہاز نہ پایا تو ایک لکڑی کو لے کر کرید پھر اس میں ہزار اشرفیوں کو بھرا اور اپنا ایک خط قرض خواہ کے نام کا اس میں ڈالا پھر کریدنے کے جگہ کو خوب بند کیا اور اس کو سمندر پر لے آیا پھر کہا کہ الہی تو جانتا ہے کہ میں نے فلا نے سے ہزار اشرفیاں قرض لیں تھیں تو اس نے مجھ سے ضامن مانگا تھا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری ضامنی سے راضی ہو گیا تھا پھر اس نے مجھ سے گواہ مانگا تھا تو میں نے کہا کہ اللہ کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے سو وہ تیری گواہی سے راضی ہو گیا تھا اور میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز پاؤں یعنی تا کہ اس کا قرض ادا کروں سو میں نے نہ پایا اب میں تجھ کو یہ لکڑی امانت سپرد کرتا ہوں پھر اس کو سمندر میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ ڈوب گئی پھر وہاں سے

الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ يَنْظُرُ لَعَلَّ
مَرْكَبًا قَدْ جَاءَ بِمَالِهِ فَإِذَا بِالْخَشْبَةِ الَّتِي
فِيهَا الْمَالُ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطْبًا فَلَمَّا
نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيفَةَ ثُمَّ قَدِمَ
الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَأَتَى بِالْأَلْفِ دِينَارٍ
فَقَالَ وَاللَّهِ مَا زِلْتُ جَاهِلًا فِي طَلَبِ
مَرْكَبٍ لَاتِيكَ بِمَالِكَ فَمَا وَجَدْتُ
مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي أَتَيْتُ فِيهِ قَالَ هَلْ
كُنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ قَالَ أُخْبِرُكَ
أَنِّي لَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِي جِئْتُ فِيهِ
قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذَى عَنْكَ الَّذِي بَعَثْتَ
فِي الْخَشْبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْأَلْفِ الدِّينَارِ
رَاضِيًا.

پلٹ آیا اور وہ لوٹنے کے وقت بھی جہاز کی تلاش میں تھا
تا اس کے شہر کو جائے سو جس مرد نے قرض دیا تھا وہ
دیکھنے کا نکلا کہ شاید کوئی جہاز اس کا مال لایا ہو سو اس
نے اچانک اس لکڑی کا دیکھا جس میں اس کا مال تھا سو
اس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے لیا تو جب
اس کو چیرا تو مال اور خط کو پایا پھر کچھ مدت کے بعد وہ
قرض لینے والا آیا اور ہزار اشرفیاں لایا اور کہا کہ قسم ہے
اللہ کی کہ میں ہمیشہ جہاز کی تلاش میں کوشش کرتا رہا کہ
میں تیرے پاس تیرا مال لاؤں سو اس وقت کے آنے
سے پہلے میں نے کوئی جہاز نہ پایا تو قرض دینے والے
نے کہا کیا تو نے کچھ میرے پاس بھیجا تھا اس نے کہا
کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ میں نے اپنے آنے سے
پہلے کوئی جہاز نہ پایا قرض دینے والے نے کہا سو البتہ
اللہ نے تیری طرف سے جو مال کہ تو نے لکڑی میں بھیجا
تھا سو پہنچا دیا سو اب تو اپنی ہزار اشرفیاں لے کر خیریت
سے پھر جا۔

فائدہ: کہتے ہیں کہ جس نے قرض دیا تھا وہ نجاشی حبشہ کا بادشاہ تھا اور نسبت اس کی طرف بنی اسرائیل کی اس
سبب سے ہے کہ وہ ان کے تابع تھا نہ یہ کہ وہ ان کی نسل سے تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مقرر کرنا
مدت کا قرض میں اور واجب ہے پورا کرنا اس کا اور بعض کہتے ہیں کہ واجب نہیں بلکہ وہ معروف کے باب سے
ہے اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنی اس چیز سے کہ واقع ہوئی بنی اسرائیل میں عجائب سے واسطے نصیحت لینے اور
بیرونی کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا دریا میں اور تجارت کرنی بیچ اس کے اور یہ کہ کاتب پہلے اپنا نام لکھے
اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا گواہ کا قرض میں اور ضامن طلب کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ اللہ پر توکل کرنے کی بڑی
فضیلت ہے اور یہ کہ جس کا توکل صحیح ہو اس کی مدد کا اللہ ضامن ہوتا ہے اور وجہ دلالت کرنے اس کے کی کفالت پر یہ
ہے کہ حضرت ﷺ نے اس واقعہ کو ذکر کیا اور اس کو برقرار رکھا اور سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا اس کو اس واسطے
کہ اس کی پیروی کی جائے نہیں تو اس کے ذکر کرنے کا کچھ فائدہ نہ تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتَوْهُمْ نَصِيحَهُمْ﴾
باب ہے بیچ بیان حکم مضمون اس آیت کے کہ جن سے قرار باندھا تم نے ان کو دوحصہ ان کا

فائدہ: جب مہاجرین مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے اور انصار کے درمیان برادری کر دی اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا تو مہاجرین اور انصار نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ خون میرا خون تیرا ہے اور تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا سو مرنے کے بعد وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اور ناطے دار محروم رہتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور ناطے دار وارث قرار پائے۔

۲۱۲۸۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصْرِيفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ وَرَثَةً وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْأَنْصَارِيَّ ذَوْنَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ النَّبِيِّ أَخِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ نَسَخَتْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ إِلَّا النَّصْرَ وَالرِّفَادَةَ وَالنَّصِيحَةَ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصَى لَهُ.

۲۱۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ واسطے ہر کسی کے ٹھہرا دیئے ہم نے وارث ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ موالی کے معنی وارث کے ہیں اور آیت والذین عقدت ایمانکم کی تفسیر میں کہا کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینے میں حضرت ﷺ کے پاس آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا سوائے اپنے قرائبی کے واسطے اس برادری کے کہ حضرت ﷺ نے ان کے درمیان کرا دی تھی سو جب یہ آیت اتری کہ ہم نے سب کے وارث ٹھہرا دیئے ہیں تو پہلی آیت منسوخ ہوگئی یعنی والذین عقدت ایمانکم پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مستثنیٰ ہے اس حکم منسوخ سے مدد کرنی اور سلوک کرنا اور خیر خواہی کرنی اور دور ہوا حکم میراث کا اور وصیت کی جائے واسطے اس کے یعنی جو حضرت ﷺ کے برادری کرانے کے سبب سے وارث ہوتا تھا۔

فائدہ: اور مقصود اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ کفالہ لازم کرنا مال کا ہے اوپر اپنے بغیر عوض کے بطور استحباب کے پس لازم ہوگا جیسا کہ لازم ہوتا ہے استحقاق میراث کا ساتھ قسم کے جو منعقد کی ہے اوپر وجہ استحباب کے اور ابو داؤد نے عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے مرد سے قسم کھاتا تھا جن کے درمیان نسبت نہ ہوتی تھی سو وہ ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا سو منسوخ کیا اس حکم کو اس آیت نے وَأُولَى الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ۔ (نح)

۲۱۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ ۲۱۲۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد الرحمن ہمارے

پاس آئے تو حضرت ﷺ نے اس کے اور معید بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری کرائی۔

جَعْفَرُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَأَخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ.

فائدہ: اور غرض اس سے ثابت کرنا قسم کا ہے اسلام میں اور یہ پوری حدیث بیوع میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۱۳۰۔ عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ کفر کی قسم اور عہد پیمان کا اسلام میں کچھ اعتبار نہیں تو اس نے کہا کہ حلف دی حضرت ﷺ نے درمیان قریش کے اور انصار کے بچ گھر میرے کے (یعنی ان کے درمیان برادری کرائی)۔

۲۱۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَلَفَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ خَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي ذَارِي.

فائدہ: حلف کے معنی عہد کے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ عہد کریں آپس میں لوگ اسلام میں ان چیزوں پر جن پر جاہلیت سے پہلے عہد کیا کرتے تھے اور گویا کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس حدیث کی جو مسلم میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے حلف اسلام میں اور جس نے جاہلیت کے وقت عہد و پیمان کیا ہو تو نہیں زیادہ کرتا ہے اس کو اسلام مگر مضبوطی اور طبری نے کہا کہ وہ چیز کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے انس رضی اللہ عنہ نے اوپر ثابت کرنے حلف کے نہیں مخالف ہے نفی کو جو جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ برادری مذکور اول ہجرت میں تھی اور اس کے سبب ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے پھر اس سے میراث منسوخ ہوئی اور باقی رہی وہ چیز جس کو قرآن نے باطل نہ کیا اور وہ حق پر مدد کرنی ہے اور ظالم کا ظلم سے روکنا میں کہتا ہوں کہ معلوم ہوئی ساتھ اس کے وجہ وارد کرنے دونوں حدیثوں انس رضی اللہ عنہ کی ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور خطاب نے کہا کہ ابن عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا حالف ہیٹھ یعنی برادری کرائی درمیان ان کے اس کی مراد یہ ہے کہ کفر کی حالت میں حلف کرنے کے معنی اور اسلام میں برادری کرنے کے معنی ایک ہیں لیکن وہ اسلام میں جاری ہے احکام دین پر اور اس کی حدود پر اور جاہلیت کے حلف جاری تھے اس چیز پر کہ تھے تو وضع کرتے اس کو آپس کے ساتھ فکروں اپنی کے سو جو چیز اس سے اسلام کے حکم کے مخالف تھی وہ باطل ہوئی اور جو باقی تھا اپنے حال پر رہا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَكْفَلَ عَنْ مَيْتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ

جو مردے کی طرف سے قرض کا ضامن ہو تو اس کو ضمانت سے پھرنا جائز نہیں اور ساتھ اسی کے قائل ہے حسن بصری۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کو پھرنا جائز نہیں تو احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ ضمانت سے پھرنا جائز نہیں بلکہ وہ لازم ہے واسطے اس کے اور قرار پا چکا ہے حق اس کے ذمہ میں اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ رجوع کرے ترکہ میں بقدر اس چیز کے کہ ضامن ہوا تھا ساتھ اس کے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ مقصود اس کے کے۔ (فتح)

۲۱۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوا لَا فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوا نَعَمْ قَالَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى دَيْنِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ.

۲۱۳۱۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت ﷺ کے پاس ایک جنازہ لائے تاکہ آپ ﷺ اس پر نماز پڑھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے لوگوں نے کہا کہ نہیں تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لوگ ایک اور جنازہ لائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس نماز پڑھو اپنے ساتھی پر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کا قرض میرے ذمہ ہے تو حضرت ﷺ نے اس پر بھی نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ اگر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو ضمانت سے پھرنا جائز ہوتا تو حضرت ﷺ قرض دار پر نماز نہ پڑھتے یہاں تک کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس کا قرض ادا کر دیتے واسطے اس احتمال کے کہ شاید پھر جائے تو اس کی یہ صورت ہوتی کہ حضرت ﷺ نے قرض دار پر نماز پڑھی ہے جس کا قرض باقی تھا تو معلوم ہوا کہ اس کو پھرنا جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے ضمانت اس چیز کے کہ میت پر ہے قرض سے اور نہیں چھوڑا اس نے اس قدر مال کہ اس سے قرض ادا ہو سکے اور یہی قول ہے جمہور کا برخلاف ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور مبالغہ کیا ہے طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد کرنے میں۔ (فتح)

۲۱۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أُعْطِيتُكَ هَكَذَا

۲۱۳۲۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح یعنی لپیں بھر بھر دوں گا سو بحرین سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا پھر جب بحرین کا مال آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پکارا کہ جس سے

حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جس کا حضرت ﷺ پر قرض ہو تو چاہیے کہ وہ ہمارے پاس آئے کہ ہم اس کا حق ادا کریں سو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس طرح اس طرح فرمایا تھا سو انہوں نے مجھ کو دو لپیں بھر کر دیں سو میں نے ان درہموں کو گنا تو ناگہاں وہ پانچ سو درہم تھے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہزار درہم اور گن لے۔

www.KitaboSunnat.com

وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمْ يَجِءْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةٌ أَوْ ذَيْنَ فَلْيَأْتِنَا فَاتَيْنَهُ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا فَحَنَى لِي حَنِيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَهَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں تین بار کا ذکر آیا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار کھولے اور ساتھ اسی کے ظاہر ہوگی مناسبت قول اس کے کی آخر حدیث میں کہ میں نے ان کو گنا تو اچانک وہ پانچ سو درہم تھے پھر کہا کہ ہزار درہم اور گن لے اور پوری شرح اس کی آئندہ آئے گی اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے قائم مقام ہوئے تو ضامن ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ جو حضرت ﷺ پر تھا حق واجب یا مستحب سے سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو ان کو لازم ہوا یہ کہ ادا کریں تمام وہ چیزیں جو حضرت ﷺ پر تھی قرض سے یا وعدے سے اور تھے حضرت ﷺ دوست رکھتے پورا کرنے وعدے کو سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو جاری کیا اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے یعنی وعدے کا پورا کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا واسطے دلیل اس حدیث کے اور نہیں دلالت ہے بیچ سیاق اس کے کے اوپر خصوصیت کے اور نہ اوپر وجوب کے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد عدل کا اصحاب میں سے اگرچہ اس میں راوی کا اپنا فائدہ ہو اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے دعویٰ کی صحت پر گواہ طلب نہ کیا اور احتمال ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو اور اپنے علم سے اس کے واسطے حکم کیا ہو پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز مثل اس کی کے واسطے حاکم کے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں امان دینے کا فر کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بیچ زمانے حضرت ﷺ کے اور عہد کرنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔

بَابُ جَوَابِ أَبِي بَكْرٍ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهِ

فائدہ: جواز سے مراد ذمہ اور امان ہے۔

۲۱۳۳۔ عائدہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماں

۲۱۳۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

باپ کو ہرگز نہ پہچانا مگر کہ وہ دین اسلام کی پیروی کرتے تھے یعنی میری ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے اور کوئی دن ہم پر نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ ہمارے پاس آتے تھے یعنی حضرت ﷺ ہر روز ہمارے گھر میں آیا کرتے تھے صبح کو اور شام کو سو جب مسلمان مصیبت میں مبتلا ہوئے یعنی کافروں نے ان کو ایذا دی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادے پر حبشہ کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب برق الغماد (نام ہے ایک جگہ کا یمن میں) میں پہنچے تو ان کو ابن دغنه ملا اور وہ قبیلہ قاہرہ کا سردار تھا تو اس نے کہا کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تو کہاں کا ارادہ کرتا ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری قوم نے مجھ کو نکال دیا اور میں چاہتا ہوں کہ زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں اور ابن دغنه نے کہا کہ بے شک تیرے جیسا آدمی لائق نہیں کہ نکلے یا نکالا جائے اس واسطے کہ بے شک کہ تو فقیر کی مدد کرتا ہے اور برادر پروری کرتا ہے اور عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثوں پر یعنی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتا ہے اور میں تجھ کو امان دیتا ہوں سو تو پلٹ چل اور عبادت کر اپنے رب کی اپنے شہر میں سو ابن دغنه نے کوچ کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھرا اور کفار قریش کے رئیسوں میں گھوما تو اس نے ان کو کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا آدمی نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے کیا تم ایسے مرد کو نکالتے ہو کہ فقیر کی مدد کرتا ہے اور برادر پروری کرتا ہے اور عیال کو اٹھاتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور حق کے حادثوں میں یعنی مصیبتوں میں لوگوں پر مدد کرتا ہے تو قریش نے ابن دغنه کی امان جائز رکھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امان دی اور ابن دغنه سے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ

الَّتِي عَنْ عَقِيلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَغْقِلْ أَبُوبَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ أَغْقِلْ أَبُوبَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرْ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفِي النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتَلَى الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مَهْجَرًا قَبْلَ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرَكَ الْعِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغْنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تَرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ فَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّغْنَةِ إِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يَخْرُجُ فَإِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَقْرَى الضَّيْفَ وَتَعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَأَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَأَعْبُدْ رَبَّكَ بِيْلَادِكَ فَارْتَحِلْ ابْنُ الدَّغْنَةِ فَرَجَعَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَطَافَ فِي أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلَهُ وَلَا يَخْرُجُ اتَّخِرْ جُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَيَقْرَى الضَّيْفَ

سے حکم کر کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے اور نہ ایذا دے ہم کو ساتھ نماز اور قرات کے اور نہ اس کو بلند آواز سے پڑھے اس واسطے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارے لڑکوں اور ہماری عورتوں کو فتنے میں ڈالے تو ابن دغنه نے یہ بات ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے اور اپنے گھر کے سوا اور جگہ میں اپنی نماز اور قرات کو پکار کر نہ پڑھتے تھے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مسجد بنانے کا خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی وہ اس میں نماز اور قرآن پڑھا کرتے تھے اور مشرکوں کے لڑکے اور عورتیں ان کے اوپر ہجوم کرتے تھے اور ان سے خوش ہوتے تھے اور ان کو دیکھتے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے مرد تھے قرآن پڑھنے کے وقت اپنے آنسو روک نہ سکتے تھے تو کفار قریش کے رئیس اس سے گھبرائے کہ مبادا بال بچے مسلمان نہ ہو جائیں تو انہوں نے کسی کو ابن دغنه کے پاس بھیجا وہ ان پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امان دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور وہ اس عہد سے بڑھ گیا سو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی ہے اور نماز اور قرات پکار کر پڑھتے ہیں اور ہم نے خوف کیا کہ ہماری عورتوں اور بچوں کا فتنے میں نہ ڈالے سو تو اس پاس جا سوا اگر وہ چاہیں کہ صرف اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو کریں سو اگر وہ نہ مانیں یہ کہ اس کو پکار کر پڑھیں تو اس کو سوال کر کہ تیرا ذمہ تجھ کو پھیر دے اس واسطے کہ ہم برا جانتے ہیں اس کو کہ تیرا عہد توڑیں اور نہیں ہم قرار کرنے والے واسطے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پکار کر پڑھنے کو

وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْفَذَتْ قُرَيْشُ جَوَارَ ابْنِ الدَّغْنَةِ وَآمَنُوا أَبَا بَكْرٍ وَقَالُوا يَا ابْنَ الدَّغْنَةِ مَرَّ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُعْبَدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِنَا بِذَلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنَ بِهِ فَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا نَا قَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدَّغْنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ فَلَفَظَ أَبُو بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلَاةِ وَلَا الْقِرَاءَةِ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَأَ لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفَنَاءِ دَارِهِ وَبَرَزَ لَفَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقْصِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُونَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَاءَ لَا يَمْلِكُ دَمْعُهُ حِينَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَالْفَزَعُ ذَلِكَ أَشْرَافُ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغْنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا لَهُ إِنَّا كُنَّا أَجْرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَإِنَّهُ جَاوَزَ ذَلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفَنَاءِ دَارِهِ وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَاءَةَ وَقَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا نَا فَأْتِهِ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يُعْبَدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلْ وَإِنْ أُنْبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ ذَلِكَ فَسَلُّهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَكِنَّا مُقَرَّرِينَ لِأَبِي بَكْرٍ الْأَسْتِعْلَانُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغْنَةِ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سوا بن دغنه ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم جانتے ہو وہ چیز کہ جس پر میں نے تمہارے واسطے عہد کیا تھا پس یا تو اس پر اقتصار کرو اور یا میرا ذمہ مجھ کو پھیر دو اس واسطے کہ میں نہیں چاہتا یہ کہ عرب کے لوگ سنیں کہ عہد توڑا گیا میں ایک مرد کے حق میں جس کے واسطے میں نے ذمہ کیا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تیری امان تجھ کو پھیر دیتا ہوں اور اللہ کی امان کے ساتھ راضی ہوتا ہوں اور حضرت ﷺ اس دن مکے میں تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کا گھر مجھ کو خواب میں دکھایا گیا دیکھی میں نے زمین شور کھجوروں والی درمیان دو پتھریلی زمینوں کے سو ہجرت کی جس نے ہجرت کی طرف مدینے کی جب کہ حضرت ﷺ نے یہ ذکر کیا اور رجوع کیا طرف مدینے کی بعض اس شخص نے جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کے ارادے پر سامان تیار کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جا جلدی نہ کر اس واسطے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہوا چاہتی ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ بھی اس کی امید رکھتے ہیں میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو حضرت ﷺ پر روکا تا کہ حضرت ﷺ کے ساتھ ہوں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں اونٹوں کو جو ان کے پاس تھے چار مہینے بول کے چتے کھلائے۔

أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ الَّذِي عَقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِنَّمَا أَنْ تَقْصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِنَّمَا أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أَخْفَرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي أُرَدُّ إِلَيْكَ جَوَارَكَ وَأَرْضِي بِجَوَارِ اللَّهِ وَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُرِيتُ دَارَ هَجْرَتِكُمْ رَأَيْتُ سَبْعَةَ ذَاتِ نَخْلٍ بَيْنَ لَا بَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ حِينَ ذَكَرَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ تَرْجُو ذَلِكَ يَا بَنِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمَرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اس جگہ راضی ہونا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے ساتھ امان ابن دغنه کے اور برقرار رکھنا حضرت ﷺ کا ہے ان کو اوپر اس کے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی کفالت میں یہ ہے کہ وہ لائق ہے ساتھ کفالت بدلوں کے اس واسطے کہ جس نے اس کو امان دی تھی گویا کہ وہ ضامن ہوا تھا ساتھ جان بچا کر کے۔ (فتح)

۲۱۳۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الذِّئْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدِينِهِ فَضْلًا فَإِنْ حَدِثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدِينِهِ وَفَاءً صَلَّى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تَوَفَّى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دِينًا فَعَلَى قَضَاؤِهِ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ.

۲۱۳۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مردہ آدمی لایا جاتا تھا جس پر قرض ہوتا تھا تو حضرت ﷺ پوچھتے تھے کہ کیا اس نے ادا قرض کے واسطے تجہیز و تکفیل سے زیادہ کچھ چھوڑا ہے سو اگر کوئی آپ ﷺ سے بیان کرتا کہ اس نے اس قدر مال چھوڑا ہے کہ اس سے قرض ادا ہو جائے گا تو اس کا جنازہ پڑھتے نہیں تو مسلمانوں کو کہتے کہ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو سو جب اللہ نے آپ ﷺ پر فتوحات کھولیں تو فرمایا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی ہر چیز میں امور دین اور دنیا سے شفقت میری ان پر زیادہ ہے شفقت کرنے ان کے سے اپنی جانوں پر سو جو کوئی مسلمانوں سے مرے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کے قرض کا ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے واسطے ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس حدیث کے پہلے باب ہے بغیر ترجمہ کے اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے اسماعیلی نے اور ابن بطلان نے اس حدیث کو باب من تکفل الخ کے اخیر میں بیان کیا ہے اور یہی بات لائق تر ہے اس واسطے کہ اس حدیث کو جوار ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور جس نے باب الدین کے ساتھ باب باندھا ہے تو یہ بعید ہے اس واسطے کہ لائق اس کے ساتھ یہ تھا کہ کتاب القرض میں ہوتا اور ایک روایت میں ضیاع کا لفظ زیادہ ہے خطابی نے کہا کہ وہ وصف ہے واسطے اس شخص کے کہ پیچھے چھوڑے اس کو مردہ یعنی چھوڑے ذوضیاع کو یعنی جن کے پاس کچھ نہ ہو اور یہ جو فرمایا کہ جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے واسطے ہے تو اس کی بحث کتاب الفرائض میں آئے گی اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے جو قرض دار مردے کا جنازہ نہ پڑھا تو یہ اس واسطے تھا کہ لوگوں کو اپنی زندگی میں قرض ادا کرنے کی رغبت پیدا ہوتا کہ وہ اس سے براءت حاصل کریں تاکہ حضرت ﷺ کی نماز ان سے فوت نہ ہو اور کیا حضرت ﷺ کو قرض دار مردے پر نماز پڑھنی حرام تھی یا جائز اس میں دو قول ہیں نودی نے کہا کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ جائز تھی باوجود ضامن کے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے اور قرطبی نے حکایت کی ہے کہ جو قرض لے کر ناجائز کام میں خرچ کرتا تھا حضرت ﷺ اس کا نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے اور جو قرض لے کر جائز کام میں خرچ کرتا تھا اس کا جنازہ پڑھتے تھے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث تعمیم پر دلالت کرتی ہے

چنانچہ فرمایا کہ جو مر جائے اور اس پر قرض ہو یعنی خواہ قرض لے کر جائز کام میں خرچ کیا ہو یا ناجائز میں اور اگر حال مختلف ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو بیان کرتے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ﷺ اس پر نماز پڑھنے سے باز رہے تو آپ ﷺ کے پاس جبرئیل آئے تو کہا کہ عالم تو قرضوں میں وہ ہے کہ جوزنا اور اسراف میں قرض اٹھائے اور لیکن حرام سے بچنے والا عیال دار سو میں اس کا ضامن ہوں اس کی طرف سے ادا کر دوں گا تو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور حازمی نے کہا متابعات میں اس کا کچھ ڈرنہیں اور اس میں یہ بات نہیں کہ تفصیل مذکور ہمیشہ تھی بلکہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ وہ اس کے بعد عارض ہوئے اور یہ کہ یہی سبب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ جو قرض چھوڑے تو میرے ذمے ہے ادا کرنا اس کا اور یہ قرض کا ادا کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا یا نہیں اس میں دو قول ہیں اور ابن بطلان نے کہا کہ حضرت ﷺ کا یہ قول کہ اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو یہ ناخ ہے واسطے ترک کرنے نماز کے قرض دار مردے پر اور یہ جو فرمایا کہ اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے تو مراد ادا کرنا اس مال سے ہے جو آپ ﷺ کو اللہ غنیموں اور صدقات سے دے گا اور اسی طرح لازم ہے ہر حاکم مسلمان کو یہ کہ کرے یہ کام ساتھ مردے قرض دار کے اور نہیں تو اس پر گناہ ہے اگر مردے کا بیت المال میں حق ہو تو اس سے سب قرض ادا کرے نہیں تو بقدر حصے اس کے کے۔ (فتح)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب ہے وکالت کے بیان میں

کِتَابُ الْوَكَالَةِ

بیان ہے وکالت کرنے شریک کے شریک کی بانٹنے میں
اور اس کے سوا میں

بَابُ وَكَالَةِ الشَّرِيكِ الشَّرِيكِ فِي
الْقِسْمَةِ وَغَيْرِهَا

فائدہ: وکالت کے معنی سپرد کرنا کام کا ہے دوسرے کو اور اس کو اس کا محافظ کرنا اور شرح میں اس کے معنی قائم کرنا
ایک مرد کا ہے دوسرے کو اپنی جگہ میں یعنی اپنا نائب کرنا مطلق ہو یا مقید خواہ سب کاموں میں ہو یا خاص ایک کام
میں۔ (فتح)

اور تحقیق شریک کیا حضرت ﷺ نے علی کو اپنی قربانی
میں پھر حکم کیا ان کو ساتھ بانٹنے ان کے کی فقیروں پر

وَقَدْ أَشْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلِيًّا فِي هَذِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِقِسْمَتِهَا

فائدہ: یہ دو کڑے ہیں دو حدیثوں کے کہ ایک حج میں گزر چکی ہے اور ایک آئندہ آئے گی اور مقصود اس سے اس
جگہ ظاہر ہے حج اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے حج بانٹنے گوشت کے اور یہ جو کہا کہ غیر بانٹنے میں تو
پکڑا جاتا ہے اس سے بطور الحاق کے یعنی اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

۲۱۳۵۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے
مجھ کو حکم دیا کہا کہ ذبح کیے ہوئے اونٹوں کی جھولوں اور
کھالوں کو خیرات کرو یعنی فقیروں پر تقسیم کرو۔

۲۱۳۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ
أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبَدَنِ الَّتِي نَحَرْتُ
وَبِجُلُودِهَا.

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح کتاب الحج میں پہلے گزر چکی ہے اور مقصود اس سے اس جگہ ظاہر ہے حج

اس چیز کے کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے قسمت میں۔ (فتح)

۲۱۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا
الْثَّيْتُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ
بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى
صَحَابَتِهِ فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحَّ بِهَ أَنْتَ.

۲۱۳۶۔ عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو
بکریاں دیں کہ ان کو آپ ﷺ کے یاروں پر تقسیم کرے سو
بکری کا ایک بچہ باقی رہا تو اس نے اس کو حضرت ﷺ سے
ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس کو تو قربانی کر
لے۔

فائدہ: اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس کو تو قربانی کر لے اس
واسطے کہ حضرت ﷺ اس کو جانتے تھے کہ اس کے واسطے بھی اس قسمت میں حصہ ہے تو گویا کہ وہ ان کا شریک تھا
اور اسی نے بکریوں کو ان کے درمیان تقسیم کیا تھا اور ابن نمیر نے ایک اور احتمال نکالا ہے اور وہ یہ ہے کہ احتمال ہے
کہ ہبہ کیا ہو حضرت ﷺ نے واسطے ہر ایک کے مقسوم نمیم سے وہ چیز کہ پھرے طرف ہر ایک کی پس نہ ثابت ہوگی
شرکت اور جواب دیا کہ بیان کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کو قربانیوں میں دوسرے طریق سے ساتھ اس لفظ کے
کہ اس نے ان کے درمیان قربانیاں تقسیم کیں تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے ان بکریوں کو قربانی کے واسطے معین کیا
تھا پھر وہ سب کی سب اکٹھی ان کو بخش دیں پھر عقبہ کو ان کے تقسیم کرنے کا حکم کیا پس صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس
کے واسطے اس چیز کے کہ باب باندھا واسطے اس کے اور ابن بطلان نے کہا کہ شریک کی وکالت جائز ہے جیسا کہ
جائز ہے شرکت وکیل کی میں اس میں اختلاف نہیں جانتا اور استدلال کیا ہے داؤدی نے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے
اوپر جواز سپرد کرنے امر کے طرف رائے شریک کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ احتمال
ہے کہ معین کیا ہو واسطے اس کے وہ شخص کہ دی اس کو جیسا کہ معین کیا واسطے اس کے وہ چیز کہ دی اس کو پس نہ ہوگی
اس میں تفویض۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمُ حَرَبِيًّا فِي دَارِ
الْحَرْبِ أَوْ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ جَزَاءً

اگر مسلمان کافر حربی کو دار الحرب میں یا دار الاسلام میں
وکیل بنائے تو جائز ہے

فائدہ: یعنی جب کافر حربی دار الاسلام میں امان کے ساتھ ہو۔ (فتح)

۲۱۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ صَالِحِ
بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ

۲۱۳۷۔ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
امیہ بن خلف کو خط لکھا کہ میرے اہل اور مال کو کہ مکہ میں
ہے نگاہ رکھے اور نگاہ رکھوں میں اس کے اہل اور مال کو کہ

مدینے میں ہے سو جب میں نے رحمن کا نام لیا یعنی اپنا نام عبدالرحمن لکھا تو اس نے کہا کہ میں رحمن کو نہیں پہچانتا بلکہ مجھے اپنے اس نام کے ساتھ خط لکھ کہ جاہلیت میں تھا سو میں نے اس کو اپنے قدیمی نام عبد عمرو سے خط لکھا سو جب جنگ بدر کا دن ہوا تو میں پہاڑ کی طرف نکلا کہ اس کو نگاہ رکھوں یعنی اس کے خون کو بچاؤں جب کہ لوگ سو گئے سو بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا سو وہ نکلا یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس سے گزرا پس کہا کہ یہ امیہ بن خلف ہے اگر یہ بیچ گیا تو میں اللہ کے عذاب سے نجات نہ پاؤں گا تو انصار کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہمارے پیچھے نکلا سو جب میں ڈرا کہ انصار ہم کو آپلیں تو میں نے ان کو واسطے ان کے بیٹے کو پیچھے ڈالا تاکہ وہ ان کو باز رکھے سو انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر انہوں نے نہ مانا یہاں تک کہ ہمارے پیچھے پڑے اور امیہ بھاری بدن والا تھا سو جب وہ ہمارے پاس پہنچے تو میں نے امیہ کو کہا کہ بیٹھ جا سو وہ بیٹھ گیا تو میں نے اپنے آپ کو اس پر ڈالا تاکہ اس کو ان سے بچاؤں تو انہوں نے میرے نیچے سے اس کی طرف تلواریں داخل کیں یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا اور ان میں سے ایک تلوار میرے پاؤں کو لگی اور عبدالرحمن ہم کو پاؤں کی پیٹھ پر اس کا نشان دکھاتے تھے۔

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَاتَبْتُ أُمِّيَّةَ بْنَ خَلْفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِي فِي صَاعِيَتِي بِمَكَّةَ وَأَحْفَظُهُ فِي صَاعِيَتِهِ بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمَنَ قَالَ لَا أَعْرِفُ الرَّحْمَنَ كَاتِبِنِي بِاسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهُ عَبْدَ عَمْرٍو فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمٍ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلَى جَبَلٍ لِأُحَرِّزَهُ حِينَ نَامَ النَّاسُ فَأَبْصَرَهُ بَلَالٌ فَخَرَجَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أُمِّيَّةُ بْنُ خَلْفٍ لَا نَجُوتُ إِنْ نَجَا أُمِّيَّةُ فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيقٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا فَلَمَّا حَشِيتُ أَنْ يَلْحَقُونَا خَلَفْتُ لَهُمْ ابْنَهُ لِأَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَبُوَا حَتَّى يَتَّبِعُونَا وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا فَلَمَّا أَدْرَكُونَا قُلْتُ لَهُ ابْرُكْ فَبَرَكَ فَالْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لِأَمْنَعَهُ فَتَخَلَّلُوهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَحْتِي حَتَّى قَتَلُوهُ وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِينَا ذَلِكَ الْأَثَرُ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ يُونُسُ بْنُ صَالِحٍ وَابْرَاهِيمُ أَبَاهُ.

فائدہ: اور پورا قصہ اس کا غزوہ بدر میں آئے گا اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہ حالانکہ وہ مسلم تھے دارالاسلام میں سپرد کی طرف امیہ بن خلف کی اور وہ دارالحرب میں تھا وہ چیز کہ متعلق تھی ساتھ کاموں اس کے کی اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا ابن منذر نے کہا کہ اگر مسلمان کافر متامن کو وکیل کرے یا حربی متامن مسلمان کو وکیل کرے تو یہ بالاتفاق جائز ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الصَّرْفِ وَالْمِيزَانِ
فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ بیع صرف میں وکیل کرنا جائز ہے یہاں تک کہ اگر ایک مرد کو درہموں میں صرف کرنے کے واسطے وکیل کرے اور دوسرے کو دینار صرف کرنے کے لیے وکیل کرے اور وہ دونوں آپس میں ملیں اور بیع صرف کریں معتبر ساتھ شرط اپنی کے تو یہ جائز ہے۔ (فتح)
وَقَدْ وَكَّلَ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ فِي الصَّرْفِ اور وکیل کیا عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف میں یعنی بیع صرف میں

فائدہ: سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک برتن سونے سے ملع کیا ہوا دیا اور کہا کہ اس کو لے جا اور بیع ڈال تو اس نے اس کو اس کے دو گنے وزن سے ایک یہودی کے ہاتھ بیچا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو پھیر دے تو یہودی نے کہا کہ میں تجھ کو زیادہ مول دیتا ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر ساتھ برابر وزن کے۔ (فتح)

۲۱۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا
 مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ بْنِ عَبْدِ
 الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ
 عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرٍ فَجَاءَهُمْ
 بِتَمَرٍ جَنْيَبٍ فَقَالَ أَكُلْ تَمَرٍ خَيْبَرٍ هَكَذَا
 فَقَالَ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ
 وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعِ
 بِالذَّرَاهِمِ ثُمَّ اتَّبَعَ بِالذَّرَاهِمِ جَنْيَبًا وَقَالَ
 فِي الْمِيزَانِ مِثْلَ ذَلِكَ.

۲۱۳۸۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا عامل کر کے بھیجا تو وہ وہاں سے عمدہ کھجور جس کو جنبیہ کہتے ہیں حضرت ﷺ کے واسطے لایا تو حضرت ﷺ نے پوچھا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی عمدہ ہوتی ہیں تو اس نے کہا کہ ہم دو صاع ناقص کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا نہ بلکہ تو پہلی جلی ناقص کھجور کو چاندی کے درہموں سے بیچ ڈال کر پھر درہموں سے عمدہ کھجوریں مول لیا کر اور تلنے کے چیزوں میں بھی اسی طرح فرمایا۔

فائدہ: یعنی ہر تلنے والی چیز کا یہی حکم ہے کہ ایک صاع کے بدلے دو صاع نہ بیچی جائے بلکہ برابر بیچی جائے اور مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے سپرد کرنے حضرت ﷺ کے کام اس چیز کا کہ ماپی جائے اور تولی جائے طرف غیر اپنے کی پس وہ بیع معنی وکیل کے ہے حضرت ﷺ طرف سے اور ملحق ہوگی ساتھ اس کے صرف اور ابن بطلان نے کہا کہ بیچنا ناج کا ہاتھوں ہاتھ مثل بیع صرف کی ہے برابر یعنی بیع شرط ہونے اس کے اور اس

سے وکالت کے اخذ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عامل خیر کو فرمایا کہ تو ملی جلی کھجور کو درہموں سے بیچ ڈالا کر بعد اس کے کہ اس نے سنت کے مخالف بیچا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو بیع سود سے منع فرمایا اور اذن دیا اس کو بیع میں بطور سنت کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِي أَوْ الْوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ أَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ ذَبَحَ وَأَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْفَسَادَ.

جب دیکھے چرواہا یا وکیل بکری کو کہ مرتی ہے یا کسی چیز کو کہ فاسد ہوتی ہے تو ذبح کرے اور درست کرے اس چیز کو کہ اس پر فساد کا خوف ہو۔

فائدہ: تو جائز ہے ابن میر نے کہا کہ نہیں غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ حدیث باب کے کلام کرنا بیچ حلال ہونے ذبیحہ کے یا حرام ہونے اس کے کے بلکہ اس کی غرض تو صرف یہ ہے کہ چرواہے اور وکیل سے ضمان ساقط ہو جاتی ہے اور ابن تین نے اعتراض کیا ہے اس پر ساتھ اس کے کہ جس لونڈی نے بکری کو ذبح کیا تھا وہ بکری والی کے ملک میں تھی اور یہ مراد نہیں کہ اس کی ضمان اس پر نہیں آتی اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جو یہ کام کرے اس پر کچھ حرج نہیں اور یہ عام تر ہے تضمین وغیرہ سے۔ (فتح)

۲۱۳۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ أَنبَانًا عَبْدَ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ كَعْبٍ بِنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرْغِي بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةً لَنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَأْكُلُوا حَتَّى أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أُرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَسْأَلُهُ وَأنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ أَوْ أُرْسَلَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَيَعْجِبُنِي أَنَّهَا أَمَةٌ وَأَنَّهَا ذَبَحَتْ تَابِعَةً عَبْدَةً عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

۲۱۳۹- کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے پاس بکریاں تھیں جو سلع (نام ہے ایک پہاڑ کا مدینے میں) میں چرتی تھیں سو ہماری لونڈی نے بکریوں میں سے ایک بکری کو قریب مرگ کے دیکھا سو اس نے پتھر کو توڑا اور اس کو اس سے حلال کیا تو کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ اس کو نہ کھاؤ یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ سے پوچھوں یا کسی کو پوچھنے کے لیے حضرت ﷺ کے پاس بھیجوں یہ (شک راوی کا ہے) اور یہ کہ کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم حضرت ﷺ سے پوچھا یا کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کھانے کا حکم فرمایا عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عجب میں ڈالا مجھ کو اس بات نے کہ وہ لونڈی تھی اور اس نے بکری ذبح کی۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر تصدیق کرنے اس شخص کے جس کے پس امانت رکھی گئی ہو اس چیز پر کہ امین رکھا گیا ہے اوپر اس کے جب تک کہ کوئی دلیل خیانت کی ظاہر نہ ہو اور اس پر کہ اگر وکیل

موبیٹی میں سے نر کو مادہ پر جفتی کرائے بغیر اذن مالک کے جس جگہ اس کی حاجت ہو اور مادہ ہلاک ہو جائے تو اس پر اس کی ضمان نہیں یعنی بدلہ نہیں (فتح) اور چونکہ چرواہا وکیل کا حکم رکھتا ہے تو اصلاح وکیل کو چرواہے کی اصلاح پر قیاس کیا۔ (ت)

بابُ وَكَالَةِ الشَّاهِدِ وَالْغَائِبِ جَائِزَةٌ

حاضر اور غائب کو وکیل کرنا جائز ہے

فائدہ: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جو کوئی شہر میں حاضر ہو وہ اگر کسی کو اپنی طرف سے بغیر عذر کے وکیل کر دے تو درست ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وکیل کرنا منع ہے مگر ساتھ عذر مرض کے یا سفر میں ہو یا ساتھ راضی ہونے خصم کے یعنی جس کے ساتھ وکیل کے واسطے سے معاملہ کرتا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ جس کے اور خصم کے درمیان عداوت ہو اس کو وکیل کرنا درست نہیں اور طحاوی نے جمہور کے قول کی مدد میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اعتماد کیا جواز میں باب کی حدیث پر اور اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر جائز ہونے تو وکیل حاضر کے بغیر شرط کے اور وکالت غائب کی محتاج ہے طرف قبول کرنے وکیل کی وکالت کو ساتھ اتفاق کے اور جب کہ وہ قبول کرنے کے محتاج ہوئے تو حکم غائب اور حاضر کا برابر ہے۔ (فتح)

وَكَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى قَهْرْمَانِهِ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهُ أَنْ يُزَيِّجَ عَنْ أَهْلِهِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ.

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے وکیل کو لکھا اور حالانکہ وہ اس سے غائب تھا یہ کہ صدقہ فطر دے اس کے گھر والوں کی طرف سے چھوٹوں اور بڑوں کی طرف سے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ غائب کو وکیل کرنا درست ہے۔

۲۱۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنَّ مِنَ الْإِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ أَعْطُوهُ فَطَلَبُوا سِنَهُ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللَّهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ حَيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً.

۲۱۴۰- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا جوان اونٹ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تقاضا کرتا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اس کو اونٹ دو تو انہوں نے اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو نہ پایا انہوں نے اونٹ مگر زیادہ عمر اس کی سے یعنی اس کے اونٹ سے زیادہ عمر کا اونٹ پایا تو فرمایا کہ یہی اس کو دو تو اس مرد نے کہا کہ تو نے مجھ کو میرا حق پورا دیا اللہ تجھ کو پورا بدلہ دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی کتاب القرض میں آئے گی اور ترجمہ کی جگہ اس سے واسطے وکالت حاضر کے

ظاہر ہے اور لیکن حکم غائب کا پس اس سے بطریق اولیٰ سمجھا جاتا ہے اس واسطے کہ جب حاضر کو وکیل کرنا جائز ہے باوجود قادر ہونے اس کے کی اوپر کرنے کام کے ساتھ ذات اپنی کے تو جائز ہونا اس کا واسطے غائب کے اس سے اولیٰ ہے واسطے محتاج ہونے اس کے کے طرف اس کی اور کرمانی نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو دو تو یہ شامل ہے حضرت ﷺ کے وکیلوں کو جو حاضر ہوں یا غائب ہوں۔ (فتح)

قرضوں کے ادا کرنے میں وکیل کرنے کا بیان

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي قَضَاءِ الدُّيُونِ

۲۱۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ﷺ کے پاس تقاضا کرتا آیا یعنی اونٹ کا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قرض لیا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو سخت کہا تو اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو سخت کلام کرنی جائز ہے پھر فرمایا کہ اس کے اونٹ کی برابر عمر کا اونٹ اس کو دو تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا یا حضرت ﷺ ہم اونٹ مگر زیادہ تر عمر اس کی سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہی اس کو دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

۲۱۴۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ فَإِنَّ لِبَصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ أَعْطُوهُ سِنًا مِثْلَ سِنِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا نَجِدُ إِلَّا أَمَثْلَ مِنْ سِنِهِ فَقَالَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور ابن منیر نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ بعضوں کو اکثر اوقات وہم ہوتا ہے کہ قرض کا ادا کرنا جب کہ فوراً واجب تھا تو اس میں وکالت منع ہے اس واسطے کہ یہ تاخیر ہے موکل سے طرف وکیل کی تو امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کر دیا کہ یہ جائز ہے اور یہ مطل نہیں گنا جاتا جو منع ہے۔ (فتح)

جب بخشے کوئی چیز واسطے وکیل یا شفیع کسی قوم کے تو جائز ہے واسطے دلیل فرمانے حضرت ﷺ کے ہوازن کے ایچیوں کو جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے غنیمت کا مال مانگا یعنی جو کہ ان کو جو روٹ کے مسلمانوں کے قابو میں آئے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غنیمت کے مال میں سے جو میرا حصہ ہے وہ تمہارے واسطے ہے یعنی میں نے اپنا حصہ تم کو دیا۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ شَيْئًا لَوْكَيْلٍ أَوْ شَفِيعٍ قَوْمٍ جَازَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْفِدٍ هَوَازِنَ حِينَ سَأَلُوهُ الْمَغَانِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبِي لَكُمْ.

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور پوری حدیث کتاب الخمس میں آئے گی۔

۲۱۴۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي
الْثَّيْتُ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ وَرَزَعَمَ عُرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ
وَالْمِسْوَرِ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ
وَقَدْ هَوَازَنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرَدَّ
إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبَّيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيثِ
إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا
السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ
بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ انتظرَهُمْ بَضْعَ عَشْرَةِ لَيْلَةٍ حِينَ
فَقَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ رَادٍّ إِلَيْهِمْ
إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ
سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَاتَّخَذْنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا
هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ
هَؤُلَاءِ قَدْ جَاءُوا وَنَا تَابِعِينَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ
أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ
يُطِيبَ بِذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ
يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ
مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ
طَبَّعْنَا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۲۱۴۲۔ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ
جب ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس
آئے اور آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو
پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کو فرمایا کہ
سب باتوں میں بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو
نہایت سچی ہو سو دونوں چیزوں سے ایک چیز اختیار کر دو خواہ
قیدی خواہ مال اور تحقیق میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور
حضرت ﷺ نے کچھ اوپر دس دن ان کی انتظار کی تھی جب
کہ طائف سے پھرے سو جب ہوازن کے ایلچیوں کو ظاہر ہوا
کہ نہیں پھیر دینے والے ہیں ان کو حضرت ﷺ مگر ایک چیز
دونوں چیزوں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے قیدیوں کو
اختیار کیا یعنی ہمارے جو رو لڑکے ہم کو مل جائیں تو
حضرت ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف
کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات
تو یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے تو بہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے
ہیں اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی یعنی جو رو
لڑکے ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں یہ بات اچھی لگے تو
چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بغیر عوض
پھیر دے اور جو شخص تم میں چاہے کہ اپنے حصے پر قائم رہے
یہاں تک کہ ہم اس کو بدلہ دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ
عنایت کرے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی بطور قرض کے
بلا عوض دے دے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ
ہم ان کے واسطے اس کے ساتھ راضی ہوئے یعنی ہم اپنے
اپنے حصے کے قیدی بلا عوض دے دیں گے تو حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کوئی راضی ہوا اور کون نہیں ہوا سو تم پھر جاؤ یہاں تک کہ تمہارے سردار اور چوہدری تمہارے امر کو ہماری طرف لائیں یعنی تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھر گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے کلام کیا پھر ان کے سردار حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے اور قیدیوں کو پھیر دینے کی اجازت دی۔

وَسَلَّمَ لَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَدْنُ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَأَرْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعُوا إِلَيْنَا عُرْفَاؤَكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَبَّيُوا وَأَذْنُوا.

فائدہ: فتح مکہ کے بعد جنگ حنین میں قوم ہوازن کے جو روڑ کے پڑے آئے اور ان کا مال مسلمانوں کے قابو میں آیا حضرت ﷺ نے ان کا مال اور قیدی اصحاب رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیے بعد اس کے کہ اس قوم نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور موافق ترجمہ کے اس میں یہ لفظ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے بندے ان کو پھیر دوں اور ابن بطلان نے کہا کہ وہ لوگ قوم ہوازن کی طرف سے اپنی تھے اور تھے وکیل اور سفارش کرنے والے بچ پھیر دینے قیدیوں ان کے کے تو حضرت ﷺ نے ان کی سفارش ان کے حق میں قبول کی سو جب طلب کرے وکیل یا شفیع واسطے ذات اپنی کے اور واسطے غیر اپنے کے اور وہ چیز اس کو مل جائے تو اس کا حکم ان کا حکم ہے اور خطاب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقرار وکیل کا اپنے موکل پر مقبول ہے اس واسطے کہ سردار بجائے وکیلوں کے ہیں اس چیز میں کہ قائم کیے گئے ہیں واسطے اس کے امر ان کے سے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ کا اور مقید کیا ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ نے ساتھ حاکم رحمہ اللہ کے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے کہا کہ نہیں صحیح ہے اقرار وکیل کا اپنے موکل پر اور حدیث میں جواز پر حجت نہیں اس واسطے کہ سردار وکیل نہیں بلکہ وہ تو مانند امیروں کی اوپر ان کے ہے پس قبول کرنا قول ان کے کا بچ حق ان کے کے بجائے قبول کرنے قول حاکم کے ہے بچ حق اس شخص کے کہ وہ اس پر حاکم ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قرض لینا مدت مجہول تک واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ دیں گے ہم اول اس چیز سے کہ اللہ ہم کو عنایت کرے و سیاقی البحث فیہ اور ابن مزیر نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے ہوازن کے اہلچینوں کو فرمایا کہ میرا حصہ تمہارے واسطے ہے تو کبھی اس سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ بہہ صرف واسطے شفیعوں کے واقع ہوا تھا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مقصود وہ اور تمام وہ لوگ ہیں جن کے سبب سے انہوں نے کلام کیا یعنی ہوازن نے تمام پس اس سے سمجھا تھا کہ امور مقصودوں پر نازل ہوتے ہیں نہ صورتوں پر اور یہ کہ جو غیر کے واسطے

ہبہ میں سفارش کرے اور جس کے واسطے سفارش کی ہے وہ اس کو کہے کہ میں نے تجھ کو یہ چیز بخشی تو نہیں جائز ہے واسطے سفارشی کے کہ ظاہر لفظ کا پکڑے اور خاص کرے ساتھ اس کے نفس اپنے کو بلکہ وہ ہبہ واسطے اس شخص کے ہے جس کے واسطے اس نے سفارش کی اور ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص جو کسی کو کسی چیز معین کے خریدنے پر وکیل کرے اور وکیل اس کو خریدے پھر وکیل دعویٰ کرے میں نے تو یہ چیز صرف اپنے واسطے خریدی ہے تو یہ دعویٰ اس کا قبول نہ ہوگا اور مجمع موکل کے واسطے ہوگی اور یہ قول اس کا بنا بر مقتضی مذہب اس کے ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے۔ (فتح)

جب وکیل کرے کسی مرد کو یہ کہ کوئی چیز دی اور نہ بیان کرے کہ گنتی دی پس دے وکیل موافق لوگوں کے

بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا أَنْ يُعْطِيَ شَيْئًا وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِي فَأَعْطِيَ عَلَى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ.

فائدہ: یعنی پس یہ جائز ہے۔ (فتح)

۲۱۴۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں تھا حضرت ﷺ کے ساتھ تھا اور میں ایک اونٹ پر تھا ست قدم تھا اور سب لوگوں کے پیچھے تھا تو حضرت ﷺ مجھ پر گزرے تو فرمایا کہ یہ کون ہے تو میں نے کہا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھا تو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا کہ سب سے پیچھے ہے میں نے کہا کہ میں سستے قدم اونٹ پر سوار ہوں فرمایا کہ تیرے پاس چھڑی ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا مجھ کو دے سو میں نے آپ ﷺ کو دیا سو آپ ﷺ نے اس کو مارا اور جھڑکا تو وہ اس جگہ سے ایسے تیز چال ہو گیا کہ سب لوگوں کے آگے چلتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے کہا کہ بلکہ یہ اونٹ آپ کے ملک ہے یعنی یوں ہی میں نے آپ کو دیا میں مول نہیں لیتا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ اس کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال فرمایا کہ بلکہ میں نے اس کو چار اشرفیوں سے لیا اور تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے سو جب ہم مدینے کے قریب ہوئے تو میں کوچ

۲۱۴۳۔ حَدَّثَنَا الْمُكَلِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِيَّاحٍ وَغَيْرِهِ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَلَمْ يُبَلِّغْهُ كُلُّهُمْ رَجُلٌ وَاحِدٌ مِنْهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى جَمَلٍ ثَقَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هَذَا قُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ إِنِّي عَلَى جَمَلٍ ثَقَالٍ قَالَ أَمَعَكَ قَبْضُيبٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أُعْطِيهِ فَأَعْطَيْتُهُ فَصَرَبَتْهُ فَرَجَزَتْهُ فَكَانَ مِنْ ذَلِكَ الْمَكَانِ مِنْ أَوَّلِ الْقَوْمِ قَالَ بَعْنِيهِ فَقُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بَلْ بَعْنِيهِ قَدْ أَخَذْتَهُ بَارَبَعَةً دَنَائِيرَ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا

مِنَ الْمَدِينَةِ اخَذْتُ اَرْحَلَ قَالَ اَيْنَ تَرِيدُ
قُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَهَلَّا
جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ اِنَّ اَبِي
تُوْفِيَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَارَدْتُ اَنْ اُنْكِحَ امْرَأَةً
قَدْ جَرَّبْتُ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَذَلِكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا
الْمَدِينَةَ قَالَ يَا بِلَالُ اقْضِهِ وَزِدْهُ فَاَعْطَاهُ
اَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ وَزَادَهُ قَيْرَاطًا قَالَ جَابِرٌ لَا
تُفَارِقُنِي زِيَادَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنِ الْقَيْرَاطُ يُفَارِقُ جِرَابَ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.

کرنے لگا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے
میں نے کہا کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا
کہ تو نے کنواری سے کیوں نہ کیا کہ تو اس کے ساتھ کھیلتا اور وہ
تجھ سے کھیلتی میں نے کہا کہ میرا باپ مر گیا اور لڑکیاں چھوڑ گیا
سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار ہو
اور بیوہ فرمایا پس یہ خوب ہے سو جب ہم مدینے میں آئے
تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ کو اونٹ
کا مول ادا کر دے اور کچھ اس کو قیمت سے زیادہ دے سو
بلال نے اس کو چار دینار دیے اور ایک قیراط سونا قیمت سے
زیادہ دیا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ کی زیادتی مجھ سے
جدا نہیں ہوتی تو وہ قیراط جابر رضی اللہ عنہ کے میان تلوار سے جدا نہ
ہوتی تھی یعنی جابر رضی اللہ عنہ اس قیراط کو تیرک کے واسطے ہمیشہ اپنے
پاس نگاہ رکھتے تھے کہ وہ حضرت ﷺ کی عنایت تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں آئے گی اور موافق باب سے اس میں یہ لفظ ہے کہ اے بلال اس کو
اونٹ کی قیمت ادا کر دے اور کچھ زیادہ دے سو اس نے اس کو چار دینا دیے اور ایک قیراط قیمت سے زیادہ دیا اس
واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے بلال کو زیادہ دینے کا حکم فرمایا تو اس کا اندازہ نہ فرمایا کہ کس قدر زیادہ دے تو بلال
نے لوگوں کے رواج پر اعتماد کیا اور اس کو ایک قیراط زیادہ دیا اور ابن بطلان نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
جائز ہے اعتماد کرنا لوگوں کی عرف پر اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے زیادتی کے اندازے کو معین نہیں کیا اپنے قول
میں کہ اس کو زیادہ دے سو بلال نے عرف پر اعتماد کیا اور ایک قیراط پر اقتصار کیا تو اگر بلال مثلاً اس کو ایک دینار
زیادہ دیتے تو البتہ شامل ہوتی اس کو مطلق زیادتی لیکن عرف اس سے انکار کرتی ہے کذا قال اور کبھی تنازع کیا جاتا
ہے بچ اس کے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس قدر پر اس قدر زیادہ دینے کی اجازت دی ہو
یعنی حکم کیا ہو کہ جو ایک دینار دے وہ اس پر چوتھائی دینار کی زیادہ دیا کرے تو اس پر عمل کرنا نص کے ساتھ عمل ہوگا
نہ ساتھ عرف کے۔ (فتح)

اگر عورت امام کو اپنی طرف سے نکاح میں وکیل کرے تو
اس کا کیا حکم ہے یعنی جائز ہے

بَابُ وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الْإِمَامَ فِي النِّكَاحِ

۲۱۴۴۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے اپنی جان آپ ﷺ کو بخشی تو ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کا نکاح مجھ سے کر دیجیے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو تجھ سے نکاح کر دیا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ تیرے ہے قرآن سے۔

۲۱۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ لَكَ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ رَجُلٌ زَوْجِيهَا قَالَ قَدْ زَوَّجْنَا كَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور پیچھا کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ کا داؤدی نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں یہ بات کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے نکاح کی اجازت چاہی اور نہ یہ کہ اس نے حضرت ﷺ کو وکیل کیا اور سوائے اس کے کہ نہیں نکاح کر دیا اس کا حضرت ﷺ نے اس مرد سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ نبی لائق تر ہیں ساتھ مومنوں کے جانوں ان کی سے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے لیا ہے اس کو اس قول سے کہ میں نے اپنی جان آپ ﷺ کو بخشی سو اس نے اپنا کام حضرت ﷺ کے سپرد کیا اور مخاطب کو فرمایا کہ میں نے اس کو تجھ سے نکاح کر دیا اور عورت نے اس پر انکار نہ کیا بلکہ وہ بدستور راضی رہی تو گویا کہ اس نے اپنے نکاح کا حضرت ﷺ کو اختیار دے دیا کہ جس سے مناسب جائیں اس کا نکاح کر دیں۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَرَكَ الْوَكِيلُ شَيْئًا فَأَجَارَهُ الْمُوَكَّلُ فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى جَازٍ.

جب کوئی کسی مرد کو وکیل کرے اور وکیل کوئی چیز چھوڑ دے یعنی اس چیز سے کہ وہ اس میں وکیل ہے اور موکل اس کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر وکیل وہ چیز کسی کو قرض دے ایک مدت معین تک یعنی اور موکل جائز رکھے تو جائز ہے۔

فائدہ: وارد کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ نکاح رکھنے اس کے کہ زکوٰۃ رمضان کو مہلب نے کہا کہ مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر وکیل کوئی ایسا کام کرے جس کی اجازت اس کو موکل نے نہ دی ہو اور موکل اس کو ناجائز تر رکھے تو وہ جائز نہیں ہوگا اور اگر اسے امانت کا مال کسی کو قرض دے تو یہ بالاتفاق جائز نہیں اور مال کے مالک کو اختیار ہوگا کہا اس نے کہ پکڑا گیا ہے یہ باب کی حدیث سے اس طریق سے کہ اناج خیرات کے واسطے جمع تھا اور تھے جمع کرتے اس کو پہلے نکالنے اس کے کی اور نکالنا اس کا عید فطر کی رات کو ہوتا تھا سو جب چور نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی کہ مجھ کو سخت حاجت ہے تو اس نے اس کو چھوڑ دیا تو گویا کہ اس نے اس کو قرض دیا ایک وقت تک اور وہ نکالنے کا وقت ہے اور کرمانی نے کہا کہ مناسبت حدیث کی باب کے ساتھ

اس وجہ سے ہے کہ اس نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا۔ (فتح)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو صدقہ رمضان کی نگہبانی پر وکیل کیا میں اس کی چوکی دیتا تھا سو ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھ بھر کر اناج لینے لگا تو میں نے اس کو پکڑا اور کہا کہ البتہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑ کر لے چلتا ہوں تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے کہ میں محتاج ہوں لڑکے بالے رکھتا ہوں اور مجھ کو سخت حاجت ہے سو میں نے اس کو چھوڑ دیا (اور شیطان نے اناج کو فقیر جنوں کے واسطے لیا تھا) سو میں نے صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا میں نے کہا یا حضرت ﷺ اس نے اپنی عیال داری اور سخت محتاجی کی شکایت کی تھی سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو بے شک وہ جھوٹا ہے اور عنقریب پھر آئے گا سو میں نے معلوم کیا کہ وہ پھر آئے گا واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ وہ پھر آئے گا سو وہ یعنی دوسری رات کو پھر آیا اور اپنے دونوں ہاتھ سے اناج اٹھانے لگا سو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑے لیے چلتا ہوں تو اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دے کہ میں محتاج اور عیال دار ہوں کہ میں پھر نہ آؤں گا سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا اور صبح کو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تیرے قیدی نے کل کی رات کو کیا کیا میں نے کہا کہ

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَبُو عُمَرُو حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَكَلَّنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَخْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَرْفَعُكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِي إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ قَالَ فَخَلَيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ فَجَاءَ يَخْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَا أَرْفَعُكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا أَعُودُ فَرَحِمْتُهُ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً

اس نے اپنی محتاجی اور عیال داری بیان کی تھی سو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دار ہو کہ بے شک وہ جھوٹا ہے عنقریب پھر آئے گا سو میں اس کو تیسری بار بھی تا کتا رہا سو وہ پھر آیا اور اناج اٹھانے لگا سو میں نے اس کو پکڑا تو میں نے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑے لیے چلتا ہوں اور یہ تین بار کی اخیر بار ہے کہ تو کہتا ہے کہ میں پھر نہ آؤں گا اور پھر آتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو وہ کلمے سکھاتا ہوں کہ اللہ تجھ کو اس سے فائدہ دے میں نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا جب تو سونے کے واسطے اپنے بچھونے پر ٹھکانہ پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر کہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آئے گا سو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور میں صبح کو حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے قیدی نے کل کی رات کیا کیا ہے سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس نے کہا تھا کہ میں تجھ کو کچھ کلمے سکھاتا ہوں کہ اللہ تجھ کو اس سے فائدہ دے گا سو میں نے اس کو چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمے کیا ہیں میں نے کہا کہ اس نے مجھ کو کہا تھا کہ جب تو سونے کے واسطے اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑے تو آیت الکرسی اول سے آخر تک پڑھ لیا کر اور اس نے مجھ کو کہا تھا کہ اللہ کی طرف سے ہمیشہ تجھ پر ایک نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہ آئے گا یعنی جن اور جننی اور نہ بڑا اور نہ چھوٹا اور اصحاب نیکی کی

وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ فَجَاءَ يَخْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ أَنْتَ تَزْعُمُ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ قَالَ دَغْنِي أَعْلَمَكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ إِذَا أُوتِيَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَاصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ قَالَ مَا هِيَ قُلْتُ قَالَ لِي إِذَا أُوتِيَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَقَالَ لِي لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُحَاطَبُ مِنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ

قَالَ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ.

بہت حرص کرتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ بیشک اس نے تجھ سے سچ کہا اور حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے یعنی ہر چند وہ بڑا جھوٹا ہے لیکن وہ اس بات میں تجھ سے سچ بولا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو معلوم ہے کہ تو نے تین رات کس کے ساتھ بات چیت کی اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خاتمہ سورت بقرہ کا آمن الرسول سے آخر تک بھی آیت الکرسی کے ساتھ پڑھا کر اور اس حدیث سے اور بھی کئی فائدے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ شیطان کبھی جانتا ہے وہ چیز کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے مسلمان اور یہ کہ حکمت کو کبھی گنہگار بھی سیکھ لیتا ہے پس نہیں فائدہ اٹھاتا ساتھ اس کے اور یہ کہ آدمی کبھی ایک چیز جانتا ہے اور اس کے ساتھ عمل نہیں کرتا اور یہ کہ شیطان کبھی تصدیق کرتا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ تصدیق کرتا ہے اس کو مومن اور نہیں ہوتا وہ ساتھ اس کے مومن اور یہ کہ کبھی جھوٹا سچ بھی کہتا ہے اور یہ کہ شیطان کی شان جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ وہ شکل بدلتا ہے ساتھ بعض صورتوں کے پس ممکن ہوتا ہے دیکھنا اس کا اور یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ شیطان اور اس کی فوج تم کو دیکھتے ہیں اور تم کو ان کو نہیں دیکھتے مخصوص ہے ساتھ اس حالت کے جب کہ اپنی اصل صورت پر ہو جس پر اس کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور یہ کہ جو کسی چیز کی محافظت کے واسطے قائم کیا جائے اس کا نام وکیل رکھا جاتا ہے اور یہ کہ جن آدمیوں کا کھانا کھاتے ہیں اور یہ کہ وہ آدمیوں کے واسطے ظاہر ہوتے ہیں لیکن ساتھ شرط مذکور کے اور یہ کہ وہ کلام کرتے ہیں ساتھ کلام آدمیوں کے اور یہ کہ وہ چوری کرتے ہیں اور فریب دیتے ہیں اور یہ کہ آیت الکرسی کی بڑی فضیلت ہے اور یہ کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس سے جن کھاتے ہیں اور یہ کہ بھوک میں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے اور احتمال ہے کہ قدر مسروق حد نصاب کو نہ پہنچا ہوگا اور اسی واسطے جائز ہوا واسطے صحابی کے معاف کرنا اس سے پہلے پہنچانے اس کے کے طرف شارع کی اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا عذر کا اور عیب چھپانا اس کا جس پر سچ کا گمان ہو اور یہ کہ حضرت ﷺ غیب کو جانتے تھے اور معاذ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ کو یہ حال معلوم کر دیا اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا صدقہ فطر کا پہلے رات فطر کے اور وکیل کرنا بعض کا واسطے نگہبانی اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا بَاعَ الْوَكِيلُ شَيْئًا فَاسِدًا
فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ

جب وکیل کوئی چیز بیچے اس حال میں کہ بیع فاسد ہو تو اس کی بیع مردود ہے اس کا اعتبار نہیں

۲۱۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۲۱۴۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ

صَالِحٌ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ عَنْ
يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَرُ بَرْنِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْنَ هَذَا قَالَ
بِلَالٌ كَانَ عِنْدَنَا تَمَرٌ رَدِي فَبَعْتُ مِنْهُ
صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ أَوْهَ أَوْهَ عَيْنُ الرَّبَا عَيْنُ
الرَّبَا لَا تَفْعَلْ وَلَكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ
تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمَرَ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِهِ.

فائدہ: اس حدیث میں بیع کے پھرنے کے ساتھ تصریح نہیں بلکہ اس میں اشعار ہے اور شاید کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آچکا ہے چنانچہ مسلم میں اس قصے میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ یہ سود ہے اس کو پھیر دے اور کتاب البیوع میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے اور اس میں قول ابن عبدالبر کا ہے کہ یہ تصدہ دوبار واقع ہوا ہے ایک بار سود کی حرمت کے جاننے سے پہلے تھا اس میں بیع کے پھرنے کا حکم واقع نہیں ہوا اور ایک بار بیاج کے حرام ہونے اور اس کے جاننے کے بعد تھا اور اس میں بیع کے پھرنے کا حکم واقع ہوا ہے اور اس حدیث میں بحث کرنی ہے اس چیز سے کہ اس میں آدمی کو شک ہو یہاں تک کہ اس کا حال کھلے اور اس میں نص ہے اوپر حرام ہونے بیاج زیادتی کے اور اہتمام کرنے امام کے ساتھ کام دین کے اور تعلیم کرنا اس کا واسطے اس کے کہ نہ جانے اس کو اور ارشاد کرنا اس کا طرف پہنچنے کی طرف مباحات کی اور یہ کہ سود کی بیع صحیح نہیں۔ (فتح)

باب ہے بیع بیان وکیل کرنے کے وقف مال میں اور
خرچ وکیل کے اور یہ کہ وکیل اپنے دوست کو کھلائے اور
کھائے موافق دستور کے۔

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْوَقْفِ وَنَفَقَتِهِ وَأَنْ
يُطْعِمَ صَدِيقًا لَهُ وَيَأْكُلَ بِالْمَعْرُوفِ

۲۱۴۶- عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
وقف کے باب میں فرمایا کہ نہیں متولی وقف پر گناہ یہ کہ

۲۱۴۶- حَدَّثَنَا قُسَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
سَمِيعٌ عَنْ عَمْرِو قَالَ فِي صَدَقَةِ عَمْرٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْسَ عَلَى الْوَلِيِّ جُنَاحٌ أَنْ يَأْكُلَ وَيُوْكَلَ صَدِيقًا لَهُ غَيْرَ مُتَأَلِّلٍ مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ يَلِي صَدَقَةَ عُمَرَ يُهْدِي لِنَاسٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ.

کھائے اور اپنے یار کو کھلائے اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما متولی ہوتے صدقہ عمر کے تحفہ بھیجتے تھے واسطے اہل مکہ کے جو ان پر اترتے تھے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما جو اس سے تحفہ بھیجتے تھے تو شرط مذکور کے ساتھ پکڑتے تھے اور وہ یہ ہے کہ اپنے یار کو کھلائے اور احتمال ہے کہ وہ اپنے حصے سے کھلاتے ہوں اور مہلب نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ شرط وقف کی قرآن سے پکڑی ہو جس جگہ کہ اللہ نے ولی یتیم کے حق میں فرمایا کہ جو فقیر ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے (فتح) اور متولی وقف اس کو کہتے ہیں کہ اس کی تدبیر کرے اور اس کے خاص مصارف میں پہنچائے۔

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْحُدُودِ

۲۱۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاعْدُوا يَا أَيُّسُّ إِلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَأَرْجُمُهَا.

حدوں کے قائم کرنے میں وکیل کرنے کے بیان میں

۲۱۴۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے انیس اس کی عورت کے پاس جا سو اگر وہ زنا کر قرار کرے تو اس کو سنگسار کر۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۲۱۴۸۔ عَقِبَةُ بْنُ حَارِثٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ قَالَ جِيءَ بِالنَّعِيمَانِ أَوْ ابْنِ النَّعِيمَانِ شَارِبًا فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوا قَالَ فَكُنْتُ أَنَا فِيمَنْ ضَرَبَتْهُ فَضْرَبْنَاهُ بِالْبَعَالِ وَالْجَرِيدِ

۲۱۴۸۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعیمان کا لایا گیا اس حال میں کہ اس نے شراب پی تھی سو جو لوگ گھر میں تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو حکم فرمایا کہ اس کو حد ماریں سو میں بھی اس کو مارنے والوں میں سے تھا ہم نے اس کو جوتیوں اور چھڑیوں سے مارا۔

فائدہ: اور شاہد ترجمہ کا یہ قول ہے کہ حکم کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو جو گھر میں تھا یہ کہ اس کو ماریں اس واسطے کہ

جب امام خود متولی حد کا نہ ہو اور اپنے غیر کو متولی کرے تو ہوتا ہے یہ بجائے وکیل کرنے کے اس کے اس کو بیچ قائم کرنے کے اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ شراب کی حد میں اس کے افاقہ کی انتظار نہ کی جائے جیسا کہ حامل کی حد میں جننے تک انتظار کی جاتی ہے۔ (فتح)

قربانی کے اونٹوں کی وکالت اور ان کی خبر گیری
بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْبُذْنِ وَتَعَاهِدِهَا
کرنے کا بیان

۲۱۴۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بٹے پھر حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ہار ڈالے پھر ان کو ہدی کر کے صدیق اکبر کے ساتھ خانے کعبے میں بھیجا سو نہ حرام ہوئی حضرت ﷺ پر کوئی چیز جو اللہ نے آپ ﷺ کے واسطے حلال کی تھی یہاں تک کہ قربانی ذبح ہوئی یعنی حضرت ﷺ پر احکام احرام کے جاری نہ ہوئے یعنی جب نویں سال حج فرض ہوا تو حضرت ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حاجیوں کا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ اونٹ ہدی کے بھیجے۔

۲۱۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَا فَتَلْتُ فَلَانِدَ هَذِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرَمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نُحْجِرَ الْهَذْيُ.

فائدہ: مناسبت حدیث کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی کے اونٹوں میں وکیل کرنا درست ہے اور اپہر ان کی خبر گیری کرنی سو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جس کو باب کی حدیث شامل ہے کہ حضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ہار ڈالے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے شان سے یہ بات ہے کہ جس بات کی حضرت ﷺ نے کوشش کی اس کی وہ بھی کوشش کریں اور اس پر کلام حج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لَوَكِيلِهِ ضَعُهُ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ وَقَالَ الْوَكِيلُ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ

جب کوئی مرد اپنے وکیل سے کہے کہ رکھ مال کو جس جگہ تجھ کو اللہ بہتر معلوم ہو اور وکیل کہے کہ میں نے تیری بات سنی۔

فائدہ: یعنی اور کہے اس کو وکیل جس جگہ مناسب جانے تو جائز ہے۔

۲۱۵۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینے میں سب سے زیادہ تر مال دار تھے اور سب قسم مال سے اس کو باغ

۲۱۵۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ

سَمِعَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُ حَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنْ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُ حَاءَ وَإِنِّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بَرَّهَا وَذَخَرَهَا عِنْدَ اللَّهِ لَفَضْعُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ بَخِ ذَلِكَ مَالٌ رَانِحٌ ذَلِكَ مَالٌ رَانِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا وَارَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَلْعَلُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِهِ تَابَعَهُ إِسْمَاعِيلُ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ مَالِكٍ رَابِعٌ.

بیرھا بہت پیارا تھا اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا اور حضرت ﷺ اس میں داخل ہوتے تھے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے تو جب آیت نازل ہوئی کہ ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کی حد کو جب تک کہ نہ خرچ کرو اس چیز سے جس سے محبت رکھتے ہو تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ نیکی نہ حاصل کر سکو گے جب تک اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال سے مجھ کو سب سے زیادہ پیارا باغ بیرھا ہے اور بے شک میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ مجھ کو اللہ کے نزدیک اس کا ثواب ملے اور آخرت میں ذخیرہ ہو سو یا حضرت ﷺ جس جگہ چاہیں وہاں اس کو رکھیں یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاباش یہ مال فائدہ دینے والا ہے یہ مال فائدہ دینے والا ہے میں نے تیری بات سنی اور مجھ کو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں اسی طرح کروں گا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت داروں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

فائدہ: اور مناسب باب کی اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا سو یا حضرت ﷺ جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس پر اس بات کا انکار نہ کیا اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے وہ کسی کو نہ دیا بلکہ اس کو حکم فرمایا کہ اس کو قرابت داروں میں تقسیم کر دے لیکن حجت اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وکالت تمام نہیں ہوتی مگر ساتھ قبول کے یعنی جب تک وکیل اس کو قبول نہ کرے تب تک وہ تمام نہیں ہوتی اس واسطے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس بات کو اس پر رد کیا یعنی میں یہ وکالت قبول نہیں کرتا

ہوں لیکن میں مناسب جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دے۔ (فتح)
 خزانہ وغیرہ میں امین کا وکیل ہونا یعنی خزانچی خزانہ وغیرہ
 باب وَكَالَةِ الْأَمِينِ فِي الْخِزَانَةِ وَنَحْوِهَا
 میں وکیل ہے

۲۱۵۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے
 فرمایا کہ امانت دار خزانچی جو خرچ کرے مالک کے حکم کے
 موافق پورا اپنا دل کھول کر خیرات کرنے والوں میں سے
 ایک وہ بھی ہے۔

۲۱۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو
 أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ
 عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْأَمِينُ
 الَّذِي يَنْفِقُ وَرُبَّمَا قَالَ الَّذِي يُعْطِي مَا أُمِرَ
 بِهِ كَامِلًا مُؤَفَّرًا طَيِّبًا نَفْسُهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ
 بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خزانچی وکیل ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کِتَابُ الْمَزَارَعَةِ

کتاب ہے زراعت اور کھیتی کے بیان میں

باب ہے بیان میں فضیلت کھیتی کرنے اور درخت لگانے کے جب کہ اس سے کھایا جائے اور اللہ نے فرمایا کہ بھلا دیکھو تو جو بوتے ہو کیا تم اس کو کھیتی کرتے ہو یا ہم کھیتی کرنے والے ہیں اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اس کو ریزہ ریزہ۔

بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْفَرْسِ إِذَا أَكَلَ مِنْهُ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ﴾ أَلَا تَرَوْهُ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا

فائدہ: اور نہیں شک ہے اس میں کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے کھیتی کے اس جہت سے کہ اللہ نے اس کے ساتھ احسان کیا اور حدیث دلالت کرتی ہے اس کی فضیلت پر ساتھ اس قید کے کہ ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اور ابن نمیر نے کہا ہے کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف مباح ہونے کھیتی کے اور جو اس سے ممنوع ہے جیسا کہ عمر بن الخطاب سے مروی ہے تو اس کا محل وہ ہے جب کہ کھیتی جہاد وغیرہ امور مطلوبہ سے باز رکھے اور اسی پر محمول ہوگی حدیث ابو امامہ کی جو اس کے بعد باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

۲۱۵۲۔ انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو درخت بوئے یا کھیتی کرے اور اس سے کوئی جانور یا آدمی یا چوپایہ کھائے مگر کہ وہ اس کے لیے خیرات ہو گی۔

۲۱۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا

كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ وَقَالَ لَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا
أَبَانٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فائدہ: کافر اس حدیث سے خارج ہے اس واسطے کہ اس پر یہ مرتب ہے کہ جو اس سے کھایا جائے وہ اس سے خیرات ہوتی ہے اور مراد خیرات سے یہ ہے کہ آخرت میں اس کو ثواب ملے اور یہ خاص ہے ساتھ مسلمان کے ہاں جو کافر کی کھیتی سے کھایا جائے اس کا بدلہ اس کو دنیا میں ملتا ہے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے اور ایہ جو یہ کہتا ہے کہ اس کے بدلے کافرو آخرت میں عذاب سے تخفیف ہوتی ہے تو وہ محتاج ہے طرف دلیل کی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ درخت لگانے اور کھیتی لگانے کی بڑی فضیلت ہے اور اس میں رغبت دلانے ہے اوپر آباد کرنے زمین کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے پکڑنا پانی اور زمین کا اور قیام کرنا اس پر اوپر اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو بعض بناوٹی زاہد کہتے ہیں کہ یہ درست نہیں تو ان کا قول فاسد ہے اور جو چیز اس سے نفرت کرانے کے باب میں آئی ہے وہ محمول ہے اس پر جبکہ دین کے کام سے باز رکھے اس میں سے ایک تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نہ پکڑو زمین کو پس رغبت کرو گے تم دنیا میں قرطبی نے کہا کہ یہ محمول ہے اس پر جب کہ دین کے کام سے باز رکھے اور حدیث باب کی محمول ہے اس پر جبکہ پکڑے اس کا واسطے گزارے کے بقدر ضرورت کے یا واسطے نفع مسلمانوں کے ساتھ اس کے اور حاصل کرنے ثواب اس کے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مگر کہ وہ اس کے واسطے قیامت تک خیرات ہوگی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ثواب ہمیشہ ملتا ہے جب تک کہ اس کی کھیتی یا درخت سے کھایا جائے اگرچہ اس کے لگانے والا یا بونے والا مر جائے اور اگرچہ اس کی ملک دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب صرف اس کو ہوتا ہے جو کھیتی یا درخت کو ہاتھ سے لگائے اگرچہ وہ غیر کی ملک ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ام مبشر کی طرف نسبت کیا پھر اس سے لگانے والے کا پتہ پوچھا یعنی اس حدیث میں جو مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ام مبشر کا کھجور کا درخت دیکھا اور وہ ایک انصاری عورت ہے سو فرمایا کہ اس درخت کو کس نے لگایا ہے مسلمان نے یا کافر نے لوگوں نے کہا کہ مسلمان نے اور طبی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو مسلمان خواہ آزاد ہو یا غلام تابعدار ہو یا گنہگار کوئی مباح عمل کرے کہ اس سے کوئی جانور فائدہ اٹھائے تو اس کو اس کا ثواب ہو گا اور یہ کہ جائز ہے نسبت کھیتی کرنے کی طرف آدمی کی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ نسبت منع ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنْ عَوَاقِبِ الْإِسْتِغَالِ بِاللَّيْلِ
بَابُ هِيَ بَيَانُ فِي اس حَيْزِ كَيْفَ يُرَافَقُ عَاقِبَتِ
مُشْغُولِ هُونِ كَيْفَ سَاحِبِ هَتَهَارِوَلِ كَهَيْتِ كَيْفَ آگِ

بڑھے اس حد سے کہ اس کو اس کا حکم ہوا ہے۔

فائدہ: اور حد سے مراد وہ چیز ہے جو مشروع ہو عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب۔ (فتح)

۲۱۵۳۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حالانکہ اس نے اہل اور کچھ ہتھیار کھیتی کا دیکھا تو کہا کہ میں نے حضرت رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں داخل ہوتا یہ اسباب کھیتی کا کسی قوم کے گھر میں مگر کہ اس قوم میں ذلت اور خواری پیدا کرتا ہے۔

۲۱۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ الْجَمَصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ الْأَلْهَانِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ وَرَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِّنْ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ هَذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الذُّلَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَاللَّهِ وَأَسْمُ أَبِي أُمَامَةَ صُدِّيُّ بْنُ عَجَلَانَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ ذلت ان سے قیامت تک نہ نکلے گی اور مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ لازم آتی ہے ان کو حقوق زمین سے جو ان سے حاکم طلب کرتے ہیں اور زمین میں محنت کرنی اول اہل ذمہ میں شروع ہوئی اور اصحاب رضی اللہ عنہم اس کے کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور ابن تین نے کہا ہے کہ یہ حضرت رضی اللہ عنہ نے غیب کی خبر دی اس واسطے میں کہ اکثر مشاہدے میں یہی ہے کہ اکثر ظلم کھیتی والوں پر ہے اور اشارہ کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف تطبیق کی درمیان حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے اور درمیان اس حدیث کے جو درخت ہونے کی فضیلت میں گزر چکی ہے اور یہ تطبیق دو طرح سے ہے ایک یہ کہ مذمت کی حدیث اس کی عاقبت پر محمول ہے اور محل اس کا وہ ہے جو جب کہ مشغول ہو ساتھ اس کے پس ضائع کرے اس کے سبب سے وہ چیز جس کے نگاہ رکھنے کا حکم ہے اور یا محمول ہے اس پر جبکہ ضائع نہ کرے مگر حد سے بڑھ جائے اور ظاہر یہ بات ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث محمول ہے اس پر جو اس کو اپنے ہاتھ سے کرے اور لیکن جس کے پاس نوکر ہوں جو اس کے واسطے کھیتی کرتے ہوں اور کھیتی کا اسباب اس کے گھر میں داخل کریں تاکہ وہ محفوظ رہیں تو وہ مراد نہیں اور ممکن ہے کہ اس کو عموم پر حمل کیا جائے اس واسطے کہ ذلت شامل ہے ہر شخص کو جو داخل کرے اپنی جان پر اس چیز کو جو مستلزم ہو مطالبہ دوسرے کے کو واسطے اس کے خاص کر اس وقت جب کہ مطالبہ کرنے والا حاکم ہو اور داؤدی نے کہا کہ یہ اس شخص کے واسطے ہے جو دشمن کے قریب رہتا ہے اس واسطے کہ جب وہ کھیتی کے ساتھ مشغول ہو گا تو گھوڑے کی سواری کرنے سے باز رہے گا پس غالب ہو گا اس پر دشمن پس حق ان کا یہ ہے کہ گھوڑے کی سواری کے ساتھ مشغول ہوں اور لازم ہے ان کے غیر پر مدد کرنی ان کی ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو حاجت ہو۔ (فتح)

بَابُ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ

کھیتی کے واسطے کتا رکھنے کا بیان

فائدہ: ابن نمیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کھیتی کرنی درست ہے ساتھ اس دلیل کے کہ کھیتی کے واسطے کتے کا رکھنا درست ہے حالانکہ اس کا رکھنا درست نہیں اور جب کہ کھیتی کے واسطے ممنوع چیز کی اجازت ہوئی تو اس کا اقل درجہ یہ ہوگا کہ مباح ہو۔

۲۱۵۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو کتا رکھے تو اس کے نیک عمل ہر روز پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے لیکن کھیتی اور گائے اور بکری کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شکار کے واسطے بھی کتا رکھنا درست ہے۔

۲۱۵۴۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا لِأَنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٍ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَأَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ وَقَالَ أَبُو حَارِثٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

۲۱۵۵۔ سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ جو کتا رکھے کہ نہ دفع کرے اس سے کھیتی کو اور نہ گائے بکری کو تو اس کے نیک عمل پانچ جو کے برابر گھٹتے جائیں گے میں نے سفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے تو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں قسم ہے رب اس مسجد کی۔

۲۱۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ السَّالِبَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ رَجُلًا مِنْ أَزْدِ شُونَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا صَرْعًا نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ.

فائدہ: ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اس کے نیک عمل دو قیراط کے برابر گھٹائے جاتے ہیں ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے رکھنا کتے کا واسطے کھیتی کے اور شکار کے اور گائے بکری کے اور یہ کہ ان کے سوا اور کسی چیز کے واسطے کتا رکھنا مکروہ ہے مگر یہ کہ داخل ہوتا ہے شکار وغیرہ کے معنی میں رکھنا اس کا واسطے کھینچنے منافع کے اور دور کرنے ضرر کے بطور قیاس کے پس معلوم ہوا کہ کتے کا رکھنا مکروہ تو صرف اس وقت ہے جب کہ کوئی حاجت نہ ہو اس واسطے کہ اس میں لوگوں کا ڈرانا ہے اور منع ہونا دخول فرشتوں کا ہے اس گھر میں جس میں کتا ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کا عمل ہر روز گھٹتا جاتا ہے تو اس میں اشارہ ہے کہ کتے کا رکھنا حرام نہیں اس واسطے کہ جس کا رکھنا حرام ہو اس کا رکھنا ہر حالت میں منع ہوتا ہے برابر ہے کہ اس کا عمل کم ہو یا نہ ہو پس معلوم ہوا کہ کتے کا رکھنا مکروہ ہے حرام نہیں اور کہا کہ اس حدیث کی توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ جو معنی کتوں میں مسعبد بھالیتی جن پر عمل کرنے کا حکم مانند دھونے جوٹھے اس کے کی سات بار تو کتے والا اس کے ساتھ قائم نہیں ہوتا یعنی اس پر عمل نہیں کرتا اور ان سے بچتا نہیں تو اکثر اوقات اس کے رکھنے میں داخل ہوتی ہے اس پر وہ چیز جو اس کے عمل کو گھٹائے اور روایت ہے کہ منصور نے عمرو بن عبید سے اس حدیث کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں تو منصور نے کہا کہ اس واسطے کہ وہ مہمان کو بھونکتا ہے اور سائل کو ڈراتا ہے اور یہ جو دعویٰ کیا ابن عبدالبر نے کہ کتے کا رکھنا حرام نہیں اور دلیل پکڑی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی تو یہ لازم نہیں بلکہ احتمال ہے کہ واقع ہوئی ہو عقوبت ساتھ نہ توفیق کے واسطے عمل کے ساتھ مقدار قیراط کے اس چیز سے کہ نیک عمل کیا کرتا تھا پہلے رکھنے کتے کے سے اور احتمال ہے کہ اس کا رکھنا حرام ہو اور مراد ساتھ کم ہونے عمل کے یہ ہے کہ جو گناہ اس کے رکھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ قیراط یا دو قیراط ثواب کے برابر ہے سو جس قدر کتا رکھنے والے پر گناہ ہوتا ہے اس قدر اس کا نیک عمل گھٹایا جاتا ہے اور وہ قیراط ہے یا دو قیراط اور بعض کہتے ہیں کہ سبب نقصان کا یہ ہے کہ فرشتے اس کے گھر میں داخل نہیں ہوتے یا اس واسطے کہ راہ چلنے والوں کو اس سے ایذا ہوتی ہے یا اس واسطے کہ بعض کتے شیطان ہوتے ہیں اور عقوبت ہے واسطے نبی کے یا واسطے منہ ڈالنے اس کے برتنوں میں وقت غفلت مالک کے تو اکثر اوقات بعض برتن ان میں سے پاک ہو جاتے ہیں اور جب ان کو عبادت میں استعمال کرتا ہے تو نہیں واقع ہوتی عبادت جگہ پاک کی اور ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر کتا نہ رکھتا تو اس کا عمل کامل ہوتا سو جب اس نے اس کو رکھا تو اس کا عمل کم ہوتا جائے گا اور نہیں جائز ہے کہ گزرے ہوئے عمل کم ہوں بلکہ مراد یہ ہے کہ کتے نہ رکھنے والے کے موافق اس کا عمل کامل نہیں ہوتا اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ پہلے عمل کم نہیں ہوتے تو اس میں تنازع کیا گیا ہے اس واسطے کہ روایانی نے بحر میں اختلاف حکایت کیا ہے اس میں کہ کیا اس کے پہلے عمل کم ہوتے ہیں یا پچھلے اور یہ کہ قیراطوں کے کم ہونے کا محل کون دن ہے یا رات سو بعض کہتے ہیں کہ ایک قیراط دن کے عمل سے کم

ہوتی ہے اور ایک قیراط رات کے عمل سے کم ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک قیراط فرض سے اور ایک نفل سے اور نقصان کے سبب میں جیسا کہ گزرا ہے اور ایک روایت میں ایک قیراط کا ذکر ہے اور ایک میں دو کا اور بعض کہتے ہیں کہ حکم جائز کے واسطے ہے یعنی دو قیراط کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو حالتوں پر محمول ہیں یعنی اگر کتا رکھنے میں ضرر کم ہو تو ایک قیراط کے برابر عمل کم ہوتا ہے اور اگر ضرر بہت ہو تو دو قیراط کے برابر گھٹتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر مدینہ منورہ میں کتا رکھے تو اس کا عمل دو قیراط کے برابر گھٹتا ہے اور جو اس کے سوائے کسی اور جگہ میں رکھے اور کا عمل ایک قیراط کے برابر کم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لاحق ہیں ساتھ مدینے کے تمام شہر اور گاؤں اور خاص ہے قیراط ساتھ جنگلوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دو قسم کے کتوں میں ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ قیراطوں مذکور کے کہ کیا وہ ان قیراطوں کی طرح ہے جو جنازہ پڑھنے اور اس کے ساتھ جانے سے حاصل ہوتے ہیں یا نہیں سو بعض تو کہتے ہیں کہ برابر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو جنازے کے باب میں مذکور ہیں وہ اللہ کے احسان کے باب سے ہیں اور جو یہاں مذکور ہیں وہ سزا کے باب سے ہیں اور اللہ کے فضل کا دروازہ فراخ ہے اور صحیح تر شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ دروازہ کی نگہبانی کے واسطے کتا رکھنا جائز ہے کہ وہ بھی منصوص کے معنی میں ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اس کتے کا پالنا جائز ہے جس کے قتل پر اتفاق نہیں اور وہ کتا کاٹنے والا ہے اور جو کتا کاٹنے والا نہیں اس کے مار ڈالنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کا مار ڈالنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے پالنا کتے کے چھوٹے بچے کا اس غرض سے کہ جب بڑا ہوگا تو اس سے فائدہ حاصل ہوگا اور اس کا قصد منفعت موجودہ کے قائم مقام ہوگا جیسا کہ جائز ہے بچنا اس چیز کا جس کے ساتھ فی الحال نفع حاصل نہیں ہوتا اس واسطے اس سے فائدہ ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جس کتے کے رکھنے کی اجازت ہے وہ کتا پاک ہے اس واسطے کہ اس کے مخالطت میں ساتھ پرہیز کرنے کے اس سے بہت مشقت ہے پس اس کے رکھنے کی اجازت دینی اور اجازت ہے بیچ کامل کرنے مقصود کے اس کے جیسا کہ منع لوازم اس کے سے مناسب ہے واسطے منع کے اس سے اور یہ استدلال قوی ہے نہیں معارض ہے اس کو مگر عموم حدیث کا جس میں حکم ہے کہ کتے کے جوٹھے کو سات بار دھویا جائے بغیر تفصیل کے یعنی خواہ اس کتے کا رکھنا درست ہو یا نہ ہو اور عموم کی تخصیص کرنی مکرر نہیں یعنی جائز ہے جبکہ جائز رکھے اس کو دلیل اور اس حدیث میں رغبت دلانی ہے اوپر بہت کرنے نیک عملوں کے اور ڈرانا اس چیز سے جو عملوں کو گھٹائے اور تنبیہ اوپر اسباب زیادتی کے بیچ اس کے اور کمی کے اس سے تاکہ پرہیز کرے یا اختیار کرے اور بیان ہے اللہ کی مہربانی کا ساتھ خلقت اپنی کے بیچ مباح کرنے اس چیز کے کہ ان کو اس میں فائدہ ہے اور پہنچانا ان کے پیغمبر کا ان کو امور معاش ان کے کے اور معادن کے کے اور یہ کہ جو مصلحت رائج ہو اس کو مفیدی پر ترجیح ہے واسطے مخصوص ہونے نفع والی چیز کے اس چیز سے کہ

اس کا رکھنا حرام ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْبَقْرِ لِلْحِرَاثَةِ

کھیتی کے واسطے گائے بیل سے کام لینا یعنی اس پر سوار ہونا لائق نہیں بلکہ لائق یہ ہے کہ اس سے کھیتی کرے

۲۱۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلَى بَقَرَةٍ اتَّفَقَتْ إِلَيْهِ فَلَاكَتْ لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ قَالَ آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَخَذَ الذَّنْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِي فَقَالَ لَهُ الذَّنْبُ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبْعِ يَوْمٌ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي قَالَ آمَنْتُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَمَا هُمَا يَوْمَانِ فِي الْقَوْمِ.

۲۱۵۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد بیل پر سوار تھا بیل نے اس کی طرف دیکھا تو کہا کہ میں اس سوار ہونے کے واسطے پیدا نہیں ہوا میں تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں اس بات سچ جانتا ہوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کو سچ جانتے ہیں اور جس حالت میں کہ ایک چرانے والا بکریاں چراتا تھا کہ بھیڑیا ان میں سے ایک بکری کو لے بھاگا اور چرانے والا اس کے پیچھے لگا تو بھیڑیے نے اس سے کہا کہ قیامت کے دن کون بھیڑ بکریوں کو بچائے گا جس دن اس کا کوئی چرانے والا میرے سوا نہیں ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شبہ میں اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی سچ جانتے ہیں تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دونوں اس دن مجلس میں موجود نہ تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب المناقب میں آئے گی اور اس کی شرح بھی وہاں بیان ہوگی ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں حجت ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ گھوڑے کا کھانا منع ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ تاکم تم ان پر سوار ہو اس واسطے کہ اگر سوار ہونا اس پر دلالت کرتا کہ ان کا کھانا درست نہیں تو یہ حدیث دلالت کرتی کہ گائے بیل کا کھانا بھی درست نہیں واسطے دلیل قول اس کے کہ میں تو کھیتی کے واسطے پیدا ہوا ہوں حالانکہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ گائے بیل کا کھانا حلال ہے پس معلوم ہوا کہ مراد ساتھ عموم کے جو لفظ لئو کبوا اور انما سے

سمجھا جاتا ہے عموم مخصوص ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ اكْفَيْنِي مَنُونَةَ النَّخْلِ وَغَيْرِهِ وَتَشْرِكُنِي فِي الثَّمَرِ

جب کہ کھجوروں والا کہے یعنی دوسرے کو کہ کفایت کر مجھ کو محنت سے کھجوروں وغیرہ میں یعنی انگوڑ میں یعنی فقط تو ہی محنت کر میں نہیں کرتا اور شریک ہو مجھ کو میوے میں تو

اس کا کیا حکم ہے؟

۲۱۵۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے اور ہمارے بھائی مہاجرین میں کھجور کے درخت تقسیم کر دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرنا سوتم ہم سے یعنی مہاجرین سے محنت کو کفایت کرو یعنی فقط تم ہی محنت کرو ہم نہیں کرتے اور ہم تم کو میوے میں شریک کریں گے انصار نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا۔

۲۱۵۷۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْسَمَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ قَالَ لَا فَقَالُوا تَكْفُونَا الْمَنُونَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

فائدہ: جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور اپنا مال مکہ وغیرہ میں چھوڑ آئے تو اس وقت انصار نے یہ بات عرض کی کہ یا حضرت ﷺ کھجور کے درخت ہمارے اور ہمارے بھائی مہاجرین میں تقسیم کر دیجیے تو حضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں درخت تقسیم نہیں کرتا تم ہی ان کی محافظت کرو اور پانی وغیرہ دینے کی محنت اپنے ذمے رکھو اور مہلب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے یہ بات ان سے اس واسطے کہی کہ جب آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ ان پر شہر فتح ہوں گے تو مکہ وہ جانا کہ انصار کی زمین ان کے نیچے سے نکل جائے سو جب انصار نے یہ بات سبھی تو دونوں مصلحتوں کو جمع کیا یعنی حکم کا ماننا اور مہاجرین کے ساتھ سلوک کرنا پس سوال کیا کہ وہ ان کے ساتھ عمل میں شامل ہوں اور میوے میں شریک ہوں کہ یہ مساوات ہے یعنی ایک کے درخت ہوں اور ایک کی محنت اور ابن تین نے کہا کہ مہاجرین انصار کی زمین اور مال کے کچھ حصے کے مالک ہو گئے تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عقبہ کی رات انصار سے شرط کی تھی کہ مہاجرین کے ساتھ سلوک کریں پس اس سے کسی چیز میں مساوات نہیں اور جو اس نے دعویٰ کیا ہے وہ مردود ہے اس نے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی اور یہ جو حضرت ﷺ نے ان سے مہاجرین کے سلوک کے واسطے شرط کر لی تھی تو اس سے زمین میں شریک ہونا لازم نہیں آتا اور اگر صرف اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی تو ان کے سوال اور حضرت ﷺ کے جواب کے کوئی معنی نہ ہوتے اور یہ بات واضح ہے ساتھ حمد اللہ کے۔ (فتح)

درخت اور کھجور کے درخت کاٹنے کا بیان

بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ

فائدہ: یعنی جائز ہے حاجت اور مصلحت کے جبکہ معین کرے راہ کو بچ چور کرنے دشمن کے زخموں سے اور مانند اس کے کی اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ پھل دار درخت کا کاٹنا ہرگز درست نہیں اور کہتے ہیں کہ جو حدیثیں کاٹنے کے باب میں آئی ہیں یا تو وہ محمول ہیں یعنی یا تو مراد ان سے وہ درخت ہیں جو پھل دار نہ ہوں یا محمول ہیں اس پر کہ جو

درخت بنی نصیر کے قصبے میں کاٹے گئے تھے اور وہ اس جگہ میں تھے جہاں لڑائی واقع ہوئی تھی اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث اور ابو ثور کا۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسُ أَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم فرمایا تو کاٹے گئے

فائدہ: یہ حدیث ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی اور یہ شاہد ہے کہ اگر حاجت ہو تو درخت کا کاٹنا درست ہے۔ (فتح)

۲۱۵۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُؤَيْرَةُ وَلَهَا يَقُولُ حَسَنًا وَهَانَ عَلَى مَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقُ الْبُؤَيْرَةِ مُسْتَطِيرٌ.

۲۱۵۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی نصیر کی کھجور کے درخت جلائے اور کاٹے اور وہ جگہ بویرہ ہے اور اس کے حق میں احسان نے شعر کہا ہے کہ آسان ہوائی لوی کے سرداروں پر جلانا بویرہ کا جو چوڑا تھا۔

فائدہ: بنی نصیر نام ہے ایک قبیلہ کا یہود کے قبیلوں سے جب انہوں نے حضرت ﷺ سے عہد توڑا اور حضرت ﷺ کے قتل کا قصد کیا تو آپ ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا سو آپ ﷺ نے ان کو خیبر کی طرف نکال دیا اور ان کی کھجوریں جلائی گئیں اور ان کے گھر خراب کیے گئے پس معلوم ہوا کہ کفار کے درخت کاٹنا اور جلانا درست ہے۔ (ع)

بَابُ

یہ باب ہے

فائدہ: اس باب میں ترجمہ نہیں بلکہ یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔ (فتح)

۲۱۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيِّ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مُزْدَرَّحًا كُنَّا نَكْرِى الْأَرْضَ بِالنَّاجِيَةِ مِنْهَا مُسْمًى لَسَيْدِ الْأَرْضِ قَالَ فِيمَا يُصَابُ ذَلِكَ وَتَسْلَمُ الْأَرْضُ وَمِمَّا يُصَابُ الْأَرْضُ وَيَسْلَمُ ذَلِكَ فَهِنَا وَأَمَّا الدَّهْبُ وَالْوَرِقُ

۲۱۵۹۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی میں سب اہل مدینہ سے زیادہ تھے اور ہم زمین کو کرایہ پر دیتے تھے اس شرط پر کہ زمین کی ایک طرف معین زمین کے مالک کے واسطے ہے یعنی جو مثلاً نالی پر پیدا ہو وہ مالک کا ہوگا پس اکثر اوقات اس قطعہ معین کو آفت پہنچتی تھی اور باقی زمین سلامت رہتی تھی اور کبھی زمین کو آفت پہنچتی تھی اور یہ قطعہ سلامت رہتا تھا سو ہم کو اس سے منع ہوا اور ابیر چاندی سونا پس اس وقت نہ تھا یعنی چاندی سونے پر کرایہ دینے کا رواج

نہ تھا نہ یہ کہ موجود نہ تھا۔

فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ.

فائدہ: ابن نمیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اشارہ کرنا ساتھ اس کے طرف اس کی ہے کہ درختوں کا کاٹنا اس وقت ہے جب کہ کوئی مصلحت ہو مانند چور کرنے دشمن کی زخموں سے یا لکڑی وغیرہ کے ساتھ نفع اٹھانا مقصود ہو اور منع وہ ہے جو بے فائدہ اور فساد کے واسطے ہو اور وجہ اخذ کرنے اس کے کی رافع کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے منفعت زمین کے ضائع کرنے سے منع فرمایا اور جبکہ اس کی منفعت کا ضائع کرنا منع ہے اور حالانکہ وہ نہ محقق ہے اور نہ معین تو ضائع کرنا ذات اس کی کا ساتھ کاٹنے درختوں اس کے کے بطریق اولیٰ عبث ہوگا۔ (فتح)

آدھے حصے وغیرہ پر کھیتی کرنے کا بیان

بَابُ الْمَزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ

فائدہ: مزارعت یہ ہے کہ کسی کو زمین دے کہ وہ اس زمین میں کھیتی کرے جو اس میں پیدا ہو آپس میں بانٹ لیں آدھوں آدھ۔

اور ابو جعفر نے کہا کہ مدینے میں کوئی اہل بیت ہجرت کی نہیں یعنی مہاجر مگر یہ کہ تہائی اور چوتھائی پر کھیتی کرتے تھے، اور زراعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور قاسم رضی اللہ عنہ اور عروہ رضی اللہ عنہ اور اولاد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اولاد عمر رضی اللہ عنہ اور اولاد علی رضی اللہ عنہ اور ابن سیرین نے۔

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِينَةِ أَهْلٌ بَيْتٍ هَجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُونَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبْعِ وَزَارِعَ عَلِيٍّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَآلُ أَبِي بَكْرٍ وَآلُ عُمَرَ وَآلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيرِينَ.

فائدہ: اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ان اثروں سے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ اصحاب رضی اللہ عنہم سے اس کے جواز میں خلاف منقول نہیں خاص کر اہل مدینہ سے جو اس کا قائل ہے کہ اہل مدینہ کا عمل مرفوع حدیثوں پر مقدم ہے تو اس کو لازم ہے کہ اپنے قاعدے کے موافق اس کے جواز کا قائل ہو یعنی مزارعت کو جائز رکھے۔ (فتح)

اور عبدالرحمن بن اسود تابعی نے کہا کہ تھا میں شراکت کرتا عبدالرحمن بن یزید سے مزارعت میں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے معاملہ کیا یعنی ساتھ مزارعت کے اس شرط پر کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ اپنے پاس سے بیج لائے تو اس کے واسطے آدھا حصہ ہے اور اگر لوگ بیج لیں تو ان

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ كُنْتُ أَشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ فِي الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرَ النَّاسَ عَلِيٍّ إِنْ جَاءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهِ فَلَهُ الشَّطْرُ وَإِنْ جَاءَ وَابَالْبَذْرِ فَلَهُهُ كَذَا.

کے واسطے اتنا ہے یعنی آدھا یا مانند اس کی۔

فائدہ: بیہتی نے روایت کی ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اہل نجران اور اہل فدک اور عیمار اور اہل خیبر کو وطن سے نکال دیا اور ان کی زمینیں اور ان کے مال خرید لیے اور یعلیٰ کو وہاں کا عامل کیا تو سفید زمین لوگوں کو کھیتی کرنے کے واسطے دی اس شرط پر کہ اگر بیج اور بیل اور لوہا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہو تو ان کو ایک تہائی ملے گی اور عمر رضی اللہ عنہ کو دو تہائیاں ملیں گی اور اگر یہ سب چیزیں لوگوں کی طرف سے ہوں گی تو آدھا ان کو ملے گا اور آدھا عمر رضی اللہ عنہ کو اور عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں یہ شبہ آتا ہے کہ اس میں ایک عقد میں دو بیعوں کا ہونا لازم آتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے تنويع اور تخیر ہو پہلے عقد کی پھر واقع ہو عقد ایک دو امروں پر یا عمر رضی اللہ عنہ اس کو حبالہ اعتقاد کرتے تھے پس نہ ضرر کرے گا اس کو ہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس اثر کو یہاں وارد کیا ہے تو یہ چاہتے ہیں کہ اس کو اس کے نزدیک مزارعت اور مخابرت کے ایک معنی ہیں اور یہی ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کے معنی جدا جدا ہیں پس مزارعت یہ ہے کہ محنت کرے زمین میں ساتھ بعض اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور بیج مالک زمین کی طرف سے ہو اور مخابرت کے معنی بھی یہی ہیں لیکن اس میں بیج محنت کرنے والے کی طرف سے ہوتا ہے اور تحقیق جائز رکھا ہے ان کو احمد نے ایک روایت میں اور شافعیہ سے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور خطابی نے اور ابن شریح نے کہا ہے کہ جائز ہے مزارعت اور سکوت کیا اس نے مخابرت سے اور نکس کیا ہے اس کو جوزی نے شافعیہ سے اور یہی مشہور ہے احمد سے اور باقی کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ایک ان دونوں میں سے وہ کہتے ہیں

کہ مراد ان اثروں سے مساقات ہے۔ (فتح)
وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ تَكُونَ
الْأَرْضُ لِأَحَدِهِمَا فَيَنْفِقَانِ جَمِيعًا فَمَا
خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَرَأَى ذَلِكَ الزُّهْرِيُّ
وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يُجْتَنَى الْقَطْنُ
عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ وَابْنُ
سِيرِينَ وَعَطَاءٌ وَالْحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ
وَقَتَادَةُ لَا بَأْسَ أَنْ يُعْطَى الثَّوْبُ بِالثَلَاثِ
أَوِ الرَّبْعِ وَنَحْوِهِ وَقَالَ مُعَمَّرٌ لَا بَأْسَ أَنْ
تُكْرَى الْمَاشِيَةُ عَلَى الثَّلَاثِ وَالرَّبْعِ إِلَى
أَجَلٍ مُّسَمًّى.

اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ زمین ایک کی ہو اور دونوں اس پر خرچ کریں اور جو پیدا ہو سو دونوں کے درمیان آدھوں آدھ ہے اور جائز رکھا اس کو زہری نے اور حسن نے کہا کہ نہیں ڈر ہے کہ چنی جائے کپاس آدھے حصے پر اور ابراہیم اور ابن سیرین اور عطاء اور حکم اور زہری اور قتادہ نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ دیا جائے کپڑا ساتھ تہائی یا چوتھائی یا مانند اس کی کے یعنی جو لا ہے کو کپڑا بننے کے واسطے سوت دیا جائے اس شرط پر کہ محنت کے بدلے تہائی، چوتھائی کپڑا اس کو ملے گا اور باقی سوت والے کو یہ جائز ہے اور معمر نے کہا کہ

نہیں ڈر یہ کہ کرائے دیا جائے چوپاہ تہائی یا چوتھائی پر ایک مدت معین تک یعنی اپنا بیل یا گھوڑا وغیرہ کسی کو کرائے پر دے اس قرار پر کہ جو اس کے ساتھ کمائے گا اس سے تہائی یا چوتھائی جانور کی مالک کی ہوگی اور باقی کمانے والے کا۔

۲۱۶۰۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاملہ کیا حضرت ﷺ نے اہل خیبر سے ساتھ نصف اس چیز کے کہ پیدا ہو اس کھیتی سے یا میوے سے اور حضرت ﷺ اپنی بیویوں کو سو وق دیتے تھے اسی وق کھجوریں دیتے تھے اور بیس وق جو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں خیبر کو تقسیم کیا اور حضرت ﷺ کی بیویوں کو اختیار دیا یہ کہ جاگیر دے ان کو پانی اور زمین خیبر سے اور وہ خود کھیتی کروائیں یا جاری رکھے ان کے واسطے اور ان کی وہ چیز جو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے مقرر کی تھی یعنی سو وق سو ان میں سے بعض بیویوں نے زمین اختیار کی اور بعض نے وق اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمین اختیار کی تھی۔

۲۱۶۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ تَمْرٍ أَوْ زَرْعٍ لَكَانَ يُعْطَى أَزْوَاجَهُ مِائَةً وَسَقِي ثَمَانُونَ وَسَقِي تَمْرٍ وَعَشْرُونَ وَسَقِي شَعِيرٍ فَلَقَسَمَ عُمَرُ خَيْبَرَ فَخَيْبَرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطَعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ وَالْأَرْضِ أَوْ يُمَضَى لَهُنَّ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْأَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْأَرْضَ.

فائدہ: یہ حدیث عمدہ دلیل ہے واسطے اس شخص کے جو مزارعت اور محابرت کو جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بدستور جاری رہی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کیا کما سیاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مساقات کھجور اور انگور کی درختوں میں اور اسی طرح جائز ہے تمام درختوں میں جن کی شان سے پھل لاتا ہے ساتھ حصے معلوم کے کہ مقرر کیا جائے واسطے محنت کرنے والے کے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ مزارعت جائز ہے اور خاص کیا ہے اس کو شافعی نے جدید قول میں ساتھ کھجور اور انگور کے اور خاص کیا ہے اس کو داؤد نے ساتھ درخت کھجور کے اور ابو حنیفہ اور زفر نے کہا کہ مزارعت اور کسی حال میں جائز نہیں اس واسطے کہ وہ اجارہ ہے ساتھ میوے معدوم کے یا مجہول کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ وہ ایک عقد ہے مال میں عمل کرنے پر ساتھ بعض منافع

اس کے کے پس وہ مانند مضاربت کے ہے اس واسطے کہ مضارب محنت کرتا ہے مال میں ساتھ ایک حصے کے منافع اس کے سے اور حالانکہ وہ معدوم اور مجہول ہے اور تحقیق صحیح ہے عقد اجارے کا اس کے باوجود کہ منافع معدوم ہے پس اسی طرح اس جگہ بھی درست ہے اور نص اور اجماع کے باطل کرنے میں قیاس کرنا مردود ہے اور بعض نے خیبر کے قصبے سے یہ جواب دیا ہے کہ وہ صلح سے فسخ ہوا تھا اور وہ برقرار رکھے گئے اس پر کہ زمین ان کی ملک ہے اس شرط پر کہ آدھا میوہ دیا کریں پس یہ بطور جزیہ کے لیا جاتا تھا پس یہ مساقات کے جواز پر دلالت نہیں کرتی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اکثر خیبر لڑائی سے فسخ ہوا تھا جیسا کہ مغازی میں آئے گا اور ساتھ اس کے کہ اکثر اس کا مجاہدین کے درمیان تقسیم ہوا کما سیاتی یعنی پس اگر صلح سے فسخ ہوتا تو مجاہدین میں تقسیم نہ کیا جاتا اور ساتھ اس کے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کیا سو اگر زمین ان کے ملک ہوتی تو ان کو جلا وطن نہ کرتے اور جو تمام درختوں کے پھلوں میں اس کو جائز رکھتا ہے اس کی دلیل یہ لفظ ہے جو حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ معاملہ کیا ان سے ساتھ نصف اس چیز کے جو پیدا ہو کھجور سے اور درخت سے یعنی اس میں مطلق شجر کا لفظ آیا ہے یعنی ہر درخت میں اور یہ جو کہا کہ ساتھ نصف اس چیز کے کہ پیدا ہو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے مساقات ساتھ حصے معلوم کے نہ مجہول کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے نکالنا بیج کا محنت کرنے والے سے یا مالک سے اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے اس میں کسی چیز کی قید نہیں جو اس کو منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ محنت کرنے والا اس وقت گویا کہ اپنا بیج مالک زمین کے ہاتھ پہنچتا ہے ساتھ اناج مجہول کے ساتھ وعدے کے اور یہ جائز نہیں اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ وہ مستثنیٰ ہے نبی بیج اناج کی سے ساتھ اناج کے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں حدیثوں کے اور تطبیق اولیٰ ہے ایک کے باطل کرنے سے۔ (فتح)

باب إِذَا لَمْ يَشْتَرِ السَّيْنِ فِي
الْمُزَارَعَةِ
جب مزارعت میں زمین کا مالک عامل کے واسطے
برسوں کی شرط نہ کرے یعنی اس میں سالوں کو معین نہ
کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۱۶۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے
حاملہ کیا اہل خیبر کے ساتھ نصف اس چیز سے کہ پیدا ہو اس
سے میرے سے یا کھیتی سے۔

۲۱۶۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ عَامَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا
يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور وجہ اس چیز کی کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس

کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس حدیث کے کسی طریق میں معین سالوں کی قید واقع نہیں ہوئی اور تحقیق باب باندھا ہے ساتھ اس کے بعد چار بابوں کے کہ جب مالک زمین کا کہے کہ برقرار رکھوں گا میں تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو وہ دونوں اپنی رضامندی پر ہیں اور بیان کیا حدیث کو اور اس میں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ چاہیں گے اور موافقت اس کی باب سے ظاہر ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے دینا کھجوروں کا بطور مساقات کے اور دینا زمین کا بطور مزارعت کے بغیر ذکر کرنے سالوں معلوم کے پس جائز ہوگا مالک کو یہ کہ نکالے عامل کو جب چاہے اور اتفاق ہے سب کا کہ نہیں جائز کرایہ دینا مگر ساتھ مدت معلوم کے اور وہ عقود لازمہ سے ہے۔ (فتح)

یہ باب ہے

بَابُ

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے بخاری نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث وارد کی ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ زمین کی اجرت یعنی درست ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی پہلے باب میں یہ ہے کہ جب مزارعت جائز ہے اس پر کہ عامل کے لیے پیداوار کا حصہ معلوم ہو تو مزارعت پر اجرت معین یعنی بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔ (فتح)

۲۱۶۲۔ عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے طاؤس سے کہا کہ اگر تو مزارعت کو چھوڑ دیتا تو بہتر ہوتا اس واسطے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے طاؤس نے کہا کہ اے عمرو رضی اللہ عنہ میں لوگوں کو دیتا ہوں یعنی زمین کھیتی کرنے کے لیے اور ان کی مدد کرتا ہوں اور ان کے بڑے عالم نے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے اس سے نہیں منع فرمایا یعنی دینے زمین کے سے ساتھ حصے اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو لیکن فرمایا کہ مفت دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اس کے حق میں اس پر معین اجرت لینے سے یعنی اگر احسان کرے اور بغیر کچھ لینے کے زمین بطریق عاریت کے کسی کو دے کہ لینے والا اس سے فائدہ اٹھائے تو یہ بہتر ہے۔

۲۱۶۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرُو قُلْتُ لِطَاوُسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمَخَابِرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ قَالَ أَيْ عَمْرُو إِنِّي أُعْطِيهِمْ وَأَغْنِيهِمْ وَإِنْ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِي يَعْزِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلَكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرَجًا مَعْلُومًا.

فائدہ: اور داخل کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس کے نزدیک

مزارعت اور مختارت کے ایک معنی ہیں یعنی دینا زمین کا ساتھ حصے اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو اور ترمذی کی روایت میں مزارعت کا ذکر صریح آچکا ہے اور یہ جو عمرو نے طاؤس سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف حدیث رافع بن خدیج کی جو اس باب میں وارد ہو چکی ہے اور مسلم اور نسائی نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے کہ تھا طاؤس برا جانتا یہ کہ کرائے دے زمین اپنی کو ساتھ سونے اور چاندی کے اور کہتا تھا کہ تہائی اور چوتھائی پیداوار پر دینی درست ہے تو اس کو مجاہد نے کہا کہ تو رافع بن خدیج کے پاس جا اور اس کی حدیث کو سن تو طاؤس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے تو میں اس کو نہ کرتا لیکن خبر دی مجھ کو اس نے جو اس سے زیادہ تر عالم ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد نبی کی حدیث سے مطلق نفی کرنی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ نبی اپنے حقیقی معنی پر نہیں بلکہ مراد اس سے اولویت ہے یعنی مراد اس سے نبی تنزیہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عقد صحیح سے منع نہیں فرمایا بلکہ شرط فاسد سے منع فرمایا ہے لیکن ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مزارعت کو حرام نہیں کیا اور یہ روایت میری تاویل کو قوی کرتی ہے۔ (فتح)

یہود کے ساتھ مزارعت کرنے کا بیان

بَابُ الْمَزَارَعَةِ مَعَ الْيَهُودِ

۲۱۶۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر کی زمین یہود کو دی اس شرط پر کہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کو اس کی پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔

۲۱۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى خَيْبَرَ الْيَهُودَ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا خَرَجَ مِنْهَا.

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور مراد ساتھ اس کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ مسلمانوں اور اہل ذمہ دونوں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ (فتح)

ان شرطوں کا بیان جو مزارعت میں مکروہ ہیں

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي الْمَزَارَعَةِ

۲۱۶۴۔ رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی کرنے میں سب اہل مدینہ سے زیادہ تھے اور ہم میں سے کوئی اپنی زمین کو کرائے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ٹکڑا معین میرے واسطے ہے یعنی جو کچھ اس میں پیدا ہو گا وہ میرے واسطے ہے سوا کچھ

۲۱۶۴۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرْقِيَّ عَنْ زَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ حَقْلًا وَكَانَ أَحَدُنَا يُكْرِئُ أَرْضَهُ

اوقات یہ قطعہ کھیتی کو نکالتا اور یہ نہ نکالتا یعنی دونوں میں سے ایک قطعہ میں کھیتی ہوتی اور ایک میں نہ ہوتی تو حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

فَيَقُولُ هَذِهِ الْقِطْعَةُ لِي وَهَذِهِ لَكَ فَرْتَمَا
أَخْرَجَتْ ذِيهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِيهِ فَتَنَاهُمُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پانچ بابوں کے بعد آئے گی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے کہ رافع کی حدیث اس وقت پر محمول ہے جب کہ شامل ہو عقد شرط فاسد کو یا پہنچائے طرف دھوکے اور فریب کی۔ (فتح)

جب کہ کسی قوم کے مال سے ان کے اذن کے بغیر کھیتی کرے اور ان کے واسطے اس میں بہتری ہو یعنی نفع تو یہ درست ہے

بَابُ إِذَا زَرَعَ بِمَالٍ قَوْمٍ بغيرِ إِذْنِهِمْ
وَكَانَ فِي ذَلِكَ صَلاَحٌ لَهُمْ

۲۱۶۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ تین آدمی چلے جاتے تھے تو ان کو مینہ نے لیا یعنی گھیرا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو اس پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو ان کو اس نے بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو اپنے نیک کاموں کو جو اللہ کے واسطے کیے ہوں سو دعا مانگو ان کے وسیلے سے شاید کہ اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الہی معاملہ تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میرے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے کہ میں ان کے لیے بکریاں چرا یا کرتا تھا پھر جب میں شام کے قریب چرا لاتا تو ان کے واسطے ان کا دودھ دوہتا تھا سو اول میں اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا سو ان کو اپنے لڑکوں سے پہلے پلاتا تھا اور ایک دن میں نے دیر کی یعنی چارہ بہت دور ملا سو میں گھر میں نہ آیا یہاں تک کہ مجھ کو شام ہوئی کہ میں نے ماں باپ کو سوتا پایا پھر میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا تو میں دودھ لا کر ماں باپ کے سر پر کھڑا ہوا مجھ کو برا لگا کہ

۲۱۶۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا
أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْتَمَا
ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ يَمْشُونَ أَحَدُهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَّأُوا
إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ
غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ
عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انظُرُوا أَعْمَالًا
عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلَّهِ فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ
يُفَرِّجَهَا عَنْكُمْ قَالَ أَحَدُهُمُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ
لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صَبِيَّةٌ
صَغِيرَةٌ كُنْتُ أَرْعِي عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ
عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيْهِ أَسْقِيهِمَا
قَبْلَ بَنِيَّ وَإِنِّي اسْتَخَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ
آتِ حَتَّى أُمْسِيَتْ فَوَجَدْتُهُمَا نَامًا فَحَلَبْتُ
كَمَا كُنْتُ أَخْلُبُ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا

میں ان کو نیند سے جگاؤں اور برا لگا کہ ان سے پہلے لڑکوں کو پلاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے میرے دونوں قدموں کے پاس شور کرتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی سو الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایسی محنت تیری رضامندی کے واسطے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کو کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک روزن (شکاف/سوراخ) کھول دی تو انہوں نے آسمان کو دیکھا اور دوسرے نے کہا کہ البتہ الہی ماجرہ تو یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تھی میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسا کہ مرد عورتوں سے بہت محبت رکھتے ہیں یعنی میں اس پر کمال عاشق تھا سو میں نے اس سے حرام کاری چاہی تو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں دو یعنی سو اشرفیوں پر راضی ہوئی سو میں نے محنت کی یہاں تک کہ سو اشرفیاں جمع کیں سو جب میں اس کے پاؤں کے اندر واقع ہوا تو اس نے کہا کہ اے بندے اللہ کے اللہ سے ڈر اور مہر کو نہ توڑ مگر کہ جس طرح اس کا حق ہے سو میں اٹھ کھڑا ہوا سو اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہمارے واسطے اس پتھر سے ایک روزن (شکاف/سوراخ) تو اللہ نے ان سے ایک روزن (شکاف/سوراخ) کھول دی اور تیسرے نے کہا کہ الہی میں نے ایک مزدور رکھا تھا بد لے مزدوری سولہ رطل چاول کے سو جب وہ اپنا کام تمام کر چکا تو اس نے کہا کہ میرا حق مجھ کو دے سو میں نے اس کا حق اس کے آگے کیا تو اس نے اس کی طرف سے منہ موڑا تو میں ہمیشہ اس کو بوتارہا سو یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور غلام ان کو چرانے والوں کو جمع کیا پھر وہ مزدور میرے پاس آیا

أَكْرَهَ أَنْ أَوْفِظَهُمَا وَأَكْرَهَ أَنْ أَسْقِيَ
الضَّيْفَةَ وَالضَّيْفَةَ يَصْطَاغُونَ عِنْدَ قَدَمَيَّ
حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ إِنِّي فَعَلْتُهُ
ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فَرْجَةً نَرَى مِنْهَا
السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللَّهُ فَرَأَوْ السَّمَاءَ وَقَالَ
الْآخَرُ اللَّهُمَّ إِنَّهَا كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمِّ
أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجَالُ النِّسَاءَ
فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَلَبْتُ عَلَى حَتَّى أَتَيْتُهَا بِمِائَةِ
دِينَارٍ فَبَغَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا وَقَعَتْ بَيْنَ
رَجُلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا
تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ فَإِنْ كُنْتُ
تَعْلَمُ إِنِّي فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا
فَرْجَةً فَفَرَجَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللَّهُمَّ إِنِّي
اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرْقِ أَرْزٍ فَلَمَّا قَضَى
عَمَلَهُ قَالَ أُعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ
فَرَعِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ
مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَ نَبِيٌّ فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ
فَقُلْتُ أَذْهَبُ إِلَى ذَلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيَتِهَا
فَخَذُ فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِي
فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَخَذُ فَأَخَذَهُ
فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ إِنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ
وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللَّهُ قَالَ أَبُو
عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنُ
عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ فَسَمِعْتُ.

تو کہنے لگا اللہ سے ڈرتو میں نے کہا کہ ان گائے بیل اور ان کے چرانے والوں کی طرف جاسو ان کو لے تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مجھ سے مسخرا پن نہ کر میں نے کہا کہ میں تجھ سے ٹھٹھا نہیں کرتا ان کو لے لے یعنی یہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے سو اس نے اس کو لیا سوالیٰ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہم سے جس قدر پتھر باقی ہے سو اللہ نے باقی پتھر کھول دیا۔

فائدہ: اس حدیث کو پوری شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی اور مقصود اس سے تیسرے آدمی کا قول ہے کہ میں نے اس کا حق اس کو پیش کیا یعنی مزدور کے آگے رکھا تو اس نے اس کی طرف سے منہ موڑا سو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور ان کے چرانے والے جمع کیے اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے کہ اس نے اس کے واسطے اجرت معین کی تھی سو جب اس نے اس کو چھوڑا بعد اس کے کہ اس کے واسطے معین ہوئی پھر مزدور رکھنے والے نے اس میں دست اندازی کی تو وہ اس کی ضمانت میں آگئی یعنی اگر تلف ہو تو لازم آئے گا اس پر بدلہ اس کا اور ابن نمیر نے کہا کہ اس نے اس کے واسطے اجرت معین کی اور اس کو اس پر قدرت دی اور اپنا ذمہ اس سے پاک کیا سو جب اس نے اپنی مزدوری چھوڑ دی تو مستاجر نے از سر نو اپنا ہاتھ اس پر رکھا پھر اس میں بطور اصلاح اور بھلائی کے دست اندازی کی نہ بطور ضائع کرنے کے پس یہ اس کو معاف ہوا اور تعدی نہ گئی گئی اسی واسطے اس نے اس کے ساتھ اللہ کی طرف وسیلہ پکڑا اور اس کو اپنے سب عملوں سے افضل ٹھہرایا اور اس پر برقرار رکھا گیا اور اس کے سبب سے اس کی دعا قبول ہوئی اور باوجود اس کے کہ اگر اس کی اجرت برباد ہو جاتی تو وہ اس کا ضامن ہوتا اس واسطے کہ اس نے اس کے اس میں تصرف کرنے کی اجازت نہ دی تھی پس مقصود باب کا یہ ہے کہ کھیتی کرنے والا اس نیت کے ساتھ گناہ سے خلاص ہے اور اس سے ضمانت کا دور ہونا لازم نہیں آتا اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ وسیلہ پکڑنا اس کا ساتھ اس کے تو صرف اس وجہ سے تھا کہ جو اس پر حق لازم تھا اس کو اس نے دگنا دیا تھا نہ ساتھ تصرف اس کے کے جیسا کہ عورت کے پاؤں میں بیٹھنا گناہ تھا لیکن وسیلہ پکڑنا نہ تھا مگر ساتھ ترک کرنے حرام کاری کے اور مسامحت کے ساتھ مال وغیرہ کے۔ (فتح)

بَابُ أَوْقَافِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْضِ الْخِرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ وَقَالَ النَّبِيُّ

باب ہے بیچ بیان وقفوں اصحاب حضرت ﷺ کے اور بیان زمین خراجی کے اور مزارعت اصحاب کے اور معاملے ان کے کی اور حضرت ﷺ نے عمر فی النہ سے

فرمایا کہ اس زمین کے اصل کو صدقہ کر کہ نہ بیچی جائے
لیکن اس کا میوہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو عمر
فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ کیا۔

۲۱۶۶۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
اگر پچھلے مسلمانوں کا خیال ہوتا تو کوئی گاؤں فتح نہ ہوتا مگر کہ
میں اس کو مسلمانوں میں بانٹ دیتا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
خیبر کو بانٹ دیا تھا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ تَصَدَّقُ
بَأَصْلِهِ لَا بِبَاعٍ وَلَكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ
فَتَصَدَّقُ بِهِ.

۲۱۶۶۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ
عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْلَا آخِرُ
الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحَتْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ
أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

فائدہ: بیہی نے اس قصے میں عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب شام کا ملک فتح ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ
عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا تو اس کو تقسیم کر دے نہیں تو ہم آپس میں اس پر تلواریں ماریں گے تو اس
وقت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی اور ابن تین نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو تاویل کیا کہ جو ان کے بعد
آئیں گے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اعتقاد کیا کہ پچھلے پہلوں کے برابر ہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے خوف کیا کہ اگر ہر ملک فتح ہوئے کی
زمین بانٹی جائے تو پچھلوں کے واسطے خراج میں کچھ حصہ باقی نہ رہے گا اس واسطے کہ تقسیم کے بعد زمین مجاہدین کی
ملک ہو جائے گی پس پچھلوں کا اس میں کچھ حصہ نہ رہے گا تو اس نے مناسب جانا کہ جو زمین لڑائی سے فتح ہو اس
کو وقف کر دے اور اس پر محصول کو مقرر کر دے کہ اس سے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا رہے اور جو زمین لڑائی سے
فتح کی جائے تو اس کی تقسیم کرنے میں کئی قول ہیں اور مشہور ان میں سے تین قول ہیں امام مالک رحمہ اللہ سے روایت
ہے کہ وہ زمین محض فتح سے وقف ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام کو اختیار
ہے کہ خواہ اس کو تقسیم کر دے یا وقت کر دے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام کو لازم ہے کہ اس کو مجاہدین
میں تقسیم کر دے لیکن اگر مجاہدین وقف کے ساتھ راضی ہوں تو درست ہے اور باقی کلام جہاد میں آئے گی اور امام
بخاری رحمہ اللہ نے پہلے مسئلے کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دوسری حدیث سے بھی لیا جاتا ہے اس واسطے کہ باقی کلام
مخدوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ لیکن پچھلے مسلمانوں کا لحاظ چاہتا ہے اس کو کہ میں اس کو تقسیم نہ کروں بلکہ اس کو
مسلمانوں پر وقف کر ڈالوں اور سواد کی زمین میں عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تھا اور خراجی زمین کا حکم دوسری حدیث سے
پکڑا جاتا ہے اس واسطے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سواد کو وقف کیا تو جو وہاں اہل ذمہ رہتے تھے ان پر محصول کو
مقرر کیا تو ان کے ساتھ مزارعت مقرر کی اور معاملہ کیا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتی ہے مناسبت ساتھ اس ترجمہ کے

اور داخل ہونے اس کے کی مزارعت کے بابوں میں اور ابن بطلان نے کہا کہ معنی باب کے یہ ہیں کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تھے مزارعت کرتے حضرت رضی اللہ عنہم کے وقفوں کو بعد وفات حضرت رضی اللہ عنہم کے اس بنا پر کہ اس کے ساتھ یہود خیبر سے معاملہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا

مردہ یعنی خراب زمین کو زندہ یعنی آباد کرنے کا بیان

فائدہ: مراد مردہ زمین سے وہ زمین ہے جو آباد نہ ہو اور آباد کرنا اس کا یہ ہے کہ قصد کرے ایک شخص طرف ایک زمین کی کہ اس کو معلوم ہو کہ یہ کسی کی ملک نہیں پس آباد کرے اس کو ساتھ پانی پلانے کے یا کھیتی کرنے کے یا درخت لگانے کے یا ساتھ مکان بنانے کے سو وہ زمین آباد کرنے سے اس کے ملک ہو جاتی ہے سو برابر ہے کہ آبادی سے دور ہو یا نزدیک ہو اور برابر ہے کہ اس کو امام اس کی اجازت دے یا نہ دے اور یہی ہے قول جمہور کا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ضرور ہے اجازت یعنی امام سے مطلق یعنی زمین آبادی سے نزدیک ہو یا دور اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر قریب ہو تو درست ہے نہیں تو نہیں اور ضابطہ نزدیکی کا وہ ہے کہ آبادی والوں کو اس کی حاجت ہو مانند چرانے مویشی کی اور مانند اس کی اور حجت پکڑی ہے طحاوی رحمہ اللہ نے واسطے جمہور کے باوجود حدیث باب کے ساتھ قیاس کے اوپر پانی دریا اور نہر کے اور اس چیز کے کہ شکار کی جاتی ہے پرندوں اور حیوانوں میں اس واسطے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ جو اس کو پکڑے یا شکار کرے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے برابر ہے کہ قریب ہو یا بعید اور برابر ہے کہ امام اذن دے یا نہ دے۔ (فتح)

وَرَأَى ذَلِكَ عَلَى فِي أَرْضِ الْخَرَابِ
بِالْكُوفَةِ مَوَاتٍ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَحْيَا
أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی خراب زمین میں یہ حکم کیا ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو خراب زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ملک ہو جاتی ہے۔

فائدہ: روایت ہے کہ لوگ زمین کو گھیرتے تھے تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یعنی محض گھیرنے سے زمین ملک نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کو آباد کرے۔

عمرو بن عوف سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی یہ حدیث حضرت رضی اللہ عنہم سے یعنی یہ کہ جو آباد کرے مردہ زمین کو پس وہ اسی کے ملک ہو جاتی ہے اور فرمایا بیچ غیر حق مسلمان کے یعنی اس میں اتنی قید زیادہ ہے کہ وہ زمین کسی مسلمان کے ملک نہ ہو اور ظالم کی رگ کے واسطے حق نہیں یعنی جو کوئی کھیتی کرے یا درخت لگائے

وَيُرْوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي غَيْرِ حَقِّ مُسْلِمٍ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ فِيهِ حَقٌّ وَيُرْوَى فِيهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کسی کی آباد کی ہوئی زمین میں تو وہ اس کے سبب سے
اس زمین کا مالک نہیں ہوتا اور اس باب میں جابر رضی اللہ
نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: اصل یہ حدیث اس طرح ہے کہ جو مردہ زمین کو آباد کرے جس میں کسی مسلمان کا حق نہ ہو تو وہ اس کے
ملک ہو جاتی ہے آخر تک اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ دو آدمی حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے
کہ ایک نے دوسرے کی زمین میں درخت لگایا تھا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ زمین کے واسطے مالک اس کے
کے اور درخت والے کو حکم کیا کہ وہ اپنے درخت کو اس سے اکھاڑ لے اور ربیعہ نے کہا کہ ظالم کی رگ یا تو ظاہر
ہوتی ہے اور یا باطن پس باطن یہ ہے کہ آدمی اس میں کنواں کھودے اور اس کی کانیں نکالے اور ظاہر یہ ہے کہ اس
میں درخت لگائے یا مکان بنائے اور بعض کہتے ہیں کہ ظالم وہ ہے جو درخت لگائے یا کھیتی کرے یا مکان بنائے
یا کنواں کھودے غیر کی زمین میں ناحق اور بغیر شبہ کے اور جو یہ کہا کہ اس باب میں جابر رضی اللہ سے بھی روایت ہے تو
موصول کیا اس کو احمد نے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ جو آباد کرے زمین مردہ کو پس واسطے اس کے اس میں ثواب ہے
اور جو اس سے جانور کھائیں وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ابن حبان نے اس زیادت سے یہ بات نکالی ہے کہ
ذمی کا فردہ زمین کے آباد کرنے سے مالک نہیں ہوتا اس دلیل سے کہ کافر کے واسطے اجر نہیں اور محبت طبری نے
اس کا تعاقب کیا ہے کہ کافر اگر خیرات کرے تو اس کا بدلہ اس کو دنیا میں ملتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے
پس حمل کیا جائے گا اجر بیچ حق کافر کے اوپر ثواب دنیا کے اور مسلمان کے حق میں عام اس سے کہ دنیا کا ثواب ہو
یا آخرت کا اور جو اس نے کہا حدیث اس کا احتمال رکھتی ہے لیکن جو ابن حبان نے کہا وہ ظاہر حدیث کے زیادہ تر
موافق ہے اور نہیں متبادر ہے طرف فہم کی اطلاق اجر سے مگر اجر اخروی۔ (فتح)

۲۱۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ
لِأَحَدٍ فَهِيَ أَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ قَضَى بِهِ عُمَرُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي خِلَافَتِهِ.

۲۱۶۷۔ عاتقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا
کہ جو آباد کرے زمین کو جس کا کوئی مالک نہیں ہے تو وہی
مالکی کے لائق ہے یعنی پھر اس زمین کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا
عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی
خلافت میں۔

فائدہ: عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو بے کار رکھے زمین کو تین برس اور اس

کو آباد نہ کرے اور غیر اس کو آباد کرے تو وہ اس کی ملک ہو جاتی ہے اور شاید کے مراد ساتھ تعطیل کے یہ ہے کہ اس کو گھیر رکھے اور اس کو مکان وغیرہ کے ساتھ آباد نہ کرے۔ (فتح)

یہ باب ہے

باب

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

۲۱۶۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خواب میں دکھایا گیا اور حالانکہ آپ ﷺ اپنے معرس میں تھے یعنی جس جگہ پچھلی رات کو آرام کے لیے اترے تھے ذوالحلیفہ میں نالے کے درمیان سو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ بے شک آپ ﷺ میدان مبارک میں ہیں سو موسیٰ راوی نے کہا کہ اونٹ بٹھایا ساتھ ہمارے سالم نے اس جگہ جہاں عبد اللہ اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے اور قصد کرتے تھے حضرت ﷺ کے اترنے کی جگہ کو اور وہ جگہ نیچے ہے اس مسجد سے جو نالے کے درمیان ہے جو نالے اور راہ کے درمیان میں ہے۔

۲۱۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى وَهُوَ فِي مَعْرَسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي لَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بَبْطَحَاءَ مُبَارَكَةٍ فَقَالَ مُوسَى وَقَدْ آتَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمَنَاخِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُبْنِجُ بِهِ يَتَحَوَّرَى مَعْرَسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطُ مِنْ ذَلِكَ.

۲۱۶۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ آپ ﷺ عقیق نالے میں تھے تو اس نے کہا کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ عمرہ حج میں داخل ہوا یعنی حج اور عمرہ ساتھ ہیں ایک احرام سے ادا کو۔

۲۱۶۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّيْلَةُ آتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلَّيْتُ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْتُ عُمْرَةً فِي حَجَّةٍ.

فائدہ: ابن عمر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی تنبیہ کرنی ہے اس پر کہ تحقیق بطحا جس میں حضرت ﷺ پچھلی رات کو اترے تھے اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم ہوا تھا نہیں داخل ہوتی وہ زمین مردہ میں جو آباد کی جاتی ہے اور ملک ہو جاتی ہے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا اس میں مکان بنانا وغیرہ آباد کرنے کی وجہ سے یا مراد یہ ہے کہ وہ

لاحق ہوتی ہے ساتھ حکم آباد کرنے کے واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہوئی اس میں خصوصیت تصرف کی بیچ اس کے ساتھ اس کے پس ہو گئی گویا کہ چھوڑی گئی ہے واسطے مسلمانوں کے مانند منیٰ کی تو نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ اس میں مکان بنائے اور اس کو گھیرے اس واسطے کہ عام مسلمانوں کا حق اس کے متعلق ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نالہ مذکور اگرچہ مردہ زمین کی جنس ہے لیکن تعریس کی جگہ اس سے مستثنیٰ ہے واسطے ہونے اس کے حقوق عامہ سے پس نہیں ہے جائز گھیرنا اس کا کسی کو اگرچہ عمل کرے اس میں ساتھ شرط آباد کے اور یہ حکم اس جگہ کے ساتھ خاص نہیں جس میں حضرت ﷺ اترے تھے بلکہ ہر وہ چیز جو پائی جائے اس سے پس وہ اس کے معنی میں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ رَبُّ الْأَرْضِ أَقْرَكَ مَا أَقْرَكَ اللَّهُ وَلَمْ يَذْكُرْ أَجَلًا مَعْلُومًا فَهَمَّا عَلَى تَرَاضِيهِمَا.

جب زمین کا ملک عامل کو رکھے کہ برقرار رکھوں گا میں تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور مدت معلوم کو ذکر نہ کرے تو دونوں اپنی رضا مندی پر ہیں یعنی دونوں میں سے ہر ایک مختار ہے جب چاہے چھوڑ دے یا چھوڑا لے۔

۲۱۷۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَمْدَامِ حَدَّثَنَا لُصَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَجَلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا وَكَانَتْ الْأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِينَ وَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْرَهُمْ بِهَا أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ

۲۱۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود و نصاریٰ کو حجاز کی زمین سے نکال دیا اور جب حضرت ﷺ خیبر پر غالب ہوئے تھے تو ارادہ کیا تھا کہ یہود کو اس سے نکال دیں اور جب حضرت ﷺ اس پر غالب ہوئے تو ہو گئی وہ زمین ملک واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے اور واسطے مسلمانوں کے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ یہود کو اس سے نکال دیں تو یہود نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ ان کو اس سے زمین دینی ٹھہرائیں اس شرط پر کہ اس کی محنت پر کفایت کریں یعنی محنت سے کفایت کریں یعنی محنت صرف وہی کریں اور ان کو آدھا میوہ ملے گا اور حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ٹھہرائیں گے ہم تم کو اس میں جب تک کہ ہم چاہیں پس ٹھہرائی گئی یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے طرف یتا اور اریحا کی۔

يَصِفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقَرُكُمْ بِهَا عَلَى ذَلِكَ مَا
شِئْنَا فَقَرُّوا بِهَا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ إِلَى
تَيْمَاءَ وَأَرْيَحَاءَ.

فائدہ: یہ دونوں جگہیں مشہور ہیں نزدیک شہروں طے کے دریا پر بیچ اول راہ شام کے مدینے سے اور زمین حجاز کی وہ ہے جو تہامہ اور نجد کے درمیان ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تھی زمین جب کہ غالب ہوئے اوپر اس کے واسطے یہود کے اور واسطے رسول ﷺ کے اور مسلمانوں کے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت اس حال پر محمول ہے جس پر امر نے صلح کے بعد قرار پایا اور دوسری روایت اس حال پر محمول ہے جو صلح سے پہلے تھا اور یہ اس واسطے ہے کہ بعض خیبر کا صلح سے فتح ہوا تھا اور بعض غلبے سے سو جو غلبے سے فتح ہوا تھا وہ تمام اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے واسطے تھا اور جو صلح سے فتح ہوا وہ یہود کے واسطے تھا پھر صلح کے ساتھ مسلمانوں کے واسطے ہوا (فتح) اور مطابقت حدیث کی ساتھ باب کے ظاہر ہے۔

بَابُ مَا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاسِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا
فِي الزَّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ تھے اصحاب ﷺ
حضرت ﷺ کے سلوک اور رفاقت کرتے بعض بعض
سے کھیتی اور میوے میں۔

فائدہ: مواساة کے معنی شریک کرنا ہے مال میں بغیر عوض کے۔ (فتح)

۲۱۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي
النَّجَّاشِيِّ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ سَمِعْتُ
رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ بْنَ رَافِعٍ عَنْ عَمِّهِ ظَهْرٍ بْنِ
رَافِعٍ قَالَ ظَهَرْتُ لَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرِ كَانِ بِنَا رَافِقًا
قُلْتُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَصْنَعُونَ
بِمَحَاقِلِكُمْ قُلْتُ نَوَاجِرُهَا عَلَى الرُّبْعِ

۲۱۷۱۔ ظہیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ البتہ منع کیا ہم کو رسول
اللہ ﷺ نے ایک امر سے کہ تھا ساتھ ہمارے صاحب
رفاقت کا میں نے کہا کہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا سو حق ہے
اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ تم اپنی
کھیتیوں کے ساتھ کیا کرتے ہو میں نے کہا کہ کرائے دیتے
ہیں ہم زمین کو نالے پر یعنی شرط کر لیتے ہیں کہ جو نالے پر
پیدا ہوگا سو ہم لیں گے اور کرائے دیتے ہیں اس کو کھجور اور جو
کے چند دستوں پر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو خود
کھیتی کرو یا کسی سے کراؤ یا اس کو روک رکھو کہ خالی پڑی رہے
رافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا (اور

مخالفت مزارعت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیچنا کھیتی کا ہے
ساتھ گیہوں کے۔)

۲۱۷۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے
میں اصحاب رضی اللہ عنہم تہائی اور چوتھائی اور نصف پر کھیتی کیا
کرتے تھے یعنی زمین بٹائی پر دیتے تھے تہائی یا چوتھائی وغیرہ
ٹھہرا لیتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس
زمین ہو تو چاہیے کہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان
کو عاریتاً دے کہ وہ کھیتی کرے اور اگر ایسا نہ کرنے تو چاہیے
کہ اپنی زمین کو روک رکھے۔

فائدہ: اعتراض کیا گیا ہے اور اس حدیث کے اس طرح کہ زمین کے بے کار روک رکھنے میں بغیر کھیتی کرنے کے
اس کی منفعت کا باطل کرنا ہے پس یہ مال ضائع کرنے کے قبیل سے ہوگا اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے نہ ضائع
کرنے مال کے سے اور جواب یہ ہے کہ مراد انہی سے ضائع کرنا ذات مال کا ہے یا ایسے منفعت کا کہ پیچھے نہ رہے
اس واسطے کہ اگر زمین خالی بغیر کھیتی کے چھوڑی جائے تو اس کی منفعت ضائع نہیں ہوتی اس واسطے کہ تحقیق وہ گھاس
اور لکڑی وغیرہ کو اگاتی ہے جو چرانے وغیرہ میں فائدہ دے اور اگر بالفرض کچھ بھی نہ اگائے تو کبھی اس میں کھیتی نہ
کرنے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے یعنی اگر اس میں ایک یا دو سال کھیتی نہ کی جائے تو زمین کی قوت بہت بڑھ
جاتی ہے اور آئندہ سال میں اس میں اناج بہت پیدا ہوتا ہے اور یہ سب توجیہ اس وقت ہے جب کہ نبی کو عموم پر
حمل کیا جائے کہ زمین کو کسی طرح کرائے دینا درست نہیں نہ قطعہ معین پر اور نہ ساتھ جزاں چیز کے کہ اس سے
پیدا ہو اور اگر حمل کیا جائے کرائے کو اس چیز پر کہ ان میں مروج تھا کرائے دینا زمین کے سے ساتھ جزاں چیز
کے کہ اس سے پیدا ہو خاص کر اس وقت جبکہ وہ خبر معلوم نہ ہو تو یہ اس کو مستلزم نہیں کہ اس سے کھیتی میں کسی طرح نفع
نہ ہو بلکہ کرائے دے اس کو ساتھ چاندی یا سونے کے جیسا کہ مقرر ہو چکا ہے واللہ اعلم یا مراد انہی سے نبی تنزیہی
ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اوپر گزرا ہے لیکن جمہور کے نزدیک مزارعت یعنی زمین تہائی یا چوتھائی پیداوار پر
کرائے دینی درست ہے کما مر بیانہ سابقاً (مترجم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ اس میں خود کھیتی کرے یا

وَعَلَى الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ قَالَ لَا
تَفْعَلُوا إِزْرَعُوهَا أَوْ أَزْرَعُوهَا أَوْ أَمْسِكُوهَا
قَالَ رَافِعٌ قُلْتُ سَمِعَا وَطَاعَةً.

۲۱۷۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَحْبَرَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ كَانُوا يَزْرَعُونَهَا بِالثُلُثِ وَالرُّبْعِ
وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ
لِيَمْنَحَهَا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَمْسِكْ أَرْضَهُ.

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي

اپنے بھائی مسلمان کو عاریٹاً دے اور اگر یہ بات نہ کرے تو چاہیے کہ اپنی زمین کو روک رکھے۔

۲۱۷۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزارعت سے منع نہیں فرمایا یعنی اس کو حرام نہیں کیا لیکن فرمایا کہ منفعۃ دینا مرد کا اپنی زمین اپنے بھائی مسلمان کو بہتر ہے اس کے حق میں اس پر معین محصول لینے سے۔

۲۱۷۴۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کرایہ دیتے اپنی زمین کو بیچ زمانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ابتداء خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پھر کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین کے کرائے دینے سے منع فرمایا ہے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے پوچھا تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین کرائے دینے سے منع فرمایا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ ہم اپنی زمین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نالوں پر کی پیداوار اور کچھ گھاس پر کرائے دیا کرتے تھے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کا فعل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہی تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاص اس صورت سے منع فرمایا مطلق کرائے دینے سے منع نہیں فرمایا۔

مَرْيُورَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرِعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ.

۲۱۷۲۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ ذَكَرْتُهُ لَطَاوِسٍ فَقَالَ يُزْرَعُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلَكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ شَيْئًا مَعْلُومًا.

۲۱۷۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُكْرِئُ مَزَارِعَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى رَافِعٍ فَذَهَبَ مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَا كُنَّا نُكْرِئُ مَزَارِعَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْأَرْبَعَاءِ وَبِشَيْءٍ مِنَ التِّبْنِ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے مدلی ہے واسطے حدیث رافع رضی اللہ عنہ کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے

واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث مضطرب ہے اور اشارہ کیا کہ اس کی حدیث کے دونوں طریق صحیح ہیں جو اس نے خود بلا واسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ بھی صحیح ہے اور جو اس نے اپنے چچا کے واسطے سے روایت کی وہ بھی صحیح ہے اور اشارہ کیا جو روایت اس کی بے واسطہ ہے اس میں مطلق کرائے زمین کے منع ہونے کا ذکر ہے اور جو اس نے اپنے چچا کے واسطے سے روایت کی ہے وہ مفسر ہے واسطے مراد اس کی کے اور وہ مراد وہ ہے جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ مراد اس سے اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ رفاقت کرے اور یہ کہ انہی اس سے واسطے حرمت کے نہیں۔ (فتح)

۲۱۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرَى لَمْ خَشِيَ عَبْدُ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحْدَثَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ.

۲۱۷۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں جانتا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں زمین کرائے دی جاتی ہے پھر عبداللہ نے خوف کیا کہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس باب میں کوئی نیا حکم جاری کیا ہو سو اس نے زمین کو کرائے دینا چھوڑ دیا۔

فائدہ: اس حدیث میں مطلق کرائے دینے کا ذکر ہے لیکن مراد وہ ہے جو نالیوں کے کنارے پر ہو جیسا کہ پہلی روایت میں ہے۔ (ت)

بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

فائدہ: شاید مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ زمین کے کرائے دینے سے جو نہی وارد ہوئی تو وہ محمول ہے اس حالت پر جب کہ مجہول چیز پر کرائے دی جائے یعنی معلوم نہ ہو اور یہ مراد نہیں کہ زمین کو سونے چاندی کے ساتھ کرائے دینا منع ہے اور مبالغہ کیا ہے ربیعہ نے سو کہا اس نے کہ نہیں جائز ہے کرائے دینا زمین کا مگر ساتھ سونے اور چاندی کے اور مخالفت کی ہے اس میں طاؤس اور ایک تھوڑی جماعت نے سوا انہوں نے کہا کہ زمین کو کرائے دینا مطلق درست نہیں اور یہی مذہب ہے ابن حزم کا اور قوی کیا اس کو اور دلیل پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ حدیثوں مطلقہ کے جو اس باب میں وارد ہوئی ہے اور باب کی حدیث دلالت کرتی ہے جمہور کے مذہب پر اور تحقیق مطلق ذکر کیا ابن منذر نے کہ اصحاب رحمہم کا اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے کرائے دینا زمین کا ساتھ چاندی اور سونے کے اور نقل کیا ابن بطلال نے اتفاق فقہاء شہروں کا اوپر اس کے اور ابو داؤد نے سعد بن ابی

وقاصؓ سے روایت کی ہے کہ تھے زمینوں والے کرائے دیتے زمینوں کو ساتھ اس چیز کے کہ ہونالیوں پر کھیتی سے سو لوگ اس میں جھگڑے تو حضرت ﷺ نے ان کو اس کے ساتھ کرائے دینے سے منع کیا اور فرمایا کہ سونے اور چاندی دے کرائے دو اور اس کے راوی معتبر ہیں اور ترمذی میں روایت ہے کہ رافع بن خدیجؓ نے کہا کہ زمین کو درہموں سے کرائے دینا منع ہے لیکن یہ حدیث معلول ہے یعنی ضعیف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ أَمْثَلَ مَا أَنْتُمْ صَانِعُونَ أَنْ تَسْتَأْجِرُوا الْأَرْضَ الْبَيْضَاءَ مِنَ السَّنَةِ إِلَى السَّنَةِ.

اور ابن عباسؓ نے کہا کہ سب چیزوں میں جو تم کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ کرائے کو تم زمین سفید کو یعنی جس میں کوئی درخت نہ ہو سال سے سال تک۔

۲۱۷۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الرَّحْمَنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمَّامٌ أَنَّهُمْ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبَعَاءِ أَوْ شَيْءٍ يَسْتَفِيدُهَا صَاحِبُ الْأَرْضِ فَتَهِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالذِّينَارِ وَالذِّرْهَمِ فَقَالَ رَافِعٌ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالذِّينَارِ وَالذِّرْهَمِ وَقَالَ اللَّيْثُ وَكَانَ الَّذِي نَهَى عَنْ ذَلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيهِ ذَرُّوهُ الْفَهْمُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِزْهُ لِمَا فِيهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ.

۲۱۷۶۔ رافعؓ سے روایت ہے کہ میرے دو چچوں نے مجھ کو حدیث بیان کی کہ لوگ حضرت ﷺ کے زمانے میں زمین کو کرائے دیا کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ نالیوں کے کناروں پر پیدا ہو یا ساتھ اس چیز کے کہ مستفی کرے اس کو مالک زمین کا واسطے اپنی کھیتی سے یعنی کرائے دیتے تھے اس شرط پر کہ زراعت کرے عامل اور جو کچھ کہ نالیوں کے کناروں پر اگے گا وہ مالک کے لیے ہوگا اجرت اس کی زمین کی یا اس شرط پر کہ جو کچھ قطعہ معین میں پیدا ہوگا وہ مالک کے واسطے ہوگا اور باقی عامل کے لیے سو حضرت ﷺ نے ہم کو اس سے منع فرمایا سو میں نے رافعؓ سے کہا کہ زمین کو درہم اور دینار پر کرائے دینے کا کیا حکم ہے تو رافعؓ نے کہا کہ اس کو درہم اور دینار کے ساتھ کرایہ دینے کا کچھ ڈر نہیں اور گویا کہ جو چیز کہ منع کیا گیا ہے اس سے وہ چیز ہے کہ اگر حلال اور حرام کو سمجھنے والے اس میں نظر کریں تو اس کو جائز نہ رکھیں اس واسطے کہ اس میں خطرہ ہے ہلاکت کا کہ ہو یا نہ ہو اور امام بخاریؒ نے کہا کہ کان الذین سے آخر تک لیث کا قول ہے یعنی یہ حدیث کا لفظ نہیں۔

فائدہ: یہ کلام لیث کے موافق ہے واسطے مذہب جمہور کے کہ زمین کو کرائے دینے کی نہی محمول ہے اس وجہ پر کہ

دھوکے اور جہالت کی طرف پہنچائے مطلق کرائے دینے سے نبی واقع نہیں ہوئی یہاں تک کہ سونے اور چاندی کے ساتھ بھی منع ہو پھر جمہور کو اختلاف ہے اس میں کہ جائز ہے کرایہ دینا زمین کا ساتھ جز اس چیز کے کہ اس سے پیدا ہو یا نہیں سو جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ نبی کی حدیثیں نبی تنزیہی پر محمول ہیں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جو پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ لیکن ارادہ کیا ہے حضرت ﷺ نے یہ کہ بعض بعض کے ساتھ سلوک کریں اور جو کہتا ہے کہ جز پیداوار کے ساتھ زمین کو کرایہ دینا درست نہیں تو وہ کہتا ہے کہ نبی کرائے اس کے سے محمول ہے اس پر جب کہ شرط کرے مالک زمین کا ایک طرف کو زمین سے یا یہ شرط کرے کہ جو نہر کے کنارے پر پیدا ہوگی وہ مالک کے لیے ہوگا اس واسطے کہ سبب میں دھوکا اور جہالت ہے اور امام مالک نے کہا کہ نبی محمول ہے اس پر جب کہ واقع ہو کرایہ اس کا ساتھ اناج اور کھجور کے تاکہ نہ ہو بیع اناج کی ساتھ اناج کے ابن منذر نے کہا کہ لائق ہے یہ کہ حاصل کیا جائے قول مالک کا جب کہ اناج کر لے یہ اس زمین کی پیداوار کی جو ہو لیکن جب کہ کرائے دے اس کو ساتھ اناج معلوم کے کہ کرایہ لینے والے کے ذمہ ہو یا ساتھ اناج حاضر کے کہ قبض کرے اس کو مالک تو نہیں ہے کوئی مانع جواز سے اور یہ جو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ درہم اور دینار سے زمین کو کرائے دینا درست ہے تو احتمال ہے کہ رافع رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنے اجتہاد سے کہی ہو اور احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو اس کو بطور تخصیص کے اس کے جواز پر یا معلوم کیا ہو کہ زمین کے کرائے دینے کی نبی مطلق نہیں بلکہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو ساتھ کسی چیز مجہول کے اور مانند اس کی پس استنباط کیا اس سے کہ چاندی سونے کے ساتھ زمین کو کرائے دینا جائز ہے۔ (فتح)

باب

یہ باب ہے

فائدہ: اس باب میں ترجمہ نہیں اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

۲۱۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ ﷺ کے پاس ایک گنوار تھا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی بھرنے کی اجازت مانگی تو اللہ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو تیرا چاہتا ہے، اس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ ہے لیکن کھیتی ہی کرنا بہت بھاتا ہے، سو اس نے بیج بویا سو اس کے اگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے نے پلک جھپکنے سے بھی بھڑکی کی یعنی ہنوز پلک نہ جھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے اور اس کا ہمدانہ

۲۱۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هَلَالٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ لِيُزْرِعَ فَقَالَ لَهُ أَلَسْتَ لِيَمَّا

پہاڑ کی مانند تھا سو اللہ فرمائے گا اس کو کہ لے اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو گنوار نے کہا کہ نہیں پائے گا تو اس کو مگر قریشی یا انصاری اس واسطے کہ وہ اصحاب کھیتی کے ہیں سو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا۔

سَمِعْتُ قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنَّي أَحِبُّ أَنْ أَرْزَعَ قَالَ
فَبَدَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتَوَاوَهُ
وَاسْتَحْصَادُهُ فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ
اللَّهُ ذُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ
فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ وَاللَّهِ لَا تَجِدُهُ إِلَّا قَرِيشًا أَوْ
أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ
فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس گنوار کے اس قول میں ہے کہ وہ اصحاب کھیتی کے ہیں، اور ابن نمیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس نے تنبیہ کی ہے اس پر کہ کرائے زمین کے نبی کی حدیثیں نبی تنزیہی پر محمول ہیں نہ ایجاب پر یعنی نہ حرمت پر اس واسطے کہ عادت اس چیز میں کہ حرص کرتا ہے اس پر آدمی یہ کہ دوست رکھتا ہے اس کو کہ اس کے ساتھ ہمیشہ فائدہ اٹھاتا رہے اور باقی رہنا حرص اس مرد کا کھیتی پر یہاں تک کہ بہشت میں بھی دلیل ہے اس کی کہ وہ اس پر مرا تھا اور اس کو اس کے حرام ہونے کا اعتقاد ہوتا تو اس کی حرص نہ کرتا تا کہ اس کے ذہن میں اس قدر ثبوت نہ ہوتا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ بہشتیوں کو بہشت میں جس کام کی خواہش ہوگی اس کا ہونا اس میں ممکن ہے اور اس میں وصف ہے لوگوں کی ساتھ غالب عادتوں اپنی کے اور یہ کہ نفس دنیا کی بہت جمع کرنے پر پیدا ہوئے ہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف فضیلت قناعت کی اور مذمت حرص کی اور یہ کہ اللہ نے بہشتیوں کو دنیا کی محنت سے بے پرواہ کیا ہے۔ (فتح حق)

چیز کے بونے کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُرَسِ

۲۱۷۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ہم جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوا کرتے تھے کہ ہماری ایک بوڑھی عورت تھی وہ چقدر کی جڑیں لیتی تھی جس کو ہم اپنی نالیوں پر بوتے تھے پھر ان کو اور کچھ جو کے دانے اپنی ہانڈی میں ڈالتی تھی نہیں جانتا میں مگر کہ سعد نے کہا کہ اس میں چربی اور چکنائی نہ تھی سو جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اس کی ملاقات کو جاتے تھے سو وہ چقدر کو ہمارے پاس

۲۱۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ
إِنَّا كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا
عَجُوزٌ تَأْخُذُ مِنْ أَصُولِ مِلْخٍ لَنَا كُنَّا
نَغْرِسُهُ فِي أَرْبَعَانَا فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرِ لَهَا
فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَابَ مِنْ شَعِيرٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا

لاتی تھی سو ہم اس سبب سے جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوتے تھے اور نہ ہم کھانا کھاتے تھے اور نہ ہم قیلوہ کرتے تھے مگر بعد جمعہ کے۔

أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ فَلَاذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاَهَا فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْنَا فَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدَّى وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

فائدہ: مراد اس جگہ اس حدیث سے یہ ہے کہ ہم اس کو اپنی نالیوں میں بوتے تھے۔

۲۱۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں یعنی بدگمانی کرتے ہیں کہ شاید جھوٹی حدیثیں بیان کرتے ہیں اور اللہ کے نزدیک ہے جگہ وعدے کی یعنی اللہ قیامت کے دن خود حساب کرے گا اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ کو سزا دے گا اور نہیں تو جو میرے حق میں بدگمانی کرتے ہیں ان کو سزا دے گا اور کہتے ہیں کہ کیا حال ہے مہاجرین اور انصار کا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے؟ اور حال یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین تو بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے تھے اور میرے بھائی انصاری وہ اپنے مالوں کے کام میں مصروف رہتے تھے اور میں محتاج آدمی تھا ہر وقت حضرت ﷺ کے پاس موجود رہتا تھا اپنے پیٹ کے سوا مجھ کو اور کچھ فکر نہ تھی سو میں حاضر ہوتا تھا جب کہ وہ غائب ہوتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا جب کہ وہ بھول جاتے تھے اور حضرت ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ نہیں پھیلائے رہے گا کوئی اپنا کپڑا جب تک کہ میں اپنی یہ بات تمام کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے تو میری بات سے کبھی کوئی چیز نہ بھولے گا سو میں نے اپنی چادر پھیلائی کہ اس کے سوا مجھ پر کوئی کپڑا نہ تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ اپنی بات کو تمام کر چکے پھر میں نے اس کو اپنے سینے کا طرف سمیٹ لیا سو قسم ہے اس

۲۱۷۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ وَيَقُولُونَ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ مِثْلَ أَحَادِيثِهِ وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفَقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ أَمْرًا مَسْكِينًا أَلَزَمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ مِلءَ بَطْنِي فَأَحْضَرُ حِينَ يَغِيثُونَ وَأَعْنِي حِينَ يَنْسَوْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَسْطُرَ أَحَدٌ مِنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعُهُ إِلَى صَدْرِهِ فَيَنْسِي مِنْ مَقَالَتِي شَيْئًا أَبَدًا فَبَسَطْتُ نِمْرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتَّى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَتِهِ بَلِّغْكَ إِلَى يَوْمِي هَذَا وَاللَّهِ لَوْ لَا آيَاتِي فِي

كَتَبَ اللَّهُ مَا حَدَّثَكُمْ شَيْئًا أَبَدًا ﴿إِنَّ
الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ
وَالْهُدَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿الرَّحِيمُ﴾.

ذات کی جس نے حضرت ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں
اس روز سے آج کے دن تک آپ ﷺ کی اس کلام سے
کوئی چیز نہیں بھولا قسم ہے اللہ کی اگر قرآن میں دو آیتیں نہ
ہوتیں تو میں تم کو کبھی کوئی حدیث نہ بتلاتا کہ جو لوگ چھپاتے
ہیں جو کچھ ہم نے اتاری صاف حکم اور راہ کے نشان بعد اس
کے کہ ہم ان کو کھول چکے واسطے لوگوں کے کتاب میں تو ان کو
لعنت دیتا ہے اللہ اور لعنت دیتے ہیں سب لعنت دینے
والے..... الرحیم تک۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اس جگہ یہ قول ہے کہ میرے بھائی انصاری مالوں کے عمل میں مصروف رہتے تھے
اس واسطے کہ مراد ساتھ عمل کے زمینوں میں مشغول ہونا ساتھ کھیتی کرنے اور درخت بونے کے پس مطابقت حدیث
کی باب سے ظاہر ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب ہے پانی دینے کے بیان میں

کِتَابُ الْمُسَاقَاتِ

باب ہے پانی پلانے کے بیان میں

بَابُ فِي الشَّرْبِ

فائدہ: عیاض نے کہا کہ مراد ساتھ پانی کے تقسیم کرنے کا حکم ہے اور اصل میں مراد شرب سے پانی کا حصہ ہے۔ (فتح) اور شریعت میں عبارت ہے اس سے کہ باری کے ساتھ پانی سے فائدہ اٹھائے یعنی باری کے ساتھ اپنی کھیتی کو دے اور اپنے جانوروں کو پلائے۔

اور اس آیت کا بیان کہ ہم نے پانی سے ہر چیز جو زندہ ہے کیا پس کیوں نہیں ایمان لاتے؟

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ﴾

فائدہ: مراد وہ حیوان ہے جو پانی کے ساتھ جیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے پانی نطفے کا ہے یعنی ہم نے ہر چیز مٹی سے پیدا کی اور بعض کل شیء حیا پڑھتے ہیں اس صورت میں اس میں جمادات یعنی بے جان چیزیں بھی داخل ہو جاتی ہیں مانند درخت اور پتھر وغیرہ کے اس واسطے کہ اس کی زندگی یعنی سبز ہونا نہیں ہوتا مگر ساتھ پانی کے (فتح)

اور اس آیت کا بیان کہ بھلا دیکھو تو پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم اتارنے والے؟ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھارا کر دیں پھر تم کیوں نہیں شکر کرتے اور ثجاجا (جو سورہ عم میں ہے) کے معنی پانی گرایا گیا اور مزن کے معنی سحاب ہیں یعنی بادل اور اجاج کے معنی مرہیں یعنی کڑوہ پانی اور فرات کے معنی جو سورہ مرسلات میں عذبا ہیں یعنی میٹھا پانی۔ باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اعتقاد کرتا ہے کہ

وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ أَلَمْ يَكُنْ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ الْمُنْزَلِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ﴾ ثَجَّاجَا مُنْصَبًا الْمُنْزَلُ السَّحَابُ وَالْأُجَاجُ الْمُرُّ فَرَاتًا عَذْبًا.

بَابُ فِي الشَّرْبِ وَمَنْ رَأَى صَدَقَةً

پانی کا صدقہ کرنا اور ہبہ کرنا اور اس کے ساتھ وصیت کرنی جائز ہے۔

الْمَاءُ وَهَبَتْهُ وَوَصِيَّتَهُ جَائِزَةٌ مَّقْسُومًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَّقْسُومٍ.

فائدہ: اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے پانی ملک نہیں ہوتا۔ (فتح) اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون ہے کہ رومہ کے کنویں کو مول لے پھر اس کا ڈول اس کنویں میں ایسا ہو جیسے اور مسلمانوں کے ڈول یعنی اس کو مول لے کر اللہ کی راہ میں وقف کر دے اپنی ملکیت میں نہ رکھے سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر وقف کر دیا۔

وَقَالَ عُثْمَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِي بَنُو رُومَةَ فَيَكُونُ دَلْوُهُ فِيهَا كِدَلَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی کو صدقہ کرنا درست ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کیا اور معلوم ہوا کہ پانی ملک ہو جاتا ہے وفيہ المطابقة للتوجمة اور ابن بطال نے کہا کہ وقف کرنے والے کو اپنے وقف سے نفع اٹھانا درست ہے جبکہ اس کی شرط کر لے اور اگر کنویں کو لوگوں کے واسطے وقف کرے تو اس کو خود بھی اس سے پانی پینا جائز ہے۔ (فتح)

۲۱۸۰۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیالہ لایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دائیں ایک لڑکا تھا جو سب سے چھوٹا تھا اور بوڑھے مرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بائیں تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں پیالہ بوڑھوں کو دوں تو اس نے کہا کہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ میں جوٹھے کے ساتھ کسی کو اپنے اوپر مقدم نہ کروں گا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ اس لڑکے کو دیا۔

۲۱۸۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عَسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاحُ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا غُلَامُ أَتَأْذُنِي لِي أَنْ أُعْطِيَهُ الْأَشْيَاحُ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَوْفَرِ بِفَضْلِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

۲۱۸۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک بکری گھر میں رہنے والی دوسری گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے اور ملایا گیا دودھ اس کا ساتھ پانی اس کنویں کے جو انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

۲۱۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهَا حُلِبَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَهِيَ فِي

پیالہ دیا گیا سو حضرت ﷺ نے اس سے پیا یہاں تک کہ جب پیالے کو اپنے منہ سے ہٹایا اور آپ ﷺ کے ہائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں ایک گنوار تھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اور حالانکہ اس نے خوف کیا تھا اس سے کہ حضرت ﷺ وہ پیالہ گنوار کو دیں کہ یا حضرت ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیجیے کہ آپ ﷺ کے نزدیک ہے تو حضرت ﷺ نے وہ پیالہ گنوار کو دیا جو آپ ﷺ کی داہنی طرف تھا پھر فرمایا کہ داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے پس داہنی طرف کا آدمی مقدم ہے یعنی بائیں والے پر اگرچہ بائیں والا دائیں والے سے افضل ہو۔

دَارِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَشِيبَ بْنَهَا بِمَاءٍ مِنَ الْبَيْتِ فِي دَارِ أَنَسٍ فَأَعْطَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ حَتَّى إِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيهِ وَعَلَى بَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أُعْرَابِي فَقَالَ عُمَرُ وَخَافَ أَنْ يُعْطِيَ الْأَعْرَابِي أُعْطِيَ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدَكَ فَأَعْطَاهُ الْأَعْرَابِي الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ الْإِيْمَنُ فَلَا إِيْمَنَ.

فائدہ: اور مناسبت دونوں حدیثوں کی ساتھ باب کے قسمت پانی کے مشروع ہونے کی جہت سے ہے اس واسطے کہ پہلے داہنی طرف والے کو دینا اس پر دلالت کرتا ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پانی ملک ہو جاتا ہے اسی واسطے حضرت ﷺ نے بعض سے اذن چاہا جو اس میں شریک تھے اور مرتب کیا قسمت کو دائیں اور بائیں اور اگر اپنے اباحت پر باقی ہوتا تو اس میں کسی کی ملک داخل نہ ہوتی لیکن سہل کی حدیث میں یہ بیان نہیں کہ اس پیالے میں پانی تھا بلکہ کتاب الاثر بہ میں مفسر آچکا ہے کہ اس میں دودھ تھا اور اس کو جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے اس کو تا کہ بیان کرے کہ تحقیق امر جاری ہوا ہے بیچ بانٹنے پانی کے جس کے ساتھ دودھ ملایا گیا تھا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بیچ جگہ جاری ہونے خالص دودھ کے جس کا بیان سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے پس معلوم ہوا کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے درمیان دودھ کے اور پانی کے پس حاصل ہوگا ساتھ اس کے رد اس فحش پر جو کہتا ہے کہ پانی کسی کا ملک نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْمَاءِ أَحَقُّ بِالْمَاءِ حَتَّى يَرَوِيَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ.

جو کہتا ہے کہ پانی والا لائق تر ہے ساتھ پانی کے یہاں تک کہ سیراب ہو جائے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ نہ روکا جائے زیادہ پانی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے درمیان علماء کے کہ پانی والا زیادہ ترحق دار ہے ساتھ پانی کے یہاں تک کہ سیراب ہو میں کہتا ہوں کہ اتفاق تو اس پر ہے کہ پانی ملک ہو جاتا ہے اور شاید کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ پانی ملک ہوتا ہے وہی ہیں جن کو اس میں اختلاف نہیں اور وہ جمہور ہیں۔ (فتح)

۲۱۸۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکا جائے زیادہ پانی تاکہ اس کے حیلے سے زیادہ چارہ روکا جائے۔

۲۱۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُْمْنَعَ بِهِ الْكَلَالُ.

۲۱۸۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکو زیادہ پانی کو تاکہ اس کے حیلے سے زیادہ چارہ روکو۔

۲۱۸۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِيَمْنَعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلَالِ.

فائدہ: یعنی اگر تمہارا کنواں یا تالاب یا حوض ہو اور تم اس سے اپنا کام کر چکے ہو تو لوگوں کو اس کے باقی پانی سے نہ روکو اور مراد زیادہ پانی سے وہ پانی ہے جو حاجت سے زیادہ ہو اور جمہور کے نزدیک محمول ہے اس کنویں کے پانی پر جو مالکی کی زمین میں کھودا گیا ہو اور یہی حکم ہے اس کنویں کا کہ ویران زمین میں ہو جب کہ نہ ہوساتھ قصد مالک ہونے کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے اور نص کی اس پر شافعی نے قدیم میں اور حرمہ نے یہ ہے کہ کنواں کھودنے والا اس کے پانی کا مالک ہو جاتا ہے اور ایپر کہ جو کنواں کھودا گیا ہو زمین ویران میں واسطے قصد سلوک اور رفاقت کے ساتھ لوگوں کے نہ واسطے مالک ہونے کے تو کھودنے والا اس کے پانی کا مالک نہیں ہوتا بلکہ ہوتا ہے وہ زیادہ حق دار ساتھ اس کے یہاں تک کہ اس جگہ سے کوچ کرے اور دونوں صورتوں میں واجب ہے اس پر خرچ کرنا پانی کا جو حاجت سے زیادہ ہو اور مراد حاجت سے حاجت نفس اپنے کی اور عیال اپنے کی اور کھیتی اپنی کی اور مویشی اپنے کی سے یہی ہے صحیح نزدیک شافعیہ کے اور خاص کیا ہے مالکیہ نے اس حکم کو ساتھ مردہ زمین کے یعنی واجب ہے خرچ کرنا زیادہ پانی کا اور کھیتی میں کہ جو کنواں اپنی مالکی کی زمین میں ہو اس کے زیادہ پانی کا خرچ کرنا واجب نہیں اور جو پانی کہ برتن میں محفوظ ہو اس کے زیادہ کا خرچ کرنے کا غیر مضطر کے واسطے صحیح قول پر واجب نہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا پانی کا اس واسطے کہ زیادہ پانی کا روکنا منع ہے نہ اصل کا اور اس سے معلوم ہوا کہ محل نہی کا وہ ہے جب کہ نہ پائے مامور ساتھ خرچ کرنے کے واسطے اس کے سوا اس پانی کے اور مراد یہ ہے کہ مویشی والوں کو پانی پر قدرت دی کہ وہ اس سے مویشی کو پانی پلائیں اور نہیں قائل ہے کوئی کہ واجب ہے پانی

والے پر پانی پلانا غیر کے مویشی کو اپنے ہاتھ سے باوجود قدرت مالک کے اور یہ جو فرمایا کہ تاکہ رو کے ساتھ اس کے گھاس کو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کنویں کے گرد گھاس ہو اور اس کے سوائے اس کے نزدیک اور پانی نہ ہو اور مویشی والے لوگ اس کو چرا نہ سکیں مگر جب کہ مویشی کو اس کنویں سے پانی پلا سکیں تاکہ چرنے کے بعد پیاس کے ساتھ ضرر نہ پائیں پس پانی سے منع کرنے چارے سے منع کرنا لازم آئے گا اور یہی تفسیر ہے نزدیک جمہور کے اور اس بنا پر خاص ہوگا خرچ کرنا پانی کا ساتھ اس شخص کے جس کے پاس مویشی ہوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے چرا ہے جب کہ پانی پلانے کی طرف محتاج ہوں اس واسطے کہ جب پانی پلانے سے منع کیے جائیں تو اس جگہ چرانے سے باز رہیں گے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ ممکن ہے ان کو اٹھانا پانی کا واسطے جانوروں اپنے کے واسطے قلیل ہونے اس چیز کے کہ محتاج ہیں طرف اس کے اس سے بخلاف چار پایوں کے تو ان کے واسطے پانی کا خرچ کرنا لازم ہوگا اور صحیح پہلا قول ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کھیتی نزدیک مالک کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے اور یہی قول ہے حنفیہ کا کہ حکم خاص ہے ساتھ مویشی کے اور شافعیہ نے مویشی اور کھیتی کے درمیان فرق کیا ہے اس طرح کہ مویشی جاندار ہیں پیاس سے ان کے مر جانے کا خوف ہے بخلاف کھیتی کے اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے نووی وغیرہ نے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے مالک کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے زیادہ پانی کے بیچنے سے منع فرمایا لیکن وہ مطلق ہے پس محمول ہوگا مقید پر جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور اس بنا پر اگر وہاں چرانے کی گھاس نہ ہو تو منع کرنا منع نہیں یعنی منع کرنا درست ہے واسطے دور ہونے علت کے خطابی نے کہا کہ نبی جمہور کے نزدیک واسطے تنزیہ کے ہے پس حاجت کی جاتی ہے طرف دلیل کی کہ واجب کرے پھیرنے اس کے کو ظاہر سے اور نیز ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب ہے خرچ کرنا اس کا مفت بغیر قیمت کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے مالک کو طلب کرنا قیمت کا محتاج الیہ کے جیسا کہ کھانے مضطر کے ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ لازم آتا ہے اس سے جواز منع کا وقت باز رہنے محتاج کے خرچ کرنے قیمت کے سے اور رد کیا گیا ہے ساتھ منع کرنے ملازمہ کے یعنی یہ ایک دوسرے کو لازم نہیں پس جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ واجب ہے اس پر خرچ کرنا اور مرتب ہوتی ہے واسطے اس کے قیمت بیع ذمہ مبذول نہ کے تاکہ جائز ہو اس کو قیمت یعنی اس سے جیسا ممکن ہو ہاں مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ زیادہ پانی نہ بیچا جائے پس اگر واجب ہوتا واسطے اس کے عوض تو البتہ جائز ہوتی واسطے اس کے بیع اور استدلال کیا ہے ابن حبیب مالکی نے اس پر کہ کنواں جیسا دو مالکوں کے درمیان مشترک ہو اور اس میں پانی ہو اور ان میں سے ایک اپنی باری میں بے پرواہ ہو جائے تو جائز ہے اس سے دوسرے کو کہ اس سے پانی پلائے اس واسطے کہ وہ پانی ہے جو اس کے ساتھی کی حاجت سے زیادہ ہے اور عموم حدیث کا اس کے واسطے گواہی دیتا ہے اگرچہ جمہور اس کے مخالف ہیں اور استدلال

کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالک نے واسطے سد ذرائع کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے پانی کے روکنے سے منع فرمایا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے گھاس نہ روکی جائے لیکن باب کی حدیثوں میں بعض طریقوں میں صریح آچکا ہے کہ گھاس کا روکنا منع ہے صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نہ روکو زیادہ پانی کو نہ گھاس کو پس دبلا ہو گا مال اور بھوکا رہے گا عیال اور مراد ساتھ گھاس کے وہ ہے جو ویران زمین میں اگے اس واسطے کہ سب لوگ اس میں برابر ہیں اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں نہ منع کی جائیں پانی اور گھاس اور آگ اور اس کی اسناد صحیح ہے خطاب نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ گھاس ویران زمین میں اگتا ہے اور جو پانی ان جگہوں میں بہتا ہے جو کسی کے ساتھ خاص نہیں اور مراد ساتھ آگ کے وہ پتھر ہے جس کے ساتھ آگ جلائی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ آگ کے حقیقی آگ ہے اور مراد یہ ہے کہ نہ منع کیا جائے جو اس سے آگ جلائے یا چراغ جلائے اور بعض کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ جب جنگل کی مباح کڑیوں میں آگ جلائے تو نہیں جائز اس کو روکنا اس شخص کا کہ اس سے فائدہ اٹھائے بخلاف اس کے جب کہ اپنی ملکیت کی کڑیوں میں آگ جلائے تو اس وقت اس کو اس سے روکنا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَفَرَ بَيْتًا فِي مِلْكِهِ لَمْ يَضْمَنْ
اگر کوئی زمین میں کنواں کھودے اور کوئی اس میں گر کر مر جائے تو وہ اس کے خون کا ضامن نہیں ہوتا

۲۱۸۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کان میں گر کر مر جائے تو معاف ہے یعنی کان والے پر اس کا بدلہ نہیں اور اگر کوئی کنویں میں گر کر مر جائے تو کنویں والے پر اس کو بدلہ نہیں اور جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں یعنی اگر کسی کو جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کر ڈالے تو اسکے مالک پر اس کی ڈانٹ نہیں اور ذن شدہ خزانے میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے۔

۲۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبَيْتُ جُبَارٌ وَالْعَجَمَاءُ جُبَارٌ وَلِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ.

فائدہ: ابن مزین نے کہا کہ حدیث مطلق ہے اور ترجمہ باب کا مقید ہے ساتھ ملک کے اور وہ مطلق کی صورتوں میں سے ایک ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ضمان ساقط ہے اس واسطے کہ جب غیر ملک میں کنواں کھودنے میں بدلہ نہیں تو جو اپنے ملک میں کھودے اس میں بطریق اولی بدلہ نہیں آئے گا اور جمہور کہتے ہیں کہ اپنے ملک اور غیر ملک میں کنواں کھودنے میں فرق ہے اور کوفیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اس کی تفصیل کتاب الديات میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۲۱۸۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
 ۲۱۸۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے

فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ جن کی طرف اللہ قیامت میں نہ دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے لیے عذاب درد ناک ہے ایک تو وہ مرد جس کے پاس راہ میں حاجت سے زیادہ پانی ہو اور وہ اس کو مسافر سے روکے اور دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے دنیا سے اس کو کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے اس کو دنیا سے کچھ نہ دیا تو اس نے عہد پورا نہ کیا اور تیسرا وہ مرد ہے کہ اس نے عصر کے بعد اپنے اسباب کو بازار میں کھڑا کیا پھر کہا کہ تم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کہ میں نے اس کو اتنے اتنے سے لیا یا مجھ کو اس کی اتنی اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا پس سچا جانا اس کو کسی مرد نے پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت میں بیچ ڈالتے ہیں آخر تک یعنی ابھی اوپر گزری۔

نہروں کے بند کرنے کا حکم

۲۱۸۷۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے حضرت ﷺ کے پاس پتھر ملی زمین کی ایک ٹالی میں زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا جس سے لوگ کھجوروں کے درختوں کو پانی پلاتے تھے سو انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دے کہ گزرے یعنی تاکہ پہلے میں اپنے درختوں کو پانی دوں سو زبیر نے اس کا کہا نہ مانا وہ دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر! تو اپنے درختوں کو پانی دے لے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے سو انصاری غصے ہوا اور کہنے لگا کہ تم زبیر کو اس

عَبْدُ الْمُؤَاحِدِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ فَمَنَعَهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ أَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾.

بَابُ سَكْرِ الْأَنْهَارِ

۲۱۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّحْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِجَ الْمَاءِ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

واسطے مجھ پر مقدم کرنے کا حکم کرتے ہو کہ وہ تمہاری پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا یعنی نہایت غصے ہوئے پھر فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی پہنچانے لے پھر اس کو روک یعنی اس کی طرف پانی نہ چھوڑ یہاں تک کہ پہنچے منڈیر تک یعنی جو مینڈے کے پانی روکنے کے واسطے کھجور کے درختوں کے درمیان بنائی جاتی ہے سوزیر نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اس قصے پر اتری سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف نہ جائیں اس جھگڑے میں جو ان کے درمیان واقع ہو۔

وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ ارْسِلِ الْمَاءَ اِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ اَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ قَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ اِنِّى لَا حَسِبُ هَذِهِ الْاَيَّةَ نَزَلَتْ فِى ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتَّى يُحَكِّمُوْكَ فِىْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾
قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ اَحَدٌ يَذْكُرُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَّا اللَّيْثُ فَقَطَّ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہر کو بند کرنا درست نہیں بلکہ جیسے اپنے کھیت یا درخت کو پانی دے لے تو باقی پانی کو نیچے کے کھیتوں کی طرف چھوڑ دے۔

پانی پلانا اوپر والے کا پہلے نیچے والے کے یعنی جس کا کھیت یا درخت پانی کے قریب ہو وہ پہلے پانی دے پھر جو اس کے پاس ہو وہ پانی دے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ پانی دینا نہر یا نالے سے جو کسی کے ملک نہ ہو مقدم کیا جائے اوپر والا پھر اوپر والا اور نہیں حق ہے واسطے نیچے والے کے یہاں تک کہ اوپر والے کو حاجت نہ رہے اور اس کی حد یہ ہے کہ پانی زمین کو ڈھانک لے یہاں تک کہ نہ پے اس کو اور منڈیر کی طرف پھرے پھر اس کو چھوڑ دے۔ (فتح)

۲۱۸۸- عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری نے زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی دے پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ پانی پلا اپنے درختوں کو یہاں تک کہ منڈیر کو پہنچے پھر اس کو روک رکھ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت اس قصے میں اتری

۲۱۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا زُبَيْرُ اَسْقِ ثُمَّ ارْسِلْ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ اِنَّهُ ابْنُ عَمَّتِكَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ حَتَّى يَبْلُغَ الْمَاءُ الْجَدْرَ ثُمَّ اُمْسِكَ فَقَالَ الزُّبَيْرُ فَاَحْسِبُ هَذِهِ الْاَيَّةَ

نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾
ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک آخر تک۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے حالت غضب میں حکم کیا اس کے باوجود حاکم کو غضب کی صورت میں حکم کرنا منع ہے اس واسطے کہ نبی کی علت یہ ہے کہ مبادا حاکم سے حکم خطاء اور غلطی نہ ہو جائے اور حضرت ﷺ خطاء سے معصوم ہیں حالت غضب میں ان سے خطاء نہیں ہو سکتی۔ (فتح الباری)

بَابُ شَرْبِ الْأَعْلَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ
اوپر والا ٹخنوں تک پانی دے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اندازہ کیا ہے اس کو زہری نے کما سیانی فی آخر الباب۔ (فتح)

۲۱۸۹۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا بیچ نالی پتھریلی زمین کے جس سے کھجور کے درختوں کو پانی پلایا جاتا تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ اپنے درختوں کو پانی پلا سو حکم کیا اس کو موافق دستور کے یعنی جس قدر پانی دینے کا رواج ہے پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں سو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا فرمایا کہ پانی دے پھر روک رکھ یہاں تک کہ پانی منڈیر تک پہنچے تو حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنا حق پورا دلویا سو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ یہ آیت اس قصے میں اتری فلا وربک الخ تو ابن شہاب نے کہا کہ انصار اور سب لوگوں نے حضرت ﷺ کے اس قول کا اندازہ کیا کہ پانی دے پھر اس کو روک رکھ یہاں تک کہ منڈیر کو پہنچے تو اس پانی کا اندازہ ٹخنوں تک تھا۔

۲۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْحَرَّائِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْعُورَةِ يَسْقِي بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ فَأَمَرَهُ بِالْمَعْرُوفِ ثُمَّ أُرْسِلَ إِلَى جَارِكَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ فَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ أَحْبِسْ يَرْجِعِ الْمَاءَ إِلَى الْجَدْرِ وَاسْتَوْطِ لَهُ حَقُّهُ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ أَنْزَلَتْ فِي ذَلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ قَالَ لِي ابْنُ شِهَابٍ فَقَدَرْتُ الْأَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ ثُمَّ أَحْبِسْ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ وَكَانَ ذَلِكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

فائدہ: یعنی جب کہ انہوں نے دیکھا کہ منڈریں مختلف ہوتی ہیں ساتھ دراز اور کمی کے یعنی کوئی اونچی ہوتی ہے اور کوئی نیچی تو قیاس کیا انہوں نے اس زمین کو جس میں یہ قصہ واقع ہوا تھا تو اس کو ٹخوں تک پایا تو ٹھہرایا انہوں نے اس کو کوئی واسطے استحقاق کے پس مقدم ہوگا اول پھر اول اور مراد ساتھ اول کے یہاں وہ ہے جس کی طرف سے پانی بہنا شروع ہوتا ہو اور بعض شافعیہ متاخرین کہتے ہیں کہ مراد اول سے وہ ہے جس نے پہلے زمین آباد کی ہو پھر وہ جس نے اس کے بعد آباد کی ہو اور اسی طرح لگاتار اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اول وہ ہے کہ پانی کے نالے سے قریب ہو اور یہ مراد نہیں اور ابن تین نے کہا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حکم یہ ہے کہ پانی کو ٹخوں تک روکے اور خاص کیا ہے اس کو ابن کثانہ نے ساتھ کجوروں اور دوسرے درختوں کے اور لیکن کھیتیاں پس اس میں سب لوگ شریک ہیں اور طبری نے کہا کہ زمینیں مختلف ہیں پس روکے واسطے ہر ایک کے جو کفایت کرے اس کو اس واسطے کے جو زیر کے قصے میں واقع ہوا ہے وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے اور مالک کے اصحاب کو اختلاف ہے کہ کیا چھوڑ دے پہلا بعد پورا لینے تمام پانی کے یا چھوڑے اس سے وہ چیز کہ زیادہ ہو ٹخوں پر اور اول قول زیادہ تر ظاہر ہے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس کے واسطے حاجت نہ رہے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جو پہلے پہنچے طرف کسی چیز کی پانی جنگلوں اور سیل کے سے جو کسی کے ملک نہیں پس وہ زیادہ تر حقدار ہے ساتھ اس کے لیکن جب اس کو حاجت نہ ہو تو اس کو جائز نہیں کہ پانی کو اپنے پاس والے سے روکے اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے یہ کہ اشارہ کرے ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والوں کے اور حکم کرے ساتھ اس کے اور راہ دکھائے طرف اس کی اور نہ لازم کرے ان کو ساتھ اس کے مگر جب کہ راضی ہوں اور یہ کہ حاکم پورا لے واسطے صاحب حق کے حق اس کا جب کہ دونوں آپس میں راضی نہ ہوں اور یہ کہ حاکم کرے ساتھ حق کے واسطے اس شخص کے جو متوجہ ہو واسطے اس کے اگرچہ نہ سوال کرے اس سے صاحب حق کا اور اس میں اکتفا ہے مخاصم سے ساتھ اس چیز کے جو سمجھا جائے اس سے مقصود اس کا بغیر مبالغہ کے بیچ تمسک کے دعویٰ پر اور نہ معین کرنے مدعی کے اور نہ حصر کرنے اس کے ساتھ تمام صفتوں اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے جھڑکنا اس شخص کو جو ظلم کرے حاکم پر اور سزا دینے اس کو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے امام کو یہ کہ معاف کرے تعزیر سے جو متعلق ہو ساتھ اس کے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ جب حرمت شرع کی جنگ لازم نہ آئے اور حضرت ﷺ نے جو اس کو سزا نہ دی تو اس واسطے نہ دی کہ آپ ﷺ کو تالیف قلوب بہت منظور تھی جیسا کہ بہت منافقوں کے حق میں فرمایا کہ لوگ چہ چاہتے کریں کہ محمد ﷺ اپنے یاروں کو قتل کرتے ہیں سو کسی سے ایسی بات حضرت ﷺ کے حق میں صادر ہو یا بیچ شریعت آپ کی کے تو اس کو زندیق کی طرح قتل کیا جائے اور نقل کیا ہے نووی نے مانند اس کی علماء سے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ

پانی پلانے کی فضیلت کا بیان یعنی اس کے واسطے جس کو حاجت ہو

۲۱۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ سَمِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِي
فَاسْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ
مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَأْكُلُ
الْترَابَ مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا مِثْلُ
الَّذِي بَلَغَ بِي فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَ فِيهِ
ثُمَّ رَفَعِي فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَفَقَرَّ
لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّا لَنَافِي الْبَهَائِمِ
أَجْرًا قَالَ فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٌ أَجْرٌ تَابَعَهُ
حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ وَالرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ.

۲۱۹۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جس حالت میں کہ ایک مرد چلا جاتا تھا تو اس کو سخت پیاس لگی تو وہ ایک کنویں میں اترتا سو اس نے پانی پیا پھر نکلا تو ناگہاں اس نے دیکھا کہ ایک کتے نے زبان باہر نکالی ہے کہ پیاس کے مارے کچڑ کھاتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھ کو پیاس پہنچی تھی اسی طرح اس کو پہنچی ہے سو وہ کنویں میں اترتا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے منہ سے کچڑ رکھا پھر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا سو اللہ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی پھر اس کو بخش دیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کیا ہمارے واسطے چوپایوں کے احسان میں ثواب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر جگر تر کے پانی پلانے میں ثواب ہے۔

فائدہ: یعنی ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے اور وہ عام ہے سب جانوروں میں اور عبدالملک نے کہا کہ یہ حدیث بنی اسرائیل میں تھی اور ایسا اسلام سوا اس میں یہ حکم نہیں اس واسطے کہ اس میں کتوں کے مار ڈالنے کا حکم ہوا ہے اور یہ جو فرمایا کہ ہر جگر میں تو یہ مخصوص ہے ساتھ بعض چوپایوں کے جن میں ضرر نہیں اس واسطے کہ جس چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے مانند سور کی اس کو قوت دینی جائز نہیں تاکہ اس کا ضرر زیادہ نہ ہو اور اسی طرح نووی نے کہا کہ عموم اس کا مخصوص ہے ساتھ جانور تعظیم والے کے اور وہ جانور وہ ہے جس کے مارنے کا حکم نہیں سو اس کے پانی پلانے سے ثواب حاصل ہوگا اور ملحق ہے ساتھ اس کے کھلانا اس کا اور سوائے اس کے اور وجوہوں سے احسان سے اور ابن تین نے کہا کہ نہیں منع ہے جاری کرنا اس کا اپنے عموم پر یعنی پس پہلے اس کو پانی پلایا جائے پھر اس کو مار ڈالا جائے اس واسطے کہ ہم کو حکم ہوا کہ ہم اچھی طرح سے قتل کریں اور ہم کو مثلہ سے منع ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے اور اس کی بحث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور اس چیز سے کہ کہا گیا بیچ رو کے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ فعل بعض لوگوں کا ہے اور نہیں معلوم

ہے یہ کہ اس کی پیروی کی جاتی ہے یا نہیں اور جواب یہ ہے کہ ہم محض فضل مذکور سے حجت نہیں پکڑتے بلکہ جب ہم کہیں کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے پس تحقیق ہم نہیں پکڑتے ساتھ ہر چیز کے کہ وارد ہوا ان سے بلکہ جب بیان کریں اس کو امام شرع ہماری کے مدح کی جگہ میں جب کہ معلوم ہو اور نہ مقید کریں اس کو ساتھ کسی قید کے تو صحیح ہوتا ہے استدلال ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سفر کرنا تنہا اور بغیر خرچ کے اور محل اس کا ہماری شرع میں اس وقت ہے جب کہ اپنی جان کے ہلاک ہونے کا خوف نہ کرے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر احسان کرنے کی ساتھ لوگوں کے اس واسطے کہ جب کتے کے پانی پلانے سے مغفرت حاصل ہوئی تو مسلمان کے پانی پلانے میں زیادہ تر ثواب ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے دینا صدقہ نقلی کا واسطے مشرکین کے اور لائق ہے کہ ہو محل اس کا جب کہ وہاں مسلمان نہ پایا جائے اور اسی طرح جب کہ دائر ہو امر درمیان چوپائے اور آدمی حرمت والے کے اور دونوں کی حاجت برابر ہو تو آدمی زیادہ تر حق دار ہے۔ (فتح)

۲۱۹۱۔ اسماء ابوبکر رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھی سو فرمایا کہ مجھ سے دوزخ کی آگ قریب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کہا کہ اے میرے رب کیا میں بھی دوزخیوں کے ساتھ ہوں تو ناگہاں میں نے ایک عورت دیکھی کہ بلی اس کی کھال کو نوچ رہی تھی فرمایا کیا حال ہے اس عورت کا؟ تو فرشتوں نے کہا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔

۲۱۹۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عذاب ہوا ایک عورت کو بلی کے مقدمے میں اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک سے مر گئی تو وہ عورت اس کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ نہ تو نے اس کو کھلایا نہ پلایا جب کہ تو نے اس کو باندھ رکھا تھا اور نہ تو نے اس کو چھوڑا کہ زمین کے کیڑے کھاتی۔

۲۱۹۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الْكُسُوفِ فَقَالَ ذَنُتُ مِنِّي النَّارَ حَتَّى قُلْتُ أَيْ رَبِّ وَأَنَا مَعَهُمْ فَإِذَا امْرَأَةٌ حَبَسَتْ أَنَّهَ قَالَ تَخَذِشَهَا هِرَّةٌ قَالَ مَا شَأْنُ هَذِهِ قَالُوا حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا.

۲۱۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارُ قَالَ فَقَالَ وَاللَّهِ أَعْلَمُ لَا أَنْتِ أَطْعَمْتَهَا وَلَا سَقَيْتَهَا حِينَ حَبَسْتَهَا وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتَهَا فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ باب سے یہ ہے کہ عورت کو عذاب ہوا اس پر کہ اس نے بلی کو پانی نہ پلایا تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اس کو پانی پلاتی تو اس کو عذاب نہ ہوتا ابن منیر نے کہا کہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جس چیز کو پیاس سے مارنا درست نہیں اس کا قتل کرنا حرام ہے اگرچہ بلی ہو اور باقی شرح اس کے بدء الخلق میں آئے گی۔ (فتح)

جو کہتا ہے کہ حوض والا اور مشک والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پانی اپنے کے اور مقدم ہے ساتھ خرچ کرنے اس کے کے اپنی حاجتوں میں۔

بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ وَالْقِرْبَةِ أَحَقُّ بِمَاءِهِ

۲۱۹۳۔ سہل بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس سے پیا اور آپ ﷺ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا جو سب حاضرین سے چھوٹا تھا اور بوڑھے لوگ حضرت ﷺ کی بائیں جانب تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لڑکے کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں بوڑھوں کو دوں؟ تو لڑکے نے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ آپ ﷺ کے جوٹھے پر کسی کو اپنے اوپر مقدم کروں تو حضرت ﷺ نے وہ پیالہ اس کو دیا۔

۲۱۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِينِهِ غَلَامٌ هُوَ أَحَدُ الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ يَا غَلَامُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ الْأَشْيَاخَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَوْفَرٍ بِنَصِيصِي مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

فائدہ: اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے ظاہر ہے واسطے لاحق کرنے حوض اور مشک کے ساتھ پیالے کے تو پیالے والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ تصرف کے بیچ اس کے از روئے پینے کے اور پلانے کے اور تحقیق پوشیدہ رہی یہ وجہ اوپر مہلب کے پس کہا کہ نہیں ہے حدیث میں مگر یہ کہ داہنی طرف والا زیادہ تر حق دار ہے ساتھ پیالے کے اپنے غیر سے اور ابن منیر نے جواب دیا اس طرح کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ جب داہنی طرف والا محض بیٹھنے کی وجہ سے پیالے کا حق دار ہوا تو کس طرح نہ خاص ہوگا ساتھ اس کے صاحب ہاتھ کا اور سب بنانے والا بیچ تحصیل کرنے اس کے کی۔ (فتح)

۲۱۹۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں ہانکوں گا کچھ مردوں کو اپنے حوض کوثر سے جیسے کہ حوض سے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہیں۔

۲۱۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

لَاذُوْدَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِيْ كَمَا تُدَادُ
الْفَرِيْبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ.

فائدہ: اور مناسبت اس کی باب کے ساتھ اس طور سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا کہ حوض والا غیر کے اونٹ اپنے حوض سے ہانکتا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے انکار نہ کیا تو معلوم ہوا کہ جائز ہے اور اس کی مناسبت کی وجہ بھی مہلب پر پوشیدہ رہی سو کہا اس نے کہ مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے حوض کوثر کو اپنی طرف نسبت کیا اور آپ ﷺ زیادہ تر حق دار تھے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا اس کا ابن نمیر نے پس کہا کہ احکام تکالیفہ آخرت کے وقائع پر نہیں اتارے جاتے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اس لفظ سے استدلال کیا ہے کہ جیسے غیر کے اونٹ ہانکے جاتے ہیں پس حوض والے کو غیر کے اونٹ ہانکنا جائز نہیں مگر اس کی وجہ سے کہ وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ حوض اپنے کے۔ (فتح)

۲۱۹۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے اسمعیل کی ماں پر یعنی ہاجرہ پر اگر زحرم کو چھوڑتی یا یوں فرمایا چلو نہ بھرتی زحرم سے تو زحرم ایک چشمہ جاری ہو جاتا اور جرہم کا قبیلہ آیا اور انہوں نے کہا کہ کیا تو اجازت دیتی ہے کہ ہم تیرے پاس اتریں اور گھر بنا کر گاؤں آباد کریں؟ تو اس نے کہا کہ ہاں اجازت ہے لیکن تم کو پانی میں حق نہیں انہوں نے کہا ہاں پانی میں ہمارا کچھ حق نہیں ہوگا۔

۲۱۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ
وَكَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ يَزِيدُ أَحَدَهُمَا عَلَى الْآخَرِ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ
زَمْزَمَ أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَعْرِفِ مِنَ الْمَاءِ
لَكَانَتْ عَيْنًا مَعِينًا وَقَبِلَ جُرْهُمَ فَقَالُوا
أَتَأْذِنِينَ أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكَ قَالَتْ نَعَمْ وَلَا حَقَّ
لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا نَعَمْ.

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الانبیاء میں آئے گی اور مناسبت اس کی ساتھ باب کے اس وجہ سے ہے کہ ہاجرہ نے ان لوگوں کو کہا جو اس کے پاس اترے تھے کہ پانی میں تمہارا کچھ حق نہ ہوگا تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور خطاب نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جنگل میں پانی نکالے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور کوئی غیر اس کو اس میں شریک نہیں ہوتا مگر اس کی رضامندی سے مگر جب اس کو حاجت نہ ہو تو زیادہ پانی سے نہ روکے اور ہاجرہ نے تو یہ شرط ان پر اس واسطے کی تھی تا کہ اس کے مالک نہ ہو جائیں۔

۲۱۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
۲۱۹۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور ایک وہ مرد جس نے اپنے اسباب پر قسم کھائی کہ البتہ دیا ہے میں نے اکثر اس چیز سے کہ دیا تھا یعنی کم قیمت کو لیا تھا اور کہا کہ میں نے زیادہ قیمت سے لیا ہے اور حالانکہ وہ قسم میں جھوٹا ہے اور دوسرا وہ شخص جس نے جھوٹی بات پر قسم کھائی عصر کے بعد تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال مرد مسلمان کا اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے زیادہ پانی سے مسافر کو روکا تو اللہ فرمائے گا کہ میں آج کے دن تجھ کو اپنے زیادہ پانی سے روکوں گا جیسا کہ تو نے زیادہ پانی کو روکا جس کے واسطے تیرے دونوں ہاتھوں نے محنت نہ کی تھی یعنی اگرچہ آدمی محنت سے کنواں کھودتا ہے لیکن پانی محض اللہ ہی کی قدرت سے نکلتا ہے اس واسطے کہ بعض وقت محنت سے بھی نہیں نکلتا۔

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ خَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرُ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْطَعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُولُ اللَّهُ الْيَوْمَ أَمْنَعَكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ بِذَاكَ قَالَ عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرِو سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ يُلْغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ سزا زیادہ پانی کے منع کرنے پر واقع ہوئی ہے پس معلوم ہوا کہ وہ زیادہ ترحق دار ہے ساتھ اصل کے اور نیز آپ کے قول مالم تعمل یداک سے بھی پکڑی جاتی ہے اس واسطے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر اس کو اپنی محنت سے نکالتا تو ہوتا زیادہ ترحق دار ساتھ اس کے غیر اپنے کے۔ (فتح)

نہیں ہے روند یعنی راکھ مگر واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے

بَابُ لَا حِمْيَ إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۱۹۷- صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے راکھ مگر واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے۔

۲۱۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَامَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِمْيَ إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ.

فائدہ: یعنی واسطے ان گھوڑوں کے جن سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جاتا ہے اور واسطے ان اونٹوں کے جن پر اللہ کی راہ میں بوجھ اٹھایا جاتا ہے امام شافعی نے کہا کہ اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ راہ رکھے واسطے مسلمانوں کے مگر جو حضرت ﷺ نے رکھی اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ مگر اس طرح پر جس طرح پر کہ حضرت ﷺ نے راہ رکھی پس پہلے معنی کی بنا پر نہیں جائز ہے واسطے کسی کے حاکموں سے بعد آپ کے یہ کہ راہ رکھے اور دوسرے معنی کی بنا پر خاص ہے راہ رکھنی ساتھ اس شخص کے جو حضرت ﷺ کے قائم مقام ہو اور وہ خاص خلیفہ ہے اور حجتی منع کرتا ہے موسیٰ چرانے سے بیچ زمین خاص کے مباحات کے پس ٹھہرائے اس کو امام خاص واسطے چرانے جانوروں صدقہ کے مثلاً اور اصل حجتی کی عرب کے نزدیک یہ ہے کہ ان میں سے کوئی رئیس جب کسی جگہ گھاس کے اترتا تھا تو ایک بلند مقام پر اپنا کتا بھونکتا تھا تو اس کی ہر طرف سے جس جگہ اس کے آواز پہنچتی تھی وہاں تک راہ رکھتا تھا پس اس میں کسی غیر کا جانور نہ چراتا تھا اور وہ اپنے غیروں کے ساتھ راہ کے سوائے اور جگہوں میں چراتا تھا اور وہ مکان حجتی ہے اور وہ خلاف مباح کے ہے اور رائج نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ راہ خاص ہے ساتھ خلیفہ کے یعنی صرف اسی کو راہ رکھنی جائز ہے اور کو نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ملکوں کے حاکم بھی اس کے ساتھ ملحق ہیں اور محل جواز مطلق کا یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس سے ضرر نہ پہنچے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے ساتھ اس کے واسطے مذہب اپنے کے بیچ شرط ہونے اجازت امام کے ویران زمین کے زندہ کرنے میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان ان دونوں کے اس واسطے کہ راہ رکھنی خاص ہے آباد کرنے سے اور جوزی نے شافعیہ سے کہا کہ نہیں دونوں حدیثوں میں تعارض پس راہ رکھنی منع ہے کہ رو کے مردہ زمین سے وہ چیز جس میں بہت گھاس ہو خاص واسطے نفس اپنے کے اور آباد کرنا جائز وہ ہے جس میں مسلمانوں کا فائدہ شامل نہ ہو (فتح)

وَقَالَ بَلَّغْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيعَ وَأَنَّ عُمَرَ حَمَى السَّرَفَ وَالرَّبْذَةَ.

اور زہری نے کہا کہ پہنچی ہم کو یہ خبر کہ حضرت ﷺ نے نقیع کو راہ رکھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے شرف اور ربذہ کو راہ رکھا۔

فائدہ: نقیع ایک جگہ کا نام ہے بیس میل مدینے سے اور شرف بھی ایک جگہ ہے پاس مکے کے اور ربذہ ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے

بَابُ شَرْبِ النَّاسِ وَالذَّوَابِ مِنَ
الْأَنْهَارِ

پانی پینا آدمیوں کا اور چوپایوں کا نہروں سے

فائدہ: مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ جو نہریں کہ راہوں میں ہیں ان میں سے پانی پینا کسی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سب لوگ اس میں شریک ہیں۔ (فتح)

۲۱۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہے اور ایک مرد کے واسطے پردہ ہے یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور ایک مرد پر وبال ہے سو لیکن جس کو ثواب ہے تو وہ مرد ہے جس نے گھوڑے کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر اس کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ میں سودہ اپنی اس رسی کے اندر چراگاہ یا باغ میں جہاں تک کہ پہنچے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے کی رسی ٹوٹ گئی پھر اس نے ایک بار یا دو بار چھلانگ ماری تو اس مرد کے واسطے اس کی ٹاپوں کی مٹی اور اس کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے اور اس سے پانی پیے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو یہ بھی اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسا گھوڑا اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہے اور جس مرد نے کہ گھوڑے کو باندھا اس نیت سے کہ اس کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر اللہ کے حق کو جو گھوڑے کی گردن اور پیٹھ میں سے نہ بھولے یعنی اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرے اور ضعیفوں کو اس کی سواری سے نہ روکے تو ایسا گھوڑا اس مرد کے واسطے پردہ ہے اور جو مرد کہ گھوڑے کو باندھے اترانے اور نام و نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی مدد کو تو ایسا گھوڑا اس مرد پر وبال ہے اور کسی نے حضرت ﷺ سے گدھوں کا حکم پوچھا کہ ان میں بھی زکوٰۃ ہے یا نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں کوئی چیز خاص کر مگر یہ آیت جو جامع ہے یعنی شامل ہے تمام چیزوں کو اور کیا اب ہے یعنی

۲۱۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ بِهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهُ انْقَطَعَ طِيلُهَا فَاسْتَسْتِ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَزْوَانُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقَى كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ فَبِهِ لِذَلِكَ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْنِيًا وَتَعَفُّفًا لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظَهْرِهَا فَبِهِ لِذَلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخَرًا وَرِيَاءً وَنَوَآءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَبِهِ عَلَى ذَلِكَ وَزْرٌ وَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمْرِ فَقَالَ مَا أَنْزَلَ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ آيَةُ الْجَامِعَةِ الْفَادَةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ.

قلت الفاظ میں اور کثرت معانی میں اور وہ آیت یہ ہے کہ جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اس کو اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: اور مقصود یہاں اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اگر وہ کسی نہر پر گزرے اور اس سے پانی پیے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو پس تحقیق یہ مشعر ہے ساتھ اس بات کے کہ چوپایوں کی شان سے پانی کا طلب کرنا ہے اور اس کے مالک نے اس کا ارادہ نہیں کیا پس جب بغیر قصد کے اس پر ثواب دیا جاتا ہے تو قصد کے ساتھ بطریق اولیٰ ثواب دیا جائے گا پس ثابت ہوا ثبوت اباحت مطلق سے۔ (فتح)

۲۱۹۹۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ہتھیلی اور سر بند کو پہچان رکھ پھر اس کو ایک سال لوگوں میں مشہور کر سوا اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا تو اس نے کہا کہ بکری گم ہوئی کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے بھائی تیرے کے یا واسطے بھیڑیے کے پھر اس نے کہا کہ پس گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو اس سے کیا کام ہے یعنی اس کو چھوڑ دے اور نہ لے کہ اس کے لینے کی حاجت نہیں اور وہ ضائع نہیں ہوتا اور اس کے ساتھ مشک اس کی ہے اور موزے اس کے وارد ہوتا ہے پانی پر اور کھاتا ہے درخت کو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے۔

۲۱۹۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ اَعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَانَهَا ثُمَّ عَرَفَهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَانُكَ بِهَا قَالَ فَضَالَةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرُدُّ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

فائدہ: اور مقصود اس سے یہ قول ہے اس کے ساتھ مشک اس کی ہے اور موزے اس کے پانی پر آتا ہے اور درخت کو کھاتا ہے۔ (فتح)

لکڑی اور گھاس کا بیچنا

بَابُ بَيْعِ الْحَطَبِ وَالْكَلَالِ

فائدہ: اور موقع اس ترجمہ کا کتاب الشرب سے مشترک ہونا پانی اور لکڑی اور چراگاہ کا ہے بیچ جائز ہونے انقطاع لوگوں کے ساتھ مباحات کے اس سے ابن بطلان نے کہا کہ اباحت لکڑی کے کاٹنے کی مباحات میں اور زمین کے

سبزوں کے کاٹنے کی تفتق علیہ ہے یہاں تک کہ یہ مملوکہ زمین واقع ہو پس اباحت دور ہوگی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب وہ لکڑی اور گھاس کاٹنے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے تو آباد کرنے سے بطریق اولیٰ مالک ہوگا۔ (فتح)

۲۲۰۰۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر کوئی رسیاں لے سو اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھ لائے پھر اس کو بیچے سو اللہ اس کے سبب سے اس کی آبرو رکھے تو یہ اس کے حق میں کسی سے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ اس کو دے یا نہ دے۔

۲۲۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھ لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کسی سے سوال کرنے سے کہ اس کو دے یا نہ دے۔

۲۲۰۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحَبَّلاً لِيَأْخُذَ حُزْمَةً مِنْ حَطَبٍ فَيَبِيعَ فَيَكْفِيَ اللَّهُ بِهِ وَجْهَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أُعْطِيَ أَمْ مَنَعَ.

۲۲۰۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں میں ترغیب ہے بیچ کسب کرنے کے ساتھ لکڑیاں لانے کے۔ (فتح)

۲۲۰۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ بدر کے دن غنیمت میں ایک جوان اونٹنی کو پہنچا یعنی غنیمت میں سے مجھ کو ہاتھ آئی اور حضرت علیؓ نے مجھ کو ایک اور اونٹنی بھی دی تو میں نے ان دونوں کو ایک دن ایک انصاری مرد کے دروازے پر بٹھایا اور میں ارادہ کرتا تھا کہ ان پر ازخر کی گھاس لادوں تا کہ اس کو بچوں اور میرے ساتھ بنی قبیقاع قبیلے کا ایک سار تھا سو میں اس کے ساتھ فاطمہ بنت محمدؓ کے دلیمہ پر مددلوں اور حمزہ بن عبدالمطلب اس کے گھر میں شراب پیتا تھا اور اس کے ساتھ ایک لونڈی گانے

۲۲۰۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا أُخْرَى فَأَنْخَتَهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنْ

والی تھی سو اس نے لوٹدی سے کہا کہ خبردار ہواے حمزہ واسطے مولیٰ اونٹیوں کے یعنی اس لوٹدی نے اشعار پڑھے اور حمزہ کو اس کے ذبح کرنے کی ترغیب دلائی سو حمزہ ان کی طرف کھڑا ہوا اور ان کی کوہانوں کو کاٹا اور ان کی کوہانوں کو پھاڑ ڈالا پھر ان کے جگر لیے میں نے ابن شہاب سے کہا کہ کیا اس نے کوہان کاٹ ڈالی تھی اس نے کہا کہ وہ ان کی کوہان کاٹ کر لے گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک چیز کی طرف دیکھا جس نے مجھ کو ڈرایا یعنی واسطے ضرر پانے اس کے کے ساتھ تاخیر داخل ہونے کے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بہ سبب فوت ہونے اس چیز کے کہ مدلی ساتھ اس کے سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے پاس زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھا تھا سو میں نے آپ ﷺ کو یہ خبر بتلائی سو حضرت ﷺ نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ زید رضی اللہ عنہ تھے سو میں آپ ﷺ کے ساتھ چلا تو حضرت ﷺ حمزہ کے پاس گئے اور اس پر غصے ہوئے تو حمزہ نے اپنی آنکھ اٹھائی اور کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے باپوں کے تو حضرت ﷺ پچھلے پاؤں پیچھے بٹے یعنی بغیر اس کے کہ پیٹھ پھیریں یہاں تک کہ ان کے پاس سے نکلے اور یہ واقعہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا۔

الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحْمَلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَيِّعَهُ وَمَعِيَ صَاحِبٌ مِنْ بَنِي قَيْنِقَاعَ فَأَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةُ فَقَالَتْ أَلَا يَا حَمْزُ لِلشَّرَفِ الْيَوَاءِ فَتَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةٌ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْمَتُهُمَا وَبَقَرُ خَوَاصِرُهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنْ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ أَسْمَتُهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَتَنَظَّرْتُ إِلَى مَنْظَرِ الْأُظُنَى فَاتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عِبِيدُ لَأَبَانِي فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْهَقُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجہاد میں آئے گی اور شاہد اس سے یہ قول ہے کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان پر اذخر کی گھاس لا دوں تاکہ اس کو پیوں اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے ترجمہ باب پر کہ جائز ہے کاٹنا لکڑی کا اور گھاس کا۔ (فتح)

جاگیر دینے کا بیان

بَابُ الْقَطَائِعِ

فائدہ: مراد قطائع سے وہ چیز ہے کہ خاص کرے ساتھ اس کے امام بعض رعیت اپنی کو زمین ویران سے یعنی ویران زمین سے کچھ زمین کسی کو جاگیر دے پس خاص ہو جاتا وہ ساتھ اس کے اور ہوتا زیادہ تر حق دار ساتھ آباد کرنے اس کے اس شخص سے کہ نہیں سبقت کی اس نے طرف آباد کرنے اس کے کی اور خاص ہونا جاگیر کا

ساتھ ویران زمین کے متفق علیہ ہے بیچ کلام شافعیہ کے یعنی جاگیر آباد زمین سے نہ دی جائے اور عیاض نے کہا کہ قتالغ یہ ہے کہ امام اللہ کے مال میں سے کوئی چیز کسی کو دے جس کو اس کے لائق دیکھے اور اس کے اکثر استعمال زمین میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ نکالے زمین میں سے واسطے اس شخص کے کہ دیکھے اس کو لائق وہ چیز کہ گھرے اس کو یا تو اس طرح کہ اس کو اس کا مالک کر دے اور یا اس کو ایک مدت تک اس کی پیداوار دے دے اور سبکی نے کہا کہ دوسری وجہ یہی ہے جس کو ہمارے زمانے میں جاگیر کہا جاتا ہے اور ہمارے اصحاب میں سے کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا اور ظاہر یہ ہے کہ جاگیر جاگیر دار کے ساتھ خاص ہو جاتی ہے لیکن وہ جاگیر دینے سے زمین کے اصل رقبے کا مالک نہیں ہوتا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے محبت طبری نے اور دعویٰ کیا ہے اوزاعی نے نفی خلاف کا بیچ جواز تخصیص امام کے بعض لشکر کو ساتھ اناج زمین کے جب کہ اس کا مستحق ہو۔ (فتح)

۲۲۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ انصار کو ملک بحرین سے جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ ہم جاگیر نہیں لیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی ہمارے برابر جاگیر دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ تم میرے بعد اپنے اوپر اوروں کو مقدم دیکھو گے یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو اس وقت تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

۲۲۰۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْطَعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ حَتَّى تَقْطَعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَ الَّذِي تَقْطَعُ لَنَا قَالَ سَتَرُونَ بَعْدِي أَثَرَةَ فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي.

فائدہ: یعنی اگر تم نہیں لیتے تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا اور اس کی مراد میں اختلاف ہے خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ویران زمین ہوتا کہ آباد کرنے سے وہ اس کے مالک ہو جائیں اور احتمال ہے کہ مراد آباد زمین ہو لیکن اپنے حق میں پانچویں حصے سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کی زمین کھلی چھوڑی ہوئی تھی اس کو تقسیم نہیں کیا تھا اور تعاقب کیا ہے اس طرح کہ وہ صلح سے فتح ہوا تھا کما سیاتی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ ﷺ نے ارادہ کیا ہو کہ ان کو خاص کریں ساتھ لینے جزیہ اس کے کے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے اسمعیل قاضی نے اور ابن بطلال نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ صلح کی زمین تقسیم نہیں ہوتی پس نہ ملک ہوگی اور ابن تین نے کہا کہ جاگیر اس کو کہتے ہیں کہ جو زمین یا باغ سے دی جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ مال نے سے جاگیر دی جاتی ہے یعنی جو ملک کی صلح سے فتح ہوا ہو اور نہیں جاگیر دی جاتی حق مسلمان کے سے اور نہ عہد والے کافر سے اور جاگیر کبھی ملک ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی اور ثانی وجہ پر محمول ہوگا جاگیر دینا حضرت ﷺ کا گھروں کو مدینے

میں اور ظاہر یہ بات ہے کہ ارادہ کیا تھا حضرت ﷺ نے یہ کہ خاص کریں انصار کو ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو بحرین سے اور جو حاضر تھا اس دن سو جزیرہ تھا اس واسطے کہ بحرین کے لوگوں نے جزیرہ پر صلح کی ہوئی تھی اور لیکن اس کے بعد جب ملک فتح ہوئے اور زمین کا خراج بھی اور تحقیق واقع ہوا یہ معاملہ کئی زمینوں میں بعد فتح ہونے ان کے کے اور پہلے فتح ہونے ان کے کے ان میں سے ایک تو جاگیر دینا حضرت ﷺ کا تمیم داری کو گھرا ابراہیم کا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ملک فتح ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تمیم کے واسطے جاری رکھا اور وہ اس کی اولاد کے ہاتھ میں ہمیشہ ہے اور ان کے پاس حضرت ﷺ کا خط تھا اور اس کا قصہ مشہور ہے اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی یہ کہ جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی کے مطابق واقع ہوا کہ قریش میں سے حاکم ہوئے کہ اپنے واسطے انہوں نے انصار سے زیادہ مال جمع کیا اور عطا میں اوروں پر انصار کو فضیلت دی۔ (فتح)

بَابُ كِتَابَةِ الْقَطَانِ جَاغِیروں کے لکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی تاکہ جاگیر دار کے واسطے وثیقہ اور سند ہو واسطے دور کرنے جھگڑے کے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَقْطَعَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي فَعَلْتُ فَأَكْتَبْ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةَ فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي.

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ ان کو ملک بحرین سے جاگیر دیں تو انصار نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر آپ لکھتے ہیں تو مہاجرین کو بھی اتنی زمین لکھ دیجیے تو یہ بات حضرت ﷺ کو پسند نہ آئی یعنی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے مہاجرین کو بنی نصیر کی زمین جاگیر دی تھی یا یہ معنی کہ بحرین میں اور زمین نہ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد اپنے سوائے اوروں کو مقدم دیکھو گے تو صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ سے ملو۔

فائدہ: اور اعتراض کیا گیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ پر ساتھ اس کے کہ نیت کی روایت میں جاگیر لکھنے کا ذکر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شق ثانی میں مذکور ہے یعنی مہاجرین کے واسطے اس طرح کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت قدیمہ کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں لکھنے کا ذکر آچکا ہے اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے واسطے انصار کے واسطے توقف کرنے ان کے کے مقدم ہونے سے ساتھ کسی چیز کے دنیا سے سوائے مہاجرین کے اور تحقیق صفت کی ہے ان کی اللہ نے اس طرح کہ مقدم کرتے ہیں اپنی جانوں پر اوروں کو اگرچہ حاجت ہو تو ان کو فضیلت کے تین درجے حاصل ہیں ایک غیروں کو اپنے اوپر مقدم کرنا اور دوسروں سے سلوک کرنا اور طلب

کرنے تقدیم کی اور اپنے اور باقی کلام کتاب الجزیہ میں آئے گی۔ (فتح)

پانی پر اونٹوں کا دوہنا

بَابُ حَلْبِ الْإِبِلِ عَلَى الْمَاءِ

۲۲۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کے حق سے ہے یہ کہ پانی پر دوہے جائیں۔

۲۲۰۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حَقِّ الْإِبِلِ أَنْ تَحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ.

فائدہ: یعنی واسطے نفع محتاجوں کے کہ وہاں حاضر ہوں اور نیز اس واسطے کہ اس میں اونٹوں کا بھی فائدہ ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ مَمَرٌ أَوْ شَرْبٌ فِي حَائِطٍ أَوْ فِي نَخْلٍ

باب ہے اس شخص کا کہ اس کو باغ میں گزرنے کا حق ہو یا کھجوروں میں حصہ ہو

فائدہ: اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو آنے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بیچے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اس کا پھل بائع کے واسطے ہے اور بائع کو جائز ہے کہ وہاں آئے اور اس کو پانی پلائے یہاں تک کہ میوہ موقوف ہو اور اسی طرح عربیہ والے کو بھی وہاں آنا اور پانی پلانا جائز ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تَوَبَّرَ فَشَمَرُهَا لِلْبَائِعِ فَلِلْبَائِعِ الْمَمَرُ وَالسَّقْيُ حَتَّى يَرْفَعَ وَكَذَلِكَ رَبُّ الْعَرَبِيَّةِ.

فائدہ: یہ سب امام بخاری رحمہ اللہ کا کلام ہے جس کو اس نے باب کی حدیثوں سے نکالا ہے اور ابن نمیر نے کہا ہے کہ وجہ داخل ہونے اس ترجمہ کی فقہ میں تنبیہ ہے اور ممکن ہونے اجتماع حقوق کے ایک چیز میں کہ ایک کی ملک ہو اور دوسرے کو اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہو اور وہ ماخوذ ہے استحقاق بائع کے سے واسطے پہلے کے سوائے اصل کے پس ہوگا واسطے حق راہ لینے کا واسطے کاٹنے پھل کے بچ زمین کے جو غیر کے ہے اور اسی طرح صاحب عربیہ کا حکم ہے اور ہمارے نزدیک خلاف ہے اس کے حق میں جو عربیہ کو پانی دے کہ کیا پانی دینا بخشش والے پر ہے یا اس کو جس کو عربیہ بخشی گئی اور اسی طرح پانی پلانا اس میوے کا جو بیج میں مستثنیٰ ہو بعض کہتے ہیں کہ بائع پر ہے کہ خریدار پر پس نہ مغرور ہو نقل ابن بطلال کی اجماع کو اور اس کے۔ (فتح)

۲۲۰۵۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

۲۲۰۵۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا

حضرت عائشہؓ سے سنا فرماتے تھے کہ جو خریدے درخت کھجور کا بعد پیوند ہونے کے تو اس کا پھل بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور جو غلام خریدے اور اس کے پاس مال ہو تو اس کے مال کا مالک بائع ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے۔

اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ ابْتَاعَ نَحْلًا بَعْدَ أَنْ تَوَثَّرَ فَشَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ فِي الْعَبْدِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور ابن دقیق نے کہا کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے امام مالک کے اس پر کہ غلام اپنے مال کا مالک ہوتا ہے واسطے منسوب ہونے ملک کے طرف اس کی ساتھ لام (الف، لام) کے اور وہ ظاہر ہے ملک میں اور اس کے غیر نے کہا کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جب مالک اپنے غلام کو کچھ مال ملک کر دے تو غلام اس کا مالک ہو جاتا ہے اور یہی قول ہے مالک کا اور یہی قدیم قول ہے شافعی کا لیکن اگر اس کے بعد وہ اس کو بیچ ڈالے تو اس کا مال مالک کی طرف پھر آتا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ غلام بالکل کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اور یہی ہے جدید قول شافعی کا اور اضافت واسطے اختصاص کے ہے اور اس کے مفہوم سے پکڑا جاتا ہے کہ جو غلام کو بیچے اور اس کے پاس مال ہو اور خریدار اس کی شرط کر لے تو بیع صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ سودی مال نہ ہو پس نہیں جائز ہے بیع غلام کی اور ساتھ اس کے درہم ہوں بدلے درہموں کے یہ قول شافعی کا ہے اور مالک سے روایت ہے کہ یہ منع نہیں یعنی اس کی بیع ہر طرح سے جائز ہے اگرچہ اس کے ساتھ سودی مال ہو واسطے مطلق ہونے حدیث کے اور عقد تو صرف غلام پر واقع ہوتا ہے اور جو مال کے اس کے ساتھ ہے اس کو عقد میں کچھ دخل نہیں اور جب مال کپڑے ہوں تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی مال کا حکم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کپڑے اس میں داخل ہوتے ہیں واسطے عمل کرنے کے رواج پر اور بعض کہتے ہیں کہ جو ستر کو ڈھانکے صرف وہی اس میں داخل ہوتا ہے اور باقی نے کہا کہ اگر اس کو مشتری غلام کے واسطے شرط کرے تو مطلق صحیح ہے اور اگر بعض کو شرط کرے یا اپنے واسطے شرط کرے تو اس میں دو روایتیں ہیں اور مازری نے کہا کہ اگر دور ہو ملک مالک کی غلام اپنے سے ساتھ بیع کے یا معاوضہ کے تو مال مالک کا بھی ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کر لے اور بعض تابعین سے مانند حسن کی روایت ہے کہ وہ مال غلام کے تابع ہے اور حدیث حجت ہے اوپر اس کے اور دور ہو ملک اس کی ساتھ آزاد کرنے کے اور مانند اس کی کے تو مال غلام کا ہے مگر یہ کہ مالک شرط کر

لے اور اگر ہبہ وغیرہ سے اس کی ملک دور ہو تو اس میں دو قول ہیں زیادہ تر رائج یہ ہے کہ ہبہ بیع کے ساتھ ملحق ہے اور اسی طرح اگر سپرد کرے اس کو کسی قصور میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کرنا شرط کا جو عقد کے منافی نہ ہو اور یہی حال ہے کھیتی کا یعنی زمین بوئی ہوئی کا سو جو بوئی ہوئی زمین کو بیچے اور اس میں کھیتی ہو تو کھیتی واسطے بائع کے ہے اور اختلاف اس میں مانند اختلاف کی ہے کھجور کے درخت میں اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جو زمین کو اجارے دے اور اس میں اس کی کھیتی ہو تو وہ کھیتی اجارہ دینے والے کے واسطے ہے نہ واسطے اجارہ لینے والے کے اگر فرض کی جائے صورت اجارے کی۔ (فتح)

۲۲۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَبَاعَ الْقَرَائِبَا بِغَرَضِهَا تَمْرًا.

۲۰۰۶۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچی جائیں عرایا یعنی پھل عرایا کے ساتھ اندازہ کرنے کے کے حالت خشک ہونے میں۔

۲۲۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاقَلَةِ وَعَنِ الْمَزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ التَّمْرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَأَنْ لَا تَبَاعَ إِلَّا بِالذِّبْنَارِ وَالذَّرْهَمِ إِلَّا الْقَرَائِبَا.

۲۰۰۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے مخابرت سے اور محاقلت سے اور مزابت سے اور کچے پھل کے بیچنے سے اور یہ کہ نہ بچا جائے میوہ مگر ساتھ دینا اور درہم کے مگر عرایا کا میوہ خشک کھجور کے بدلے بیچنا جائز ہے۔

فائدہ: مخابرت اور محاقلت اور مزابت کے معنی پہلے گزر چکے ہیں۔

۲۲۰۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْعِ الْقَرَائِبَا بِغَرَضِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِيمَا خَمْسَةِ

۲۲۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عرایا کے پھلوں کے بیچنے کی اجازت دی ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے خشک کھجوروں سے اس چیز میں کہ پانچ وسق سے کم ہو یا پانچ وسق میں داؤد راوی کو اس میں شک ہے۔

أَوْسُقِي شَكَ دَاوُدُ لِي ذَٰلِكَ.

فائدہ: یہ حدیث بھی اپنے باب میں گزر چکی ہے۔

۲۲۰۹۔ رافع رضی اللہ عنہ اور سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاحمت یعنی خشک کھجور کے بدلے درخت پر کے میوے بیچنے سے منع فرمایا مگر عرایا والوں کو کہ ان کو اجازت دی۔

۲۲۰۹۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَنَمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمَزَابِنَةِ بَيْنَ الثَّمَرِ بِالثَّمَرِ إِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي بُشَيْرٌ مِثْلَهُ

فائدہ: ان تمام حدیثوں کی شرح کتب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے، رجوع کیا جائے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب ہے بیچ بیان قرض لینے کے او رادا کرنے دینوں کے یعنی اس چیز کے کہ ذمہ میں ہے برابر ہے کہ قرض کے سبب سے ہو یا کسی اور سبب سے ذمہ میں واجب ہو مانند مہر وغیرہ کے اور تصرف سے روکنے کے اور مفلس کرنے حاکم کی کسی کو کہ اس کے ذمہ میں مطالبہ ہے۔

کِتَابُ فِي الْإِسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ
الذُّيُونِ وَالْحَجْرِ وَالتَّغْلِيصِ

فائدہ: اور جمع کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ان تین امروں کو واسطے کم ہونے حدیثوں کے جو اس باب میں وارد ہیں اور واسطے متعلق ہونے بعض کے ساتھ بعض کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ اشْتَرَى بِالذِّهْنِ وَلَيْسَ عِنْدَهُ
ثَمَنُهُ أَوْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهِ
پاس نہ ہو یا اس کے پاس اس وقت موجود نہ ہو

فائدہ: تو یہ جائز ہے اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں خریدتا میں وہ چیز جس کا مول میرے پاس نہ ہو اور اس کے موصول ہونے اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۲۲۱۰۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جہاد کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یعنی پلٹتے وقت کہ کیا حال ہے تیرے اونٹ کا کیا تو اس کو میرے ہاتھ بچتا ہے؟ میں نے کہا ہاں سو میں نے اس کو آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ بیچ ڈالا سو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینے میں آئے تو میں اگلے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اونٹ لے گیا تو

۲۲۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا
جَعْفَرُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ
تَرَى بَعِيرَكَ أَتَبِعْتَهُ قُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ
فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْبَعِيرِ

فَاعْطَانِي تَمَنَّهُ. حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کی قیمت دی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ کے دوسرے رکن کے مطابق ہے کہ اس وقت مول وہاں حاضر نہ تھا۔

۲۲۱۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكُرْنَا عِنْدَ
إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنِ فِي السَّلَامِ فَقَالَ حَدَّثَنِي
الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ
يَهُودِيٍّ إِلَى أَجْلِ وَرَهْنَهُ دِرْهَمًا مِنْ حَدِيدٍ.

۲۲۱۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک
یہودی سے ایک مدت معلوم کے وعدے سے اناج خریدا اور
اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ کے پہلے رکن کے مطابق ہے یعنی مول آپ ﷺ کے پاس بالکل نہ تھا نہ حاضر نہ غائب
اور ابن مزیر نے کہا کہ وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ اگر حضرت ﷺ کے پاس مول حاضر ہوتا تو اس کو موخر نہ
کرتے اور اسی طرح مول اناج کا اگر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ ﷺ کے ذمہ میں قرض مرتب نہ ہوتا
واسطے اس کے کہ آپ ﷺ کی عادت شریف سے معلوم ہے کہ جو چیز آپ ﷺ کے ذمہ لازم ہوتی تھی اس کے ادا
کرنے میں نہایت جلدی کرتے تھے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شروط میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَذَانَهَا
أَوْ إِتْلَافَهَا

جو لوگوں کے مال لے ادا کرنے کے ارادے پر یا برباد
کرنے کے ارادے پر

فائدہ: حذف کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے جواب کو اس بے پرواہ ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ حدیث میں واقع
ہوئی ہے ابن مزیر نے کہا کہ یہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو باب اس سے پہلا ہے وہ مقید ہے ساتھ اس کے
کہ ادا کرنے کی قدرت کا علم ہو اس واسطے کہ جس کو معلوم ہو کہ میں ادا کرنے سے عاجز ہوں تو اس نے لیا نہ ادا
کرنے کے ارادے پر مگر یہ طور تمنا اور آرزو کے اور تمنا خلاف ارادے کے ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے
اس واسطے کہ جب اس نے ادا کی نیت کی اس چیز سے کہ اللہ اس پر کشادگی کرے گا تو تحقیق حدیث کلام کرنے والی
ہے ساتھ اس کے کہ اللہ اس کا قرض ادا کر دے گا یا تو دنیا میں اس پر کشادگی کر دے گا اور یا آخرت میں اس کی
طرف سے ضامن ہو گا پس متعین ہے تہقید ساتھ قدرت کے حدیث میں اور اگر اس کا قول مانا جائے تو اس جگہ
ایک تیسرا درجہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو نہ معلوم ہو کہ ادا کر سکے گا یا کہ نہیں۔ (فتح)

۲۲۱۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْأَوْيسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ

۲۲۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ جو لوگوں کے مال لے یعنی بطور قرض کے ادا کرنے

بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ
أَدَائَهَا أَذَى اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ
إِتْلَافَهَا اتَّلَفَهُ اللَّهُ.

کے ارادے پر تو اللہ اس سے ادا کر دے گا یعنی ادا کرنے کا
سامان کر دے گا اور جو ان کے مال برباد کرنے کے ارادے
پر لے تو اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا۔

فائدہ: اور ابن ماجہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کہ قرض لے اس حال میں کہ اللہ جانتا
ہو کہ وہ ادا کا ارادہ رکھتا ہے مگر کہ اللہ اس سے دنیا میں ادا کر دیتا ہے اور ظاہر اس حدیث کا محال ٹھہراتا ہے مسئلے
مشہور کو اس شخص کے جو ادا کرنے سے پہلے مر جائے بغیر اس کے کہ اس کی طرف سے کچھ قصور ہو جیسا کہ مثلاً تنگ
دست ہو جائے یا اچانک مر جائے اور اس کے پاس مال ہو پوشیدہ اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو اور اس کی طرف
سے دنیا میں قرض ادا نہ ہو یعنی ابن ماجہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں اور ممکن ہے محمول کرنا
حدیث میمونہ رضی اللہ عنہا کا غالب پر یعنی اکثر اوقات تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ اس کا قرض دنیا میں ادا ہو جاتا ہے اور کبھی
نہیں بھی ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ جو شخص ایسا ہو اس پر آخرت میں عذاب نہیں اور حالانکہ حالت یہ ہو اس طرح کہ
قرض خواہ کے واسطے اس کی نیکیاں لی جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ قرض خواہ کے واسطے قرض دار کی طرف سے ضامن ہو
جائے گا جیسا کہ باب کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اگرچہ مخالفت کی اس میں ابن عبد السلام نے اور یہ جو فرمایا
کہ اللہ اس کو برباد کر ڈالے گا تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ بربادی اس کے واسطے دنیا میں واقع ہوگی اور یا اس کی
روزی میں واقع ہوگی یا اس کی جان میں اور یہ ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے واسطے اس چیز کے کہ دیکھتے ہیں
اس کو ساتھ مشاہدے کے اس شخص سے جو دونوں امروں میں سے کسی چیز کے ساتھ لین دین کرتا ہے اور بعض کہتے
ہیں کہ مراد بربادی سے عذاب آخرت کا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں رغبت دلانی ہے بچ ترک کھانے مال
لوگوں کے اور ترغیب ہے اس میں کہ اچھی طرح ان کی طرف ادا کرے اور یہ کہ جزا کبھی جنس عمل سے ہوتی ہے اور
اس میں ترغیب ہے بچ اچھی کرنے نیت کے اور ڈرانا ہے ضد اس کی سے اور یہ کہ مدار اعمال کی نیت پر ہے اور اس
میں رغبت دلانی ہے قرض لینے میں اس شخص کو جس کی نیت ادا کرنے کی ہو اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ اس کے
عبد اللہ بن جعفر نے بچ اس چیز کے کہ روایت کی اس سے ابن ماجہ اور حاکم نے عبد اللہ بن جعفر سے کہ وہ قرض لیتے
تھے یعنی بلا حاجت تو کسی نے کہا کہ تم بلا حاجت قرض کیوں لیتے ہو تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا
فرماتے تھے کہ اللہ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ قرض ادا کرے اور اس کی اسناد حسن ہے یعنی میں بھی چاہتا
ہوں کہ اللہ میرے ساتھ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو ادھار خریدے اور اس میں تصرف

کرے اور اس نے ظاہر کیا کہ اس کے ادا کرنے پر قادر ہے پھر اس کے برخلاف ظاہر ہو تو وہ بیع رد نہیں ہوتی یعنی پھر نہیں سکتی بلکہ انتظار کی جائے ساتھ اس کے وعدے کے آنے تک واسطے اقتصار کرنے حضرت ﷺ کے اوپر بددعا کرنے کے اوپر اس کے اور نہ لازم کیا اس کو ساتھ پھیرنے بیع کے۔ (فتح)

بَابُ أَذَاءِ الدُّيُونِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾

باب ہے ادا کرنے قرضوں کے بیان میں اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ پہنچاؤ امانتیں امانت والوں کو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو فیصلہ کرو انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو اللہ ہے سنتا دیکھتا۔

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ داخل کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے دین کو امانت میں واسطے ثابت ہونے حکم کے ساتھ ادا کرنے اس کے کے اس واسطے کہ آیت میں امانت سے مراد وہ چیز ہے جو آیت انا عرضنا الامانة على السموات والارض میں اس سے مراد ہے اور تفسیر کی گئی ہے اس جگہ امانت ساتھ رد امر اور نواہی کے پس داخل ہوں گی اس میں وہ تمام چیزیں جو ذمہ میں متعلق ہیں اور جو متعلق نہیں ابھی اور احتمال ہے کہ امانت سے مراد ظاہر معنی ہوں یعنی جو چیز کسی کے پاس امانت رکھی جائے اور جب کہ اللہ نے اس کے ادا کرنے کا حکم کیا اور اس کے فاعل کی مدح کی اور حالانکہ وہ ذمہ میں متعلق نہیں تو جو چیز کہ ذمہ میں ہو اس کا حال اولیٰ ہے اور اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ یہ آیت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ دربان کعبہ کے حق میں اتری اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاکموں کے حق میں اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سب امانتوں میں عام ہے۔ (فتح)

۲۲۱۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَبْصَرَ يَعْنِي أَحَدًا قَالَ مَا أَحَبُّ أَنَّهُ يُحَوَّلَ لِي ذَهَبًا يَمْكُكَ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ فَوْقَ ثَلَاثِ إِلَّا دِينَارًا أَرْضِدُهُ لِلدِّينِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْآفِقُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَأَشَارَ أَبُو شَهَابٍ بَيْنَ يَدَيْهِ

۲۲۱۳۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو جب حضرت ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھا سو فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ پہاڑ احد میرے واسطے بدل کر سونا ہو جائے اور اس میں سے کوئی دینار میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے مگر ایک دینار کہ میں اس کو ادائے قرض کے واسطے مہیا رکھوں پھر فرمایا کہ جو بہت مال دار ہیں وہی قیامت میں ثواب سے مفلس ہیں پر جس نے مال کو خرچ کیا اس طرح اور اس طرح اور اشارہ کیا ابو شہاب نے اپنے آگے اور اپنے داہنے اور بائیں یعنی اپنے آگے اور دائیں اور بائیں سب

وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ
وَقَالَ مَكَانَكَ وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَسَمِعْتُ
صَوْتًا فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهُ
مَكَانَكَ حَتَّى آتَيْتَكَ فَلَمَّا جَاءَ قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ الَّذِي سَمِعْتُ أَوْ قَالَ الصَّوْتُ
الَّذِي سَمِعْتُ قَالَ وَهَلْ سَمِعْتُ قُلْتُ نَعَمْ
قَالَ أَتَانِي جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَنْ
مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ
الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ فَعَلَ كَذًا وَكَذًا قَالَ نَعَمْ.

طرف خوب یا اور تھوڑے ہیں ایسے لوگ اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جگہ میں ٹھہرا رہ اور تھوڑا سا آگے بڑھے اور میں نے ایک آواز سنی سو میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کے پاس جاؤں پھر میں نے آپ ﷺ کا قول یاد کیا کہ اپنی جگہ میں ٹھہرا رہ یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ کیا آواز تھی جو میں نے سنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے کوئی آواز سنی ہے میں نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے تو اس نے کہا کہ جو تیری امت سے مرے گا اس طرح پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو وہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا کہ جو ایسا ایسا کرے یعنی حرام کاری کرے فرمایا ہاں اگرچہ ایسا ایسا کرے۔

فائدہ: اور غرض اس جگہ آپ ﷺ کے اس قول سے یہ ہے کہ مگر ایک دینار جس کو میں ادائے قرض کے واسطے رکھوں اس حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ بہت قرض نہ اٹھائے بلکہ تھوڑے پر اقتصار کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے صرف ایک ہی دینار کو ذکر کیا زیادہ کا نام نہ لیا اور اگر حضرت ﷺ پر مثلاً سو دینار قرض ہوتے تو نہ مہیا رکھتے واسطے ادا کرنے اس کے کی ایک دینار اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس استدلال میں ہے شبہ سے اور اس سے معلوم ہوا کہ ادا قرض میں بہت کوشش کرے اور یہی معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نہایت تارک الدنیا تھے۔ (فتح)

۲۲۱۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھ کو نہ خوش لگتا یہ کہ تین دن مجھ پر گزریں اور اس میں سے کچھ میرے باقی ہوتا مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں۔

۲۲۱۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَيْبٍ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا يَسُرُّنِي أَنْ لَا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْءٌ أَرْصِدُهُ لِذَيْنِي رَوَاهُ صَالِحٌ وَعَقِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

بَابُ اسْتِقْرَاضِ الْإِبِلِ

یعنی اونٹ کے قرض لینے کے بیان میں

فائدہ: یعنی جائز ہونا اس کا تاکہ پھر دے قرض لینے والا قرض خواہ کو ماند اس کی یا بہتر اس سے۔ (فتح)

۲۲۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهْلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا
سَلَمَةَ بِمَنْى يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا تَقَاضَى رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ
أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ
مَقَالًا وَاشْتَرَوْا لَهُ بَعِيرًا فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ
وَقَالُوا لَا نَجِدُ إِلَّا الْفُضْلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ
اشْتَرَوْهُ فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ
أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً.

۲۲۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے
حضرت ﷺ سے تقاضا کیا یعنی اونٹ کا کہ حضرت ﷺ نے
اس سے لیا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو سخت کہا یعنی تقاضا
میں بہت مبالغہ کیا یا آپ ﷺ کے حق میں بے جا کلام کیا تو
اصحاب نے اس کو ایذا پہنچانے کا قصد کیا تو حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو مطالبہ میں نہایت
مبالغہ کرنا اور سختی کرنا جائز ہے اور اس کو اونٹ خرید دو تو
اصحاب نے کہا ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ تر اس کی عمر سے
یعنی وہ اونٹ چھوٹا تھا اور یہ بڑا ہے فرمایا اس کو خرید دو اس
واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں
بہتر ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ اغلاظ سے مراد مطالبہ میں سختی کرنی ہو اور احتمال ہے کہ بے جا کلام مراد ہو اور حق دار کو فرہو
اس واسطے کہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی تھا اور پہلی وجہ اظہر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قرض خواہ کو
طلب کرنا قرض کا جب کہ بچنے وقت وعدے کا اور اس میں بیان ہے حضرت ﷺ کے حسن خلق کا اور بڑا ہونا آپ
کے علم اور تواضع کا اور انصاف کا اور یہ کہ جس پر قرض ہو اس کو قرض خواہ کی برابری کرنی لائق نہیں اور یہ کہ جو حاکم
کی بے ادبی کرنی واجب ہے اس پر تعزیر مناسب حال کے مگر یہ کہ صاحب حق کا معاف کر دے اور یہ کہ جائز ہے
قرض لینا اونٹ کا، وفيہ المطابقة للترجمة اور ملحق ہیں ساتھ اونٹ کے تمام حیوانات یعنی سب جانوروں کا یہی
حکم ہے کہ ان کا قرض لینا درست ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور ثوری اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جانور کا قرض
لینا جائز نہیں اور ان کی دلیل یہ روایت ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا
منع ہے روایت کی یہ حدیث ابن حبان اور دارقطنی وغیرہ نے اور اس کے راوی معتبر ہیں لیکن حفاظ نے کہا راجح اس
کا مرسل ہونا ہے اور روایت کیا اس کو ترمذی نے حسن کی حدیث سے اس نے روایت کی سرہ رضی اللہ عنہ سے اور بیہ -
حسن کے سرہ سے اختلاف ہے اور فی الجملہ یہ حدیث حجت کی صلاحیت رکھتی ہے اور طحاوی نے دعویٰ کیا ہے کہ بن
عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث باب کی حدیث کی ناخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کا اس کے نسخ احتمال سے

ثابت نہیں ہوتا اور تطبیق دونوں حدیثوں میں ممکن ہے پس تطبیق دی ہے درمیان ان دونوں کے امام شافعی اور ایک جماعت نے ساتھ حمل کرنے نہی کے اس پر جب کہ دونوں طرف سے ادھار ہو اور بے شک ہے پھر نا طرف اس کی اس واسطے کہ تطبیق دونوں حدیثوں میں اولیٰ ہے ایک کے باطل کرنے سے ساتھ اتفاق کے اور جب حدیث سے یہ مراد ہوئی تو باقی رہی دلالت اس کی اس پر کہ جائز ہے قرض لینا جانور کا اور بیع سلم کرنی بیچ اس کے اور دلیل پکڑی ہے بایں نے اس طرح کہ جانوروں میں بہت اختلاف ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ہم مثل ہونے کی حقیقت پر واقعی نہیں ہوتی اور جواب دیا گیا ہے اس طرح کہ نہیں ہے کوئی مانع احاطہ کرنے سے ساتھ اس کے ساتھ وصف کے ساتھ اس چیز کے کہ دفع کرے تغار کو اور تحقیق جائز رکھا ہے خفیہ نے نکاح کرنے کو اور کتابت کو اور پر غلام کے جو موصوف ہو ذمہ میں اور یہ کہ جائز ہے ادا کرنا اس چیز کا کہ وہ افضل ہے مثل اس چیز سے کہ قرض کی گئی ہو جب کہ عقد بیع میں اس کی شرط واقع ہوئی ہو اس واسطے کہ اس وقت وہ بالاتفاق حرام ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالکیہ کے نزدیک زیادتی میں تفصیل ہے اگر وہ گنتی زیادتی کے ساتھ ہو تو یہ منع ہے اور اگر وصف کے ساتھ ہو تو یہ جائز ہے اور یہ کہ نیکی اور بندگی کے کام میں قرض لینا جائز ہے اور اسی طرح سب مباح کاموں میں اور یہ کہ جائز ہے امام کو یہ کہ قرض لے بیت المال پر واسطے حاجت بعض محتاجوں کے تاکہ ادا کرے اس کو مال صدقے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے شافعی نے اس پر کہ جائز ہے جلدی کرنی ساتھ زکوٰۃ کے اسی طرح حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے اور نہیں ظاہر ہوئی واسطے میرے توجیہ اس کی مگر یہ کہ ہو مراد وہ چیز کہ کہی گئی ہے بیچ سب قرض لینے حضرت ﷺ کے اور یہ کہ اس کو حضرت ﷺ نے بعض محتاجوں کے واسطے قرض لیا تھا جو صدقہ کے مستحق تھے سو جب صدقہ آیا تو حضرت ﷺ نے صدقہ سے وہ قرض ادا کر دیا اور نہیں اعتراض کیا جاتا اس پر یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو صدقے کے مال سے اپنے حق سے زیادہ دیا واسطے اس احتمال کے کہ شاید قرض دینے والا بھی صدقہ کا مستحق ہو یا تو محتاجی کی وجہ سے اور یا الفت کی وجہ سے یا سوائے اس کے دونوں جہتوں سے اصل میں ادا کرنے کی جہت سے اور استحقاق کی وجہ سے زائد میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا قرض آپ ﷺ کے ذمہ تھا سو جب وعدے کا وقت پہنچا اور ادا کرنے کے لیے آپ ﷺ نے کچھ نہ پایا تو ہو گئے آپ ﷺ ضامن پس جائز ہوا آپ کو ادا کرنا صدقہ سے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے نفس کے واسطے قرض لیا ہو سو جب وعدے کا وقت داخل ہوا تو صدقے کے اونٹوں سے ایک اونٹ خریدا اس شخص سے جو اس کا مستحق تھا یا کسی اور سے اس کو قرض لیا تھا یا صدقے کے مال سے لیا تھا تاکہ ادا کر دیں اس کو بعد اس کے اور اول احتمال قوی تر ہے۔ (فتح)

بَابُ حُسْنِ التَّقَاضِي

یعنی مستحب ہے تقاضا کرنا ساتھ اچھی طرح کے یعنی مستحب ہے کہ نرمی کے ساتھ تقاضا کرے سختی نہ کرے

۲۲۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رَبِيعٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَاتَ رَجُلٌ فَقِيلَ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ قَالَ كُنْتُ أَبِيعُ النَّاسَ فَاتَّجَوَزُ عَنِ الْمُوَسِّرِ وَأُخْفِفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغَفِرَ لَهُ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۲۱۶۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک شخص مر گیا تو اس کو کہا گیا کہ کیا تو کہا کرتا تھا یعنی کیا عمل کرتا تھا تو اس نے کہا کہ میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا سو میں مال دار سے درگزر کرتا تھا یعنی اس کو مہلت دیتا تھا اور شکست سے تخفیف کرتا تھا یعنی اپنا کچھ مال چھوڑ دیتا تھا تو اللہ نے اس کو بخش دیا ابو مسعود نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے اس کو سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ تقاضا اچھی طرح سے کرے یعنی نرمی کرے سختی نہ کرے۔

بَابُ هَلْ يُعْطَى أَكْبَرُ مِنْ سِنِّهِ
کیا قرض خواہ کو اپنے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ دیا جائے یا نہیں

۲۲۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ بَعِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَقَالُوا مَا نَجِدُ إِلَّا سِنًا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَاكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ أَحْسَنَهُمْ قَضَاءً.

۲۲۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس اونٹ کا تقاضا کرتا آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ خرید دو تو انہوں نے کہا ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ عمر اس کی سے یعنی اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ نہیں ملتا بلکہ اس سے زیادہ عمر کا ملتا ہے تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا حق پورا ادا کیا ہے اللہ تجھ کو تیرا حق پورا دے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو وہی اونٹ خرید دو اس واسطے کہ تم لوگوں میں بہتر وہی آدمی ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کم عمر کا اونٹ کسی سے قرض لے تو اس کے بدلے اس سے بڑی عمر کا اونٹ قرض خواہ کو دینا درست ہے۔

بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ
اچھی طرح سے قرض ادا کرنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ قرض اچھی طرح سے ادا کرے

۲۲۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ

۲۲۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کا ایک اونٹ معین عمر کا حضرت ﷺ پر قرض تھا سو وہ حضرت ﷺ

پر تقاضا کرتا آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ دو تو اصحاب نے اس کے اونٹ کے برابر عمر کا اونٹ تلاش کیا تو انہوں نے اونٹ نہ پایا مگر زیادہ عمر اس کی سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو وہی دے دو تو اس مرد نے کہا کہ تو نے میرا قرض پورا ادا کیا اللہ تجھ کو تیرا حق پورا دے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہی ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنَّ مِنَ الْإِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقاضاهُ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَطَلَبُوا سِنَّ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللَّهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً.

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔

۲۲۱۹۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مِسْعَرُ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرُ أَرَاهُ قَالَ ضَعَى فَقَالَ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی کئی جگہ پر گزر چکی ہے اور بعض طریقوں میں زیادتی کے مقدار کا بیان آچکا ہے کہ وہ ایک قیراط تھی اور پوری شرح اس کی کتاب الشروط میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا قَضَى دُونَ حَقِّهِ أَوْ حَلَّلَهُ فَهُوَ جَائِزٌ

جب قرض دار قرض خواہ کے حق سے کم ادا کرے یعنی پورا قرض ادا نہ کرے بلکہ کچھ ادا کرے اور کچھ باقی رہے اور قرض خواہ اس کو معاف کر دے تو یہ جائز ہے۔

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ نہیں جائز ہے قرض دار کو رکھنا قرض میں سے کچھ بغیر معاف کرانے کے اور اگر قرض خواہ اپنا سب قرض معاف کر دے تو سب علماء کے نزدیک جائز ہے اور اسی طرح اگر قرض میں سے کچھ معاف کر دے تو بھی جائز ہے اور ابن نمیر نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ مراد یہ ہے کہ جب قرض خواہ کی رضامندی سے کچھ قرض ادا کرے اور کچھ ادا نہ کرے اور یا قرض خواہ اپنا سب حق معاف کر دے تو یہ جائز ہے پھر دارالامام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی بیچ بیان قرض باپ اس کے کی اور اس میں یہ ہے کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ میرے باغ کی کھجوریں قبول کریں اور باقی میرے باپ کو معاف کر دیں اور یہی قدر مراد ہے حدیث

سے اس ترجمہ میں پس آئندہ آئے گا کہ حضرت ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے یہ بات چاہی اور پوری یہ حدیث کتاب الہبہ میں آئے گی۔ (فتح)

۲۲۲۰۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ جنگ اُحد کے دن شہید ہوا اور اس پر قرض تھا تو قرض خواہوں نے اپنے قرض کے واسطے سختی کی سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ اس کے باغ کا میوہ قبول کریں یعنی جو کہ موجود ہے اور باقی قرض میرے باپ کو معاف کریں تو انہوں نے نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان کو میرا باغ نہ دیا اور فرمایا کہ میں کل صبح کو تیرے پاس آؤں گا صبح کو حضرت ﷺ ہمارے پاس آئے تو حضرت ﷺ کھجوروں میں گھومے اور ان کے میوے میں برکت کی دعا کی پھر میں نے میوے کو کاٹا اور ان کو سب قرض ادا کر دیا اور ان کا کچھ میوہ ہمارے واسطے باقی رہا۔

۲۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ بَنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فَاتَّيَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا تَمْرَ حَائِطِي وَيُحْلِلُوا أَبِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَقَالَ سَنَعْدُو عَلَيْكَ فَعَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِي تَمْرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَّزَتْهَا فَقَضَيْتَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ تَمْرِهَا.

بَابُ إِذَا قَاصَّ أَوْ جَازَافَهُ فِي الدَّيْنِ فَهُوَ جَائِزٌ تَمْرًا يَتَمَرُّ أَوْ غَيْرِهِ

اگر بدل کرے یا قرض خواہ کو قرض میں اندازے سے دے تو یہ جائز ہے کھجوروں کے بدلے کھجور ہو یا کچھ اور فائدہ: مہلب نے کہا کہ نہیں جائز ہے نزدیک کسی کے علماء سے یہ کہ لے وہ شخص کہ اس کے واسطے کھجوریں قرض ہوں قرض دار اپنے سے کھجوریں بطور اندازے کے بدلے قرض اپنے کے اس واسطے کہ اس میں جہالت اور دھوکہ ہے بلکہ اس کو تو صرف یہ جائز ہے کہ لے اندازے سے اپنے حق میں کمتر قرض اپنے سے جب کہ لینے والا اس کو جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو اور گویا کہ مراد اس کی امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ پر اعتراض کرنا ہے اور مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی وہ ہے جس کو معترض نے ثابت کیا ہے نہ وہ چیز جس کی نفی کی ہے اور غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی بیان کرنا ہے اس کا کہ معاف کی جاتی ہے ادا کرنے میں وہ چیز جو نہیں معاف ہوتی ابتداء میں اس واسطے کہ بیع ترکھجور کے ساتھ خشک کھجور کی عرایا کے سوا اور جگہ میں جائز نہیں اور ادا کرنے کے وقت معاوضہ میں اس کا دینا جائز ہے اور یہ بات باب کی حدیث سے ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے قرض خواہ سے سوال کیا کہ باغ کا میوہ لے اور اس کی مقدار معلوم نہ تھی بدلے ان دستوں کے جو اس کے واسطے تھے اور ان کی مقدار معلوم تھی اور باغ

کامیہ قرض سے کم تھا جیسا کہ ذائع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے بیچ کتاب الصلح کے اور طریق سے اور اس میں یہ ہے کہ انہوں نے نہ مانا اور دیکھا کہ اس سے تمام قرض ادا نہ ہو سکے گا۔ (فتح)

۲۲۲۱۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا اور ایک یہودی کی تیس دن کھجوریں اپنے اوپر قرض چھوڑ گیا تاکہ آپ اس کے واسطے یہودی سے سفارش کریں تو حضرت ﷺ یہودی کے پاس گئے اور اس سے کلام کیا کہ اپنے قرض کے بدلے اس کے باغ کا میوہ لے یہودی نہ مانا تو حضرت ﷺ کھجوروں میں داخل ہوئے اور اس میں چلے پھر جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میوے کو کاٹ کر اس کا سب قرض ادا کر دے تو اس نے حضرت ﷺ کے پھر آنے کے بعد میوہ کاٹا اور اس کو تیس دن کھجوریں ادا کیں اور اس کے واسطے سترہ دن کھجوریں باقی بچیں سو جابر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے تاکہ آپ ﷺ کو اس معاملے سے خبر دے تو آپ ﷺ کو عصر کی نماز پڑھتے پایا سو جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو آپ ﷺ کو برکت اور زیادتی کی خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دے سو جابر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو اس حال سے خبر دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت ﷺ کھجوروں میں چلے تو میں نے جان لیا تھا کہ البتہ ان میں برکت ہوگی۔

۲۲۲۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوْفِيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسَقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ فَاسْتَظَرَّهُ جَابِرٌ فَأَبَى أَنْ يُنْظَرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ فَأَبَى فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشَى فِيهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جَدُّ لَهُ فَأَوْفَ لَهُ الَّذِي لَهُ فَجَدَّهُ بَعْدَمَا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْفَاهُ ثَلَاثِينَ وَسَقًا وَفَضَّلَتْ لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ وَسَقًا فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِي كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّيَ الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ أَخْبِرْ ذَلِكَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِينَ مَشَى فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبَارِكََنَّ فِيهَا.

قرض سے پناہ مانگنے کا بیان

۲۲۲۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا

بَابُ مِنْ اسْتِعَاذِ مِنَ الدَّيْنِ
۲۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ

الزُّهْرِيُّ ح وَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي
أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ
عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَعْرَمِ
فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيدُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ مِنَ الْمَعْرَمِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ
حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ.

معمول تھا کہ نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ الہی میں تیری
پناہ مانگتا ہوں گناہ اور قرض سے تو کسی کہنے والے نے
آپ ﷺ سے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ اکثر قرض
سے پناہ مانگتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی قرض
دار ہوتا ہے تو بات کہتا ہے سو جھوٹ بولتا ہے اور قول اقرار
کرتا ہے پھر اس کے خلاف کرتا ہے۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے وسیلوں کا بند کرنا سمجھا جاتا ہے یعنی جو وسیلہ ناجائز امر کی طرف پہنچائے
وہ جائز نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے قرض سے پناہ مانگی اس واسطے کہ وہ اکثر اوقات جھوٹ بولنے اور خلاف
وعدہ کرنے کا ذریعہ ہے باوجود اس چیز کے کہ واسطے قرض خواہ کے ہے اوپر اس کے کلام سے اور احتمال ہے کہ قرض
سے پناہ مانگنے سے اس کی طرف محتاج ہونے سے پناہ مانگی مراد ہوتا کہ ان ہلاکتوں میں نہ پڑے یا اس کے ادا
کرنے پر قادر نہ ہونے سے پناہ مانگی مراد ہوتا کہ اس کا تقاضا باقی نہ ہے اور شاید کہ یہی بھید ہے ترجمہ کے مطلق
چھوڑنے میں پھر میں نے ابن منیر کے حاشیہ میں دیکھا کہ نہیں تناقض ہے درمیان پناہ مانگنے کے قرض سے اور جواز
قرض لینے کے اس واسطے کہ پناہ تو اس کی زیادتیوں سے مانگی گئی ہے اور جو قرض لے اور اس سے سلامت رہے تو
اللہ نے اس کو پناہ دی اور فعل جائز کو کیا۔ (فتح)

قرض دار کے جنازہ پڑھنے کا بیان یعنی قرض دار
کا جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ تَرَكَ دِينًا

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مراد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ قرض دین میں خلل نہیں ڈالتا اور یہ کہ اس سے پناہ مانگی
اس کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی زیادتیوں کے خوف سے ہے اور وارد کی اس میں یہ حدیث کہ جو قرض چھوڑ
جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے اور اشارہ کیا طرف باقی حدیث کی اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ قرض دار کا
جنازہ نہ پڑھا کرتے تھے سو جب ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ لگیں تو پھر قرض دار کا جنازہ پڑھنے لگے یعنی اس کا
قرض اپنے ذمے کر لیتے اور اس کا جنازہ پڑھتے اور یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۲۲۳۔ ۲۲۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

فرمایا کہ جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور جو عیال چھوڑ جائے تو وہ ہماری طرف ہے یعنی اس کی پرورش ہمارے ذمے ہے۔

عَدِي بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلِإِنْسَانٍ.

۲۲۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان نہیں مگر کہ میں اس سے قریب تر ہوں دنیا میں اور آخرت میں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ پیغمبر قریب تر ہے ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی ہر چیز میں امور دین اور دنیا سے شفقت اس کی ان پر بہت ہے شفقت ان کی سے اپنی جانوں پر یعنی دستور ہے کہ آدمی کو اپنی جان سب چیز سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اس کو اس پر سب سے زیادہ شفقت ہے سو پیغمبر کی شفقت ان پر اس سے بھی زیادہ ہے سو جو مسلمان مرے اور مال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں جو ہوں اور جو قرض یا عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے کہ میں اس کا کارساز ہوں یعنی اس کا قرض ادا کروں گا اور اس کے عیال کی پرورش کروں گا۔

۲۲۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَقْرَأُ وَإِنْ شِئْتُُمُ «النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ» فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلِإِنْسَانٍ فَإِنَّا مَوْلَاهُ.

بَابُ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

۲۲۲۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مال دار کا تاخیر کرنا ظلم ہے یعنی اگر مال دار ہو کر بھی قرض ادا نہ کرے تو بد اسٹم ہے۔

۲۲۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَخِي وَهَبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الحوالہ میں گزر چکی ہے۔

حق دار کو سخت کلامی کرنی جائز ہے اور حضرت ﷺ سے

بَابُ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ وَيُذَكَّرُ عَنِ

مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تاخیر کرنا مال دار کا حلال کرتا ہے اس کے بے آبروئی کو اور سزا کو سفیان نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کی آبروریزی یہ ہے کہ کہے کہ تو نے مجھ سے میرے حق میں بہت دیر کی اور اس کی سزا قید کرنا ہے۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَيُّ الْوَاجِدِ يَحِلُّ عُقُوبَتُهُ وَعِرْضُهُ قَالَ سُفْيَانٌ عِرْضُهُ يَقُولُ مَطْلَتِي وَعُقُوبَتُهُ الْحَبْسُ.

۲۲۲۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس تقاضا کرتا آیا اور آپ ﷺ کو سخت کہا تو اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا قصد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ حق دار کو سخت کلام کرنی جائز ہے۔

۲۲۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا.

فائدہ: یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عنقریب گزر چکی ہے اور وہ نص ہے ترجمہ باب میں اور معلق حدیث کو اس واسطے ذکر کیا کہ اس میں مقال کی تفسیر ہے اور اسحاق نے کہا کہ سفیان نے عرض کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس کو زبان سے ایذا دے اور کجی نے کہا کہ عرض اس کی شکایت اس کی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قید کرنا قرض دار کا جب کہ ادا کرنے پر قادر ہو واسطے ادب دینے اس کے۔ (تح)

بَابُ بَيْعِ وَاجِدٍ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

جب پائے کوئی مال اپنا نزدیک مفلس کے بیع میں یا قرض میں یا امانت میں تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے۔

فائدہ: یعنی ایک شخص نے اپنا مال کسی کے ہاتھ بیچا اور مول اس کا ابھی دیا نہ تھا کہ مول لینے والا مفلس اور قرض دار ہو گیا قیمت نہیں دے سکتا یا کسی کو قرض دیا تھا اور قرض دار مفلس ہو گیا قرض ادا نہیں کر سکتا یا کسی کے پاس امانت رکھی تھی اور وہ مفلس ہو گیا اور اس کا مال ہو بہو اس کے پاس ہے تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اور قرض داروں کا اس میں حق نہیں اور مفلس شرع میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس مال موجود تو ہو مگر اس کا قرض زیادہ ہو اس کا نام مفلس اس واسطے رکھا گیا کہ وہ پہلے درہم اور دینار کا مالک تھا پھر فلوس کا مالک ہوا یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ نہیں مالک ہے مگر ادنیٰ اور حقیر مال کا اور وہ فلوس ہیں یا اس واسطے اس کا نام مفلس رکھا گیا کہ وہ نہیں مالک ہے تصرف کا مگر حقیر چیز میں مانند فلوس کی اس واسطے کہ نہیں معاملہ کرتے تھے وہ ساتھ ان کے مگر

حقیر چیزوں میں یا اس واسطے کہ وہ ایسی حالت کی طرف پھرا کہ اس میں ایک فلس کا مالک نہیں اس بنا پر کہ ہمزہ واسطے سلب کے ہے اس واسطے کہ باب افعال کا ہمزہ کبھی سلب کے واسطے ہوتا ہے اور یہ کہ کہا کہ بیع میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور یہ جو کہا کہ قرض تو وہ ساتھ قیاس کے ہے اوپر بیع کے یعنی قرض کو بیع پر قیاس کیا ہے اور یا اس واسطے کہ وہ حدیث کے عموم میں داخل ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور اور لوگوں کا اور مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ بیع اور قرض میں فرق ہے اور یہ جو کہا کہ امانت تو یہ بالا جماع ہے یعنی بالا جماع اس کا بھی یہی حکم ہے اور ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان تین حکموں کو اس باب میں داخل کیا ہے اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے اور یا اس واسطے کہ حدیث بیع میں وارد ہے اور دونوں حکم بطریق اولیٰ اس میں داخل ہیں اس واسطے کہ ملک امانت کی منتقل نہیں ہوتی اور جو قرض دینے کے ساتھ بھلا کرے اس کے وفا پر محافظت کرنی مطلوب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا أَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ لَمْ يَجْزُ
عِثَّةُ وَلَا بَيْعُهُ وَلَا شِرَاؤُهُ
اور حسن بصری نے کہا کہ کوئی مفلس ہو اور اس کا مفلس ہونا ظاہر ہو جائے تو نہیں جائز ہے آزاد کرنا اس کا غلام کو اور نہ بیچنا اس کا اور نہ خریدنا اس کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا افلاس ظاہر ہو جائے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ حاکم کے حکم سے پہلے تصرف سے منع نہیں ہوتا اور جب اس کو حاکم تصرف سے منع کر دے تو پھر اس کو مال میں تصرف کرنا جائز نہیں اور حاکم کے حکم کرنے سے پہلے وہ تصرف سے منع نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ مفلس ہو جائے اور اوپر آزاد کرنا اس کا پس محل اس کا وہ ہے جب کہ قرض اس کے مال کو احاطہ کر لے پس نہیں جائز ہے آزاد کرنا اس کا اور نہ ہبہ کرنا اس کا اور نہ تمام احسانات اس کے اور اوپر بیع اور شراء پس صحیح قول علماء سے یہ ہے کہ اس کی بیع اور شراء بھی جاری نہیں ہوتی مگر جب کہ واقع ہو اس سے بیع واسطے پورا کرنے بیع کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ موقوف رہے گی اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور اس کے اقرار میں اختلاف ہے یعنی کسی کے حق کو اپنے اوپر ثابت کرے سو جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس کا اقرار قول ہے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اثر حسن کے طرف معارضہ کرنے قول ابراہیم نخعی کی کہ مجور کی بیع اور شراء جائز نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَضَى عُمَانُ
مَنْ اقْتَضَى مِنْ حَقِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفْلَسَ فَهُوَ
لَهُ وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ
اور سعید بن مسیب نے کہا کہ حکم کیا عثمان نے ساتھ اس کے کہ جو مفلس ہونے سے پہلے اپنا کچھ حق قرض دار یا خریدار وغیرہ سے لے لے تو وہ چیز اسی کے واسطے ہے یعنی کسی کا اس میں حق نہیں اور جو اپنا مال ہو بہو بیچانے

تو اس کا وہی زیادہ تر لائق ہے یعنی اس میں بھی کسی کا حق نہیں۔

۲۲۲۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو پائے اپنا مال ہو بہو کسی مرد مفلس کے پاس تو اس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اپنے غیر سے یعنی اس میں اور کسی کا حق نہیں۔

۲۲۲۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَمْرٍو بْنُ حَزْمٍ أَنَّ عَمْرَ بْنَ عَبْدِ الْقَزِيرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بَعِيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شرط استحقاق صاحب مال کے سوائے غیر اس کے کے یہ ہے کہ پائے اپنا مال ہو بہو نہ متغیر ہوا ہو نہ بدل ہوا ہو اور نہیں تو اگر متغیر ہوئی ہو چیز اپنی ذات میں ساتھ نقص کے مثلاً یعنی اس کی ذات میں کچھ نقصان ہو گیا ہو یا اس کی صفت کم ہو گئی ہو تو وہ اور قرض داروں کے برابر ہے اور زیادہ تر صریح اس سے وہ حدیث ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ جب پائے اپنا مال پاس اس کے اور حالانکہ اس نے اس کو جدا جدا نہ کیا ہو یعنی اس کو متغیر نہ کیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد مال بیچے پھر خریدار مفلس ہو جائے اور بائع نے قیمت سے کچھ نہ لیا ہو تو اس مال کا وہی زیادہ تر حق دار ہے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر بائع نے کچھ مول لے لیا ہو تو وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے کہ وہ زیادہ تر لائق ہے بہ نسبت اور حق داروں کی مگر جب اپنا کچھ مال لے لیا ہو تو وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے شہادت لینے اس کی کے ساتھ اثر عثمان رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوا ہے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے طاؤس اور عطاء سے اور یہی قول ہے جمہور اہل علم کا جو باب کی حدیث کے عموم کو لیتے ہیں مگر امام شافعی کا ایک قول جو اس کے مذہب میں رائج ہے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان متغیر ہونے مال کے یا باقی رہنے اس کے کے اور نہ درمیان قبض کرنے بعض مول اس کے کے اور نہ قبض کرنے کسی چیز کے اس سے اور یہ جو کہا ہے کہ اس مال کا وہی زیادہ تر حق دار ہے تو یہی قول ہے جمہور اہل علم کا برابر ہے کہ وہ حق

دار وارث ہو یا قرض خواہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بائع کو بیع کا فسخ کرنا اور اپنی چیز کا پھر لینا درست نہیں اور وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ خبر واحد اصول کے مخالف ہے اس واسطے کہ بیچنے سے خریدار کے ملک ہو گیا ہے اور اس کی ضمانت میں آ گیا ہے یعنی اگر وہ مال تلف ہو جائے تو خریدار کا تلف ہو گا نہ بائع کا اور مستحق ہونا بائع کا اور لینا اس کا اس کے ملک کا توڑنا ہوتا ہے اور حمل کیا ہے اس کو حنفیہ نے ایک صورت پر اور وہ صورت وہ ہے جب کہ مال امانت ہو یا عاریت ہو یا گرا پڑا اٹھایا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کہ اگر گرا ہوا ہوتا تو وہ مفلس کے ساتھ قید نہ کیا جاتا اور نہ ٹھہرایا جاتا زیادہ تر حق دار ساتھ اس کے اس واسطے کہ اسم تفضیل اشتراک کو چاہتا ہے یعنی اصل مستحق ہونے کے دونوں شریک ہیں اور نیز یہ قول ان کا توڑا گیا ہے ساتھ شفعہ کے یعنی اس میں بھی مشتری کے ملک کا توڑنا لازم آتا ہے پھر وہاں اس کو کیوں جائز رکھتے ہیں اور نیز وارد ہو چکی ہے تنصیص بیع حدیث باب کے اس پر کہ یہ حکم بیع کے صورت میں ہے اور یہ تنصیص اس حدیث میں ہے جس کو سفیان ثوری نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے ابن خزمہ اور ابن حبان وغیرہ نے طریق اس کے سے یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے ساتھ اس اسناد کے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ جب کوئی مرد اسباب مول لے پھر مفلس ہو جائے اور وہ اسباب اس کے پاس ہو بہو موجود ہوں تو وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے اور حق داروں سے اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ مرد مفلس ہو جائے اور بائع اپنا مال پائے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب اس کے پاس اسباب پائے تو وہ واسطے بیچنے والے کے ہے اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں ہے کہ جو اسباب کہ مرد کے ہاتھ بیچے اور اس کا مول نہ لیا ہو پھر وہ مرد مفلس ہو جائے اور پائے اس کو بائع ہو بہو تو چاہیے کہ لے اس کو اور حق داروں کے درمیان سے اور مالک کی روایت مرسل میں ہے کہ جو اسباب بیچے تو اس سے ظاہر ہوا کہ یہ حدیث بیع کی صورت میں وارد ہوئی ہے اور قرض وغیرہ مذکور چیزیں اس کے ساتھ بطریق اولیٰ ملحق ہیں اور نیز بعض حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس حالت پر کہ جب ہو مفلس خریدار پہلے اس سے کہ قبض کرے اسباب کو بائع سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے عند رجل یعنی پاس مرد کے اور ابن حبان کی روایت میں یہ لفظ آیا ہے ثم افلس وہی عندہ یعنی پھر وہ مفلس ہو جائے اور اسباب اس کے پاس ہو اور بیعتی کی روایت میں یہ لفظ ہے اذا افلس الرجل وعندہ متاع سو اگر خریدار نے اس کو قبض نہ کیا ہوتا تو حدیث میں اس پر نص نہ ہوتی کہ وہ اس کے پاس ہو اور یہ جو انہوں نے کہا کہ یہ خبر واحد ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مشہور ہے سوائے اس طریق کے روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے ابن عمر رحمہ اللہ کی حدیث سے اور اس کی اسناد صحیح ہے اور اس کو روایت کیا ہے احمد رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے سمرہ کی حدیث سے اور اس کی اسناد حسن ہے اور حکم کیا ساتھ اس کے عثمان رحمہ اللہ نے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے

اور بدون اس کے نکلتی ہے حدیث ہونے اس کے سے فرد غریب ابن منذر نے کہا کہ نہیں جانتا میں واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے اس مسئلے میں کوئی مخالف اصحاب سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اور حق داروں کے برابر ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ سے اس باب میں اختلاف منقول ہے اور قرطبی نے کہا کہ تعسف کیا ہے بعض حنفیہ نے اس حدیث کی تاویل میں ساتھ تاویلوں بے بنیاد کے اور نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تاویل کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ تاویلوں ضعیف اور مردود کے اور جو لوگ اس حدیث کے قائل ہیں ان کو ایک صورت میں اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ جب خریدار مر جائے اور مال موجود ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ زیادہ تر حق دار ہے اس کے غیر اپنے سے اور امام مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ اور حقداروں کے برابر ہے اور ان کی دلیل مالک کی یہ حدیث مرسل ہے کہ اگر خریدار مر جائے تو بائع اور قرض خواہ کے برابر ہے اور فرق کیا انہوں نے درمیان افلاس اور موت کے اس طرح کہ مردے کا ذمہ خراب ہو گیا پس نہیں ہے واسطے قرض خواہوں کے کوئی جگہ کہ اس کی طرف رجوع کریں تو سب اس میں برابر ہوں گے بخلاف مفلس ہو جانے کے اور شافعی رحمہ اللہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو اس نے ابن خلدہ کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے اس طرح کے جو مرد مر جائے یا مفلس ہو جائے تو اسباب کا مالک زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے جب کہ اس کو ہو ہو پائے اور یہ حدیث حسن ہے ایسی حدیث کے ساتھ حجت پکڑی جاتی ہے اور احمد رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے اور بعض نے اس کے اخیر میں یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ مگر یہ کہ اس کا صاحب قرض ادا کرنے کے موافق مال چھوڑ جائے اور ترجیح دی ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے مرسل پر یعنی اس مرسل پر جس سے مالک رحمہ اللہ نے دلیل پکڑی ہے اور کہا کہ احتمال ہے کہ اس کا اخیر کا لفظ ابی بکر بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کی رائے سے ہو اس واسطے کہ جن لوگوں نے اس کو موصول کیا ہے انہوں نے موت کا قصہ ذکر نہیں کیا یعنی یہ قصہ جو اوپر گزر چکا ہے اگر خریدار مر جائے تو قرض خواہوں اور بائع کے برابر ہوتا ہے اور اسی طرح اس کے سوائے جن لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بھی اس کو ذکر نہیں کیا بلکہ تصریح کی ہے ابن خلدہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ برابری کرنے کے درمیان افلاس اور موت کے یعنی دونوں کا ایک حکم ہے پس متعین ہوگا پھرنا طرف اس کی اس واسطے کہ وہ ثقہ کی زیادتی ہے اور جزم کیا ابن عربی مالکی نے ساتھ اس کے کہ جو مالک کے مرسل میں زیادتی کرے وہ راوی کے قول سے ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ ابن خلدہ کی حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ افلاس سے مرے اور ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حالت پر محمول ہے جب کہ مال داری کی حالت میں مرے اور اللہ خوب جانتا ہے اور اس مسئلے کے فروع سے یہ بات ہے کہ اگر قرض خواہ یا

وارث بائع کو اسباب کا مول دینا چاہیں تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ لازم ہے اس کو قبول کرنا مول کا اور امام شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کو قبول کرنا لازم نہیں اس واسطے کہ اس میں منت ہے اور اس واسطے کہ اکثر اوقات اور قرض خواہ ظاہر ہوگا پس اس کا مزاحم ہوگا اس چیز میں جو اس نے لی اور عجب بات کہی ابن تین نے پس حکایت کی اس نے شافعی سے یہ کہ اس نے کہا کہ جائز نہیں یہ واسطے اس کے اور نہیں ہے واسطے اس کے مگر اسباب اور ملحق ہے ساتھ بیع کے وہ چیز جو اجارہ لی جائے پس رجوع کرے کرائے دینے والا چوپائے یا گھر کو طرف ہو بہو چوپائے اپنے اور گھر اپنے کی مانند اس کی یہی ہے صحیح نزدیک شافعیہ اور مالکیہ کے اور درج کرنا اجارے کا اس حکم میں موقوف ہے اس پر کہ منافع کو متاع یا مال کہا جاتا ہے یا کہا جائے کہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ وہ ذات کا زیادہ ترحق دار ہے اور منافع میں رجوع کرنا اس کو لازم ہے پس ثابت ہوا بطور لزوم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر موجود ہونے قرض کے جو ایک مدت کے وعدے سے لیا ہو ساتھ مفلس ہونے کے یعنی ایک شخص نے ایک مدت معین کے وعدے سے قرض لیا تھا پھر وہ وعدے کے آنے سے مفلس ہو جائے اور قرض خواہ اپنی چیز ہو بہو پائے تو جائز ہے اس کو مطالبہ کرنا قرض دار سے بالفعل اگرچہ وعدے کا وقت نہ پہنچا ہو اس اعتبار سے کہ قرض خواہ نے اپنے مال ہو بہو پایا ہے پس وہ اس کو زیادہ ترحق دار ہوگا اور اس کو یہ بات لازم ہے کہ جائز ہے اس کو مطالبہ ساتھ قرض مؤجل کے یعنی جو ایک مدت معین کے وعدے سے لیا گیا ہو اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن راجح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ مفلس ہونے سے مہلت والے قرض کا تقاضا کرنا نہیں پہنچتا اس واسطے کہ مہلت حق مقصود ہے واسطے اس کے پس نہ فوت ہوگی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مال کے مالک کو اپنے مال کا لینا جائز ہے اور یہی صحیح ہے علماء کے دونوں قولوں سے یعنی خود بخود لے لے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حاکم کے حکم پر موقوف ہے جیسا کہ افلاس کا ثبوت حاکم کے حکم پر موقوف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر فتح کرنے بیع کے جب کہ باز رہے خریدار ادا کرنے مول کے سے باوجود قادر ہونے کے ساتھ تاخیر کرنے کے یا بھاگ جانے کے واسطے قیاس کرنے کے مفلس ہونے پر ساتھ علت جامع دشوار ہونے وصول کی طرف مول کی بالفعل اور صحیح علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے بیع فسخ نہیں ہوتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ رجوع تو صرف عین مال میں واقع ہوتا ہے سوا زوائد اس کے کے جو اس سے جدا ہیں اس واسطے کہ وہ مشتری کے ملک میں پیدا ہوئی ہیں اور وہ بائع کا اسباب نہیں۔ (فتح)

باب مَنْ أَخَّرَ الْغَرِيمَ إِلَى الْغَدِ أَوْ نَحْوِهِ
وَلَمْ يَرِ ذَلِكْ مَطْلًا
جو تاخیر کرے قرض خواہ کو کل تک یا مانند اس کی یعنی کہے قرض خواہ کو کہ میں تجھ کو تیرا قرض کل تک یا دو روز یا تین روز تک ادا کروں گا اور نہیں دیکھتا اس کا مطل یعنی

باوجود قدرت کے ادا میں تاخیر کرنی نہیں۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ اگر قرض خواہ سے ایک یا دو روز کا وعدہ کرے تو یہ مطل نہیں گنا جاتا جو حدیث مطل الغنی ظلم میں منع ہے۔

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ کے قرض خواہوں نے اپنے حق کے واسطے سختی کے یعنی سخت تقاضا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا کہ میرے باغ کا میوہ قبول کریں سو انہوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اس کو ان کے واسطے توڑا یعنی ان میں تقسیم نہ کیا اور فرمایا کہ میں کل صبح کو تمہارے پاس آؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور اس کے میوے میں برکت کی دعا کی سو میں نے ان سب کو قرض ادا کر دیا۔

وَقَالَ جَابِرٌ اشْتَدَّ الْغَرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فِي ذَيْنِ أَبِي فَسَأَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ الْحَائِطُ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَقَالَ سَاعِدُوا عَلَيْكَ غَدًا فَعَدَّا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَعَدَا فِي ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَضَيْتُهُمْ.

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور استنباط کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ میں کل تمہارے پاس آؤں گا یہ کہ جائز ہے تاخیر کرنا قسمت کو واسطے انتظار اس چیز کے کہ اس میں ہے مصلحت سے واسطے قرض دار کے اور یہ مطل نہیں گنا جاتا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ أَوْ الْمُعْدِمِ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْغَرَمَاءِ أَوْ أَعْطَاهُ حَتَّى يَنْفِقَ عَلَى نَفْسِهِ.

جو بیچے مال مفلس کا یا فقیر کا پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے یا دے اس کو تا کہ خرچ کرے اس کو اپنی جان پر۔

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کہا کہ پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے تو یہ معنی حدیث کے باب سے ثابت نہیں ہوتے اس واسطے کہ جس نے غلام کو مدبر کیا تھا اس کے پاس اس کے سوا اور کچھ مال نہ تھا اور نیز حدیث میں یہ بھی نہیں کہ اس پر قرض تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اس واسطے اس کو بیچا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ آدمی اپنا سب مال خرچ کر کے فقیر نہ ہو جائے اسی واسطے فرمایا کہ بہتر وہ صدقہ ہے جو مال داری کے بعد ہو اور ابن مزیر نے جواب دیا اس طرح کہ جب کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو خود اس کے واسطے بیچا ہو جیسا کہ شارح نے ذکر کیا اور احتمال ہے کہ اس کو اس واسطے بیچا ہو کہ اس پر قرض تھا اور قرض دار کے مال کو یا تو امام خود تقسیم کرتا ہے اور یا اس کو قرض دار کے سپرد کرتا ہے تاکہ وہ اس کو تقسیم کرے تو

اسی واسطے دونوں تقدیروں پر باب باندھا اس کے باوجود کہ ایک امر دوسرے سے نکلتا ہے اس واسطے کہ جب اس کو خود اس کی جان کے واسطے بیچنا جائز ہے تو قرض خواہوں کے حق کے واسطے اس کو بیچنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور مجھ کو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ترجمہ میں لف اور نشر (یعنی جس ترتیب سے کسی چیز کو ذکر کیا ہے ان کی شرح اور وضاحت بھی اسی ترتیب کے ساتھ کی جائے) ہے اور تقدیر ترجمہ کی یہ ہے کہ جو بیچ مال مفلس کا پس تقسیم کرے اس کو درمیان قرض خواہوں کے اور جو بیچ مال فقیر کا اور دے اس کو تاکہ خرچ کرے اس کو اپنی جان پر اور حرف او کا واسطے تنويع کے ہے دونوں جگہوں میں اور ایک دوسرے سے نکلتا ہے جیسا کہ ابن منیر نے کہا اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے سچ بعض طریق حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے مدبر کے قصے میں کہ اس پر قرض تھا روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس باب میں ابوسعید کی حدیث بھی آچکی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قرض خواہوں کو فرمایا کہ لے لو جو تم نے پایا اور تم کو اس کے سوا اور کچھ نہ ملے گا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جس کا مفلس ہونا ظاہر ہو جائے تو واجب ہے حاکم پر یہ کہ رو کے اس کو تصرف کرنے سے اپنے مال میں تاکہ اس کو سچ کر اس کے قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کرے موافق قرض ان کے کے اور خلاف کیا ہے اس میں حنفیہ نے اور ان کی دلیل جابر رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ اس نے اپنے باپ کی قرض میں کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کو ان کے باغ کا میوہ نہ دیا اور نہ اس کو ان کے واسطے توڑا اور نہیں ہے حجت سچ اس کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے قسمت کو تاخیر کیا تھا تاکہ آپ ﷺ خود وہاں حاضر ہوں اور آپ ﷺ کے حضور سے میوے میں برکت حاصل ہو پس حاصل ہو بھلائی واسطے فریقین کے اور اسی طرح ہوا۔ (فتح)

۲۲۲۸۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خریدا اور اس کا مول لے کر اس کو دیا۔

۲۲۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمِ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَجَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَامًا لَهُ عَنْ ذُبُرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَأَشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَأَخَذَ قَمَنَهُ فَلَدَعَهُ إِلَيْهِ.

جب کوئی کسی کو ایک مدت معلوم کے وعدے سے قرض دے اور یا بیچ میں مشتری مول دینے میں تاخیر کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

بَابُ إِذَا أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى أَوْ أَجَلَهُ فِي الْبَيْعِ

فائدہ: لیکن قرض دینا ایک مدت معین تک پس اس میں اختلاف ہے اور سب علماء کہتے ہیں کہ جائز ہے ہر چیز میں اور منع کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ نے اور لیکن بیع کرنا ایک مدت معلوم تک پس یہ بالاتفاق جائز ہے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے اس سے کہ جب بیع ایک مدت معلوم تک جائز ہے تو قرض بھی ایک مدت معین تک جائز ہوگا باوجود اس کے کہ مدولی ہے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے (فتح) اور اگر قرض میں وعدہ نہ ہو تو یہ بالاتفاق درست ہے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مدت معین تک قرض لینے کا کچھ ڈر نہیں اگرچہ اس کو اپنے درہموں سے افضل ملیں جب تک کہ عقد میں شرط نہ کی ہو اور عطاء اور عمرو نے کہا کہ قرض دینے والا قرض میں اس کی مدت تک (یعنی جو دونوں نے آپس میں مقرر کی ہے) دیر کرے یعنی اگر وہ وعدے کے وقت سے پہلے اپنا قرض مانگے تو اس کو نہیں پہنچتا۔

فائدہ: یہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے اور باقی تینوں اماموں کا یہ مذہب ہے کہ اس کو تقاضا کرنا پہنچتا ہے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَيْبَعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسَلِّفَهُ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَلَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جس نے بعض بنی اسرائیل سے قرض مانگا تھا تو اس نے اس کو ایک مدت معین کے وعدے سے قرض دیا۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مدت معین کے وعدے سے قرض لینا درست ہے۔

قرض کے تخفیف کرنے میں سفارش کرنے کا بیان

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي وَضْعِ الدَّيْنِ

۲۲۲۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ یعنی میرا باپ شہید ہوا اور عیال اور قرض چھوڑ گیا سو میں نے قرض خواہوں

۲۲۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُبَيْرَةَ عَنْ غَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سے درخواست کی کہ کچھ قرض معاف کر دیں تو انہوں نے نہ مانا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے ان پر سفارش کروائی سو انہوں نے پھر بھی نہ مانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر عذق زید بن علی کو علیحدہ اور لین کو علیحدہ اور عجوہ کو علیحدہ (یہ سب کھجوروں کی قسمیں ہیں) پھر قرض خواہوں کو حاضر کر یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں نے ہر قسم کی کھجوروں کی جدا جدا ڈھیر لگائے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور اس پر بیٹھے اور ہر مرد کو بانٹ بانٹ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ ہر ایک کو پورا دیا یعنی سب قرض ادا ہو گیا اور باقی رہیں کھجوریں جیسا کہ تھیں یعنی وہ سب ڈھیر اسی طرح تھا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی جیسے کسی نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا اور میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ اپنے ایک اونٹ پر جنگ کیا سو اونٹ تھک گیا اور مجھ کو لوگوں سے پیچھے ڈالا سو حضرت ﷺ نے اس کے پیچھے سے لکڑی ماری اور فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے سو جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے نئی شادی کی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کس سے نکاح کیا کنواری سے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے کہ عبداللہ شہید ہوا اور چھوٹی لڑکیاں چھوڑ گیا سو میں نے بیوہ عورت سے نکاح کیا جو ان کو پڑھائے اور ادب سکھائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اہل کے پاس جا سو میں گھر میں آیا اور اپنے ماموں کو اونٹ کے بیچے کی خبر دی تو اس نے مجھ کو ملامت کی یعنی تو نے اس

قَالَ أُصِيبَ عَبْدُ اللَّهِ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا فَطَلَبْتُ إِلَى أَصْحَابِ الدِّينِ أَنْ يَضُمُوا بَعْضًا مِنْ دَيْنِهِ فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَشْفَعْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا فَقَالَ صَنِّفْ تَمْرَكَ كُلَّ شَيْءٍ مِنْهُ عَلَى حِدَّتِهِ عَذْقُ ابْنِ زَيْدٍ عَلَى حِدَّةٍ وَاللَّيْنُ عَلَى حِدَّةٍ وَالْعَجُوةُ عَلَى حِدَّةٍ ثُمَّ أَحْضَرَهُمْ حَتَّى آتَيْكَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ جَاءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ وَكَأَلَ لِكُلِّ رَجُلٍ حَتَّى اسْتَوْفَى وَبَقِيَ التَّمْرُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يَمَسَّ وَغَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاصِحٍ لَنَا فَأَزْحَفَ الْجَمَلُ فَتَخَلَّفَ عَلَيَّ فَوَكَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَلْفِهِ قَالَ بَعِينِي وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُورٍ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجْتَ بِكُرًا أَمْ لَيْسَ قُلْتُ لَيْسَ أُصِيبَ عَبْدُ اللَّهِ وَتَرَكَ جَوَارِيَ صَغَارًا فَتَزَوَّجْتُ لَيْسَ تَعْلَمُهُنَّ وَتَوَدَّيْنَهُنَّ ثُمَّ قَالَ أَنْتِ أَهْلَكَ فَقَدِمْتُ فَأَخْبَرْتُ خَالِي بِبَيْعِ الْجَمَلِ فَلَا مَنِي فَأَخْبَرْتُهُ بِأَعْيَاءِ الْجَمَلِ وَبِالَّذِي كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَكَّرَهُ إِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْجَمَلِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَ

الْجَمَلِ وَالْجَمَلِ وَسَهْمِي مَعَ الْقَوْمِ.

کو کیوں بیچا اپنا کام کیوں کر چلے گا سو خبر دی میں اس کو ساتھ
تھک جانے اونٹ کے اور لکڑی مارنے حضرت ﷺ کے اس
کو سو جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اگلے دن
میں آپ ﷺ کے پاس اونٹ لایا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو
اونٹ کا مول دیا اور اونٹ بھی پھیر دیا اور مجھ کو لوگوں کے
ساتھ غنیمت سے بھی اپنا حصہ دیا۔

فائدہ: مقصود اس سے یہ ہے کہ میں نے قرض خواہوں سے درخواست کی کہ کچھ قرض معاف کر دیں تو انہوں نے
نہ مانا پھر میں نے حضرت ﷺ سے سفارش کروائی تو بھی انہوں نے نہ مانا اس سے معلوم ہوا کہ قرض کے معاف
کرانے کے واسطے سفارش کرانی جائز ہے۔

بَابُ مَا يُنْهَى عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ
اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْقَسَادَ وَلَا
يُضِلُّ عَمَلُ الْمُفْسِدِينَ﴾ وَقَالَ
﴿أَصْلَوْتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ
آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ﴾.

مال کا ضائع کرنا منع ہے یعنی بیجا خرچ کرنا اور اللہ نے
فرمایا کہ اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کو اور اللہ نہیں سنوارتا
مفسدوں کے کام کو اور اللہ نے فرمایا کہ کیا تیری نماز تجھ کو
حکم کرتی ہے یہ کہ چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے
باپ دادا یا چھوڑ دیں کرنا اپنے مالوں میں جو چاہیں۔

فائدہ: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا فروں کو مال کے ضائع کرنے سے منع کرتے تھے تب کافروں نے
یہ بات کہی یعنی اگر ہم چاہیں تو اپنے مال کو رکھیں اور اگر چاہیں تو پھینک دیں تم کو اس سے کیا مطلب ہے۔ (فتح)
وَقَالَ ﴿وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ﴾ اور اللہ نے فرمایا کہ مت پکڑو اباے عقلوں کو ان کے مال
فائدہ: کہا طبری نے بعد اس کے کہ مفسرین کا احوال ذکر کیا ہے کہ سفہاء سے کیا مراد ہے کہ ٹھیک بات ہمارے
نزدیک یہ ہے کہ آیت عام ہے بیچ حق ہر بے عقل کے یعنی ہر بے عقل کو شامل ہے بڑا ہو یا چھوٹا مرد ہو یا عورت
اور سفیہ اس کو کہتے ہیں کہ جو مال کو ضائع کرے اور اس کو اپنی بد تدبیر سے فاسد کرے۔ (فتح)

وَالْحَجَرِ فِي ذَلِكَ

فائدہ: یعنی بے عقلی میں اور حجر کے معنی لغت میں منع کرنے کے ہیں اور شرع میں منع کرنا ہے تصرف کرنے سے
مال میں سو کبھی تو روکنا محجور علیہ کی بھلائی کے واسطے ہوتا ہے اور کبھی محجور علیہ کے غیر کے حق کے واسطے ہوتا ہے اور
جمہور کہتے ہیں کہ بڑے آدمی کو بھی اپنے مال کے تصرف سے روکنا درست ہے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور بعض اہل ظاہر یہ
نے خلاف کیا ہے یعنی بڑے کو تصرف کرنے سے منع کرنا درست نہیں اور ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

موافقت کی ہے اور طحاوی نے کہا کہ نہیں دیکھتا میں کسی سے اصحاب میں سے منع کرنا بڑے کا تصرف سے اور نہ تابعین سے مگر ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے اور جہور کے دلائل سے ایک دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اس نے نجدہ کی طرف لکھا اور نجدہ نے میری طرف لکھا اس حال میں کہ مجھ سے پوچھتے تھے کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے پس البتہ قسم ہے مجھ کو اپنی عمر کی کہ البتہ مرد کو داڑھی اگتی ہے اور حالانکہ وہ لین دین میں کمزور ہوتا ہے سو جب لوگوں کی طرح صلاحیت کے طور اپنے واسطے لے تو اس سے یتیمی دور ہوئی اور خود مختار ہوا اور یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن تحقیق وارد ہوئی ہے وہ چیز جو اس کی تائید کرتی ہے جیسا کہ دو بابوں کے بعد آئے گا۔ (فتح)

وَمَا يَنْهَى عَنِ الْخِدَاعِ
یعنی اور منع ہے دھوکا دینا

فائدہ: یعنی اس شخص کو جو اپنے مال میں برے طور سے تصرف کرے اگرچہ اس کو تصرف سے روکا نہ گیا ہو۔ (فتح)

۲۲۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَخَذْتُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ.

۲۲۳۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مجھ کو خرید و فروخت میں دھوکا ہوتا ہے یعنی میں بھولا آدمی ہوں بیع میں اکثر دھوکا کھاتا ہوں نقصان ہوتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو کچھ مول لیا کرے تو کہہ دیا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا اور دغا بازی نہ کرنا یعنی اگر دھوکا دے گا تو چیز پھر جائے گی گویا مول لینا بشرط پسند ہوا سودہ مرد اس کو کہہ لیا کرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرع کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے واسطے روکنے کے بڑے آدمی کو اور اس میں رد ہے اس پر جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر منع حجر کے۔ (فتح)

۲۲۲۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأَمْهَاتِ وَوَأْدَ الثَّنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتٍ وَكَرِهَ لَكُمْ قَيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

۲۲۳۱۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور زندہ بیٹیوں کا قبر میں گاڑنا اور حق واجب کا منع کرنا یعنی زکوٰۃ وغیرہ کا نہ دینا اور حرام مال کا لینا اور مکروہ رکھا ہے واسطے تمہارے قیل قال کو یعنی بے فائدہ باتیں کرنا اور بے حاجت بہت سوال کرنا اور بے موقع مال کا ضائع کرنا جیسے ناچ رنگ آکھبازی میں مال کا برباد کرنا۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے یہاں یہ قول ہے کہ مال کا ضائع کرنا اور جہور کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے

زیادہ خرچ کرنا ہے یعنی اگرچہ مباح کام میں ہو اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ وہ مال کا حرام میں خرچ کرنا ہے اور باقی شرح اس کی کتاب الادب میں آئے گی اور ماں کو اس واسطے خاص کیا کہ اس کو باپ سے بہت جلدی رنج ہوتا ہے اور تاکہ تنبیہ ہو اس پر کہ ماں کے ساتھ بھلائی کرنی مقدم ہے باب مہربانی اور شفقت میں۔ (فتح)

بَابُ الْعَبْدِ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَلَا يَعْمَلُ إِلَّا بِإِذْنِهِ

غلام اپنے مالک کے مال میں حاکم ہے اور نہ کام کرے مگر مالک کی اجازت سے

۲۲۳۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو بادشاہ سب پر حاکم ہے اور وہ اپنی رعیت کے حال سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے جو رولڑکوں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے نیک کام سکھایا یا برے کام سے روکایا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی کہ اس کی اس نے خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں اور غلام اور نوکر اپنے مالک کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے میاں کی خیر خواہی کی یا نہیں اور حکم کے موافق خرچ کیا یا زیادہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان سب احکام کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا سو تم میں سے ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

۲۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَإِلَامَامٌ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْعَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ فَسَمِعْتُ هَؤُلَاءِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

فائدہ: اور ترجمہ کا لفظ نکاح میں آئے گا اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے استنباط کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے (کہ غلام اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا) یہ کہ نہ کام کرے مگر اس کی اجازت سے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس نے حکم کے موافق خرچ کیا یا اس سے زیادہ خرچ کیا۔ (فتح)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الخصومات

کتاب ہے جھگڑوں کے بیان میں

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے بچ
حاضر کرنے قرض دار کے ایک جگہ سے دوسری جگہ میں
اور بیان جھگڑے کا درمیان مسلمان اور یہودی کے۔

بَابُ مَا يُذَكَّرُ فِي الْأَشْخَاصِ وَالْخُصُومَةِ
بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُودِ

فائدہ: مراد یہودی سے کافر ہے اور ایک روایت میں اس باب کے یہ لفظ زیادہ ہے والزامتہ اور یہ مشتق ہے
لرؤم سے اور مراد یہ ہے کہ منع کرے قرض خواہ قرض دار کو تصرف سے اپنے مال میں یہاں تک کہ اس کا حق اس
کو دے۔ (فتح)

۲۲۳۳۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
ایک مرد سے ایک آیت سنی کہ وہ آیت میں نے
حضرت ﷺ سے اور طرح پر سنی تھی سو میں نے اس کا ہاتھ
پکڑا اور میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا اور
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو اور فرمایا
کہ اختلاف نہ کیا کرو اس واسطے کہ جو لوگ تم سے آگے تھے
انہوں نے اختلاف کیا تو برباد اور ہلاک ہو گئے یعنی قرآن کی
قراءت جس طرح ثابت ہے اس کا انکار نہ کیا کرو۔

۲۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ أَخْبَرَنِي قَالَ
سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ
اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً سَمِعْتُ
مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا
فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَاتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ قَالَ
شُعْبَةُ أَظُنُّهُ قَالَ لَا تَخْتَلِفُوا فَإِنَّ مَنْ كَانَ
قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح فضائل قرآن میں آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ یہ قول عبد اللہ کا ہے کہ میں
اس کو پکڑ کر حضرت ﷺ کے پاس لایا اس واسطے کہ مناسب باب کے یہی قول ہے۔ (فتح)

۲۲۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ قَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ لَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمَرَ الْمُسْلِمَ فَذَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْغِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاصْغِقْ مَعَهُمْ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ فَلَا أُدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَغِقَ فَأَلْفَاقِ قَلْبِي أَوْ كَانَ مِمَّنْ اسْتَشَى اللَّهُ.

۲۲۳۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَبٌ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَاءَ يَهُودِيٌّ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِكَ فَقَالَ مَنْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ ادْعُوهُ

۲۲۳۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی آپس میں جھگڑے ایک مسلمان اور ایک یہودی مسلمان نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے محمد ﷺ کو تمام جہان سے برگزیدہ کیا اور یہودی نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے برگزیدہ کیا یعنی مسلمان محمد ﷺ کو سب پیغمبروں سے افضل کہتا تھا اور یہودی موسیٰ علیہ السلام کو سب افضل کہتا تھا تو مسلمان نے اس کے اس قول کے وقت اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا سو یہودی حضرت ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو اس حال سے خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو اس واسطے کہ البتہ قیامت کے دن سب لوگ صور کی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بیہوش ہو جاؤں گا تو میں اول ہوش میں آؤں گا تو ناگہاں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی سب لوگوں کے ساتھ بیہوش ہو گئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں تھے جن کو اللہ نے مستثنیٰ کیا یعنی اس آیت میں ففَصَّحِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ.

۲۲۳۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ بیٹھے تھے ایک یہودی آیا تو اس نے کہا کہاے ابو القاسم (یہ حضرت ﷺ کی کنیت ہے) تمہارے یاروں سے ایک مرد نے مجھ کو طمانچہ مارا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس نے اس نے کہا کہ ایک انصاری مرد نے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بلاؤ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کو مارا ہے اس نے کہا کہ میں نے اس سے

سنا کہ بازار میں اس طرح قسم کھاتا تھا کہ قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ کو سب آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں نے کہا کہ اے حبیب محمد ﷺ سے بھی افضل کیا ہے سو مجھ کو غصہ آیا سو میں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے ایک دوسرے کو بہتر نہ کہو اس واسطے کہ قیامت میں لوگ بیہوش ہو جائیں گے سو میری قبر سب سے پہلے پھٹے گی تو ناگہاں میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایا پڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ اور لوگوں کے ساتھ وہ بھی بیہوش ہو گئے تھے یا کوہ طور کی بیہوشی ان کی محسوب اور مجرا ہوگی۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی اور مطابقت ان کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

۲۲۳۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سردو پتھروں کے درمیان کچلا یعنی ایک پتھر سر کے نیچے رکھا اور ایک اوپر سو اس کو کہا گیا کہ تیرا سر کس نے کچلا فلاں نے یا فلاں نے یعنی جس جس پر گمان تھا اس کا نام لیا یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا سو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا ہاں اسی نے کچلا ہے سو یہودی پکڑا گیا اور اس نے اقرار کیا کہ میں نے کچلا ہے سو حضرت ﷺ نے اس کا سر کچلنے کا حکم دیا سو اس کا سردو پتھروں کے درمیان کچلا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدیات میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو بے وقوف اور ست عقل کے کام کو پھیرتا ہے اور منظور نہیں رکھتا اگرچہ امام نے اس کو تصرف سے نہ روکا ہو۔

بَابُ مَنْ رَدَّ أَمْرَ السَّفِيهِ وَالضَّعِيفِ
الْعَقْلِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَجَرَ عَلَيْهِ الْإِمَامُ

فائدہ: یعنی واسطے موافقت ابن قاسم کے اور بند کیا ہے اس کو رضيع نے اس شخص پر جس کی بے عقلی ظاہر ہو اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ اس کا کام مطلق نہ پھیرا جائے مگر وہ چیز جس میں حجر کے بعد تصرف کرے اور یہی ہے قول

فَقَالَ أَضْرَبْتَهُ قَالَ سَمِعْتُهُ بِالسُّوقِ يَخْلِفُ
وَالَّذِي اضْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ قُلْتُ
أَيَّ حَبِيبٍ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخَذْتُ بِيْ غَضَبَةٍ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَضَعِفُونَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ
الْأَرْضُ لِذَا أَنَا بِمُوسَى أَخَذَ بِقَائِمَةٍ مِنْ
قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ
أَمْ حُوسِبَ بِضَعْفَةِ الْأُولَى.

۲۲۳۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ
قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا
رَضَ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ قِيلَ مَنْ
فَعَلَ هَذَا بِكَ أَفَلَانَ أَفَلَانَ حَتَّى سَمِعَى
الْيَهُودِيَّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَأَخَذَ الْيَهُودِيُّ
فَاغْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَرَضَ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

شافعیہ وغیرہ کا اور ابن قاسم کی دلیل مدبر کا قصہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حجر سے پہلے اس کی بیع کو رد کیا اور اس کے غیر نے اس شخص کے قصے سے دلیل پکڑی ہے جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو تصرف کرنے سے نہ روکا اور نہ اس کی پہلی بیعوں کو فسخ کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کی حدیثوں کے ساتھ اشارہ کیا ہے طرف تفصیل کی کہ جس سے مال کا ضائع کرنا ظاہر ہو اس کا تصرف رد کیا جائے جب کہ ہو بہت چیز میں یا مستغرق میں یعنی سب مال کو برباد کر دے اور اس پر محمول ہے قصہ مدبر کا یعنی اس نے بہت چیز کو ضائع کیا تھا اس واسطے کہ اس کے تصرف کو پھیر دیا اور جو تصرف اس کا تھوڑی چیز میں ہو یا اس کے واسطے شرط کی جائے کہ مال کے برباد کرنے سے امن ہو تو اس کا تصرف نہ پھیرا جائے اور اسی پر محمول ہے قصہ اس شخص کا جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا یعنی وہ تھوڑی چیز کو برباد کرتا تھا اس واسطے اس کو رد کیا گیا۔ (فتح)

وَيَذْكُرُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَلَى
الْمُصَدِّقِ قَبْلَ النَّهْيِ ثُمَّ نَهَاةً.
یعنی اور جابر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے
روکنے سے پہلے صدقہ کرنے والے پر صدقہ کو پھیر دیا
پھر اس کو تصرف سے روکا۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ کے قصہ مدبر کا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے ساتھ یقین نہیں کیا اس واسطے کہ جس قدر حدیث کے ترجمہ میں حاجت تھی وہ اس کی شرط پر نہیں اور وہ حدیث اس طور سے ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا سو یہ بات حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس اس کے سوا کچھ اور مال بھی ہے اس نے کہا کہ نہیں آخر حدیث تک اور اس میں یہ بھی ہے کہ پہلے اپنی جان پر خرچ کر پھر اگر کچھ باقی رہے تو اپنے گھر والوں پر خرچ کر۔ (فتح)

وَقَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ لِوَجُلٍ عَلَى رَجُلٍ
مَالٌ وَلَهُ عَبْدٌ لَا شَيْءَ لَهُ غَيْرُهُ فَأَعْتَقَهُ
لَمْ يَجْزِ عَقُّهُ.
امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ جب کسی مرد کا کسی پر مال ہو
یعنی دین اور اس کے پاس غلام ہو کہ اس کے سوا اس
کے پاس کچھ نہ ہو پھر وہ اس کو آزاد کر دے تو اس کو آزاد
کرنا درست نہیں ہوتا۔

فائدہ: یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ان کے موطن میں ہے اور ان کی دلیل مدبر کا قصہ ہے۔

وَمَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيفِ وَنَحْوِهِ فَدَفَعَ
ثَمَنَهُ إِلَيْهِ وَأَمَرَهُ بِالْإِصْلَاحِ وَالْقِيَامِ
بِشَأْنِهِ فَإِنْ أَفْسَدَ بَعْدَ مَنَعَةٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ إِضَاعَةِ
اور بیان ہے اس کا جو ضعیف عقل وغیرہ پر مال کو بیچے
یعنی اس کے واسطے اور اس کی قیمت اس کو دے اور اس
کی اصلاح اور خبر گیری کا اس کو حکم کرے پھر اس کے
بعد اگر مال کو برباد کرے تو اس کو منع کرے اس واسطے

کہ حضرت ﷺ نے مال کو ضائع کرنے سے منع کیا ہے اور جس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا اس کو فرمایا کہ جب تو کچھ خریدا کرے تو کہا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا اور حضرت ﷺ نے اس کے مال کو نہ لیا۔

فائدہ: اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ اس کو تصرف سے منع نہ کیا جائے مگر بعد ظاہر ہونے فساد کے اور مدبر کی حدیث کتاب الحث میں آئے گی۔ (فتح)

۲۲۳۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد بھولا تھا اس کو بیع میں دھوکا ہوتا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جب تو کچھ مول لیا کرے تو کہہ دیا کر کہ مجھ کو دھوکا نہ دینا سو وہ مرد اس کو کہہ دیا کرتا تھا۔

۲۲۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُخَدِّعُ فِي الْبَيْعِ لَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ لَكَ أَنْ يَقُولَهُ.

۲۲۳۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا غلام آزاد کیا کہ اس کے سوا اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا اور نعیم نے وہ غلام آپ ﷺ سے خریدا۔

۲۲۳۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَرَدَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتْبَاعَهُ مِنْهُ نَعِيمُ بْنُ النَّحَّاسِ.

کلام کرنا بعض جھگڑنے والوں کا بعض کے حق میں

فائدہ: یعنی وہ کلام جو نہ واجب کرے حد کو اور نہ تعزیر کو پس یہ فیبت حرام سے نہ ہوگی۔ (فتح)

۲۲۳۹۔ شقیق بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھائے اور وہ اس میں جھوٹا ہو تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مرد مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا عبد اللہ کہتا ہے کہ اشعث نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ حدیث میرے حق میں صادر ہوئی کہ میرے اور ایک یہودی مرد کے

۲۲۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَيَقْتَطَعَ بِهَا مَالٌ أَمْوٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ قَالَ

درمیان ایک زمین مشترک تھی سو اس نے مجھ سے انکار کیا تو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے کہا کہ نہیں تو حضرت ﷺ نے یہودی سے کہا کہ قسم کھا میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ اس وقت قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مال دنیا کا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں آخر تک۔

لَقَالَ الْأَشْعَثُ فِي وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَعَلَنِي فَقَدَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكْ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ اخْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا تَخْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسم کھا کر میرا مال لے جائے گا اس واسطے کہ اس نے اس کو جھوٹی قسم کی طرف منسوب کیا اور اس کا اس پر مواخذہ نہ ہوا اس واسطے کہ اس نے خبر دی ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس کو اس سے جانتا تھا بیچ ظلم کرنے کے اس سے (خ) اس سے معلوم ہوا کہ مدنی اور مدعا علیہ کو ایک دوسرے کے حق میں کلام کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں۔

۲۲۴۰۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن ابی حردہ رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا کہ اس پر تھا تقاضا کیا مسجد میں سو ان کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ان کو حضرت ﷺ نے سنا اور حضرت ﷺ نے اپنے گھر میں تھے سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ اپنے حجرے کا پردہ کھولا تو پکارا کہ اے کعب رضی اللہ عنہ تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں حاضر ہوں فرمایا کہ اپنے قرض سے یہ چھوڑ دے اور اس کی طرف اشارہ کیا یعنی آدھا اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے چھوڑ دیا حضرت ﷺ نے ابن ابی حردہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور باقی اس کو ادا کر دے۔

۲۲۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ عَمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنُ أَبِي حَزْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هَذَا فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيْ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُمْ فَأَقِضْهُ.

فائدہ: اس حدیث کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ وہ دونوں آپس میں جھگڑے اور پہلے گزر چکا ہے کہ یہی سبب

تھا واسطے اٹھ جانے معرفت شب قدر کے پس معلوم ہوا کہ ان کے درمیان جھگڑا ہوا تھا جو اس کو چاہتا ہے اور اسی کے ساتھ ترجمہ ثابت ہوتا ہے۔ (فتح)

۲۲۳۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سنا کہ سورہ فرقان کو پڑھتے تھے غیر اس وجہ پر کہ میں اس کو پڑھتا تھا یعنی وہ اس کو اور طرح سے پڑھتے تھے اور مجھ کو اور طرح سے معلوم تھی اور وہ سورت مجھ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی اور میں قریب تھا کہ اس پر جلدی کروں ساتھ جھڑک کے پھر میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ پھر پھر میں اس کے گلے میں چادر ڈال کر اس کو کھینچا سو میں اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ میں نے اس کو سنا ہے کہ قرآن پڑھتا تھا مخالف اس قراءت کے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو پڑھائی سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے پھر اس کو فرمایا کہ قرآن پڑھ سو اس نے پڑھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری ہے پھر مجھ کو فرمایا کہ تو پڑھ تو میں نے پڑھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری ہے اس واسطے کہ قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے یعنی عرب کی سات بولیوں میں یا سات قرأتوں میں سو پڑھو جو آسان ہو اس سے۔

۲۲۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ بْنِ جَزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا اقْرَأُوهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْنِيهَا وَكَذْتُ أَنْ أُعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّيْتُهُ بِرِدَاءٍ هِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ عَلَى غَيْرِ مَا اقْرَأْتَنِيهَا فَقَالَ لِي أُرْسِلُهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ قَالَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ إِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَأْ وَأَمِنْهُ مَا تَيْسَّرُ.

فائدہ: یعنی قرآن کو سات قرأتوں سے پڑھنا درست ہے اور اس میں انکار اس کا ہے اوپر اس کے ساتھ فعل کے باوجود انکار کرنے اس کے کے اوپر اس کے ساتھ قول کے اور یہ بطور اجتہاد کے ہے اس سے اسی واسطے اس پر اس کا مواخذہ نہ ہوا۔ (فتح)

نکالنا گناہگاروں اور جھگڑنے والوں کا گھروں سے بعد پہچاننے کے یعنی بعد معلوم کرنے کے اور ہو گا یہ بطور ادب دینے کے واسطے ان کے اور تحقیق نکالا عمر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہن کو جب کہ اس نے نوحہ کیا۔

بَابُ إِخْرَاجِ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَالْخُصُومِ مِنَ الْبُيُوتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتُ أَبِي بَكْرٍ حِينَ نَاحَتْ.

فائدہ: روایت ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو کھڑا کیا اور

یہ خبر عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا انہوں نے نہ مانا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ہشام رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ام فروہ کو درے مار سو اس نے اس کو درے مارے سو جب نوحہ کرنے والیوں نے یہ بات سنی تو سب بھاگ گئیں۔ (فتح)

۲۲۴۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں ساتھ قائم کرنے نماز کے سو قائم کی جائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے سو میں ان کے گھروں کو جلا دوں۔

۲۲۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ أَتُخَالَفَ إِلَى مَنَازِلِ قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحْرَقَ عَلَيْهِمْ.

فائدہ: یہ حدیث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ جب ان کے گھر جلائے جائیں تو وہ گھروں سے جلدی سے نکل جائیں گے تو معلوم ہوا کہ گنہگاروں کا نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہے اور محل نکالنے جھگڑنے والوں کا یہ ہے کہ جب کہ ان سے ایسا جھگڑا واقع ہو جو اس کو چاہے۔ (فتح)

بَابُ دَعْوَى الْوَصِيِّ لِلْمَيِّتِ دَعْوَى وَصِي كَامِيَّتِ كِي طَرْفِ سِ

فائدہ: یعنی بیچ لائق کرنے وغیرہ حقوق کے یعنی اگر مردہ کسی کو استحقاق وغیرہ حقوق کے وصیت کر جائے تو وصی کو اس کے بعد اس کی طرف سے اس کا دعویٰ کرنا جائز ہے ابن منیر نے کہا کہ دعویٰ وصی کا موصی علیہ سے بالاجماع جائز ہے اس میں کسی کو نزاع نہیں اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد بیان کرنا سند اجماع کا ہے یعنی اس اجماع کی سند یہ حدیث ہے جو اس باب میں مذکور ہے۔ (فتح)

۲۲۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت ﷺ کے پاس آئے زمعہ کی لوٹری کے بیٹے میں سو سعد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے بھائی نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ جب تو کئے میں جائے تو زمعہ کی لوٹری کے بیٹے کو دیکھ اور اس کو لے لے کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لوٹری کا بیٹا ہے میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا سو دیکھی حضرت ﷺ نے مشابہت ظاہر

۲۲۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي ابْنِ أُمِّةٍ زَمْعَةُ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصَانِي أَخِي إِذَا قَدِمْتُ أَنْ أَنْظُرَ ابْنَ أُمِّةٍ زَمْعَةَ فَأَقْبِضَهُ فَإِنَّهُ ابْنِي وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ أُمِّةٍ

ساتھ عتبہ کے یعنی دیکھا کہ اس کی مشابہت عتبہ سے ملتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لڑکا تیرے واسطے ہے اے عبد زمعہ کہ لڑکا واسطے صاحب بچھونا کے ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ!

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع کے شروع میں گزر چکی ہے۔

باندھنا اس کا جس کے فساد کا خوف ہو اور قید کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمرہ رضی اللہ عنہ کو اوپر تعلیم قرآن کے اور سنن اور فرائض کے یعنی تاکہ اس کو سیکھے۔

أَبِي وَلَدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَّاهَا بَيْنًا بَعْتَهُ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بَنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجَّجِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ.

بَابُ التَّوَقُّعِ مِمَّنْ تَخْشَى مَعْرَتَهُ وَقَيْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِكْرَمَةَ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرَائِضِ.

۲۲۴۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قَبْلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثَمَامَةُ بْنُ أَثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثَمَامَةُ قَالَ عِنْدِي يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ لَدَكَ الْحَدِيثُ قَالَ أَطْلِقُوا ثَمَامَةَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور موافق ترجمہ کے یہ قول ہے کہ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

حرم مکہ میں کسی کو باندھنا اور قید کرنا جائز ہے

بَابُ الرِّبْطِ وَالْحَبْسِ فِي الْحَرَمِ

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس چیز کے کہ طاؤس سے مذکور ہے کہ وہ مکے میں قید خانے کو برا جانتا تھا اور کہتا تھا کہ رحمت کے گھر میں عذاب کا گھر ہونا لائق نہیں پس ارادہ کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے معارضہ قول طاؤس کا ساتھ اثر عمر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور صفوان رضی اللہ عنہ اور نافع رضی اللہ عنہ کے اور یہ لوگ اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور قوت دی اس کو ساتھ قصے ثمامہ کے اور وہ مدینے کی مسجد میں باندھا گیا تھا اور وہ بھی حرم ہے تو اس کے حرم ہونے

نے اس میں باندھنے کو منع نہ کیا پس اسی طرح کے میں بھی باندھنا درست ہے۔ (فتح)

وَاشْتَرَى نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْحَارِثِ دَارًا
لِلسَّجْنِ بِمَكَّةَ مِنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ عَلَى
أَنَّ عُمَرَ إِنْ رَضِيَ فَالْبَيْعُ بَيْنَهُ وَإِنْ لَمْ
يَرْضَ عُمَرَ فَلِصَفْوَانَ أَرْبَعُ مِائَةِ دِينَارٍ.

اور نافع رضی اللہ عنہ نے صفوان سے ایک گھر قید خانے کے
واسطے کے میں خریدا اس شرط پر کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ اس کی
بیع کے ساتھ راضی ہو تو یہ بیع جائز ہے اور اگر عمر رضی اللہ
راضی نہ ہوئے تو صفوان کے واسطے چار سو دینار ہیں۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی ہوں تو بیع درست ہوگی نہیں تو صفوان کے واسطے چار سو دینار ہیں تو اس
تردید پر شبہ کیا گیا ہے کہ یہ بیع درست نہیں اور ابن منیر نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ بیع کے مول میں ذمہ خریدار کا
ہوتا ہے اگرچہ وہ کہے کہ میں کسی غیر کے واسطے خریدتا ہوں یعنی مول وہی ادا کرے گا اس واسطے کہ عقد کا مباشر خود
وہی ہے۔ اتنی اور گویا کہ ابن منیر کھڑا ہوا ہے ساتھ ظاہر لفظ معلق کے اور ساری حدیث نہیں دیکھی پس گمان کیا اس
نے کہ چار سو دینار یہی کل مول تھا جس کے بدلے میں نافع رضی اللہ عنہ نے گھر خریدا تھا اور حالانکہ یہ بات نہیں بلکہ اس کا
مول تو چار ہزار دینار تھا اور نافع رضی اللہ عنہ مکہ پر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے یعنی نائب اسی واسطے اس نے عمر رضی اللہ
کے واسطے خیار کی شرط کی بعد اس کے کہ واقع کیا عقد کو واسطے اس کے جیسا کہ موصول روایت میں اس کی تصریح
آچکی ہے اور یہ جو نافع رضی اللہ عنہ نے شرط کی کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کو چار سو دینار دوں گا تو احتمال ہے کہ
ہو یہ مقابلہ نفع اٹھانے کے ساتھ اس گھر کے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے جواب پھر آئے۔ (فتح)

وَسَجَنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ
اور ابن زبیر نے گنہگاروں کو مکہ میں قید کیا

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مکہ میں قید کرنا جائز ہے۔

۲۲۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ سَمِعَ
أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِيْلًا قَبْلَ نَجْدٍ فَجَاءَهُ
نَتَ بَرَجْلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يَقَالُ لَهُ ثَمَامَةُ بْنُ
أَثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ.

۲۲۴۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
کچھ سوار ایک بار ملک نجد کی طرف بھیجے سو وہ بنی حنیفہ کے
ایک مرد کو پکڑ لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا تو انہوں نے
اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

بَابُ فِي الْمَلَاظِمَةِ

باب ہے بیچ بیان چمنے دو جھگڑنے والوں کے آپس میں

۲۲۴۶- کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن

ابی حدرد رضی اللہ عنہ پر اس کا قرض تھا سو وہ اس کو ملا اور اس کو لپٹ

۲۲۴۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي

گیا سو دونوں بولنے لگے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو حضرت ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ اے کعب بن اللہ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا کہ آدھا قرض چھوڑ دے سو اس نے آدھا قرض لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

الَّتِي قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَذَرْدٍ الْأَسْلَمِيِّ دَيْنٌ فَلَقِيَهُ فَلَرِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ فَاتَّخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ لپٹنا درست ہے۔

بَابُ التَّقَاضِي

باب ہے تقاضا کرنے کے بیان میں یعنی اپنے حق کا مطالبہ کرنا

۲۲۴۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ بْنُ حَارِمٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصَّلْحِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خُبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَرَاهِمُ فَأَتَيْتُهُ أَنْتَقِصَاهُ فَقَالَ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهِ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يَمِيتَكَ قَالَ لَدَغْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أَهَيْتُ فَأَوْتَيْتُ مَالًا وَوَلَدًا ثُمَّ أَقْضَيْكَ فَتَزَلَّتْ (الْقُرْبَتِ الَّذِي كَفَرُ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَا وَتَيْنَ مَالًا وَوَلَدًا) الْآيَةُ.

۲۲۴۷۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت کے زمانے میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرے کچھ درہم قرض تھے سو میں اس کے پاس تقاضا کرتا آیا تو اس نے کہا کہ میں تیرا قرض ادا نہ کروں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ کافر نہ ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر تجھ کو اٹھائے تو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ یہاں تک کہ میں مردوں پھر اٹھایا جاؤں اور دیا جاؤں مال اور اولاد پھر میں تیرا قرض تجھ کو ادا کروں گا پس یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قرض کا مطالبہ کرنا درست ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب ہے گری پڑی چیز کے اٹھانے کے
بیان میں

جب گری ہوئی چیز کا مالک اس کو نشانی بتلا دے
تو اس کو دے دے

۲۲۴۸۔ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک ہبیانی (پیشہ رکھنے کی تھیلی) لی جس میں سو اشرفیاں تھیں سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس شہرت دے سو میں نے اس کو ایک برس مشہور کیا سو میں نے اس کا پہچاننے والا کوئی نہ پایا پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور مشہور کر سو میں نے پھر بھی اس کا مالک نہ پایا پھر میں تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تھیلی اور گنتی اور دھاگے کو یاد رکھ اور اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے نہیں تو اس سے فائدہ اٹھا یعنی اور اس کو اپنے خرچ میں لا سو میں نے اس کو اپنے خرچ میں لایا شعبہ کہتا ہے کہ میں سلمہ سے اس حدیث کے بعد مکے میں ملا تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین

کِتَابُ اللَّقْطَةِ

فائدہ: لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ اٹھائی جائے۔
بَابُ إِذَا أَخْبَرَهُ رَبُّ اللَّقْطَةِ بِالْعَلَامَةِ
دَفَعَ إِلَيْهِ

۲۲۴۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ
حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفْلَةَ قَالَ
لَقِيتُ أَبِي بِنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ
أَخَذْتُ صُرَّةَ مِائَةِ دِينَارٍ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرَفَهَا حَوْلًا فَعَرَفْتُهَا
حَوْلًا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ
عَرَفَهَا حَوْلًا فَعَرَفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ
ثَلَاثًا فَقَالَ احْفَظْ وَعَانَهَا وَعَدَّ دَهَا وَوَكَائَهَا
فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا
فَاسْتَمْتَعْتُ فَلَقِيتُهُ بَعْدَ بَمَكَّةَ فَقَالَ لَا أُدْرِئُ
ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا.

سال فرمائے یا ایک سال فرمایا۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آچکا ہے کما سیاتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی تجھ کو اس کی گنتی اور تھیلی اور دھاگے کی خبر دے تو اس کو یہ چیز دے دے روایت کی یہ زیادتی مسلم نے اور یہ زیادتی صحیح ہے اور جو اس کو ضعیف کہتا ہے اس کا قول ٹھیک نہیں اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا کہ اگر کوئی یہ سب نشانیاں ٹھیک ٹھیک بتلا دے تو اس کو وہ چیز دے دے یعنی اس کو وہ چیز دینا واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر اس کے دل میں یہ بات واقع ہو کہ یہ سچ کہتا ہے تو جائز ہے کہ اس کو دے دے اور نہ جبر کیا جائے اس پر مگر ساتھ گواہ کے اس واسطے کہ تحقیق وہ صفت ٹھیک بیان کرتا ہے اور خطابی نے کہا کہ اگر یہ لفظ صحیح ہو تو اس کی مخالفت جائز نہیں اور یہی ہے فائدہ حضرت عائشہؓ کے اس قول کا کہ مشہور کر اس تھیلی کو آخر تک نہیں تو احتیاط ساتھ اس شخص کے ہے جو نہیں دیکھتا پھر دینے کو مگر ساتھ گواہ کے اور آپ ﷺ کے قول اعراف عفا صہا کی تاویل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو اس واسطے حکم کیا تاکہ اس میں دعویٰ معلوم ہو اور نیز اس کا یہ فائدہ ہے کہ تاکہ معلوم ہو کہ مدعی سچا ہے یا جھوٹا اور یہ کہ اس میں تنبیہ ہے اس کی تھیلی وغیرہ کی نگاہ رکھنے پر اور اس واسطے کہ عادت جاری ہے کہ جب لوگ تھیلی میں سے چیز لے لیتے ہیں تو تھیلی کو پھینک دیتے ہیں اور جب تھیلی کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ ہوئی تو مال کے نگاہ رکھنے پر تنبیہ بطریق اولیٰ ہوگی میں کہتا ہوں کہ یہ زیادتی صحیح ہو چکی ہے پس متعین ہے پھرنا طرف اس کی اور بعض نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ جب کوئی اس کی صفت ٹھیک بیان کرے اور اٹھانے والا اس کو وہ چیز دے دے پھر دوسرا شخص آئے اور اس کی صفت ٹھیک بیان کرے تو یہ اس زیادتی میں طعن کو نہیں چاہتا اس واسطے کہ ہوگا حکم اس وقت جیسا کہ وہ چیز اس کو گواہ کے ساتھ دے پھر دوسرا شخص آئے اور گواہ قائم کرے کہ وہ چیز میری ہے اور اس میں تفصیل ہے واسطے مالکیہ وغیرہ کے اور بعض متاخرین شافعیہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ کہ حمل کیا جائے وجوب دفع کو واسطے اس شخص کے کہ ٹھیک صفت بیان کرے اس پر جب کہ ہو یہ پہلے مالک ہونے کے اس واسطے کہ وہ اس وقت مال ضائع ہے دوسرا حق اس کے ساتھ متعلق نہیں ہوا بخلاف بعد مالک ہونے کے اس واسطے کہ اس وقت مدعی گواہ کا محتاج ہوگا واسطے عام ہونے اس حدیث کے کہ گواہ مدعی پر ہے پھر کہا کہ اگر یہ زیادتی صحیح ہو تو پڑی چیز اٹھانے والے کی صورت خاص ہوگی عموم اس حدیث سے کہ گواہ مدعی پر ہے اور اس حدیث میں تشہیر کے برسوں میں اختلاف ہے اور آئندہ حدیث میں صرف ایک ہی برس کا ذکر ہے اس میں کچھ اختلاف نہیں تو بعض کہتے ہیں کہ ابی کی حدیث محمول ہے اوپر زیادتی ورع کے تصرف کرنے سے لفظ میں اور حدیث زید کی محمول ہے ضرورت پر یا اس واسطے کہ ابی کو اس کی حاجت نہ تھی اور اعرابی کو اس کی حاجت تھی اور منذری نے کہا کہ فتویٰ کے اماموں سے کسی

نے یہ بات نہیں کہی کہ لقطہ کو تین برس تک مشہور کیا جائے مگر ایک چیز کہ عمر رضی اللہ عنہ سے آئی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ایک سال کی روایت ٹھیک ہے اس واسطے کہ اس میں شک نہیں اور صاحب ہدایہ نے حنفیہ سے ایک روایت حکایت کی ہے کہ مشہور کرنے کا امر چیز اٹھانے والے کے اختیار میں ہے پس واجب ہے اس پر یہ کہ شہرت دے اس کو یہاں تک کہ اس کو گمان غالب ہو کہ اس کا مالک اس کے بعد نہیں ڈھونڈے گا۔ (فتح)

اونٹ گم ہوئے کا بیان

بَابُ ضَالَّةِ الْإِبِلِ

فائدہ: یعنی کیا اس کو اٹھایا جائے یا نہیں۔ (فتح)

۲۲۴۹۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے پڑی ہوئی چیز کے اٹھانے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک برس مشہور کر پھر پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو اور اگر کوئی تجھ کو اس کی خبر دے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا واسطے بھیڑیے کے یعنی اگر تو نے لی اور اس کا مالک آئے گا تو وہ لے لے گا نہیں تو بھیڑیا کھا جائے گا یعنی گم ہوئی بکری کا اٹھانا جائز ہے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے یعنی بیگانے اونٹ گم ہوئے بھٹکے سے تجھ کو کیا کام ہے اس واسطے کہ اونٹ کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک موجود ہے کہ اپنے پاؤں سے چل کر پانی پئے گا اور درخت کھائے گا۔

۲۲۴۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيعَةَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ مَوْلَى الْمُتَّبِعِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَغْرَابِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَمَّا يَلْقِظُهُ فَقَالَ عَرَفْتُهَا سَنَةً ثُمَّ أَحْفَظُ عِفَاصَهَا وَوَكَايَتَهَا فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِهَا وَإِلَّا فَاسْتَفِقْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ أَوْ لِإِخِيكَ أَوْ لِلدِّبِّ قَالَ ضَالَّةُ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِدَاوُهَا وَسِقَاوُهَا تَرُدُّ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گم ہوئے اونٹ کو نہ پکڑا جائے اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اولیٰ یہ ہے کہ اٹھایا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھانے کی نہی اس شخص پر محمول ہے جو اس کو مالک ہونے کے واسطے اٹھائے نہ اس واسطے کہ اس کو نگاہ رکھے پس اس کو یہ جائز ہے اور یہی ہے قول شافعیہ کا اور اسی طرح اگر گاؤں میں پایا جائے تو جائز ہے مالک ہونا نزدیک ان کے اصح قول پر اور مالکیہ کے نزدیک بھی اختلاف ہے اور

علماء کہتے ہیں کہ اونٹ کے معنی میں ہر وہ چیز ہے کہ بچے ساتھ اپنی قوت کے چھوٹے درندوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معرفت یعنی پہچانا اس کی نشانیوں کا تشہیر کرنے کے بعد ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تشہیر معرفت کے پیچھے ہے اور نووی نے کہا کہ دونوں حالتوں میں پہچانے جب اس کو اٹھائے تو اس وقت بھی پہچانے تاکہ جب کوئی اس کی صفت بیان کرے تو اس کا جھوٹ سچ اس کو معلوم ہو پھر جب ایک برس کے بعد اس کا مالک ہونا چاہے تو پھر دوسری بار بھی اس کو اچھی طرح سے پہچان رکھے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ لفظ ٹھ کا دونوں روایتوں میں ساتھ معنی واؤ کے ہو پس نہ تقاضا کرے گا ترتیب کو اور نہ مخالفت کو تاکہ تطبیق کی حاجت ہو اور نہیں غرض ہے اس سے مگر یہ کہ واقع ہو تشہیر اور معرفت ساتھ قطع نظر کے اس سے کہ کون پہلے ہے اور علماء کو اس معرفت میں دو قول ہیں ظاہر تو وجوب ہے واسطے ظاہر امر کے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھانے کے وقت واجب ہے اور اس کے بعد مستحب ہے اور یہ فرمایا کہ پہچان رکھ تھیلی اس کی تو غرض اس سے پہچانا ان ہتھیاروں کا ہے جو چیز کو نگاہ رکھتے ہیں اور ملحق ہے ساتھ اس کے نگاہ رکھنا جنس کا اور صفت کا اور قدر کا اور کیل کا کیلی چیز میں اور وزن کا وزنی چیز میں مپان کا ماپنے کی چیز میں اور ایک جماعت شافعیہ کی کہتے ہیں کہ مستحب ہے متقید کرنا اس کا ساتھ لکھنے کے واسطے خوف بھول جانے کے اور اگر کوئی بعض صفتیں پہچانے اور بعض نہ پہچانے تو اس میں اختلاف ہے بنا بر اس قول کے کہ واجب ہے دینا اس شخص کو جو اس کی صفت کو پہچانے ابن قاسم نے کہا کہ ضرور ہے کہ تمام صفتیں بیان کرے اور اسی طرح کہا ہے اصغی نے لیکن اس نے کہا کہ معرفت عدد کی شرط نہیں اور ابن قاسم کا قول قوی تر ہے واسطے ثابت ہونے عدد کے دوسری روایت میں اور زیادتی حافظ کی حجت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کی تشہیر کر تو علماء کہتے ہیں کہ محل اس کا وہ جگہیں ہیں جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں مانند دروازے مسجدوں کی اور بازاروں اور مانند اس کی اور تشہیر کا یہ طریقہ ہے کہ کہتے ہیں کہ کون ہے جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو اور مانند اس کی عبارتوں سے اور اس کی کوئی صفت بیان نہ کرے تو یہ کہا کہ ایک برس تو مراد برس پے در پے ہے پس اگر متفرق طور سے ایک برس تشہیر کرے تو یہ کافی نہیں جیسا کہ ہر سال ایک مہینہ تشہیر کرے پس صادق آئے گا اس پر کہ اس نے ایک سال تشہیر کی بارہ برس میں اور علماء کہتے ہیں کہ ہر دن میں دو بار شہرت دے پھر ایک بار پھر ہر ہفتے پھر ہر مہینے میں اور یہ شرط نہیں کہ خود تشہیر کرے بلکہ اپنے وکیل کے واسطے سے بھی جائز ہے اور تعریف کرے اس کے گرنے کی جگہ میں اور اس کے غیر میں اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے خرچ میں لا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ پڑی چیز اٹھانے والا اس میں تصرف کرے برابر ہے کہ مال دار ہو یا فقیر اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر مال دار ہو تو اس کو خیرات کر دے پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اختیار ہے خواہ خیرات کو جائز رکھے یا اس کو ڈانڈ لگائے یعنی اس کا بدلہ اس سے بھر لے اور یہ جو کہا کہ واسطے بھائی تیرے کے ہے یا واسطے بھیڑیے کے تو اس

میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کا اٹھانا جائز ہے گویا کہ فرمایا کہ وہ ضعیف ہے واسطے عدم استقلال کے اس کے ہلاک ہونے کا خوف ہے متردد ہے درمیان اس کے کہ اس کو تولے یا تیرا بھائی اور مراد ساتھ اس کے عام ہے مالک اس کے سے یا کسی اور اٹھانے والے سے ہو اور مراد ساتھ بھیڑیے سے جس اس چیز کی ہے جو کھائے بکری کو درندے چوپایوں سے اور اس میں ترغیب ہے اوپر پکڑنے اس کے اس واسطے کہ جب وہ جانے لگا کہ اگر میں نے اس کو نہ لیا تو اس کو بھیڑیا کھا جائے گا تو یہ بہت بلانے والا ہوگا اس کو طرف لینے کی اور ایک روایت میں ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ وہ تو صرف تیرے ہی واسطے ہے اور وہ صریح ہے بیچ حکم کے ساتھ لینے اس کے کے پس اس میں دلیل ہے اوپر رد کرنے ایک قول احمد کے کہ بکری کو نہ اٹھائے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے امام مالک رحمہ اللہ نے اس پر کہ وہ لینے سے اس کا مالک ہو جاتا ہے اور نہیں لازم آتا اس کو ڈانڈ اگرچہ اس کا مالک آجائے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ برابری کرنے کے درمیان بھیڑیے اور اٹھانے والے کے یعنی حدیث میں دونوں کو برابر کیا ہے اور بھیڑیے پر ڈانڈ نہیں پس اسی طرح اٹھانے والے پر ڈانڈ نہ ہوگی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے لام تملیک کے واسطے نہیں اس واسطے کہ بھیڑیا مالک نہیں ہوتا اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک ہوتا ہے اس کا اٹھانے والا اوپر شرط ضمان اس کی کے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ اگر اس کا مالک اس کے کھانے سے پہلے آتا تو اس کو لے لیتا پس معلوم ہوا کہ وہ اپنے ملک کی ملک میں باقی ہے اور نہیں فرق ہے درمیان قول آپ کے کہ بکری کے حق میں کہ وہ تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے اور درمیان قول آپ کے کہ لقطہ میں کہ شان تیرا ہے ساتھ اس کے یا لے اس کو بلکہ وہ زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ مالک ہونے کے اس واسطے کہ نہیں شریک کیا ساتھ اس کے بھیڑیے کو اور نہ کسی اور کو باوجود اس کے پس کہتے ہیں کہ اگر خرچ کرے تو اس کا ڈانڈ دے جب کہ اس میں تصرف کرے پھر اس کا مالک آئے اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کا مشہور کرنا واجب ہے پھر جب مشہور کرنے کی مدت گزر جائے تو اس کو کھائے اگر چاہے اور اس کے مالک کو اس کا بدلہ دے مگر شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب لقطہ جنگل میں پایا جائے تو اس کا مشہور کرنا لازم نہیں اور اگر گاؤں میں پایا جائے تو لازم ہے تشہیر کرے اس کی اصح قول پر اور نووی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے تمہارے اصحاب نے ساتھ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دوسری روایت میں کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے اور مالک کی روایت سے انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس نے ڈانڈ کو نہ ذکر کیا ہے اور نہ اس کی نفی کی پس ثابت ہوا حکم اس کا ساتھ اور دلیل کے اور یہ جو کہا کہ اس کے ساتھ مشک اس کی ہے تو مراد اس سے پیٹ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ گردن اس کی ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے اٹھانے اور نگاہ رکھنے کی کوئی حاجت نہیں ہے اس واسطے کہ وہ کئی روز کی پیاس کا متحمل ہو سکتا ہے اور بے تکلف چارہ کھا سکتا ہے واسطے دراز ہونے گردن اس کی کے پس اس کے اٹھانے کی کچھ

حاجت نہیں۔ (فتح)

بَابُ ضَالَّةِ الْغَنَمِ

گم ہوئی بکری کا بیان

فائدہ: شاید بکری کے واسطے علیحدہ باب اس واسطے باندھا ہے تاکہ اشارہ کرے کہ اونٹ کا حکم اس سے جدا ہے اور تحقیق اکیلا ہوا ہے مالک ساتھ اس کے کہ جائز ہے پکڑنا بکری کا اور نہیں واجب ہے مشہور کرنا اس کا واسطے دلیل اس قول حضرت ﷺ کے کہ وہ واسطے تیرے ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لام تملیک کے واسطے نہیں جیسا کہ فرمایا کہ وہ واسطے بھیڑیے کے ہے اور بھیڑیا بالافتاق مالک نہیں ہوتا اور اجماع ہے اس پر کہ اگر اس کا مالک آئے پہلے اس سے کہ کھائے اس کو پانے والا تو اس کو اس سے لے لے۔ (فتح)

۲۲۵۰۔ زید بن اللہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے لفظ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہ پہچان رکھ اس کی تھیلی اور سر بند کو پھر مشہور کر اس کو ایک برس یزید کہتا ہے کہ اگر اس کو شہرت نہ دے تو اٹھانے والا اس کے اپنے خرچ میں لائے اور وہ اس کے نزدیک امانت ہوگی بجی راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ شرط اور جزا حضرت ﷺ کی حدیث میں ہے یا وہ چیز اس کی اپنی رائے سے ہے پھر سائل نے کہا کہ آپ ﷺ گم ہوئی بکری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لے پس وہ تو تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا بھیڑیے کے واسطے یزید نے کہا کہ بکری بھی مشہور کی جائے پھر سائل نے کہا کہ آپ ﷺ گم ہوئے اونٹ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے کہ اس کا موزہ اور مکھ اس کے ساتھ موجود ہے پانی پر وارد ہوتا ہے اور درخت کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پائے۔

۲۲۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنبِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَرَعَمَ أَنَّهُ قَالَ أَعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوَكَاثَهَا ثُمَّ عَرَفَهَا سَنَةً يَقُولُ يَزِيدُ إِنْ لَمْ تُعْرِفْ اسْتَفْقَ بِهَا صَاحِبُهَا وَكَانَتْ وَدِيعَةً عِنْدَهُ قَالَ يَحْيَى لِهَذَا الَّذِي لَا أَذْرِي أَفِي حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَمْ شَيْءٌ مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرَى فِي ضَالَّةِ الْغَنَمِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّبِّ قَالَ يَزِيدُ وَهِيَ تُعْرِفُ أَبْضًا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرَى فِي ضَالَّةِ الْإِبِلِ قَالَ فَقَالَ دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِدَانَهَا وَسِقَانَهَا تَرُدُّ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا.

فائدہ: یہ جو بجی نے کہا کہ مجھ کو شک ہے کہ یہ لفظ حضرت ﷺ کی حدیث میں ہے یا نہیں تو امام بخاری رحمہ اللہ سے

نزدیک رائج یہ بات ہے کہ وہ مرفوع ہے یعنی وہ بھی حضرت ﷺ کی کلام ہے راوی کا قول نہیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے آئندہ ترجمہ باندھا ہے کہ وہ اس کے پاس امانت ہوگی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا لَمْ يَوْجَدْ صَاحِبُ اللَّقْطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فَيَهِيَ لِمَنْ وَجَدَهَا

جَبَّ اِيك برس تشهير كرنے كے بعد لقطه كا مالك نه پايا جائے تو وہ واسطے اٹھانے والے كے ہے

فائدہ: یعنی برابر ہے كہ مال دار هو يا فقير كا تقدم۔ (فتح)

۲۲۵۱۔ زید رحمہ اللہ سے روایت ہے كہ ايك مرد حضرت ﷺ كے پاس آيا اور آپ ﷺ سے لقطه كا حكم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا كہ پہچان ركھ اس كی تھیلی اور دھاگے كو پس اس كو ايك برس مشهور ركھ پھر اگر اس كا مالك آئے تو اس كو دے دے نہیں تو لازم پكڑ حال اپنے كو ساتھ اس كے یعنی تصرف كر اس میں پھر اس نے كہا كہ كم ہوئی كبری كا كيا حكم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا كہ وہ واسطے تيرے ہے يا واسطے تيرے بھائی كے يا بھيرے كے واسطے پھر اس نے كہا كہ كم ہوئے اونٹ كا كيا حكم ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا كہ تيرے واسطے كيا ہے اور اس كے واسطے كيا ہے یعنی تجھ كو اس كے ساتھ كيا كام ہے اس كی مشك اور اس كا جوتا اس كے ساتھ موجود ہے پانی پر آتا ہے اور درخت كھاتا ہے يہاں تك كہ اس كا مالك اس سے ملے۔

۲۲۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رِبْعَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ اغْرِفْ عِفَاصَهَا وَوَكَايَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَانِكَ بِهَا قَالَ فَضَالَةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَحَبِّكَ أَوْ لِلذَّبِّ قَالَ فَضَالَةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِدَاؤُهَا تَرُدُّ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

فائدہ: استدلال كيا گیا ہے ساتھ اس حدیث كے اس پر كہ شهرت كی مدت كے گزرنے پر اٹھانے والا اس كا مالك هو جاتا ہے اور يہی ہے ظاہر نص شافعی كی اس واسطے كہ قول حضرت ﷺ كا كہ شان تیرا ہے ساتھ اس كے سپرد كرنا طرف اختیار اس كے كی اور يہ جو كہا كہ اس كو اپنے خرچ میں لا تو يہ امر اباحت كے واسطے ہے یعنی اس كو خرچ میں لانا جائز ہے اور مشهور شافعیہ كے نزدیک يہ ہے كہ مالك ہونے كے واسطے زبان سے بولنا شرط ہے اور بعض كہتے ہیں كہ نیت كافى ہے اور يہی رائج ہے دلیل كے اس سے اور بعض كہتے ہیں كہ محض اٹھانے سے ملك میں آ جاتی ہے اور علماء كو اس میں اختلاف ہے كہ اگر ايك برس تشهير كرنے كے بعد اس میں تصرف كرے پھر اس كا مالك آئے تو كيا اس كا بدلہ اس پر آتا ہے يا نہیں پس جہور كہتے ہیں كہ واجب ہے پھير دینا اس كا اگر وہ چیز هو بهو موجود هو يا

اس کا بدلہ اگر ہلاک ہو گئی ہو اور کرائیں نے اس میں مخالفت کی ہے اور موافقت کی ہے اس کی اس کے دونوں یاروں امام بخاری رحمہ اللہ اور داؤد ظاہری رحمہ اللہ نے لیکن داؤد اس میں جمہور کے موافق ہے جب کہ وہ چیز ہو بہو موجود ہو اور جمہور کی حجت سے حضرت علیہ السلام کا یہ قول ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ وہ اس کے نزدیک امانت ہوگی اور نیز دلیل ان کی یہ قول آپ علیہ السلام کا ہے جو مسلم کی روایت میں ہے کہ پہچان رکھ تھیلی اس کی اور سربند اس کا پھر کہا اس کو پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کر دے اس واسطے کہ تحقیق ظاہر قول آپ علیہ السلام کا پس اگر آئے مالک اس کا آخر تک بعد قول حضرت علیہ السلام کے کہ کہا اس کو کہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ کھانے کے بعد اس کا پھیر دینا واجب ہے پس محمول ہوگا اس پر کہ اس کا بدلہ ادا کرے اور احتمال ہے کہ کلام میں حذف ہو دلالت کرتی ہیں اس پر باقی روایتیں اور تقدیر یہ ہے کہ پس پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگہ اس کا پھر کہا اس کو اگر نہ آئے مالک اس کا پس اگر مالک اس کا آئے تو اس کو ادا کر دے اور اس سے زیادہ تر ابو داؤد کی روایت ہے کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو ادا کر دے نہیں تو پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پھر کہا اس کو پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کر دے سو حکم کیا ساتھ ادا کرنے اس کے کے طرف اس کی پہلے اذن کے کھانے میں اور بعد اس کے اور یہ اقویٰ حجت ہے واسطے جمہور کے اور جب یہ بات مقرر ہو چکی تو ممکن ہے حمل کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کے قول کا جو اس نے ترجمہ میں کہا کہ وہ اس کے واسطے ہے اس پر کہ اس کو اس وقت اس میں تصرف کرنا درست ہے اور ایپر حکم ضمانت اس کی کا بعد اس کے پس وہ ساکت ہے اس سے اور امام نووی نے کہا کہ اگر اس کا مالک آئے پہلے اس سے کہ اٹھانے والا اس کا مالک ہو تو لے اس کو ساتھ زوائد متصلہ کے اور منفصلہ کے اور لیکن بعد مالک ہونے کے پس اگر اس کا مالک نہ آئے تو وہ واسطے پانے والے کے ہے اور نہیں مطالبہ ہے اوپر اس کے آخرت میں اور اگر اس کا مالک آئے اور وہ چیز ہو بہو موجود ہو تو مستحق ہوگا اس کا ساتھ زوائد متصلہ کے اور اگر کوئی چیز اس سے تلف ہو تو لازم آتا ہے اٹھانے والے کو ڈانٹ واسطے مالک کے اور یہی ہے قول جمہور کا اور بعض سلف کہتے ہیں کہ اس کا ڈانٹ اس پر لازم نہیں آتا اور یہی ہے مختار نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَجَدَ خَشَبَةً فِي الْبَحْرِ أَوْ
سَوْطًا أَوْ نَحْوَهُ
جب پائے لکڑی دریا میں یا کوڑا یا مانند اس کی

فائدہ: یعنی اس کے ساتھ کیا کرے اس کو لے لے یا اس کو چھوڑ دے اور جب اس کو لے تو کیا اس کا مالک ہو جاتا ہے یا اس کا حکم لفظ کی طرح ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ عَنْ أَبِي
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے ایک مرد کا ذکر کیا پھر تمام حدیث بیان کی

سودہ مرد دیکھتا ہوا نکلا کہ کیا کوئی جہاز اس کا مال لایا ہے یا نہیں تو ناگہاں اس نے ایک لکڑی دیکھی تو اس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے اٹھا لیا سو جب اس کو چیرا تو اس میں اپنا مال اور خط پایا۔

هُرَيْرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ فَخَرَجَ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَاءَ بِمَالِهِ فَإِذَا هُوَ بِالْخَشْبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيفَةَ.

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی کتاب الکفالة میں گزر چکی ہے توجیہ استنباط ترجمہ کی اس سے اور یہ کہ وہ اس جہت سے ثابت ہے کہ پہلوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ہماری شرع میں اس کی مخالفت کا حکم نہ آیا ہو خاص کر اس وقت جب کہ بیان کرے شارع جگہ شاکی اس کے فاعل پر اور ساتھ اس تقدیر کے تمام ہوگی مراد جواز اخذ لکڑی کی دریا سے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور کوڑے وغیرہ کا ذکر اس حدیث میں نہیں آیا لیکن استنباط کیا ہے اس کو بطور الخاق کے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتھ کوڑے کے طرف اس اثر کی جو آئندہ آئے گا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یا اشارہ کیا طرف اس حدیث کی جو ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رخصت دی ہم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لٹھی اور کوڑے کی اور مانند ان کی میں اس کو اٹھا کر اس سے فائدہ پائے اور اس کی سند ضعیف ہے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے لفظ میں درمیان قلیل اور کثیر کے تشہیر وغیرہ میں اور ایک قول یہ ہے کہ تشہیر مطلق واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایک بار تشہیر کی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ تین دن تعریف کی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اتنا زمانہ تشہیر کرے کہ گمان کرے کہ مالک نے اس سے منہ پھیرا اور یہ سب قلیل چیز میں ہے جس کے واسطے قیمت ہو اور ابھر جس کی قیمت نہ ہو مانند ایک دانہ کی تو جائز ہے نفع اٹھانا اس سے اصح قول پر اور کھجور کی حدیث جو آئندہ باب میں آتی ہے حجت ہے واسطے اس کے اور حنفیہ کے نزدیک یہ بات ہے کہ اگر ایسی چیز ہو کہ معلوم ہو کہ اس کو مالک اس کو نہیں ڈھونڈے گا مانند گھنٹی کے تو جائز ہے اس کا لینا اور فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے بغیر تشہیر کے لیکن وہ اپنے مالک کے ملک میں رہتی ہے اور مالکیہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے لیکن اس کے مالک کی ملک اس سے دور ہو جاتی ہے پس اگر اس کے واسطے قدر اور منفعت ہو تو اس کی تشہیر واجب ہے اور تشہیر کی مدت میں اختلاف ہے اور اگر اس قسم سے ہو کہ جلدی بگڑ جاتی ہے ذخیرہ نہیں ہوتی تو اس کا کھانا جائز ہے اصح مذہب پر اور اس کا بدلہ نہیں آتا۔ (فتح)

اگر راہ میں کھجور پڑی پائے؟

بَابُ إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ

فائدہ: یعنی جائز ہے اٹھانا اس کا اور کھانا اس کا اور اسی طرح جو حقیر چیز ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہی مشہور

ہے نزدیک شافعیہ کے اور ابن ابی شیبہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اس نے ایک کھجور پڑی پائی تو اس کو کھا لیا تو پھر کہا کہ اللہ فساد کو دوست نہیں رکھتا یعنی اگر اٹھا کر نہ کھائی جاتی تو بگڑ جاتی۔ (فتح)

۲۲۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيقِ قَالَ لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَأَكَلْتُهَا وَقَالَ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

فائدہ: زکوٰۃ کا مال حضرت ﷺ پر بلکہ سب بنی ہاشم پر حرام تھا۔

۲۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَا نُقَلِّبُ إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي فَأَرْفَعُهَا لِأَكُلَهَا لَمْ أَخْشِ أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيَهَا.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے کہ اس میں کہ جائز ہے کھانا ہر چیز کا کہ پائی جائے حقیر چیزوں سے راہ میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ذکر فرمایا کہ آپ ﷺ اس کے کھانے سے باز نہیں رہے مگر واسطے پرہیزگاری کے واسطے اس خوف کے کہ زکوٰۃ سے ہو جو آپ ﷺ پر حرام ہے نہ اس واسطے کہ وہ راہ میں پھینکی گئی ہے فقط اور یہ واضح ہوتا ہے حدیث باب سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بچھونے پر اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو پرہیزگاری کی وجہ سے چھوڑا واسطے اس خوف کے کہ صدقہ سے ہو پس اگر اس کا خوف نہ ہوتا تو اس کو کھا لیتے اور آپ ﷺ نے تشہیر ذکر نہیں کی پس معلوم ہوا کہ ایسی چیز حقیر کے لینے سے آدمی مالک ہو جاتا ہے اس کی تشہیر کی حاجت نہیں ہوتی لیکن کیا جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ وہ لقطہ ہے اس کی تشہیر کے ترک کرنے کی اجازت ہے یا وہ لقطہ نہیں اس واسطے کہ لقطہ کی شان یہ ہے کہ وہ ملک ہو جاتا ہے سوائے اس چیز کے کہ اس کی قیمت نہیں۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ تَعْرِفُ لَقِطَةً أَهْلِ مَكَّةَ
کے والوں کے لقطہ کو کس طرح تشہیر کیا جائے؟

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حرم کی گری پڑی چیز اٹھانی جائز ہے اسی واسطے اس نے صرف اس کی کیفیت کا باب باندھا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو حدیث آئی ہے کہ حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانی منع ہے سوزیف ہے یا وہ مؤول ہے ساتھ اس کے کہ منع اٹھانا اس کا تو صرف مالک ہونے کے واسطے ہے نہ واسطے نگاہ رکھنے کے اور ایسر یہ حدیث پس صحیح کہا ہے اس کو مسلم نے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تشبیر کی کیفیت کا ذکر نہیں اور شاید کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی کہ یہ تشبیر مختلف نہیں۔ (فتح)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ اٹھائے مکے کی گری پڑی چیز مگر جو اس کو مشہور کرے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ اٹھائے مکے کی پڑی چیز کو مگر جو اس کو مشہور کرے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکے کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور نہیں حلال اٹھانا پڑی ہوئی چیز اس کی کا مگر واسطے تشبیر کرنے والے کے اور نہ کاٹی جائے گھاس اس کی تو عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اذخر کی گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْتَقِطُ لَقِطَتَهَا إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلْتَقِطُ لَقِطَتَهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَعْصِدُ عِصَاهُهَا وَلَا يَنْفِرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لَقِطَتُهَا إِلَّا لِمُسَيِّدٍ وَلَا يُخْتَلَى خِلَاهَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا إِذْخِرَ فَقَالَ إِلَّا إِذْخِرَ.

۲۲۵۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر مکے کو فتح کیا تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ بیشک اللہ نے مکے کو قتل سے روکا تھا اور اپنے رسول اور مسلمانوں کا اس پر غالب کیا اور بے شک مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا صرف میرے واسطے دن کی ایک گھڑی حلال

۲۲۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہوا اور بے شک میرے بعد قیامت تک کسی پر مکہ حلال نہ ہوگا
سواس کا شکاری جانور نہ ہانکا جائے اور اس کا درخت خاردار
نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کو اٹھانا درست نہیں مگر
اس کو جو مشہور کرے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ جو
باتوں سے ایک بات جو بہتر جانے سو اختیار کر لے یا قاتل
سے خون بہا لے یا خون کا بدلہ خون لے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ یا حضرت ﷺ مگر اذخر کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس
واسطے کہ ہم اس کو اپنی قبروں میں اور اپنی چھتوں پر ڈالتے
ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے تو
ایک مرد ابو شاہ نامی یمن کا رہنے والا کھڑا ہوا تو اس نے کہا
کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو یہ سب حکم لکھوا دیجیے تو حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ ابو شاہ کو لکھ دو میں نے اوزاعی سے کہا کہ اس
نے کس چیز کا لکھوانا چاہا تھا اس نے کہا کہ یہ خطبہ جس کو اس
نے حضرت ﷺ سے سنا تھا۔

مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ
ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ
وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهَا لَا
تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي
سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي
فَلَا يُفَرِّقُ صَيْدَهَا وَلَا يُخْلِي شَوْكَهَا وَلَا
تَحِلُّ سَاقِطُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قِيلَ لَهُ قَتِيلٌ
فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُقْدَى وَإِمَّا أَنْ
يُقْفَدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ
لِقَبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُو شَاهٍ
رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِي يَا
رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ قُلْتُ
لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ هَذِهِ الْخُطْبَةُ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں مذکور ہیں اس پر کہ کئی
گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے واسطے مالک ہونے کے بلکہ خاص تشہیر اور اعلان کے واسطے اٹھائی جائے گی اور یہی
قول ہے جمہور کا اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ خاص ہو ساتھ اس کے نزدیک ان کے اس واسطے کہ اس کا مالک کو پہنچنا
ممکن ہے اس واسطے کہ اگر وہ مالک کے میں ہوگا تو پہنچنا اس کا ظاہر ہے اور اگر آفاقی ہوگا تو اکثر اوقات ہر طرف
سے کئی میں لوگ آتے ہیں سو جب اس کو اٹھانے والا ہر سال میں تشہیر کرے گا تو آسان ہوگا پہنچنا طرف معرفت
مالک اس کے کی یہ ابن بطلان نے کہا ہے اور اکثر مالکیہ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں مکہ اور شہروں کے
برابر ہے مکہ تو صرف اس بات کے لیے خاص ہے کہ وہاں تشہیر میں مبالغہ کیا جائے یعنی خوب تشہیر کرے تاکہ سب
لوگوں کو معلوم ہو جائے اس واسطے کہ حاجی اپنے شہر کی طرف پلٹ جاتا ہے اور کبھی پھر نہیں آتا پس محتاج ہوا اٹھانے

والا طرف مبالغہ کی تشبیہ میں اور حجت پکڑی ہے ابن منیر نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ ظاہر استثناء کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حلت کی نفی کی اور تشبیہ کرنے والے کو مستثنیٰ کیا پس معلوم ہوا کہ تشبیہ کرنے والے کے واسطے حلت ثابت ہے اس واسطے کہ استثناء نفی سے اثبات ہوتا ہے اور لازم آتا ہے اس پر کہ مکہ اور اس کے سوا اور جگہیں برابر ہوں اور قیاس اس کی تخصیص کو چاہتا ہے اور جواب یہ ہے کہ تخصیص جب غالب کے موافق ہو تو اس کا کوئی مفہوم نہیں ہوتا اور غالب یہ ہے کہ مکہ میں گری پڑی چیز کا اٹھانے والا اس کے مالک سے ناامید ہوتا ہے اور اس کا مالک اس کے پانے سے نہ امید ہوتا ہے واسطے جدا جدا ہونے خلقت کے دور دور کناروں میں سوا اکثر اوقات اٹھانے والے کے دل میں اس کے مالک ہونے کی حرص داخل ہوتی ہے ابتداء سے پس نہیں تعریف کرتا اس کو تو شارع علیہ السلام نے اس کو اس سے منع کیا اور حکم کیا کہ نہ اٹھائے اس کو کوئی مگر کہ جو اس کو مشہور کرے اور جدا ہے اس میں لفظ لشکر کا بیج شہروں دارالحرب کے بعد جدا جدا ہونے ان کے اس واسطے کہ وہ نہیں مشہور کیا جاتا ان کے غیر میں بالاتفاق برخلاف لفظ مکہ کے کہ مشروع ہے مشہور کرنا اس کا اس واسطے کہ لفظ کے مالک کے کنارے کے لوگوں کا مکہ میں آنا ممکن ہے پس حاصل ہو گا پہنچنا طرف معرفت مالک اس کے کی اور اسحاق بن راہویہ نے کہا الا المنشد کے معنی یہ ہیں کہ جو نے کسی تلاش کرنے والے سے کہ کہتا ہو کہ کسی نے میری ایسی چیز دیکھی ہے پس اس وقت جائز ہے واسطے پانے والے لفظ کے کہ اس کو مشہور کرے تاکہ اس کو اس کے مالک کی طرف پھیر دے اور یہ قول جمہور کے قول سے بہت تنگ ہے اس واسطے کہ مقید کیا ہے اس نے مشہور کرنے والے کو ساتھ ایک حالت کے سوائے دوسری حالت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لفظ عرفات کا اور مدینہ منورہ کا تمام شہروں کی طرح ہے واسطے خاص ہونے مکہ کے ساتھ اس کے اور ماوردی نے حاوی میں ایک وجہ بیان کی ہے کہ عرفہ کا حکم بھی مکہ کی طرح ہے اس واسطے کہ مکہ کی طرح اس میں بھی حاجی جمع ہوتے ہیں اور نہیں ترجیح دی اس نے کسی چیز کو اور نہیں ہے یہ وجہ مذکور روضہ میں اور نہ اس کے اصل میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے تعریف کرنی گم ہوئی چیز کی مسجد حرام میں بخلاف اور مسجدوں کے اور یہ اصح تر وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے۔ (فتح)

بَابُ لَا تَحْتَلِبُ مَا يَشِيءُ أَحَدٌ بغيرِ إِذْنِهِ نہ دوہا جائے جانور کسی کا بغیر اس کی اجازت کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ظاہر حدیث کے موافق ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے قول اس شخص کے جو اس کو خاص کرتا ہے رد کرتا ہے یا مقید کرتا ہے۔ (فتح)

۲۲۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
۲۲۵۵۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بغیر اس کی اجازت کے بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی کوٹھری میں آ کے

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْلُبْنَ أَحَدٌ مَّاشِيَةً أَمْرِي بَغِيرِ
إِذْنِهِ أَيُّحِبُّ أَحَدَكُمْ أَنْ تَوْتِيَ مَشْرَبَةً
فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيَنْقَلَّ طَعَامُهُ فَإِنَّمَا تَحْزُنُ
لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا
يَحْلُبْنَ أَحَدٌ مَّاشِيَةً أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

اس کا خزانہ توڑ کے اس کے کھانے کے اناج نکال لے جائے
سو ان کے جانوروں کے تھن تو ان کے کھانے کے دودھ کو
حفاظت میں رکھتے ہیں یعنی تھن کو ٹھری کی طرح ہیں حفاظت
کے واسطے سو ہرگز نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بغیر اس کی
اجازت کے۔

فائدہ: ایک روایت میں رجل کا لفظ آیا ہے تو مانند مثال کی ہے نہیں تو یہ حکم مردوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عورتوں
کا بھی یہی حکم ہے اور ذکر کیا ہے اس کو بعض شارحین موطا نے ساتھ لفظ ماشیۃ اخیہ کے یعنی اپنے بھائی کے جانور
کو اور کہا کہ یہ واسطے غالب کے ہے اس واسطے کہ نہیں فرق ہے اس حکم میں درمیان مسلمان اور کافر کے اور تعاقب
کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں وجود ہے واسطے اس کے موطا میں اور ساتھ ثابت کرنے فرق کے نزدیک بہت
اہل علم کے اور لفظ ماشیہ کا واقع ہوتا ہے اونٹ پر اور گائے پر اور بکری پر لیکن اس کا استعمال بکری میں اکثر ہے اور
مراد طعام سے اس جگہ دودھ ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں نہیں ہے اس سے کہ ایک مسلمان
دوسرے مسلمان کی چیز لے مگر اس کی اجازت سے اور دودھ کو صرف اس واسطے ذکر کیا ہے کہ لوگ اس میں سستی
کرتے ہیں پس تنبیہ کے ساتھ اس کی اس چیز پر جو اول ہے اس سے اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن برابر ہے کہ
اذن خاص کے ساتھ ہو یا اذن عام کے اور استثناء کیا ہے بہت سلف نے اس کو جب کہ اس کے مالک کی خوشی معلوم
ہو اگرچہ نہ واقع ہوا ہو اس سے اذن خاص اور نہ عام اور بہت علماء کا یہ مذہب ہے کہ دودھ دوہنا مطلق جائز ہے
کھانے میں اور پینے میں برابر ہے کہ اس کی خوشی معلوم ہو یا نہ ہو اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے
سمرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی کسی کے مویشی پر آئے تو پاس اگر ان میں ان کا
مالک نہ ہو تو چاہیے کہ تین بار آواز کرے پس اگر جواب دے تو چاہیے کہ اس سے اجازت مانگے پس وہ اگر اس کو
اجازت دے تو فہما نہیں تو چاہیے کہ دودھ دوہ کر پی لے اور اپنے ساتھ نہ اٹھائے اور اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کی
حدیث اس سے زیادہ تر صحیح ہے پس اولیٰ ہے ساتھ عمل کرنے کے اور نیز یہ حدیث معارض ہے ساتھ قواعد قطعہ کے
بیچ حرام ہونے مال مسلمان کے بغیر اس کی اجازت سے پس نہ التفات کیا جائے گا طرف اس کی اور بعض نے
دونوں حدیثوں میں کئی طرح سے تطبیق دی ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اذن اس وقت ہے جب کہ اس کے مالک کی خوشی
معلوم ہو اور منع اس وقت ہے جب اس کی خوشی معلوم نہ ہو اور یا یہ کہ مسافر کو اجازت ہے اور دوسرے کو نہیں یا
مضطر کو اجازت ہے اور دوسرے کو نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث نبی کی اس وقت پر محمول ہے جب کہ مالک
مسافر سے زیادہ تر محتاج ہو اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث اجازت کی اس وقت پر محمول ہے جب کہ مویشی اہل ذمہ

کے ہوں اور منع اس وقت ہے جب مسلمانوں کے واسطے ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ اجازت منسوخ ہے کہ یہ حکم زکوٰۃ کے واجب ہونے سے پہلے تھا اور کہتے ہیں کہ اس وقت ضیافت واجب تھی پھر زکوٰۃ کے فرض ہونے سے منسوخ ہوئی یہ قول طحاوی کا ہے اور امام نووی نے کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس کے حق میں جو کسی باغ یا بھتی میں یا جانوروں میں گزرے جمہور کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ لے اس سے کوئی چیز مگر حالت ضرورت میں پس لے اور اس کا بدلہ دے نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے اور جمہور کے اور بعض سلف کہتے ہیں کہ اس کو کوئی چیز لازم نہیں اور امام احمد نے کہا کہ اگر باغ کی دیوار نہ ہو تو جائز ہے اس کو کھانا ترمیوں سے صحیح روایت ہے اگر اس کے واسطے محتاج نہ ہو اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر محتاج نہ ہو تو جائز ہے اور نہیں ہے ضمانت اور اس کے دونوں حالتوں میں اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر حدیث صحت کو پہنچے تو میں اس کا قائل ہوں اور بیہقی نے کہا کہ مراد یہ حدیث ہے کہ جب کوئی کسی کے باغ میں گزرے تو چاہیے کہ اس سے کھائے یعنی اس کو کھانا جائز ہے اور نہ لے جھولی میں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور کہا کہ غریب ہے اور بیہقی نے کہا کہ صحیح نہیں اور اس کے کئی طرق ہیں جو قوی نہیں میں کہتا ہوں کہ اس کا مجموعہ صحیح کے درجے سے کم نہیں اور تحقیق حجت پکڑی ہے انہوں نے بہت احکام میں ساتھ اس چیز کے کہ اس سے کم ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیان کرنا مثال کا واسطے قریب کرنے کے طرف فہموں کی اور مثال دینی اس چیز کی جو کبھی پوشیدہ رہتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ وہ واضح تر ہے اس سے اور استعمال کرنا قیاس کا نظیروں میں اور یہ کہ جائز ہے حکم کا ساتھ علت اس کی کے اور اعادہ کرنا اس کا بعد ذکر علت کے واسطے تاکید کے اور یہ کہ نہیں شرط قیاس کا صحیح ہونے میں مساوی ہونا فرع کا واسطے اصل کے ساتھ ہر اعتبار کے بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہے واسطے اصل کے مزیت کہ نہیں ضرر کرتا ساقط ہونا اس کا فرع میں جب کہ مشارک ہوں دونوں اصل صفت میں اس واسطے کہ تھن نہیں مساوی ہے خزانے کو حفاظت میں جیسا کہ تھنوں کو تھیلی چڑھانی نہیں مساوی ہے قفل کے اور باوجود اس کے پس لاحق کیا ہے شارع نے تھن غلاف چڑھے ہوئے کو حکم میں ساتھ خزانے قفل والے کے اس میں کہ بغیر اذن مالک دونوں کا کھانا درست نہیں اور یہ کہ جائز ہے جمع رکھنا اناج کا اور بند رکھنا اس کا حاجت کے وقت تک بخلاف غالی زاہدوں کے جو اناج کے ذخیرہ رکھنے کو منع کرتے ہیں اور یہ کہ دودھ کو بھی اناج کہا جاتا ہے پس گنہگار ہو گا ساتھ اس کے کہ جو قسم کھائے کہ میں کھانا نہ کھاؤں گا مگر یہ کہ اس کی نیت دودھ کے علاوہ ہو اور یہ کہ بیچنا دودھ بکری کا بدلے بکری کے کہ اس کے تھنوں میں دودھ ہو تو باطل ہے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا اور یہ کہ جب بکری کے واسطے دودھ ہو اور اس کے دوہنے کے قدرت ہو تو مقابل ہوتا ہے اس کو ایک حصہ قیمت سے اور یہ تائید کرتا ہے مصرات کی حدیث کو اور ثابت کرتا ہے حکم کو بیچ قیمت ڈالنے دودھ کے اور یہ کہ جو دودھ دوہے تھن اونٹنی کے یا غیر اس کے سے تھیلی چڑھائے ہوئے محفوظ سے بغیر

ضرورت کے اور بغیر تاویل کے وہ چیز کہ پہنچے قیمت اس کی اس مقدار کو کہ واجب ہوتا ہے اس میں ہاتھ کاٹنا تو واجب ہے کاٹنا ہاتھ اس کے کا اگر نہ اجازت دے اس کو مالک اس کا بطور تعین کے یا اجمال کے اس واسطے کہ حدیث ظاہر ہے اس میں جانوروں کے تھن طعام کے خزانے ہیں اور حکایت کی قرطبی نے بعض سے واجب ہونا قطع کا اگرچہ بکریاں حفاظت میں نہ ہوں واسطے کفایت کرنے حفاظت تھنوں کے دودھ کو اور یہی ہے جس کو ظاہر حدیث کا چاہتا ہے۔ (فتح)

جب لقطہ کا مالک ایک برس کے بعد آئے تو اٹھانے والا اس کو پھیر دے اس واسطے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔

بَابُ إِذَا جَاءَ صَاحِبُ اللَّقْطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ رَدَّهَا عَلَيْهِ لِأَنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَهُ

۲۷۵۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ

الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبِيعِ عَنْ زَيْدِ

بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا

سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنِ اللَّقْطَةِ قَالَ عَرَفَهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفَ

وَكَائَهَا وَعِفَافَهَا ثُمَّ اسْتَفِيقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ

رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةٌ

الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ

أَوْ لِلذَّنْبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَضَالَةُ الْإِبِلِ

قَالَ فَفَضِيبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَتَّى احْمَرَّتْ وَجَنَّتَاهُ أَوْ احْمَرَّتْ

وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا

وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

قَائِدٌ: اس حدیث میں ودیعت یعنی امانت کا ذکر نہیں تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ سلیمان بن ہلال کی

روایت کہ جو پہلے مذکور ہو چکی ہے مرفوع ہونا رائج ہے اور ابن بطلان نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو شک مذکور میں شبہ

ہوا پس ترجمہ باندھا اس کو ساتھ معنی کے اور ابن منیر نے کہا کہ لفظ ہے اس کو ساقط کیا ہے اور معنی سے اس کو ثابت کیا

ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو فرمایا کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ

۲۷۵۶- زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے لقطہ کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شہرت دے اس کو ایک سال پھر پہچان رکھ اس کی تھیلی اور دھاگے کو پھر اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو اس کی طرف ادا کر دے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لے کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا بھیڑیے کے واسطے پھر اس نے کہا کہ گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے تو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوا پھر فرمایا کہ تیرے واسطے کیا ہے اور اس کے واسطے کیا ہے جو تا اور اس کی مشک اس کے ساتھ موجود ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے ملے۔

قائد: اس حدیث میں ودیعت یعنی امانت کا ذکر نہیں تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ سلیمان بن ہلال کی روایت کہ جو پہلے مذکور ہو چکی ہے مرفوع ہونا رائج ہے اور ابن بطلان نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو شک مذکور میں شبہ ہوا پس ترجمہ باندھا اس کو ساتھ معنی کے اور ابن منیر نے کہا کہ لفظ ہے اس کو ساقط کیا ہے اور معنی سے اس کو ثابت کیا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو فرمایا کہ اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ

مالک کی ملک باقی ہے برخلاف اس کے جو مباح کرتا ہے اس کے بعد برس کے بغیر ضمانت کے اور یہ جو کہا کہ وہ تیرے پاس امانت ہوگی تو احتمال ہے کہ نہ ہو مراد بعد لانے کے خرچ میں اور یہی ہے ظاہر سیاق حدیث کا پس مجاز کیا ساتھ ذکر ودیعت کے وجوب رد و بدل اس کے سے یعنی اس صورت میں واجب تو اس کے بدل کا دینا ہے پس ودیعت کو جو ذکر کیا تو بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ حقیقت ودیعت کی یہ ہے کہ اس کی ذات باقی رہے اور جامع واجب ہونا رد اس چیز کا ہے جو پائے آدمی واسطے غیر اپنے کے نہیں تو جس کے خرچ کرنے کے اجازت ہو اس کی ذات باقی نہیں رہتی اور احتمال ہے کہ ہو دا بیج و لکن کے ساتھ معنی اُو کے یعنی یا تو اس کو خرچ کرے اور اس کا بدلہ دے اور یا اس کو اپنے پاس بطور امانت کے رکھے یہاں تک کہ اس کا مالک آئے تو اس کو دے یہ جو اس کا نام امانت رکھا تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر وہ ضائع ہو جائے تو اس کا بدلہ اس پر لازم نہیں آتا اور یہی ہے مختار نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے واسطے تا بعد اری ایک جماعت سلف کے اور ابن نمیر نے کہا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے واسطے ایک قول علماء کے کہ جب تلف کرے اس کو اٹھانے والا بعد تشہیر کے اور گزرنے مدت اس کی کے پھر اس کا بدلہ نکالے پھر وہ ہلاک ہو تو دوسری بار اس پر ضمانت نہیں اور جب دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو کھالیا تھا پس اس کا بدلہ نکالا تھا پھر وہ ضائع ہو تو بھی اس کا قول قبول کیا جائے اور یہی رائج ہے سب اقوال سے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَأْخُذُ اللَّقْطَةُ وَلَا يَدْعُهَا تَضِيعُ
حَتَّى لَا يَأْخُذَهَا مَنْ لَا يَسْتَحِقُّ
کیا لے لقطہ کو اور نہ چھوڑے اس کو اس حال میں کہ
ضائع ہو اور نہ چھوڑے اس کو تا کہ لے اس کو وہ شخص کہ
اس کا مستحق نہیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے اس پر جو گری پڑی چیز کے اٹھانے کو برا جانتا ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث جادرد کی ہے کہ گم ہوئی چیز مسلمان کے سبب ہے آگ کا روایت کہ یہ حدیث نسائی نے ساتھ سند صحیح کے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمول ہے اس کے حق میں جو اس کو شہرت نہ دے اور جمہور کی دلیل یہ حدیث مسلم کی ہے کہ جو گم ہوئی چیز کو لے وہ گمراہ ہے جب تک کہ اس کو شہرت نہ دے۔ (فتح)

۲۲۵۷۔ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد میں سلیمان رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو میں نے ایک کوڑا گرا ہوا پایا تو ان دونوں نے کہا کہ اس کو پھینک دے میں نے کہا کہ میں نہیں پھینکتا مگر یہ کہ میں اس کے مالک کو پاؤں گا تو اس کو دے دوں گا نہیں تو اس سے فائدہ اٹھاؤں گا سو جب ہم جہاد سے پھرے تو ہم نے حج کیا سو میں مدینے

۲۲۵۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهْمَلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفْلَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدَ بْنِ صَوْحَانَ فِي غَزَاةٍ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَقَالَ لِي أَلْقِهِ قُلْتُ لَا وَلَكِنْ إِنْ وَجَدْتُ صَاحِبَهُ إِلَّا اسْتَمْتَعْتُ

میں گزرا سو میں نے ابی بن کعب سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک ہمیانی (تھیلی) پائی تھی جس میں سواشرنی تھی سو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک سال شہرت دے سو میں نے اس کو ایک سال مشہور کیا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور شہرت دے میں نے اس کو ایک برس اور شہرت دی پھر میں تیسری بار حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک برس اور شہرت دے پھر میں چوتھی بار آپ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہچان رکھ اس کی گنتی کو اور اس کی تھیلی کو اور اس کے سر بند کو پس اگر اس کا مالک آئے تو اس کے دے نہیں تو اپنے کام میں لا۔

بِهِ فَلَمَّا رَجَعْنَا حَجَجْنَا فَمَرَرْتُ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلْتُ أَبِيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ وَحَدَّثْتُ صُرَّةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوَكَايَتَهَا وَوَعَانَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا اسْتَمْتَعْ بِهَا.

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے ابی پر ہمیانی کے لینے سے انکار نہ کیا پس معلوم ہوا کہ یہ بات شرع میں جائز ہے اور مستلزم ہے شامل ہونے اس کے کو مصلحت پر نہیں تو ہوگا تصرف بیع ملک غیر کے اور یہ مصلحت ہوتی ہے ساتھ نگاہ رکھنے اس کے اور بچانے اس کی خیانت سے اور تشہیر کرنے اس کے کے تاکہ پہنچے طرف اصل مالک اپنے کے اور اسی واسطے ارجح مذہب علماء کا یہ ہے کہ گری پڑی چیز کا اٹھانا مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے سوجب اس کا اٹھانا رائج ہو تو واجب ہوتا ہے یا مستحب اور جب اس کا چھوڑ دینا رائج ہو تو حرام ہوتا ہے یا مکروہ نہیں تو وہ جائز ہے اور یہ جو کہا کہ اس میں سواشرنی تھی تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بیچ فرق کرنے اس کے کے درمیان قلیل لقطہ کے اور بہت کے کہ بہت کو ایک سال تشہیر کرے اور تھوڑے کو چند روز اور حد قلیل کے نزدیک اس کے وہ چیز ہے کہ ہاتھ کاٹنے کا واجب نہ کرے اور وہ دس سے کم ہے اور تحقیق ذکر کیا ہم نے اختلاف کو بیچ مدت تشہیر کے پہلے باب میں یعنی جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ایک برس تشہیر کرے اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ تشہیر کرے اس کو اس مدت تک کہ گمان غالب ہو کہ اس کا مالک اس کے بعد نہیں آئے گا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ
اور سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر میں ان سے کے میں ملا

اس کے بعد تو کہا میں نہیں جانتا کہ تین سال کہا یا ایک سال۔

جو لقطہ کو شہرت دے اور اس کو بادشاہ کے سپرد نہ کرے

عَنْ سَلَمَةَ بِهَذَا قَالَ فَلَقِيْتُهُ بَعْدَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا أَدْرِي أَثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا. بَابُ مَنْ عَرَفَ اللَّقْطَةَ وَلَمْ يَذْفَعْهَا إِلَى

السُّلْطَانِ

فائدہ: شاید یہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے طرف رد کرنے قول اوزاعی کی بیچ فرق کرنے کے درمیان قلیل اور کثیر کے سوا اس نے کہا کہ اگر تھوڑا ہو تو اس کو شہرت دے اور اگر بہت مال ہو تو اس کو بیت المال میں پہنچائے اور جمہور اس کے برخلاف ہیں ہاں بعض نے لقطہ اور گم ہوئی چیز کے درمیان فرق کیا ہے اور بعض مالکیہ اور شافعیہ نے درمیان مومن اور غیر اس کے کے پس کہا کہ جو مومن ہو سو اس کی تشہیر کرے اور جو غیر مومن ہو سو بادشاہ کو دے تاکہ وہ کسی امانتدار کو دے جو اس کو شہرت دے اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ اگر لقطہ امن والے لوگوں کے درمیان ہو اور بادشاہ ظالم ہو تو افضل یہ ہے کہ اس کو نہ اٹھائے اور اگر اس کو اٹھائے تو بادشاہ کو نہ دے اور اگر بادشاہ عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اٹھانے والے کو اختیار ہے کہ خواہ بادشاہ کو دے یا نہ دے اور اگر ایسے لوگوں کے درمیان ہو جو مامون نہیں اور بادشاہ ظالم ہو تو اٹھانے والے کو اختیار ہے اور عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے نزدیک رائج ہے اور اگر عادل ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

۲۲۵۸۔ زید بن اللہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے حضرت ﷺ سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک سال شہرت دے پس اگر کوئی آکر تجھ کو خبر دے ساتھ تھیلی اس کی کے اور سر بند اس کے کے تو اس کو دے نہیں تو اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اس نے حضرت ﷺ سے گم ہوئے اونٹ کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے اور اس کے واسطے کہ اس کے ساتھ اس کا جوتا ہے اور اس کی مشک ہے پاؤں سے چل کر پانی پر جاتا ہے اور درخت کھاتا ہے چھوڑ دے اس کو یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پائے پھر اس نے آپ ﷺ سے گم ہوئی بکری کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے یا واسطے تیرے بھائی کے یا واسطے بھیڑیے کے۔

۲۲۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنبِيعِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللَّقْطَةِ قَالَ عَرَفْتُهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعِفَاصِهَا وَوِكَانِهَا وَإِلَّا فَاسْتَفِقْ بِهَا وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَصَمَرَ وَجْهَهُ وَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِدَاؤُهَا تَرُدُّ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ دَعَهَا حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّبِّ

بَابُ

یہ باب ہے

۲۲۵۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا
النُّصْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ
أَخْبَرَنِي الْبَرَاءُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا
إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِي
بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ انْطَلَقْتُ فَإِذَا أَنَا
بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ فَقُلْتُ لِمَنْ أَنْتَ
قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَسَمَاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ
هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ تَبَنِ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ هَلْ
أَنْتَ حَالِبٌ لِي قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَأَعْقَلَ شَاةً
مِنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفِضَ صَرْعَهَا مِنْ
الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفِضَ كَفِّهِ فَقَالَ هَكَذَا
ضَرَبَ إِحْدَى كَفِّهِ بِالْأُخْرَى فَحَلَبَ كُتْبَةً
مِنْ تَبَنِ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَاوَةً عَلَى فِيمَهَا خِرْقَةٌ فَصَبَّيْتُ
عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا
رَسُولَ اللَّهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ.

۲۲۵۹۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تو ناگہاں
میں نے ایک چرواہا دیکھا جو اپنی بکریاں ہانکتا تھا تو میں نے کہا
کہ تو کن لوگوں میں سے ہے یعنی تو کس کا نوکر ہے اس نے
کہا کہ ایک قریشی مرد کا سو اس نے اس کا نام لیا تو میں نے
اس کو پہچانا سو میں نے کہا کہ کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے
اس نے کہا کہ ہاں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو میرے
واسطے دودھ دھتا ہے یعنی کیا تجھ کو اپنے مالک کی طرف مسافر
کے واسطے سے دودھ دوہنے کی اجازت ہے اس نے کہا کہ
ہاں سو میں نے اس کو حکم کیا سو وہ ایک بکری کے پیچھے بیٹھا پھر
میں نے اس کو حکم کیا کہ اس کے تھن گردے جھاڑے پھر میں
نے اس کو حکم کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے پس کیا اس طرح
کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا پھر اس نے بقدر ایک
پیالے کے یا تھوڑا سا دودھ دوہا اور میں نے حضرت ﷺ کے
واسطے پانی کا ایک برتن ساتھ لیا ہوا جس کے منہ پر کپڑے کا
ایک ٹکڑا تھا سو میں نے پانی کو دودھ پر ڈالا یہاں تک کہ اس کا
برتن ٹھنڈا ہوا پھر میں اس کو لے کر حضرت ﷺ کے پاس آیا تو
میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کو پی لیجیے سو حضرت ﷺ
نے پیا یہاں تک کہ میں راضی ہوا۔

فائدہ: یہ باب پہلے باب سے بجائے فصل کے ہے اور غرض اس حدیث سے اس جگہ پینا حضرت ﷺ کا اور ابو
بکر رضی اللہ عنہ کا ہے دودھ کو جو چرواہے کے ساتھ تھے اور نہیں اس میں مناسبت ظاہر واسطے حدیث لفظ کے لیکن ابن نمیر نے
کہا کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے بابوں لفظ کے یہ ہے کہ یہ دودھ اس جگہ بیچ حکم ضائع کے ہے اس واسطے کہ
بکریوں کے ساتھ جنگل میں سوائے ایک چرواہے کے اور کوئی نہیں پس جو پینے سے زیادہ ہو وہ ہلاک ہونے والا ہے
پس وہ مانند کوڑے کی ہے جس کا اٹھانا درست ہے اور اس کا تکلف پوشیدہ نہیں (فتح) یعنی وجہ مناسبت کی ٹھیک نہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب ہے ظلموں اور قصاص کے بیان میں

کِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ

فائدہ: ظلم رکھنا چیز کا ہے بچ غیر جگہ شرعی کے اور غصب چھیننا مال کا غیر کا ہے ناحق۔

باب ہے بچ بیان ظلموں اور غصب کے

بَابُ فِي الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ

اور بیان اس آیت کا مت کر اللہ کو بے خبر ان کاموں میں جو کرتے ہیں بے انصاف ان کو تو چھوڑ رکھتا ہے اس دن پر جس دن میں اوپر لگ جائیں گی آنکھیں یعنی جس دن دہشت سے کوئی آنکھ نہ مار سکے گا دوڑتے ہوں گے اوپر اٹھائے اپنے سر اور مقنع اور مقح کے ایک معنی ہیں اور مجاہد نے کہا کہ مہطعین کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ دیکھتے ہوں گے اور اس کے غیر نے کہا کہ جلدی کرتے ہوں گے، ان کی آنکھ ان کی طرف نہیں پھرے گی یعنی نیچے دیکھنے کی فرصت نہیں ہوگی اور ان کے دل خالی ہوں گے یعنی خالی ہوں گے ان کے واسطے عقل نہیں ہوگی یعنی نہایت دہشت کے سبب ان کے عقل دور ہو جائیں گے اور ڈرا لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان کو عذاب بہت کہیں گے بے انصاف اے رب ہمارے ہم کو فرصت دے تھوڑی مدت کہ ہم مانیں تیرا بلانا اور ساتھ ہوں رسولوں کے کیا نہیں تھے تم قسمیں کھاتے اس سے پہلے کہ نہیں ہے تمہارے واسطے زوال اور تم رہے

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُؤُوسِهِمْ﴾ رَافِعِي رُؤُوسِهِمُ الْمُقْنِعِ وَالْمُقْنِعُ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُهْطِعِينَ مُدِئِمِي النَّظَرِ وَيُقَالُ مُسْرِعِينَ ﴿لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْبِدَتْهُمْ هَوَاءٌ﴾ يَعْنِي جَوْفًا لَا عَقُولَ لَهُمْ ﴿وَأَنْذِرُ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ نَجِبْ دَعْوَتَكَ وَتَتَّبِعِ الرُّسُلَ أُولَئِكَ تَكُونُوا آفَاسُهُمْ مِنْ قَبْلِ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ وَسَكَتُهُمْ فِي مَسَاكِينِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمْ الْأَمْثَالَ وَقَدْ مَكَرُوا

مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرَهُمْ وَإِنْ كَانَ
مَكْرَهُمْ لَيَنْزُولُ مِنْهُ الْجَبَالُ فَلَا تَحْسِبَنَّ
اللَّهُ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
ذُو انْتِقَامٍ ﴿٢٢٦﴾

گھروں میں ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم کیا اپنی
جانوں پر اور واضح ہو گیا واسطے تمہارے کہ کیسا کیا ہم
نے ساتھ ان کے اور ہم نے بیان کیسے تمہارے لیے
مثالیں یقیناً انہوں نے چلیں اپنی چالیں اور اللہ کے
پاس علم ہے ان کی چالوں کا اور نہیں ٹھیں ان کی چالیں
ایسی کہ مل جائیں ان سے پہاڑ پس ہرگز نہ خیال کر اللہ
کو وعدہ خلافی کرنے والا اپنے رسولوں سے بے شک
اللہ غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظلم کرنے سے بہت بڑا عذاب ہے اور غضب بھی ایک قسم ہے ظلم سے۔

ظلموں کے بدلے کا بیان یعنی قیامت کے دن ان
کی کیا سزا ہے؟

بَابُ قِصَاصِ الْمَظَالِمِ

www.KitaboSunnat.com

۲۲۶۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ جب مسلمان یعنی بعض آگ سے خلاص ہوں
گے تو روکے جائیں گے پل پر کہ بہشت اور دوزخ کے
درمیان ہے پس بدلہ لیا جائے گا ان سے ظلموں کا کہ تھے
درمیان ان کے دنیا میں یعنی ان کے ظلموں کو تلاش کر کے
بعض کو بعض کے ساتھ ساقط کیا جائے گا یا تو ظالم سے بقدر ظلم
کے مظلوم کا نیکیاں دلائی جائیں گی یا مظلوم کے گناہ اس پر
ڈالے جائیں گے یہاں تک کہ جب گناہ سے صاف ہو
جائیں گے تو ان کو بہشت میں آنے کی اجازت دی جائے
گی، پس قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان
ہے کہ البتہ کوئی ان میں سے ساتھ گھر اپنے کے بہشت میں
البتہ زیادہ تر راہ پانے والا ہوگا ساتھ جگہ اپنی کے کہ دنیا میں
تھی یعنی جیسا کہ دنیا میں ہر کوئی اپنے گھر کو پہچانتا ہے بہشتی
لوگ بہشت میں اپنے گھر کو اس سے زیادہ پہچانیں گے اور

۲۲۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا
مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ
أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَلَصَ
الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ
الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُونَ مَظَالِمَ كَانَتْ
بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا نَقَوْا وَهَذَبُوا
أُذِنَ لَهُمْ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِي نَفْسُ
مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا أَحَدَهُمْ بِمَسْكَنَةٍ فِي الْجَنَّةِ
أَدْلُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَقَالَ يُونُسُ
بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا
أَبُو الْمُتَوَكِّلِ

جب پہلے پہل بہشت میں داخل ہوں گے تو خود بخود اپنے اپنے گھر میں چلے جائیں گے کسی کے بتلانے کی حاجت نہ ہوگی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ظالموں کا بدلہ لیا جائے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾
یعنی بیان ہے اس آیت کا کہ خبردار ہو لعنت ہے اللہ کی ظالموں پر

۲۲۶۱- صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑے اس کے ساتھ چلتا تھا کہ ناگہاں ایک مرد سامنے آیا تو اس نے کہا کہ تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی کے باب میں کس طرح سنا ہے یعنی جو سرگوشی کہ قیامت کے دن بندے اور اللہ کے درمیان ہوگی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ ایمان دار کو نزدیک کرے گا یعنی قیامت میں پھر اس کو اپنی رحمت کے سائے سے چھپالے گا اور فرمائے گا کیا تو اپنا فلانا گناہ پہچانتا ہے پنا فلانا گناہ پہچانتا ہے سو مسلمان کہے گا کہ ہاں میرے رب یاد ہے یہاں تک کہ اس کے گناہ اس سے قبول کرا دے گا اور وہ اپنے جی میں جانے گا کہ اب میں ہاک ہوا اللہ فرمائے گا کہ تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے ہم آج بھی ان کو بخشتے ہیں پھر نیکوں کا اعمال نامہ اس کو دیا جائے گا اور کافر اور منافق جو فقط زبانی مسلمان ہے سوان کے کواہ یعنی پیغمبر اور فرشتے ان کو کہیں گے کہ یہ لوگ ہیں جو اللہ جھوٹ باندھتے تھے جان لو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے کی اس حدیث کی ابواب الغصب میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ عموم قول اللہ کا اس جگہ کہ ہم آج بھی ان کو بخشتے ہیں مخصوص ہے ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے یعنی ظلم نہیں بخشا جائے گا۔ (فتح)

بَابُ لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا

اس کو ہلاکی میں

یُسْلِمُهُ

۲۲۶۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو ہلاکی میں ڈالے اور جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی میں ہو اللہ اس کی مدد میں ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان کی مشکل آسان کر دے تو اللہ اس کی مشکل آسان کرے گا قیامت کی مشکلوں سے اور جو مسلمان کے عیب چھپائے اللہ اس کے عیب قیامت میں چھپائے گا۔

۲۲۶۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَاتٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا تو یہ برادری اسلام کی ہے اور مشترک ہے اس میں غلام اور آزاد اور بالغ اور یتیم اور یہ جو کہا کہ اس کو ہلاکت میں نہ ڈالے تو یہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے اس واسطے کہ مسلمان کو مسلمان پر ظلم کرنا حرام ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو ہلاکی میں نہ ڈالے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ چھوڑے اس کو ساتھ اس کے کہ اس کو ایذا دے یا اس چیز میں کہ اس کو ایذا دے بلکہ اس کی مدد کرے اور اس کی ایذا دور کرے اور یہ خاص ترک ظلم سے ہے اور کبھی یہ واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب باعتبار اختلاف احوال کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ چھوڑے اس کو مصیبت میں کہ اس پر اترے اور نہ حقیر جانے اس کو اور یہ جو کہا کہ جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اس کو کسی برے کام پر دیکھے تو اس کو لوگوں میں ظاہر نہ کرے اور نہیں ہے اس میں وہ چیز کہ تقاضا کرے ترک انکار کو اوپر اس کے بچ اس چیز کے کہ دونوں کے درمیان ہے اور حمل کیا جائے گا امر بچ جائز ہونے شہادت کے اوپر اس کے ساتھ اس حالت کے جب کہ اس پر انکار کرے اور اس کو نصیحت کرے اور وہ اپنے برے کام سے باز نہ آئے پھر اس کو لوگوں میں ظاہر کرے جیسا کہ وہ مأمور ہے ساتھ ستر کرنے کے جب کہ واقع ہو اس سے کوئی چیز اور اگر متوجہ وہ طرف حاکم کی اور اقرار کرے تو یہ منع نہیں اور مجھ کو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ عیب چھپانے کی جگہ اس گناہ میں ہے جو گزر چکا ہو اور انکار کی جگہ اس گناہ میں ہے کہ جس میں بالفعل مبتلا ہو پس واجب ہے انکار اوپر اس کے اور نہیں تو لے جائیں اس کو طرف حاکم کی اور یہ غیبت حرام میں سے نہیں بلکہ خیر خواہی واجب سے ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف ترک غیبت کی اس واسطے کہ جو اپنے بھائی کے

گناہ ظاہر کرے اس نے اس کا عیب نہ چھپایا اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر مدد کرنے کے آپس میں اور اچھا کرنے معاشرت اور الفت کے اور یہ کہ سزا واقع ہوتی ہے جس طاعات سے اور یہ کہ جو قسم کھائے کہ فلا نا اس کا بھائی ہے اور مراد اسلام کی برادری ہو تو حاشا نہیں ہوتا۔ (فتح)

بَابُ اَعْنِ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُومًا مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم

فائدہ: ترجمہ میں اعانت کا لفظ ہے اور حدیث میں نصرت کا تو اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں انصر کی جگہ اعن کا لفظ آچکا ہے جیسا کہ ابن عدی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ (فتح)

۲۲۶۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ أَنَسٍ وَحُمَيْدُ الطَّوِيلُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُومًا.

۲۲۶۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی مدد کروں گا جب کہ مظلوم ہوگا بھلا یہ تو بتلائیے اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیونکر کروں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مددگاری ہے۔ (فتح)

۲۲۶۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُومًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ.

۲۲۶۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں مدد کروں گا اس کی حالت مظلوم ہونے میں پس کیوں کر مدد کروں اس کی اس حال میں کہ ظالم ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو اس کے ہاتھ کو پکڑے یعنی اس کو فعل کے ساتھ ظلم سے اول اگر نہ باز رہے قول سے۔

مظلوم کی مدد کرنے کا بیان

بَابُ نَصْرِ الْمَظْلُومِ

فائدہ: یہ فرض کفایہ ہے اور وہ عام ہے سب مظلوموں میں اور اسی طرح مدد کرنے والوں میں اس بنا پر کہ فرض کفایہ کے ساتھ سب مخاطب ہیں اور یہی رائج ہے اور معین ہوتی ہے کبھی مدد کرنی اس شخص پر جس کو اس پر قدرت ہو تو تھا جب کہ نہ مرتب ہو اس کے انکار پر مفسدہ زیادہ تر مفسدی منکر کے سے اور اگر جانے یا اس کو غالب گمان ہو کہ انکار کچھ فائدہ نہ دے گا تو وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور باقی رہتا ہے اصل استحباب ساتھ شرط مذکور کے اور اگر

دونوں مفسدی برابر ہوں تو مختار ہے اور شرط ناصر کی یہ ہے کہ وہ عالم ساتھ ہونے فعل کے ظلم اور واقع ہو مدد ساتھ واقع ہونے ظلم کے اور وہ اس وقت حقیقت ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے مدد پہلے واقع ہونے ظلم کے مانند اس شخص کی جو چھوڑا دے ایک آدمی کو دوسرے آدمی کے ہاتھ سے مطالبہ کرے اس سے مال کا ساتھ ظلم کے اور جھڑ کے اس کو اگر نہ خرچ کرے مال کو اور کبھی اس کے بعد واقع ہوتی ہے اور یہ بہت ہے۔ (فتح)

۲۲۶۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُؤَيْدٍ سَمِعْتُ الْهَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ فَذَكَرَ عِيَادَةَ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعَ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتَ الْعَاطِسِ وَرَدَّ السَّلَامِ وَنَصَرَ الْمَظْلُومِ وَإِجَابَةَ الدَّاعِي وَإِبْرَارَ الْمُقْسِمِ.

۲۲۶۵۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا اور سات چیزوں سے منع کیا پس ذکر کیا بیمار پرسی کو اور جنازے کے ساتھ جانے کو اور چھینکنے والے کے جواب دینے کو اور سلام کے جواب کو اور مظلوم کی مدد کرنے کو اور دعوت کو قبول کرنے کو اور قسم دینے والے کو قسم پورا کرنے کو یعنی اگر وہ کسی کو کسی مباح کام کے کرنے کی قسم دے تو چاہیے کہ اس کو پورا کرے۔

فائدہ: اور مقصود اس حدیث سے اس جگہ یہ لفظ ہے کہ مظلوم کی مدد کرے۔ (فتح)

۲۲۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبَنِيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ

۲۲۶۶۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا ایک دوسرے کو مضبوط کیے رکھتا ہے اور اپنی انگلیوں کا قینچی کیا۔

بَابُ الْإِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ لِقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ﴾

ظالم سے بدلہ لینے کا بیان

یعنی واسطے اس آیت کے کہ اللہ کو خوش نہیں آتا بری بات کا پکارنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہے سنتا جانتا یعنی اور وہ لوگ جب پہنچتی ہے ان کو سرکشی یعنی ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لیتے ہیں۔

فائدہ: لیکن پہلی آیت پس روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے الا من ظلمہ کی تفسیر میں یعنی مگر بدلہ لے ساتھ مثل اس چیز کے کہ اس پر ظلم ہوا تو اس پر ملامت نہیں اور مجاہد سے روایت ہے الا من ظلمہ کی تفسیر میں کہ پس

بدلے کے تحقیق جائز ہے اس کو یہ کہ بری بات کو پکار کر کہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ یہ آیت ایک فرد کے حق میں اتری جو ایک قوم میں اتراسوا نہوں نے اس کی ضیافت نہ کی تو اس کو اجازت ہوئی کہ ان کی شکایت کرے میں کہتا ہوں کہ نازل ہوتا اس کا ایک خاص معین واقع میں نہیں منع کرتا حمل کرنے کے کو اس کے عموم پر اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ جہر من القول کے دعا ہے پس مظلوم کو اجازت ہے کہ ظالم پر بددعا کرے اور اپر دوسری آیت سو وہ بھی طبری نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے ہمہ ينتصرون کی تفسیر میں یعنی وہ بدلہ لیتے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے ان پر ظلم کیا بغیر اس کے کہ زیادتی کریں۔ (فتح)

قَالَ اِبْرَاهِيْمُ كَانُوا يَكْرَهُوْنَ اَنْ كَذِيْل هُوں یعنی کوئی ان کو ذلیل کرے پس پھر جب بدلے لینے پر قادر ہوتے تھے تو معاف کر دیتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ معاف کرنا بہتر ہے۔

باب ہے بیچ بیان معاف کرنے مظلوم کے ظالم کو یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر تم ظاہر کرو کچھ بھلائی یا اس کو چھپاؤ یا معاف کرو برائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا ہے اور بدلہ برائی کا برائی ہے مانند اس کی اور جو معاف کرے اور سنوارے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو اور البتہ جو بدلہ لے مظلوم ہونے کے بعد تو ایسے لوگ نہیں ہے ان پر کوئی راستہ یعنی الزام، یہ راستہ تو اوپر ان لوگوں کے ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور بغاوت کرتے ہیں زمین میں ناحق یہی لوگ کہ ہے ان کے لیے دردناک عذاب اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا بے شک یہ یقیناً بری ہمت کے کاموں میں سے ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو نہیں ہے اس کے لیے کوئی چارہ ساز اس کے بعد اور تو دیکھے گا ظالموں کو جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو کہیں گے کیا واپس

بَابُ عَفْوِ الْمَظْلُومِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ اِنْ تَبَدُّواْ خَيْرًا اَوْ تَخَفُوْهُ اَوْ تَعْفَوْاْ عَنْ سُوءِ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَافُوْاْ قَدِيْرًا ﴾ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَاْ وَاَصْلَحَ فَاجْرُهُ عَلٰى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ وَلَمَنْ اَنْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيْلٍ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلٰى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَعْفُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ غَزَمِ الْاُمُوْر وَتَرٰى الظَّالِمِيْنَ لَمَّا رَاُوْا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿

لوٹنے کی کوئی راہ ہے یعنی اب دوبارہ دنیا میں بھیجا جا سکتا ہے۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے طبری نے سدی سے سچ تفسیر آیت او تعفوا عن سوء کے کہ مراد سوء سے ظلم ہے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے سدی سے سچ تفسیر آیت جزاء سینه سینه کے کہ اگر کوئی تجھ کو گالی دے تو اس کو مانند اس کے بغیر اس کے کہ تجاؤز کرے تو اور جو معاف کرے تو اس کو بدلہ اللہ پر ہے اور حسن سے روایت ہے کہ اگر کوئی کسی کو گالی دے تو اس کو اجازت ہے کہ اس کو گالی دے۔ (فتح)

بَابُ الظُّلْمِ ظُلُمَاتُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ظلم سیاہیاں ہوں گی قیامت کے دن

۲۲۶۷۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ظلم اور ستم سیاہیاں ہوں گی قیامت کے دن یعنی ظلم کے سبب سے ظالم کے آگے اندھیرے پر اندھیرا ہوگا۔

۲۲۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُونُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

مظلوم کی بددعا سے بچنا اور ڈرنا

۲۲۶۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا سو فرمایا کہ ڈرا کرو مظلوم کی بددعا سے سو بات یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور اللہ میں کچھ آؤ نہیں یعنی مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا۔

بَابُ الْإِتِّقَاءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ

۲۲۶۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِي عَنْ أَبِي مُعْبِدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ

اگر کسی کے واسطے کسی کے پاس کچھ مظلمہ ہو اور وہ اس کو معاف کر دے تو کیا وہ اپنے ظلم کو بیان کرے یا نہیں

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی سچ صحت معاف کرنے ظلم مجہول کے اور اطلاق حدیث کا قوی کرتا ہے

اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مجھ کو چیز کا معاف کرنا درست ہے اور اس کے بعد باب باندھا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ جب معاف کرے اس کو اور نہ بیان کرے کہ وہ کہتا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ مجمل کا معاف کرنا بھی درست ہے اور گمان کیا ابن بطلان نے کہ باب کی حدیث میں حجت ہے واسطے شرط ہونے تعین کے یعنی معاف کرنے کے وقت شرط ہے معین کرنا اس چیز کا کہ جس کو معاف کرتا ہے یعنی کہے کہ فلان قصور یا اتنا قصور معاف کرتا ہوں اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا یہ قول مظلمۃ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ اس کی مقدار معلوم ہو جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اس میں ہے شبہ سے اور ابن منیر نے کہا کہ حدیث میں جو تقدیر واقع ہوئی ہے کہ بدلہ لیا جائے گا ظالم سے واسطے مظلوم کے یہاں تک کہ لے گا اس سے بقدر حق اپنے کے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور اختلاف تو اس میں ہے جب کہ ساقط کرے مظلوم حق اپنا دنیا میں کہ کیا شرط ہے یہ کہ پہچانے مقدار اس کے یا نہیں اور حدیث مطلق ہے اس میں کسی بات کی قید نہیں ہاں قائم ہوا ہے اجماع اور پر صحت معاف کرنے کے چیز معین اور معلوم سے پس اگر چیز معلوم ہو تو صحیح ہے بہ اس کا سوائے ابراء کے اس سے۔ (فتح)

۲۶۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس پر کوئی مظلمہ ہوا اپنے بھائی مسلمان کا خواہ اس کی آبرو کا ہو یا کسی اور چیز کا یعنی جان و مال کا تو چاہیے کہ آج اس سے بخشا لے اس دن سے پہلے کہ جس دن نہ اثر فی پاس ہوگی اور نہ روپیہ یعنی دن قیامت کے اگر ظالم کے کچھ نیک کام ہوں گے تو بقدر ظلم کے اس سے لے کر مظلوم کو دلائے جائیں گے اور اگر ظالم کے نیک عمل کچھ بھی نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر لادے جائیں گے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمعیل کا نام مقبری اس واسطے رکھا گیا کہ وہ قبروں کے کونے میں اتر اکر تا تھا۔

۲۶۶۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عَرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدَرٍ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتٍ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ إِنَّمَا سُمِّيَ الْمَقْبُرِيُّ لِأَنَّهُ كَانَ نَزَلَ نَاحِيَةَ الْمَقَابِرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَسَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ هُوَ مَوْلَى بَنِي لَيْثٍ وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ وَاسْمُ أَبِي سَعِيدٍ كَيْسَانُ.

فائدہ: اور مسلم کی اس حدیث کے معنی کو روایت کیا ہے اور اس کی چال اس سے زیادہ تر واضح ہے اور اس کے

لفظ یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے فرمایا البتہ میری امت میں حقیقت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن آئے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لے کر اور حالانکہ اس کو گالی دی اور اس کو حرام کاری کا عیب لگایا اور اس کا مال کھایا اور اس کی خون ریزی کی سو اس کی نیکیوں سے اس مظلوم کو دلایا جائے گا سو اگر قصور ادا ہونے کے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو چکیں گی تو ان مظلوموں کے گناہ لے کر اس ظالم پر ڈالے جائیں گے پھر وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا اور نہیں تعارض درمیان اس کے اور درمیان اس آیت کے کہ نہ اٹھائے گا کوئی جی بوجھ دوسرے کا اس واسطے کہ وہ تو صرف اپنے ہی فعل اور ظلم کے سبب سے عذاب کیا جائے گا اور بغیر اپنے گناہ کے عذاب نہ کیا جائے گا بلکہ اپنے قصور سے پس مقابلہ کی گئیں نیکیاں ساتھ بدیوں کے اس بنا پر کہ اللہ کا عدل اس کو چاہتا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِهِ فَلَا رُجُوعَ فِيهِ
جب مظلوم ظالم کو اپنے ظلم سے معاف کر دے تو
پھر اس میں رجوع نہیں

فائدہ: یعنی وہ ظلم کہ معلوم ہو نزدیک اس کے جو اس کو شرط کرتا ہے یا مجہول ہو نزدیک اس کے جو اس کو جائز رکھتا ہے اور وہ گزرے ہوئے گناہوں میں بالاتفاق جائز ہے اور آئندہ گناہوں میں اختلاف ہے۔ (فتح)

۲۲۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ
أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي هَذِهِ الْآيَةِ ﴿وَإِنْ أَمْرًا
خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾
قَالَتْ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ
بِمُسْتَكْبِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُولُ
أَجْعَلْكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ فَتَزَلَّتْ هَذِهِ
الْآيَةُ فِي ذَلِكَ.

۲۲۷۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں
کہ اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے اور منہ
پھیرنے سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک مرد کے پاس عورت
ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ صحبت نہیں رکھتا یعنی واسطے بوڑھی
ہونے عورت کے یا بد خلقی وغیرہ کے ارادہ کرتا ہے یہ کہ اس
سے جدا ہو تو عورت کہتی ہے کہ میں تجھ کو اپنے حال سے حل
میں کرتی ہوں یعنی میں زوجیت کے سبب حق تجھ کو معاف
کرتی ہوں یا اپنی باری معاف کرتی ہوں اور مجھ کو طلاق نہ
دے سو یہ آیت اس باب میں اتری۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ خلع عقد لازم ہے پس نہیں صحیح ہے رجوع کرنا
بیچ اس کے اور ملحق ہوگا ساتھ اس کے ہر عقد لازم اس طرح کہا ہے کرمانی نے اور وہم کیا اس نے اور مورد آیت
اور حدیث کا تو اس کے حق میں ہے جو اپنا قسمت یعنی باری سے ساقط کرے یعنی خاوند کو کہے کہ میں نے اپنی باری
تجھ کو چھوڑی اور نہیں ہے خلع سے کسی چیز میں یعنی اس آیت کو خلع سے کچھ تعلق نہیں پس اسی واسطے واقع ہوا شبہ پس

کہا داؤدی نے کہ حدیث باب کے مطابق نہیں اور ابن نمیر نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ ترجمہ شامل ہے اسقاط حق کو قصور گذشتہ سے اور آیت کا مضمون آئندہ حق کا معاف کرنا ہے تاکہ نہ ہو عدم وفا ساتھ اس کے ظلم واسطے ساقط ہونے اس کے کہ ابن نمیر نے کہا کہ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے باریک بینی کی ہے استدلال میں پس گویا کہ وہ کہتا ہے کہ جب جاری ہوتا ہے ساقط کرنا حق متوقع میں یعنی آئندہ میں تو حق محقق یعنی ماضی میں بطریق اولیٰ جاری ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أُذِنَ لَهُ أَوْ أَحْلَهُ وَلَمْ يَبِينْ كَمَهُوْ.

جب اس کو اجازت دے یا معاف کرے اور نہ بیان کرے کہ کتنا ہے یعنی معاف کی ہوئی چیز کا اندازہ بیان نہ کرے کہ کس قدر معاف کی۔

۲۲۷۱۔ سہل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس شربت لایا گیا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس سے پیا اور حضرت رضی اللہ عنہ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت رضی اللہ عنہ نے لڑکے سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں لڑکے نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت رضی اللہ عنہ میں آپ کے جوٹھے کے ساتھ اپنے اوپر کسی کو مقدم نہیں کروں گا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ اس کے ہاتھ میں دیا۔

۲۲۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاحُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذِنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا أُوْثِرُ بِبَصِيصِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الشرب میں پہلے گزر چکی ہے اور اس کی شرح اور مطابقت کتاب الاشراب میں آئے گی ابن تین پر اس کی مطابقت کی وجہ پوشیدہ رہی پس وہ اس سے منکر ہوا۔

بَابُ إِثْمٍ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِّنَ الْأَرْضِ

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف توجیہ تصویر غصب زمین برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ یہ ممکن نہیں یعنی زمین کا چھین لینا ممکن ہے۔

۲۲۷۲۔ سعید بن زید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو ظلم سے کچھ زمین چھین لے گا تو اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

۲۲۷۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ سَهْلٍ

أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا
طَوَّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ.

۲۲۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ
أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَتْ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنَاسٍ خُصُومَةٌ فَذَكَرَ لِعَلَانَشَةٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا سَلَمَةَ
اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ
الْأَرْضِ طَوَّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ.

۲۲۷۳۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کے اور کچھ
لوگوں کے درمیان جھگڑا تھا تو یہ جھگڑا عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا
گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی زمین سے
اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ظلم سے بالشت بھر
زمین کسی کی چھین لے گا تو اس کے گلے میں سات طبق زمین
کا طوق ڈالا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث میں بالشت بھر زمین کو ذکر کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ وعید میں تھوڑی اور بہت زمین
سب برابر ہے خطابی نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے گلے میں سات طبق زمین کا طوق ڈالا جائے
گا تو اس کے معنی دو طور سے ہیں ایک یہ کہ جس قدر زمین ظلم سے چھین لے گا قیامت کے دن اس کے اٹھانے کی
اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس کو اٹھا کر میدان محشر میں لے جائے اور ہوگی وہ زمین مانند طوق کی اس کے گلے
میں نہ یہ کہ وہ ہتھکڑیاں طوق ہوگا اور دوسرے یہ معنی ہیں کہ وہ ظالم زمین میں سات طبق دھنسیا جائے گا تو اس حالت
میں ہر زمین اس کے گلے میں مثل طوق کے ہو جائے گی اور تیسری حدیث باب کی اس کی تائید کرتی ہے اور بعض
کہتے ہیں کہ معنی اس کے مانند پہلی وجہ کے ہیں لیکن بعد اس کے کہ سب کو اٹھائے گا وہ سب اس کے گلے میں طوق
گردانی جائے گی اور اس کی گردن کی مقدار بڑی ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کو سمائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا
ہے کہ کافر کا بدن بہت موٹا ہو جائے گا اور ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بالشت
بھر زمین کسی کی ظلم سے چھین لے گا تو اللہ اس کو بزور حکم کرے گا کہ اس زمین کو سات طبق تک کھودے پھر قیامت
کے دن اس کے گلے میں اس کا طوق ڈالا جائے گا یہاں تک کہ حساب سے فراغت ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ
اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس کو طوق بنائے اور وہ اس کو بنا نہ سکے گا پس عذاب کیا جائے گا ساتھ اس کے جیسا

کہ آیا ہے کہ جو اپنی خواب میں جھوٹ بولے تو اس کو تکلیف دی جائے گی کہ دو جو کے درمیان گرہ دے اور یہ چوتھی وجہ ہے اور پانچویں وجہ یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد طوق سے گناہ کا طوق ہو اور مراد یہ ہے کہ ظلم مذکور اس کے گلے میں لازم ہے یعنی اس کا گناہ لازم ہے اور ساتھ پہلی وجہ کے جزم کیا ہے ابو الفتح قشیری نے اور بغوی نے کہا کہ صحیح ہے اور احتمال ہے کہ منقسم ہوں یہ صفتیں واسطے صاحب اس قصور کے یعنی ان سب قسموں کے ساتھ اس کو عذاب کیا جائے گا یا منقسم ہوں اصحاب اس قصور کے پس بعض کو کسی طرح سے عذاب کیا جائے گا اور بعض کو کسی طرح سے باعتبار قوت ظلم اور ضعف اس کے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظلم اور غصب حرام ہے اور اس کا بڑا عذاب ہے اور یہ کہ ممکن ہے چھیننا زمین کا اور یہ کہ وہ کبیرہ ہے یہ بات قرطبی نے کہی اور گویا کہ اس نے تفریع کیا اس کو اس پر کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر وعید وارد ہو اور یہ کہ جو زمین کا مالک ہو وہ مالک ہوتا ہے نیچے اس کے کا انتہائے زمین تک اور اس کو جائز ہے کہ منع کرے اس کو جو اس میں گڑھایا کنواں کھودے بغیر رضا مندی اس کی کے اور یہ کہ جو زمین کے ظاہر کا مالک ہو وہ اس کے اندر کا بھی مالک ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے پتھروں ثابتہ اور مکانوں اور کھانوں وغیرہ سے اور یہ کہ اس کو جائز ہے کہ کھودے اس کو یہاں تک چاہے جب تک کہ اس کے ہمسائے کو ضرر نہ ہو اور یہ کہ ساتوں زمین آپس میں جڑی ہوئی ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں اس واسطے کہ اگر جدا جدا ہوتیں تو البتہ کافی ہوتا چھیننے والے کے حق میں طوق ڈالنا اس زمین کا کہ اس نے جھینی واسطے جدا ہونے اس کے کے نیچے کی زمین سے اور یہ کہ ساتوں زمینیں طبق ہیں مانند آسمانوں کے یعنی ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور یہی ہے ظاہر اس آیت سے ومن الارض مثلن یعنی پیدا کیا زمین سے مثل ان کی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ مراد سات زمینوں سے ہفت اقلیم ہے اس واسطے کہ اگر اسی طرح ہوتا تو نہ طوق ڈالا جاتا غاصب کے گلے میں بالشت بھر اور اقلیم سے یعنی حالانکہ حدیث میں ہے کہ ہر زمین سے بالشت بھر اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔ (فتح)

۲۲۷۴۔ ۲۲۷۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی کی کچھ زمین ناحق چھین لے گا تو قیامت کے دن ساتوں زمین تک دھنسا یا جائے گا ابو عبد اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ابن المبارک کی کتابوں میں خراساں میں نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ بصرہ میں ان پر لکھی گئی ہے۔

۲۲۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خَسِيفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اللَّهُ هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِخُرَاسَانَ فِي كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ إِنَّمَا

أُمِلِّي عَلَيْهِم بِالْبَصْرَةِ.

بَابُ إِذَا أُذِنَ إِنْسَانٌ لِأَخَرٍ شَيْئًا جَازَ

جب کوئی آدمی دوسرے کے واسطے کسی چیز کے اجازت دے تو جائز ہے

۲۲۷۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فِي بَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَصَابَتْنا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَمُرُّ بِنَا فَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ.

۲۲۷۵۔ جبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم مدینے میں پنج ایک گروہ اہل عراق کے سو ہم کو قحط پہنچا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو کھانے کے لیے کھجوریں دیتے تھے سو ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرتے تھے پس کہتے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو دو دو کھجوریں جوڑ کر کھانے سے منع فرمایا مگر یہ کہ اجازت چاہے مرد تم میں سے اپنے بھائی سے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اکٹھے کھاتے ہوں تو دو دو کھجوروں کو جوڑ کر نہ کھائے اور اگر ساتھی اس کو اجازت دیں تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ ان کا حق ہے پس جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ ساقط کریں حق اپنا اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے مذہب کو جو مبہول چیز کے بہتہ کو جائز رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۲۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ كَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَامٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ اصْنَعْ لِي طَعَامَ خَمْسَةِ لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةِ وَأَبْصَرَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يَدْعُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا قَدْ اتَّبَعَنَا أَتَاذَنْ لَهُ قَالَ نَعَمْ.

۲۲۷۶۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد کو ابو شعیب کہا جاتا تھا اس کا ایک غلام قصاب تھا تو ابو شعیب نے اس کو کہا کہ میرے واسطے پانچ آدمی کا کھانا تیار کر شاید کہ میں حضرت ﷺ کی دعوت کروں اس حال میں کہ پانچویں پانچ کے ہوں یعنی چار آدمی ہوں اور پانچویں حضرت ﷺ اور حالانکہ اس نے حضرت ﷺ کے چہرے میں بھوک دیکھی تھی سو اس نے حضرت ﷺ کی دعوت کی تو ان کے ساتھ ایک آدمی اور ہولیا جس کی دعوت نہیں ہوئی تھی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے کیا تو اس کو اجازت دیتا ہے اس نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دوسرے کسی کو اجازت دے تو جائز ہے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہ سخت تر جھگڑا لو ہے ﴿وَهُوَ اللَّهُ الْخِصَامُ﴾

فائدہ: الالہ شدیدہ کو کہتے ہیں اور لہ کے معنی لڑائی کے ہیں یعنی سخت لڑاکا مشتق ہے لدیدین سے اور وہ گردن کی دونوں طرفیں ہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ جس طرح سے پکڑا جاتا ہے جھگڑے میں قوی ہوتا ہے اور بعض اس کے کچھ اور معنی کرتے ہیں۔ (فتح)

۲۲۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أُبَيْضَ الرَّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْآلُ الْخَصِمُ. بَابُ إِثْمٍ مِنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ

۲۲۷۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں زیادہ تر دشمن (ناپسندیدہ) لڑاکا جھگڑالو ہے۔

گناہ اس شخص کا جو جھوٹ اور ناحق میں جھگڑے اور حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ میں ناحق پر ہوں۔

۲۲۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةَ بَيَّابٍ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغُ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَدَقَ فَأَقْصِي لَهُ بِذَلِكَ فَمَنْ قَضَيْتَ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ فَلْيَتْرُكْهَا.

۲۲۷۸۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا سو حضرت عائشہ ان کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور بے شک میرے پاس جھگڑنے والا آتا ہے اور شاید کہ تم میں بعض آدمی سے بعض خوب تقریر کرتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں اس کے حق میں مقدمہ کو فیصل کرتا ہوں سو جس کے واسطے میں کسی مسلمان کے حق کا حکم کروں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے سو خواہ اس کو لے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ (فتح)

جب جھگڑا کرے تو برا کہے

بَابُ إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

فائدہ: یعنی باب ہے بیان میں مذمت اور گناہ اس شخص کے جو جھوٹنے کے وقت برا کہے اور گالی دے۔ (فتح)

۲۲۷۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جس میں وہ چاروں ہوں گی وہ نرا (پکا) منافق ہوگا اور جس میں ایک خصلت ان چاروں سے ہوگی تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو (صفت) ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے ایک تو یہ کہ جب بات کہے جھوٹ بولے اور دوسری یہ کہ جب وعدہ کرے تو خلاف کرے تیسری یہ کہ جب قول قرار کے تو دعا بازی کرے اور جب جھگڑا کرے تو برا کہے۔

۲۲۷۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بدلہ لینا مظلوم کا جس کا مال چھینا گیا ہے جب کہ پائے مال ظالم اپنے کا یعنی کیا مظلوم کو بقدر حق اپنے کے ظالم کا مال لینا درست ہے اگرچہ حاکم کا حکم نہ ہو اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے ظفر کے اور امام بخاری رحمہ اللہ اس کے اختیار کی طرف مائل ہوئے ہیں اس واسطے کہ وارد کیا اثر ابن سیرین کا موافق عادت اپنی کے بیچ ترجیح دینے کے ساتھ آثار کے اور ابن سیرین نے کہا کہ بدلہ لے اس سے اور اس نے یہ آیت پڑھی کہ اگر تم بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جتنی تم کو تکلیف پہنچی۔

بَابُ قِصَاصِ الْمَظْلُومِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ يُقَاصُّهُ. وَقَرَأَ ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ﴾.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی تجھ سے کچھ چھین لے تو اس کی مثل لے لے (فتح)

۲۲۸۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی حضرت علیؓ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت علیؓ بے شک ابوسفیان یعنی اس کا خاوند بخیل مرد ہے یعنی اس قدر خرچ نہیں دیتا کہ مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا

۲۲۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُزُورَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا

سُفَيَانَ رَجُلٌ مَيْسِكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أَطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالًا فَقَالَ لَا حَرَجَ عَلَيْكَ أَنْ تُطْعِمَهُم بِالْمَعْرُوفِ

مجھ پر گناہ ہے کہ اس کے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں یعنی بغیر اس کے کہ اس کو معلوم ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر گناہ نہیں یہ کہ کھلائے تو ان کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کا۔

فائدہ: اس حدیث میں اجازت ہے واسطے اس کے ساتھ لینے کے اپنے خاوند کے مال سے بقدر حاجت اپنی کے اور اس کی پوری شرح کتاب النفعات میں آئے گی ابن بطلان نے کہا کہ ہند کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے حق دار کو یہ کہ لے بقدر حق اپنے کے اس شخص کے مال سے جو نہ پورا دے اس کو حق اس کا یا انکار کرے اس سے۔ (فتح)

۲۲۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَبْعُنَا فَتَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فِيهِ فَقَالَ لَنَا إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَأَقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخَذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ.

۲۲۸۱۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ ہم کو بھیجتے ہیں سو ہم ایک قوم کے پاس اترتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ ﷺ اس میں کیا فرماتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی قوم کے پاس اترا کرو اور حکم ہو واسطے تمہارے کہ مہمان کو لائق ہے یعنی دستور کے موافق تمہاری مہمانی کریں تو قبول کیا کرو اور اگر ایسا نہ کریں تو لے لیا کرو ان سے حق مہمان کا۔

فائدہ: یعنی بقدر مہمانی کے ان کے مال سے لے لو بغیر ان کی اجازت کے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی ضیافت واجب ہے اور منزل علیہ اگر ضیافت نہ کرے تو اس سے زور اور قہر کے ساتھ لی جائے اور یہی قول ہے لیث کا مطلق اور خاص کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ جنگیوں کے سوائے گاؤں کے اور جمہور کہتے ہیں کہ ضیافت سنت مؤکدہ ہے اور اس باب کی حدیث کے انہوں نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ وہ مضطر پر محمول ہے پھر ان کو اختلاف ہے کہ کیا مضطر کو عوض لازم آتا ہے یا نہیں اور تحقیق گزر چکا ہے بیان اس کا آخر بیان لفظ میں اور ترمذی رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ یہ محمول ہے اس پر جو حاجت کے وقت کھانا خریدنا چاہے اور کھانے والا نہ دے تو جائز ہے اس کو یہ کہ لے اس سے ساتھ زور کے اور اس کی مانند بعض حدیثوں میں مفسر آچکا ہے دوسرا یہ کہ اول اسلام میں یہ حکم تھا اس وقت سلوک واجب تھا پھر جب ملک فتح ہوئے تو یہ حکم منسوخ ہوا اور دلالت کرتی ہے اس کے منسوخ ہونے پر یہ حدیث مسلم کی سچ حق مہمان کے کہ اس کی تکلیف کی ضیافت ایک دن رات ہے اور تکلیف

کی ضیافت بطور احسان کے ہے واجب نہیں اور یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد احسان سے پورا کرنا دن رات کا ہونا اصل ضیافت اور ایک حدیث میں ہے کہ جو مرد کسی قوم کا مہمان ہو اور وہ صبح تک بھوکا رہے تو واجب ہے مدد اس کی ہر مسلمان پر یہاں تک کہ لے ضیافت اپنی رات کی اس کی کھیتی اور اس کے مال سے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور یہ معمول ہے اس پر کہ جب کوئی چیز نہ پائے تیسرا یہ کہ یہ حکم ان لوگوں کے واسطے خاص ہے جو زکوٰۃ تحصیل کرنے کے واسطے امام کی طرف سے عامل بھیجے جاتے تھے سو جن کی طرف بھیجے جاتے تھے لازم تھا اور ان کے اتارنا اس کا بیچ مقابلے عمل ان کے کے جس کے وہ متولی تھے اس واسطے کہ نہیں تھا قیام واسطے ان کے مگر ساتھ اس کے حکایت کیا اس کو خطابی نے کہا اور یہ اس زمانے میں تھا جب کہ مسلمانوں کے واسطے بیت المال نہ تھا اور ابیر آج کے دن پس روزی عالموں کی بیت المال سے ہے چوتھا یہ کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل ذمہ کے اور تحقیق شرط کی عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہ مقرر کیا جز یہ شام کے نصاریٰ پر کہ جو مسلمان تمہارے پاس آئے اس کی ضیافت کرنا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ تخصیص محتاج ہے طرف خاص دلیل کی اور عمر رضی اللہ عنہ کے فعل میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ متاخر ہے زمانے سوال عقبہ کے سے اشارہ کیا ہے طرف اس کی نووی نے پانچواں یہ کہ مراد ان تاخذوا سے یہ کہ زبانوں سے ان کی عزت اتارو اور لوگوں میں ان کا عیب بیان کرو اور تعاقب کیا ہے اس کا مازی نے ساتھ اس کے کہ عزت اتارنی اور عیب ذکر کرنا مستحب شرع میں ترک کرنا اس کا ہے نہ کرنا اس کا اور سب جوابوں سے قوی تر پہلا جواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مسئلے ظفر کے اور یہی قول ہے امام شافعی کا پس جزم کیا ہے اس نے ساتھ جواز لینے کے اس چیز میں کہ ناممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ حاکم کے جیسا کہ اس کا حق دار منکر ہو یا نہ ہو گواہ واسطے اس کے وقت موجود ہونے جس کے پس جائز ہے نزدیک اس کے لینا اس کا اگر ظفر یاب ہو ساتھ اس کے اور لینا غیر اس کے کا بقدر اس کی اگر نہ پائے اس کو اور کوشش کرے قیمت ڈالنے میں اور نہ ظلم کرے اور اگر ممکن ہو حاصل کرنا حق کا ساتھ ذریعہ حاکم کے تو اصح تر نزدیک شافعیہ کے یہ ہے تو بھی لینا جائز ہے اور مالکیہ کے نزدیک خلاف ہے اور جائز رکھا ہے ان کو حنفیہ نے مثلی چیزوں میں سوائے قیمت والی چیزوں کے اس واسطے کہ اس میں ظلم کا خوف ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ محل جواز کا اموال میں ہے نہ عقوبات بدنہ میں واسطے بہت ہونے زیادتیوں کے بیچ اس کے اور مالوں میں بھی محل جواز کا اس وقت ہے جب کہ مامون ہو زیادتی سے مانند نسبت اس کی طرف چوری کی اور مانند اس کی۔ (فتح)

سقیفوں کے بیان میں

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّقَائِفِ

فائدہ: سقیفہ سائے دار مکان کو کہتے ہیں مانند مسافر خانے اور بیٹھک کی پاس گھر کے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ عام آمد و رفت کی جگہ میں بیٹھنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے گھر والے کو کہ بنائے مسافر خانہ یا سائے

دار مکان جب کہ راہ چلنے والوں کو ضرر نہ کرے۔ (فتح)

وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ
اور حضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب بنی ساعدہ کی
بیٹھک میں بیٹھے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹھک یعنی عام لوگوں کی آمد و رفت کی جگہ میں بیٹھنا درست ہے

۲۲۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ
حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ ح
وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي
عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ
عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
قَالَ حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ اجْتَمَعُوا فِي سَقِيفَةِ بَنِي
سَاعِدَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا
فَجِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ اصحاب بدستور اس بیٹھک میں بیٹھے رہے اور کرمانی نے کہا کہ مطابقت حدیث
کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ عام جگہوں میں بیٹھنا ظلم نہیں۔ (فتح)

بَابُ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ
خَشْبَةً فِي جِدَارِهِ

نہ روکے ہمسایہ اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار میں لکڑی

گاڑنے سے یعنی اگر ہمسایہ اس کے دیوار میں لکڑیاں

رکھنا چاہے یا لکڑی کی میخ گاڑنی چاہے تو اس کو نہ روکے

۲۲۸۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ نہ روکے ہمسایہ اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار میں لکڑی

گاڑنے سے تو لوگوں نے سر نیچے ڈالے پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تم کو اس سخت یا اس بات سے

منہ پھیرنے والے دیکھتا ہوں قسم ہے اللہ کہ میں البتہ اس

حدیث کو تمہارے موٹھوں کے درمیان پھینکوں گا یعنی اس کو

تم میں پھیلاؤں گا تا کہ تم غفلت سے جاگو اور اگر تم اس حکم کو

۲۲۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ

يَغْرِزَ خَشْبَةً فِي جِدَارِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو

هُرَيْرَةَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللَّهِ

لَأَرْمِينَ بِهَا بَيْنَ أَكْتَفَيْكُمْ.

قبول نہ کرو گے تو لکڑی کو تمہارے مونڈھوں کے درمیان
پھینکوں گا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر ایک کی دیوار ہو اور اس کا کوئی ہمسایہ ہو اور وہ اپنا شہتیر اس پر رکھے تو جائز ہے برابر ہے کہ مالک اجازت دے یا نہ دے اور اگر باز رہے تو جبراً کیا جائے اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق وغیرہ اہل حدیث کا اور ابن حبیب مالکی کا اور شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے اور اس کے جدید و قول ہیں مشہور یہ ہے کہ مالک سے اجازت لینی شرط ہے اور اگر نہ مانے تو اس پر جبر نہ کیا جائے اور یہی قول حنفیہ کا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے امر کو استحباب پر اور نہی کو تنزیہ پر واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان ان حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ مسلمان کا مال حرام ہے مگر اس کی رضا مندی سے وفيہ نظر کما سیاتی اور جزم کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ اور ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ساتھ قدیم قول شافعی رحمہ اللہ کے اور یہی اس کی نص ہے بویطی میں اور بیہقی نے کہا کہ نہیں پاتا میں سنن صحیحہ میں جو اس حکم کے معارض ہو مگر عموماً کہ نہیں مستحکم کہ اس کو خاص کرے اور تحقیق حمل کیا ہے اس کو راوی نے اس پر اور وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کی یہ اشارہ ہے طرف قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تم کو اس سے منہ پھیرنے والے دیکھتا ہوں اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عمل برخلاف مذہب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تھا اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو اصحاب رضی اللہ عنہم اس کی تاویل سے ناواقف نہ ہوتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منہ نہ پھیرتے پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ حکم اس کے برخلاف قرار پا چکا تھا تو البتہ نہ جائز ہوتا ان پر ناواقف ہونا اس حکم سے پس معلوم ہوا کہ انہوں نے امر کو اس باب میں استحباب پر حمل کیا اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ منہ پھیرنے والے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے اور یہ کہ وہ اتنے تھے کہ ان کی مثل حکم سے جاہل نہیں ہو سکتے اور کیوں جائز نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مخاطب غیر فقہاء ہوں بلکہ یہی بات مقرر ہے نہیں تو اگر اصحاب رضی اللہ عنہم یا فقہاء ہوتے تو ان کو ایسا خطاب نہ کرتے اور تحقیق قوی کیا ہے شافعی نے قدیم قول میں وجوب کے ساتھ اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ حکم کیا یعنی اس شخص پر جبر کیا کہ ہمسائے کو اپنے گھر سے فائدہ اٹھانے سے منع نہ کرے اور نہ مخالفت کی اس کی کسی نے اس کے ہم زمانوں سے پس ہوگا یہ اتفاق ان سے اوپر اس کے اور دعویٰ اتفاق کا اوپر اس جگہ اس سے مہلب کے دعویٰ سے اس واسطے کہ اکثر ہم عصر اس کے اصحاب رضی اللہ عنہم تھے اور اکثر احکام اس کے پھیل گئے تھے واسطے دراز ہونے خلافت ان کی کے اور یہ جو مہلب نے دعویٰ کیا کہ عمل اس کے برخلاف ہے تو اس دعویٰ میں شبہ ہے اس واسطے کہ بیہقی نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ بنی مغیرہ کے دو بھائیوں میں اس بات کا جھگڑا ہوا کہ انصار کے بہت لوگوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے

یہ حدیث فرمائی ہے تو اس حدیث کے موافق ان میں فیصلہ ہوا اور اسی طرح بیہوشی نے یحییٰ بن جعدہ تابعی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کہ اس پر جبر کیا گیا اور بعض نے قید کیا وجوب کو اس چیز کے ساتھ جب کہ پہلے ہمسائے سے اذن لے لیا ہو جیسا کہ بعض طریقوں میں اس کا ذکر آچکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جدارہ کی ضمیر صاحب شہتیر پر محمول ہے یعنی نہ رو کے اس کو یہ کہ رکھے شہتیر اپنا خود اپنی دیوار پر اگرچہ اس کو اس سے ضرر ہو واسطے منع ہونے روشنی کے مثلاً اور نہیں پوشیدہ بعد اس کا اور محل وجوب کا نزدیک قائل اس کے کہ یہ ہے کہ ہمسائے کو اس کی حاجت ہو اور نہ رکھے اس پر وہ چیز کہ ضرر پائے ساتھ اس کے مالک اور نہ مقدم کیا جائے مالک کی حاجت پر اور نہیں فرق ہے درمیان اس کے کہ محتاج ہو شہتیر کے رکھنے میں طرف سوراخ کرنے کی دیوار میں یا نہ ہو اس واسطے کہ شہتیر کا سر بند کرتا ہے سوراخ کو اور قوی کرتا ہے دیوار کو۔ (فتح)

راہ میں شراب گرانے کا بیان

بَابُ صَبِّ الْخَمْرِ فِي الطَّرِيقِ

فائدہ: یعنی راہ مشترکہ میں جب کہ یہ معین کرے راہ کو طرف دور کرنے مفسدی کے کہ قوی تر ہو اس مفسدی سے جو حاصل ہے اس کے گرانے سے۔ (فتح)

۲۲۸۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی جگہ میں ایک گروہ کا شراب پلاتا تھا اور تھا شراب ان کا اس دن فیض یعنی جو کچی کھجوروں سے بناتے ہیں سو حضرت رضی اللہ عنہ نے ایک پکارنے والے کو حکم کیا کہ پکار دے کہ خبردار ہو کہ تحقیق شراب حرام ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہا کہ نکل اور اس کو پھینک دے سو میں نے نکل کر اس کو پھینک دیا سو وہ مدینے کے کوچوں میں جاری ہوئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ ایک گروہ مقتول ہوا اور حالانکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں ہے ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور کام نیک کیے گناہ اس چیز میں کہ پہلے کھا چکے یعنی جو حرام ہونے سے پہلے کھا چکے وہ معاف ہے جب کہ اس کے بعد تقویٰ اختیار کیا۔

۲۲۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخُ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ قَالَ فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بَطْنِهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر سورہ مائدہ میں آئے گی اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ ڈالی گئی شراب راہ میں واسطے ظاہر کرنے کے ساتھ چھوڑنے اس کے کہ اور تاکہ مشہور ہو چھوڑنا اس کا اور یہ رائج تر ہے

مصلحت میں ایذا پانے سے ساتھ گرانے اس کے کے راہ میں۔ (فتح)

گھروں کے صحن اور ان میں بیٹھنا اور
راہوں پر بیٹھنا

بَابُ أَفْتِيَةِ الدُّوْرِ وَالْجُلُوسِ فِيهَا
وَالْجُلُوسِ عَلَى الصُّعْدَاتِ

فائدہ: یہ ترجمہ عقد کیا گیا ہے واسطے جواز گھیرنے اس کے ساتھ بنا کے اور اس پر جاری ہوا ہے عمل بیچ بنانے
ڈیوڑی کے گھروں کے دروازوں پر۔ (فتح)

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے
صحن میں مسجد بنائی اس میں نماز ادا کرتے تھے اور قرآن
پڑھتے تھے سوشرکین کی عورتیں اور لڑکے ان پر ازدحام
کرتے اس حال میں کہ اس سے خوش ہوتے تھے اور
نبی کریم ﷺ ان دنوں مکہ میں تھے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ فَأَبْتَنِي أَبُو بَكْرٍ مَسْجِدًا
بِفَنَاءِ دَارِهِ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ
فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ
وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ.

فائدہ: یہ حدیث ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر کے صحن رکھنے درست ہیں۔

۲۲۸۵۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ بچو راہوں کے بیٹھنے سے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا
کہ یا حضرت ﷺ ہم کو راہوں کے بیٹھنے سے کچھ چارہ نہیں
سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہیں
ہیں کہ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم وہاں کی نشست کے بغیر نہیں
مانتے تو راہ کا حق ادا کیا کرو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ راہ کا
حق کیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اجنبی عورتوں اور لوگوں
کے عیبوں سے آنکھ نیچے جھکانا اور لوگوں کی تکلیف دینے والی
چیز کا راہ سے دور کرنا یعنی اینٹ پتھر اور کانٹا دور کرنا اور سلام
کا جواب دینا اور نیک بات سکھانا اور بد کام سے روکنا۔

۲۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا أَبُو
عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ
عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ عَلَى
الطَّرَاقَاتِ فَقَالُوا مَا لَنَا بِذَلِكَ إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا
تَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ فَإِذَا أُبْيِتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ
فَاعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهَا قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ
قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ
وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ.

فائدہ: اور تحقیق ظاہر ہوا سیاق حدیث سے کہ نبی اس سے واسطے تنزیہ کے ہے تاکہ نہ ضعیف ہو بیٹھنے والا ادا حق
سے کہ اوپر اس کے ہے اور اشارہ کیا ساتھ آنکھ جھکانے کے سامنے ہونے سے واسطے فتنے کے ساتھ اس شخص کے
کہ گزرے ساتھ اس کے عورتوں وغیرہ سے اور اشارہ کیا ساتھ دور کرنے والی چیز کے طرف سلامت رہنے کی

طرف حقیر جاننے اور غیبت وغیرہ کی اور ساتھ جواب سلام کے طرف تعظیم طرف گزرنے والے کے اور ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے استعمال کرنا تمام ان چیزوں کا کہ مشروع ہیں اور ترک کرنا ان تمام چیزوں کا کہ مشروع نہیں اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ بند کرنا ویلوں کا بطریق اولیٰ ہے واجب نہیں اس واسطے کہ منع کیا حضرت ﷺ نے بیٹھے سے واسطے اکھاڑنے مادی کے سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم کو اس سے کچھ چارہ نہیں تو ذکر کیا واسطے ان کے مقاصد اصلہ کو واسطے منع کے پس معلوم ہوا کہ پہلی نہیں واسطے ارشاد کے ہے طرف اصلح کی اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ دور کرنا مفیدہ کا اولیٰ ہے کھینچنے مصلحت کے سے واسطے ندب کرنے حضرت ﷺ کے اول طرف ترک جلوس کی باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے اجر سے واسطے اس کے جو عمل کرے ساتھ حق راہ کے اور یہ اس واسطے ہے کہ احتیاط واسطے طلب کرنے سلامتی کے زیادہ تر مؤکد ہے طمع سے زیادتی میں اور باقی شرح اس کی کتاب الاستیذان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْآبَارِ عَلَى الطَّرِيقِ إِذَا لَمْ يُتَذَّ بِهَا
 فائدہ: یعنی جائز ہے کھودنا کنویں کا مسلمانوں کے راہ میں واسطے عام ہونے نفع کے ساتھ اس کے جب کہ نہ حاصل ہو ساتھ اس کے ایذا واسطے کسی کے ان میں سے۔ (فتح)

۲۲۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِنْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي فَنَزَلَ الْبِنْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّا لَنَافِي الْبَهَائِمِ لَا أَجْرًا فَقَالَ فِي كُلِّ ذَاتٍ كَبِدٌ رَطْبِيَّةٌ أَجْرٌ.

۲۲۸۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا تو اس کو سخت پیاس لگی تو اس نے ایک کنواں پایا وہ اس میں اترا پھر نکلا تو ناگہاں دیکھا کہ ایک کتا زبان باہر نکالے ہوئے پیاس سے کچھ کھاتا ہے سو اس مرد نے کہا کہ البتہ پہنچا ہے یہ کتا پیاس سے مثل اس چیز کو کہ میں پہنچا تھا سو وہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور کتے کو پلایا سو اللہ نے اس کی محنت ٹھکانے لگائی سو اس کو بخش دیا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا ہمارے واسطے چوپاؤں کے احسان میں ثواب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر جگر تر کے پانی پلانے میں ثواب ہے یعنی ہر جاندار کے احسان میں ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس مرد نے راہ میں

کنواں پایا پس معلوم ہوا کہ راہ میں کنواں کھودنا جائز ہے تاکہ عام لوگوں کو اس سے فائدہ ہو۔

تکلیف دینے والی چیز کو راہ سے دور کرنا

بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَى

وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تکلیف دینے والی چیز کا راہ سے دور کرنا صدقہ ہے یعنی اس میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے

فائدہ: اور اِمَاطَت کے صدقہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ سبب ہے طرف سلامت رہنے اس شخص کی جو گزرے ساتھ اس کے ایذا سے تو گویا کہ صدقہ کیا اس نے اوپر اس کے ساتھ اس کے پس حاصل ہوا واسطے اس کے ثواب صدقہ کا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بدی سے باز رہنا اپنی جان پر صدقہ ہے۔ (فتح)

بالا خانہ بنانا بلند اور غیر بلند چھتوں میں

بَابُ الْغُرْفَةِ وَالْعُلْيَةِ الْمُسْرِفَةِ وَغَيْرِ

الْمُسْرِفَةِ فِي السُّطُوحِ وَغَيْرِهَا

فائدہ: یہ جمع کرنے سے چار قسم ہوتا ہے بہ نسبت بلند اور نہ بلند ہونے اس کے کی اور بہ نسبت ہونے ان کے کی چھتوں میں اور غیر ان کے میں اور حکم بالا خانے بلند کا جواز ہے جب کہ امن ہو جھانکنے سے اوپر ستروں گھروں لوگوں کے اور اگر امن نہ ہو تو نہ جبر کیا جائے اوپر بند کرنے اس کے کے بلکہ حکم کیا جائے ساتھ نہ جھانکنے کے اور جو اس سے نیچے ہو اس کو حکم کیا جائے کہ اس سے حفاظت اور پردہ کرے۔ (فتح)

۲۲۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَطْمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَىٰ إِنِّي أَرَىٰ مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بَيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ.

۲۲۸۷۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مدینے کی بلندیوں سے ایک بلندی سے جھانکا پھر فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے درمیان فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

۲۲۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالا خانہ بلند بنانا درست ہے۔ (فتح)

۲۲۸۸۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو اس کی ہمیشہ حرص تھی کہ میں عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت ﷺ کی ان دو بیویوں کا حال پوچھوں جن کے حق میں اللہ نے فرمایا کہ اگر تم

۲۲۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

دونوں توبہ کرتیں تو اللہ خوش ہوتا البتہ ٹیڑھے ہوئے ہیں دل تمہارے سو میں نے ان کے ساتھ حج کیا سو وہ راہ سے پھرے تو میں بھی پانی کا برتن لے کر ان سے پھرا سو وہ پانچاٹھ بیٹھے پھر وہ آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر برتن سے پانی ڈالا سو انہوں نے وضو کیا تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی بیویوں سے وہ دونوں عورتیں کون ہیں جن کے حق میں اللہ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں توبہ کرو تو اللہ راضی ہو گا پس تحقیق ٹیڑھے ہوئے ہیں دل تمہارے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عجب ہے تجھ کو اے ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں (بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر تعجب اس سے کیا کہ یہ حال اس پر کس طرح پوشیدہ رہا باوجود مشہور ہونے اس کے کے نزدیک ان کے ساتھ تفسیر کے اور یا تعجب کیا حرص اس کی سے اوپر حاصل کرنے تفسیر کے ساتھ تمام طریقوں کے یہاں تک کہ بیچ نام رکھنے اس شخص کے جو مبہم کیا گیا ہے بیچ اس کے) پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کی پیشوائی کی کہ اس حال میں کہ اس کو بیان کرتے تھے یعنی پھر حدیث کو بیان کرنا شروع کیا تو کہا کہ میں اور میرا ایک ہمسایہ انصاری دونوں بنی امیہ کے قبیلے میں رہتے تھے اور ان کے گھر ان کے گاؤں میں تھے جو مدینے کی اونچی طرف واقع ہیں سو ہم حضرت علیؓ کے پاس باری باری جایا کرتے تھے سو ایک دن وہ جاتا تھا اور ایک دن میں سو جب میں جاتا تھا تو اس دن کی خبر امر وغیرہ سے اس کے پاس لاتا تھا یعنی جو حکم شرع کا نیا جاری ہوتا یا کوئی اور واقعہ ہوتا تو اس کے لاسناٹا تھا اور جب وہ جاتا تھا تو وہ بھی اسی طرح کرتا تھا اور ہم قریشی گروہ تھے ہمارا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ لَهُمَا إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا فَحَجَجْتُ مَعَهُ فَعَدَلُ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِالْإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ حَتَّى جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا فَقَالَ وَاعْجَبَنِي لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرَ الْحَدِيثَ يَسْأَلُهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ وَجَارًا لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَأَوَّبُ النَّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَانْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْأَمْرِ وَغَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَهُ وَكُنَّا مَعَشَرَ قُرَيْشٍ تَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاءُ وَهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذُونَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ فَضِضْتُ عَلَى أَمْرَاتِي فَرَاَجَعْتَنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللَّهِ إِنْ أَزْوَاجَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُرَاجِعْنَهُ وَإِنْ
إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرَهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ
فَأَفْرَعْنِي فَقُلْتُ خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ
بِعَظِيمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَى نِيَابِي فَدَخَلْتُ
عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَيْ حَفْصَةُ اتَّعَاضِبُ
إِحْدَاكُنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ
خَابَتْ وَخَسِرَتْ أَفْتَأَمْنُ أَنْ يَغْضَبَ اللَّهُ
لِغَضَبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَهَلِكَيْنِ لَا تَسْتَكَثِرُنِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِيهِ فِي
شَيْءٍ وَلَا تَهْجُرِيهِ وَاسْأَلْنِي مَا بَدَأَ لَكَ
وَلَا يَغُرُّكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكَ هِيَ أَوْضًا
مِنْكَ وَأَحَبَّ إِلَي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ وَكُنَّا تَحَدَّثُنَا أَنَّ
غَسَّانَ تَعْلُ الْبَعَالِ لِعِزُّوْنَا فَتَزَلَ صَاحِبِي
يَوْمَ نَوَيْتِهِ فَرَجَعَ عِشَاءً فَضْرَبَ بَابِي ضَرْبًا
شَدِيدًا وَقَالَ أَنَايْمُ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ
إِلَيْهِ وَقَالَ حَدَّثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هُوَ
أَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلَّ أَعْظَمُ مِنْهُ
وَأَطْوَلُ طَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نِسَاءً هُ قَالَ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ
وَخَسِرَتْ كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ
يَكُونَ فَجَمَعْتُ عَلَى نِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ
الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دستور تھا کہ ہم عورتوں پر غالب ہوتے تھے سو جب ہم مدینے
میں انصار کے پاس آئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک
گروہ ہے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہوتی ہیں تو ہماری
عورتیں بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنے لگیں سو میں نے
ایک دن اپنی عورت پر آواز بلند کی یعنی میں نے اس کو گھورا تو
اس نے مجھ سے پھر کر کلام کیا تو مجھ کو برا معلوم ہوا کہ وہ مجھ
سے پھر کر جواب کرے تو اس نے کہا کہ تو کیوں برا مانتا ہے
کہ میں تجھ سے پھر کر جواب کروں پس قسم ہے اللہ کی کہ
حضرت عائشہؓ کی بیویاں تو البتہ آپ ﷺ سے پھر کر جواب
کرتی ہیں اور البتہ کوئی ان میں سے تمام دن حضرت عائشہؓ
سے جدا رہتی ہے سو میں اس کی کلام سے غناک ہوا سو میں
نے کہا کہ ناامید ہوئی جس نے یہ کام کیا ساتھ گناہ بڑے کے
پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حصہ بنی لیا یعنی اپنی بیٹی
کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اے حصہ بنی لیا کیا تم میں سے
کوئی حضرت عائشہؓ کو ناراض کرتی ہے تمام دن رات تک اس
نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ وہ ناامید ہوئی اور ٹوٹے میں
پڑی کیا وہ بے وقوف ہے اس سے کہ غضبناک ہو اللہ واسطے
غضبناک ہونے رسول ﷺ اپنے کے پس ہلاک ہوئے تو نہ تو
تو حضرت عائشہؓ سے بہت خرچ مانگا کر اور نہ آپ ﷺ سے
کسی بات میں پھر کر جواب کیا کر اور نہ آپ ﷺ سے جدا
ہوا کر اور جس چیز کی تجھ کو حاجت ہو مجھ سے مانگ لیا کر اور
نہ مغرور کرے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے بہت خوبصورت
ہے اور حضرت عائشہؓ کے نزدیک پیاری ہے مراد ان کی
حضرت عائشہؓ بنی لیا ہیں یعنی تو عائشہ بنی لیا کے حال سے مغرور
نہ ہو کہ اگر وہ ناز کی راہ سے کوئی بات کریں اور حضرت عائشہؓ

اس کو اٹھالیں تو تو بھی ایسا کرے شاید کہ تیری بات سے ناراض ہوں اور ہم آپس میں چرچا کرتے تھے کہ قبیلہ غسان ہماری لڑائی کے واسطے اپنے چوپاؤں کو نعلیں چڑھاتا ہے سو میرا ساتھی اپنی باری کو حضرت ﷺ کے پاس گیا اور عشاء کو پھر اس نے میرے دروازے کو سخت چوٹ ماری اور کہا کہ کیا وہ سوتا ہے سو میں گھبرایا کہ کیا معاملہ ہے سو میں اس کی طرف نکلا تو اس نے کہا کہ ایک بڑا معاملہ پیدا ہوا میں نے کہا کہ وہ کیا ہے غسان آیا ہے اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا اور دراز تر ہے حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی عمر بنی النضر نے کہا کہ محروم ہوئی حصہ بنی النضر اور نوٹے میں پڑی مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ معاملہ واقع ہوگا سو میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی تو حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں داخل ہوئے اور اس میں گوشہ پڑا سو میں حصہ بنی النضر کے پاس گیا تو ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ روتی ہیں تو میں نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو رولایا ہے کیا میں نے تجھ کو ڈرایا نہیں تھا کیا حضرت ﷺ نے تم کو طلاق دی ہے حصہ بنی النضر نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں حضرت ﷺ یہ بالا خانے میں ہیں سو میں وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آیا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس کے گرد بیٹھے ہیں کہ بعض ان میں سے روتے ہیں سو میں ان کے پاس تھوڑا سا بیٹھا پھر رنج اور قلق مجھ پر غالب ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے غلام سے کہا کہ عمر بنی النضر کے واسطے اجازت مانگ سو وہ اندر گیا اور حضرت ﷺ سے کلام کیا پھر باہر آیا تو کہا کہ میں نے تجھ کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا تھا تو آپ ﷺ چپ رہے یعنی آپ ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا

فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَهُ فَاعْتَزَلَ فِيهَا فَدَخَلَتْ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي قُلْتُ مَا يُبْكِيكِ أَوَلَمْ أَكُنْ حَذَرْتُكَ أَطْلَقَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَذْرِي هُوَ ذَا لِي الْمَشْرُبَةُ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمُنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي هُوَ فِيهَا فَقُلْتُ لِعَلَّامَ لَهُ أَسْوَدَ اسْتَأْذِنَ لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَأَنْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمُنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَذَكَرْتُ مِثْلَهُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمُنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْعَلَّامَ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنَ لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ مِثْلَهُ فَلَمَّا وَلِيتُ مُنْصَرِفًا فَإِذَا الْعَلَّامُ يَدْعُونِي قَالَ أَذِنَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالٍ حَصِيرٍ لَيْسَ لَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَرُ الرِّمَالِ بِجَنْبِهِ مُتَكِيٌّ عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشَوْهَا لِفُفٍّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ طَلَقَتْ نِسَاءً لَكَ فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَيَّ فَقَالَ لَا ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْتَأْنِسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعَشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا

قَدِمْنَا عَلَى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَذَكَرَهُ
 فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
 قُلْتُ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ
 فَقُلْتُ لَا يَغُرُّكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتِكَ هِيَ
 أَوْضًا مِنْكَ وَأَحَبَّ إِلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ أُخْرَى
 فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ
 بَصَرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا
 يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهْبَةِ ثَلَاثَةٍ فَقُلْتُ ادْعُ اللَّهَ
 فَلْيُوسِّعْ عَلَيَّ أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ
 وَسِعَ عَلَيْهِمْ وَأَعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا
 يَعْبُدُونَ اللَّهَ وَكَانَ مَتَكِنًا فَقَالَ أَوْفِي شِكِّ
 أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ أُولَئِكَ قَوْمٌ عَجَلْتُ
 لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرْ لِي فَأَعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ
 حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ وَكَانَ قَدْ
 قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ
 مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِينَ عَاتَبَهُ اللَّهُ فَلَمَّا
 مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ
 فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ
 لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّا أَصْبَحْنَا لِنَسِيعِ
 وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَعْذُهَا عَذًّا فَقَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ
 وَعِشْرُونَ وَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا

سو میں وہاں سے پھرا یہاں تک کہ میں منبر کے پاس والے
 لوگوں کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر غم اور قلق غالب ہوا سو میں آیا
 اور غلام سے اجازت مانگنے کے واسطے کہا تو ذکر کیا اس نے
 مثل پہلی بار کی پھر میں منبر کے پاس والوں کے ساتھ آ بیٹھا
 پھر غم مجھ پر غالب ہوا تو میں نے آکر غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ
 کے واسطے اجازت مانگ تو اس نے پہلی بار کی طرح ذکر کیا
 یعنی کہا کہ حضرت ﷺ نے کچھ جواب نہیں دیا سو جب میں
 پیٹھ دے کر چلا تو ناگہاں دیکھا کہ غلام مجھ کو بلاتا ہے اس نے
 کہا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو اجازت دی سو میں حضرت ﷺ
 کے پاس داخل ہوا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ
 چٹائی پر لیٹے ہیں اور چٹائی پر کوئی بچھونا نہ تھا تحقیق اثر کیا تھا
 چٹائی نے آپ ﷺ کے پہلو میں تکیہ کرنے والے تھے اوپر
 تکیہ چڑے کے کہ بھراؤ اس کا پتے کھجور کا تھا یعنی بجائے
 روٹی کے اس میں کھجور کا پوست بھرا ہو تھا سو میں نے
 آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں نے آپ ﷺ کو کہا اور
 حالانکہ میں کھڑا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی
 تو حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ میری طرف اٹھائی اور فرمایا کہ
 میں نے طلاق نہیں دی پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا
 اُس چاہتا تھا یعنی میں دیکھتا تھا کہ کیا حضرت ﷺ کا غصہ
 دور ہوا ہے یا میں سوچتا تھا کہ ایسی بات کہوں جس سے معلوم
 ہو کہ آپ ﷺ مجھ سے خوش ہیں یا نہیں یا ایسی بات کہوں کہ
 آپ ﷺ کا غصہ دور ہو جائے اور دل خوش ہو جائے یا
 حضرت ﷺ اگر آپ ﷺ توجہ فرمائیں تو میں ایک بات کہتا
 ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم قریشی گروہ تھے ہمارا دستور تھا کہ ہم
 عورتوں پر غالب ہوتے تھے پھر جب ہم انصار کی قوم کے

وَعِشْرَيْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَنْزِلَتْ آيَةُ
التَّخْيِيرِ فَبَدَأَ بِيْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ فَقَالَ إِنِّي
ذَا كَرِهْتُ لَكَ امْرَأًا وَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعَجَلِي
حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكَ قَالَتْ قَدْ أَعْلَمْتُ أَنَّ
أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِكَ ثُمَّ قَالَ
إِنَّ اللَّهَ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ
لِأَزْوَاجِكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَظِيمًا﴾ قُلْتُ أَفِي
هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَالدَّارَ الْآخِرَةَ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ فَفَلَّحْنَ مِنْهُ
مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

پاس آئے جن کی عورتیں مردوں پر غالب ہوتیں تھیں پھر باقی
قول کو ذکر کیا یعنی جیسا کہ اوپر گزرا تو حضرت ﷺ نے تبسم
فرمایا پھر میں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں بات کہوں اور میں
حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ نہ دھوکے میں
ڈالے تجھے یہ کہ تیری ہمسائی یعنی سوکن بہت خوبصورت ہے
تجھ سے اور بہت پیاری ہے نزدیک حضرت ﷺ کے یعنی
عائشہ رضی اللہ عنہا تو حضرت ﷺ نے دوسری بار پھر تبسم فرمایا سو
جب میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہنس پڑے تو میں بیٹھ گیا
پھر میں نے آپ ﷺ کے گھر میں نظر کی سو قسم ہے اللہ کی کہ
نہیں دیکھی میں نے آپ ﷺ کے گھر میں کوئی چیز کہ رد
کرے نظر کو یعنی نظر میں آئے سوائے تین کچی کھالوں کے سو
میں نے کہا کہ آپ ﷺ دعا کیجیے کہ اللہ آپ ﷺ کی امت
پر رزق کی فراخی کرے پس تحقیق روم اور فارس پر رزق کی
بہت فراخی ہوئی ہے اور ان کو دنیا کا بہت مال ملا ہے اور وہ
اللہ کو نہیں پوجتے اور حضرت ﷺ تمکینہ لگائے بیٹھے تھے تو فرمایا
کہ کیا تجھ کو شک ہے اے بیٹے خطاب کے! یہ لوگ ہیں کہ
جلدی دی گئیں ان کو ستھری چیزیں ان کی دنیا کی زندگی میں تو
میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ میرے واسطے
مغفرت کی دعا کیجیے پس گوشہ پکڑا حضرت ﷺ نے واسطے
اس حدیث کے جب کہ ظاہر کیا اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے طرف
عائشہ رضی اللہ عنہا کی یعنی اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے
ایک دن اپنی لونڈی ماریہ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں صحبت کی
اور وہ دن عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا تھا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے
آپ ﷺ کو صحبت کرتے دیکھ لیا تو حضرت ﷺ نے
حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اس بات کو چھپانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے

نہ کہنا تو حصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے بہت رنج ہوا جب حضرت رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا کہ حصہ رضی اللہ عنہا نے وہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر کر دی تو آپ بہت غضبناک ہوئے اور قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے نہایت غضبناک ہونے سے اوپر ان کے جب کہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہما کو عتاب کیا سو جب انتیس دن گزرے تو حضرت رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پہلے اس سے باری شریع کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ سے نے کہا کہ یا حضرت! آپ رضی اللہ عنہما نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ہمارے پاس نہ آئیں گے اور ہم نے صبح کی ہے ساتھ انتیس راتوں کے کہ گنتے ہیں ہم ان کو گنتا یعنی ابھی انتیس دن ہوئے ہیں مہینہ پورا نہیں ہوا تو حضرت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور وہ مہینہ اتفاقاً انتیس دن کا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو اختیار کی آیت نازل ہوئی یعنی جو سورہ احزاب کے چوتھے رکوع میں ہے کہ اے نبی کہہ دو اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور یہاں کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں تم کو اچھی طرح سے اور اگر تم اللہ اور رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تیار کر رکھا ہے واسطے نیک عورتوں کے ثواب بڑا تو حضرت رضی اللہ عنہما نے سب عورتوں سے پہلے مجھ سے اختیار کی بات شروع کی سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں یہاں تک کہ تو اپنے ماں باپ سے صلاح لے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ حضرت رضی اللہ عنہما سے جدا ہونے کا حکم نہ کریں گے پھر حضرت رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی

یا ایہا النبی قل لازواجک عظیما تک یعنی جس کے معنی ابھی گزر چکے ہیں میں نے کہا کہ کیا میں اس کام میں ماں باپ سے صلاح لوں یعنی اس میں ماں باپ کی صلاح میں کچھ حاجت نہیں میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں پھر حضرت ﷺ نے تمام بیویوں کو اختیار دیا تو انہوں نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح کہا یعنی سب بیویوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ مشربہ کے اس حدیث میں غرفہ عالیہ ہے یعنی بالا خانہ بلند پس مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ لانے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ وہ بالا خانہ بلند تھا اور جب بلند بالا خانہ کا بنانا درست ہے تو پست بالا خانے کا بنانا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

۲۲۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حَمِيدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَاءٍ هِ شَهْرًا وَكَانَتْ أَنْفَكْتُ قَدَمَهُ فَجَلَسَ فِي عُلْيَا لَهُ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ أَطَلَقْتَ نِسَاءً لَكَ قَالَ لَا وَلَكِنِّي آلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَتْ نِسْعًا وَعَشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلَى نِسَاءٍ هِ.

۲۲۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ ایلاء کیا اور آپ ﷺ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا تو حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں جا بیٹھے سو عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ان سے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن میں نے ان سے ایک مہینہ ایلاء کیا ہے تو حضرت ﷺ وہاں انتیس دن ٹھہرے پھر اترے اور پتی بیویوں کے پاس گئے۔

جو اپنے اونٹ کو بلاط یا مسجد کے دروازے

پر باندھے

بَابُ مَنْ عَقَلَ بَعِيرَهُ عَلَى الْبَلَاطِ أَوْ

بَابُ الْمَسْجِدِ

فائدہ: بلاط وہ پتھر ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس بچھائے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ او باب المسجد تو یہ اس سے استنباط کیا ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں آچکی ہے۔ (فتح)

۲۲۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ آتَيْتُ جَابِرَ

۲۲۹۰۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے پاس داخل

ہوا اور میں نے اونٹ کو بلاط کے ایک کنارے میں باندھا تو میں نے کہا کہ یہ ہے اونٹ آپ ﷺ کا تو حضرت ﷺ اونٹ کے گرد گھومنے لگے اور فرمایا کہ قیمت اور اونٹ تیرے واسطے ہے۔

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَذَخَلَتْ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ هَذَا جَمْلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ قَالَ التَّمَنُّ وَالْجَمَلُ لَكَ.

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ میں نے اونٹ کو بلاط کے کنارے میں باندھا اس واسطے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ جائز ہے جب کہ اس سے ضرر حاصل نہ ہو اور پوری شرح اس کی کتاب الشروط میں آئے گی۔ (فتح)

کسی قوم کی روٹی (کوڑا خانہ) پر کھڑا ہونا اور پیشاب کرنا ۲۲۹۱۔ حدیثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک قوم کی روٹی پر آئے سو کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

بَابُ الْوُقُوفِ وَالْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ ۲۲۹۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ لَقَدْ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور جائز ہے پیشاب کرنا روٹی پر اگرچہ کسی خاص قوم کی ہو اس واسطے کہ وہ تیار کی گئی ہے واسطے ڈالنے نجاستوں اور گندگیوں کے۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ الْغُصْنَ وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيقِ فَرَمَى بِهِ

۲۲۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا تو اس نے کانٹے کی شاخ راہ میں پائی سو اس نے اس کو راہ سے علیحدہ کر دیا تو اللہ نے اس کی قدر دانی کی سو اس کو بخش دیا۔

۲۲۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ.

فائدہ: معلوم ہوا کہ بندگان خدا کو رحمت رسانی اللہ کو نہایت پسند ہے اور ثابت ہوا کہ ادنیٰ نیک کام بھی خالص نیت سے ہوگا تو ہوگا مغفرت کا سبب اور نظر کی جائے اس ترجمہ میں اور جو پہلے تین باب سے گزر چکا ہے اور وہ امانۃ الاذی ہے اور وہ عام تر ہے اس باب سے واسطے نہ مقید ہونے اس کے کے ساتھ راہ کے اگرچہ مساوی ہیں بیچ فضیلت عموم دور کی گئی چیز کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تھوڑی نیکی سے بہت ثواب حاصل ہوتا ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب اس واسطے باندھا ہے تاکہ خیال نہ کیا جائے کہ پھینکنا کانٹے کا شاخ وغیرہ موذی چیزوں کا غیر کے ملک میں دست اندازی ہے بدون اس کی اجازت کے پس منع ہوگا پس مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یہ منع نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (فتح)

بابُ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي الطَّرِيقِ الْمِيْتَاءِ وَهِيَ الرَّحْبَةُ تَكُونُ بَيْنَ الطَّرِيقِ ثُمَّ يُرِيدُ أَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فَتُرِكَ مِنْهَا الطَّرِيقُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ.
جب اختلاف کریں راہ مینا میں اور وہ فراخی ہے جو راہ کے درمیان ہو پھر راہ کے مالک اس میں عمارت بنانی چاہیں تو اس سے راہ کے واسطے سات ہاتھ چوڑی زمین چھوڑی جائے۔

فائدہ: مینا بہت بڑے چوڑے راہ کو کہتے ہیں جس میں لوگوں کی آمد و رفت بہت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فراخ راہ ہے اور یہ پھر نا ہے امام بخاری رحمہ اللہ سے طرف خاص ہونے اس حکم کے ساتھ اس صورت کے کہ اس کو ذکر کیا اور تحقیق موافقت کی ہے اس کی طحاوی نے اوپر اس کے پس کہا کہ نہیں پانے ہم واسطے اس حدیث کے کوئی معنی اول حمل کرنے اس کے سے اوپر اس راہ کے کہ ارادہ کیا جائے ابتداء اس کی یعنی پہلے وہاں براہ نہ ہو بلکہ از سر نو وہاں راہ بنانے کا ارادہ ہو جب کہ اس کی ابتداء کرنے والے اس کی مقدار میں مختلف ہوں مانند اس شہر کی کہ اس کو مسلمان فتح کریں اور اس میں عام آمد و رفت کی راہ نہ ہو اور مثل زمین ویران کی کہ امام وہ زمین کسی کو آباد کرنے کے واسطے دے جب کہ ارادہ کرے وہ کہ اس میں آمد و رفت کے واسطے راہ ٹھہرائے اور مانند اس کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حدیث سے یہ ہے کہ راہ کے مالک آپس میں کسی چیز پر راضی ہوں تو جائز ہے واسطے ان کے یہ اور اگر جھگڑیں تو سات ہاتھ چوڑا ٹھہرایا جائے اور اسی طرح وہ زمین جو کھیتی کی جاتی ہو کہ جب اس کے مالک اس میں راہ بنانی چاہیں تو ان کو اس کی مقدار میں اختیار ہے اور اسی طرح راہیں جن میں آمد و رفت بہت کم ہو رجوع کیا بیچ اندازے اس کے کے طرف اس چیز کی کہ راضی ہوں اس پر ہمائے۔ (فتح)

۲۲۹۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ جَرِيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
۲۲۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت علیہ السلام نے جب کہ جھگڑا کریں راہ میں ساتھ چوڑائی سات ہاتھ کے۔

قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَشَاجَرُوا فِي الطَّرِيقِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعَ.

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ ہاتھ کے آدمی کا ہاتھ ہے پس اعتبار کیا جائے گا یہ ساتھ معتدل کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ ہاتھ کے عمارت کا ہاتھ ہے جو معروف ہے اور طبری نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ راہ مشترک کی مقدار سات ہاتھ ٹھہرائی جائے پھر اس کے بعد باقی رکھی جائے زمین واسطے ہر ایک کے شریکوں سے بقدر اس کے کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے اور نہ ضرر کرے غیر کو اور حکمت ساتھ سات ہاتھ راہ رکھنے میں یہ ہے کہ اس میں سواریاں اور بوجہ یعنی اونٹ گاڑی وغیرہ بخوبی آجائیں اور سارے اس چیز کو کہ نہ چارہ ہو ان کو ڈالنے اس کے سے نزدیک دروازوں کے اور ملحق ہے ساتھ عمارت والوں کے وہ شخص کہ خرید و فروخت کے واسطے راہ کے کنارے بیٹھے کہ اگر راہ سات ہاتھ سے زیادہ ہو تو نہ منع کیا جائے اس کو بیٹھنے سے زیادہ راہ میں اور اگر کم ہو تو منع کیا جائے تاکہ راہ آنے جانے والوں پر تنگ نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ النَّهْيِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ وَقَالَ
عِبَادَةُ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ لَا نَنْتَهَبَ
لوٹا بغیر اجازت مالک کے اور عبادہ نے کہا کہ ہم نے
حضرت ﷺ سے بیعت کی اس پر کہ نہ لوٹیں مال کسی کا
یعنی جیسا کہ جاہلیت میں رسم تھی کہ ایک دوسرے کا مال
لوٹ لیتے تھے۔

فائدہ: نہیں یہ ہے کہ غیر کا مال ظاہر الے بغیر چوری کے اور غیر کا مال لوٹنا جائز نہیں اور مفہوم ترجمہ کا یہ ہے کہ اگر مالک کی اجازت ہو تو جائز ہے اور محل اس کا مشترک چیز میں ہے مانند کھانے کی کہ کسی قوم کے آگے رکھا جائے تو ان میں سے ہر ایک کو جائز ہے کہ اپنے آگے سے لے اور غیر کے آگے سے نہ کھینچے مگر اس کی رضا مندی سے اور ساتھ ہی طرح کے تفسیر کیا ہے اس کو نخعی وغیرہ نے اور امام مالک رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے کہا کہ جو چیز کہ دہن دلہا پر ثار کرتے ہیں اس کا لوٹنا مکروہ ہے اس واسطے کہ وہ یا تو اس پر محمول ہے کہ اس کے مالک نے حاضرین کو اس کے لینے کی اجازت دی ہے پس ظاہر اس کا چاہتا ہے کہ اس میں سب کا حصہ برابر ہے اور لوٹ چاہتی ہے برابری کے خلاف کو اور یا اس پر محمول ہے کہ اس نے معلق کیا ہے تملیک کو اور اس چیز کے کہ حاصل ہو واسطے ہر ایک کے اور اس کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے اور اس کا زیادہ بیان کتاب الشریکۃ میں آئے گا۔ (فتح)

۲۲۹۴۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ
اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ جَدُّ أَبِي أُمَيَّةٍ
۲۲۹۳۔ عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا
حضرت ﷺ نے لوٹنے سے اور مثلہ کرنے سے۔

قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
النُّهْنِ وَالْمُثَلَّةِ.

فائدہ: مثلہ کہتے ہیں کسی کا ناک کان وغیرہ کا ٹائیہ دونوں امحرام ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو کسی کا مال
لوٹے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ لوٹنا حلال نہیں۔ (فتح)

۲۲۹۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا کہ نہیں زنا کرتا کوئی جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ
ایماندار ہو اور نہیں پیتا شراب کو جب کہ پیتا ہے اور حالانکہ وہ
ایماندار ہو اور نہیں چوری کرتا ہے جب کہ وہ چوری کرتا ہے
حالانکہ وہ ایماندار ہو اور نہیں لوٹتا کوئی چیز کہ اس میں لوگ
اس کی طرف آنکھیں اٹھائیں جب کہ وہ اس کو لوٹتا ہے اور
حالانکہ وہ ایماندار ہو یعنی اس میں زنا اور شراب خوری اور
چوری اور لوٹنے کی حالت میں ایمان نہیں ہوتا اور ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا کہ کھینچا جاتا ہے اس سے
نور ایمان کا۔

۲۲۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي
الْثَّيْتُ حَدَّثَنَا عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي
بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ
مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
وَلَا يَنْتَهَبُ نَهْيَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا
أَبْصَارُهُمْ حِينَ يَنْتَهَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنْ
سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا النَّهْيَةَ. قَالَ
الْفَرَبَرِيُّ وَجَدْتُ بِحَظِّ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَبُو
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَفْسِيرُهُ أَنْ يُنْزَعَ مِنْهُ
نُورُ الْإِيمَانِ.

فائدہ: اور سمجھی جاتی ہے اس حدیث سے تنہید اس کی ساتھ اجازت کے جیسا کہ اس کو ترجمہ میں مفید کیا ہے اس
واسطے کہ اٹھانا آنکھ کا طرف لوٹنے والے کی عادت میں نہیں ہوتا مگر وقت نہ ہونے اجازت کے اور پوری شرح اس
کی کتاب الحدود میں آئے گی۔ (فتح)

توڑنا صلیب کا اور قتل کرنا خنزیر کا۔

۲۲۹۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ اترے تم میں
عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بیٹے حکم عادل ہو کر سو توڑیں گے

بَابُ كَسْرِ الصَّلِيبِ وَقَتْلِ الْخَنْزِيرِ.
۲۲۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ
بْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ

صلیب اور قتل کریں گے سور کو اور موقوف کریں گے جزیہ کو اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔

عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخَنَزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَقْبِضَ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں آئے گی اور کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور اس کے یہاں لانے میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو سور کو مار ڈالے یا صلیب کو توڑ ڈالے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوتا یعنی اس کا بدلہ اس پر نہیں آتا اس واسطے کہ اس نے مامور یہ کام کیا ہے اور حضرت ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کو کریں گے اور جب اتریں گے تو ہمارے حضرت ﷺ کی شرع کا برقرار رکھیں گے جیسا کہ اس کی تقریر آئندہ آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ صلیب کا توڑنا اس وقت جائز ہے جب کہ ہو ساتھ لڑنے والے کافروں کے یا ذمی کافر کے (یعنی جو کافر مطیع اسلام ہو کر جزیہ دینا قبول کرے اور امام اس کو پناہ دے) جب کہ تجاوز کرے اس حد سے جس پر عہد واقع ہو اور جب نہ تجاوز کرے اور مسلمان اس کو توڑ ڈالے تو ہوگا تعدی کرنے والا اس واسطے کہ وہ اسی واسطے جزیہ ادا کرتے ہیں کہ ان کو اس پر برقرار رکھا جائے اور یہی بعید ہے اس میں بیچ توڑنے عیسیٰ علیہ السلام کے جب صلیب کو اس واسطے کہ وہ جزیہ کو قبول نہ کریں گے اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہماری شرع کے واسطے نسخ نہیں بلکہ ناخ ہماری ہی شرع ہے اوپر زبان نبی ہمارے کے واسطے خبر دینے حضرت ﷺ کے ساتھ اس کے اور برقرار رکھنے اس کے کے۔ (فتح) اور صلیب سولی کی صورت کو کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ نصاریٰ اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے گمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر مارے گئے ہر چند ابھی نصاریٰ سے جزیہ لینا درست ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نصاریٰ سے جزیہ قبول نہ کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کو قتل کریں گے۔

کیا توڑے جائیں برتن شراب کے اور پھاڑی جائیں مشکیں

بَابُ هَلْ تَكْسِرُ الدِّانُ الَّتِي فِيهَا الْخَمْرُ أَوْ تَحْرِقُ الزِّقَاقُ

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا کچھ حکم بیان نہیں کیا اس واسطے کہ معتبر اس میں تفصیل ہے پس اگر برتن اس قسم کے ہوں کہ ان میں سے شراب کو پھینکا جاسکتا ہو اور دھونے سے پاک ہو سکتے ہوں اور کام میں آسکتے ہوں تو ان کا تلف کرنا درست نہیں اور گویا کہ اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف توڑنے برتنوں کے طرف اس حدیث کی جو ترمذی نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یا حضرت ﷺ خریدی تھی میں نے شراب واسطے قیہوں کے جو

میری پرورش میں ہیں فرمایا پھینک دے شراب کو اور توڑ دے شراب کے برتن کو اور اشارہ کیا ساتھ پھاڑنے مشکوں کے طرف اس حدیث کی جو احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے چھری لے اور اس کے ساتھ بازار کی طرف نکلے اور اس میں شراب کی مشکیں تھیں جو شام سے لائیں گئی تھیں سو حضرت ﷺ نے اس چھری سے سب مشکیں پھاڑ ڈالیں پس اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس کی کہ اگر یہ دونوں حدیثیں ثابت ہوں تو حضرت ﷺ نے تو شراب کے برتن توڑنے اور مشکیں پھاڑنے کا اس واسطے حکم کیا تھا کہ ان کے مالکوں کو سزا ہو نہیں تو پاک کرنے کے بعد ان کو کام میں لانا ممکن ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث سلمہ رضی اللہ عنہا کی جو پہلی حدیث کے باب میں ہے۔ (فتح)

فَإِنْ كَسَرَ صَنْمًا أَوْ صَلِيبًا أَوْ طَنْبُورًا أَوْ مَا لَا يُنْتَفَعُ بِخَشَبِهِ وَأَتَى شَرِيعَ فِي طَنْبُورٍ كَسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ.

پس اگر توڑے بت کو یا صلیب کو یا طنبور کو یا اس چیز کو کہ اس کی لکڑی میں کام نہیں آتی ایک مرد نے دوسرے کا طنبور توڑ ڈالا تو وہ اس کو شریع قاضی کے پاس پکڑ لایا تو نہ حکم کیا اس نے بیچ اس کے ساتھ کسی چیز کے یعنی اس کو اس کا بدلہ کچھ نہ دلایا۔

فائدہ: یعنی تو کیا توڑنے اس کے سے ضامن ہوتا ہے یا نہیں یعنی اس کا بدلہ اس پر آتا ہے یا نہیں اور طنبور ایک آلہ معروف ہے ناچ رنگ کے آلات سے۔ (فتح)

۲۲۹۷۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ﷺ نے جنگ خیبر کے دن آگ جلتی دیکھی فرمایا کہ یہ آگ کس چیز پر جلتی ہے یعنی اس سے کیا پکاتے ہیں لوگوں نے کہا کہ گدھوں گھر کے پلے ہوؤں پر یعنی گدھوں کا گوشت پکاتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیگوں کو توڑ ڈالو اور گوشت کو پھینک دو لوگوں نے کہا کہ کیا ہم گوشت کو پھینک کر ان کو دھو نہ لیں فرمایا ان کو دھو ڈالو۔

۲۲۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مُخَلَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نِيرَانًا تَوْقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ عَلَى مَا تَوْقَدُ هَذِهِ النَّيِّرَانِ قَالُوا عَلَى الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ اكْسِرُوهَا وَأَهْرِقُوهَا قَالُوا لَا نَهْرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اغْسِلُوا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَانَ ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ يَقُولُ الْحُمْرُ الْإِنْسِيَّةُ يَنْصَبُ الْإِلْفُ وَالنُّونُ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اگر چاہا اللہ نے اور وہ موافق ہے اس چیز کو جس کی طرف میں نے ترجمہ میں اشارہ کیا تفصیل سے ابن جوزی نے کہا کہ مراد حضرت ﷺ کی جھڑکنا ہے ان کو بیچ پکانے

ان کے کے اس چیز کو جس کا کھانا منع ہے پھر جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کا اعتقاد مضبوط ہے تو صرف دھونے پر کفایت کیا اور اس میں رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ گدھوں کے برتن پاک نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کے دھو ڈالنے کی اجازت دی تو معلوم ہوا کہ ان کو پاک کرنا ممکن ہے۔ (فتح)

۲۲۹۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكُعْبَةِ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَسِتُّونَ نَصْبًا فَجَعَلَ يَطْعُمُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَجَعَلَ يَقُولُ ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ الْآيَةُ۔

۲۲۹۸۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے میں داخل ہوئے یعنی فتح کے دن اور نہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو ان کو اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ٹھوکر مارنے لگے اور فرمانے لگے کہ آیا حق اور نکل بھاگا جھوٹ آخر آیت تک۔

فائدہ: طبری نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے توڑنا آلات اور سازوں باطل کا اور اس چیز کا کہ نہیں صلاحیت رکھتی مگر باطل میں یہاں تک کہ اس کی مشکل دور ہو جائے اور اس کے اصل سے فائدہ اٹھایا جائے۔ (فتح)

۲۲۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ اتَّخَذَتْ عَلَى سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فِيهِ تَمَائِيلُ فَهَتَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نَمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا۔

۲۲۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے طاقچے / روشن دان پر پردہ ڈالا کہ اس میں تصویریں تھیں سو حضرت ﷺ نے اس کو پھاڑ ڈالا یعنی آپ ﷺ نے اس کو کھینچا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ ڈالا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے دو تکیے بنائے سو وہ دونوں گھر میں تھے حضرت ﷺ ان پر تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی اور اس حدیث میں اور اس حدیث میں کہ جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے تطبیق آگے آئے گی۔ (فتح)

باب مَنْ قَتَلَ دُونَ مَالِهِ۔ باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے مال کو بچانے کے سبب سے مارا جائے

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ دون اصل میں ظرف مکان ہے ساتھ معنی تحت کے اور مجازاً اسیت کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جو اپنے مال کے سبب سے اکثر اوقات لڑتا ہے تو سوائے اس کے نہیں کہ اپنے مال کو اپنے پیچھے یا نیچے کر لیتا ہے پھر لڑتا ہے۔ (فتح)

۲۲۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ۔

۲۳۰۰۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے مال کے آگے یعنی اپنے مال کو بچانے کے سبب سے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جو اپنے مال کے آگے مظلوم مارا جائے تو اس کے واسطے بہشت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کا مال ظلم سے چھینا جائے اور وہ اس کے بچانے کے سبب سے مارا جائے تو وہ شہید ہے اور ایک روایت میں اہل اور خون اور دین کا ذکر آیا ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قتل کرنا اس شخص کا جو ناحق مال چھیننے کا قصد کرے برابر ہے کہ مال تھوڑا ہو یا بہت اور یہی ہے قول جمہور کا اور اختلاف کیا ہے اس نے جس نے کہا کہ اس کو مار ڈالنا واجب ہے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ جب کوئی خفیف چیز طلب کرے تو جائز نہیں قرطبی نے کہا کہ سبب خلاف کا نزدیک ہمارے یہ ہے کہ کیا اذن بیچ اس کے یعنی اس کے مار ڈالنے کی اجازت دینی تغیر منکر کے باب سے ہے نہیں جدا ہوگا حال درمیان قلیل اور کثیر کے یا دفع ضرر کے باب سے ہے پس مختلف ہوگا حال اور ابن منذر نے شافعی رحمہ اللہ سے حکایت کی ہے کہ اگر کسی کے پاس مال یا جان یا اہل کا ارادہ کیا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ اس سے کلام کرے یا استغاثہ کرے پس اگر منع کیا جائے یا خود باز رہے تو اس کو اس سے لڑنا جائز نہیں تو اس کو جائز ہے کہ اس کو دفع کرے اگرچہ اس کے مار ڈالنے تک نوبت پہنچے اور نہیں ہے اس پر دیت اور نہ قصاص اور نہ کفارہ لیکن اس کو جان بوجھ کر اس کا مار ڈالنا جائز نہیں ہے اور ابن منذر نے کہا کہ جس پر اہل علم ہیں وہ یہ ہے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ دفع کرے اس چیز سے کہ مذکور ہوئی جب کہ بطور ظلم کے اس سے ارادہ کی جائے بغیر تفصیل کے مگر سب علماء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ بادشاہ اس سے مستثنیٰ ہے یعنی اگر وہ کسی کا مال ناحق چھیننے کا ارادہ کرے تو اس سے لڑنا درست نہیں واسطے حدیثوں کے کہ وارد ہیں ساتھ امر صبر کرنے کے اوپر ظلم اس کے کے اور چھوڑنے قیام کے اوپر اس کے اور فرق کیا ہے اوزاعی رحمہ اللہ نے درمیان اس حال کے کہ لوگوں کے واسطے اس میں جماعت اور امام ہے پس حمل کیا حدیث کو اوپر اس کے یعنی یہ حدیث اس

حالت پر محمول ہے اور لیکن اختلاف اور جدائی کی حالت میں پس اس میں کسی سے نہ لڑے اور رد کرتی ہے اوپر اس کے جو مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہے اس لفظ سے کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد آکر میرے مال کے چھیننے کا ارادہ کرے تو میں کیا کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو نہ دے اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈال اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ مجھ کو مار ڈالے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو شہید ہوگا اور اگر تو اس کو مار ڈالے تو وہ دوزخ میں جائے گا ابن بطلال نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تو اس ترجمہ کو ان بابوں میں اس واسطے داخل کیا تا کہ بیان کرے کہ جائز ہے واسطے انسان کے یہ کہ دفع کرے اپنی جان سے اور مال سے اور نہیں ہے کوئی چیز اوپر اس کے اس واسطے کہ جب وہ اس میں مارا جائے تو شہید ہوگا اور جب کہ اس کو مار ڈالے تو نہ تو اس پر قصاص ہے اور نہ دیت۔ (فتح)

بابُ إِذَا كَسَرَ قِصْعَةً أَوْ شَيْئًا لِّغَيْرِهِ
فَالْعَدْلُ: یعنی تو اس کی مثل کا ضامن ہوتا ہے یا قیمت کا یعنی رکابی (پیالہ) کی مانند رکابی دینی آتی ہے یا اس کی قیمت۔ (فتح)

۲۳۰۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو بیویوں میں سے ایک یعنی زینب رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کھانے کی ایک رکابی (پیالہ) بھیجی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کو ہاتھ مارا اور رکابی (پیالہ) کو توڑ ڈالا حضرت ﷺ نے اس کو جوڑا اور اس میں کھانے کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ کھاؤ تمہاری ماں کو غیرت آئی اور روک رکھا خادم کو اور رکابی کو یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت ﷺ نے ثابت رکابی (پیالہ) اس کو دی اور ٹوٹی ہوئی رکھ لی۔

۲۳۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَاءِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقِصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقِصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيهَا الطَّعَامَ وَقَالَ كُلُوا وَحَبَسَ الرَّسُولُ وَالْقِصْعَةَ حَتَّى فَرَّغُوا فَدَفَعَ الْقِصْعَةَ الصَّحِيحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فَالْعَدْلُ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے کہ برتن مانند برتن کے اور کھانا مانند کھانے کی ابن بطلال نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ نے اور کوفیوں نے اس شخص کے حق میں جو کسی کا اسباب یا حیوان ہلاک کر

ڈالے پس واجب ہے اور اس کے مثل اس چیز کی کہ اس نے ہلاک کی کہتے ہیں کہ نہ حکم کیا جائے ساتھ قیمت کے مگر وقت نہ مثل ہونے کے اور یہی ہے مشہور نزدیک ان کے اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے اس پر قیمت مطلق یعنی خواہ اس کی مثل موجود ہو یا نہ ہو اور ایک روایت میں اس سے مثل اول کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کو آدمی بنائے پس مثل ہے اور لیکن حیوان پس قیمت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر ماپنے یا تولنے کی چیز ہو تو واجب ہے قیمت نہیں تو واجب ہے مثل اور یہی ہے نزدیک ان کے اور ابن بطلان نے جو شافعی رحمہ اللہ کے قول کو مطلق بیان کیا ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ تو صرف مثل کا اس وقت حکم کرتا ہے جب کہ چیز کہ سب اجزاء مشابہ ہوں اور رکابی (پیالہ) پس وہ قیمت والی چیزوں سے ہے واسطے مختلف ہونے جڑوں اس کی کے اور جواب اس استدلال کا یہ ہے کہ جو حکایت کی ہے بھتی رحمہ اللہ نے کہ وہ دونوں کا بیان حضرت ﷺ کی تھیں دونوں بیویوں کے گھر میں پس سزا دی حضرت ﷺ نے توڑنے والی کو ساتھ اس طور کے کہ ٹوٹی ہوئی رکابی کو اس کے گھر میں رکھا اور ثابت رکابی (پیالہ) اس کی مصلحہ کو دی اور نہ تھی یہ تضمین یعنی یہ بدلہ نہیں تھا اور بر تقدیر اس کے کہ وہ دونوں کا بیان دونوں بیویوں کی تھیں تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو دونوں کے درمیان اصلاح اور درستی کو دیکھا ہو پس وہ دونوں اس کے ساتھ راضی ہوئیں اور احتمال ہے کہ یہ حکم اس وقت تھا جب کہ مال کے ساتھ بدلہ لیا جاتا تھا جیسا کہ پہلے گزرا پس توڑنے والی کو سزا دی ساتھ اس کے کہ اس کی رکابی دوسری کو دی میں کہتا ہوں کہ بعید کرتی ہے اس توجیہ کو تصریح ساتھ اس قول حضرت ﷺ کے کہ برتن مانند برتن کے اور پہلی توجیہ پس رد کرتا ہے اس کو یہ قول حضرت ﷺ کا ابن ابی حاتم کی روایت میں کہ جو کوئی چیز توڑے تو وہ واسطے اس کے ہے اور اوپر اس کے ہے مانند اس کی اور دارقطنی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پس یہ فیصلہ ہوا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہو یہ حکم عام واسطے ہر شخص کے کہ اس کو ایسا معاملہ واقع ہو اور باقی رہے گا دعویٰ اس کا جو اس کے قائل ہونے کا یہ عذر بیان کرتا ہے کہ وہ ایک معین واقعہ ہے اس کے واسطے عموم نہیں لیکن محل اس کو وہ ہے جب کہ ٹوٹے ہوئے کو فاسد کر ڈالے اور اوپر جب کہ ٹوٹنا خفیف ہو کہ اس کو درست کرنا ممکن ہو تو قصور کرنے والے پر دیت اس کی ہے اور اوپر مسئلہ کھانے کا پس وہ محتمل ہے کہ ہو باب معونت اور اصلاح سے سوائے پکا کرنے حکم کے ساتھ وجوب مثل کے بیچ اس کے یعنی کھانے کے اس واسطے کہ اس کی کوئی مثل معلوم نہیں اور حدیث کے طریقوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کھانے مختلف تھے واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے واسطے قول اپنے کے کہ جب چیز منصوبہ کی ذات متغیر ہو جائے ساتھ فعل غاصب کے یہاں تک کہ اس کا نام دور ہو جائے اور اس کو نفع بڑا ہو تو اصلی مالک کی ملک اس سے دور ہو جاتی ہے اور غاصب اس کا مالک ہو جاتا ہے اور واجب آتا ہے اس پر بدلہ اس کا اور اس استدلال میں شبہ ہے۔ (فتح)

جب کسی کی دیوار گرائے تو چاہیے کہ اسی کی
مانند بنائے

بَابُ إِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهُ

فائدہ: یعنی برخلاف اس کے جو مالکیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ اس کو اس کی قیمت لازم ہے۔ (فتح)

۲۳۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا کہ اس کا نام جرجہ تھا وہ نماز پڑھتا تھا سو اس کی ماں اس کے پاس آئی اور اس کو بلایا تو اس نے جواب دینے سے انکار کیا پس کہا کہ کیا میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھوں اور وہ دوسرے اور تیسرے دن پھر آئی تو بھی اس نے جواب نہ دیا تو اس کی ماں نے یوں کہا یعنی دعا کی کہ الہی اس کو مت مارنا یہاں تک کہ تو اس کو حرام کار عورتوں کا منہ دکھائے اور جرجہ اپنے عبادت خانے میں تھا تو ایک عورت نے کہا کہ میں البتہ جرجہ کو مصیبت میں گرفتار کروں گی سو وہ عورت اس کے سامنے آئی اور اس نے کلام کیا تو جرجہ نے اس کا کہنا نہ مانا تو پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اس کو اپنی جان پر قادر کیا پھر اس نے ایک لڑکا جتا تو اس نے کہا کہ یہ جرجہ کے لطف سے ہے تو لوگ جرجہ کے پاس آئے اور اس کا عبادت خانہ توڑ ڈالا اور اس کو وہاں سے اتارا اور اس کو برا کہا تو جرجہ نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور پھر لڑکے کے پاس آیا اور کہا کہ اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ چرواہا پھر لوگوں نے جرجہ کو کہا کہ کیا ہم تیرا عبادت خانہ سونے سے بنا دیں تو اس نے کہا نہیں مگر مٹی سے بنا دو۔

۲۳۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ جَرِيجٌ يُصَلِّيُ فَبَجَّاتُهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهَا فَقَالَ أُجِيبَهَا أَوْ أُصَلِّيْ ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتْ اللَّهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وَجُوهَ الْمُؤْمِسَاتِ وَكَانَ جَرِيجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ لَا فَتَنَنَّ جَرِيجًا فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمَكَّتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ جَرِيجٍ فَأَتَوْهُ وَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ فَأَنزَلُوهُ وَسَبَّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِي قَالُوا نَبِيُّ صَوْمَعَتِكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِينٍ.

فائدہ: اور جگہ ترجمہ کی اس حدیث سے یہی قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہم تجھ کو سونے کا عبادت خانہ نہ بنا دیں؟ تو اس نے کہا کہ نہیں مگر مٹی کا بنا دو اور اس سے پہلے کہا کہ اس نے عبادت خانے کو توڑ ڈالا تھا اور وجہ حجت کی ساتھ اس کے اس وجہ سے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ نہ آئے ہماری شرع میں

وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو جیسا کہ کئی بار گزرا لیکن جرتج کے قصے سے ترجمہ کے واسطے استدلال کرنے میں شبہ ہے اس واسطے کہ انہوں نے وہ چیز اس کے پیش کی جو بالاتفاق ان کو لازم نہیں یعنی سونے کا عبادت خانہ اور نہ جواب دیا جرتج نے ان کو مگر اس قول کے ساتھ کہ نہیں مگر مٹی سے سوا اشارہ کیا جیسا کہ آگے تھا اسی طرح بنا دوا بن منیر نے کہا کہ نہیں خلاف ہے اس میں کہ اگر ڈھانے والا اس کے بنانے کا التزام کرے اور اس کا مالک اس کے ساتھ راضی ہو تو جائز ہے اور پھر کہا کہ احتمال ہے کہ یہ جائز نہ ہو مالک کے قاعدے پر اس واسطے کہ فسخ کیا اس نے اس چیز کو کہ واجب تھی بالفعل اور وہ قیمت ہے طرف اس چیز کی کہ وہ متاخر ہے اور وہ اس کی عمارت ہے۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ہے شرکت کے بیان میں

کِتَابُ الشِّرْكَه

بَابُ الشِّرْكَه فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ
وَالْعُرُوضِ وَكَيْفَ قِسْمَةُ مَا يُكَالُ
وَيُوزَنُ مُجَازَفَةً أَوْ قَبْضَةً قَبْضَةً لِمَا لَمْ
يَرِ الْمُسْلِمُونَ فِي النَّهْدِ بَأْسًا أَنْ يَأْكُلَ
هَذَا بَعْضًا وَهَذَا بَعْضًا وَكَذَلِكَ مُجَازَفَةً
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْقِرَانِ فِي الثَّمَرِ.

باب ہے شرکت کا کھانے میں اور خرچ سفر میں
اسبابوں میں اور کس طرح بائٹا اس چیز کا کہ ماپی جاتی
ہے اور تولی جاتی ہے اندازے سے یا مٹھی مٹھی واسطے
دلیل اس چیز کے کہ نہیں دیکھا مسلمانوں نے خرچ سفر
کے ملانے میں ڈر کہ کچھ یہ کھائے اور کچھ وہ کھائے اور
اسی طرح تقسیم کرنا سونے اور چاندی کا اور جوڑنے کھجور کا

فائدہ: شرکت کے معنی شرع میں یہ ہیں کہ دو یا زیادہ آدمی اختیار سے اپنے مال کو ملا دیں واسطے حاصل کرنے نفع
کے اور کبھی حاصل ہوتی ہے شرکت بغیر قصد کے مانند مال وراثت کے (اور نہد کہتے ہیں کہ اس کو کہ چند آدمی سفر
میں اپنے خرچ کو آپس میں ملا لیں اور یہ کہ جو کہا کہ کس طرح ہے قسمت..... الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا جائز
ہے بائٹا اس کھانے اور خرچ کا یعنی بعد ملانے کے) اندازے سے یا ماپنے کی چیز کو ماپا جائے اور تولنے کی چیز کو
تولا جائے اور اشارہ کیا طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے مجازفۃ او قبضۃ قبضۃ یعنی برابر اور یہ جو کہا کہ واسطے اس
چیز کے کہ نہیں دیکھا اس میں مسلمانوں نے کچھ ڈر تو یہ اشارہ ہے طرف حدیثوں باب کی اور وارد ہوئی اس میں
ترغیب چنانچہ فرمایا کہ اپنے سفر کا خرچ نکالو کہ اس میں بہت برکت ہوتی ہے اور وہ بہت اچھی عادت ہے اور یہ جو
کہا کہ اسی طرح ہے اندازہ سونے کا ساتھ چاندی کے تو گویا کہ اس نے لاحق کیا ہے نقد کو ساتھ اسباب کے واسطے
علت جامع کے کہ ان کے درمیان ہے اور وہ مالیت ہے لیکن یہ تو صرف تمام ہوگا بیچ قسمت سونے کے ساتھ چاندی
کے اپہر بائٹا صرف سونے کا یا چاندی کا اندازے سے جس جگہ کہ واقع ہو اشتراک استحقاق میں تو یہ بالا جماع جائز
نہیں یہ بات ابن بطلال نے کہی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شرط کی مالک نے اس کے منع ہونے میں یہ کہ ہو

سونا چاندی سکے والا اور ہو معاملہ بیچ اس کے ساتھ گنتی کے اس بنا پر پس جائز ہے بیچنا اس چیز کا جو سوائے اس کے ہے اندازے سے اور اصول چاہتا ہے کہ منع ہو اور ظاہر کلام امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ وہ جائز ہے اور ممکن ہے یہ کہ دلیل پڑی جائے واسطے اس کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے بیچ مال بحرین کے اور جواب اس دلیل کا یہ ہے کہ بائنا عطاء اور بخشش کا حقیقت میں قسمت نہیں اس واسطے کہ وہ جدا کرنے سے پہلے لینے والوں کے ملک نہیں اور جو کہا کہ قرآنِ کریم میں تو یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جو مظالم میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۲۳۰۳۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمندر کے کنارے کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا اور وہ تین سو آدمی تھے اور میں بھی ان میں تھا سو ہم نکلے یہاں تک کہ ہم کچھ راہ میں پہنچے تو خرچ سفر کم ہوا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کے خرچ جمع کرنے کا حکم کیا تو سب خرچ جمع کیا گیا پس تھا مزدود (توشہ دان) کھجور کا اور تھے قوت دیتے ہم کو ہر دن تھوڑا تھوڑا یہاں تک کہ خرچ تمام ہوا سو نہ پہنچتی ہم کو مگر ایک ایک کھجور میں نے کہا کہ ایک کھجور تم کو کیا کام آتی ہوگی اس نے کہا کہ جب خرچ تمام ہوا تو ہم نے اس کو بھی نہ پایا پھر ہم سمندر کے پاس پہنچے تو ناگاہاں ہم نے دیکھی کہ ایک مچھلی ہے مثل ظرب کے سو اس لشکر نے اس سے اٹھارہ دن کھایا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کے دو پسلیوں کے کھڑا کرنے کا حکم کیا سو وہ کھڑی کی گئیں پھر ایک سواری کے تیار کرنے کا حکم کیا سو تیار کی گئی پھر وہ ان کے تلے سے گزر گئے اور ان کو نہ پہنچے۔

۲۳۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْنًا قَبْلَ السَّاحِلِ فَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَأَنَا فِيهِمْ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بَعْضَ الطَّرِيقِ لَقِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْجَيْشِ فَجَمَعَ ذَلِكَ كُلَّهُ فَكَانَ مَزُودِي تَمَرٍ فَكَانَ يَقْوَتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَبِي فَلَمْ يَكُنْ يَصِينَا إِلَّا تَمْرَةً تَمْرَةً فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَبَيْتٍ قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرْبِ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ذَلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضَلْعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تَصْنَهُمَا.

فائدہ: اور موافق باب کے یہ قول اس کا ہے کہ حکم کیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ جمع کرنے خرچ لشکر کے پس جمع کیا گیا اور داؤدی نے کہا کہ نہ تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اندازہ کرنے کا ذکر ہے اور نہ اس سے بچھلے میں اس واسطے کہ نہیں ارادہ کیا تھا انہوں نے آپس میں بیچ کرنے کا اور نہ بدل کرنے کا اور سوائے اس کے نہیں کہ فاضل

ہوتا ہے بعض ان کا بعض سے اگر لے امام ایک سے واسطے دوسرے کے اور جواب دیا ہے ابن تین نے اس طرح کہ مراد یہ ہے کہ خرچ جمع کرنے کے بعد سب کے حق اس میں مساوی ہو گئے تھے لیکن کیا انہوں نے اس کو بطور اندازے کے جیسا کہ عادت جاری ہے۔ (فتح)

۲۳۰۴۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں لوگوں کے خرچ تمام ہوئے تو انہوں نے آکر اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ ملے سو انہوں نے اس کو خریدی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ہے زندگی تمہاری بعد اپنے اونٹوں کے یعنی اگر اونٹ کھائے گئے تو ان کے بعد تم نہ بچو گے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یا حضرت! نہیں ہے زندگی بعد اونٹوں ان کے کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو پکارو کہ اپنے باقی خرچ لائیں تو اس کے واسطے چڑے کا ایک دسترخوان بچھایا گیا اور اس کو دسترخوان پر ڈالا سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور اس پر برکت کی دعا کی پھر ان کو فرمایا کہ اپنے برتن لے آؤ تو لوگوں نے دونوں ہاتھ سے لینا شروع کیا یہاں تک کہ فارغ ہوئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: اور مطابقت اس باب کی اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کا خرچ جمع کیا اور اس میں برکت کی دعا کی اور مطابقت اس کی باب سے ظاہر ہے اس واسطے کہ لوگوں کا اس خرچ سے لینا بغیر قیمت مساوی کے تھا اور پوری شرح اس کی کتاب الجہاد میں آئے گی۔

۲۳۰۵۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم اونٹ ذبح کرتے تھے پھر دس حصوں میں بانٹا جاتا تھا پھر کھاتے

۲۳۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَّاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

تھے ہم گوشت بھنا ہوا پہلے غروب ہونے سورج کے۔

قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَتَنَحَّرُ جَزُورًا فَتَقْسِمُ عَشْرَ قِسْمٍ لِنَآكُلَ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ہم اونٹ ذبح کرتے تھے اور اس کو دس حصوں پر بانٹنا جاتا تھا ابن تین نے کہا کہ رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شرکت اصل میں اور جمع ہونا حصوں کا قسمت میں اور ذبح کرنا اونٹ کا غنیمت سے اور حجت ہے اس پر کہ جو گمان کرتا ہے کہ اول وقت عصر کا وہ ہے جب کہ سایہ ہر چیز کا دوگنا ہو۔ (فتح)

۲۳۰۶۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک اشعری لوگ جب لڑائی میں محتاج ہوتے ہیں یا مدینے میں ان کے جو روڑے کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو ان کے پاس ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں پھر ایک برتن سے آپس میں برابر بانٹتے ہیں سو وہ میرے طریقے پر ہیں میں ان سے راضی ہوں۔

۲۳۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أَسَامَةَ عَنْ بَرِيدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أُرْمِلُوا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عَنْدهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ.

فائدہ: یعنی اختیار کیا انہوں نے میرے فعل کو اس مواساة اور سلوک میں نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنی اس کے مبالغہ کرنا ہے بچ متحد ہونے طریقے دونوں کے اور خرچ کرنے ان دونوں کے بچ بندگی اللہ کے اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے واسطے اشعری لوگوں کے جو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قوم ہے اور حدیث بیان کرنا مرد کا ہے ساتھ مناقب اپنے کے اور جائز ہونا ہبہ مجہول چیز کا اور فضیلت مقدم کرنے کی غیر کو اوپر اپنے اور سلوک کرنا اور استحباب ملانا خرچ کا سفر میں اور وطن میں۔ (فتح)

جو چیز کہ دو شریکوں میں ہو تو وہ آپس میں رجوع کریں ساتھ برابری کے صدقہ کرنے میں

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَا جَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فِي الصَّدَقَةِ ۲۳۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثَمَامَةُ

۲۳۰۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے زکوٰۃ کا حکم نامہ لکھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں

پر فرض کیا تھا اور جو نصاب کہ دو شریکوں کے درمیان ہو تو وہ رجوع کریں آپس میں برابری کے ساتھ یعنی کمی و بیشی کا آپس میں حساب کر لیں۔

بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَا جَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ.

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور مقید کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں ساتھ صدقہ کے واسطے وارد ہونے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ رجوع کرنا نہیں صحیح ہے درمیان دو شریکوں کے گردنوں میں ابن بطلان نے کہا کہ فقہ اس باب کی یہ ہے کہ دو شریک جب کہ اپنا اس المال آپس میں ملا لیں تو مشترک ہو گا نفع درمیان ان دونوں کے پس جو خرچ کرے شرکت کے مال سے زیادہ تر اس چیز سے کہ خرچ کیا ہے اس کے ساتھی نے تو آپس میں رجوع کریں وقت بانٹنے کے بقدر اس کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ہے کہ بکریوں میں دو شریکوں کو ساتھ رجوع کرنے میں آپس میں اور حالانکہ وہ دونوں شریک ہیں پس معلوم ہوا کہ جس قسم کے دو شریک ہوں سب کا یہی حکم ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس طرح کہ جو رجوع کرنا کہ بکریوں کے دو شریکوں کے درمیان واقع ہوا ہے وہ تقسیم نفع کے قبیل سے نہیں بلکہ وہ ہلاک کی ہوئی چیز کا ڈانڈ (جرمانہ) ہے اس واسطے کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ جس نے نہیں دیا اس نے ہلاک کیا مال اس شخص کا جس نے دیا جب کہ دیا اس نے حق کے بدلے جو اس کے غیر پر واجب تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو تلف کرنے والا فرض کیا جائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو غیر کی طرف سے حق واجب کرے تو جائز ہے اس کو رجوع کرنا غیر پر اگرچہ اس غیر نے اس کو ادا کرنے کی اجازت نہ دی ہو یہ بات بھی ابن منیر نے کہی ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ صحت اس کی موقوف ہے اوپر نہ ہونے اجازت کے اور یہ اس جگہ محتمل ہے پس نہ تمام ہو گا استدلال ساتھ قائم ہونے احتمال کے۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ

باب ہے بیان میں بانٹنے بکریوں کے یعنی ساتھ گنتی کے ۲۳۰۸۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ذوالحلیہ میں تھے تو لوگوں کو بھوک پہنچی یعنی بھوک لگی سو وہ اونٹوں اور بکریوں کو پہنچے اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے سو انہوں نے جلدی کی اور ان کو ذبح کیا اور دیکیں چڑھائیں تو حضرت ﷺ نے دیکوں

۲۳۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ بْنِ خَدِيجٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْيِ الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ

کے لانے کا حکم کیا سو الٹائی گئیں پھر حضرت ﷺ نے غنیمت بانٹی سو دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر کیں تو ان میں سے ایک اونٹ بھاگا سولوگ اس کے پکڑنے کے واسطے پیچھے دوڑے سو اس نے ان کو تھکایا لوگوں میں گھوڑے کم تھے تو ایک مرد نے اس کو تیر مار اسوائے کو اللہ نے روکا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ واسطے ان چوپاؤں کے تقرب رکھنے والے ہیں آدمیوں سے مانند قوت رکھنے والے جنگلی جانوروں کی سو جب کوئی اونٹ ان میں سے ان پر غالب ہو تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں دشمن سے کل کو یعنی شاید کل کفار سے مقابلہ ہوگا اور نہیں ہیں ہمارے ساتھ چھریاں کیا ہم کپانچ (چیرے ہوئے بانس کی تیز جھیل) سے ذبح کر لیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز کہ خون کو بہائے یعنی خواہ لوہا ہو یا کچھ اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اس کو کھاؤ سوائے دانت اور ناخن کے اور بیان کروں میں تم سے حال ہر ایک کا لیکن دانت پس ہڈی ہے اور اپر ناخن پس چھریاں ہیں جیشیوں کی۔

فَأَصَابُوا إِبِلًا وَغَنَمًا قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرِيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجَلُوا وَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُورَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِفَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشْرَةً مِنَ الْغَنَمِ بَعِيرٍ لَفَتْ مِنْهَا بَعِيرٌ فَطَبَّوهُ فَأَعْيَاهُمْ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَأَهْوَى رَجُلٌ مِنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ لَمَّا غَلِبَكُمْ مِنْهَا فَأَصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا فَقَالَ جَدِّي إِنَّا نَرْجُو أَوْ نَخَافُ الْعَدُوَّ عَدَا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مَدَى أَفْتَدِ بِحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلُوهُ لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ وَسَاحِدُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعُظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ.

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے کہ بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا اور اس کی پوری شرح

کتاب الذبائح میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمَرِّيقِ الشَّرْكَاءِ
حَتَّى يَسْتَاذِنَ أَصْحَابَهُ

۲۳۰۹۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

جوڑنا کھجوروں کو درمیان دو شریکوں کے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے
۲۳۰۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ جوڑے آدمی دو کھجوروں کو یعنی دو دو کھجوریں اکٹھی کھائے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے۔

يَقْرُنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ جَمِيعًا حَتَّى
يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ.

۲۲۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَأَصَابَتْنا سَنَةٌ
فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ وَكَانَ ابْنُ
عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُولُ لَا تَقْرُونَا فَإِنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا
أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ.

۲۳۱۰- جبکہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم مدینے میں تھے سو ہم
کو قحط پہنچا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو کھانے کے واسطے کھجوریں
دیتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرتے تھے پس
کہتے تھے کہ دو دو کھجوریں جوڑ کر نہ کھاؤ اس واسطے کہ
حضرت ﷺ نے دو دو کھجوریں جوڑ کر کھانے سے منع فرمایا
مگر کہ اجازت لے تم میں سے کوئی مرد اپنے بھائی سے یعنی

اجازت لے کر کھا سکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اطعمہ میں آئے گی ابن بطال نے کہا کہ نہیں قرآن سے حسن ادب سے ہے
کھانے میں نزدیک جمہور کے یعنی اچھا طریقہ ہے حرام نہیں جیسا کہ اہل ظاہر کہتے ہیں اس واسطے کہ جو کھانے کے
واسطے رکھا جاتا ہے طریقہ اس کا طریقہ تعظیم کا ہے نہ جھگڑا واسطے مختلف ہونے کے کھانے میں لیکن اگر بعض بعض
سے زیادہ اختیار کریں تو یہ جائز نہیں۔ (فتح الباری)

الْحَمْدُ لِلَّهِ کہ ترجمہ پارہ نہم صحیح بخاری کا ختم ہوا اللہ تعالیٰ اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے (آمین)
وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

www.KitaboSunnat.com

- 620..... باب ہے نیک مرد کو مزدور ٹھہرانے کے بیان میں *
 622..... باب ہے قیراطوں کی مزدوری پر بکریاں چرانے کے بیان میں *
 623..... باب ہے مسلمان کے پائے جانے کے وقت ضرورت کے وقت کافر کا مزدور رکھنے کے بیان میں *
 باب ہے مزدور مقرر کرنے کے بیان میں جو بعد تین دن یا ایک مہینہ یا ایک برس کام کرے وقت مقررہ پر *
 625..... *
 626..... باب ہے جنگ میں مزدور رکھنے کے بیان میں *
 627..... باب ہے بدون ذکر کام کے وقت مقرر کر کے مزدور رکھنے کا بیان *
 628..... باب ہے دیوار گرنے والی کو درست کرانے کے لیے مزدور مقرر کرنے کے جواز کے بیان میں *
 629..... باب ہے آدھے دن تک اجارہ کرنے کے بیان میں *
 631..... باب ہے عصر کی نماز تک اجارہ کرنے کے بیان میں *
 631..... باب ہے مزدور کی مزدوری نہ دینے کے گناہ کے بیان میں *
 632..... باب ہے عصر سے رات تک اجارہ کرنے کے بیان میں *
 باب ہے مزدوروں کو مزدوری کر کے چھوڑ جانے اور اس کو مستاجر کے عمل سے زیادہ ہو جانے کے بیان میں *
 634..... *
 637..... باب ہے پیٹھ پر بوجھ اٹھانے کے لیے مزدور بننے اور اس کی مزدوری میں صدقہ کرنے کے بیان میں *
 637..... باب ہے دلالی کی مزدوری کے بیان میں *
 639..... باب ہے دار الحرب میں مشرک کی نوکری کرنے کے بیان میں *
 640..... باب ہے الحمد پڑھ کر دم کر کے مزدوری لینے کے بیان میں *
 644..... باب ہے غلام اور باندی کے خراج کے بیان میں *
 645..... باب ہے سینگی لگانے والے کے خراج کے بیان میں *

- باب ہے غلام کے مالکوں سے اس کے خراج کی تخفیف میں کلام کرنے والے کے بیان میں 646
- باب ہے زانیہ عورتوں اور لونڈی کی کمائی کے بیان میں 647
- باب ہے نر کے مادہ پر حست کرانے کی مزدوری کے بیان میں 648
- باب ہے اجارہ پر زمین دے کر ایک کے مرجانے کے بیان میں 649
- باب ہے حوالہ کے بیان میں 651
- باب ہے قرض کا کسی غنی پر حوالہ کرنے اور قرض خواہ کو اس کے قبول کرنے کے بیان میں 655
- باب ہے میت کے قرض کو کسی کے حوالے کرنے کے جواز کے بیان میں 655

کتاب الکفالة

- باب ہے ابدان وغیرہ کے ساتھ قرض اور دیون میں کفالہ کرنے کے بیان میں 658
- باب ہے ﴿والذین عاقدت ایمانکم﴾ کے بیان میں یعنی مہاجرین کا انصار سے بدون قرابت و ارث ہونا 662
- باب ہے میت کے قرض کے ضامن کے پھرنے کے ناجائز ہونے کے بیان میں 664
- باب ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک کافر کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امان دینے کے بیان میں 665
- باب ہے شریک کا وکیل بننے کے بیان میں 671
- باب ہے بیع الصرف اور موزوں کے بیان میں 674
- باب ہے چرواہے کی بکری مرتی کو ذبح کرنے اور وکیل کی چیز بگڑتی کو درست کرنے کے بیان میں 675
- باب ہے شاہد اور غائب کی وکالت کرنے کے جواز کے بیان میں 676
- باب ہے قرضوں کے ادا کرنے میں وکیل کرنے کے بیان میں 677
- باب ہے وکیل یا کسی قوم کے شفیع کو کوئی چیز بخشے کے جواز کے بیان میں 677
- باب ہے کچھ دینے کے لیے وکیل کرنے اور مقدار نہ بیان کرنے اور موافق دستور لوگوں کے دینے کے بیان میں 680
- باب ہے عورت کا نکاح میں امام کو وکیل بنانے کے بیان میں 681
- باب ہے وکیل کی کسی چیز کو چھوڑنے اور اس کو موکل کے جائز رکھنے اور اس کو وکیل کی مدت معین تک کسی قرض دینے کے بیان میں 682
- باب ہے وکیل کی فاسد شدہ بیع کے مردود ہونے کے بیان میں 685

- باب ہے وقف اور وقف کے نفقہ کے وکیل کرنے اور اس سے موافق دستور کے کھانے یا دوست اپنے کو کھلانے کے بیان میں 686
- باب ہے حدود میں وکیل کرنے کے بیان میں 687
- باب ہے ہدی کے اذنوں کی وکالت اور ان کی خبر گیری کے بیان میں 688
- باب ہے اپنے وکیل کو مناسب اس کی رائے کے مال خرچ کرنے کے اختیار دینے اور اس کے قبول کرنے کے بیان میں 688
- باب ہے خزانہ وغیرہ میں امین کے وکیل کرنے کے بیان میں 690

ابواب الحرث

- باب ہے کھیتی بونے اور درخت لگانے کی فضیلت کے بیان میں جب اس سے کھایا جائے 691
- باب ہے کھیتی کے ہتھیاروں کے ساتھ مشغول ہونے اور اس کی حد مقرر و مامور سے تجاوز کرنے سے ڈرانے کے بیان میں 692
- باب ہے کھیتی کے لیے کتار کھنے کے بیان میں 694
- باب ہے گائے بیل سے کھیتی کا کام لینے کے بیان میں 697
- باب ہے کھجوروں وغیرہ کی محنت اس کے میوے کی شرکت کرنے کے بیان میں 697
- باب ہے کھجور اور درخت کے کاٹنے کے بیان میں 698
- باب ہے خالی ترجمہ سے 699
- باب ہے نصف وغیرہ حصہ پر کھیتی کرنے کا بیان 700
- باب ہے مزارعت میں برسوں کی نیت نہ ٹھہرانے کے بیان میں 703
- باب ہے خالی ترجمہ سے 704
- باب ہے یہود کے ساتھ کھیتی کرنے کے بیان میں 705
- باب ہے مزارعت کی مکروہ شرطوں کے بیان میں 706
- باب ہے کسی قوم کے مال کے ساتھ ان کی بہتری کے لیے بدون ان کے اذن کے مزارعت کرنے کے بیان میں 706
- باب ہے صحابہ کے اوقاف اور خراجی زمین اور ان کی مزارعت وغیرہ کے بیان میں 709
- باب ہے غیر آباد زمین آباد کرنے کے بیان میں 710

- 712..... باب ہے خالی ترجمہ سے ❀
 باب ہے زمین کے مالک کا عامل کو برقرار رکھنے جب تک کہ اللہ برقرار رکھے اور مدت مقرر نہ کرنے ❀
 713..... اور باہم تراضی کے بیان میں ❀
 714..... باب ہے کھیتی اور میوے میں صحابہ کے باہم رفاقت کرنے کے بیان میں ❀
 718..... باب ہے سونے اور چاندی پر زمین کرایہ پر دینے کے بیان میں ❀
 720..... باب ہے خالی ترجمہ سے ❀
 721..... باب ہے کسی چیز کے بونے کے بیان میں ❀

کتاب المساقات

- 723..... باب ہے پانی پلانے کے بیان میں ❀
 باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اعتقاد کرتا ہے کہ پانی کا صدقہ کرنا اور اس کا ہبہ کرنا اور اس ❀
 723..... کے ساتھ وصیت کرنی جائز ہے ❀
 725..... باب ہے کہ پانی والا لائق تر ہے ساتھ پانی کے یہاں تک کہ وہ سیراب ہو جائے ❀
 باب ہے بیان میں کہ اگر کوئی کنواں کھودے اور کوئی اس میں گر کر مر جائے تو کھودنے والا اس کے ❀
 728..... خون کا ضامن نہیں ہوتا ❀
 729..... باب ہے کنویں کے بارہ میں جھگڑنا اور اس میں حکم کرنے کے بیان میں ❀
 729..... باب ہے جو مسافر کو پانی سے منع کرے اس کو کیا گناہ ہے کے بیان میں ❀
 730..... باب ہے نہروں کے بند کرنے کے بیان میں ❀
 731..... باب ہے اوپر والے کے نیچے والے سے پہلے پانی پلانے کے بیان میں ❀
 732..... باب ہے اوپر والے کے نچوں تک پانی پلانے کے بیان میں ❀
 734..... باب ہے پانی پلانے کی فضیلت کے بیان میں ❀
 736..... باب ہے حوض اور منک والے اپنے پانی میں زیادہ حق دار ہونے کے بیان میں ❀
 738..... باب ہے اللہ اور اس کے رسول کے لیے روند کے ہونے کے بیان میں ❀
 739..... باب ہے نہروں سے آدمیوں اور چارپایوں کے پانی پینے کے بیان میں ❀
 741..... باب ہے لکڑی اور گھاس کی بیج کے بیان میں ❀
 743..... باب ہے جاگیروں کے دینے کے بیان میں ❀

- 745..... باب ہے جاگیروں کے لکھنے کے بیان میں
- 746..... باب ہے پانی پر اونٹوں کے دھونے کے بیان میں
- 746..... باب ہے کہ کسی کا راستہ یا پانی باغ یا کھجوروں میں ہونے کے بیان میں
- 750..... کتاب ہے قرض لینے اور ادا کرنے اور روکنے اور مفلس کرنے کے بیان میں
- 750..... باب ہے کسی چیز کو ادھار پر خریدنے کے بیان میں
- 751..... باب ہے لوگوں کے مال ادا کرنے یا برباد کرنے کے ارادے پر لینے کے بیان میں
- 753..... باب ہے قرضوں کے ادا کرنے اور آیت ان اللہ یا مرم ان خود الامانات الخ کی تفسیر کے بیان میں
- 755..... باب ہے اونٹوں کے قرض لینے کے بیان میں
- 756..... باب ہے نرمی سے تقاضا کرنے کے بیان میں
- 757..... باب ہے قرض خواہ کے اونٹ سے بڑا اونٹ دینے کے بیان میں
- 757..... باب ہے اچھی طرح سے قرض ادا کرنے کے بیان میں
- 758..... باب ہے قرض دار کے حق سے کم ادا کرنے یا اس کے معاف کر دینے کے بیان میں
- 759..... باب ہے بدل کرنے یا اندازے سے قرض ادا کرنے کے جواز کے بیان میں
- 760..... باب ہے قرض سے پناہ مانگنے کے بیان میں
- 761..... باب ہے قرض دار کے جنازہ پڑھنے کے بیان میں
- 762..... باب ہے غنی تاجر کے ظالم ہونے کے بیان میں
- 762..... باب ہے حق دار کے سخت کلام کرنے کے جواز کے بیان میں
- 762..... باب ہے بائع اور قرض خواہ اور امانت رکھنے والے کو اپنے مال کو مفلس کے پاس پانے کے وقت اس کے زیادہ حق دار ہونے کے بیان میں
- 763..... باب ہے قرض خواہ کو کل وغیرہ تک دینے میں تاخیر کرنے اور اس کو درنگ نہ جاننے کے بیان میں
- 763..... باب ہے مفلس یا فقیر کا مال بیچنے اور اس کو اس کے قرض خواہوں کے درمیان بانٹنے یا اس کو اپنے خرچ میں لانے کے لیے دینے کے بیان میں
- 770..... باب ہے مدت معلوم تک کسی کو قرض دینے یا بیع کے مال کے دینے میں تاخیر کرنے کے بیان میں
- 771..... باب ہے قرض کی ضمانت کے ذریعہ سفر کرنے کے بیان میں
- 773..... باب ہے مال کے ضائع کرنے کے بیان میں

باب ہے غلام کے اپنے مالک کے مال میں حاکم ہونے اور اس کے اذن کے سوا کام نہ کرنے کے

بیان میں 775

کتاب ہے جھگڑوں کے بیان میں

باب ہے قرض دار کے حاضر کرنے اور مسلمان اور یہودی کی خصومت کے بیان میں 776

باب ہے بیوقوف اور کم عقل کے کام کا پھیرنے باوجود امام کے نہ روکنے کے بیان میں 778

باب ہے جھگڑنے والوں کے ایک دوسرے سے کلام کرنے کے بیان میں 780

باب ہے پہچاننے کے بعد گنہگاروں اور جھگڑنے والوں کو گھروں سے نکال دینے کے بیان میں 782

باب ہے میت کے طرف سے وصی کے دعوے کے بیان میں 783

باب ہے فساد کی باندھنے کے بیان میں 784

باب ہے حرم مکہ میں باندھنے اور قید کرنے کے بیان میں 784

باب ہے جھگڑالوؤں کے آپس میں چٹنے کے میں 785

باب ہے تقاضا کرنے کے بیان میں 786

کتاب ہے گری پڑی چیز کے اٹھانے کے بیان میں

باب ہے گری پڑی چیز کے مالک کے نشان بتانے کے وقت اس چیز کو اس کے دے دینے کا

بیان میں 787

باب ہے اونٹ گم ہوئے کے بیان میں 789

باب ہے گم ہوئی بکری کے بیان میں 792

باب ہے گر پڑی چیز کے مالک کا برس تک نہ ملنے کے بعد اٹھانے والے کی ہونے کے بیان میں 793

باب ہے دریا میں لکڑی یا کوڑے وغیرہ کے پانے کے بیان میں 794

باب ہے راہ میں کھجور پڑی پانے کے بیان میں یعنی اس کا کھانا جائز ہے 795

باب ہے نہ دوھا جائے جانور کسی کا بدون اس کے اجازت کے کے بیان میں یعنی بلا اجازت مالک

جانور کا دھونا جائز ہے یا نہیں 799

باب ہے بیان میں جب لفظ کا مالک ایک برس کے بعد آئے تو اٹھانے والا اس کو پھیر دے اس

واسطے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے 802

باب ہے کیا لے لفظ کو اور نہ چھوڑے اس کو اس حال میں کہ ضائع ہو یا لے اس کو وہ شخص جو اس

- 803 کا مستحق نہیں ہے کے بیان میں
- 805 باب ہے لقطہ کو شہرت دینے اور بادشاہ کو نہ دینے کے بیان میں
- 806 باب ہے خالی ترجمہ سے

ابواب المظالم والقصاص

- 807 باب ہے ظلم اور غصب کے بیان میں
- 808 باب ہے ظلموں کے بدلہ لینے کے بیان میں
- 809 باب ہے الایہ الالعت اللہ الخ کے بیان میں
- 809 باب ہے مسلمان کے مسلمان پر ظلم نہ کرنے اور ہلاکت میں نہ ڈالنے کے بیان میں
- 811 باب ہے اپنے بھائی ظالم یا مظلوم کی مدد کرنے کے بیان میں
- 811 باب ہے مظلوم کے مدد کرنے کے بیان میں
- 812 باب ہے ظالم سے بدلہ لینے کے بیان میں
- 813 باب ہے مظلوم کے معاف کرنے کے بیان میں
- 814 باب ہے قیامت کے دن ظلم کے سیاہیاں ہونے کے بیان میں
- 814 باب ہے مظلوم کی بددعا سے ڈرنے اور بچنے کے بیان میں
- 814 باب ہے کسی کے ظلم کیے ہوئے کو بخشے اور اس کے پھر بیان کرنے کے بیان میں
- 816 باب ہے مظلوم کے ظالم کو ظلم معاف کرنے کے بعد اس کے رجوع نہ کرنے کے بیان میں
- 817 باب ہے اس کو اجازت دینے یا معاف کرنے اور اندازہ بیان نہ کرنے کے بیان میں
- 817 باب ہے ظلم سے کسی کی زمین چھین لینے کے گناہ کے بیان میں
- 820 باب ہے آدمی کے دوسرے کو کسی چیز کے اذن دینے کے جواز کے بیان میں
- 820 باب ہے آیت و هو الدال الخصام کی تفسیر کے بیان میں
- 821 باب ہے جان کر جھوٹا جھگڑا کرنے کے گناہ کے بیان میں
- 821 باب ہے لڑنے کے وقت برا کہنے کے بیان میں
- 822 باب ہے ظالم کا مال ماپنے کے وقت مظلوم کا بدلہ لینے کا بیان
- 824 باب ہے سقائف یعنی سایہ دار مکانوں کے بیان میں
- 825 باب ہے ہمسایہ کو اپنے مکان میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکنے کے بیان میں

- 827..... باب ہے راستے میں شراب گرانے کے بیان میں
- 828..... باب ہے راستوں اور گھروں کے صحن میں بیٹھنے کے بیان میں
- 829..... باب ہے کسی کو ایذا نہ پہنچنے کے وقت راہ پر کنواں کھودنے کے بیان میں
- 830..... باب ہے ایذا دینے والی چیز کو راہ سے ہٹانے کے بیان میں
- 830..... باب ہے چھتوں میں بالا خانہ بلند وغیرہ کرنے کے بیان میں
- 837..... باب ہے بلاط یا مسجد کے دروازے پر اپنے اونٹ باندھنے کے بیان میں
- 838..... باب ہے کسی قوم کی اروڑی کے پاس کھڑے ہونے اور پیشاب کرنے کے بیان میں
- 838..... باب ہے راہ سے شاخ وغیرہ موذی چیز کو اٹھا کر پھینک دینے کے بیان میں
- 839..... باب ہے فراخ راہ میں عمارت بنانے اور سات گز زمین راستے کے لیے چھوڑنے کے بیان میں
- 840..... باب ہے بغیر اجازت مالک کے لوٹنے کے بیان میں
- 841..... باب ہے صلیب کے توڑنے اور خنزیر کے مار ڈالنے کے بیان میں
- 842..... باب ہے شراب کے برتن توڑنے اور مشکوں کے پھاڑے کے بیان میں
- 844..... باب ہے اپنے مال کے بچانے میں کسی کے مارے جانے کے بیان میں
- 846..... باب ہے کسی کی رکابی وغیرہ توڑنے کے بیان میں
- 848..... باب ہے کسی کی دیوار توڑنے کے بعد اور دیوار بنانے کے بیان میں
- باب ہے کھانے اور خرچ سفر اور اسباب شرکت اور روزنی یا کیلی چیز انکل یا مٹھی سے بانٹنے کے
- 850..... بیان میں
- 853..... باب ہے جو چیز کہ دو شریکوں میں ہو تو وہ آپس میں رجوع کریں ساتھ برابری کے صدقہ میں
- 854..... باب ہے بکریوں کے بانٹنے میں یعنی گنتی سے
- 855..... باب ہے جوڑنا کھجوروں کا درمیان دو شریکوں کے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے

